[illegible] کی مبارک [illegible] میں

ترتیب [illegible] عظیم تفسیر

دورِ حاضر کے تقاضوں کے عین مطابق

جلد ۳-۴

جدید

گلدستۂ تفاسیر

سورۃ الانفال تا سورۃ الحج

مرتب حضرت مولانا عبدالقیوم مہاجر مدنی

سرپرستِ خاص

شیخ المشائخ حضرت مولانا عبدالحفیظ مکی [illegible]

[illegible]

حضرت مولانا مفتی عبدالستار صاحب رحمہ اللہ

حضرت مولانا مفتی عبدالقادر صاحب رحمہ اللہ

حضرت مولانا قاری محمد [illegible] جامعہ [illegible]

حضرت علامہ ڈاکٹر خالد محمود صاحب مدظلہ العالی

مفسر قرآن حضرت مولانا محمد اسلم شیخوپوری مدظلہ

حضرت مولانا محمد موسیٰ کرماڑی مدظلہ العالی

اول مکمل تفسیر عثمانی

تفسیر مظہری

تفسیر عزیزی

تفسیر ابن کثیر

معارف القرآن

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع

معارف القرآن

حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلوی

تفسیر میرٹھی

مولانا عاشق الٰہی میرٹھی رحمہ اللہ

[illegible]

ادارہ تالیفاتِ اشرفیہ
چوک فوارہ ملتان پاکستان
(061-4540513-4519240)

گلدستہ تفاسیر

جملہ حقوق محفوظ ہیں

تاریخ اشاعت .... محرم الحرام ۱۴۲۸ھ

ناشر .... ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان

طباعت .... سلامت اقبال پریس ملتان

انتباہ

اس کتاب کی کاپی رائٹ کے جملہ حقوق محفوظ ہیں
کسی بھی طریقے سے اس کی اشاعت غیر قانونی ہے

قانونی مشیر

قیصر احمد خان

(ایڈووکیٹ ہائی کورٹ ملتان)

قارئین سے گذارش

ادارہ کی حتی الامکان کوشش ہوتی ہے کہ پروف ریڈنگ معیاری ہو۔ الحمد للہ اس کام کیلئے ادارہ میں علماء کی ایک جماعت موجود رہتی ہے۔ پھر بھی کوئی غلطی نظر آئے تو براہ مہربانی مطلع فرما کر ممنون فرمائیں تاکہ آئندہ اشاعت میں درست ہو سکے۔ جزاک اللہ

ملنے کے پتے

ادارہ تالیفات اشرفیہ، چوک فوارہ، ملتان — اسلامی کتاب گھر خیابان سرسید راولپنڈی
ادارہ اسلامیات انارکلی لاہور — دار الاشاعت اردو بازار کراچی
مکتبہ سید احمد شہید اردو بازار لاہور — مکتبہ قرآنیہ ... کراچی
مکتبہ رشیدیہ ... کوئٹہ — مکتبہ دار الاخلاص قصہ خوانی بازار پشاور

ISLAMIC EDUCATIONAL TRUST U.K 119-121 HALLIWELL ROAD
ISLAMIC BOOKS CENTRE BOLTON BL1 3NE U.K.

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عرض ناشر

الحمد للہ "گلدستہ تفاسیر" آپ کے ہاتھوں میں ہے اور یہ ضروری ہے کہ اس تفسیر کے مطالعہ سے قبل اس سے متعلق ہماری معروضات آپ کے نظر نواز ہو جائیں جس سے اس تفسیر کی خصوصیت اور اس کی تالیف کی مشکلات سے آپ کو آگاہی ہو۔

سب سے پہلی بات یہ ہے کہ یہ تفسیر چند متفرق تفسیری نکات اور چند مستند اکابرین یعنی حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ، قطب العالم حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ، حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ، شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنی رحمہ اللہ، حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب قاسمی رحمہ اللہ اور علامہ العصر حضرت مولانا شمس الحق افغانی رحمہ اللہ کے تفسیری افادات و نکات کا مجموعہ ہے۔

تو اس طرح اس تفسیر میں جو لکھا گیا ہے وہ سلف کی تفاسیر سے اقتباسات اور اکابرین علماء کے علوم و معارف کا انتخاب ہی ہے مرتب کی طرف سے اس میں ایک حرف بھی شامل نہیں کیا گیا۔

ہمارے والد ماجد حضرت مولانا حاجی عبد القیوم مہاجر مدنی دامت برکاتہم العالیہ نہ صرف یہ کہ صاحب نسبت بزرگ ہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے شیخ المشائخ حضرت مولانا عبد الغفور العباسی المدنی رحمہ اللہ سے اپنی اصلاح و تربیت کرائی اور چاروں سلاسل نقشبندیہ، قادریہ، چشتیہ، سہروردیہ سلسلوں میں ماشاء اللہ مجاز ہیں۔ اللہ کی طرف سے ان کو اس تفسیر کی تالیف و ترتیب کے دوران کئی ساری بشارات سے بھی مشرف فرمایا گیا ہے جو اس تفسیر کے مقبول عند اللہ ہونے اور مسلمانوں کے لئے نفع مند ہونے کی علامات ہیں۔

ان بشارات کے ساتھ ایک بشارت یہ بھی ہے کہ اس تفسیر کا کام مدینہ منورہ میں ہوا بلکہ بعض مقامات تو ایسے ہیں جن پر نظر ثانی وغیرہ تو مسجد نبوی (علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام) ہی میں ہوئی ہے اور یہ بات حصول برکت و قبولیت کا قوی وسیلہ ہے۔

اس تفسیر کیلئے حضرت والد صاحب دامت برکاتہم نے جس محنت سے کام کیا اور جس طرح ان کے اوقات میں برکت ڈال دی گئی اور بہت سے شاق مراحل میں بھی جس طرح غیبی امداد کے کرشمے دیکھے گئے ہیں ہم بجا طور پر اس کے منجانب اللہ ہونے کا یقین رکھتے ہیں۔ اللھم لک الحمد ولک الشکر

چونکہ یہ کام انتہائی عظیم اور بے حد احتیاط سے کرنے کا تھا اس لئے ہم نے پہلے تقریباً جلد اول شائع کی تا کہ اس پر اکابر علمائے کرام اور دیگر اہل علم حضرات کی آراء و اعتراضات اور تبصرے آجائیں چنانچہ الحمد للہ حضرات علمائے کرام نے بڑی فراخدلی اور علمی دیانتداری کے ساتھ اپنی آراء سے نوازا ہم تہہ دل سے ان کے مشکور ہیں (جزاہم اللہ تعالیٰ احسن الجزاء) اب ان حضرات کی رہنمائی کی روشنی میں ہم نے ترتیب و تالیف کا پورا کام کیا ہے جو کہ الحمد للہ اب یہ کام اکابر علماء کی ایک بڑی جماعت کا پسند فرمودہ اور مجوزہ کردہ ہے۔

بہر حال اپنی طرف سے اس کام میں بھر پور احتیاط کا اہتمام کیا گیا ہے مگر اہل علم اور خصوصاً تصنیف و تالیف کے شعبے سے وابستہ حضرات باخبر ہیں کہ اس راستہ کی مشکلات کیا ہوتی ہیں ایک نئی تصنیف کے مقابلہ میں مختلف اقتباسات کی ترتیب قدرے مشکل ہوتی ہے اس لئے اگر اصحاب علم اب بھی تفسیر کا کوئی مقام یا کوئی پہلو مشورہ کے قابل سمجھیں تو ہمیں ضرور اپنے مشورہ سے نوازیں اور جہاں کوئی بات صرف نظر کے قابل ہو تو وہاں اپنی شان کریمی سے نوازیں۔ بپوش گر خطائے بینی و طعنہ مزن کہ ہیچ نفس بشر خالی از خطا نبود

ہم نے اس کی اشاعت میں بھی ہر طرح کے حسن طباعت کو بھی پورا خیال رکھنے کی کوشش کی ہے تفسیر میں صحت و تمامی کی مناسبت سے متعدد جگہ مقامات کی نشاندہی کی ہے تاکہ قارئین کو بار بار مطالعہ اور ان کی اہمیت کی نشاندہی ہو سکے قدرے ہیں ہم سے جو کوتاہی ہوئی ہو ہم سے درگزر فرمائیں۔ آخر میں ہم اپنے محسن حضرت مولانا زاہد محمود قاسمی صاحب مدظلہ (مدرس دار العلوم عثمان) کے مشکور ہیں جنہوں نے گلدستہ تفاسیر کی ترتیب میں ہمارا بھر پور تعاون کیا اور طبع ہونے سے پہلے پورے مسودہ کو حرف بحرف پڑھا اللہ تعالیٰ ان کے عمر و علم میں برکت اور قبولیت عطا فرمائیں۔ آمین۔

موجودہ ایڈیشن قارئین کی سہولت کیلئے جلد ۳-۴ اور جلد ۵-۶ کو اکٹھا کر کے مکمل ۷ حصے پانچ جلدوں میں شائع کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ شرف قبولیت نصیب فرمائیں۔

محتاج دعاء محمد اسحٰق عفی عنہ محرم ۱۴۲۷ھ

فہرست عنوانات

سورۃ الانفال تا سورۃ ابراھیم

سورۃ انفال	۲۶	ابوجہل کی حماقت	۳۲	حضرت عمارؓ اور حضرت عبداللہؓ کی خبریں	۳۸
ظلم کی ابتداء	۲۶	قریشیوں کی تیاری اور روانگی	۳۳	حضرت حبابؓ کی رائے	۳۸
قتال کی اجازت	۲۶	شیطان کی کارروائی	۳۳	حضرت سعدؓ کا مشورہ	۳۸
ابتدائی لائحہ عمل	۲۶	جہیم بن صلت کا خواب	۳۳	حضور ﷺ کے لئے سایہ کی جگہ	۳۹
غزوہ بدر	۲۶	حضور ﷺ کی تیز روانگی	۳۴	سرداران قریش کے قتل ہونے کی نشاندہی	۳۹
کفر کی شکست	۲۷	حضور ﷺ کی دعا	۳۴	غزوہ بدر کی فضیلت و ثواب	۳۹
خود ساختہ خیال	۲۷	حبیب بن اساف	۳۴	قریشیوں کے جذبے	۳۹
مال غنیمت کا مالک اللہ ہے	۲۸	سواریوں کی کمی	۳۴	حکیم بن حزام	۳۹
فتح کمزوروں کی برکت سے ملتی ہے	۲۸	برکت کا مظاہرہ	۳۴	عمیر بن وہب کی جاسوسی	۳۹
مسلمانوں کے مختلف گروہوں کا خیال	۲۹	ابوسفیان اور قریشیوں کی خبر	۳۴	ابوسلمہ کی جاسوسی	۴۰
سچے جنتی مومن	۲۹	حضرات مہاجرین و انصار کے جذبات	۳۴	قریشی سرداروں کی بزدلی	۴۰
قتادہؓ اور امام ابوحنیفہؒ کا مکالمہ	۲۹	اللہ تعالیٰ حق کو غالب کرنا چاہتے تھے	۳۵	قریش کے نام حضور ﷺ کا پیغام	۴۰
جنت الفردوس کی دعا مانگو	۲۹	بے سروسامانی کا علاج	۳۵	حضرت سوادؓ کی خوش قسمتی	۴۱
جنت کے درجات	۲۹	میدان جنگ کا انتخاب	۳۶	حضور ﷺ کی تقریر	۴۱
فوجیوں کے انعام کے چار طریقے	۲۹	پہلی رات	۳۶	لڑائی کا آغاز	۴۱
جنت کے محلات کی قیمت	۳۰	جنگ میں نیند	۳۶	اس کے بعد دعا	۴۱
اللہ کی بات سنو اور وعدہ پر غور کرو	۳۰	بدر کے کنویں سے معلومات ملی	۳۷	حضرت عبداللہؓ کا مشورہ	۴۱
صحابہ کرام کی جاں نثاری	۳۱	دونوں جاسوسوں کی خبریں	۳۷	حضور ﷺ اپنے رب کے حضور میں	۴۱
غزوہ بدر	۳۱	ابوسفیان کا خوف اور مکہ پہنچنا	۳۷	فرشتوں کی آمد	۴۲
حضور ﷺ کی تیز روی	۳۱	بچنے کے بعد لشکر والوں کی طرف پیغام	۳۸	جبرئیل کی واپسی	۴۳
ابوسفیان نے خطرہ کی خبر مکہ بھیج دی	۳۲	اللہ کی مدد	۳۸	ابراہیم تیمی کی گواہی	۴۳
عاتکہ بنت عبدالمطلب کا خواب	۳۲	حضور ﷺ ساری رات نماز پڑھتے رہے	۳۸	فرشتے نے مدد کی	۴۳

انعامات جدا جدا ہیں	۴۳
خصوصی نزول	۴۳
حضرت عبداللہ اور حضرت ابو بکرؓ	۴۳
نزول قرآن کی وجہ	۴۳
مسلمانوں کے لئے مشکلات	۴۴
نیک مرد	۴۵
رحمت کا نزول	۴۵
غزوۂ بدر کی اہمیت	۴۵
مسلمان اور کافر کے دل کا فرق	۴۶
فرشتوں کے کام	۴۶
حضور ﷺ کی دعا قبول ہوئی	۴۶
لشکر اسلام [illegible]	۴۷
وہب کی بات	۴۷
میدان جنگ سے بھاگنا	۴۷
[illegible]	۴۸
بدر کے قیدیوں کا اعزاز	۴۹
بدر کے شہداء کی فضیلت	۴۹
[illegible] فیصلہ ہو گیا اب عبرت پکڑو	۴۹
منافقوں کی مشکلات	۵۰
دو بچوں کا کارنامہ	۵۰
ابوجہل کا سر	۵۱
خدا کی فرمانبرداری میں لگے رہو	۵۱
یہودیوں اور مشرکوں کی طرح نہ ہو	۵۱
جانوروں سے بدتر لوگ	۵۱
نااہل قوم	۵۲
اللہ کے [illegible]	۵۲
جس نے حضور ﷺ کے حکم کی تعمیل کی	۵۲
[illegible] کی مثال	۵۲
ظلم [illegible]	۵۳
[illegible]	۵۳
قوموں کو تنبیہ	۵۳
فتنہ کا مفہوم	۵۳

[illegible]	۵۴
خیانت سے بچو	۵۵
حضرت ابو لبابہؓ کا واقعہ	۵۵
[illegible] کے درمیان خیانت	۵۵
ایک صحابیؓ کی خیانت	۵۵
حضرت ابو لبابہؓ کے لئے بشارت	۵۵
حضرت ابو لبابہ کا دوسرا واقعہ	۵۶
[illegible] کا قصہ	۵۶
تقویٰ کا پھل	۵۷
دل کی بصیرت	۵۷
حضور ﷺ کی ہجرت	۵۷
حضرت علیؓ کی فضیلت	۵۸
کافروں کے جھوٹے دعوے	۵۸
ابوجہل کی دعا	۵۸
عذاب کو روکنے والی دو چیزیں	۵۹
کافروں کے ظاہری [illegible]	۵۹
مسجد کے متولی کی صفات	۶۰
[illegible]	۶۰
مشرکوں کی نماز	۶۰
بچوں اور پاگلوں کو مسجد سے دور رکھو	۶۰
مشرکین کی اقتصادی کارروائی	۶۰
ان کو حسرت ہی رہے گی	۶۱
اب بھی وقت ہے	۶۱
جہاد فی سبیل اللہ کا مقصد	۶۲
[illegible]	۶۲
حضرت عروہؓ کا خط	۶۲
جہاد کا [illegible]	۶۳
مسلمان [illegible]	۶۳
[illegible]	۶۴
[illegible]	۶۴
مال غنیمت کی تفصیل	۶۴
حضور ﷺ کی وفات کے بعد	۶۵

[illegible]	۶۵
حضور ﷺ کے قرابت دار	۶۵
حضور ﷺ کی تقسیم	۶۵
خادم سے بہتر چیز	۶۵
[illegible]	۶۶
[illegible]	۶۷
[illegible]	۶۷
[illegible] کا فرق	۶۸
[illegible]	۶۸
کھجور کی ایک شاخ [illegible]	۶۸
[illegible]	۶۸
خیانت [illegible]	۶۸
[illegible]	۶۸
[illegible] والی رات	۶۹
[illegible]	۶۹
[illegible] کا قصہ	۶۹
اللہ کی حمایت پر بھروسہ	۷۰
اللہ نے [illegible]	۷۰
حضور ﷺ کا خواب اور اس کی تعبیر	۷۰
مسلمانوں کی نظروں میں کافروں کی کمی	۷۰
ذکر اللہ کی تاثیر	۷۱
[illegible]	۷۱
[illegible]	۷۱
[illegible] کا ذکر	۷۱
[illegible]	۷۱
تفرقہ بازی کا نقصان	۷۲
کامیابی کی [illegible]	۷۲
کافروں کا غرور اور انجام	۷۲
[illegible] کی اہمیت	۷۲
ابوجہل کا تکبر	۷۳
شیطان کی کارروائی	۷۳
ابلیس [illegible] ابوجہل کی تسلیاں	۷۳

شیطان کا کافروں کی ہمت بڑھانا	۷۳	مسلمان دس گنا زیادہ دشمن پر غالب ہیں	۸۶	تلاوت کا طریقہ	۹۷
شیطانی زمانہ	۷۳	حضرت عمرؓ کی شہرت	۸۶	۹ھ کے بعد کے حالات اور اعلان براءت	۹۸
ابوجہل کا اعلان	۷۴	لڑائی ختم ہونے سے پہلے گرفتار کرنا حرام ہے	۸۷	حج اکبر	۹۸
شیطان کا ناکام ہونا	۷۵	بدر کے قیدیوں کا فیصلہ	۸۷	حضرت علیؓ کو بھیجنا	۹۸
شیطان کا خوف	۷۵	حضرت ابوبکرؓ کی رائے	۸۷	اعلان کس کے خلاف تھا	۹۹
بدبختوں کی چند مثالیں	۷۵	حضرت عمرؓ کی رائے	۸۸	معاہدہ پورا کرنے والے قبائل	۹۹
کافروں کی بھیانک حالت کی موت	۷۵	فیصلہ	۸۸	۹ھ کا حج اور اعلان عام	۹۹
نعمتیں کب چھینی جاتی ہیں	۷۶	اس فیصلہ کی ناپسندیدگی	۸۸	چار اہم اعلان	۱۰۰
قریشیوں کے حالات کی تبدیلی	۷۷	بدر کے ایک قیدی حضرت عباسؓ	۸۸	حرمت والے مہینے	۱۰۰
حضور ﷺ کے عہد کو توڑنے والے	۷۷	حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کی مثال	۸۹	زکوٰۃ سے بچنے والا اور نماز نہ پڑھنے والا	۱۰۰
قریظیوں کی ہلاکت	۷۸	سہیل بن بیضاء	۸۹	مشرک کو پناہ دینا	۱۰۰
عہد شکن اور بے ایمان بدترین جانور ہیں	۷۸	حضور ﷺ اور حضرت ابوبکرؓ رو رہے تھے	۹۰	اعلان براءت کی حکمت	۱۰۱
عہد پورا کرنے کا عجیب واقعہ	۷۸	مسلمانوں کی آزادی	۹۰	توہم پرست گمراہ	۱۰۲
دھوکے بازوں کو خبردار کر کے حملہ	۷۹	حضرت زینبؓ کا ہار	۹۰	کفر کے امام	۱۰۲
اس آیت کے نازل ہونے کا واقعہ	۷۹	ثمامہ بن اثال کا مسلمان ہونا	۹۱	بدعہد قوم سے اسلام کی جنگ ہے	۱۰۳
بنی قریظہ پر حملہ	۷۹	حضرت عمرؓ اور حضرت سعدؓ کی فضیلت	۹۱	جہاد فرض کرنے کی غرض	۱۰۳
یہودیوں نے دعوت قبول نہ کی	۸۰	قیدیوں کے بدلے مسلمانوں کی شہادت	۹۱	جہاد کی آیت اور حکمت	۱۰۳
کافروں کی کوئی تدبیر نہیں چل سکتی	۸۰	حضرت عباسؓ کا مسلمان ہونا	۹۲	امت محمدیہ کا مخلص گروہ	۱۰۳
آلات جہاد کی تیاری فرض ہے	۸۱	سزا نہ ہونے کی وجہ	۹۲	مسلمانوں سے خطاب	۱۰۴
حضور ﷺ کے دور میں منجنیق کا استعمال	۸۱	غنیمت کا مال حلال و پاکیزہ ہے	۹۳	مساجد کی آبادی	۱۰۵
گھوڑوں کی خصوصیت	۸۱	جو خلوص سے ایمان لائے	۹۳	مسجد بنانے کی فضیلت	۱۰۵
سامان جنگ کی فضیلت	۸۱	حضرت عباسؓ کو بہت سا مال دیا	۹۳	گمشدہ چیز کا اعلان	۱۰۶
ہر قسم کی تیاری ضروری ہے	۸۲	بعض مسلمان قیدی	۹۴	گھروں میں مسجد	۱۰۶
تیر اندازی	۸۲	مسلمانوں کی قسمیں	۹۴	عمل پر فخر نہ کرو	۱۰۶
گھوڑوں کی پیشانی کے بال	۸۲	کافر کافر کا دوست ہے	۹۵	خرید و فروخت وغیرہ	۱۰۶
تین طرح کے گھوڑے	۸۲	مسلمان کی جان کافر کیلئے	۹۵	ایمان کیا چیز ہے	۱۰۶
مجاہد کو سامان دینا	۸۳	ذمی حربی کافروں کا مال	۹۵	سنوارنے کا مطلب	۱۰۶
غزوہ تبوک میں حضرت عثمانؓ کی امداد	۸۳	اصلی مسلمان	۹۵	کافر کا حق ولایت	۱۰۶
سامان جنگ کا اثر	۸۳	**سورۃ التوبہ**	۹۶	کافر کا چندہ	۱۰۶
اہل جہاد کا ثواب	۸۴	سورۃ کا پس منظر	۹۶	ایمان کی نشانی	۱۰۶
صلح بھی ہوسکتی ہے	۸۴	سورۃ براءۃ اور سورۃ انفال	۹۷	اللہ کا مہمان	۱۰۷
اسلام نے عربوں کی جنگیں ختم کرائیں	۸۵	بسم اللہ نہ لکھنے کی وجہ	۹۷	ایمان باللہ اور غلبہ حق اعمال کی روح	۱۰۷

عنوان	صفحہ
حضرت عباسؓ اور حضرت علیؓ کا مکالمہ	۱۰۷
سب سے افضل کون ہے	۱۰۸
مدینہ سے پہلے چلا جانے کا وقت	۱۰۸
سب سے افضل کون	۱۰۸
تین چیزیں انسان کو دشمن بناتی ہیں	۱۰۸
رشتہ داری، قبیلہ، جہاد اور ہجرت میں رکاوٹ نہ بنے	۱۰۹
جہاد چھوڑنے کی سزا	۱۰۹
[illegible] کا حال	۱۰۹
رشتہ داروں سے قطع تعلق کی وجہ	۱۱۰
ہجرت چھوڑنے کی سزا	۱۱۰
ہجرت کی اہمیت	۱۱۰
مال، اولاد اور محبت کا موازنہ	۱۱۰
محبت الٰہی اور غیر اللہ کی محبت	۱۱۰
محبت کا اعلیٰ معیار	۱۱۰
حضرت عمرؓ کا قول	۱۱۱
باپ بیٹے سے جنگ	۱۱۱
[illegible] کا [illegible]	۱۱۲
مسلمانوں پر [illegible]	۱۱۳
حضور ﷺ کی تیاری	۱۱۴
ایک سوار کی اطلاع	۱۱۴
حضرت [illegible] کی جاسوسی	۱۱۴
اللہ حفاظت کرنے والا ہے	۱۱۴
کافروں کے تین جاسوس	۱۱۴
نوجوانوں کی صف بندی	۱۱۴
تعداد کی کثرت	۱۱۴
دشمن کا حملہ	۱۱۴
حضور ﷺ کی بہادری	۱۱۵
[illegible] کا مسلمان ہونا	۱۱۵
حضرت [illegible] کا مسلمان ہونا	۱۱۵
[illegible] خبر پہنچی	۱۱۶
[illegible]	۱۱۶
صحابہؓ کا میدان جنگ میں واپس آنا	۱۱۶
ایک مٹھی کنکریوں سے دشمن کو شکست	۱۱۷
[illegible] فرشتوں کی امداد	۱۱۷
کافروں کی شکست	۱۱۷
مال غنیمت	۱۱۸
طائف کے قلعہ کا محاصرہ	۱۱۸
[illegible] کیلئے دعا	۱۱۸
[illegible]	۱۱۸
غنیمت کی تقسیم اور قیدیوں کی واپسی	۱۱۹
قیدیوں کی درخواست	۱۱۹
حضرت [illegible]	۱۱۹
حضرت ابن مسعودؓ کا بیان	۱۲۰
کافروں کی حالت	۱۲۰
کافروں کا مسلمان ہونا	۱۲۰
قیدیوں [illegible]	۱۲۰
قیدیوں کی آزادی	۱۲۱
آپ ﷺ کا رضاعی رشتہ داروں کا احترام کرنا	۱۲۱
سرداروں کی تالیف قلب	۱۲۲
حضرت [illegible]	۱۲۲
حضرت [illegible]	۱۲۲
مردم شماری	۱۲۳
انصار سے حضور ﷺ کا خطاب	۱۲۳
جنگ کی کارروائی	۱۲۳
[illegible]	۱۲۴
[illegible] مشرکین سے صلح	۱۲۴
اہل شام کو حضرت عمرؓ سے معاہدہ	۱۲۵
[illegible] کا قصہ	۱۲۵
[illegible] مراد ہے	۱۲۵
[illegible] کی تقریر	۱۲۶
[illegible] کی صورتیں	۱۲۶
مشرکین کے بعد [illegible]	۱۲۶
جزیہ لینا	۱۲۷
مجوسیوں سے جزیہ لینا	۱۲۷
کیا ہندو اہل کتاب ہیں	۱۲۷
ہندوؤں پر جزیہ [illegible]	۱۲۷
[illegible] حضور ﷺ کی ہدایات	۱۲۸
عربی کافروں سے جزیہ لینا	۱۲۸
حضور ﷺ کا [illegible]	۱۲۸
جزیہ کی مقدار	۱۲۸
جزیہ کن چیزوں کا [illegible] ہے	۱۲۹
[illegible] کا حکم	۱۲۹
شاتم رسول کی سزا	۱۳۱
اہل نجران سے حضور ﷺ کا معاہدہ	۱۳۱
[illegible] عراق کے باشندوں کا جزیہ	۱۳۱
جزیہ خراج	۱۳۱
حضرت [illegible]	۱۳۲
عیسائیوں کی [illegible]	۱۳۳
[illegible]	۱۳۳
[illegible]	۱۳۳
غلبۂ اسلام	۱۳۳
حضور ﷺ کی [illegible] پیشگوئیاں	۱۳۴
[illegible]	۱۳۴
[illegible] کا خاتمہ	۱۳۵
شیعوں کی پریشانی	۱۳۵
حضرت علیؓ [illegible] سے براءت	۱۳۶
[illegible] والے	۱۳۷
[illegible]	۱۳۷
حضرت [illegible]	۱۳۷
[illegible] کی سزا	۱۳۸
[illegible] کی سزا	۱۳۸
اہل کتاب اور مشرکین میں مشابہت	۱۳۹
[illegible] کی رسم	۱۳۹
حلال و حرام [illegible] کا حق	۱۳۹
[illegible]	۱۳۹

قریش نے [illegible] حضور ﷺ کا تعاقب	۱۴۰	ابوجہل کا حضرت ابوبکرؓ کے گھر جانا	۱۴۹	حضور ﷺ [illegible]	۱۶۰
[illegible]	۱۴۰	[illegible] کے اشعار	۱۴۹	[illegible]	
[illegible] کا سبب	۱۴۱	قریشیوں کا [illegible]	۱۴۹	[illegible]	۱۶۰
[illegible] کی افزائش	۱۴۱	سراقہ کا قصہ	۱۴۹	[illegible]	۱۶۰
[illegible]	۱۴۱	نیک فال	۱۵۰	[illegible]	۱۶۱
[illegible] کا اتفاق	۱۴۲	جھنڈا	۱۵۰	[illegible]	۱۶۱
[illegible]	۱۴۲	[illegible] سے روانگی	۱۵۰	[illegible]	۱۶۲
واقعہ ہجرت	۱۴۳	حضرت ابوبکرؓ کا حضور ﷺ سے عشق	۱۵۰	[illegible]	۱۶۲
حضرت ابوبکرؓ کی فضیلت	۱۴۳	[illegible]		[illegible]	۱۶۲
ہجرت [illegible] آغاز	۱۴۴	حضرت ابوبکرؓ [illegible]	۱۵۱	[illegible]	۱۶۲
حضور ﷺ کی حضرت ابوبکرؓ کے گھر تشریف آوری	۱۴۴	[illegible]	۱۵۲	[illegible]	۱۶۲
		حضرت ابوایوبؓ [illegible]	۱۵۲	[illegible]	۱۶۳
[illegible]	۱۴۴	حضور ﷺ پر اعتراض کرنے والے	۱۵۳	[illegible]	۱۶۳
[illegible]	۱۴۴	[illegible]	۱۵۳	[illegible]	۱۶۳
[illegible]	۱۴۴	[illegible]	۱۵۳	[illegible]	۱۶۳
حضرت علیؓ کی [illegible]	۱۴۵	منافقوں [illegible]	۱۵۳	[illegible]	۱۶۳
[illegible]	۱۴۵	[illegible]	۱۵۴	سب سے بڑا [illegible]	۱۶۳
حضرت ابوبکرؓ [illegible]	۱۴۵	[illegible]	۱۵۴	[illegible]	۱۶۳
حضرت ابوبکرؓ کو حضور ﷺ کی فکر	۱۴۵	منافقوں کی [illegible]	۱۵۴	[illegible]	۱۶۳
حضرت ابوبکرؓ جیسے حضور ﷺ [illegible]	۱۴۵	عبداللہ بن ابی کی منافقت	۱۵۵	[illegible] ہے	۱۶۳
حضرت ابوبکرؓ کا [illegible]	۱۴۶	[illegible]	۱۵۵	[illegible]	۱۶۵
[illegible]	۱۴۶	منافقوں کو [illegible]	۱۵۶	[illegible]	۱۶۵
[illegible]	۱۴۶	[illegible]	۱۵۶	[illegible]	۱۶۶
حضرت ابوبکرؓ [illegible]	۱۴۷	[illegible]	۱۵۶	[illegible]	۱۶۷
[illegible]	۱۴۷	ایک [illegible] منافق [illegible]	۱۵۷	[illegible]	۱۶۷
حضرت [illegible]	۱۴۷	منافقوں [illegible]	۱۵۸	[illegible]	۱۶۷
حضرت سراقہ	۱۴۷	سب کچھ اللہ کے اختیار میں ہے	۱۵۸	[illegible]	۱۶۷
[illegible]	۱۴۷	[illegible]	۱۵۸	[illegible]	۱۶۷
[illegible]	۱۴۷	منافقین کا [illegible]	۱۵۸	[illegible]	۱۶۸
[illegible]	۱۴۸	[illegible]	۱۵۹	[illegible]	۱۶۸
[illegible]	۱۴۸	منافقوں کی [illegible]	۱۵۹	[illegible]	۱۶۸
حضور ﷺ [illegible]	۱۴۹	منافقوں کا [illegible]	۱۶۰	[illegible]	۱۶۸

یاایہاالذین	۱۶۹
منافقین کی بدنیتی	۱۶۹
مثل شیطان	۱۶۹
حضور ﷺ کی چشم پوشی بہتر ہے	۱۶۹
منافقوں کے حیلے	۱۷۰
اللہ اور رسول سے مقابلہ کرنے والے کا انجام	۱۷۰
منافقوں کی پریشان حالی	۱۷۱
منافقوں کی سازش کی ناکامی اور رسوائی	۱۷۱
بارہ سرداروں اور منافقوں کی چال	۱۷۲
منافقوں کی بیہودگی	۱۷۳
اللہ اور رسول استہزا کی جگہ نہیں ہے	۱۷۴
خدا نے منافقوں کو چھوڑ دیا	۱۷۴
بنی اسرائیل سے مشابہت	۱۷۵
تمہارا انجام بھی یہی ہو سکتا ہے	۱۷۵
ان کے اعمال بے کار ہوئے	۱۷۵
گذشتہ اقوام کی تباہی	۱۷۶
قومیں اپنی ہلاکت کا سامان خود آپ کرتی تھیں	۱۷۶
مومنوں اور منافقوں کا تقابل	۱۷۶
جنت اور رضا کا وعدہ	۱۷۷
عالی شان محلات	۱۷۷
چار چیزیں جو اللہ نے دست خاص سے بنائیں	۱۷۷
سونے اور چاندی کی اینٹیں	۱۷۷
ایمان کا پھل	۱۷۷
رضائے خداوندی	۱۷۷
جہاد کا مفہوم	۱۷۸
منافقوں کی تعداد اور نام	۱۷۸
کافروں اور منافقوں پر سختی کا حکم	۱۷۸
ان کی قابل افسوس حالت	۱۷۹
منافقوں کی تکذیب	۱۷۹
جلاس منافق اور اس کی توبہ	۱۷۹
حضور ﷺ کے خلاف منافقوں کی سازش	۱۸۰
منافقوں کی نمک حرامی	۱۸۰
ایک آدمی کیلئے حضور ﷺ کی دعا اور اس کی ناشکری	۱۸۰
واقعہ کی تفصیل	۱۸۱
وعدہ خلافی اور جھوٹ کی سزا	۱۸۲
نفاق کی نشانیاں	۱۸۲
اللہ دلوں کو جانتا ہے	۱۸۲
کم مال اور زیادہ عبادت والے	۱۸۲
منافق خواہ مخواہ طعنے مارتے تھے	۱۸۳
حضرت عبدالرحمن کیلئے حضور ﷺ کی دعا	۱۸۳
منافقوں کو معاف نہ کیا جائے گا	۱۸۴
حضور ﷺ کی شفقت	۱۸۴
نیکی سے جی چرانا برائی پر خوش ہونا	۱۸۴
گناہ اور بے مقدوری کا فرق	۱۸۴
جہنم کی آگ بہت سخت ہے	۱۸۵
دوزخی بہت روئیں گے	۱۸۵
قیامت کے خوف سے	۱۸۵
مذکورہ منافقوں کو غزوات میں	۱۸۶
عبداللہ بن ابی کا جنازہ	۱۸۶
عبداللہ بن ابی کی خواہش	۱۸۶
ابن ابی نے بدر کے دن حضرت عباس کو کرتا دیا	۱۸۷
ایک ہزار آدمی کا مسلمان ہونا	۱۸۷
منافقوں سے رابطے	۱۸۷
حضور ﷺ کا طریقہ	۱۸۷
نماز جنازہ کا ثواب	۱۸۷
آنحضرت ﷺ کی دانائی	۱۸۷
منافق کا کام بچنا	۱۸۸
دل پر مہر لگا دی گئی	۱۸۸
مومنوں کو دیکھو کیسے جاں نثار ہیں	۱۸۹
دو قسم کے دیہاتی	۱۸۹
واقعی معذور لوگ	۱۸۹
سخت گرمی کا جہاد	۱۹۰
حضرت خیثمہ کا عجیب واقعہ	۱۹۰
حضرت ابولیلیٰ اور حضرت عبداللہ	۱۹۰
حضرت ابوموسیٰ کی درخواست	۱۹۱
الزام کے مستحق لوگ	۱۹۱
تمہارے کرتوت کھل گئے ہیں	۱۹۲
منافقوں کی جھوٹی قسموں کا مقصد	۱۹۲
خدا کے نزدیک کوئی چالاکی نہیں چل سکتی	۱۹۲
دیہاتیوں کی قسمیں	۱۹۳
اللہ ہر طبقہ کے مطابق حکم دیتا ہے	۱۹۳
منافق اپنی خیر منائیں	۱۹۳
حضور ﷺ کی تعلیم کا معجزہ	۱۹۳
سب سے پہلے ایمان لانے والے حضرات	۱۹۵
حضرت خدیجہ اور حضرت علی	۱۹۵
حضرت ابوبکر صدیق	۱۹۵
گھاٹی میں بیعت کرنے والے	۱۹۵
پہلے اور دوسرے دور کے مسلمان	۱۹۶
تمام صحابہ جنتی ہیں	۱۹۶
صحابہ کرام کی برتری	۱۹۶
ہجرت اور نصرت میں اول لوگ	۱۹۶
[illegible]	۱۹۶
فرزدق کی عجیب تردید	۱۹۷
صحابہ کے باہمی اختلافات	۱۹۷
مدینہ اور اردگرد کے منافقین	۱۹۷
منافقین کو دوہرا عذاب	۱۹۷
نام لے لے کر حضور ﷺ نے منافقوں کو نکال دیا	۱۹۸
مسلمان جنہوں نے سچی توبہ کرلی	۱۹۸
غزوہ تبوک میں پیچھے رہ جانے والے	۱۹۹
امید دلانے والی آیت	۱۹۹
صدقہ کی اہمیت	۱۹۹
حضرت ابولبابہ کی توبہ کی قبولیت	۲۰۰

توفیق خدا اللہ کے اختیار میں ہے	۲۰۱	کچا یا طالب علم	۲۱۰	بیویوں سے الگ ہونے کا حکم	۲۱۹
پاک کمائی کا صدقہ	۲۰۱	روزہ کا اجر	۲۱۰	توبہ کی قبولیت	۲۱۹
توبہ کا عجیب واقعہ	۲۰۱	طالب علم کے فضائل	۲۱۰	خدمت نبوی میں حاضری	۲۲۰
توبہ کے بعد بھی عمل درست رکھو	۲۰۱	افضل عمل	۲۱۰	توبہ کی تکمیل	۲۲۰
فرشتوں پر اعمال کا پیش ہونا	۲۰۱	نماز کے فضائل	۲۱۰	واقعہ کے بعض اہم اجزاء	۲۲۰
خاتمہ قابل اعتبار ہے	۲۰۲	حد سے نہ بڑھو	۲۱۱	حضور ﷺ کا حضرت کعب کے متعلق پوچھنا	۲۲۱
غزوہ تبوک سے پیچھے رہ جانے والے	۲۰۲	مشرکین کیلئے دعاء استغفار منع ہے	۲۱۱	روانگی کے بعد کی حالت	۲۲۲
مسجد ضرار	۲۰۳	حضور ﷺ کے والدین کریمین	۲۱۱	حضور ﷺ کے سامنے سچی بات	۲۲۱
منصوبہ بنانے والا	۲۰۳	حضرت ابو طالب	۲۱۱	پہلا حکم	۲۲۱
حضور ﷺ کے سامنے مکر	۲۰۳	ابو طالب کیلئے حضور ﷺ کی شفاعت	۲۱۱	تیسرا امتحان	۲۲۱
مسجد ضرار کا پول کھل گیا	۲۰۴	اپنی والدہ محترمہ کیلئے دعاء	۲۱۲	دوسرا حکم	۲۲۱
مسجد ضرار کی تعمیر کرنے والے	۲۰۴	قوم کیلئے دعاء مغفرت	۲۱۲	مشکل کے بچاؤ کا راز	۲۲۱
ابو عامر کی رہبانیت ناکام ہو گئی	۲۰۴	حضرت ابراہیم کی اپنے والد کیلئے دعاء	۲۱۳	خوشخبری	۲۲۱
مسجد کے مقاصد	۲۰۵	قتل کرنے والا	۲۱۳	سچی توبہ	۲۲۲
ریاکاری والی مسجد	۲۰۵	حضرت عبد المطلب کا دین	۲۱۳	توبہ کے ساتھ	۲۲۲
مسجد قبا کی فضیلت	۲۰۵	[illegible]	۲۱۴	توبہ سے اللہ خوش ہوتا ہے	۲۲۲
مسجد ضرار کی بربادی	۲۰۵	فرشتوں کا عبادت کرنا	۲۱۳	صحابہ کی محبت	۲۲۲
مسجد نبوی	۲۰۶	غزوہ تبوک کی مشکلات	۲۱۴	حضور ﷺ کے کلام کا اثر	۲۲۲
سیاسی فائدے	۲۰۶	مہاجرین اور انصار کی ہمت	۲۱۴	صحابہ کے ایمان کی پختگی	۲۲۲
چار نمازوں کا ثواب	۲۰۶	دعاء سے بارش برسنا	۲۱۵	مبارک باد دینا	۲۲۲
آپ ﷺ مسجد قبا میں تشریف لے جاتے	۲۰۶	حضرت ابو ذر کی شرکت اور بشارت	۲۱۵	توبہ اور مال کا صدقہ	۲۲۲
مسجد قبا والوں کی طہارت	۲۰۷	تین پیچھے رہ جانے والے حضرات	۲۱۵	سچ کی محبت	۲۲۳
تقویٰ والا کام مستحکم ہے	۲۰۷	[illegible]	۲۱۶	مجلس کا اثر	۲۲۳
مسجد ضرار کی جگہ سے دھواں	۲۰۷	غزوہ تبوک میں تین پیچھے رہ جانے والے	۲۱۶	تقویٰ حاصل کرنے کا طریقہ	۲۲۳
مسجد ضرار والوں کی سزا	۲۰۷	حضرت کعب کی فضیلت	۲۱۶	عالم و صالح کی پہچان	۲۲۳
سب سے زیادہ نفع والی تجارت	۲۰۸	حضرت کعب کے رہ جانے کی وجہ	۲۱۶	حضرت خیثمہ کی حضور سے محبت	۲۲۳
اللہ تعالیٰ اور حضور ﷺ کا حق	۲۰۸	حضور ﷺ کی واپسی کی اطلاع	۲۱۷	جہاد کی برکتیں	۲۲۳
بیعت کرنے والے	۲۰۸	خدمت اقدس میں حاضری	۲۱۷	ہر جہاد فرض عین نہیں ہے	۲۲۴
سب سے پہلا مہاجر عدلی	۲۰۹	نبی سلسلہ کی ترغیب	۲۱۸	دین کا علم	۲۲۵
جہاد کی فضیلت	۲۰۹	دو دوسرے حضرات	۲۱۸	علم حاصل کرنے کی حیثیت	۲۲۵
کھیتی میں رہنے والوں کی تین قسمیں	۲۰۹	ان سے بولنے کی ممانعت	۲۱۸	علم لدنی	۲۲۶
عجیب خریدار	۲۱۰	شاہ غسان کا خط	۲۱۹	بحث کی غرض	۲۲۶

عنوان	صفحہ
قرض میں اور قرض کی کفالت	۲۲۷
قرض میں	۲۲۷
علم تصوف بھی فرض عین ہے	۲۲۷
فرض کفایہ	۲۲۷
فقہا اور محدثین	۲۲۸
علم کی تحصیل فرض ہے	۲۲۸
جہاد کی ترتیب	۲۲۸
قریبی دشمن	۲۲۸
زید بن ... کا واقعہ	۲۲۹
حضور ﷺ کے پیچھے نماز پڑھنا	۲۲۹
جنوں کا قرآن سننا	۲۲۹
تبرک کا ثبوت	۲۲۹
اچھا ورثہ آبائی	۲۲۹
مومن اور کافر کا فرق	۲۲۹
کھانے میں برکت	۲۳۰
منافق کی موت	۲۳۰
پانی کا کنواں ابل پڑا	۲۳۰
حضرت سعد بن معاذ کا انتقال	۲۳۰
گھی میں برکت	۲۳۱
قیصر کی طرف خط	۲۳۱
ہرقل کی طرف خط	۲۳۱
اس کا جواب	۲۳۱
قاصد حضور ﷺ کی خدمت میں	۲۳۱
قاصد کا قصہ اور مہمان نوازی	۲۳۲
قاصد کی واپسی	۲۳۲
ہرقل کا ایمان چھپانا	۲۳۲
دولت ایمان لے کر چلے جانا	۲۳۲
اکیدر کے بھائی کی تباہی	۲۳۳
امیر ایلہ کی حاضری	۲۳۳
اہل جربا و اذرح سے معاہدہ	۲۳۳
تبوک میں قیام	۲۳۳
شام جانے کے بارے مشورہ	۲۳۴
طاعون والی سرزمین	۲۳۴
یہودیوں کی رائے	۲۳۴
غزوہ کی مشقت اور راستے کا حال	۲۳۴
صبح کی نماز قضا ہوئی	۲۳۵
مبارک انگلیوں سے پانی کا چشمہ	۲۳۵
کھجوروں کی برکت	۲۳۵
اونٹوں کی کمزوری	۲۳۵
مدینہ منورہ	۲۳۵
احد پہاڑ	۲۳۶
مومن کی شان	۲۳۶
حدود اللہ ...	۲۳۶
منافقوں کی بیماری	۲۳۶
...	۲۳۷
منافقوں کی رسوائی	۲۳۷
...	۲۳۸
امت کی فکر	۲۳۸
خیر الانام کی شان	۲۳۹
بے مثل صفات	۲۳۹
اللہ کافی ہے	۲۳۹
...	۲۴۰
آخری دو آیتیں	۲۴۰
سورۂ یونس	۲۴۰
قرآن ... حکیم ہے	۲۴۰
سورۃ کے مضامین	۲۴۰
...	۲۴۱
پیغمبر کا انسان ہونا تعجب خیز نہیں ہے	۲۴۱
عمل ضروری ہے	۲۴۱
انسان کو پیغمبر بنانے کی حکمت	۲۴۱
قدم صدق کا معنی	۲۴۱
حضور صلی اللہ علیہ وسلم میں نبوت کی کامل صفات موجود ہیں	۲۴۲
زمین و آسمان کی پیدائش کا وقت	۲۴۲
قدرت کا کرشمہ	۲۴۲
کوئی اللہ کی اجازت کے بغیر سفارش بھی نہیں کر سکتا	۲۴۳
صرف اللہ ہی عبادت کا مستحق ہے	۲۴۳
نور اور روشنی	۲۴۴
چاند کی منزلیں	۲۴۴
روشنی سے نفع	۲۴۴
... کا سبب	۲۴۵
غفلت والوں کا انجام	۲۴۵
ہر چیز مخلوق پر دلیل ہے	۲۴۶
...	۲۴۶
ایمان و عمل کا پھل	۲۴۶
جنتیوں کی تسبیح	۲۴۶
جنتیوں کا سلام	۲۴۷
مہاجرین کو سلام	۲۴۷
فرشتوں کا سلام	۲۴۷
جنتیوں کا آخری کلام	۲۴۷
کھانے پینے کے آداب	۲۴۸
دعا کا ادب	۲۴۸
...	۲۴۸
...	۲۴۸
انسان کی بے بسی اور کمزوری	۲۴۸
مصیبت و آرام میں خدا کو یاد کرو	۲۴۹
ظلم کی سزا ...	۲۴۹
خلفاء کا امتحان	۲۴۹
حضور ﷺ کے خلفاء کے بارے میں خواب	۲۴۹
مشرکوں کی بے ہودہ فرمائش	۲۵۰
...	۲۵۰
...	۲۵۱
خدا کے ساتھ مشرکوں کا معاملہ	۲۵۱
...	۲۵۱
...	۲۵۱

قیمتی کا دن قیامت ہے	۲۵۲	کیا رات کا ... قرآن ہے	۲۶۰	اصل ... عمل ... ہے	۲۶۹
[illegible]	۲۵۲	[illegible]	۲۶۰	قرآن کا ...	۲۶۹
[illegible]	۲۵۲	قرآن ... کافی ہے	۲۶۱	[illegible]	۲۶۹
دو اشخاص ... ہوتا ہے	۲۵۳	قرآن کا ...	۲۶۱	رزق ... ہے	۲۶۹
حضور ﷺ کی دعا	۲۵۳	[illegible]	۲۶۱	[illegible]	۲۶۹
اللہ تعالیٰ کی ... کامیاب ہے	۲۵۳	مشرکین ... کی	۲۶۲	بہت ... ہوتے ہیں	۲۶۹
مشرکین کی ...	۲۵۴	ہر ایک کو اپنے ... کا پھل ملے گا	۲۶۲	[illegible]	۲۶۹
حضرت ... کا مسلمان ہونا	۲۵۴	حضور ﷺ اور امت کی مثال	۲۶۲	... ہوں گے	۲۷۰
[illegible]	۲۵۴	عقل کے اندھوں کو ... نہیں ... سکتے	۲۶۲	اولیاء ...	۲۷۱
محنت ...	۲۵۴	انہوں نے ...	۲۶۳	... کا طریقہ	۲۷۱
اللہ تعالیٰ کے ...	۲۵۴	... کی مثال	۲۶۳	اولیاء کی پہچان	۲۷۱
حق کی ...	۲۵۴	قیامت آنے کی ...	۲۶۳	کشف و کرامات ضروری نہیں	۲۷۱
دنیاوی زندگی کی مثال	۲۵۵	کل ...	۲۶۳	... کا مطلب	۲۷۱
کھیتی تیار ہوگئی	۲۵۵	[illegible]	۲۶۳	قرب ...	۲۷۲
... آفت نے ... ختم کر دیا	۲۵۵	... کے متعلق ...	۲۶۴	قرب ...	۲۷۲
اللہ کی طرف آؤ	۲۵۵	[illegible]	۲۶۴	قرب کا ...	۲۷۲
جنت کو دارالسلام کہنے کی وجہ	۲۵۶	عذاب کی جلدی کیوں ہوتی ہے	۲۶۵	... وجہ	۲۷۲
حضرت یحییٰ ... کا خطاب	۲۵۶	[illegible]	۲۶۵	... کا مطلب	۲۷۲
... دارالسلام ...	۲۵۶	[illegible]	۲۶۵	اولیاء ... کی تعریف	۲۷۲
حضور ﷺ کی مثال	۲۵۶	موت ...	۲۶۵	[illegible]	۲۷۲
صراط مستقیم	۲۵۷	[illegible]	۲۶۶	[illegible]	۲۷۲
[illegible]	۲۵۷	[illegible]	۲۶۶	محبت کا ...	۲۷۲
سب سے بڑی نعمت	۲۵۸	[illegible]	۲۶۶	اللہ والوں کی صحبت	۲۷۲
[illegible]	۲۵۸	نفس ... کے مراتب	۲۶۶	اولیاء ... ؟	۲۷۲
... کے چہرے	۲۵۸	[illegible]	۲۶۶	اولیاء ... ہے	۲۷۲
[illegible]	۲۵۸	[illegible]	۲۶۷	[illegible]	۲۷۲
... ختم ہو جائیں گے	۲۵۹	امام غزالیؒ کی ...	۲۶۷	[illegible]	۲۷۲
سب کچھ ...	۲۵۹	[illegible]	۲۶۷	کشف و کرامت	۲۷۲
[illegible]	۲۵۹	[illegible]	۲۶۷	اولیاء ...	۲۷۵
اپنا ... تقسیم کرلو	۲۵۹	حضور ﷺ کی ...	۲۶۷	[illegible]	۲۷۵
[illegible]	۲۵۹	[illegible]	۲۶۹	[illegible]	۲۷۵
[illegible]	۲۶۰	[illegible]	۲۶۹	[illegible]	۲۷۵

تین قسم کے خواب	۲۶۹
سچا خواب نبوت کا چھیالیسواں حصہ ہے	۲۶۹
لوگوں کی تعریف بھی بشارت ہے	۲۶۹
فرشتوں کی بشارت	۲۶۹
موت کے وقت بشارت	۲۶۹
صحابہؓ کیلئے بشارتیں	۲۷۷
حضور ﷺ کو تسلی	۲۷۷
مشرکوں کے ہاتھ میں کوئی حقیقت نہیں	۲۷۸
مجوسیوں کا رد	۲۷۸
شرک کے لامحدود جرم کا نتیجہ	۲۷۸
عیسائیت کا رد	۲۷۸
جھوٹے کبھی کامیاب نہیں ہو سکتے	۲۷۹
قوم نوح نے حق کو مسترد کر دیا	۲۷۹
خدا کا مقابلہ کوئی نہیں کر سکتا	۲۸۰
جابر کسی تکلیف سے نہیں ڈرتا	۲۸۰
جھٹلانے والوں کا انجام	۲۸۰
جھوٹی توبہ	۲۸۱
امت محمدیہ کے بیک	۲۸۱
فرعونیوں کا تکبر	۲۸۱
فرعونیوں کا انکار	۲۸۱
فرعونیوں کی سرکشی	۲۸۱
حضرت موسیٰ علیہ السلام پر الزام	۲۸۲
فرعون کی تدبیر	۲۸۲
جادوگروں کا آمنا سامنا	۲۸۲
جادوگروں کا کرتب	۲۸۲
حضرت موسیٰ علیہ السلام کی تقریر	۲۸۲
بنی اسرائیل کے نوجوانوں کا ایمان لانا	۲۸۲
جادو کا خاتمہ	۲۸۳
واقعی فرعون خدا بن بیٹھا	۲۸۳
مومنین کو تسلی	۲۸۳
ایمان والوں کی دعا اور استقامت	۲۸۳
بنی اسرائیل کیلئے خصوصی حکم	۲۸۳

تم ہر حال میں قائم رکھو	۲۸۴
حالت مجبوری میں گھر کی حاضری	۲۸۴
فرعونیوں کے بچے ہونا	۲۸۵
بددعا کا اثر	۲۸۵
ثابت قدم رہو اور جلدی نہ کرو	۲۸۶
فرعون کا غرق ہونا	۲۸۶
ڈوبتے وقت ایمان کا ذکر	۲۸۶
فتوحات مبنی بر عبادت	۲۸۶
ترسا کے بعد کا ذکر	۲۸۶
فرعون کے منہ میں کیچڑ ٹھونس دیا	۲۸۷
جلال الدین دوانی کا قول	۲۸۷
فرعون کی لاش	۲۸۷
فرعون کی نعش عبرت کا نشانہ ہے	۲۸۷
بنی اسرائیل کو عزت دی گئی	۲۸۸
بنی اسرائیل میں تفرقہ بازی	۲۸۸
مستقلین کا حشر	۲۸۸
یہ شک دور کرو	۲۸۹
تکوینی فیصلہ	۲۸۹
قوم یونس علیہ السلام کی توبہ	۲۹۰
علماء کے اقوال	۲۹۰
قوم یونس علیہ السلام کی توبہ کا قبول ہونا	۲۹۰
حضرت یونس علیہ السلام کا قصہ	۲۹۱
عذاب کی علامات	۲۹۱
توبہ کا فیصلہ	۲۹۱
حضرت یونس علیہ السلام کا سفر	۲۹۱
حضرت یونس علیہ السلام پانی میں	۲۹۱
مچھلی کے پیٹ میں	۲۹۱
حق اور مجرم برابر نہیں	۲۹۲
نبی مکرم ﷺ کو تسلی	۲۹۲
زبردستی مومن نہیں بنایا جا سکتا	۲۹۲
فرقہ قدریہ کا مذہب	۲۹۲
غور و فکر سے حقیقت ملتی ہے	۲۹۲

غور و فکر کا سامان	۲۹۳
بے صبری کی شکایت کا انکار کریں	۲۹۳
اب بھی سچے مومنوں کو نجات ملے گی	۲۹۳
عقیدہ توحید کی وضاحت	۲۹۴
نیت نیک ہو تو ہر شخص کا اجر ملے گا	۲۹۵
نقصان کا مالک	۲۹۵
ہر ایک کیلئے نفع نقصان اپنا ہے	۲۹۵
حضور ﷺ کو تسلی	۲۹۵
سورۂ ہود	۲۹۶
معجزہ سے بے مثال کتاب	۲۹۶
اہمیت الطاعات	۲۹۷
اللہ کی قدرت کامل ہے	۲۹۸
رزق کا مالک اللہ ہے	۲۹۸
رزق کا معنی	۲۹۹
رزق ملنے کا عجیب واقعہ	۲۹۹
حضرت موسیٰ علیہ السلام کے خیال کی اصلاح	۲۹۹
مستقر اور مستودع کا مطلب	۳۰۰
لوح محفوظ میں درج اور ریکارڈ	۳۰۰
اللہ کا علم کامل ہے	۳۰۱
قدرت الٰہی کا کمال	۳۰۱
عرش الٰہی	۳۰۱
نظام کائنات کا مقصد	۳۰۱
مخلوقات کی پیدائش کی ترتیب	۳۰۲
دہریوں کا عقیدہ	۳۰۲
مخلوق کی ابتداء	۳۰۲
اللہ تعالیٰ کہاں تھا	۳۰۲
کافروں کی بے تکی	۳۰۳
انسان بڑا ناشکرا ہے	۳۰۳
مومن کے اعمال	۳۰۳
انسان کی غفلت	۳۰۳
انسان کی بیماری کا علاج	۳۰۳
مومن کی عجیب حالت	۳۰۳

قرآن کریم	۳۰۴	غربت کوئی عیب نہیں ہے	۳۱۴	انسان کی غفلت	۳۲۳
خاص بندے	۳۰۴	غریب لوگوں کو حقیر نہیں کہا جا سکتا	۳۱۴	حضرت نوحؑ نے بیٹے کو دعوت دی	۳۲۳
حضور ﷺ کو تسلی دی	۳۰۵	فرشتہ کیسے نبی ہو سکتا ہے	۳۱۵	بیٹے کی نافرمانی	۳۲۳
آنحضرت ﷺ کو تسلی	۳۰۵	بعض غریب مسلمانوں کے بارے میں کافروں کا رویہ	۳۱۵	کوئی پہاڑ عذاب سے نہیں بچا سکتا	۳۲۳
مشرکوں کو دندان شکن جواب	۳۰۵	کشتی کس نے بنائی	۳۱۵	اپنے بیٹے کے لئے دعا	۳۲۳
قرآن کے بے مثل ہونے کی دلیل	۳۰۶	کافروں کے پاس کوئی دلیل نہ تھی	۳۱۵	زمین و آسمان کو تھم جانے کا حکم	۳۲۳
قادیانی دجال کی گستاخی	۳۰۶	عذاب اللہ کے اختیار میں ہے	۳۱۶	طوفان نوح نے قوم کو ختم کر دیا	۳۲۳
دنیا پرستوں کو دنیا ہی دی جاتی ہے	۳۰۶	تم گمراہی کے شیدائی ہو	۳۱۶	[illegible]	۳۲۵
کافروں کے اچھے اعمال کی حقیقت	۳۰۷	اہل مکہ کا حضور ﷺ پر الزام	۳۱۶	کشتی کہاں ٹھہری	۳۲۵
ریاکاری کا عمل	۳۰۷	لطائف و معارف	۳۱۶	کشتی کتنی مدت چلتی رہی	۳۲۵
کافر آخرت میں نیکیوں سے خالی ہوگا	۳۰۷	قوم نوح کا آخری انجام	۳۱۷	کشتی کی خبر	۳۲۵
حق کے دلائل کا نتیجہ	۳۰۷	قوم کی طرف سے تکالیف	۳۱۷	[illegible] کا روزہ	۳۲۶
مومن کا مقصد	۳۰۸	عذاب کی تیاری	۳۱۸	عاشورہ کا روزہ	۳۲۶
جس کیلئے عمل کیا اسی سے اجر مانگو	۳۰۸	کشتی بنانے کا حکم	۳۱۸	ماں اور باپ کے بیٹے کا غرق ہونا	۳۲۶
شخص مومن	۳۰۸	کشتی کی لمبائی چوڑائی	۳۱۸	ہر چیز میں عقل و شعور ہے	۳۲۶
گواہ سے کیا مراد ہے	۳۰۹	کشتی بنانے کی مدت	۳۱۸	حضرت نوحؑ کی درخواست	۳۲۷
حضرت علیؓ کے شاہد ہونے کی وجہ	۳۰۹	کشتی کے درجے	۳۱۸	کافر اور ظالم کیلئے دعا جائز نہیں	۳۲۷
حضرت علیؓ کے مناقب	۳۰۹	جوڑے جانوروں اور تمام مومنین کا کشتی میں جانا	۳۱۸	دینی رشتے کی بنیاد پر قومیت کی تعمیر	۳۲۸
ابن عباس رضی اللہ عنہ کی تحقیق	۳۰۹	تمام جنسوں کی ابتداء	۳۱۹	توبہ کا ادب	۳۲۸
قرآن کو ماننا ضروری ہے	۳۱۰	قوم کی حماقت	۳۱۹	حضرت نوحؑ کو اترنے کا حکم	۳۲۸
قرآن شک و شبہ سے پاک ہے	۳۱۰	عذاب آنے کا وقت ہے	۳۱۹	طوفان کا خاتمہ	۳۲۹
قرآن کو جھٹلانا سب سے بڑا ظلم ہے	۳۱۰	کشتی کے بارے میں مفسرین کے بیانات	۳۲۰	حضور ﷺ کی سچائی کی دلیل	۳۲۹
ظالموں کے خلاف گواہی	۳۱۰	عذاب کی ابتداء	۳۲۰	آخر کار آپ کا غلبہ ہوگا	۳۲۹
ظالموں پر لعنت	۳۱۱	تنور کہاں سے ابلا تھا	۳۲۰	پیغمبروں کی ایک مشترک صفت	۳۲۹
یہ لوگ بہرے اور اندھے ہیں	۳۱۲	ہر چیز کا ایک جوڑا لے لو	۳۲۱	قوم کو استغفار کی ترغیب	۳۲۹
مومن کا اچھا انجام	۳۱۲	کشتی میں شیطان کا داخلہ	۳۲۱	قوم عاد کی ہٹ دھرمی	۳۳۰
مومن و منکر برابر نہیں	۳۱۲	سانپ اور بچھو	۳۲۲	بت کچھ نہیں بگاڑ سکتے	۳۳۰
حضرت نوحؑ کا قوم سے خطاب	۳۱۳	کشتی میں تمام جانور ساتھ تھے	۳۲۲	میرا بھروسہ اللہ پر ہے	۳۳۰
قوم کے سرداروں کا جواب	۳۱۳	کشتی والوں کی تعداد	۳۲۲	میرا کوئی نقصان نہیں کر سکتے	۳۳۱
[illegible]	۳۱۳	حضرت نوحؑ کی بیوی اور بیٹا	۳۲۲	قوم عاد پر آندھی کا عذاب	۳۳۱
تم دل کے اندھے ہو	۳۱۳	کشتی پر سوار ہونے کا ادب	۳۲۳	عاد سے عبرت پکڑو	۳۳۱
میں غریب مومنوں کو دھتکار نہیں سکتا	۳۱۴	ہر سواری کا چلنا ٹھہرنا	۳۲۳	ان پر ہوا قہر کی لعنت	۳۳۱

[illegible]	۳۳۲	[illegible]	۳۴۱	[illegible]	۳۴۹
[illegible]	۳۳۲	[illegible]	۳۴۲	[illegible]	۳۴۹
[illegible]	۳۳۲	[illegible]	۳۴۲	[illegible]	۳۵۰
[illegible]	۳۳۳	[illegible]	۳۴۲	[illegible]	۳۵۰
[illegible]	۳۳۳	[illegible]	۳۴۳	[illegible]	۳۵۰
[illegible]	۳۳۳	[illegible]	۳۴۳	[illegible]	۳۵۰
[illegible]	۳۳۴	[illegible]	۳۴۳	[illegible]	۳۵۰
[illegible]	۳۳۴	[illegible]	۳۴۳	[illegible]	۳۵۰
[illegible]	۳۳۴	[illegible]	۳۴۳	[illegible]	۳۵۱
[illegible]	۳۳۴	[illegible]	۳۴۴	[illegible]	۳۵۲
[illegible]	۳۳۴	[illegible]	۳۴۴	[illegible]	۳۵۲
[illegible]	۳۳۵	[illegible]	۳۴۴	[illegible]	۳۵۲
[illegible]	۳۳۵	[illegible]	۳۴۵	[illegible]	۳۵۲
[illegible]	۳۳۵	[illegible]	۳۴۵	[illegible]	۳۵۲
[illegible]	۳۳۶	[illegible]	۳۴۵	[illegible]	۳۵۳
[illegible]	۳۳۶	[illegible]	۳۴۵	[illegible]	۳۵۳
[illegible]	۳۳۶	[illegible]	۳۴۵	[illegible]	۳۵۴
[illegible]	۳۳۶	[illegible]	۳۴۶	[illegible]	۳۵۴
[illegible]	۳۳۷	[illegible]	۳۴۶	[illegible]	۳۵۴
[illegible]	۳۳۷	[illegible]	۳۴۶	[illegible]	۳۵۴
[illegible]	۳۳۷	[illegible]	۳۴۶	[illegible]	۳۵۵
[illegible]	۳۳۷	[illegible]	۳۴۶	[illegible]	۳۵۵
[illegible]	۳۳۸	[illegible]	۳۴۷	[illegible]	۳۵۵
[illegible]	۳۳۸	[illegible]	۳۴۷	[illegible]	۳۵۵
[illegible]	۳۳۹	[illegible]	۳۴۷	[illegible]	۳۵۶
[illegible]	۳۳۹	[illegible]	۳۴۸	[illegible]	۳۵۶
[illegible]	۳۳۹	[illegible]	۳۴۸	[illegible]	۳۵۶
[illegible]	۳۴۰	[illegible]	۳۴۸	[illegible]	۳۵۷
[illegible]	۳۴۰	[illegible]	۳۴۸	[illegible]	۳۵۷
[illegible]	۳۴۰	[illegible]	۳۴۸	[illegible]	۳۵۷
[illegible]	۳۴۱	[illegible]	۳۴۹	[illegible]	۳۵۷

سورۃ یوسف

[illegible]	۳۸۱
[illegible]	۳۸۱
[illegible]	۳۸۱
[illegible]	۳۸۱
[illegible]	۳۸۱
[illegible]	۳۸۲
[illegible]	۳۸۲
[illegible]	۳۸۲
[illegible]	۳۸۲
[illegible]	۳۸۳
[illegible]	۳۸۳
[illegible]	۳۸۳
[illegible]	۳۸۳
[illegible]	۳۸۳
[illegible]	۳۸۴
[illegible]	۳۸۴
[illegible]	۳۸۴
[illegible]	۳۸۴
[illegible]	۳۸۴
[illegible]	۳۸۵
[illegible]	۳۸۵
[illegible]	۳۸۵
[illegible]	۳۸۵
[illegible]	۳۸۵
[illegible]	۳۸۵
[illegible]	۳۸۹
[illegible]	۳۸۹
[illegible]	۳۹۰
[illegible]	۳۹۰
[illegible]	۳۹۰
[illegible]	۳۹۱
[illegible]	۳۸۸
[illegible]	۳۸۸
[illegible]	۳۸۹
[illegible]	۳۸۹
[illegible]	۳۸۹
[illegible]	۳۸۹
[illegible]	۳۸۹
[illegible]	۳۸۹
[illegible]	۳۹۰
[illegible]	۳۹۰
[illegible]	۳۹۰
[illegible]	۳۹۰
[illegible]	۳۹۱
[illegible]	۳۹۲
[illegible]	۳۹۲
[illegible]	۳۹۲
[illegible]	۳۹۲
[illegible]	۳۹۲
[illegible]	۳۹۳
[illegible]	۳۹۳
[illegible]	۳۹۳
[illegible]	۳۹۳
[illegible]	۳۹۳
[illegible]	۳۹۳
[illegible]	۳۹۳
[illegible]	۳۹۵
[illegible]	۳۹۵
[illegible]	۳۹۵
[illegible]	۳۹۵
[illegible]	۳۹۶
[illegible]	۳۹۷
[illegible]	۳۹۷
[illegible]	۳۹۸
[illegible]	۳۹۸
[illegible]	۳۹۹
[illegible]	۳۹۹
[illegible]	۳۹۹
[illegible]	۴۰۰
[illegible]	۴۰۰
[illegible]	۴۰۰
[illegible]	۴۰۰
[illegible]	۴۰۱
[illegible]	۴۰۱
[illegible]	۴۰۱
[illegible]	۴۰۲
[illegible]	۴۰۲
[illegible]	۴۰۳
[illegible]	۴۰۳
[illegible]	۴۰۳
[illegible]	۴۰۳
[illegible]	۴۰۴
[illegible]	۴۰۵
[illegible]	۴۰۵
[illegible]	۴۰۵
[illegible]	۴۰۶
[illegible]	۴۰۶
[illegible]	۴۰۷
[illegible]	۴۰۷
[illegible]	۴۰۸
[illegible]	۴۰۸
[illegible]	۴۰۸
[illegible]	۴۰۹

[illegible]	٢٠٩	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	٢٠٩	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	٢٠٩	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	٢٠٩	[illegible]	[illegible]	[illegible]	٢٣٠
[illegible]	٢١٠	[illegible]	٢٢١	[illegible]	[illegible]
[illegible]	٢١٠	[illegible]	٢٢١	[illegible]	[illegible]
[illegible]	٢١٠	[illegible]	٢٢١	[illegible]	[illegible]
[illegible]	٢١٠	[illegible]	٢٢١	[illegible]	٢٣٢
[illegible]	[illegible]	[illegible]	٢٢١	[illegible]	٢٣٢
[illegible]	[illegible]	[illegible]	٢٢١	[illegible]	٢٣٢
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	٢٣٢
[illegible]	[illegible]	[illegible]	٢٢٣	[illegible]	٢٣٣
[illegible]	[illegible]	[illegible]	٢٢٣	[illegible]	٢٣٣
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]

[illegible]	۴۲۸
[illegible]	۴۲۸
[illegible]	۴۲۸
[illegible]	۴۲۹
[illegible]	۴۲۹
[illegible]	۴۲۹
[illegible]	۴۳۰
[illegible]	۴۳۰
[illegible]	۴۳۰
[illegible]	۴۳۰
[illegible]	۴۳۰
[illegible]	۴۳۱
[illegible]	۴۳۱
[illegible]	۴۳۱
[illegible]	۴۳۱
[illegible]	۴۳۱
[illegible]	۴۳۲
[illegible]	۴۳۲
[illegible]	۴۳۲
[illegible]	۴۳۲
[illegible]	۴۳۳
[illegible]	۴۳۳
[illegible]	۴۳۳
[illegible]	۴۳۳
[illegible]	۴۳۳
[illegible]	۴۳۳
[illegible]	۴۳۴
[illegible]	۴۳۴
[illegible]	۴۳۵
[illegible]	۴۳۵
[illegible]	۴۳۵
[illegible]	۴۳۵
[illegible]	۴۳۶

[illegible]	۴۴۹
[illegible]	۴۵۰
[illegible]	۴۵۰
آیات [illegible]	۴۵۰
[illegible]	۴۴۹
[illegible]	۴۴۹
[illegible]	۴۴۸
[illegible]	۴۴۸
[illegible]	۴۴۹
[illegible]	۴۴۹
[illegible]	۴۴۹
[illegible]	۴۵۰
[illegible]	۴۵۰
[illegible]	۴۵۰
[illegible]	۴۵۰
[illegible]	۴۵۰
[illegible]	۴۵۰
[illegible]	۴۵۱
[illegible]	۴۵۱
[illegible]	۴۵۲
[illegible]	۴۵۲
[illegible]	۴۵۳
[illegible]	۴۵۳
[illegible]	۴۵۳
[illegible]	۴۵۳
[illegible]	۴۵۳
[illegible]	۴۵۴
[illegible]	۴۵۵
[illegible]	۴۵۵
[illegible]	۴۵۵
[illegible]	۴۵۵
سورۃ رعد	۴۵۶

[illegible]	۴۵۱
[illegible]	۴۵۱
[illegible]	
[illegible]	۴۵۱
[illegible]	۴۵۱
[illegible]	۴۵۱
[illegible]	۴۵۶
[illegible]	۴۵۶
[illegible]	۴۵۷
[illegible]	۴۵۸
[illegible]	۴۵۸
[illegible]	۴۵۸
[illegible]	۴۵۹
[illegible]	۴۵۹
[illegible]	۴۵۹
[illegible]	۴۶۰
[illegible]	۴۶۰
[illegible]	۴۶۰
[illegible]	۴۶۱
[illegible]	۴۶۱
[illegible]	۴۶۱
[illegible]	۴۶۲
[illegible]	۴۶۲
[illegible]	۴۶۲
[illegible]	۴۶۳
[illegible]	۴۶۳
[illegible]	۴۶۳
[illegible]	۴۶۳
[illegible]	۴۶۳
[illegible]	۴۶۳
[illegible]	۴۶۳

[illegible]	۴۶۵
[illegible]	۴۶۵
[illegible]	۴۶۵
[illegible]	۴۶۶
[illegible]	۴۶۶
حضور ﷺ [illegible]	۴۶۶
[illegible]	۴۶۶
تراویح [illegible]	۴۶۷
[illegible]	۴۶۷
[illegible]	۴۶۸
[illegible]	۴۶۸
[illegible]	۴۶۸
[illegible]	۴۶۹
[illegible]	۴۶۹
[illegible]	۴۶۹
[illegible]	۴۷۰
[illegible]	۴۷۰
[illegible]	۴۷۰
[illegible]	۴۷۰
[illegible]	۴۷۰
[illegible]	۴۷۰
[illegible]	۴۷۱
[illegible]	۴۷۱
[illegible]	۴۷۱
[illegible]	۴۷۱
[illegible]	۴۷۲
[illegible]	۴۷۲
[illegible]	۴۷۳
[illegible]	۴۷۳
[illegible]	۴۷۳
[illegible]	۴۷۳
[illegible]	۴۷۳
[illegible]	۴۷۳
[illegible]	۴۷۳
[illegible]	۴۷۴
[illegible]	۴۷۴
[illegible]	۴۷۴
[illegible]	۴۷۵
[illegible]	۴۷۵
[illegible]	۴۷۵
[illegible]	۴۷۵
[illegible]	۴۷۶
[illegible]	۴۷۶
[illegible]	۴۷۶
[illegible]	۴۷۶
[illegible]	۴۷۶
جواب	۴۷۶
[illegible]	۴۷۷
[illegible]	۴۷۷
[illegible]	۴۷۷
[illegible]	۴۷۸
[illegible]	۴۷۸
[illegible]	۴۷۸
[illegible]	۴۷۹
[illegible]	۴۷۹
[illegible]	۴۷۹
[illegible]	۴۷۹
[illegible]	۴۸۰
[illegible]	۴۸۰
[illegible]	۴۸۱
[illegible]	۴۸۱
[illegible]	۴۸۱
[illegible]	۴۸۲
[illegible]	۴۸۲
[illegible]	۴۸۲
[illegible]	۴۸۲
حضور ﷺ کی بعثت کا مقصد	۴۸۳
[illegible]	۴۸۴
[illegible]	۴۸۴
[illegible]	۴۸۴
آج مسلمانوں کے زوال کی [illegible]	۴۸۵
[illegible]	۴۸۵
[illegible]	۴۸۶
[illegible]	۴۸۶
[illegible]	۴۸۶
[illegible]	۴۸۶
[illegible]	۴۸۷
[illegible]	۴۸۸
[illegible]	۴۸۸
[illegible]	۴۸۸
اہل کتاب کا [illegible]	۴۸۸
[illegible]	۴۸۹
[illegible]	۴۸۸
[illegible]	۴۸۹
[illegible]	۴۸۹
[illegible]	۴۸۹
حضور ﷺ کی سنت	۴۸۹
[illegible]	۴۹۰
[illegible]	۴۹۰
اسباب	۴۹۰
[illegible]	۴۹۰
[illegible]	۴۹۱
حضرت [illegible] کا واقعہ	۴۹۲
[illegible]	۴۹۳
[illegible]	۴۹۴

سورة ابراهيم

[illegible]	۵۲۱
ضروری تنبیہ	۵۲۱
[illegible]	۵۲۱
[illegible]	۵۲۲
[illegible]	۵۲۲
انسان کا [illegible]	۵۲۳
پہلے [illegible]	۵۲۳
[illegible]	۵۲۳
[illegible]	۵۲۴
پانی کا [illegible]	۵۲۴
[illegible]	۵۲۴
[illegible]	۵۲۴
[illegible]	۵۲۴
[illegible]	۵۲۴
[illegible]	۵۲۵
[illegible]	۵۲۵
[illegible]	۵۲۶
[illegible]	۵۲۶
[illegible]	۵۲۶
[illegible]	۵۲۶
[illegible]	۵۲۶
[illegible]	۵۲۶
[illegible]	۵۲۷
[illegible]	۵۲۷
[illegible]	۵۲۷
حضرت [illegible]	۵۲۷
تفسیر [illegible]	۵۲۷
[illegible] اصول	۵۲۸
[illegible]	۵۲۸
حضرت ابراہیم اور اسماعیل	۵۲۸
تفسیر [illegible]	۵۲۹
[illegible]	۵۲۹
حضرت [illegible]	۵۲۹
[illegible]	۵۳۰
[illegible]	۵۳۰
[illegible]	۵۳۰
[illegible]	۵۳۰
[illegible]	۵۳۰
حضرت [illegible]	۵۳۱
[illegible]	۵۳۱
[illegible]	۵۳۱
[illegible]	۵۳۱
[illegible]	۵۳۲
[illegible]	۵۳۲
[illegible]	۵۳۲
[illegible]	۵۳۳
[illegible]	۵۳۳
آیت کا [illegible]	۵۳۳
قیامت کی [illegible]	۵۳۳
[illegible]	۵۳۴
[illegible]	۵۳۴
[illegible]	۵۳۴
[illegible]	۵۳۵
[illegible]	۵۳۵
[illegible]	۵۳۵
حضور ﷺ [illegible]	۵۳۶
[illegible]	۵۳۶
[illegible]	۵۳۷
[illegible]	۵۳۷
[illegible]	۵۳۷
[illegible]	۵۳۷
[illegible]	۵۳۷
[illegible]	۵۳۸
[illegible]	۵۳۸
[illegible]	۵۳۸
[illegible]	۵۳۸
[illegible]	۵۳۸
[illegible]	۵۳۹
[illegible]	۵۴۰
[illegible]	۵۴۱

سورة الانفال
تا
سورة الحج

سورۃ الانفال

[illegible]

ظلم کی تہ

[illegible]

قتال کی اجازت

[illegible]

[illegible]

(تفسیر عثمانی)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْاَنْفَالِ ۭ قُلِ الْاَنْفَالُ لِلّٰهِ

تجھ سے پوچھتے ہیں حکم غنیمت کا تو کہہ دے کہ مال غنیمت اللہ کا ہے

وَالرَّسُوْلِ ۚ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَصْلِحُوْا ذَاتَ

اور رسول کا سو ڈرو اللہ سے اور صلح کرو

بَيْنِكُمْ ۠ وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗٓ اِنْ كُنْتُمْ

آپس میں اور حکم مانو اللہ کا اور اس کے رسول کا اگر

مُّؤْمِنِيْنَ ۝ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اِذَا

ایمان رکھتے ہو ایمان والے وہی ہیں کہ جب

ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ وَاِذَا تُلِيَتْ

نام آئے اللہ کا تو ڈر جائیں ان کے دل اور جب پڑھا جائے

عَلَيْهِمْ اٰيٰتُهٗ زَادَتْهُمْ اِيْمَانًا وَّعَلٰي رَبِّهِمْ

ان پر اس کا کلام تو زیادہ ہو جاتا ہے ان کا ایمان اور وہ اپنے رب پر

يَتَوَكَّلُوْنَ ۝ الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ

بھروسہ رکھتے ہیں وہ لوگ جو کہ قائم رکھتے ہیں نماز کو

وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۝ اُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ

اور ہمارا دیا ہوا کچھ خرچ کرتے ہیں وہی ہیں سچے

حَقًّا ۭ لَهُمْ دَرَجٰتٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَمَغْفِرَةٌ

ایمان والے ان کے لیے درجے ہیں اپنے رب کے پاس

[illegible]

کفر کی شکست

[illegible]

خود ساختہ خیال

[illegible]

قرآنی گوہر

[illegible]

مالِ غنیمت کا مالک اللہ ہے

بدر میں جو مالِ غنیمت ہاتھ آیا اس کے متعلق صحابہ میں نزاع ہوئی۔ نوجوان جو آگے بڑھ کر لڑے تھے وہ کل مالِ غنیمت کا اپنا حق سمجھتے تھے۔ پرانے لوگ جو نوجوانوں کی پشت پر تھے ان کا یہ کہنا تھا کہ ہمارے سہارے تم کو فتح ہوئی لہٰذا غنیمت تم کو نہیں ملنی چاہئے۔ ایک جماعت جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کر رہی تھی وہ اپنے کو اس مال کا مستحق سمجھتی تھی۔ اس آیت میں اشارہ ہے کہ فتح سب اللہ کی مدد سے ہے۔ تمہارا سہارا اور زور کچھ نہیں چلتا۔ مال کا مالک خدا ہے جس کو جتنا چاہے دے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے رسول کی معرفت تم کو اسی کے موافق غنیمت تقسیم ہونی چاہئے (اس کی تفصیل آگے آئے گی) یہ مسلمانوں کا کام ہے کہ جو معاملہ خدا سے ہو۔ آپس میں صلح آشتی سے رہیں اور اپنی بات پر ضد نہ کریں۔ [illegible] جب خدا کا نام درمیان میں آئے دل ڈر جائیں [illegible] آیات [illegible] یعنی یقین [illegible] مضبوط ہوتا ہے۔ [illegible] معاملات میں ان کا اصلی بھروسہ اور اعتماد [illegible] اس کے سامنے سر [illegible] جھکائیں اور اسی کے نام پر مال و دولت خرچ کرتے ہیں۔ فرض، نفل [illegible] خدا کی خوشنودی حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ایسے ہی لوگوں کو سچا ایمان والا کہنا بجا ہے۔ خدا کے یہاں [illegible] کے موافق بڑے بڑے مقامات اور قرب پر فائز ہوں گے۔ جنہیں معمولی کوتاہیوں سے درگزر کر کے عزت کی روزی سے سرفراز کیا جائے گا۔ [illegible]

"انفال" کا معنی:

مالِ غنیمت [illegible] جو بغیر قتال و جہاد کے ہاتھ آجائے۔ [illegible] دونوں کے لئے [illegible] بولا جاتا ہے اور [illegible] کہتے ہیں جو کسی غازی کو امیر جہاد عطا کرے۔ جیسا ایک حدیث قدسی میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ بندہ جب اطاعت و عبادت کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرتا ہے [illegible]

[illegible] جاتا ہوں [illegible] اس کے کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے۔ [illegible] اس کے ہاتھ پاؤں بن جاتا ہوں جن سے وہ پکڑتا [illegible] چلتا ہے [illegible] کی خاطر نصرت اللہ اس کے ساتھ ہو جاتی ہے۔ جن افعال کا صدور [illegible] حقیقت اس میں قدرتِ حق تعالیٰ شانہ کی کار فرمائی ہوتی ہے

گفتۂ او گفتۂ اللہ بود — گرچہ از حلقوم عبداللہ بود

مادی اسباب نہ چھوڑو:

حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا [illegible] تمام ضروریات کے لئے مادی اسباب سے [illegible] کر کے بیٹھ جائے۔ بلکہ مطلب یہ ہے کہ مادی اسباب [illegible] اصلی کامیابی [illegible] جائز اسباب کا اہتمام کرنے اور استعمال کرنے کے بعد معاملہ کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کرے اور سمجھے کہ اسباب بھی اسی کے پیدا کئے ہوئے ہیں اور ان اسباب کے ثمرات بھی وہی پیدا کرتے ہیں [illegible] ایک حدیث میں فرمایا اجملوا فی الطلب وتوکلوا علیہ یعنی رزق اور دنیوی ضرورت کے حاصل کرنے کے لئے متوسط درجہ کی طلب اور مادی اسباب [illegible] معاملہ اللہ [illegible] اسباب ہی میں [illegible]

دو قسم کا ایمان:

ایک شخص نے حضرت حسن بصری [illegible] پوچھا کہ [illegible] کیا آپ مومن ہیں؟ تو آپ نے فرمایا کہ ایمان دو قسم کے ہیں۔ تمہارے سوال کا مطلب اگر یہ ہے کہ میں اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتوں، کتابوں اور رسولوں پر اور جنت و دوزخ اور قیامت اور حساب کتاب پر ایمان رکھتا ہوں تو جواب یہ ہے کہ بے شک میں مومن ہوں۔ اور اگر تمہارے سوال کا مطلب یہ ہے کہ میں وہ مومن کامل ہوں جس کا ذکر سورۂ انفال کی آیات میں ہے تو مجھے کچھ معلوم نہیں کہ میں ان میں داخل ہوں یا نہیں۔ سورۂ انفال کی آیات سے وہ آیات مراد ہیں جو ابھی آپ نے سنی ہیں۔ (معارف القرآن، مفتی اعظم)

فتح کمزوروں کی برکت سے ملی ہے

[illegible]

اللہ علیہ وسلم نے مال غنیمت کو برابر برابر تقسیم کرنے کا حکم دیا تو حضرت سعد بن معاذؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس صورت میں قوم کی حفاظت کرنے والوں کو اتنا ہی دے رہے ہیں جتنا ایک گھوڑ سوار کو (جو قوم کی حفاظت نہیں کر سکتا مگر وہ بھی برابر کا حصہ پاتا ہے) اور دوسرے لوگ اس نے مال حاصل کیا ہے ان کا بھی نہیں جانتے کہ اگر ہم پیچھے ہٹ جاتے تو کیا ہوتا۔ یہ روایات اور ...دوسری اس وجہ سے حاصل ہوئی ہیں کہ بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منادی نے منادی کر دی کہ جس نے کسی (کافر جنگی) کو قتل کیا ہو اس سے چھینا ہوا مال قتل کرنے والے کا ہے اور جس نے کسی کو قید کیا ہو تو وہ قیدی اسی کا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قاتل کو مقتول (کافر) سے چھینا ہوا مال عنایت فرما دیا تھا۔

مسلمانوں کے مختلف گروہوں کا خیال:

سعید بن منصور، امام احمد، ابن المنذر، ابن حبان اور حاکم نے صحیح میں حضرت عبادہ بن صامت کی روایت سے بیان کیا ہے کہ مسلمانوں کا کافروں سے مقابلہ ہوا اللہ نے دشمن کو شکست دے دی۔ مسلمانوں کے ایک گروہ نے بھاگنے والوں کا تعاقب کیا کسی کو قید اور کسی کو قتل کرنے لگے۔ دوسرا گروہ میدان جنگ میں جم گیا اور مال غنیمت جمع کرنے لگا اور تیسرا گروہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گرد حلقہ بنائے رہا کہ کہیں دشمن موقع پا کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی گزند نہ پہنچا دے۔ جن لوگوں نے مال غنیمت جمع کیا تھا انہوں نے کہا مال ہم نے جمع کیا ہے اس لئے (دوسرے لوگوں) کسی اور کا اس میں حصہ نہیں ہے۔ جو لوگ دشمن کے تعاقب میں گئے تھے انہوں نے کہا تم ہم سے زیادہ حقدار نہیں ہو ہم نے دشمن کو بھگایا اور شکست دی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے محافظ گروہ نے کہا تم لوگ ہم سے زیادہ حقدار نہیں ہو۔ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے گھیرے میں لئے رہے اور حفاظت کرتے رہے کہیں دشمن غفلت میں کوئی گزند حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ پہنچا دے ہم اسی حفاظت میں مشغول رہے۔ اس پر آیت يَسْأَلُونَكَ عَنِ الْأَنْفَالِ کا نزول ہوا۔

یقینی جنتی مومن:

حارث کا بیان ہے ایک سفر میں ہم کچھ لوگوں سے ملے۔ ہم نے پوچھا تم کون لوگ ہو انہوں نے جواب دیا نحن المؤمنون حقاً ہم یقیناً سچے مومن ہیں۔ ہم لاجواب ہو گئے کچھ سمجھ میں نہ آیا کہ ان سے کیا کہیں۔ جب حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو ہم

ابراہیمؒ نے پوچھا حضرت سے عرض کیا تو آپ نے پوچھا تم نے کیا جواب دیا۔ ہم نے عرض کیا ہم کچھ جواب نہ دے سکے۔ فرمایا تم نے ان سے یہ کیوں نہ پوچھا کیا تم یقینی جنتی ہو۔ سچے مومن تو یقینی جنتی ہوتے ہیں۔

مسئلہ امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک انا مومن ان شاء اللہ کہنا مکروہ ہے کیونکہ اس سے ایمان میں شک ہونے کا وہم پیدا ہوتا ہے بلکہ انا مومن کے بعد ان شاء اللہ نہیں لگانا چاہئے حقاً کہنا چاہئے۔ انا مومن حقاً کہنے کا یہ مطلب نہیں کہ مجھے اپنا خاتمہ بھی ایمان پر ہونے کا قطعی یقین ہے بلکہ مراد یہ ہے کہ اس وقت میں قطعی مومن ہوں کیونکہ ایمان شک و شبہ سے پاک ہے۔

حضرت قتادہؒ اور امام ابو حنیفہؒ کا مکالمہ:

امام ابو حنیفہؒ نے قتادہ سے پوچھا آپ اپنے ایمان کو ان شاء اللہ سے مشروط کیوں کرتے ہیں۔ قتادہ نے جواب دیا حضرت ابراہیم کے اس قول کی تقلید میں حضرت ابراہیم نے فرمایا تھا وَالَّذِي أَطْمَعُ أَنْ يَغْفِرَ لِي خَطِيئَتِي يَوْمَ الدِّينِ (جس کی مجھے طمع ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ میرے قصور معاف کر دے گا۔ اس میں لفظ طمع آیا ہے کہ جو عدم یقین پر دلالت کرتا ہے) امام ابو حنیفہؒ نے فرمایا آپ نے حضرت ابراہیم کے اس قول کی تقلید کیوں نہیں کی۔ جب اللہ نے ان سے فرمایا أَوَلَمْ تُؤْمِن کیا تم ایمان نہیں لائے تو حضرت ابراہیم نے جواب دیا بَلَىٰ وَلَٰكِن لِّيَطْمَئِنَّ قَلْبِي (لائے ہیں ایمان کیوں نہیں لیکن اور فرمایا کہ اطمینان کے لئے مشاہدہ کرنا چاہتا ہوں)

جنت الفردوس کی دعا مانگو:

حضرت عبادہ بن صامت راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنت کے اندر سو درجات ہیں ہر درجہ کا فاصلہ دوسرے درجہ سے اتنا ہے جتنا آسمان زمین کے درمیان ہے فردوس کا سب سے اونچا درجہ ہے۔ اسی سے جنت کی چاروں نہریں نکلتی ہیں اس سے اوپر عرش ہوگا۔ دعا کرتے وقت تم اللہ سے فردوس مانگا کرو۔ (رواہ الترمذی)

جنت کے درجات:

بغوی نے لکھا ہے کہ ربیع بن انس نے فرمایا ستر درجے جنت میں ہوں گے ہر دو درجوں کے درمیان اتنی مسافت ہوگی جتنی مسافت اس دوڑ کے میدان کی ہوتی ہے جس میں مشاق سدھا ہوا گھوڑا ستر برس تک دوڑتا چلا جائے۔ (تفسیر مظہری)

فوجیوں کے انعام کے چار طریقے:

ابو عبید کہتے ہیں کہ امام اگر فوج کے کسی دستے کو ... کے

[illegible]

جنت کے محلات کی قیمت:

[illegible]

[illegible]

كَمَآ أَخْرَجَكَ رَبُّكَ مِنۢ بَيْتِكَ بِالْحَقِّ وَإِنَّ

[illegible]

فَرِيقًا مِّنَ الْمُؤْمِنِينَ لَكَٰرِهُونَ ۝

[illegible]

يُجَٰدِلُونَكَ فِى الْحَقِّ بَعْدَ مَا تَبَيَّنَ كَأَنَّمَا

[illegible]

يُسَاقُونَ إِلَى الْمَوْتِ وَهُمْ يَنظُرُونَ ۝

[illegible]

اللہ کی توفیق اور امداد پر غور کرو

[illegible]

[illegible] كَمَا أَخْرَجَكَ رَبُّكَ مِنْ بَيْتِكَ بِالْحَقِّ [illegible]

[illegible] وَإِنَّ فَرِيقًا مِّنَ الْمُؤْمِنِينَ لَكَارِهُونَ [illegible]

[illegible]

[illegible]

غزوۂ بدر

تجارتی قافلہ [illegible]

[illegible]

ہوئے ہم مدینہ سے نکل رہے تھے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا لشکر جمع ہو گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے [illegible] کا حکم دیا تو سعد نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) میں تو [illegible] ہوں [illegible] میرے بیٹے [illegible] حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سعد کے بیٹے [illegible] کی اجازت دے دی۔ [illegible] عبدالرحمن بن [illegible]

ابوسفیان نے خطرہ کی خبر مکہ بھیج دی

[illegible] کے ایک آدمی نے [illegible] اطلاع دی [illegible] قافلہ کی [illegible] ہیں۔ ابوسفیان [illegible] خطرات [illegible] حجاز کے قریب پہنچ کر [illegible] سوال کرنے لگا [illegible] سے خبر دریافت کرتا [illegible] ایک [illegible] اطلاع [illegible] کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قافلے کے لئے نکل چکے ہیں۔ ابوسفیان [illegible] ضمضم بن عمرو غفاری کو [illegible] دینار [illegible] دے کر مکہ کو بھیجا [illegible] کہ مکہ میں پہنچنے کے وقت [illegible] اور آگے پیچھے سے اپنا کرتا پھاڑ [illegible] (فریاد کرتا ہوا) قریش سے جا کر [illegible] اپنے مال کی حفاظت کے لئے [illegible] صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ساتھیوں سمیت قافلہ کو لوٹنے [illegible] ضمضم [illegible] جیسا ابوسفیان نے حکم دیا تھا [illegible]

عاتکہ بنت عبدالمطلب کا خواب:

ابن اسحاق نے بروایت [illegible] ضمضم کے پہنچنے سے تین رات پہلے عاتکہ بنت عبدالمطلب نے ایک خواب دیکھا۔ صبح کو اس خواب سے ان کو بڑی [illegible] انہوں نے اپنے بھائی عباس بن عبدالمطلب کو بلوا کر کہا بھائی میں نے ایک خوفناک خواب دیکھا ہے۔ [illegible] کوئی مصیبت اور آفت آنے والی معلوم ہوتی ہے۔ حضرت عباس نے خواب پوچھا تو عاتکہ نے [illegible] میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک شخص [illegible] [illegible] نے اس [illegible] بہت زیادہ [illegible] کعبہ [illegible] [illegible] تین دن [illegible] [illegible] قریش [illegible] [illegible] پہنچ کر [illegible] [illegible] ایک [illegible] پتھر [illegible] [illegible] آپ کی قوم [illegible] [illegible] کوئی گھر [illegible]

حضرت عباس نے کہا [illegible] اگر قریش کو اس کی اطلاع پہنچ گئی [illegible] اس کے بعد [illegible] سے ملاقات [illegible] ان سے اس خواب کا ذکر [illegible] اپنے باپ [illegible] [illegible] اور قریش [illegible] چرچا [illegible]

ابوجہل کی [illegible]

حضرت عباس کا بیان ہے [illegible] ابوجہل [illegible] قریش کی ایک جماعت کے ساتھ بیٹھا [illegible] [illegible] طواف [illegible] [illegible] طرف آ جانا [illegible] [illegible] ابوجہل [illegible] [illegible] تم نے [illegible] خواب [illegible] [illegible] تمہارے مرد [illegible] تمہاری عورتیں بھی [illegible] حضرت عباس کا بیان ہے [illegible] [illegible] خواب [illegible] [illegible] جھوٹ [illegible]

قریشیوں کی تیاری و روانگی:

قریش نے جلد جلد تیاری کی۔ [illegible] محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور ان کے ساتھیوں کا خیال ہے کہ ابن حضرمی کے قافلہ کی طرح ہوگا ایسا ہرگز نہیں [illegible] خدا کی قسم [illegible] معلوم ہوگا۔ [illegible] لئے نکل کھڑے [illegible] تیاری کرنی [illegible] اگر کسی کا [illegible] معلوم تھا کہ [illegible] صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] آپ کے ساتھیوں کے [illegible] کا [illegible] خاندان بنی ہاشم کا کوئی فرد [illegible] ساتھ [illegible] عباس بن عبدالمطلب [illegible] طالب بن ابی طالب، عقیل بن ابی طالب اور ان کے ساتھ [illegible] ابو لہب [illegible]

[illegible] نے [illegible] لوگ تیاری کر چکے روانگی [illegible] بنی [illegible] جنگ [illegible] [illegible] والے [illegible] اس وقت [illegible] [illegible] طرح [illegible] کے [illegible] ہیں۔ [illegible] اگر ہم [illegible] [illegible] کے [illegible]۔

شیطان کی کارروائی:

ابن عقبہ اور ابن عائذ کا بیان ہے کہ [illegible] مشرکین [illegible] اور [illegible] [illegible] [illegible] کوئی غالب نہیں آ سکتا۔ [illegible] [illegible] ابو جہل نے [illegible] [illegible] [illegible] پیچھے [illegible] خوش [illegible]۔

جہیم بن صلت کا خواب

[illegible] نے [illegible] جب [illegible] خواب [illegible]

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تیاریاں:

[illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے [illegible] [illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] رمضان [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] حضور صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] [illegible] پانی [illegible] [illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] ۳۱۳ [illegible] حضور صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] [illegible]۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا:

[illegible]

آگے روانگی ابوسفیان اور قریشیوں کی خبر

[illegible]

مشورہ اور مہاجرین و انصار کی تقریریں

[illegible]

بدر کا شکار

[illegible]

ہو گیا۔ یہ سن کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرۂ مبارک شگفتہ ہو گیا۔ پھر مقداد کے حق میں چند کلمات خیر فرمائے اور دعا کی۔ اس کے بعد تیسری بار لوگوں سے مشورہ لیا۔ اب انصار سمجھے کہ روئے خطاب ہماری طرف ہے کیونکہ انہی کی تعداد زیادہ تھی۔ اس پر سعد بن معاذ کھڑے ہو گئے اور عرض کیا یا رسول اللہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا خطاب ہم سے ہے۔ فرمایا ہاں۔ سعد نے کہا یا رسول اللہ ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لا چکے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سچا مان چکے ہم نے اقرار کر لیا کہ جو کچھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم لائے ہیں وہ حق ہے ہم نے آپ سے مضبوط وعدہ کر لیا اور عہد و پیمان کر لئے۔ جو کچھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم حکم دیں گے ہم سنیں گے اور بجا لائیں گے۔ اب جو کچھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم چاہیں وہ کریں یا رسول اللہ شاید آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ اندیشہ ہو کہ انصار صرف اپنی بستیوں میں ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد کریں گے (باہر نکل کر نہیں کریں گے) تو میں انصار کی طرف سے عرض کرتا ہوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جہاں چاہیں سفر کریں ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہیں۔ جس سے جوڑنا چاہیں جوڑیں جس سے توڑنا چاہیں تعلق توڑ دیں ہمارے مالوں میں سے جتنا چاہیں لے لیں اور جتنا چاہیں ہم کو دے دیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم جو مال ہمارے پاس چھوڑ دیں گے وہ ہماری نظر میں لئے ہوئے مال سے زیادہ محبوب نہ ہوگا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جو حکم دینا چاہیں دیں ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر چلیں گے۔ خدا کی قسم اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہم کو لے کر برک غماد تک انتہا دیکھنا چاہیں گے تو ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چلیں گے اور اگر سمندر ہمارے سامنے ہوگا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اس میں بھی گھس جائیں گے۔ اور ہم میں سے کوئی شخص پیچھے نہیں رہے گا اگر کل دشمن سے مقابلہ ہو جائے تو ہم کو ناگوار نہ ہوگا۔ ہم جنگ میں بڑے پکے ہیں مقابلہ کے وقت سچے ہیں ہماری (جنگی) کارگزاریوں سے اللہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھیں ٹھنڈی رکھے گا۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک کام کرنے کے لئے نکلے ہوں اور اللہ دوسری بات پیدا کر دے پس اللہ کا نام لے کر ہم کو لے کر چلئے ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دائیں بائیں آگے پیچھے رہیں گے اور موسیٰ کی قوم کی طرح نہ ہوں گے جنہوں نے موسیٰ سے کہا تھا کہ تم اور تمہارا رب جائیں اور جا کر لڑیں ہم تو یہاں سے آگے بڑھنے والے نہیں بلکہ آپ اور آپ کا رب چلیں دشمن سے لڑیں ہم آپ کے ساتھ ہیں ساتھ مل کر لڑیں گے۔ سعد کی یہ تقریر سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ چمک اٹھا اور فرمایا اللہ کے نام پر چلو اور خوش ہو جاؤ اللہ نے مجھ سے وعدہ کر لیا ہے دو گروہوں میں سے ایک کا وعدہ کیا ہے۔ خدا کی قسم میں اس وقت بھی گویا ان لوگوں کی قتل گاہیں دیکھ رہا ہوں (کہ فلاں شخص یہاں مارا جائے گا) بعض مسلمانوں کو دشمن سے مقابلہ کرنا پسند نہ تھا۔

ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے حضرت ابو ایوب انصاری کا بیان نقل کیا ہے کہ حضرت ابو ایوب نے فرمایا جب ہم ایک دو دن چلے گئے (اور قافلہ کا پتہ نہ چلا) تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان لوگوں سے (یعنی قریش سے) جنگ کرنے کے متعلق آپ لوگوں کی کیا رائے ہے (آگے بڑھ کر قریش سے جنگ کریں یا واپس مدینہ کو لوٹ جائیں) ان لوگوں کو تمہارے نکلنے کی اطلاع پہنچ گئی ہم نے عرض کیا واللہ ہم میں ان لوگوں سے لڑنے کی طاقت نہیں ہے ہمارا ارادہ تو قافلہ کا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر فرمایا تم لوگوں کی رائے جنگ کے متعلق کیا ہے ہم نے پہلا جواب دے دیا (تفسیر مظہری)۔

وَاِذْ يَعِدُكُمُ اللّٰهُ اِحْدَى الطَّآئِفَتَيْنِ
اور جب اللہ تم سے وعدہ کر رہا تھا دو
اَنَّهَا لَكُمْ وَتَوَدُّوْنَ اَنَّ غَيْرَ ذَاتِ
جماعتوں میں سے ایک کا کہ وہ تمہارے ہاتھ لگے گی اور تم چاہتے
الشَّوْكَةِ تَكُوْنُ لَكُمْ وَيُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّحِقَّ
تھے کہ جس میں کانٹا نہ لگے وہ تم کو ملے اور اللہ چاہتا تھا کہ سچا کر دے
الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ وَيَقْطَعَ دَابِرَ الْكٰفِرِيْنَ
سچ کو اپنے کلاموں سے اور کاٹ ڈالے جڑ کافروں کی
لِيُحِقَّ الْحَقَّ وَيُبْطِلَ الْبَاطِلَ وَلَوْ كَرِهَ
تاکہ سچا کرے سچ کو اور جھوٹا کر دے جھوٹ کو اور اگرچہ
الْمُجْرِمُوْنَ
ناراض ہوں گنہگار (۸)

اللہ تعالیٰ حق کو غالب کرنا چاہتے تھے

مسلمان یہ چاہتے تھے کہ "تجارتی قافلہ" پر حملہ ہو کیونکہ قافلہ چھوٹا اور بہت سا مال ہاتھ آ جاتا لیکن خدا کی مرضی یہ تھی کہ اس پھوٹی سی ۔۔۔

سامان بحالت موجودہ انتہائی ... مرتب ... قوت تھے۔ سب سے بڑا کر یہ
قرآن سے یہ کہ ... دیکھنے اور کفار ... حرکت ... آگے اس
طرح اس ... پانی ... حیرت انگیز طریقہ پر ... ہو کر ... اور
... کا ... صاف ... ہو چکے۔
چنانچہ ... بعض ... تھی ... ابو جہل بھی
... ہو گئے اس طرح ... قریش ...
... بنا ہوا تھا۔ فللہ الحمد ...

بے سروسامانی کا علاج: رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب دیکھا کہ
آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رفقا ... تین سو تیرہ ... بھی ... نہتے ہیں
اور مقابلہ پر ... ایک ہزار جوانوں کا مسلح لشکر ہے تو ...
کی نصرت و ... دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم دعا
مانگتے تھے ... صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آمین کہتے تھے۔
حضرت عبداللہ بن عباس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کے
یہ کلمات نقل فرمائے ہیں۔
"یا اللہ ... آپ ... فرما ...
اے اللہ! ... جماعت ... ہو گئی تو ... زمین میں کوئی تیری
عبادت کرنے والا باقی نہ رہے گا ... زمین میں ...
... عبادت ہوا کرتے ہیں)
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ... اسی طرح ... کے ساتھ
دعا میں مشغول ... یہاں تک کہ ... شانوں سے چادر ...
گئی۔ حضرت ابو بکر صدیق نے آگے بڑھ کر چادر ... اور عرض کیا!
یا رسول اللہ آپ ... اللہ تعالیٰ آپ کی دعا ضرور قبول فرمائیں
گے اور اپنا وعدہ پورا فرمائیں گے۔

میدان جنگ کا انتخاب:

جس جگہ پہنچ کر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ... قیام فرمایا تھا وہاں مقام
... حضرت حباب بن منذر ... تجربہ ... مناسب نہ
... یا رسول اللہ ... مقام آپ نے اختیار فرمایا ہے ... حکم ...
ہے جس میں ... اختیار نہیں ... مصلحت کے پیش نظر انتخاب
فرمایا ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا نہیں ... تبدیلی ... تجویز
تبدیل ہو سکتی ہے۔ تب حضرت حباب بن منذر نے عرض کیا کہ پھر تو بہتر ہے
کہ اس مقام سے ... بڑھ کر ... کے ... پانی ...

مقام سے آگے پر قبضہ کیا جائے ... پانی ... ہاتھوں ...
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا مشورہ قبول فرمایا اور وہاں جا کر پانی پر
قبضہ کیا ایک حوض پانی کے لئے ... پانی کا ذخیرہ ... فرمایا۔
اس سے مطمئن ہونے کے بعد حضرت سعد بن معاذ نے عرض کیا
یا رسول اللہ ... ہیں کہ ہم آپ کے لئے ایک ... بنا دیں جس میں آپ
قیام فرمائیں جہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف رکھیں اور آپ کی ... سامان
... آپ کے پاس رہیں۔
اور ... آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ... بنا دیا گیا ...
میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صدیق اکبر ... اور ... حضرت
سعد بن معاذ ... حفاظت کے لئے تلوار لئے کھڑے تھے۔

معرکہ کی پہلی رات

معرکہ کی پہلی رات تھی ... تین سو تیرہ بے سامان ... کا مقابلہ اپنے
سے تگنی تعداد ... ایک ... لشکر سے تھا۔ میدان ... اچھا
مقام ان کے قبضہ میں آ چکا تھا ... ہو چکی تھی ...
... مسلمانوں ... پیشانی ... تھی۔
... حضرت علی ...
... رات میں ہم میں سے کوئی باقی نہیں ... رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمام رات ... تہجد میں مشغول رہے
... کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
اس ... آپ ... تہجد میں مشغول
تھے آپ ...
... ابو بکر ... خوشخبری ...
... آپ ... سیہزم الجمع ویولون الدبر یعنی عنقریب ...
... اور پیٹھ پھیر کر بھاگیں گے ... روایت میں ہے کہ ...
... دشمنوں کی طرف اشارہ ...
...
...
جنگ ...

کے لئے صدقوں سے تمام صحابہ کرام پر خاص قسم کی فضیلت فرمائی اسی طرح غزوۂ احد میں بھی اسی طرح کا واقعہ ہوا

قصۂ بدر کا تکملہ: ابن اسحاق نے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان پہاڑوں کے درمیان سے جن کو الصفراء کہا جاتا ہے آگے بڑھے (صفراء ایک چھوٹا سا قصبہ ہے جس کے قریب دو پہاڑ ہیں جو اس کے دائیں بائیں جانب کو واقع ہیں) پھر نیچے اتر کر ایک بستی کی جانب جس کا نام ذفران ہے رخ کیا اور صفراء کو بائیں جانب چھوڑ دیا اور ذفران ایک درے سے بدر کی طرف جانے کا راستہ تھا۔ پھر بدر کے قریب پہنچ کر پڑاؤ ڈال دیا۔

بوڑھے کی خبر میں سے معلومات لیں:

اور خود حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ سوار ہو کر ایک عرب بوڑھے کے پاس پہنچے اور اس سے قریش کی اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھیوں کی خبریں دریافت کیں بوڑھا بولا مجھے اطلاع ملی ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے ساتھی فلاں فلاں دن روانہ ہوئے ہیں اگر اطلاع دینے والے نے مجھے صحیح اطلاع دی ہے تو آج وہ فلاں جگہ ہوں گے جس جگہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑاؤ ڈالا تھا اسی جگہ کا نام لیا اور مجھے یہ خبر بھی ملی ہے کہ قریش فلاں دن روانہ ہوئے ہیں اگر خبر دینے والے نے مجھے صحیح خبر دی ہے تو آج قریش فلاں جگہ ہوں گے اسی جگہ کا نام لیا جہاں قریش موجود تھے۔ پھر کہنے لگا تم دونوں کون ہو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہم ماء سے ہیں (یہ لفظ توریہ کے طور پر استعمال فرمایا جس سے وہ سمجھا کہ عراق کا مشہور قبیلہ ہے مگر اس کا تعلق نہیں ہے بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد یہ تھی کہ یعنی ہم دونوں پانی سے پیدا ہوئے ہیں)

دو غلاموں کی خبریں:

ابن اسحاق کا بیان ہے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ساتھیوں کے پاس لوٹ آئے جب شام ہوئی تو علی بن ابی طالب، زبیر بن العوام اور سعد بن ابی وقاص کو مسلمانوں کی ایک جماعت کے ساتھ بدر کے چشمہ کی طرف خبر لینے کے لئے بھیجا ان لوگوں کو قریش کے پانی لانے والے ملے جن میں بنی الحجاج کا غلام اسلم اور بنی العاص بن سعید کا غلام ابو یسار بھی تھا یہ حضرات دونوں کو لے آئے اور ان سے سوالات کئے اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے نماز پڑھ رہے تھے دونوں نے جواب دیا ہم قریش کے خدمت گار ہیں انہوں نے ہم کو پانی لینے بھیجا تھا مسلمانوں کو یہ جواب ناگوار گذرا ان کا خیال تھا کہ یہ دونوں ابوسفیان کے آدمی ہیں (اور قافلہ کہیں قریب ہی ہے) انہوں نے ان دونوں کو مارا جب خوب مار پڑی تو انہوں نے کہہ دیا کہ ہم ابوسفیان کے آدمی ہیں تب انہوں نے ان کو چھوڑ دیا اس عرصہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے رکوع کیا اور دو سجدے کر کے سلام پھیر دیا اور فرمایا جب انہوں نے تم سے سچی بات کہی تو تم نے ان کو مارا اور جب جھوٹی بات کہی تو تم نے ان کو چھوڑ دیا بیشک خدا کی قسم یہ دونوں سچ کہتے تھے یہ قریش کے آدمی ہیں (پھر ان دونوں سے) فرمایا: مجھے قریش کے متعلق بتاؤ دونوں نے عرض کیا وہ اس ٹیلے کے پیچھے ہیں جو وادی کے اونچے مقام پر ہے اور وہ ٹیلہ عقنقل ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کتنے ہیں دونوں نے عرض کیا بہت ہیں فرمایا گنتی میں کتنے ہیں بولے ہم کو معلوم نہیں فرمایا کتنے (اونٹ) ذبح کرتے ہیں کہنے لگے ایک دن نو اور ایک دن دس فرمایا تو سو اور ایک ہزار کے درمیان ہیں۔ پھر فرمایا ان میں سرداران قریش کون کون ہیں۔ دونوں نے عرض کیا ربیعہ کے دونوں بیٹے عتبہ و شیبہ، ابو البختری بن ہشام، حکیم بن حزام، نوفل بن خویلد، حارث بن عامر، طعیمہ بن عدی، نضر بن حارث، زمعہ بن الاسود، ابو جہل بن ہشام، امیہ بن خلف، حجاج کے دونوں بیٹے نبیہ و منبہ، سہیل بن عمرو اور عمرو بن عبدود۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مکہ نے اپنے جگر کے ٹکڑے تمہارے سامنے لا کر ڈال دیئے ہیں۔

ابوسفیان کا خوف اور مکہ پہنچنا:

ابن اسحاق وغیرہ نے لکھا ہے کہ ابوسفیان قافلہ کو لے کر بدر کے قریب پہنچا تو بہت خوف زدہ تھا بسبس بن عمرو اور عدی بن ابی الزغباء کی بھی وہاں آمد ہو گئی تھی۔ خوف زدہ ڈرتے ڈرتے وہ پانی پر پہنچا۔ پانی پر مجدی بن عمرو جہنی سے ملاقات ہوئی ابوسفیان نے مجدی سے پوچھا کیا تم کو (یہاں) کچھ محسوس ہوا ہے مجدی نے کہا میں نے تو کسی اجنبی کو نہیں دیکھا ہاں صرف اتنی بات دیکھی کہ دو سوار آئے تھے انہوں نے اس ٹیلہ کے پاس اونٹ بٹھائے اور اپنے مشکیزوں میں پانی بھرا اور چل دیئے۔ ابوسفیان مجدی کی یہ بات سن کر ان کے اونٹ بٹھانے کی جگہ پر پہنچا اور وہاں کی مینگنی اٹھا کر توڑی تو اس میں سے کھجور کی گٹھلی برآمد ہوئی کہنے لگا خدا کی قسم یہ یثرب کا چارہ ہے (یعنی اونٹوں کی مینگنیوں میں گٹھلیاں نکلتی ہیں اس سے معلوم ہوا کہ یہ مدینہ کے تھے) فوراً اپنے ساتھیوں کے پاس لوٹ آیا اور قافلہ کا رخ موڑ کر بدر کو بائیں جانب چھوڑ کر ساحل سمندر پر پڑ گیا اور تیز رفتاری سے چلتا رہا۔ سب کو نکال لے گیا اور قافلہ کو بچا لیا۔

پہنچنے کے بعد لشکر والوں کی طرف پیغام

[illegible]

[illegible]

حضور صلی اللہ علیہ وسلم ساری رات نماز پڑھتے رہے

[illegible]

[illegible]

حضرت عمارؓ اور حضرت عبداللہؓ کی خبریں

[illegible]

حضرت حبابؓ کی رائے

[illegible]

حضرت سعدؓ کا مشورہ

[illegible]

سوار ہو کر ان لوگوں کے پاس پہنچ جائیں جن کو ہم اپنے پیچھے (مدینہ میں) چھوڑ آئے ہیں کیونکہ وہاں ہمارے پیچھے بکثرت ایسے لوگ رہ گئے ہیں جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں ہم سے کم نہیں ہیں اگر ان کو خیال ہوتا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو جنگ پیش آئے گی تو وہ پیچھے نہ رہتے اللہ ان کے ذریعہ سے آپ کی حفاظت کرے گا وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خیر خواہی کریں گے اور آپ کے ساتھ مل کر جہاد کریں گے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے سایہ کی جگہ:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سعد بن معاذ کے لئے کلمات خیر ارشاد فرمائے اور ان کو دعا دی پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ایک ٹیلہ پر جہاں سے میدان جنگ کی حالت دکھائی دیتی تھی ایک سائبان بنا دیا گیا اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر رضی اللہ عنہ تھے [illegible] سعد بن معاذ [illegible] دروازہ پر تلوار لے کر حفاظت کیلئے کھڑے ہو گئے۔

سرداران کفار کی قتل گاہوں کی نشاندہی:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میدان جنگ کے مقام پر تشریف لے گئے اور ہاتھ سے اشارہ کر کے بتانے لگے کہ یہ فلاں شخص کی قتل گاہ ہے اور یہ جگہ فلاں آدمی کی ہے [illegible] چنانچہ جہاں جہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اشارہ فرمایا تھا قریش کے آدمیوں میں سے کوئی بھی اس سے ذرا نہ ہٹا ہر شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بتائی ہوئی جگہ پر ہی مارا گیا۔ (رواہ مسلم وغیرہ)

غزوۂ بدر کی فضیلت و ثواب

حمید الطویل نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم ہے اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے [illegible] کوئی کچھ [illegible] پوری پوری عبادت کرتا رہے تب بھی (ثواب اور درجہ میں) تمہاری اس ایک رات (یعنی شب بدر) کو نہیں پہنچ سکتا اور فرمایا [illegible] جو بدر میں حاضر ہوئے تھے وہ ان لوگوں سے فضیلت رکھتے ہیں جو حاضر نہیں ہوئے۔ اس روایت کے تمام راوی [illegible] جعفر بن سعد [illegible] معروف ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے [illegible]۔

قریشیوں کے حملے:

ادھر قریش اپنی پوری طاقت اور اسلحہ کے ساتھ [illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی [illegible] حالت میں نکلے تھے ان کے اندر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کے خلاف جوش، غضب اور سخت اشتعال تھا کیونکہ آپ نے ان کے قافلہ کو لوٹ کر قافلہ کے [illegible] عمرو بن حضرمی کو قتل کیا تھا [illegible] پہلا مقتول تھا [illegible]۔

[illegible] عتبہ [illegible] اگر اس قوم میں سے کسی میں کوئی خیر ہو سکتی تھی تو [illegible] میں تھی اگر یہ لوگ اس کا مشورہ مان لیتے تو سیدھی راہ پر ہو جاتے [illegible] یہ لڑائی سے روک رہا تھا [illegible] قوم واپس چلی جائے [illegible] ابو جہل [illegible] (اس کا بیٹا ابو حذیفہ [illegible] مسلمان ہو چکے تھے مگر اس وقت کافر تھے) اپنے بیٹے کے ساتھ [illegible] کہا کہ تم [illegible] تمہارا [illegible] قریش نے جواب میں کہا آپ سے [illegible] اگر ہمارا مقابلہ آدمیوں سے ہے تو خدا کی قسم ہم ان کے مقابلہ میں ہرگز کمزور نہیں ہیں اور اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے گمان کے مطابق مقابلہ اللہ سے ہے تو اللہ کے مقابلہ کی کسی میں طاقت نہیں۔

حکیم بن حزام:

جب لوگ جمع ہو گئے تو قریش کے چند آدمی جن میں حکیم بن حزام بھی تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے (حوض) [illegible] پر پانی پینے آئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان کو آنے دو [illegible] ان میں سے جس شخص نے بھی اس کا پانی پیا مارا گیا سوائے حکیم بن حزام کے وہ بچ گئے اور اس کے بعد مسلمان ہو گئے اور اسلام میں پختہ [illegible] جب آپ (مسلمان ہونے کے بعد) حلف (قسم) اٹھاتے تھے تو یوں کہتے تھے قسم ہے اس اللہ کی جس نے بدر کے دن مجھے بچا لیا۔

عمیر بن وہب کی جاسوسی:

جب قریش اطمینان سے بیٹھ گئے تو عمیر بن وہب جمحی کو (جو بعد میں مسلمان ہو گئے تھے) مسلمانوں کی تعداد کا اندازہ لگانے کے لئے بھیجا [illegible] مسلمانوں کے لشکر [illegible] تین سو ہیں کچھ کم یا زیادہ [illegible] کمین گاہ [illegible] چنانچہ وہ وادی کے اندر دور تک گیا اور جب [illegible] واپس لوٹ کر آیا تو قریش سے کہا وہاں میں نے کوئی کمک تو نہیں دیکھی لیکن اے گروہ قریش میں نے اونٹوں

[illegible]

ابو سلمہ کی جاسوسی

[illegible]

قریشی سرداروں کی بزدلی

[illegible]

[illegible]

قریش کے نام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام

[illegible]

کی پشت کی طرف تھی مشرک سامنے تھے ان کا منہ سورج کی طرف تھا۔

حضرت سواد کی خوش نصیبی:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب صف بندی کر رہے تھے تو سواد بن غزیہ (صف سے) کچھ نکلے ہوئے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے پیٹ میں کچوکا مارا اور فرمایا سواد سیدھے ہو جاؤ۔ سواد نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے مجھے دکھ پہنچایا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا کا واسطہ جس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو برحق نبی بنا کر بھیجا ہے آپ کو اس کا بدلہ دینا ہوگا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پیٹ سے کرتہ اٹھا کر کھول دیا اور فرمایا بدلہ لے لو۔ سواد پیٹ کھلا دیکھ کر پیٹ سے چمٹ گئے اور چومنے لگے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سواد تم نے ایسا کیوں کیا۔ سواد نے عرض کیا یا رسول اللہ خدا کا جو حکم تھا وہ سامنے آ گیا اور مجھے خیال ہے کہ میں مارا جاؤں اس لئے میری خواہش ہوئی کہ آخری وقت آپ سے چمٹ جاؤں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت صحابہ کو حکم دیا جب دشمن تمہارے قریب ہو تو تیر مارنا اور تلوار سے جنگ اس وقت کرنا جب بالکل ہی قریب آ جائیں۔ کذا روی ابو داؤد عن ابی اسید۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تقریر:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک تقریر فرمائی اور اللہ کی حمد و ثنا کے بعد لوگوں کو جنگ پر ثابت قدم رہنے اور اللہ کی خوشنودی کا طلبگار ہونے کی ترغیب دی۔

لڑائی کا آغاز: قریش بھی جنگ کے لئے تیار ہو گئے اور (انسانی شکل میں) شیطان بھی ان کے ساتھ لگا رہا۔ مسلمان اپنی جگہ پر جمے رہے (کوئی اپنی جگہ سے آگے نہیں بڑھا) سب سے پہلے عامر حضرمی نے مسلمانوں پر حملہ کیا اس کے مقابلہ پر مہجع بن عائش حضرت عمرؓ کا آزاد کردہ غلام نکلا وہ مہجع کو شہید کر دیا۔ انصار میں سب سے پہلے حارثہ بن سراقہ شہید ہوئے آپ کو حبان بن عرقہ نے شہید کیا۔ عتبہ بن ربیعہ اپنے بھائی شیبہ اور بیٹے ولید کے درمیان میدان میں نکلا اس کے مقابلہ کے لئے تین انصاری عبداللہ بن رواحہ عوفؓ اور معاذؓ بیٹے عفراء کے نکلے یہ دونوں حارث کے بیٹے تھے اور ماں کا نام عفراء تھا عتبہ نے کہا تم ہم سر نہیں ہم مقابلہ نہیں کریں گے۔ ہمارے مقابلہ کے لئے ہمارے ہم سر (قریشی) سردار ہونے چاہئیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عبیدہ بن حارث کھڑے ہو جاؤ حمزہ کھڑے ہو جاؤ علی کھڑے ہو جاؤ۔ حمزہ نے تو شیبہ کو سنبھلنے کی بھی مہلت نہ دی قتل کر دیا۔ علیؓ نے ولید کو فرصت نہ دی قتل کر دیا عبیدہ اور عتبہ میں تلواروں کی نوک جھونک ہوئی دونوں زخمی ہو گئے یہ دیکھ کر حمزہؓ اور علیؓ بھی تلواریں لے کر عتبہ پر ٹوٹ پڑے اور اس کا کام تمام کر دیا۔ اور قریش اپنے آدمی (عتبہ) کو اٹھا کر لے گئے۔ صحیحین میں آیا ہے کہ سورت حج میں انہی دونوں کے متعلق آیت ھٰذٰنِ خَصْمٰنِ اخْتَصَمُوْا فِیْ رَبِّهِمْ نازل ہوئی۔

اس کے بعد کی دعا: ابن اسحاق کا بیان ہے کہ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابوبکرؓ کے ساتھ جھونپڑی میں لوٹ آئے تیسرا کوئی ساتھ نہ تھا اور اللہ سے اس فتح کی دعا کرنے لگے جس کا وعدہ اللہ نے کیا تھا دعا میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ یہ بھی تھے اے اللہ آج اگر یہ گروہ ہلاک ہو گیا تو زمین پر پھر تیری پوجا نہ ہوگی۔ حضرت ابوبکر کہہ رہے تھے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اب اپنے رب کی پکار بس کیجئے اللہ نے جو وعدہ آپ سے کیا ہے وہ یقیناً پورا کرے گا۔

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کا مشورہ:

ابن جریر، ابن ابی حاتم اور طبرانی نے حضرت ابو ایوب انصاری کی روایت سے لکھا ہے کہ عبداللہ بن رواحہ نے عرض کیا یا رسول اللہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات تو مشورہ دینے سے بالاتر ہے مگر میں ایک مشورہ عرض کرتا ہوں کہ اللہ کو اس کا وعدہ یاد دلانے کی اب ضرورت نہیں ہے اس کی ذات کسی کی یاد دہانی سے بالا اور اجل ہے فرمایا ابن رواحہ میں اللہ کو اس کا وعدہ یاد دلا رہا ہوں کہ کوئی شبہ نہیں کہ وہ وعدہ کے خلاف نہیں کر سکتا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رب کے حضور میں:

ابن سعد اور ابن جریر نے حضرت علیؓ کا بیان نقل کیا ہے حضرت علیؓ نے فرمایا بدر کے دن میں کچھ دیر لڑتا رہا پھر دوڑا ہوا آیا کہ دیکھوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کس حال میں ہیں۔ میں نے دیکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ میں پڑے ہوئے یا حی یا قیوم فرما رہے ہیں اس سے زیادہ کوئی لفظ نہیں فرما رہے تھے میں پھر لڑائی کی طرف لوٹ گیا کچھ دیر کے بعد واپس آیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو سجدہ میں یہی الفاظ کہتے پایا اس کے بعد اللہ نے فتح عنایت فرما دی۔ بغوی نے حضرت ابن مسعودؓ کی روایت سے بھی یہ حدیث بیان کی ہے اس میں اتنا زائد ہے پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے رخ موڑا ایسا معلوم ہوتا تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ چاند ہے اور فرمایا گویا میں شام کو اس قوم کی قتل گاہوں کو دیکھ رہا تھا۔

سعید بن منصور نے عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ کی روایت سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مشرکوں کی کثرت اور مسلمانوں کی قلت

... اور ادھر ان کو حضرت ... بھی ابو جہل ... کو ... تھے ... بھی دعا ... اللہ کے ... چھوڑ دے ... تھے ... کو ... کی ... نے ... پایا ہے۔

ابن ابی شیبہ، احمد، مسلم، ابوداؤد، ترمذی وغیرہ نے حضرت عمر بن خطاب کی روایت سے بیان کیا ہے کہ بدر کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مشرکوں کو دیکھا وہ ایک ہزار تھے اور آپ کے ساتھیوں کی تعداد تین سو انیس تھی تو آپ نے قبلہ کی طرف رخ کر کے دونوں ہاتھ پھیلا دیے اور اپنے رب کو پکارنے لگے۔ اے اللہ تو نے مجھ سے جو وعدہ کیا ہے وہ پورا فرما۔ اے اللہ تو نے جو وعدہ کیا ہے اس کے مطابق مجھے عطا فرما۔ اے اللہ اگر مسلمانوں کا یہ گروہ ہلاک ہو جائے گا تو زمین پر تیری پوجا نہیں کی جائے گی۔ آپ برابر ہاتھ پھیلائے رب کو پکارتے رہے یہاں تک کہ آپ کے دوش مبارک سے چادر گر گئی۔ ابوبکرؓ نے آ کر چادر اٹھا کر دوش مبارک پر ڈال دی پھر پیچھے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے چمٹ گئے اور عرض کیا اے اللہ کے نبی! آپ کی اپنے رب سے پکار کافی ہو گئی، اللہ نے جو وعدہ کیا ہے ضرور پورا فرمائے گا۔ اس پر آیت ذیل نازل ہوئی۔ (تفسیر مظہری)

إِذْ تَسْتَغِيثُونَ رَبَّكُمْ فَاسْتَجَابَ لَكُمْ أَنِّي

جب تم فریاد کر رہے تھے اپنے رب سے تو اس نے قبول کی تمہاری فریاد کہ

مُمِدُّكُم بِأَلْفٍ مِّنَ الْمَلَائِكَةِ مُرْدِفِينَ ﴿۹﴾

میں مدد کروں گا تمہاری ہزار فرشتوں کے ساتھ لگاتار آنے والے

وَمَا جَعَلَهُ اللَّهُ إِلَّا بُشْرَىٰ وَلِتَطْمَئِنَّ بِهِ

اور یہ تو دی اللہ نے فقط خوشخبری اور تاکہ مطمئن ہو جائیں

قُلُوبُكُمْ ۚ وَمَا النَّصْرُ إِلَّا مِنْ عِندِ اللَّهِ ۚ

اس سے تمہارے دل اور مدد نہیں مگر اللہ کی طرف سے

إِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ﴿۱۰﴾

بیشک اللہ زور آور ہے حکمت والا۔

فرشتوں کا اترنا۔

ابن المنذر نے ... آل عمران ... بدر کے دن ... تھی۔ وہاں ... فرشتے ... ہزار فرشتوں کی مدد ... پانچ ہزار ... ایک ... پانچ ... کیا ...

... کا ... تک ... ان کی ... آئی ... تھی ... فرشتوں کی ... تعداد کم کی ... ہزار رہ گئی ... تھی ... ۔ (تفسیر مظہری)

بیہقی نے حضرت ابن عباس کی روایت سے حضرت عمر بن خطاب کی ... روایت سے حدیث ... حضرت ... کا قول نقل کیا ہے اس روایت میں یہ بھی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ... تھے ... آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ... ایک ... اور ... آپ نے ... بشارت ... اللہ کی ... مدد ... سے ... جبرئیل ... ہے ... زمین و آسمان کے ... ہیں ... مجھ سے ... ان کو ... بھی ... نے ... حکم ... اللہ سے ... ہو ... دی۔

ابو الشیخ اور ابن المنذر کی ... ہے ... کہ ... جبرئیل ... گھوڑے ... سر ... آ ... تھے ... بخاری اور بیہقی نے حضرت ابن عباس کی روایت سے ... کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر کے دن ... جبرئیل ... گھوڑے کی لگام پکڑے ہوئے ہیں۔

حضرت جبرئیل ... آئے ...

طبرانی نے حضرت رفاعہ بن رافع کی روایت سے ... المنذر ... اللہ ... اور مسلمانوں کی مدد ... کی ... سے ... تھے ... پانچ سو ... تھے۔

ابو یعلیٰ اور حاکم کا بیان ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں ... کے ... تھا کہ ... آئی ... تیز ہوا ... نہیں ... دیکھی تھی ... پھر ... ایک ... آئی ... ایسی ... تھی ... پہلی ہوا ... جبرئیل ... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ... تھے ... میکائیل ... ایک ہزار ... کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ... جانب ... تھے ... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ... طرف ... اسرافیل ... نے ... فرمایا ... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ... جانب ... تھے ...

... حضرت ... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ...

[illegible] سے آئے ... تو جبریل ہیں اور ... [illegible]

[illegible] ... صلی اللہ علیہ وسلم ... [illegible]

[illegible]

جبریل کی واپسی

[illegible] ... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ... سے فارغ ہو گئے تو ... جبریل علیہ السلام ... گھوڑے پر ... آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ... آپ صلی اللہ علیہ وسلم ... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ... [illegible] ... چلے گئے۔

[illegible] ... فرشتے ... لوگوں کے سامنے ... [illegible] ... تھے۔

[illegible] ... حضرت عبدالرحمن بن عوف ... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ... [illegible]

ابراہیم غفاری کی گواہی

[illegible]

[illegible] ... کے پانی پر ... قریش ... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ... [illegible]

[illegible] ... (ابن ہشام کہتے ہیں ...) [illegible]

[illegible] ... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ... [illegible]

فرشتے نے ... کو باندھ دیا

ابن اسحاق ... [illegible] ... قریش ... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ... [illegible]

[illegible] حضرت علی رضی اللہ عنہ [illegible] روایت سے بیان [illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible]

حضرت ابو اسید کا بیان

ابن اسحاق [illegible] حضرت ابو اسید [illegible]

خصوصی نشانی [illegible] (فرشتوں کی خصوصی نشانی) [illegible] حضرت ابن عباس [illegible] جبرئیل [illegible]

[illegible]

[illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] خصوصی نشانی [illegible]

حضرت عبداللہ اور حضرت ابو بکرؓ کے مشورہ کا فرق:

[illegible]

[illegible] حضرت ابو [illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] اسلام [illegible]

نزول رحم کا وجہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible]

إِذْ يُغَشِّيكُمُ النُّعَاسَ أَمَنَةً مِّنْهُ وَيُنَزِّلُ

[illegible]

عَلَيْكُم مِّنَ السَّمَاءِ مَاءً لِّيُطَهِّرَكُم

[illegible]

بِهِ وَيُذْهِبَ عَنكُمْ رِجْزَ الشَّيْطَانِ

[illegible]

وَلِيَرْبِطَ عَلَىٰ قُلُوبِكُمْ وَيُثَبِّتَ بِهِ الْأَقْدَامَ

[illegible]

مسلمانوں کیلئے مشکلات:

[illegible]

مسلمانوں اور کافروں کی یہ پہلی جنگ اور معرکہ تھی۔ پھر صورت ایسی پیش آئی کہ کفار نے پہلے سے پہنچ کر پانی وغیرہ پر قبضہ کر لیا۔ مسلمان نشیب میں تھے اور ریت بہت زیادہ تھی جس میں چلتے ہوئے پاؤں دھنسے جاتے تھے۔ وہ خود بہت پریشان تھے کہ جنگ کیسے لڑیں گے۔ ایک طرف غسل و وضو کی تکلیف اور دوسری طرف تشنگی ستا رہی تھی۔ یہ دیکھ کر مسلمان ڈر رہے تھے کہ بظاہر آثار شکست کے ہیں۔ شیطان نے دلوں میں وسوسہ ڈالا کہ اگر واقعی تم خدا کے مقبول بندے ہوتے تو صورت حال ایسی کیوں ہوتی کہ پانی ان کی طرف ہوتا اور ایسی پریشان کن و یاس انگیز صورت حال پیش نہ آتی۔

تب اس وقت حق تعالیٰ نے قدرت کاملہ سے زور کا مینہ برسا دیا جس سے میدان کی ریت جم گئی، غسل و وضو کرنے اور پینے کے لئے پانی کی افراط ہو گئی، گرد و غبار سے نجات ملی۔ کفار کا لشکر جس جگہ تھا وہاں کیچڑ اور پھسلن سے چلنا پھرنا دشوار ہو گیا۔

رحمت کا نزول: جب یہ ظاہری پریشانیاں دور ہو گئیں تو حق تعالیٰ نے مسلمانوں پر ایک قسم کی غنودگی طاری کر دی۔ آنکھ کھلی تو دلوں سے سارا خوف و ہراس جاتا رہا۔ بعض روایات میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر صدیق رات بھر "عریش" میں مشغول دعا رہے، اسی میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر خفیف سی غنودگی طاری ہوئی۔ جب اس سے چونکے تو فرمایا خوش ہو جاؤ کہ جبرئیل تمہاری مدد کو آ رہے ہیں۔ عریش سے باہر تشریف لائے تو "سیهزم الجمع و یولون الدبر" زبان مبارک پر جاری تھا۔ غرض بارش سے باطن کو شیطانی وساوس سے پاک کر دیا۔ ادھر ریت کے جم جانے سے ظاہری طور پر قدم جم گئے اور اندر سے دل مضبوط ہو گئے۔ (تفسیر عثمانی)

حضرت علیؓ کہتے ہیں کہ بدر کے روز مقدادؓ کے سوا کسی کے پاس سواری نہیں تھی۔ ہم سب نیند کے عالم میں تھے مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک درخت کے نیچے نماز پڑھتے رہے اور خدا کے حضور روتے رہے۔

حدیث میں ہے کہ بدر کے روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے لئے بنائے ہوئے سائبان میں صدیق اکبرؓ کے ساتھ تھے اور دونوں اللہ سے دعا کر رہے تھے۔ اچانک نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اونگھ آ گئی۔ پھر آپ تبسم کرتے ہوئے بیدار ہوئے اور فرمایا کہ اے ابوبکر! خوش ہو جاؤ یہ جبرئیل ہیں گرد آلود کیفیت میں۔ پھر آپ سائبان سے باہر آئے اور یہ آیت تلاوت فرما رہے تھے کہ "دشمنوں کو شکست ہو گی اور وہ پیٹھ پھیر کر بھاگ جائیں گے۔"

إِذْ يُوحِي رَبُّكَ إِلَى الْمَلَائِكَةِ أَنِّي مَعَكُمْ

جب حکم بھیجا تیرے رب نے فرشتوں کو کہ میں ساتھ ہوں تمہارے سو

فَثَبِّتُوا الَّذِينَ آمَنُوا ۚ سَأُلْقِي فِي قُلُوبِ

تم دل ثابت رکھو مسلمانوں کے میں ڈال دوں گا دل میں

الَّذِينَ كَفَرُوا الرُّعْبَ فَاضْرِبُوا فَوْقَ

کافروں کے دہشت سو مارو

الْأَعْنَاقِ وَاضْرِبُوا مِنْهُمْ كُلَّ

گردنوں پر اور کاٹو ان کی پور پور

بَنَانٍ ۚ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ شَاقُّوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ ۚ

یہ اس واسطے کہ وہ مخالف ہوئے اللہ کے اور اس کے رسول کے

وَمَن يُشَاقِقِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَإِنَّ اللَّهَ

اور جو کوئی مخالف ہو اللہ کا اور اس کے رسول کا تو بیشک اللہ کا

شَدِيدُ الْعِقَابِ ۚ ذَٰلِكُمْ فَذُوقُوهُ وَأَنَّ

عذاب سخت ہے یہ تو تم چکھ لو اور جان رکھو کہ

لِلْكَافِرِينَ عَذَابَ النَّارِ

کافروں کے لئے ہے عذاب دوزخ کا

معرکۂ بدر کی اہمیت

جنگ بدر کی اہمیت کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ اس معرکہ میں خود ابلیس لعین لشکر کفار کے ہمراہ سراقہ بن مالک کی صورت میں آیا اور جنگ کے پاس آیا اور مشرکین کے قریب ہو کر کہنے لگا کہ آج تم پر کوئی غالب نہیں آ سکتا میں اور میرا قبیلہ تمہارے ساتھ ہے۔ جس سے ان کے حوصلے بڑھ گئے، اگر شیاطین کا جتھا یوں آ گیا تو اس کے جواب میں حق تعالیٰ نے مسلمانوں کی کمک پر فرشتوں کے دستے بھیج دیئے اور ان کی کمک میں پیغام بھیج کر کہہ دیا کہ میں تمہارے ساتھ ہوں (اگر شیاطین آدمیوں کی صورت میں متشکل ہو کر کفار کے حوصلے بڑھا رہے ہیں تو ان کی

[illegible]

فرشتوں کے کام:

[illegible]

مسلمان اور کافر کے دل کا فرق:

[illegible]

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا قبول ہوئی:

[illegible]

فقط اشارہ سے سر کٹ جانا:

موسیٰ بن عقبہ، بیہقی اور ابو نعیم نے بیان کیا ہے اور حاکم نے اس کو صحیح بھی کہا ہے۔ حضرت سہل بن حنیف نے فرمایا بدر کے دن ہم میں سے بعض لوگ اپنی تلوار سے مشرک کے سر کی طرف اشارہ ہی کرتے تھے اور تلوار پہنچنے نہ پاتی تھی کہ سر کٹ کر گر جاتا تھا۔ بیہقی نے حضرت ربیع بن انس کا بیان نقل کیا ہے کہ لوگ گردنوں اور پوروں پر آگ سے جلے ہوئے کی طرح نشان دیکھ کر پہچان لیتے تھے کہ ان کو کس نے قتل کیا ہے۔ (تفسیر مظہری)

ابن اسحاق اور بیہقی نے حضرت ابو داؤد مازنی کا بیان نقل کیا ہے میں بدر کے دن ایک مشرک کا تعاقب کر رہا تھا کہ میری تلوار پہنچنے سے پہلے اس کا سر گر پڑا۔ اس سے میں سمجھ گیا تھا کہ کسی اور نے اس کو قتل کر دیا۔ بیہقی نے حضرت خارجہ بن ابراہیم کی روایت سے لکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبرئیل سے دریافت کیا بدر کے دن اقدم حیزوم کہنے والا کون فرشتہ تھا۔ حضرت جبرئیل نے فرمایا میں تمام آسمان والوں کو نہیں پہچانتا۔

ابولہب کی ذلت۔

حضرت ابو رافع فرماتے ہیں میں [illegible] ابولہب خود جنگ میں شریک نہیں ہوا تھا بلکہ اس نے عاص بن ہشام بن مغیرہ کو بھیج دیا تھا۔ جب اس کو بدر کی شکست کی اطلاع ملی تو اللہ نے اس کو ذلیل اور رسوا کر دیا اور ہم کو اپنے اندر قوت اور عزت محسوس ہونے لگی۔ میں کمزور آدمی تھا تیر بنایا کرتا تھا اور زمزم کے حجرے کے اندر بیٹھا تیر چھیلا کرتا تھا۔ ایک روز حجرے کے اندر بیٹھا تیر چھیل رہا تھا ام الفضل میرے پاس بیٹھی تھیں کہ ابولہب پاؤں گھسیٹتا ہوا آ پہنچا اور حجرہ کے بیرونی حصہ میں بیٹھ گیا۔ اس کی پشت میری پشت کی طرف تھی۔ وہ بیٹھا ہی تھا کہ لوگوں نے کہا ابو سفیان بن حارث آ گیا۔ ابولہب بولا بھتیجے میرے پاس آؤ تمہارے پاس خبر ہوگی۔ ابو سفیان اس کے پاس آ کر بیٹھ گیا لوگ کھڑے رہے۔ ابولہب نے کہا بھتیجے بتاؤ کیا خبر ہے؟ ابو سفیان نے کہا کچھ نہیں۔ خدا کی قسم مقابلہ ہوا تو ہم نے اپنے شانے ان کے ہاتھوں میں دے دیئے کہ وہ جیسے چاہیں کریں ہم کو قتل کریں یا قید کریں۔ پھر اس کے باوجود خدا کی قسم میں لوگوں کو ملامت نہیں کرتا [illegible] گھوڑوں پر سوار تھے اور آسمان و زمین کے درمیان (فضا میں) معلق تھے۔ خدا کی قسم ان کا اندازہ نہیں [illegible] کوئی چیز ٹھہر سکتی تھی۔ حضرت ابو رافع کا بیان ہے میں نے خیمہ کا ایک حصہ اٹھایا

[illegible] سے جس کو کمزور پایا [illegible] سے عاجز ہو گا اپنے ہاتھ سے [illegible] اٹھا کر [illegible] ابولہب نے [illegible] میرے منہ پر [illegible] ابولہب ذلیل ہو کر [illegible] اس کو اس کا [illegible] جس کا [illegible] سے پھٹ گیا اور [illegible] چونکہ اس کا آقا موجود نہیں ہے اس لئے تو نے اس کو کمزور سمجھ لیا۔

ابولہب ذلیل ہو کر لوٹ گیا اور سات راتیں گزرنے پائی تھیں کہ اللہ نے اس کو عدسہ کے مرض میں مبتلا کر دیا اور ختم کر دیا۔ عدسہ ایک قسم کا پھوڑا ہوتا ہے عرب اس کو منحوس جانتے تھے۔ ان کا خیال تھا کہ یہ متعدی مرض ہے۔ ابولہب کو چونکہ یہ مرض ہوا تھا اس کے مرنے کے بعد بھی تین دن تک اس کی لاش پڑی رہی۔ کوئی اس کے پاس نہ گیا نہ دفن کرنے کا قصد کیا آخر جب بدبو پھیلنے کا اندیشہ ہوا تو ایک گڑھا کھود کر لکڑیوں کے سہارے لاش کو اس گڑھے میں ڈال دیا اور دور سے پتھروں سے گڑھے کو پاٹ کر لاش کو چھپا دیا۔ (تفسیر مظہری)

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا لَقِيْتُمُ الَّذِيْنَ
اے ایمان والو جب بھڑو تم کافروں
كَفَرُوْا زَحْفًا فَلَا تُوَلُّوْهُمُ الْاَدْبَارَ
سے میدان جنگ میں تو مت پھیرو ان سے پیٹھ

میدان جنگ سے بھاگنا:

"زحف" [illegible] بغوی نے [illegible] الزحف میں کفار [illegible] بہت [illegible] مسلمانوں سے [illegible] اس وقت تک [illegible] پیٹھ پھیرنے کی اجازت نہیں دی۔ (تفسیر مظہری)

بدر کے بعد جب [illegible] مسلمانوں کی تعداد [illegible] تھی مگر [illegible] پیٹھ پھیر کر [illegible] بھاگ [illegible] ہوئے [illegible] بغوی کی تشریح [illegible] ہے [illegible] کا حکم [illegible] ایک کا [illegible]

ہوتا جتنا فرار کا ارادہ ہے مقابلہ لازم ہے۔

مسئلہ: اکثر اہل علم کے نزدیک میدان جنگ سے منہ پھیر کے بھاگنا گناہ کبیرہ ہے ابن عباس کا قول یہی ہے کہ سب کے نزدیک یہ شرط ہے کہ مسلمانوں کی تعداد دشمن کے مقابلہ میں نصف سے کم نہ ہو، اگر نصف سے کم ہو تو دشمن کو پیٹھ دے کر بھاگ جانا جائز ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سات ہلاکت آفریں چیزوں میں قتال سے بھاگنے کو شمار کیا ہے۔ (تفسیر مظہری)

وَمَنْ يُوَلِّهِمْ يَوْمَئِذٍ دُبُرَهُ إِلَّا مُتَحَرِّفًا

اور جو کوئی ان سے پھیرے پیٹھ اس دن مگر یہ کہ ہنر کرتا ہو

لِقِتَالٍ أَوْ مُتَحَيِّزًا إِلَىٰ فِئَةٍ فَقَدْ بَاءَ

لڑائی کا یا جا ملتا ہو کسی فوج میں سو وہ پھرا

بِغَضَبٍ مِنَ اللَّهِ وَمَأْوَاهُ جَهَنَّمُ

اللہ کا غضب لے کر اور اس کا ٹھکانا دوزخ ہے

وَبِئْسَ الْمَصِيرُ

اور وہ کیا برا ٹھکانا ہے

یعنی اگر پسپائی کسی جنگی مصلحت سے ہو ... مثلاً دشمن پر حملہ کرنا مقصود ہو یا ایک جماعت سے دوسری جماعت کی طرف جا ملنا ہو ... تو یہ گناہ نہیں ... مگر اس وقت ہے جبکہ ... جان بچا کر بھاگے تو ...

(تفسیر مظہری)

فَلَمْ تَقْتُلُوهُمْ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ قَتَلَهُمْ

سو تم نے ان کو نہیں مارا لیکن اللہ نے ان کو مارا

وَمَا رَمَيْتَ إِذْ رَمَيْتَ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ رَمَىٰ

اور تو نے نہیں پھینکی مٹھی خاک کی جس وقت کہ پھینکی تھی

وَلِيُبْلِيَ الْمُؤْمِنِينَ مِنْهُ بَلَاءً حَسَنًا

لیکن اللہ نے پھینکی اور تا کرے ایمان والوں پر اپنی طرف سے

إِنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ عَلِيمٌ

خوب احسان بے شک اللہ ہے سننے والا جاننے والا

کنکریوں سے کافر مر گئے

جب جنگ کی شدت ہوئی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مٹھی کنکریاں لشکر کفار کی طرف پھینکیں ... شاہت الوجوہ فرمایا۔ خدا کی قدرت سے کنکریوں کے ریزے کافروں کی آنکھوں میں پہنچ گئے اور سب آنکھیں ملنے لگے، ادھر سے مسلمانوں نے ہلہ بول دیا اور ... شکست ہوئی۔ یہ اسی کی طرف اشارہ ہے کہ بظاہر کنکریاں تم نے پھینکی تھیں ... حقیقت میں ... اللہ نے ... ہر ... کی آنکھ میں ... خدائی ہاتھ تھا ... کنکریوں سے ... مسلمانوں میں اتنی قدرت کہاں تھی کہ تمہارے زور بازو سے کافروں کے ایسے ایسے ... خدا ہی کی قدرت کا کرشمہ ہے کہ اس نے اپنے ... اشارہ یہ ہے کہ بظاہر کام تمہارے ہاتھوں سے ... فوق العادۃ قوت ... جیسے ... کرتے تھے۔ ... خدا کی قدرت ... اور مسلمانوں پر ... مہربانی اور خوب طرح احسان کیا ... ان کے حالات کو ... جانتا ہے ... (تفسیر عثمانی)

طبرانی اور ابو الشیخ نے ... سند کے ساتھ حضرت جابر ... کا بیان نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی سے فرمایا مجھے ایک مٹھی کنکریاں دو ... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کافروں کی طرف پھینک دیں ... کوئی ... ایسا نہ تھا جس کی آنکھوں میں کنکریاں نہ پڑی ہوں ... ابو الشیخ ... حضرت جابر نے فرمایا ... کنکریوں کے ... کی آواز ... معلوم ہوتا تھا ... جب ... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ... کنکریاں ... پھینک ... اسی کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔

آیت کے شان نزول کی دوسری روایت

حاکم نے بروایت سعید بن مسیب ... بیان کیا کہ ... کے

[illegible]

ذَٰلِكُمْ وَأَنَّ اللَّهَ مُوهِنُ كَيْدِ الْكَافِرِينَ

[illegible]

إِن تَسْتَفْتِحُوا فَقَدْ جَاءَكُمُ الْفَتْحُ ۖ وَإِن تَنتَهُوا فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۖ وَإِن تَعُودُوا نَعُدْ وَلَن تُغْنِيَ عَنكُمْ فِئَتُكُمْ شَيْئًا وَلَوْ كَثُرَتْ وَأَنَّ اللَّهَ مَعَ الْمُؤْمِنِينَ

[illegible]

بدر میں فیصلہ ہو گیا اب عبرت پکڑو

[illegible]

بدر کے غازیوں کا اعزاز

[illegible]

بدر کے شہداء کی فضیلت

[illegible]

کا فیصلہ ہو جاتا ہے [illegible] تم نے سمجھ لیا کہ کیسے خارق عادت طریقے سے تم کو شکست اور مسلمانوں کے ہاتھوں سے ہزیمت ہوئی۔ جب آخر نبی علیہ السلام کی جماعت اور قوم [illegible] جب خدا کی مدد مسلمانوں کے ساتھ [illegible] بعض روایات میں ہے [illegible] [illegible] میں قتل [illegible] بیان ہوا [illegible] قسم [illegible]

حق والوں کی مشکلات

بخاری نے اپنی صحیح میں حضرت خباب بن ارت کا قول نقل کیا ہے۔ حضرت خباب نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چادر سے ٹیک لگائے کعبہ کے سایہ میں بیٹھے ہوئے تھے ہم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایت کی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے لئے مدد کی دعا کیوں نہیں کرتے [illegible] آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ سرخ ہو گیا اور فرمایا تم سے پہلے بعض لوگ ایسے [illegible] آرے سے چیر کر دو ٹکڑے کر دیا جاتا اور لوہے کی کنگھیوں سے [illegible] گوشت [illegible] ہڈیوں تک [illegible] اس کو اس کے دین سے نہیں روکا جاتا تھا [illegible] یہاں تک کہ سوار صنعاء سے حضرموت تک بے خوف و خطر چلا جائے گا اور سوائے اللہ کے [illegible] بکریوں پر بھیڑیے [illegible] کا خوف ہوگا لیکن تم جلدی کرتے ہو۔

دو بچوں کا کارنامہ

حضرت عبد الرحمن بن عوف کہتے ہیں کہ بدر کے دن میں صف میں کھڑا تھا میں نے دائیں بائیں نظر کی تو [illegible] دو نو عمر لڑکوں کے درمیان [illegible] مجھے خیال ہوا کہ کاش میں قوی آدمیوں کے درمیان ہوتا [illegible] اتنے میں ان دونوں میں ایک لڑکے نے چپکے سے پوچھا چچا جان آپ ابو جہل کو پہچانتے ہیں؟ میں نے کہا ہاں لیکن بھتیجے تم کو اس سے کیا سروکار؟ کہنے لگا مجھے اطلاع ملی ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دیتا ہے۔ قسم ہے اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر میں اس کو دیکھ پاؤں تو میرا جسم اس کے جسم سے جدا نہ ہوگا یہاں تک کہ ہم میں سے جس کی موت پہلے آنی ہے وہ مر جائے [illegible] مجھے اس کی بات سے تعجب ہوا [illegible] اتنے میں ابو جہل پر میری نظر پڑی [illegible] لوگوں میں پھر رہا تھا [illegible] العرب [illegible] معاذ [illegible] کا [illegible] یہ [illegible]

میں نے ان دونوں سے کہا جس شخص کے متعلق تم دریافت کر رہے تھے وہ یہ ہے۔ یہ سنتے ہی دونوں تلواریں لے کر اس پر جھپٹ پڑے اور دونوں نے تلوار سے اس کو قتل کر دیا اور لوٹ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر اطلاع دی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم دونوں میں سے کس نے اس کو قتل کیا [illegible] آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے [illegible] تم دونوں نے [illegible] یہ دونوں شخص معاذ بن عمرو بن جموح اور معاذ بن عفراء تھے۔

بخاری نے حضرت انس کی روایت سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کون جا کر دیکھے گا کہ ابو جہل کا کیا حشر ہوا [illegible] حضرت ابن مسعود تشریف لے گئے [illegible] دیکھا کہ عفراء کے دونوں بیٹوں نے [illegible] حضرت ابن مسعود نے داڑھی پکڑ کر فرمایا کیا تو ابو جہل ہے [illegible] ابو جہل نے کہا کیا اس سے بڑا بھی کوئی آدمی ہے جس کو اس کی قوم نے قتل کیا ہو [illegible]

ابن اسحاق کا بیان ہے کہ حضرت معاذ [illegible] حضرت عثمان کی خلافت تک [illegible] (حیاتی) [illegible] ابن وہب کی روایت میں [illegible] (بدایہ [illegible]) [illegible] ہاتھ اٹھائے خدمت گرامی میں حاضر ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر لعاب [illegible] ہاتھ جڑ گیا [illegible] ابن وہب کی روایت [illegible] حضرت معوذ [illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے [illegible] حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر لعاب [illegible] (اس کی جگہ پر) [illegible] جڑ گیا۔

[illegible] بیان [illegible] حضرت [illegible]

[illegible]

ابو جہل کا سر

[illegible]

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ

[illegible]

وَلَا تَوَلَّوْا عَنْهُ وَأَنتُمْ تَسْمَعُونَ

[illegible]

اللہ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری میں لگے رہو

[illegible]

[illegible]

وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ قَالُوا سَمِعْنَا وَهُمْ

[illegible]

لَا يَسْمَعُونَ

[illegible]

یہودیوں اور مشرکوں کی طرح نہ ہو

[illegible]

إِنَّ شَرَّ الدَّوَابِّ عِندَ اللَّهِ الصُّمُّ

[illegible]

الْبُكْمُ الَّذِينَ لَا يَعْقِلُونَ

[illegible]

جانوروں سے بدتر لوگ

[illegible]

[illegible]

وَلَوْ عَلِمَ اللّٰهُ فِيهِمْ خَيْرًا لَّأَسْمَعَهُمْ

اور اگر اللہ جانتا ان میں کچھ بھلائی تو ان کو سنا دیتا

وَلَوْ أَسْمَعَهُمْ لَتَوَلَّوا وَّهُم مُّعْرِضُونَ

اور اگر ان کو اب سنا دے تو ضرور بھاگیں منہ پھیر کر

[illegible]

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَجِيبُوا لِلّٰهِ وَ

اے ایمان والو حکم مانو اللہ کا اور رسول کا جس وقت

لِلرَّسُولِ إِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيكُمْ

بلائے تم کو اس کام کی طرف جس میں تمہاری زندگی ہے

اللہ کے احکام پورے کرو

[illegible]

[illegible]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی تعمیل

[illegible] يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَجِيبُوا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُولِ إِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيكُمْ [illegible]

اللہ کے احکام میں سستی کی مثال

[illegible]

وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يَحُوْلُ بَيْنَ الْمَرْءِ وَقَلْبِهٖ

اور جان لو کہ اللہ روک بنتا ہے آدمی سے اس کے دل کا

وَاَنَّهٗٓ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ

اور یہ کہ اسی کے پاس تم جمع ہو گے

حکم بجا لانے میں دیر نہ کرو:

یعنی حکم بجا لانے میں دیر نہ کرو، شاید تھوڑی دیر بعد وہ ایمان دے اپنے دل پر آدمی کو قبضہ نہیں ہے دل خدا کے قبضہ میں ہے جدھر چاہے پھیر دے۔ چونکہ وہ اپنی رحمت سے کسی کا دل ایمان سے نہیں ہٹاتا نہ اس پر مہر کرتا ہے۔ ہاں جب بندہ امتثال احکام میں سستی اور کاہلی کرتا ہے تو اس کی جزا میں روک دیتا ہے۔ یا حق پرستی چھوڑ کر ضد و عناد کو شیوہ بنا لے تو مہر کر دیتا ہے۔ کلبی کی الوضع [illegible] نے ”یَحُوْلُ بَیْنَ الْمَرْءِ وَقَلْبِهٖ“ کو ہونا قریب کے لئے لیا ہے۔ یعنی حق تعالیٰ بندہ سے اس قدر قریب ہے کہ اس کا دل بھی اتنا قریب نہیں، وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدِ (ق رکوع ۲) تو خدا کی علم برداری ہے دل سے زیادہ خاتم سے بڑھ کر تمہارے دلوں کے احوال و اسرار پر مطلع ہے، خیانت اس کے آگے نہیں چل سکتی۔ اسی کے پاس سب کو جمع ہونا ہے وہاں سارے مخفیات و اسرار کھول کر رکھ دیئے جائیں گے۔ (تفسیر حقانی)

ما حاصل۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بنی آدم کے قلوب خدا تعالیٰ کے بس تصرف میں ہیں کہ انہیں جس طرح چاہے پھیرے۔ پھر فرمایا اللھم مصرف القلوب صرف قلوبنا الی طاعتک۔ یعنی اے دلوں کے پھیرنے والے ہمارے دلوں کو اپنی طاعت کی طرف پھیر دے (مسلم [illegible])

لڑکے کی دعا:

حضرت عمر بن خطابؓ نے ایک لڑکے کو یہ دعا کرتے سنا اے اللہ تو آدمی اور اس کے دل کے درمیان حائل ہو جاتا ہے تو میرے اور میرے گناہوں کے درمیان حائل ہو جا تاکہ میں کوئی برا کام نہ کر سکوں۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا اللہ تم پر رحمت کرے اور اس کو دعا خیر دی۔

آیت کا مقصد:

آیت میں بندہ [illegible] ظاہر کیا گیا ہے جیسے آیت وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدِ میں (حق تعالیٰ کا قرب بطور تشبیہ ظاہر کیا گیا ہے) اور اس امر پر تنبیہ کی گئی ہے کہ اللہ دل کے اسرار سے واقف ہے کہ آدمی خود بھی کبھی راز سے غافل ہو جاتا ہے مگر اللہ واقف نہیں ہے بلکہ اخلاص خاطر لازم ہے یا اللہ کی کامل قدرت اور انسان کے دل پر اللہ کے پورے قابو ہونے کی تصویر کشی کی گئی ہے مراد یہ ہے کہ اللہ انسان کے عزم کو فسخ کر دیتا ہے اور مقصد کو دل سے نکال دیتا ہے اور بدل سکتا ہے اگر اللہ انسان کی سعادت چاہتا ہے تو کفر و معصیت اور انسان کے درمیان حائل ہو جاتا ہے (اس صورت میں آدمی گناہ کی طرف نہیں جاتا) اور اگر انسان کی بدبختی اس کو منظور ہوتی ہے تو ایمان، طاعت اور قلب کے درمیان حائل ہو جاتا ہے اس صورت میں آدمی ایمان و طاعت کی طرف نہیں بڑھ سکتا اس لئے سوء خاتمہ کا ڈر رکھنا چاہئے اور التجا اور دعا کرتے رہنا چاہئے۔ حضرت انسؓ بن مالک کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بکثرت یہ دعا کرتے تھے یا مقلب القلوب ثبت قلبی علی دینک اے دلوں کو پلٹنے والے میرے دل کو اپنی طاعت پر جمائے رکھ۔ صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم آپ کے ساتھ ایمان لائے ہیں پھر بھی آپ کو ہمارے متعلق اندیشہ ہے فرمایا ہاں دل اللہ کی انگلیوں میں سے دو انگلیوں کے درمیان ہیں جس طرف چاہتا ہے الٹ پلٹ کر دیتا ہے۔ رواہ الترمذی وابن ماجہ (تفسیر مظہری)

وَاتَّقُوْا فِتْنَةً لَّا تُصِيْبَنَّ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا

اور بچتے رہو اس فساد سے کہ نہیں پڑے گا تم میں سے خاص

مِنْكُمْ خَاۗصَّةً ۚ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ

ظالموں ہی پر اور جان لو کہ اللہ کا عذاب

الْعِقَابِ

سخت ہے

قوموں کا فتنہ:

یعنی ڈرتے رہو جب کسی قوم کے اکثر افراد نے ظلم و عصیان کا شیوہ اختیار کر لیا ہو گا تو ان ظالموں سے علیحدہ رہنے والے بھی جنہوں نے مداہنت کی [illegible] اس طرح کیا تو ایسا فتنہ ہے جس کی لپیٹ میں وہ ظالم اور یہ ساکت مداہن سب آ جائیں گے۔ جب عذاب آئے گا تو حسب مراتب سب اس کی

[illegible]

وَاذْكُرُوٓا إِذْ أَنتُمْ قَلِيلٌ مُّسْتَضْعَفُونَ

اور یاد کرو جس وقت تم تھوڑے تھے مغلوب پڑے ہوئے

فِى الْأَرْضِ تَخَافُونَ أَن يَتَخَطَّفَكُمُ

ملک میں ڈرتے تھے کہ اچک لیں تم کو

النَّاسُ فَـَٔاوَىٰكُمْ وَأَيَّدَكُم بِنَصْرِهِۦ

لوگ پھر اس نے تم کو ٹھکانا دیا اور قوت دی تم کو اپنی مدد سے

وَرَزَقَكُم مِّنَ الطَّيِّبَٰتِ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ

اور روزی دی تم کو ستھری چیزیں تاکہ تم شکر کرو

[illegible]

يَٰٓأَيُّهَا الَّذِينَ ءَامَنُوا لَا تَخُونُوا اللَّهَ

اے ایمان والو خیانت نہ کرو اللہ سے

وَالرَّسُولَ وَتَخُونُوٓا أَمَٰنَٰتِكُمْ وَأَنتُمْ

اور رسول سے اور خیانت نہ کرو آپس کی امانتوں میں جان کر

تَعْلَمُونَ

[illegible]

خیانت سے بچو:

خدا اور رسول کی خیانت یہ ہے کہ ان کے احکام کی خلاف ورزی کی جائے۔ زبان سے اپنے کو مسلمان کہیں اور کام کفار کے کریں۔ یا جس کام پر خدا اور رسول نے مامور کیا ہو اس میں ڈھیل ڈھال کی جائے۔ یا مال غنیمت میں چوری کی جائے۔ وغیرہ ذلک۔ بہرحال ان تمام امانتوں میں جو خدا و رسول یا مسلمانوں کی طرف سے تمہارے سپرد کئے جائیں، خیانت سے بچو۔ اس میں ہر قسم کے حقوق اللہ وحقوق العباد آ گئے۔

حضرت ابولبابہ کا واقعہ:

روایات میں ہے کہ یہود "بنی قریظہ" نے جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے صلح کی درخواست کی اور یہ کہ ان کے ساتھ وہی معاملہ کیا جائے جو بنی النضیر کے ساتھ ہوا ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "نہیں، میں تم کو اتنا حق دیتا ہوں کہ سعد بن معاذ کو حکم بنا لو، جو فیصلہ وہ تمہاری نسبت کریں وہ منظور ہونا چاہئے۔" انہوں نے حضرت ابولبابہ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت لے کر اپنے یہاں بلایا اور دریافت کیا کہ تمہاری اس معاملہ میں کیا رائے ہے؟ ہم سعد بن معاذ کی تحکیم منظور کر لیں یا نہ کریں۔ ابولبابہ کے اموال اور اہل و عیال بنی قریظہ کے یہاں تھے، اس لئے وہ ان کی خیرخواہی کرتے تھے۔ انہوں نے اپنے حلق کی طرف ہاتھ سے اشارہ کیا یعنی اگر سعد بن معاذ کی تحکیم قبول کی تو ذبح ہو جاؤ گے۔ ابولبابہ اشارہ تو کر گزرے مگر فوراً متنبہ ہوا کہ میں نے خدا اور رسول کی خیانت کی۔ واپس آ کر اپنے کو ایک ستون سے باندھ دیا اور عہد کیا کہ نہ کچھ کھاؤں گا نہ پیوں گا حتیٰ کہ موت آ جائے یا اللہ تعالیٰ میری توبہ قبول فرمالے۔ سات آٹھ دن اسی طرح گزر گئے۔ فاقہ سے غشی طاری ہو گئی۔ آخر بشارت پہنچی کہ حق تعالیٰ نے تمہاری توبہ قبول کی۔ کہا خدا کی قسم میں اپنے کو نہ کھولوں گا جب تک خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خود اپنے دست مبارک سے میری رسی نہ کھولیں۔ آپ تشریف لائے اور اپنے ہاتھ سے اپنے قیدی کو آزاد کیا۔ الی آخر القصہ (ابن عبدالبر کا دعویٰ ہے کہ یہ واقعہ غزوۂ تبوک میں شرکت نہ کرنے کی بناء پر پیش آیا تھا واللہ اعلم) (ترجمہ حقانی)

یہ آیت ابولبابہ انصاری کے بارے میں نازل ہوئی۔ یہود بنی قریظہ نے جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے صلح کی درخواست کی تو اس بات پر انہوں نے ابولبابہ سے مشورہ کیا اور پوچھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے ساتھ کیا معاملہ کریں گے۔ چونکہ ان کے مال و عیال بھی انہی کے پاس تھے۔ اس لئے انہوں نے بجائے جواب دینے کے اپنے حلق کی طرف اشارہ کیا یعنی تم سب کو قتل کرا دیں گے۔ ابولبابہ کا اشارہ کرنا تھا کہ فوراً متنبہ ہوا کہ میں نے خدا اور رسول کے ساتھ خیانت کی۔ واپس آ کر اپنے آپ کو مسجد نبوی کے ایک ستون سے باندھ دیا اور عہد کیا کہ نہ کچھ کھاؤں گا نہ پیوں گا یہاں تک کہ موت آ جائے۔

یا اللہ میری توبہ قبول کرے سات آٹھ دن یوں ہی بندھے رہے، بے فاقہ سے غشی طاری ہو گئی۔ تو بشارت پہنچی کہ حق تعالیٰ نے تمہاری توبہ قبول کی۔ اس پر کہا کہ خدا کی قسم جب تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دست مبارک سے میری رسی نہ کھولیں گے اس وقت تک میں اپنے آپ کو نہ کھلواؤں گا۔ آپ تشریف لائے اور خود اپنے دست مبارک سے ان کو کھولا۔ (معارف القرآن، عثمانی)

دو آدمیوں کے درمیان خیانت:

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ دو آدمیوں کے درمیان کی بات ہر صورت امانت ہوا کرتی ہے۔ بات کرنے والا جہاں سے ہٹے وہیں چھوڑ دینا چاہئے کسی کے سامنے کسی کی بات وہ نقل نہیں کرنی چاہئے مگر یہ کہ اس نے منع نہ کیا ہو۔

ایک منافق کی خیانت:

جابر بن عبداللہ کہتے ہیں کہ ابوسفیان مکے سے نکلے۔ جبرائیل نے آ کر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دی کہ ابوسفیان فلاں مقام پر ہیں۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے فرمایا کہ ابوسفیان فلاں مقام پر ہیں جاؤ ان کو گرفتار کرنے کے لئے نکلو اور یہ معاملہ بالکل راز میں رہے۔ لیکن ایک منافق نے ابوسفیان کو لکھ بھیجا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم تم کو پکڑنا چاہتے ہیں، ہوشیار ہو جاؤ۔ تو یہ آیت اتری کہ اللہ اور رسول کی خیانت مت کرو۔ رسول کا راز ظاہر کرنا بھی رسول کی خیانت ہے۔

حضرت ابولبابہ کیلئے بشارت:

ابن اسحاق نے بروایت یزید بن عبداللہ بن قسیط بیان کیا کہ ابولبابہ کی توبہ قبول ہونے کی آیت اس وقت نازل ہوئی جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ام سلمہ کے مکان میں تھے۔ ام سلمہ کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسکرانے لگے۔ حضرت ام سلمہ نے عرض کیا آپ کو خدا ہمیشہ (اسی طرح) ہنستا رکھے آپ کیوں ہنسے۔ فرمایا ابولبابہ کی توبہ قبول کر لی گئی۔ حضرت ام سلمہ نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا میں ان کو خوشخبری نہ دے دوں؟ فرمایا کیوں نہیں (دے دو) [illegible] چنانچہ حضرت ام سلمہ نے دروازہ پر کھڑے ہو کر کہا [illegible]

[illegible]

وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَآ اَمْوَالُكُمْ وَاَوْلَادُكُمْ

اور جان لو کہ بے شک تمہارے مال اور اولاد

فِتْنَةٌ ۙ وَّاَنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗٓ اَجْرٌ عَظِيْمٌ

آزمائش ہیں اور یہ کہ اللہ کے پاس بڑا ثواب ہے

[illegible]

حضرت ابولبابہ کا پورا واقعہ

[illegible]

میں۔ رواہ البیہقی۔ اور بیہقی نے حضرت ابن مسعودؓ کی روایت سے بیان کیا [illegible] اور دل کا [illegible] (تقویٰ) ہے اور [illegible] اور [illegible] ہے [illegible] حضرت [illegible] روایت سے بیان کیا کہ [illegible] کے [illegible] میں سے [illegible] (تفسیر مظہری)

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تَتَّقُوا اللّٰهَ يَجْعَلْ

اے ایمان والو! اگر تم ڈرتے رہو گے اللہ سے تو کر دے گا

لَّكُمْ فُرْقَانًا

تم میں فیصلہ

تقویٰ کا نتیجہ یعنی [illegible] اگر تم تقویٰ اختیار کرو گے تو خدا تم میں اور تمہارے [illegible] میں فیصلہ کر دے گا [illegible] اور [illegible] آخرت میں بھی [illegible] (الروم ۴) [illegible] ذو الفضل (الزمر [illegible]) اور [illegible] تقویٰ کی [illegible] سے [illegible] دل میں ایک نور [illegible] جس سے تم [illegible] حق و باطل [illegible] فیصلہ کر سکو گے۔ [illegible] ایک بات [illegible] نے [illegible] مسلمانوں کے دل [illegible] حضرت صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] کافروں [illegible] کر [illegible] آیت میں [illegible] آیت میں [illegible] فیصلہ [illegible] جائے گا [illegible] (تفسیر مظہری)

[illegible] میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت سے آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا [illegible] اختیار کرو [illegible] کے قریب [illegible] ہوتی [illegible] جنت میں لے جانے والے [illegible] صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی (اپنے اعمال کی وجہ سے جنت میں) نہیں جائیں گے۔ فرمایا [illegible] مگر یہ کہ اللہ مجھے اپنی رحمت سے ڈھانک لے۔

دل کی بصیرت:

[illegible] حدیث [illegible] بصیرت [illegible] حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مومن کی فراست سے ڈرو وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے۔ رواہ الترمذی [illegible]

[illegible] ابن [illegible] حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا [illegible] (تفسیر مظہری) [illegible] تب [illegible] جب [illegible] ہو گیا اور [illegible] ہوتی [illegible] ظاہر ہوتی ہے [illegible] (باقی) [illegible] (تفسیر مظہری)

وَيُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ

اور دور کر دے گا تم سے تمہارے گناہ اور تم کو بخش دے گا

وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ۝ وَاِذْ

اور اللہ کا فضل بڑا ہے اور جب

يَمْكُرُ بِكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِيُثْبِتُوْكَ اَوْ

فریب کرتے تھے کافر کہ تجھ کو قید کر دیں یا مار ڈالیں

يَقْتُلُوْكَ اَوْ يُخْرِجُوْكَ ۭ وَيَمْكُرُوْنَ وَيَمْكُرُ

یا نکال دیں اور وہ بھی داؤ کرتے تھے اور اللہ بھی داؤ کرتا تھا

اللّٰهُ ۭ وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمٰكِرِيْنَ ۝

اور اللہ کا داؤ سب سے بہتر ہے

کافروں کا مشورہ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت:

ہجرت سے پہلے کافروں نے دار الندوہ میں جمع ہو کر مشورہ کیا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے متعلق کیا کیا جائے۔ انہوں نے [illegible] پریشان [illegible] کہ لوگ ان کے دام میں پھنستے جاتے ہیں [illegible] حالت [illegible] کا مقابلہ [illegible] وقت رائیں مختلف تھیں، کوئی کہتا تھا قید کر دیا جائے [illegible] کوئی کہتا تھا [illegible] سے نکال دیا جائے [illegible] کے [illegible] تمام قبائل عرب میں سے ایک ایک [illegible] اور [illegible] قرآن [illegible] سارے عرب سے [illegible] اور [illegible] تمام قبائل پر [illegible]

[illegible]

(تفسیر مظہری)

[illegible]

(تفسیر ابن کثیر)

حضرت علی کی فضیلت

[illegible]

[illegible]

[illegible]

وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا قَالُوْا قَدْ سَمِعْنَا

اور جب کوئی پڑھے ان پر ہماری آیتیں تو کہیں ہم سن چکے

لَوْ نَشَآءُ لَقُلْنَا مِثْلَ هٰذَآ اِنْ هٰذَآ اِلَّآ

اگر ہم چاہیں تو ہم بھی کہہ لیں ایسا یہ تو کچھ بھی نہیں مگر

اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ

احوال ہیں اگلوں کے

کافروں کے جھوٹے دعوے

[illegible]

وَاِذْ قَالُوا اللّٰهُمَّ اِنْ كَانَ هٰذَا هُوَ الْحَقَّ

اور جب وہ کہنے لگے کہ یا اللہ اگر یہی دین حق ہے

مِنْ عِنْدِكَ فَاَمْطِرْ عَلَيْنَا حِجَارَةً مِّنَ

تیری طرف سے تو ہم پر برسا دے پتھر

السَّمَآءِ اَوِ ائْتِنَا بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ

آسمان سے یا لا ہم پر کوئی عذاب دردناک

ابوجہل کی دعاء

[illegible]

یہ اس لئے کہ وہ خود سے عذاب طلب کر رہے ہیں تو پھر دیر کیوں ہے؟ گزشتہ قوموں کی طرح اگر یہ بھی تھے ان کا یہ عمل کہیں برباد ہو تا۔ یا اس طرح نہ کسی دوسرے عذاب میں مبتلا کر کے ان کا استیصال کیوں نہیں کر دیا جاتا؟ کہتے ہیں کہ یہ دعا ابو جہل نے کی تھی ... وقت کعبہ کے سامنے کی۔ آخر جب یوم الفرقان کا ایک دن آیا تو پھر اسی دعا کا نتیجہ سرداروں کے کفر اور سب ... مسلمان سپاہیوں کے ہاتھوں سے مارا گیا۔ ... کی ذلت میں گرفتار ہوئے۔ اسی طرح اللہ نے ان کی جڑ کاٹ دی۔ چنانچہ قوم عاد کی طرح ان پر آسمان سے پتھر نہیں برسے لیکن ایک مٹھی کنکر یہ ہے جو جنگ بدر میں ... صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ سے پھینکے گئے تھے اسی کنکریوں کا چھوٹا سا نمونہ تھا فَلَمْ تَقْتُلُوهُمْ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ قَتَلَهُمْ ۚ وَمَا رَمَيْتَ إِذْ رَمَيْتَ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ رَمَىٰ (تفسیر حقانی)

وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنتَ فِيهِمْ ۚ

اور اللہ ایسا نہ تھا کہ عذاب کرتا ان پر جب تک تو رہتا ان میں

یہ دستور ہے کہ جب کسی قوم پر تکذیب انبیاء کی وجہ سے عذاب نازل کرتے ہیں تو اپنے پیغمبر کو وہاں سے علیحدہ کر لیتے ہیں۔ خدا نے جب حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مکہ سے علیحدہ کر لیا تب مکہ والے بڑے عذاب میں پکڑے گئے۔ (تفسیر حقانی)

وَمَا كَانَ اللَّهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُونَ

اور اللہ ہرگز نہ عذاب کرے گا ان پر جب تک وہ معافی مانگتے رہیں گے

عذاب کو روکنے والی دو چیزیں

نزول عذاب سے دو چیزیں مانع ہیں۔ ایک ان کے درمیان پیغمبر کا موجود ہونا۔ دوسرے استغفار۔ یعنی مکہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم سے عذاب رکا ہوا تھا۔ جب وہاں سے چلے تب ان پر عذاب آیا۔ اسی طرح جب تک گناہ گار توبہ اور استغفار کرتا رہتا ہے پکڑا نہیں جاتا اگر چہ کیسے ہی بڑے گناہ ہوں۔ حضرت نے فرمایا کہ گناہوں کی پناہ دو چیزیں ہیں۔ ایک میرا وجود، دوسرے استغفار کرنا قیامت تک۔ (موضح) وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُعَذِّبَهُمْ کے جو معنی ترجمہ حقانی میں اختیار کئے گئے ہیں وہ بعض مفسرین کے موافق ہیں۔ لیکن اکثر کے نزدیک اس کا مطلب یہ ہے کہ مشرکین جس قسم کا خارق عادت عذاب طلب کر رہے تھے جو قوم کا استیصال کر دے ایسا عذاب آپ کے ہوتے ہوئے نہیں آ سکتا۔ آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود یا ان میں کسی کا ایمان لے آنا ... مانع ہے ... عذاب کے منافی نہیں۔ دوسرے استغفار کرنے والوں کی موجودگی خواہ وہ مسلمان ہوں یا غیر مسلم ہوں، کیونکہ منقول ہے کہ مشرکین مکہ بھی بیت اللہ کا طواف (غیرہ) میں "غفرانک، غفرانک" کہا کرتے تھے۔ ہاں پیغمبر و قتی معمولی عذاب (جیسے قحط وغیرہ یا جنگ بدر وغیرہ) کا نزول پیغمبر یا بعض مستغفرین کی موجودگی میں بھی ممکن ہے۔ آخر جب وہ ایک شرارتیں کر رہے ہیں تو خدا کی طرف سے تنبیہ کیوں نہ کی جائے۔ آگے اسی کا بیان فرمایا ہے۔ (تفسیر حقانی)

وَمَا لَهُمْ أَلَّا يُعَذِّبَهُمُ اللَّهُ وَهُمْ يَصُدُّونَ

اور ان میں کیا بات ہے کہ عذاب نہ کرے ان پر اللہ اور وہ تو روکتے ہیں

عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَمَا كَانُوا أَوْلِيَاءَهُ ۚ

مسجد حرام سے اور وہ اس کے اختیار والے نہیں

إِنْ أَوْلِيَاؤُهُ إِلَّا الْمُتَّقُونَ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَهُمْ

اس کے اختیار والے تو وہی ہیں جو پرہیزگار ہیں لیکن ان میں اکثر

لَا يَعْلَمُونَ

اکثر وں کو اس کی خبر نہیں

کافروں کے ظلم کی انتہاء

یعنی عذاب کا نہ آنا ان دو سبب سے ہے ورنہ ان کی حرکتیں تمہاری شرارتیں اور ظلم و شقاوت تو ایسی ہیں کہ فوراً عذاب آ جانا چاہئے۔ اس سے زیادہ ظلم کیا ہو گا کہ مسجد حرام شریف کی خدا کی عبادت کرنے سے مومنین کو طرح طرح کے حیلے کر کے روکا جائے۔ پہلے ان کے وطن (مکہ معظمہ) سے تنگ کر کے نکلنے پر مجبور کیا جائے کہ خدا کے پاک نیاز اور عبادت گزار بندے یہاں نہ رہ سکیں۔ اور طرفہ یہ ہے کہ اس ظلم کے جواز کے لئے یہ سند پیش کی جاتی ہے کہ ہم حرم شریف کے متولی یا مختار ہیں جس کو چاہیں آنے دیں جسے چاہیں روک دیں۔ حالانکہ ان کو کچھ حق تولیت نہیں کہ جب تک اولیاء یا ماذون اللہ نہ ہوں۔ دوسرے اس آیت ان اولیاؤہ بتا دیا کہ حرم شریف کے متولی صرف متقی اور پرہیز گار بندے ہو سکتے ہیں مشرک ... موقع

ہی کے حقدار نہیں ہو سکتے۔ لیکن ان میں سے اکثر اپنی جہالت سے یوں سمجھ رہے ہیں کہ ہم اولادِ ابراہیم ہیں اور خدامِ کعبہ ہیں ہمیں تولیتِ کعبہ کا استحقاق ہے جس کے لئے کوئی مذہبی شرط و قید نہیں۔ سو غلط ہے۔ اولادِ ابراہیم میں بھی جو پرہیزگار ہو اسی کا حق ہے۔ ایسے بے انصافوں کو حق نہیں کہ کسی سچے خدا پرست کو وہاں آنے سے روکیں۔ (تفسیر عثمانی)

مسجد کے متولی کی صفات:

معلوم ہوا کہ مسجد کا متولی مسلمان، دیندار، پرہیزگار ہونا چاہئے اور بعض حضرات مفسرین نے ان اولیاؤہ کی ضمیر اللہ تعالیٰ کی طرف راجع قرار دے کر یہ معنی لکھے ہیں کہ اللہ کے ولی صرف متقی پرہیزگار لوگ ہو سکتے ہیں۔

اس تفسیر کے مطابق آیت سے یہ نتیجہ نکلا کہ جو لوگ شریعت و سنت کے خلاف عمل کرنے کے باوجود ولی اللہ ہونے کا دعویٰ کریں وہ جھوٹے ہیں اور جو ایسے لوگوں کو ولی اللہ سمجھیں وہ دھوکے میں ہیں۔

یہ امت قیامت تک عذاب سے محفوظ رہے گی:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنے روضہ میں زندہ ہونا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا قیامت تک قائم رہنا اس کی دلیل ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم قیامت تک دنیا میں ہیں۔ اس لئے یہ امت قیامت تک عذابِ عام سے مامون رہے گی۔ (معارف مفتی اعظم)

وَمَا كَانَ صَلَاتُهُمْ عِنْدَ الْبَيْتِ إِلَّا

اور ان کی نماز نہیں تھی گھر کے پاس

مُكَاءً وَتَصْدِيَةً فَذُوقُوا الْعَذَابَ بِمَا

مگر سیٹیاں بجانی اور تالیاں سو چکھو عذاب

كُنْتُمْ تَكْفُرُونَ ﴿۳۵﴾

بدلہ اپنے کفر کا

مشرکوں کی نماز: یعنی حقیقی نماز جس سے مسلمانوں کو مسجد سے روکتے ہیں اور خود ان کی نماز کیا ہے؟ کعبہ کا برہنہ ہو کر طواف کرنا اور ذکر اللہ کی جگہ سیٹیاں اور تالیاں بجانا جیسے آج کل بہت سی قومیں گھنٹیاں اور ناقوس بجانے کو بڑی عبادت سمجھتی ہیں۔ غرض نہ خود اللہ کی عبادت کرتے ہیں نہ اوروں کو کرنے دیتے ہیں۔ ان سب نے سیٹی اور تالیوں کو عبادت قرار دے رکھا ہے۔ بعض نے کہا کہ سیٹیاں اور تالیاں بجانا مسلمانوں کی عبادت میں خلل ڈالنے کے لئے

تھا یا عمداً شور و شغب کیا کرتے تھے۔ واللہ اعلم۔ (تفسیر عثمانی)

بچوں اور پاگلوں کو مسجد سے دور رکھو:

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنی مسجدوں کو بچاؤ چھوٹے بچوں سے اور پاگلوں سے اور باہمی جھگڑوں سے۔ چھوٹے بچوں سے مراد وہ بچے ہیں جن سے ناپاکی کا خطرہ ہے اور پاگل سے ناپاکی کا بھی خطرہ ہے اور نمازیوں کی ایذاء کا بھی۔ اور باہمی جھگڑوں سے مسجد کی بے حرمتی بھی ہے اور نمازیوں کی ایذاء بھی۔

اس حدیث کی رو سے متولی مسجد کے لئے یہ حق ہے کہ ایسے چھوٹے بچوں، پاگلوں کو مسجد میں آنے نہ دے اور باہمی جھگڑے مسجد میں نہ ہونے دے۔ لیکن بغیر ایسی صورتوں کے کسی مسلمان کو مسجد سے روکنے کا کسی متولی مسجد کو حق نہیں۔ (معارف مفتی اعظم)

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا يُنْفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ

بے شک جو لوگ کافر ہیں وہ خرچ کرتے ہیں اپنے مال

لِيَصُدُّوا عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ

کہ روکیں اللہ کی راہ سے

مشرکین کی انتقامی کارروائی:

بدر میں بارہ سرداروں نے ایک ایک دن اپنے ذمہ لیا تھا کہ ہر روز ایک شخص لشکر کو کھانا کھلائے گا۔ چنانچہ دس دس اونٹ روزانہ ان کی طرف سے ذبح کئے جاتے تھے۔ پھر جب شکست ہوئی تو بہت سے زخم خوردہ لوگوں نے ابو سفیان وغیرہ سے کہا کہ جو یہ تجارتی قافلہ آیا ہے اس سب کو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے انتقام لینے میں صرف کیا جائے۔ چنانچہ سب اس پر متفق ہو گئے۔ اسی طرح خرچ کرنے کا یہاں ذکر ہے۔ (تفسیر عثمانی)

بروایت محمد بن اسحاق حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے یہ منقول ہے کہ غزوۂ بدر کی شکست اور زخم خوردہ بچے کھچے کفار مکہ جب وہاں سے واپس مکہ پہنچے تو جن لوگوں کے باپ بیٹے اس جہاد میں مارے گئے تھے وہ تجارتی قافلے کے امیر ابو سفیان کے پاس پہنچے اور کہا کہ آپ جانتے ہیں کہ یہ جنگ تمہارے تجارتی قافلہ کی حفاظت کے لئے لڑی گئی جس کے نتیجہ میں یہ تمام جانی اور مالی نقصانات اٹھانے پڑے۔ اس لئے ہم چاہتے ہیں کہ اس شرکت تجارتی کمپنی سے ہماری کچھ مدد کی جائے تاکہ ہم آئندہ مسلمانوں سے انتقام لے سکیں۔ ان لوگوں نے اس کو منظور کر کے ایک

[illegible]

فَسَيُنْفِقُونَهَا ثُمَّ تَكُونُ عَلَيْهِمْ

سو ابھی اور خرچ کریں گے پھر آخر ہو گا

حَسْرَةً ثُمَّ يُغْلَبُونَ ۗ وَالَّذِينَ كَفَرُوا

ان پر افسوس اور آخر مغلوب ہوں گے اور جو کافر ہیں وہ

إِلَىٰ جَهَنَّمَ يُحْشَرُونَ

دوزخ کی طرف ہانکے جائیں گے

ان کو حسرت ہی ملے گی:

[illegible]

لِيَمِيزَ اللَّهُ الْخَبِيثَ مِنَ الطَّيِّبِ وَيَجْعَلَ

تاکہ جدا کر دے اللہ ناپاک کو پاک سے اور رکھے

الْخَبِيثَ بَعْضَهُ عَلَىٰ بَعْضٍ فَيَرْكُمَهُ جَمِيعًا

ناپاک کو ایک کو ایک پر پھر اس کو ڈھیر کر دے اکٹھا

فَيَجْعَلَهُ فِي جَهَنَّمَ

پھر ڈال دے اس کو دوزخ میں

[illegible]

أُولَٰئِكَ هُمُ الْخَاسِرُونَ

وہی لوگ ہیں نقصان میں

[illegible]

قُلْ لِلَّذِينَ كَفَرُوا إِنْ يَنْتَهُوا

تو کہہ دے کافروں کو کہ اگر وہ باز آجائیں

يُغْفَرْ لَهُمْ مَا قَدْ سَلَفَ

تو معاف ہو ان کو جو ہو چکا

اب بھی وقت ہے:

[illegible]

وَإِنْ يَعُودُوا فَقَدْ مَضَتْ سُنَّتُ

اور اگر پھر بھی وہی کریں گے تو پڑ چکی ہے

الْأَوَّلِينَ

راہ اگلوں کی

ورنہ یہ بھی یاد رہے:

[illegible]

وَقَاتِلُوهُمْ حَتّٰى لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ

اور ان سے لڑو یہاں تک کہ فساد باقی نہ رہے

جہاد و قتال کا اولین مقصد:

یعنی کفار کا اس قدر زور نہ رہے کہ اہل ایمان ان سے [illegible] یا مذہب حق کو موت کی دھمکی دے سکیں۔ جیسا کہ تاریخ شاہد ہے کہ جب بھی کفار کا غلبہ رہا مسلمانوں کا ایمان اور مذہب خطرہ میں پڑ گیا [illegible] رہے، جہاں کہیں طرح طرح کی تعذیب اور موقع پا کر ان کو مسلمان ہونے سے روکا یا مرتد بنا لیا گیا۔ غرض جہاد و قتال کا اولین مقصد یہ ہے کہ [illegible] مسلمان اطمینان سے خدا کی عبادت کر سکیں اور دولت ایمان کو محفوظ رکھ سکیں [illegible] یہ مختصر سی تفسیر ہے جو بعض صحابہ رضی اللہ عنہم سے کتب حدیث میں منقول ہے۔ (تفسیر عثمانی)

مسلمانوں کو کفار سے اس وقت تک قتال [illegible] جب تک کہ مسلمان ان کے مظالم سے محفوظ نہ ہو جائیں اور دین اسلام کو غلبہ نہ حاصل ہو جائے، یہ وہ لوگ ہیں کہ ان کے مقابلہ سے مسلمانوں کی حفاظت کی جاتی تھی۔ حضرت عبداللہ بن عمر سے ایک روایت میں اسی آیت کی تفسیر کی گئی ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ جب ایسے حضرت عبداللہ بن زبیر کے مقابلہ میں حجاج بن یوسف نے فوج کشی کی اور دونوں طرف سے مسلمان [illegible] مسلمانوں کے مقابلہ پر نکل رہی تھیں تو دو شخص حضرت عبداللہ بن عمر کے پاس آئے اور کہا کہ اس وقت جس بلا میں مسلمان مبتلا ہیں آپ دیکھ رہے ہیں حالانکہ آپ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے ہیں [illegible] آپ قتال کو پسند فرماتے تھے، کیا سبب ہے کہ آپ اس فتنہ کو [illegible] ختم کرنے کے لئے میدان میں نہیں آتے؟ تو حضرت عبداللہ بن عمر نے فرمایا کہ سبب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کسی مسلمان کا خون بہانا حرام قرار دیا ہے۔ ان دونوں نے عرض کیا کہ کیا آپ قرآن کی یہ آیت نہیں پڑھتے وَقَاتِلُوهُمْ حَتّٰى لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ جس کا مطلب یہ ہے کہ ان سے یہاں تک کہ فتنہ باقی نہ رہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر نے فرمایا کہ بیشک ہم پڑھتے ہیں اور اس پر عمل بھی کر چکے ہیں [illegible] اس آیت کے مطابق کفار سے قتال جاری رکھا یہاں تک کہ فتنہ ختم ہو گیا اور غلبہ دین اسلام کا ہو گیا۔ اور تم لوگ یہ چاہتے ہو کہ اب باہم قتال کر کے پھر فتنہ پیدا کرو [illegible] اور دین غیر اللہ کا ہو جائے۔ مطلب یہ تھا کہ جہاد و قتال کا حکم تو کفر اور مظالم کفار کے مقابلہ میں تھا وہ ہم کر چکے [illegible] یہاں تک کہ پچھلے [illegible] کر چکے، اور مسلمانوں کی باہمی خانہ جنگی کو اس پر قیاس کرنا درست نہیں، [illegible] اللہ علیہ وسلم کی ہدایات یہ ہیں کہ اس کے مقابلہ میں [illegible] رہے ہیں۔

خلاصہ یہ ہے کہ [illegible] اعلاء کلمۃ اللہ کے لئے جہاد و قتال اس وقت تک واجب ہے جب تک کہ مسلمانوں پر [illegible] کا خطرہ ہو اور اعلاء کلمۃ اللہ کا مقصد حاصل نہ ہو [illegible] صورت صرف قرب قیامت تک [illegible] کے جہاد کا حکم قیامت تک جاری اور باقی ہے۔

معاہد ہونے والے شخص کے حقوق کا تحفظ:

[illegible] حدیث [illegible] سے [illegible] کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص کسی معاہد یعنی اس شخص پر جس نے اسلامی حکومت کی اطاعت اور وفاداری کا معاہدہ کیا ہو کوئی ظلم کرے یا اس کو نقصان پہنچائے [illegible] یا اس سے اس کی طاقت سے زیادہ کام لے یا اس کی کوئی چیز اس کی رضامندی کے بغیر لے لے تو میں قیامت کے دن اس [illegible] معاہد کی حمایت کروں گا۔ (ابوداؤد)

حضرت عروہ کا خط خلیفہ عبدالملک کے نام:

عبدالملک بن مروان [illegible] کے [illegible] کچھ باتیں دریافت کی تھیں [illegible] آپ نے جو [illegible] خط لکھا [illegible] اور مجھ سے [illegible] ہجرت کے واقعات [illegible] اس کے متعلق [illegible] کے بعد [illegible] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] تھے [illegible] زندگی میں [illegible] آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب دعوت اور [illegible] آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تبلیغ [illegible] کی بات نہیں [illegible] رضی اللہ عنہم [illegible] میں چھپ کر [illegible] تھے [illegible] قریش کے [illegible] آپ کی [illegible] تبلیغ [illegible] آپ [illegible]

مائل ہونے والے مسلمان بھی بے رغبت ہو گئے۔ مگر جو لوگ اپنے مستقل ارادے پر قائم رہے۔ اسلام کی طرف سے ان کے خیالات پراگندہ نہیں ہوئے۔ تب اب قریش کے سرداروں نے باہم مشورہ کیا کہ اسلام قبول کرنے والوں پر سختی کریں۔ یہ فتنہ ایک زبردست زلزلہ تھا جس کے نتیجہ میں بہتوں کا پاؤں پھسل گیا اور جس کو اللہ نے محفوظ رکھا تو محفوظ رہا۔ جب مسلمانوں پر یہ قریش بہت ظلم توڑنے لگے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو مشورہ دیا کہ ارض حبش کی طرف ہجرت کر جائیں۔ حبش کا بادشاہ ایک مرد صالح تھا جس کا نام نجاشی تھا۔ وہ ظالم بادشاہ نہیں تھا۔ چاروں طرف اس کی تعریف ہوتی تھی۔ سرزمین حبش قریش کی تجارت گاہ تھی اور تجار قریش کے وہاں مکانات تھے جہاں وہ تجارت کر کے بہت مدت قیام کیا کرتے تھے۔ امن حاصل کرتے تھے اور تجارت خوب چمکی ہوئی تھی۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا تو سارے مسلمان جن پر مکہ والے زیادہ ظلم توڑتے تھے حبش کی طرف چلے گئے کیونکہ ان کو اپنی جان کا خوف تھا۔ وہ وہاں بیٹھنے کے لئے نہیں گئے تھے صرف چند روز رہے۔ وہاں بھی مسلمانوں نے اسلام پھیلایا اور وہاں کے شرفاء بھی اسلام لائے۔ جب کفار قریش نے یہ رنگ دیکھا کہ مسلمانوں پر ظلم کرنے سے وہ حبش چلے جاتے ہیں اور وہاں سے لوگوں اور سرداروں کو اپنا بنا لیتے ہیں تو اب انہوں نے مصلحت یہی سمجھی کہ نرم برتاؤ اختیار کریں۔ چنانچہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور اصحاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نرم برتاؤ کرنے لگے۔ چونکہ قریش ہی مسلمانوں کی بیکسی تھی جس نے مسلمانوں کو حبش کی طرف بھیجا۔ چنانچہ جب نرمی پیدا ہوگئی اور وہ فتنہ ختم ہوگیا تو مسلمانوں نے حبش چھوڑ دیا اور حبش سے یہی سمجھا گیا تھا کہ فتنہ ختم ہو جانے کی خبروں نے مہاجرین حبشہ کو پھر آمادہ کیا کہ وہ مکے واپس چلے آئیں۔ چنانچہ وہ تھوڑے بہت بھی ہو گئے تھے وہاں آ گئے۔ اسی اثناء میں مدینہ کے لوگ مسلمان ہو گئے اور مدینہ میں بھی اسلام کی اشاعت ہونے لگی۔ اس حال میں مدینہ کو مسلمانوں کا جانا شروع ہوا۔ اس سے مکے والے سرداروں نے مشورہ کیا کہ اب تو ان پر اور سختی کرنا چاہئے۔ چنانچہ عام طور پر مسلمانوں پر مظالم توڑنے لگے۔ مسلمان بڑی مصیبت میں مبتلا ہو گئے۔ یہ مسلمانوں کے لئے دوسرا فتنہ اور دوسری آزمائش تھی۔ ایک فتنہ تو یہ کہ حبش کی طرف مسلمانوں کو بھاگنا پڑا اور دوسرا فتنہ یہ کہ مسلمانوں کے واپس آنے کے بعد جب انہوں نے دیکھا کہ مدینے سے لوگ آتے جاتے ہیں اور مسلمان ہوتے جاتے ہیں۔ چنانچہ ایک بار مدینے سے ستر آدمی آئے جو مسلمان

سردار لوگ تھے۔ وہ سب مسلمان ہو گئے۔ حج کیا اور چھپ کر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر بیعت کی اور عہد کیا کہ ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مددگار ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے ہو رہے ہیں۔ اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے شہر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائیں تو ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اور اصحاب کی ایسی حمایت کریں گے جیسے کہ اپنی اور اپنے لوگوں کی کرتے ہیں۔ قریش نے اس معاہدہ کو سن کر مزید سختی شروع کر دی۔ اب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اصحاب کو حکم دیدیا کہ مدینے کی طرف ہجرت کر جائیں۔ یہ امر اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اور اصحاب کو مکے سے نکالا۔ اسی چیز کو اللہ پاک نے قرآن میں ظاہر فرمایا ہے کہ ان کافروں سے قتال کرو حتیٰ کہ یہ فتنہ ختم ہو جائے اور دین اللہ ہی کا چلے۔ مگر وہ دین زبردستی مروج ہے کہ وہ خود کرے۔ عبدالملک بن مروان کو لکھا تھا۔ فقط۔ (...)

وَيَكُونَ الدِّينُ كُلُّهُ لِلّٰهِ					
اور	ہو جائے	حکم	سب	خدا	کا

جہاد کا آخری مقصد:

یہ "جہاد" کا آخری مقصد ہے کہ کفر کی شوکت ختم ہو جائے۔ حکم اکیلے خدا کا چلے۔ دین حق سب ادیان پر غالب آ جائے **لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ** تو وہ حصر، باطل ادیان کی موجودگی میں جیسے فتنے واقع ہوتا رہا ہے۔ کما ہو من ہے کہ سب باطل مذاہب کو ختم کر کے جیسے نزول مسیح کے وقت ہو گا۔ بہر حال یہ آیت اس کی واضح دلیل ہے کہ جب تک قتال خواہ کیسی ہی دفاعی ہو۔ مسلمانوں کے حق میں اس وقت تک برابر مشروع ہے جب تک یہ دونوں مقصد حاصل نہ ہو جائیں۔ اسی لئے حدیث میں آیا۔ الجهاد ماض الى يوم القيامة۔ جہاد کے احکام اور اس کی تفصیل کتب فقہ میں ملاحظہ کی جائے۔ (تفسیر عثمانی)

غلبہ اسلام کا مقدر ہے:

حضرت مقداد بن اسود کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کوئی کچا پکا گھر روئے زمین پر باقی نہ رہے گا جس کے اندر اللہ اسلام کو داخل نہ کر دے (خواہ) عزت والے کو عزت دے کر یا ذلیل کو ذلت دے کر یا تو مسلمان اور ایمان والوں کو (مشرف باسلام کر کے) عزت عطا فرمائے گا اور ان کو اہل کر دے گا یا (اسلام سے محروم رکھ کر) ان کو ذلیل کر دے گا (کہ اسلام کے تابع فرمان ہو کر

[illegible]

فَإِنِ انْتَهَوْا فَإِنَّ اللّٰهَ بِمَا يَعْمَلُونَ بَصِيرٌ

[illegible]

رکوع

مسلمان ظاہر کے مکلف ہیں

[illegible] حتی یقولوا لا الٰه الا اللّٰه فاذا قالوها عصموا منی دماءهم واموالهم الا بحقها وحسابهم علی اللّٰه عز وجل [illegible]

لڑائی کب تک رہے گی

[illegible]

وَإِنْ تَوَلَّوْا فَاعْلَمُوا أَنَّ اللّٰهَ مَوْلَاكُمْ

[illegible]

نِعْمَ الْمَوْلَىٰ وَنِعْمَ النَّصِيرُ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

وَاعْلَمُوا أَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِنْ شَيْءٍ فَأَنَّ

[illegible]

لِلّٰهِ خُمُسَهُ وَلِلرَّسُولِ وَلِذِي الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ

[illegible]

وَالْمَسَاكِينِ وَابْنِ السَّبِيلِ

[illegible]

مال غنیمت کی تفصیل

[illegible]

[illegible]

مال فئی

[illegible]

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قرابت دار:

[illegible]

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تقسیم:

[illegible]

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد

[illegible]

دار الحرب سے آنے والا مال:

[illegible]

[illegible]

سوال و جواب

[illegible]

"مومن کے ہاتھ سے" [illegible] ہے

[illegible]

[illegible]

[illegible] صلی اللہ علیہ وسلم [illegible]

[illegible]

مسئلہ [illegible]

[illegible]

[illegible] کا فرق

[illegible]

[illegible]

إن كنتم آمنتم بالله وما أنزلنا على عبدنا يوم الفرقان

[illegible]

ادا کرتے ہے؟ گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور (حضرت) محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں اور نماز قائم کرنا اور زکوٰۃ ادا کرنا اور غنیمت میں سے خمس ادا کرنا۔ اس میں خمس کا ادا کرنا بھی ایمان میں داخل ہے۔ حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب صحیح بخاری میں باب باندھا ہے کہ خمس کا ادا کرنا ایمان میں سے ہے۔ (ابن کثیر)

يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعَانِ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ

جس دن کہ بھڑ گئیں دونوں فوجیں اور اللہ

شَيْءٍ قَدِيْرٌ

ہر چیز پر قادر ہے

جیسے اس نے تم کو مظفر و منصور کیا وہ قادر ہے کہ آئندہ بھی تم کو غلبہ و نصرت عطا فرمائے۔ (تفسیر عثمانی)

لڑائی والی رات

ابن مسعود فرماتے ہیں کہ لیلۃ القدر کو گیارہویں رات میں یقین کے ساتھ تلاش کرو جس کی صبح کو بدر کی لڑائی کا دن تھا۔ حسن ابن علی فرماتے ہیں کہ لیلۃ الفرقان جس کی صبح دونوں جماعتوں میں مڈ بھیڑ ہوئی، لڑائی ہوئی رمضان شریف کی سترہویں تھی جمعہ کی رات تھی۔

إِذْ أَنْتُمْ بِالْعُدْوَةِ الدُّنْيَا وَهُمْ بِالْعُدْوَةِ

جس وقت تم تھے ورلے کنارے پر اور وہ تھے

الْقُصْوٰى

پرلے کنارے پر

ورلے کنارے سے مراد میدان جنگ کی وہ جانب ہے جو مدینہ طیبہ سے قریب تھی۔ اسی طرح پرلے کنارے سے مراد وہ جانب ہے جو مدینہ سے دور تھی۔ (تفسیر عثمانی)

وَالرَّكْبُ أَسْفَلَ مِنْكُمْ

اور قافلہ نیچے اتر گیا تھا تم سے

یعنی ابوسفیان کا تجارتی قافلہ نیچے کی طرف ہٹ کر سمندر کے کنارے کنارے جا رہا تھا۔ قافلہ اور مسلمانوں کے درمیان قریش کی فوج حائل ہو چکی تھی۔ (تفسیر عثمانی)

وَلَوْ تَوَاعَدْتُّمْ لَاخْتَلَفْتُمْ فِي الْمِيْعٰدِ

اور اگر تم آپس میں وعدہ کرتے تو ضرور مختلف ہو جاتے وعدہ میں

یعنی اگر تم پہلے سے لڑائی کا کوئی وقت مقرر کر لیتے تو یقیناً اس میں اختلاف ہو جاتا یا وعدہ کے وقت پہنچنے میں کوئی فریق کوتاہی کرتا۔ کیونکہ ادھر مسلمانوں کی قلت تعداد اور بے سروسامانی اور ادھر کفار مسلمانوں کی ہیبت سے خائف تھے۔ دونوں جنگ سے بچتے تھے۔ دونوں کو جنگ کے لیے مقررہ وقت پر لے آنا اللہ ہی کا کام تھا۔ (تفسیر عثمانی)

وَلٰكِنْ لِّيَقْضِيَ اللّٰهُ أَمْرًا كَانَ مَفْعُوْلًا

لیکن اللہ کو کر ڈالنا تھا ایک کام کو جو مقرر ہو چکا تھا

لِّيَهْلِكَ مَنْ هَلَكَ عَنْ بَيِّنَةٍ وَّيَحْيٰى

تاکہ مرے جس کو مرنا ہے قیام حجت کے بعد اور جیے

مَنْ حَيَّ عَنْ بَيِّنَةٍ

جس کو جینا ہے قیام حجت کے بعد

اللہ کی تدبیر

یعنی قریش اپنے قافلہ کی مدد کو نکلے تھے اور تم قافلہ پر حملہ کرنے کو نکلے تھے۔ اللہ نے دونوں کو ایک میدان میں دو کناروں پر لا کھڑا کیا، ایک کو دوسرے کی خبر نہیں۔ یہ تدبیر اللہ کی تھی تاکہ وہ کام ہو جائے جو اس نے مقرر کر رکھا تھا کہ حق کا بول بالا ہو اور باطل سرنگوں ہو، اور جو جیتا رہے وہ بھی حق پہچان لے۔ اللہ کا حکم پورا ہو کہ اسلام غالب ہو۔ ممکن ہے مرنے والا جیسے سے مر جائے اور جو زندہ رہے وہ ایمان لائے، اور جو کفر پر مرے وہ اتمام حجت کے بعد مرے۔ (تفسیر عثمانی)

اس لڑائی کا مقصد

اس آیت کے آخری حصے کی تفسیر یہ ہے کہ حق و باطل واضح ہو جائے تاکہ جو کفر کرے وہ دلیل کے ساتھ کفر کرے اور جو ایمان لائے وہ بھی دلیل کے ساتھ ایمان لائے۔ یعنی بغیر دلیل کے اور بغیر حجت کے نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے مومنوں اور مشرکوں کی یہاں مڈ بھیڑ کرا دی تاکہ حقانیت کو دلیل پر ظاہر کرے۔

[illegible]

وَإِنَّ اللَّهَ لَسَمِيعٌ عَلِيمٌ

اور یقیناً اللہ سننے والا جاننے والا ہے

[illegible]

إِذْ يُرِيكَهُمُ اللَّهُ فِي مَنَامِكَ قَلِيلًا

[illegible]

[illegible]

وَلَوْ أَرَاكَهُمْ كَثِيرًا لَفَشِلْتُمْ وَلَتَنَازَعْتُمْ

[illegible]

فِي الْأَمْرِ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ سَلَّمَ إِنَّهُ عَلِيمٌ

[illegible]

بِذَاتِ الصُّدُورِ

[illegible]

اللہ نے تم کو اس سے بچا لیا

[illegible]

[illegible]

وَإِذْ يُرِيكُمُوهُمْ إِذِ الْتَقَيْتُمْ فِي أَعْيُنِكُمْ

[illegible]

قَلِيلًا وَيُقَلِّلُكُمْ فِي أَعْيُنِهِمْ لِيَقْضِيَ

[illegible]

اللَّهُ أَمْرًا كَانَ مَفْعُولًا وَإِلَى اللَّهِ تُرْجَعُ

[illegible]

الْأُمُورُ

[illegible]

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا خواب اور اس کی تعبیر

[illegible]

مسلمانوں کی نظروں میں کافروں کی کمی

[illegible]

[illegible]

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا لَقِيْتُمْ فِئَةً فَاثْبُتُوْا

اے ایمان والو جب بھڑ جاؤ کسی فوج سے تو ثابت قدم رہو

وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا

اور اللہ کو بہت یاد کرو

ذکر اللہ کی تاثیر

[illegible] اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَتَطْمَىِٕنُّ قُلُوْبُهُمْ بِذِكْرِ اللّٰهِ ۭ اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَىِٕنُّ الْقُلُوْبُ

[illegible]

ہوا کے ذریعہ مدد

[illegible]

اگر مقابلہ ہو تو ثابت قدمی دکھاؤ

[illegible]

لڑائی کے وقت اللہ کا ذکر

[illegible] لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ [illegible]

[illegible]

لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۚ وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ

تاکہ تم مراد پاؤ، اور حکم مانو اللہ کا اور اس کے رسول کا

وَلَا تَنَازَعُوا فَتَفْشَلُوا وَتَذْهَبَ رِيحُكُمْ

[illegible]

تفرقہ بازی کا نقصان:

[illegible]

وَاصْبِرُوا إِنَّ اللَّهَ مَعَ الصَّابِرِينَ

[illegible]

کامیابی کی کنجی:

[illegible]

وقد كان للصحابة رضي الله عنهم في باب الشجاعة والائتمار بما أمرهم الله ورسوله به وامتثال ما أرشدهم إليه ما لم يكن لأحد من الأمم والقرون قبلهم ولا يكون لأحد ممن بعدهم فإنهم ببركة الرسول صلى الله عليه وسلم وطاعته فيما أمرهم فتحوا القلوب والأقاليم شرقا وغربا في المدة اليسيرة مع قلة عددهم بالنسبة إلى جيوش سائر الأقاليم من الروم والفرس والترك والصقالبة والبربر والحبوش وأصناف السودان والقبط وطوائف بني آدم قهروا الجميع حتى علت كلمة الله وظهر دينه على سائر الأديان وامتدت الممالك الإسلامية في مشارق الأرض ومغاربها في أقل من

[illegible]

وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ خَرَجُوا مِن دِيَارِهِم

[illegible]

بَطَرًا وَرِئَاءَ النَّاسِ وَيَصُدُّونَ عَن

[illegible]

سَبِيلِ اللَّهِ ۚ وَاللَّهُ بِمَا يَعْمَلُونَ مُحِيطٌ

[illegible]

کافروں کا غرور اور [illegible]

[illegible]

کہ جو مسلمانوں ... سب ... تو مجھ کو یہ بات ... ہے ... سب خدا
کی قدرت سے ... بات چھپائے ... اگر چاہے تو ابھی پہ ...
ہے۔ چنانچہ ... شراب کی جگہ ... موت کا
پیالہ پینا پڑا ... مرد ... ماتم کی مجلس ...
... گانے کی جگہ ... نوحہ خوانی ... آہ وبکا کرتے تھے اور
مسلمانوں سے شکست کھائی۔

فتح بدر کی اہمیت: ایمان والوں کے لئے جنگ بدر کا تاریخی معرکہ بدر کے
میدان میں نصب ہو گیا ... ایک مرتبہ ... تھوڑے سے ... زمین میں
خدا کی ... سامنے ... زمین کی ... اقوام کی ... فیصلہ کر دیا۔ ہم
... مسلمانوں کو ... فرمایا ہے کہ ... بکھرے ہوئے
خون کا ... بے شک ... عظیم الشان عبادت ہے ... پر اترا ... یا
... تو قبول نہیں ... امام فخر الدین رازی ... کی
چال ... (تفسیر ...)

ابو جہل کا تکبر:

ابو جہل سے جب کہا گیا کہ قافلہ تو بچ گیا اب لوٹ چلو کیوں چلنا
چاہئے تو اس ملعون نے جواب دیا کہ ... کا ... بدر پر جا کر
... اور ... شراب ... کھانا کھائیں گے ... گانے سنیں گے۔
... عرب میں شہرت ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ ... ان کے
ایمان ... کی تدبیر ... ان کو ... زمین ... کے
... ماتم ... پڑ گئے۔

شیطان کی کارروائی:

... مالک ... کی صورت میں مشرکوں میں تھا۔
... کر ... تھا ... کو ... تھا کہ بے فکر رہو آج
تمہیں کوئی بھی ہرانے والا نہیں ... میں ... تمہارا ...
... کوئی ... میں ... باوجود
تمہارا ... مقابلہ ... کے
... شیطان ... کا ... الٹے
... ہمت ... شیطان بھاگ نہیں
... تو ... کر کے بھاگ گیا ...
... مجھے ...
... قریب ... ہے۔

حضرت ابو اسید مالک ... فرماتے ہیں کہ ... آنکھیں ...
بھی ... تو میں ... ہوتا ... بتا سکتا ... سے فرشتے
... تھے ... معلوم ہے کہ ... ہے ...
... علم ... بعد ... نے ... ان کے ...
... کی شکل ... آتے ... بچے ...
... سے ... خدائی ... کا ... ابلیس ...
... تھا ... سراقہ کی شکل میں ... تھا۔

ابلیس کے بھاگنے پر ابو جہل کی تسلیاں:

ابو جہل ... مشرکوں میں ... باتھا
... بعد ... کے ...
کہ (صلی اللہ علیہ وسلم) ... سے ... آیا تھا ... میں ...
پر ... کوئی ... بات ... کی ...
مسلمانوں کو ... (صلی اللہ علیہ وسلم) ... کے
... تھا ...
... کا ... بھی ... کا ...
... بھی ... تھا ... ایک
... تم ... نکال ... بھی ... جاؤ ...
... تمہیں ... ہے ... کا قریب ...

وَإِذْ زَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطَانُ أَعْمَالَهُمْ

اور جس وقت خوشنما کر دیا شیطان نے ان کی نظروں میں ان کے عملوں کو

وَقَالَ لَا غَالِبَ لَكُمُ الْيَوْمَ مِنَ النَّاسِ

اور بولا کہ کوئی بھی غالب نہ ہوگا تم پر آج کے دن لوگوں میں سے

وَإِنِّي جَارٌ لَّكُمْ فَلَمَّا تَرَاءَتِ الْفِئَتَانِ

اور میں تمہارا حمایتی ہوں پھر جب سامنے ہوئیں دونوں فوجیں

نَكَصَ عَلَىٰ عَقِبَيْهِ وَقَالَ إِنِّي بَرِيءٌ

تو وہ الٹا پھرا اپنی ایڑیوں پر اور بولا میں تمہارے ساتھ نہیں

مِّنكُمْ إِنِّي أَرَىٰ مَا لَا تَرَوْنَ إِنِّي

میں دیکھتا ہوں جو تم نہیں دیکھتے میں

ﺧَﺎفُ اللّٰهَ وَاللّٰهُ شَدِيْدُ الْعِقَابِ

ڈرتا ہوں اللہ سے اور اللہ کا عذاب سخت ہے

شیطان کا کافروں کی ہمت بڑھانا اور بھاگ جانا:

قریش اپنی قوت و جمعیت پر مغرور تھے لیکن بنی کنانہ سے ان کی چھیڑ چھاڑ رہتی تھی۔ خطرہ یہ ہوا کہ کہیں بنی کنانہ کامیابی کے وقت میں آ دھمکیں۔ فوراً شیطان ان کی پیٹھ ٹھونکنے اور ہمت بڑھانے کے لئے کنانہ کے سردار سراقہ بن مالک کی صورت میں آیا۔ بہت کی فوج لے کر نمودار ہوا اور ابو جہل وغیرہ کو اطمینان دلایا کہ ہم سب تمہاری مدد و حمایت پر ہیں۔ بنی کنانہ کی طرف سے بے فکر رہو۔ میں تمہارے ساتھ ہوں۔ جب میدان جنگ میں آ گیا تو ملعون شیطان نے جبرائیل کو اور فرشتوں کو دیکھا تو ابو جہل کے ہاتھ میں سے ہاتھ چھڑا کر الٹے پاؤں بھاگا۔ ابو جہل نے کہا سراقہ! عین وقت پر دغا دے کر کہاں جاتے ہو؟ کہنے لگا میں تمہارے ساتھ نہیں ہوں۔ مجھے وہ چیز دکھائی دے رہی ہے جو تمہاری نظریں نہیں آتی (یعنی فرشتے) اور خدا کے (اس فوج کے) ڈر سے میرا دل بیٹھا جاتا ہے۔ جب اپنے لشکر نے کی بصیرت نہیں، کیا ہمیں کسی کا تمہیں کہ عذاب الٰہی کس وقت تم پر ہو۔ قتادہ کہتے ہیں کہ ملعون نے جھوٹ بولا اس کے دل میں خوف الٰہی نہ تھا۔ ہاں وہ جانتا تھا کہ اب قریش کا لشکر ہلاکت میں گھر چکا ہے کوئی قوت بچا نہیں سکتی۔ یہی اس کی قدیمی عادت ہے کہ اپنے متبعین کو دھوکہ دے کر اور ہلاکت میں پھنسا کر عین وقت پر کھسک جایا کرتا ہے۔ اسی کے موافق یہاں بھی کیا یعدھم و یمنیھم و ما یعدھم الشیطان الا غرورا (نساء ۱۲۰)

كَمَثَلِ الشَّيْطٰنِ اِذْ قَالَ لِلْاِنْسَانِ اكْفُرْ فَلَمَّا كَفَرَ قَالَ اِنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّنْكَ اِنِّيْٓ اَخَافُ اللّٰهَ رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ (الحشر ر ۲ ع ۱۲)

وَقَالَ الشَّيْطٰنُ لَمَّا قُضِيَ الْاَمْرُ اِنَّ اللّٰهَ وَعَدَكُمْ وَعْدَ الْحَقِّ وَوَعَدْتُّكُمْ فَاَخْلَفْتُكُمْ وَمَا كَانَ لِيَ عَلَيْكُمْ مِّنْ سُلْطٰنٍ اِلَّآ اَنْ دَعَوْتُكُمْ فَاسْتَجَبْتُمْ لِيْ فَلَا تَلُوْمُوْنِيْ وَلُوْمُوْٓا اَنْفُسَكُمْ مَآ اَنَا بِمُصْرِخِكُمْ وَمَآ اَنْتُمْ بِمُصْرِخِيَّ اِنِّيْ كَفَرْتُ بِمَآ اَشْرَكْتُمُوْنِ مِنْ قَبْلُ اِنَّ الظّٰلِمِيْنَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ (ابراہیم ر ۲ ع ۱۲) (تفسیر عثمانی)

یعنی جب مسلمانوں اور کافروں کے دونوں گروہ آمنے سامنے ہوئے اور شیطان نے فرشتوں کو آسمان سے اترتے ہوئے دیکھا اور سمجھ گیا کہ ان سے مقابلہ کرنے کی ہم میں طاقت نہیں تو منہ پھیر کر پشت موڑ کر بھاگا۔ طبرانی نے حضرت رفاعہ بن رافع کی روایت سے اور ابن جریر و ابن المنذر و ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس کی روایت سے بیان کیا ہے کہ اللہ نے ایک ہزار فرشتے اپنے نبی (علیہ الصلوٰۃ والسلام) اور مسلمانوں کی مدد کو بھیجے۔ حضرت جبرائیل پانچ سو فرشتوں کے ساتھ ایک طرف اور حضرت میکائیل پانچ سو فرشتوں کے ساتھ دوسری جانب تھے۔ ابلیس بھی شیطانوں کا لشکر اور اپنا جھنڈا لے آیا۔ شیطانی لشکر والے بنی مدلج کے مردوں کے بھیس میں تھے اور خود ابلیس سراقہ بن مالک بن جعشم کی شکل میں۔ اس وقت شیطان نے مشرکوں سے کہا لَا غَالِبَ لَكُمُ الْيَوْمَ مِنَ النَّاسِ وَاِنِّيْ جَارٌ لَّكُمْ۔ جنگ شروع ہو گئی جبرئیل ابلیس کی طرف بڑھے اور ابلیس نے ان کو دیکھا اس وقت ابلیس کا ہاتھ کسی مشرک کے ہاتھ میں تھا فوراً ہاتھ چھڑا کر پشت پھیر کر بھاگا اور اس کے پیچھے اس کے ساتھی بھی چل دیئے۔ ایک شخص نے کہا سراقہ تو نے تو کہا تھا اِنِّيْ جَارٌ لَّكُمْ (اب بھاگا جا رہا ہے) کہنے لگا اِنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّنْكُمْ اِنِّيْٓ اَرٰى مَا لَا تَرَوْنَ۔ ابلیس کا یہ فرار ملائکہ کو دیکھنے کے بعد ہوا تھا۔ حارث بن ہشام سے جب ابلیس کا کلام ہوا اور حارث اس کو سراقہ خیال کئے ہوئے تھا (سراقہ بدر کے بعد مسلمان ہو گئے تھے) تو اس کا ہاتھ نہ چھوڑا آخر شیطان نے حارث کے سینے پر ضرب کاری رسید کی۔ حارث گر پڑے اور شیطان بھاگ گیا۔ کسی طرف مڑ کر بھی نہ دیکھا۔ آخر جا کر سمندر میں گر پڑا۔

شیطان کی دعا:

اس وقت ہاتھ اٹھا کر کہنے لگا اے میرے رب! تیرا وہ وعدہ پورا کر جو تو نے مجھ سے کیا تھا۔ اے اللہ! میں تجھ سے درخواست کرتا ہوں اس مہلت کی (جو قیامت تک کے لئے) دی تھی۔

اس دوز کر ... جب یہ خیال کر کے ابلیس کو اپنے مارے جانے کا اندیشہ ہو گیا تھا (کہ جبرئیل مجھے زندہ نہیں چھوڑیں گے)

ابو جہل کا اعلان:

ابو جہل کہنے لگا لوگو! سراقہ کے بھاگنے سے تم ہمت نہ ہارو۔ اس کو تو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے سازش کر رکھی تھی۔ عتبہ و شیبہ کے مارے جانے کو بھی زیادہ خیال نہ کرو۔ جلدی کی تھی اس لئے مارے گئے۔ لات و عزیٰ کی قسم ہم جب تک محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور ان کے ساتھیوں کو رسیوں سے باندھ نہیں لیں گے واپس نہ جائیں گے۔ تم میں سے کوئی شخص مجھے ایسا نظر نہ آئے جس نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے کسی

آتی ہوئی فوج کو دیکھ رہا ہوں کہ ان کا مقابلہ ان کے بس کی بات ہی نہیں

شیطان کا ذلیل ہونا

حضرت طلحہ بن عبید اللہ بن کریز کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شیطان جب عرفہ کے دن (حج کے دن) اللہ کی رحمت نازل ہوتے دیکھتا ہے اور یہ بھی دیکھتا ہے کہ اللہ (بندوں) کے بڑے بڑے گناہوں کو بھی معاف کر رہا ہے تو جتنا ذلیل حقیر ... اور غضب ناک اس دن نظر آتا ہے کسی اور دن نظر نہیں آتا ... یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شیطان نے بدر کے دن کیا دیکھا تھا (کہ وہ سب سے زیادہ حقیر، ذلیل ترین اور بے عزت دیکھا گیا تھا) فرمایا اس نے جبرئیل (علیہ السلام) کو دیکھا کہ ملائکہ کی صفوں کی تنظیم کر رہے تھے ... (رواہ مالک مرسلاً والبیہقی ... تفسیر مظہری)

شیطان کا خوف۔ شیطان نے فرشتوں کا لشکر دیکھا تو ان کی قوت سے واقف تھا کہنے لگا میں اپنی قوم کو ... بعض مفسرین ... قتادہ ... نے کہا کہ اس نے جھوٹ کہا ... حضرت ... نے فرمایا ... وہ بھی اپنی جگہ ... چونکہ وہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کو جانتا ہے عذاب شدید ... طرح جانتا ہے ... کوئی ... خوف ... طاقت ... نہیں رکھتا۔ (معارف مفتی اعظم)

إِذْ يَقُولُ الْمُنَافِقُونَ وَالَّذِينَ فِي
جب کہنے لگے منافق اور جن کے
قُلُوبِهِم مَّرَضٌ غَرَّ هَٰؤُلَاءِ دِينُهُمْ
دلوں میں بیماری ہے یہ لوگ مغرور ہیں اپنے دین پر
وَمَن يَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ فَإِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ
اور جو کوئی بھروسہ کرے اللہ پر تو اللہ زبردست ہے
حَكِيمٌ
حکمت والا

منافقوں کی چہ میگوئیاں:

مسلمانوں کی تھوڑی جمعیت اور بے سروسامانی دیکھ کر منافقین ...

شیطان کو دیکھ کر منافقین اور جن کے دلوں میں مرض تھا کہنے لگے کہ مسلمانوں کو ان کے دین نے دھوکہ دیا ہے ... کی طرف ... موت کے منہ میں ڈال رہے ہیں۔ حق تعالیٰ نے ان کا جواب دیا ... جو اللہ پر توکل کرتا ہے ... اللہ زبردست قدرت والا ہے ... کمزور ... غالب ... حکمت ... (تفسیر مظہری)

وَلَوْ تَرَىٰ إِذْ يَتَوَفَّى الَّذِينَ كَفَرُوا الْمَلَائِكَةُ
اور اگر تو دیکھے جس وقت جان قبض کرتے ہیں کافروں کی فرشتے
يَضْرِبُونَ وُجُوهَهُمْ وَأَدْبَارَهُمْ وَذُوقُوا
مارتے ہیں ان کے منہ پر اور ان کے پیچھے اور کہتے ہیں چکھو
عَذَابَ الْحَرِيقِ
عذاب جلنے کا

کافروں کیلئے ذلت کی موت:

بعض علماء کہتے ہیں کہ یہ بھی ... عذاب جہنم ... بعض مفسرین نے اس کو بدر کے قصہ میں داخل مانا ہے یعنی اس وقت جو کافر مارے جا رہے تھے ان کے ساتھ فرشتوں کا یہ معاملہ تھا، مگر الفاظ آیت کے سب کافروں کو عام ہیں اسی لئے راجح یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ واقعہ ہر کافر کا ہے ... موت کے وقت ... کافروں کی ... (تفسیر مظہری)

اس آیت میں حق تعالیٰ نے یہ خبر دی ہے کہ فرشتے کافر کی روح نکالتے وقت ان کے منہ پر اور ان کی پشت پر ... مارتے ... ہیں ... معلوم ہوا کہ ... کافر ... ایک ... مناسبت ... ظاہری نجاست خارج ہوتی ہے اسی طرح ... کافر ... جو ... فرمایا ... إِنَّمَا الْمُشْرِكُونَ نَجَسٌ ... کفر ... روح ... کا ... ہے ...

[illegible]

ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْكُمْ وَاَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ

[illegible]

بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ

[illegible]

یہ ذلت ان کے کرتوتوں کا نتیجہ ہے

[illegible]

كَدَاْبِ اٰلِ فِرْعَوْنَ وَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ

[illegible]

كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ فَاَخَذَهُمُ اللّٰهُ بِذُنُوْبِهِمْ

[illegible]

اِنَّ اللّٰهَ قَوِيٌّ شَدِيْدُ الْعِقَابِ

[illegible]

ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ لَمْ يَكُ مُغَيِّرًا نِّعْمَةً

[illegible]

اَنْعَمَهَا عَلٰى قَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا

[illegible]

بِاَنْفُسِهِمْ وَاَنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ

[illegible]

نعمتیں کب چھن جاتی ہیں

[illegible]

[illegible] ... سکتا ہے۔ تمام احوال ... [illegible] ... سے یہ معاملہ کرنا نہایت لطیف اور برمحل ہوگا۔ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں کہ آیت ... [illegible] ... واللہ اعلم۔

ذٰلک ... [illegible] ... مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی قوم ... [illegible] ... جب تک وہ اپنی حالت کو ... حالت سے خود تبدیل نہ کر لیں (اور مستحق عذاب نہ ہو جائیں) ... [illegible] ... قرآن کا تعارف کرایا۔

قریشیوں کے حالات کی تبدیلی

[illegible]

اللہ علیہ وسلم ... آپ کے جد امجد ... [illegible]

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جد امجد "قصی" کے کارنامے

... بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ... (عبدالمطلب بن ہاشم ... قصی) ... [illegible]

كَدَأْبِ آلِ فِرْعَوْنَ وَالَّذِينَ مِن
جیسے دستور فرعون والوں کا اور جو ان سے
قَبْلِهِمْ كَذَّبُوا بِآيَاتِ رَبِّهِمْ فَأَهْلَكْنَاهُم
پہلے تھے جھٹلائیں انہوں نے باتیں اپنے رب کی پھر ہلاک کیا

بِذُنُوبِهِمْ وَأَغْرَقْنَا آلَ فِرْعَوْنَ وَكُلٌّ
دیا ہم نے ان کے گناہوں پر اور غرق کر دیا ہم نے فرعون والوں
كَانُوا ظَالِمِينَ ﴿٥٤﴾
کو اور سارے ظالم تھے

فرعونیوں کی ہلاکت۔

فرعونیوں اور ان سے پہلی قوموں کو ان کے جرائم کی پاداش میں ہلاک [illegible] موسیٰ کے ساتھ فرعونیوں کو غرق کر دیا۔ یہ سب اس وقت ہوا جب انہوں نے خدا سے بغاوت و شرارت کر کے خود اپنی جانوں پر ظلم کئے اور خدا کی توفیق سے اپنی صلاحیت کھو دی۔ (تفسیر حقانی)

إِنَّ شَرَّ الدَّوَابِّ عِندَ اللَّهِ الَّذِينَ
بے شک سب جانداروں میں بدتر اللہ کے ہاں وہ ہیں
كَفَرُوا فَهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ ﴿٥٥﴾ الَّذِينَ عَاهَدتَّ
جو منکر ہوئے پھر وہ نہیں ایمان لاتے جن سے تو نے
مِنْهُمْ ثُمَّ يَنقُضُونَ عَهْدَهُمْ فِي كُلِّ مَرَّةٍ
معاہدہ کیا ہے ان میں سے پھر وہ توڑتے ہیں اپنا عہد ہر بار
وَهُمْ لَا يَتَّقُونَ ﴿٥٦﴾
اور وہ ڈرتے نہیں

بدعہد اور بے ایمان بدترین جانور ہیں۔

جو لوگ ہمیشہ کے لئے کفر اور بے ایمانی پر تل گئے [illegible] بدترین جانور ہیں [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

آخر تک [illegible] بچ جائیں گے۔

عہد پورا کرنے کا عجیب واقعہ

ابو داؤد، ترمذی، نسائی اور امام احمد بن حنبل نے سلیم بن عامر کی روایت سے نقل کیا ہے کہ حضرت معاویہ کا ایک قوم سے [illegible] التوائے جنگ کا معاہدہ تھا، حضرت معاویہ نے [illegible] [illegible] اللہ اکبر [illegible] [illegible] [illegible]

فَإِمَّا تَثْقَفَنَّهُمْ فِي الْحَرْبِ فَشَرِّدْ بِهِم
سو اگر کبھی تو پا لے ان کو لڑائی میں تو ان کو ایسی سزا دے [illegible]
مَّنْ خَلْفَهُمْ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُونَ ﴿٥٧﴾ وَإِمَّا
[illegible] تاکہ ان کو عبرت ہو اور اگر
تَخَافَنَّ مِن قَوْمٍ خِيَانَةً فَانبِذْ
تجھ کو ڈر ہو کسی قوم سے دغا کا تو پھینک دے ان کا عہد
إِلَيْهِمْ عَلَىٰ سَوَاءٍ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ
ان کی طرف ایسی طرح پر کہ ہو جاؤ تم اور وہ برابر بیشک اللہ کو خوش نہیں آتے

التفسیر

آیات و نکات

دشمن کے بازوؤں کو عبرتناک سزا دو:

یعنی اگر یہ لوگ جو بار بار عہد توڑتے ہیں اپنے عہد کو پس پشت ڈال کر آپ کے مقابلے میدانِ جنگ میں آجائیں تو ان کو ایسی سخت سزا دیجئے جسے دیکھ کر ان کے پیچھے رہنے والے یا ان کے بعد آنے والی نسلیں بھی عبرت حاصل کریں اور عہد شکنی کی کبھی جرأت نہ کریں اور اگر ایک قوم سے معاہدہ ہو اور ان کی دغابازی کا خطرہ ہو، ایسے قرائن پائے جاتے ہیں کہ عہد شکنی پر آمادہ ہے تو آپ کو اجازت ہے اگر مصلحت سمجھیں تو ان کا عہد ان کی طرف پھینک دیں اور معاہدہ کے ختم ہو جانے کی اطلاع کر دینے کے مناسب کارروائی کریں تاکہ فریقین پچھلے معاہدات کی نسبت شک و اشتباہ میں نہ رہیں۔ دونوں مساوی طور پر آگاہ ہوں اور اپنی تیاری اور حفاظت میں مشغول ہوں۔ آپ کی جانب سے کوئی چوری یا عہد خیانت نہ ہو سب معاملہ صاف صاف ہو۔ حق تعالیٰ خیانت کی کارروائی کو خواہ کفار کے ساتھ ہو پسند نہیں کرتا۔ سنن میں روایت ہے کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور روم کے درمیان معاہدہ تھا۔ میعاد کے اندر ہی امیر معاویہؓ نے اپنی فوجیں روم کی سرحد کی طرف بڑھانا شروع کیا۔ مقصد یہ تھا کہ سرحد سے اس قدر قریب اور پہلے سے تیار رہیں کہ میعاد معاہدہ گزرتے ہی فوراً حملہ کر دیا جائے جس وقت یہ کارروائی جاری تھی، ایک شیخ سواری پر یہ کہتے ہوئے آئے۔ "اللّٰہ اکبر وفاء لا غدر" یعنی عہد پورا کرو، عہد شکنی مت کرو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کسی قوم سے معاہدہ ہو تو کوئی گرہ نہ کھولی جائے نہ باندھی جائے یہاں تک کہ معاہدہ کی مدت پوری ہو جائے، یا برابری کی حیثیت میں معاہدہ واپس لیا جائے حضرت معاویہؓ کو جب یہ خبر پہنچی تو اپنے لشکر واپس آ گئے۔ پھر دیکھا تو وہ شیخ حضرت عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ تھے (ابن کثیر)

حضرت ابن عباس نے فرمایا اس سے مراد یہ ہے کہ ان کو ایسی سزا دو کہ پیچھے والوں کو عبرت ہو۔ یعنی ان عہد شکنوں کو اس طرح قتل کرو اور دو کہ ان کے پیچھے رہنے والے بھی ان کو عبرت ہو جائے اور اپنے جیسوں کو دیکھ کر سبق حاصل کریں۔ اسی بنیاد پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تسلط پانے کے بعد بنی قریظہ کے بالغ مردوں کو قتل کیا اور عورتوں بچوں کو باندی غلام بنایا اور ان کا مال تقسیم کیا۔ طبرانی نے حضرت اسلم انصاری کا بیان نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی قریظہ کے قیدیوں کی نگرانی پر مجھے مقرر فرمایا تھا، میں جس لڑکے کو بالغ پاتا اس کی گردن اڑا دیتا۔ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُونَ تاکہ وہ نصیحت حاصل ہو اور آئندہ عہد شکنی کی جرأت نہ کریں۔

اس آیت کے نازل ہونے کا واقعہ:

ابو الشیخ نے زہری کی روایت سے بیان کیا ہے کہ حضرت جبرئیل نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آ کر کہا آپ نے تو ہتھیار کھول دیے اور ہم اب تک قوم کے تعاقب میں لگے ہوئے ہیں۔ آپ نکل کر چلیے اللہ نے بنی قریظہ سے جہاد و قتال کرنے کی آپ کو اجازت دے دی ہے۔ اسی کے متعلق آیت وَإِمَّا تَخَافَنَّ مِن قَوْمٍ خِيَانَةً الخ نازل ہوئی۔

یہود بنی قریظہ پر حملہ:

میں کہتا ہوں یہ قصہ غزوۂ احزاب کے بعد کا ہے۔ حافظ محمد یوسف صالحی نے سبل الرشاد میں لکھا ہے کہ بنی قینقاع کے یہودیوں نے عہد شکنی کی تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا ہوا معاہدہ توڑ دیا تھا اور بغاوت و حسد کا مظاہرہ کیا تھا۔ ایک عرب کی عربی عورت بنی قینقاع کے بازار میں آئی اور زیور فروش کے کسی سنار کے پاس بیٹھ گئی۔ لوگوں نے اس کی نقاب اتروانا چاہی لیکن اس نے نقاب کھولنے سے انکار کر دیا۔ سنار نے اس کے کپڑے کا کونا کسی کانٹے میں الجھا دیا، عورت جو اٹھی تو ننگی ہو گئی۔ لوگ اس پر ہنس پڑے۔ عورت چیخ پڑی، عورت کی چیخ سن کر ایک مسلمان نے سنار پر حملہ کر دیا اور اس کو قتل کر دیا۔ سنار تو یہودی تھا، یہودیوں نے اس مسلمان پر حملہ کر کے مار ڈالا اور مسلمانوں سے کیا ہوا معاہدہ توڑ دیا۔ مقتول مسلمان کے گھر والوں نے مسلمانوں سے فریاد کی۔ مسلمان غضب ناک ہو گئے۔ اس طرح مسلمانوں میں اور بنی قینقاع کے یہودیوں میں جھگڑا ہو گیا۔ اسی پر آیت وَإِمَّا تَخَافَنَّ مِن قَوْمٍ خِيَانَةً الخ نازل ہوئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے بنی قینقاع کی طرف سے عہد شکنی کا اندیشہ ہے۔ چنانچہ اسی آیت کے حکم کی تعمیل میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر لشکر کشی کی۔ جھنڈا حضرت حمزہ بن عبد المطلب کے سپرد کیا اور مدینہ میں اپنی جگہ حضرت ابولبابہ بن عبد المنذر کو قائم کیا۔ یہودی قلعہ بند ہو گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پندرہ روز تک ان کا سخت محاصرہ جاری رکھا۔ آخر اللہ نے ان کے دلوں میں خوف ڈال دیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شرائط پر انہیں سے ہتھیار ڈالنا منظور کر لیا۔ شرائط یہ تھیں کہ ان کے سارے مال رسول اللہ صلی اللہ علیہ

[illegible]

وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا سَبَقُوا ۚ إِنَّهُمْ

لَا يُعْجِزُونَ

کافروں کی کوئی تدبیر نہیں چل سکتی

[illegible]

یہودیوں نے دعوت قبول نہ کی

[illegible]

کی تیاری اور انتظامات کرو جب مسلمانوں کے پاس [illegible] مرعوب
ہوں گے اور دنیا و آخرت میں [illegible] تم کسی قدر [illegible]
[illegible] حاصل [illegible]
کے تمام مسلمانوں کی قسمت کی گردن [illegible] کرتے اس کے [illegible]
استعمال کرنا تو سب پر غالب آئیں گے۔ (تفسیر حقانی)

وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ وَّمِنْ
اور تیار کرو ان کی لڑائی کے واسطے جو کچھ جمع کر سکو قوت سے اور
رِّبَاطِ الْخَيْلِ
پلے ہوئے گھوڑوں سے

آلاتِ جہاد کی تیاری فرض ہے

یعنی خدا پر بھروسہ کرنے کے معنی یہ نہیں کہ اسباب ضروریہ مشروعہ کو ترک کر دیا جائے۔ نہیں، مسلمانوں پر فرض ہے کہ جہاں تک قدرت ہو سامان جہاد فراہم کریں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں گھوڑے کی سواری، شمشیر زنی اور تیر اندازی وغیرہ کی مشق کرنا سامان جہاد تھا۔ آج بندوق، توپ، ہوائی جہاز، آبدوز کشتیاں، آہن پوش کروزر وغیرہ کا تیار کرنا اور استعمال میں لانا [illegible] وغیرہ سب سامان جہاد [illegible] جو اشیاء و آلات حرب [illegible] داخل ہیں۔ باقی گھوڑے کی نسبت تو آپ نے فرمایا ہے "الخيل معقود في نواصيها الخير إلى يوم القيامة" (قیامت تک کے لئے خدا نے اس کی پیشانی میں خیر رکھ دی ہے) اور احادیث میں ہے کہ "جو گھوڑا جہاد کی نیت سے پالا جائے اس کے کھانے پینے بلکہ ہر قدم اٹھانے میں اجر ملتا ہے اور اس کی لید وغیرہ تک [illegible] تولی جائے گی۔" (تفسیر عثمانی)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں منجنیق کا استعمال:

[illegible] ایک لشکر کو دشمن کے مقابلہ میں روانہ کرتے وقت [illegible] دشمن کے قلعوں [illegible] منجنیق [illegible] صحابہ نے عرض کیا [illegible] ہمارے [illegible] قلعوں [illegible]

[illegible]

معلوم ہوا کہ اس زمانے میں منجنیق کا استعمال لڑائیوں میں معروف و مشہور تھا۔ غزوۂ خیبر میں جب قلعہ صعب فتح ہو گیا [illegible] مسلمانوں کے ہاتھ [illegible] آلات جنگ تھے [illegible] کے فتح کے بعد جب خیبر کے دوسرے دو قلعے وطیح اور سلالم کے فتح کرنے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دشواری پیش آئی تو اس وقت آپ نے ارادہ فرمایا کہ ان قلعوں پر منجنیق کو نصب کیا جائے مگر اس کی نوبت نہیں آئی اور یہ دونوں قلعے بغیر منجنیق [illegible] فتح ہو گئے۔ بہر حال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ان آلات کے استعمال کا ارادہ فرمانا جو غیر مسلموں کی ایجاد تھے بتا رہا ہے کہ ان کی مشروعیت اور جواز میں کوئی شک نہیں۔ پھر [illegible] فتح ہوا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] طائف کی طرف روانہ ہوئے اور بارہ ہزار صحابہ آپ کے ہمراہ تھے اور وہاں پہنچ کر طائف کا محاصرہ کیا تقریباً بیس روز کا [illegible] جب فتح میں دشواری ہوئی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سلمان فارسی کے مشورے [illegible] منجنیق نصب کی اور یہ منجنیق سلمان فارسی نے [illegible] تیار کی [illegible] کو مسمار کرنے کے لئے [illegible] اور یہ سب کچھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے آپ کے سامنے ہوا۔ علامہ زرقانی فرماتے ہیں کہ اسلام میں یہ پہلی منجنیق تھی [illegible] اور دنیا میں سب سے پہلا شخص نمرود ہے جس نے منجنیق تیار کی اور ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں پھینکنے کے لئے اس کو استعمال کیا۔ تفصیل کے لئے زرقانی شرح مواہب ج ۳ دیکھیے۔ غرض یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تیر تلوار کے علاوہ جدید آلات حرب کی [illegible] اور [illegible] ان کے بنانے کا حکم بھی دیا اور آپ کے بعد جب فاروق اعظم کو شام و عراق کی مہم پیش آئی تو آپ نے [illegible] اور استعمال کرنے کا حکم دیا۔ [illegible]

گھوڑوں کی خصوصیت:

سامان جنگ میں سے خصوصیت کے ساتھ گھوڑوں کا ذکر [illegible] کہ اس زمانہ میں کسی ملک و قوم کے فتح کرنے میں [illegible] سب سے زیادہ موثر گھوڑے ہی تھے۔ اور آج بھی بہت سے ایسے مقامات ہیں جن کو گھوڑوں کے بغیر فتح نہیں کیا جا سکتا۔ اسی لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ گھوڑوں کی پیشانی میں اللہ تعالیٰ نے برکت رکھ دی ہے۔

سامان جنگ کی نصیحت:

صحیح احادیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سامان جنگ فراہم کرنے

[illegible] کے استعمال کی مشق کرنے کا جو کچھ [illegible] ثواب عظیم قرار دیا [illegible]
[illegible] ہے۔

ہر قسم کی تیاری ضروری ہے:

[illegible] حضرت [illegible] صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
جاهدوا المشركين بأموالكم وأنفسكم وألسنتكم
[illegible]

[illegible] کے مقابلے کے لئے [illegible] تیاری کی [illegible] قوت [illegible] جہاد [illegible]

تیر اندازی:

حضرت عقبہ بن عامر کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] وأعدوا لهم ما استطعتم من قوة [illegible] (مسلم)

حضرت [illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] ایک تیر [illegible] (رواہ [illegible]) [illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] تیر اندازی [illegible] قیامت [illegible] [illegible] ہے۔

[illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible]

[illegible] نے پوچھا [illegible] قریش [illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب وہ تمہارے قریب آ جائیں تو [illegible] (رواہ البخاری) حضرت عقبہ بن عامر جہنی کا بیان ہے [illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] اللہ تعالیٰ ایک تیر کے ذریعے تین آدمیوں کو جنت میں داخل کرے گا [illegible] تیر پھینکنے والا [illegible] تمہاری [illegible] (رواہ [illegible])

گھوڑوں کی پیشانی کے بال:

حضرت [illegible] راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا گھوڑوں کی پیشانی [illegible] (متفق علیہ)

حضرت جریر بن عبداللہ راوی ہیں [illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] گھوڑے کی پیشانی کے بال انگلی سے [illegible] گھوڑوں کی پیشانی کے بال [illegible] ثواب [illegible] (مسلم) [illegible] روایت سے یہ حدیث بیان کی ہے۔

تین طرح کے گھوڑے:

حضرت ابو ہریرہ راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا گھوڑے تین [illegible] ایک گھوڑا آدمی کے لئے [illegible] گھوڑا [illegible] اجر [illegible]

[illegible]

تجارت کو بند کر دیا

[illegible]

تُرْهِبُونَ بِهِ عَدُوَّ اللَّهِ وَعَدُوَّكُمْ وَآخَرِينَ

[illegible]

مِنْ دُونِهِمْ لَا تَعْلَمُونَهُمُ اللَّهُ يَعْلَمُهُمْ

[illegible]

سامانِ جنگ کا اثر

[illegible]

وَمَا تُنْفِقُوا مِنْ شَيْءٍ فِي سَبِيلِ اللَّهِ

[illegible]

غزوۂ تبوک میں حضرت عثمانؓ کی امداد

[illegible]

يُوَفَّ إِلَيْكُمْ وَأَنْتُمْ لَا تُظْلَمُونَ

وہ پورا پورا تم کو دیا جائے گا اور تم پر ظلم نہ کیا جائے گا

مالی جہاد کا ثواب

[illegible] کی طرف اشارہ ہے [illegible] جہاد کی تیاری میں [illegible] مالی [illegible] يُطَلِّعَهُ لِمَنْ يَشَاءُ [illegible]

وَإِنْ جَنَحُوا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَهَا وَتَوَكَّلْ

اور اگر وہ جھکیں صلح کی طرف تو تو بھی جھک اسی طرف اور بھروسہ

عَلَى اللَّهِ ۚ إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ

کر اللہ پر بے شک وہی ہے سننے والا جاننے والا

صلح بھی ہو سکتی ہے

[illegible]

قال أبو حنيفة رضي الله تعالى عنه لا ينبغي موادعة أهل الشرك إذا كان بالمسلمين عليهم قوة لأنه ترك القتال المأمور به أو تأخيره وذلك مما لا ينبغي إلا من عذر قال الله تعالى ولا تهنوا ولا تحزنوا وأنتم الأعلون إن كنتم مؤمنين وإن لم يكن بالمسلمين قوة عليهم [illegible] بالموادعة لأن الموادعة خير للمسلمين [illegible] المحاربة وقد قال عز وجل وإن جنحوا للسلم فاجنح لها الآية ولأن هذا من تدبير القتال [illegible] أن يحفظ قوة نفسه [illegible] لا يطلب [illegible] من ذلك [illegible]

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں [illegible]

[illegible]

وَإِنْ يُرِيدُوا أَنْ يَخْدَعُوكَ فَإِنَّ حَسْبَكَ

اور اگر وہ چاہیں کہ تجھ کو دغا دیں تو تجھ کو کافی ہے

اللّٰهُ هُوَ الَّذِيۡۤ اَيَّدَكَ بِنَصۡرِهٖ وَبِالۡمُؤۡمِنِيۡنَ ۙ
اللہ وہی ہے جس نے تجھ کو زور دیا اپنی مدد کا اور مسلمانوں کا

اگر صلح کر کے یہ لوگ دغا بازی اور عہد شکنی کا ارادہ کر لیں تو فکر نہ کیجیے۔ خدا آپ کی مدد کے لئے کافی ہے ان کے سب فریب اور منصوبے بیکار کر دے گا۔ اسی نے بدر میں آپ کی غیبی امداد فرمائی اور ظاہری طور پر جاں نثار و سرفروش مسلمانوں سے آپ کی تائید کی۔ (تفسیر عثمانی)

عبدہ بن ابی لبابہ فرماتے ہیں میری حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات ہوئی آپ نے مجھ سے مصافحہ کر کے فرمایا کہ جب دو شخص خدا کی راہ میں محبت رکھنے والے آپس میں ملتے ہیں ایک دوسرے سے خندہ پیشانی سے ہاتھ ملاتے ہیں تو دونوں کے گناہ ایسے جھڑ جاتے ہیں جیسے درخت کے خشک پتے۔ میں نے کہا یہ کام تو بہت آسان ہے فرمایا چپ رہو یہی الفت وہ ہے جس کی نسبت جناب باری تعالیٰ فرماتا ہے اگر تو روئے زمین کے خزانے خرچ کر دیتا تو بھی یہ تیرے بس کی بات نہیں کہ دلوں میں الفت و محبت پیدا کر دے ان کے اس فرمان سے مجھے یقین ہو گیا کہ یہ مجھ سے بہت زیادہ سمجھدار ہیں۔

وَاَلَّفَ بَيۡنَ قُلُوۡبِهِمۡ ؕ لَوۡ اَنۡفَقۡتَ
اور الفت ڈالی ان کے دلوں میں اگر تو خرچ کر دیتا
مَا فِى الۡاَرۡضِ جَمِيۡعًا مَّاۤ اَلَّفۡتَ بَيۡنَ
جو کچھ زمین میں ہے سارا نہ الفت ڈال سکتا ان کے
قُلُوۡبِهِمۡ وَلٰـكِنَّ اللّٰهَ اَلَّفَ بَيۡنَهُمۡ ؕ اِنَّهٗ
دلوں میں لیکن اللہ نے الفت ڈالی ان میں بیشک وہ زور آور ہے
عَزِيۡزٌ حَكِيۡمٌ
حکمت والا

اسلام نے صدیوں کی جنگیں ختم کرا دیں:

اسلام سے پہلے جب عرب میں جدال و قتال اور نفاق و شقاق کا بازار گرم تھا اور ادنیٰ ادنیٰ باتوں پر قبائل آپس میں ٹکراتے رہتے تھے، دو خاندانوں میں جب کوئی خونریزی ہو جاتی تو صدیوں تک اس کی آگ ٹھنڈی نہ ہوتی تھی۔ مدینہ کے دو زبردست قبیلوں "اوس" و "خزرج" کی حریفانہ معرکہ آرائی اور موروثی عداوت و بغض کا سلسلہ کسی طرح ختم نہ ہوتا تھا۔ ایک دوسرے کے خون کا پیاسا اور عزت و آبرو کا بھوکا تھا۔ ان حالات میں حق تعالیٰ نے اپنے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو دین و معرفت اور اتحاد و اخوت کا عالمگیر پیغام لے کر مبعوث ہوئے۔ لوگوں نے ان میں بھی ایک فریق ٹھہرایا اور سب نے مل کر خلاف و شقاق کا رخ ادھر پھیر دیا۔ پیاسے کھنچے اور دوڑے، چھوڑ کر ہر قسم کی دشمنی کے لئے حضور کی ذات قدسی صفات کو نشانہ ٹھہرا لیا۔ وہ آپ کی چہرہ شکست سے گھبراتے تھے اور آپ کے سایہ سے بھاگتے تھے۔ دنیا کی کوئی طاقت نہ تھی جو ان درندوں کی بھیڑ اور بہائم کے گلہ میں معرفت الٰہی اور حب نبوی کی روح پھونک کر اور ضرب توحید کا متوالا بنا کر سب کو ایک دم قوت و الفت باہمی کی زنجیر میں جکڑ دیتی اور اس مقدس ہستی کا ایسا خادم اور عاشق جاں نثار بنا دیتی جس سے زیادہ چند روز پہلے ان کے نزدیک کوئی مبغوض ہستی نہ تھی۔ بلاشبہ روئے زمین کے خزانے خرچ کر کے بھی یہ مقصد حاصل نہ کیا جا سکتا تھا جو خدا کی رحمت و امداد سے بہ آسانی سہولت کے ساتھ حاصل ہو گیا۔ خدا نے حقیقی بھائیوں سے زیادہ ایک کی الفت دوسرے کے دل میں ڈال دی اور پھر سب کی الفتوں کا ایک ہی مرکز حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات منبع البرکات کو بنا دیا۔ قلوب کو اس طرح الٹ دینا خدائے زور و قدرت کا کرشمہ ہے اور ایسی شدید ضرورت کے وقت سب کو محبت و الفت کے ایک نقطہ پر جمع کر دینا اس کے کمال حکمت کی دلیل ہے۔ (تفسیر عثمانی)

يٰۤاَيُّهَا النَّبِىُّ حَسۡبُكَ اللّٰهُ وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ
اے نبی کافی ہے تجھ کو اللہ اور جتنے تیرے ساتھ ہیں
الۡمُؤۡمِنِيۡنَ
مسلمان

افراد اور سامان کی قلت سے نہ گھبراؤ:

اس کے دو معنی ہو سکتے ہیں۔ اکثر سلف کے نزدیک مطلب یہ ہے کہ اے پیغمبر! خدا تم کو اور تیرے ساتھیوں کو کافی ہے یعنی قلت عدد اور بے سر و سامانی وغیرہ سے گھبرانا نہیں چاہیے۔ اور بعض علماء نے یہ معنی لئے ہیں کہ اے پیغمبر! تم کو فی الحقیقت اکیلا خدا کافی ہے اور ظاہری اسباب کے اعتبار سے مخلص مسلمانوں کی جماعت خواہ کتنی ہی تھوڑی ہو کافی ہے۔ پہلے جو فرمایا تھا اَيَّدَكَ بِنَصۡرِهٖ وَبِالۡمُؤۡمِنِيۡنَ گویا یہ اس کا خلاصہ ہوا۔ (تفسیر عثمانی)

طبرانی وغیرہ نے بروایت سعید بن جبیر حضرت ابن عباس کا بیان نقل

گیا ہے کہ ۳۹ مرد و عورت ایمان لا چکے تھے، اس کے بعد حضرت عمرؓ مسلمان ہوئے۔ اس طرح چالیس مسلمان ہو گئے۔ اس وقت اللہ نے آیت یٰٓاَیُّہَا النَّبِیُّ حَسْبُکَ اللّٰہُ نازل فرمائی۔

بزار نے ضعیف سند کے ساتھ عکرمہ کی روایت سے حضرت ابن عباسؓ کا قول نقل کیا ہے کہ جب حضرت عمرؓ مسلمان ہو گئے تو مشرکوں نے کہا آج ہم سے (ان کی طاقت) آدھی ہو گئی۔ اس پر اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

آیت مکی ہے یا مدنی

یہ تمام احادیث بتا رہی ہیں کہ یہ آیت مکی ہے مگر [illegible] تقاضا ہے کہ اس کو مدنی کہا جائے کیونکہ یہ سورت جنگ بدر کے بعد نازل ہوئی (تو یہ آیت بھی اس کے ساتھ مدینہ میں نازل ہوئی ہوگی۔ از تفسیر مظہری)

یٰٓاَیُّہَا النَّبِیُّ حَرِّضِ الْمُؤْمِنِیْنَ عَلَی
اے نبی شوق دلا مسلمانوں کو لڑائی کا
الْقِتَالِ اِنْ یَّکُنْ مِّنْکُمْ عِشْرُوْنَ صٰبِرُوْنَ
اگر ہوں تم میں بیس شخص ثابت قدم رہنے والے
یَغْلِبُوْا مِائَتَیْنِ وَاِنْ یَّکُنْ مِّنْکُمْ
تو غالب ہوں دو سو پر اور اگر ہوں تم میں
مِّائَةٌ یَّغْلِبُوْٓا اَلْفًا مِّنَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا بِاَنَّہُمْ
سو شخص تو غالب ہوں ہزار کافروں پر اس واسطے کہ
قَوْمٌ لَّا یَفْقَہُوْنَ
وہ لوگ سمجھ نہیں رکھتے

مسلمان دس گنا بڑے دشمن پر غالب ہیں۔

یہ مسلمانوں کو بشارت [illegible] کہ اللہ کی رحمت سے دس گنا دشمنوں پر غالب آ جائیں گے۔ سبب یہ ہے کہ مسلمان [illegible] اللہ اور اس کی مرضی کو پہچان کر [illegible] میں لڑتے ہیں [illegible] اصلی زندگی ہے [illegible] آخرت میں [illegible] بدلہ ہے [illegible] غالب ہو یا مغلوب [illegible] کے لئے [illegible]

اس وقت مسلمان ان حقیقت کو نور ایمانی سے [illegible] ان سب مسلمان [illegible] بے فکر ہو کر [illegible] کی موت سے وحشت نہیں [illegible] ہیں اور [illegible] ہے۔ کافر چونکہ اس حقیقت کو نہیں جانتا اس لئے [illegible] کے لئے پیار کی طرح [illegible] اور ثابت قدمی [illegible] ضابطہ قرار دے دیا گیا [illegible] کو ایمان [illegible] دشمنوں کے مقابلہ میں [illegible] کیا ہے [illegible] کے مقابلہ سے [illegible] اور دس گنا [illegible] گیا۔

(تفسیر [illegible]) اس کے بعد دوسری آیت [illegible] مسلمانوں کی تعداد [illegible] زیادہ [illegible] اب مسلمانوں کی تعداد بڑھ گئی تھی۔ اس لئے [illegible] ایک سو کا مقابلہ دو سو سے [illegible] جا رہا ہے [illegible] آیت کے نزول کے وقت مسلمانوں [illegible]

حضرت عمرؓ کی شہادت:

[illegible] صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] کے ساتھ [illegible] کھول دیا جائے [illegible] جنت [illegible] آسمان و زمین [illegible] حضرت عمیر بن حمام [illegible] ہاتھ میں [illegible] تھیں [illegible] فرمایا [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible] جنتی [illegible] آپ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] کے درمیان [illegible] بیان [illegible] فرماتے ہیں [illegible] اب یہاں [illegible] انہوں نے [illegible] پھینک دیئے [illegible] دشمن کے بیچ میں گھس جاتے ہیں اور [illegible] تلوار [illegible] مارتے [illegible] شہید ہو جاتے ہیں رضی اللہ عنہ [illegible]

اَلْئٰنَ خَفَّفَ اللّٰہُ عَنْکُمْ وَعَلِمَ اَنَّ فِیْکُمْ
اب بوجھ ہلکا کر دیا اللہ نے تم پر سے اور جانا کہ تم میں
ضَعْفًا فَاِنْ یَّکُنْ مِّنْکُمْ مِّائَةٌ صَابِرَةٌ
سستی ہے سو اگر ہوں تم میں سو شخص ثابت قدم رہنے والے

يَّغْلِبُوْا مِائَتَيْنِ ۚ وَاِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ

تو غالب ہوں دو سو پر اور اگر ہوں تم میں

اَلْفٌ يَّغْلِبُوْٓا اَلْفَيْنِ بِاِذْنِ اللّٰهِ ۗ وَاللّٰهُ

ہزار تو غالب ہوں دو ہزار پر اللہ کے حکم سے

مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ۝

اور اللہ ساتھ ہے صبر کرنے والوں کے

دوگنی طاقت کے مقابلے سے بھاگنا حرام ہے:

بخاری میں ابن عباسؓ سے منقول ہے کہ گزشتہ آیت جس میں مسلمانوں کو دس گنا کافروں کے مقابلہ پر ثابت قدم رہنے کا حکم تھا، جب لوگوں کو بھاری معلوم ہوئی تو اس کے بعد یہ آیت اتری۔ اَلْئٰنَ خَفَّفَ اللّٰهُ الخ یعنی خدا نے تم پر تمہاری ایک قسم کی کمزوری دیکھ کر پہلا حکم ہلکا کر دیا۔ اب صرف اپنے سے دوگنی تعداد کے مقابلہ میں ثابت قدم رہنا ضروری اور بھاگنا حرام ہے۔ یہ کمزوری جس کی وجہ سے حکم میں تخفیف ہوئی کئی وجوہ سے ہو سکتی ہے۔ ابتدائے ہجرت میں گنے چنے مسلمان تھے جن کی قوت و جرأت معلوم تھی۔ کچھ مدت کے بعد ان میں کے بہت سے قوی اور بڑے ... ہو گئے اور جوں جوں ان کی تعداد بڑھی ... مہاجرین و انصار رضی اللہ عنہم جیسی بصیرت، استقامت اور تسلیم و تفویض نہ تھی اور تعداد زیادہ ہونے کی وجہ سے اپنی کثرت پر نظر اور توکل میں بھی ... ہوئی ہوگی۔ اور ... کی حیثیت ... کا قاعدہ ہے کہ جو کام تھوڑے آدمیوں پر پڑ جائے تو کرنے والوں میں جوش عمل زیادہ ہوتا ہے اور ہر ایک اپنا ہاتھ ... بہت ہمت کرتا ہے لیکن وہی کام جب بڑے مجمع پر ڈال دیا جائے تو ہر ایک دوسرے کا منتظر رہتا ہے اور یہ سمجھتا ہے کہ آخر میں ہی تنہا تو اس کا ذمہ دار نہیں، یہاں تک ... جرأت و ہمت میں کمی ہوتی ہے۔ حضرت شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ پہلے مسلمان یقین میں کامل تھے ان پر حکم ہوا تھا کہ اپنے سے دس گنے کافروں پر جہاد کریں۔ پیچھے مسلمان ایک قدم ... تب یہ حکم ہوا کہ دو گنوں پر جہاد کریں۔ یہی حکم اب بھی باقی ہے لیکن اگر ... زیادہ پر حملہ کریں تو ثواب زیادہ ہے۔ حضرت کے وقت میں ہزار مسلمان تین تین ہزار سے لڑے ہیں۔ جنگ موتہ میں تین ہزار مسلمان دو لاکھ کفار کے مقابلہ میں ... کے

[illegible]

مَا كَانَ لِنَبِيٍّ اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗٓ اَسْرٰى

نبی کو نہیں چاہئے کہ اپنے ہاں رکھے قیدیوں کو

حَتّٰى يُثْخِنَ فِي الْاَرْضِ ۭ تُرِيْدُوْنَ عَرَضَ

جب تک خوب خونریزی نہ کر لے ملک میں تم چاہتے ہو

الدُّنْيَا ڰ وَاللّٰهُ يُرِيْدُ الْاٰخِرَةَ ۭ وَاللّٰهُ

اسباب دنیا کا اور اللہ کے ہاں چاہئے آخرت اور اللہ زور آور ہے

عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝

حکمت والا

بدر کے قیدیوں کا فیصلہ:

بدر کی لڑائی میں ستر کافر مسلمانوں کے ہاتھ قید ہوئے ... حق تعالیٰ نے ان کے متعلق دو صورتیں مسلمانوں کے سامنے پیش کیں۔ قتل کر دیا جائے یا فدیہ لے کر چھوڑ دیا جائے، اس شرط پر کہ آئندہ سال اتنی تعداد میں مسلمان ان کے ہاتھ سے قتل کئے جائیں گے۔ حقیقت میں خدا کی طرف سے ان دو صورتوں کا انتخاب کے لئے پیش کرنا مسلمانوں کی آزمائش کے طریقہ پر تھا۔ تاکہ ظاہر ہو جائے کہ مسلمان اپنی رائے اور طبیعت سے کس طرف جھکتے ہیں۔ جیسے ازواج مطہرات کو دو صورتوں میں تخییر دی گئی تھی۔ اِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَزِيْنَتَهَا فَتَعَالَيْنَ ... (الاحزاب) یا معراج کی رات آپ کے سامنے شراب اور دودھ کے دو برتن پیش کئے گئے تھے، آپ نے دودھ لے لیا۔ جبرئیل نے کہا کہ اگر آپ شراب کا انتخاب فرماتے تو آپ کی امت بہک جاتی۔ بہرحال آپ نے صحابہ سے اس معاملہ میں رائے طلب کی۔

حضرت ابو بکرؓ کی رائے:

ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یا رسول اللہ یہ سب ہمارے اپنے خویش و اقارب اور بھائی بند ہیں ... فدیہ لے کر چھوڑ دیا جائے۔ اس نرم سلوک اور احسان کے بعد ممکن ہے کچھ لوگ مسلمان ہو کر خود ہمارے دست و بازو بنیں اور جو مال ... ہاتھ آئے اس سے جہاد وغیرہ ... کام ...

یہ وہاں [illegible] سے ہوا [illegible] تھا کہ [illegible] طلب [illegible] اور شفقت [illegible] کی طرف تھا [illegible] عام [illegible] جائے گی [illegible] قرآن [illegible] بیان فرمائیں اور [illegible] فائدہ کو دیکھتے ہوئے [illegible] سے متعلق تھے۔ وکہ یظہر من قولہ تعالیٰ تُرِيدُونَ عَرَضَ الدُّنْيَا صرح بہ محافظ ابن حجر و ابن القیم رحمہ اللہ

حضرت عمرؓ کی رائے

حضرت عمر و سعد بن معاذ نے [illegible] حضرت عمر نے فرمایا کہ [illegible] مشرکین کے سردار [illegible] تم [illegible] جائے گا تمام مشرکین [illegible] اور [illegible] قتل [illegible] جائے [illegible] ہم نے [illegible] فائدہ [illegible] اس لئے مناسب ہے کہ [illegible] سے [illegible] سے [illegible] کر دے۔

فیصلہ غرض بحث و تمحیص کے بعد حضرت [illegible] کے مشورہ پر عمل ہوا کیونکہ [illegible] اللہ [illegible] صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] کی [illegible] طرف [illegible] تھے اور [illegible] کی اخلاقی اور [illegible] حیثیت سے [illegible] معلوم ہوتی ہے لیکن اسلام اس وقت جن حالات میں سے گزر رہا تھا ان پر نظر کرتے ہوئے [illegible] کا [illegible] کے مقابلہ میں [illegible] مشرکین کا [illegible] کی جائے [illegible] سال سے تم [illegible] سے [illegible] تعلقات قرابت [illegible] تھے [illegible] اب [illegible] خدا کی شمشیر [illegible] ایک مرتبہ تمام مشرکین پر رعب و دہشت [illegible] ہوئے کے بعد [illegible] اور [illegible] کے [illegible] رہے تھے۔ [illegible] مسلمانوں [illegible] پر [illegible] بات تھی۔

اس فیصلہ کی ناپسندیدگی:

اس لئے اس رائے کو اختیار فرمانے [illegible] مصالح [illegible] کمال حیثیت سے حق تعالیٰ نے [illegible] ما کان لنبی ان یکون لہ اسریٰ حتی یثخن فی الارض " میں اسی ناپسندیدگی کی طرف اشارہ ہے۔ [illegible] رضی اللہ عنہم [illegible] ایک [illegible] کی قرار [illegible]

[illegible] نے [illegible] بالکل [illegible] اتفاق [illegible] صاف طور پر " تُرِيدُونَ عَرَضَ الدُّنْيَا " [illegible] دنیا کے [illegible] سبب [illegible] حالانکہ [illegible] ہے۔ [illegible] حکمت [illegible] اسلام [illegible] سامان سے [illegible] بھی کرسکتا ہے [illegible] حالات کے اعتبار سے [illegible] کی [illegible] روایات سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] کی طرف [illegible] صرف [illegible] صحابہ کرام [illegible] قریش [illegible] تھے [illegible] ہو [illegible] کر [illegible] مصالح [illegible] قتل کئے جائیں [illegible] حضرت [illegible] مال [illegible] اس لئے اس [illegible] ایک [illegible] حضرت [illegible] حضور [illegible] اللہ [illegible] فرمایا " [illegible] فبھم اللہ " [illegible] رحمہ اللہ [illegible]

بدر کے ایک قیدی حضرت عباسؓ

[illegible] نے حضرت انسؓ کی روایت سے [illegible] حضرت [illegible] کی روایت سے ابن ابی [illegible] احمد [illegible] طبرانی وغیرہ نے حضرت ابن مسعودؓ [illegible] ابن مردویہ [illegible] ابو نعیم نے حضرت ابن عمرؓ کی روایت سے [illegible] ہے اور ترمذی نے حضرت ابن مسعودؓ کی روایت [illegible] کے قیدیوں میں حضرت عباسؓ بھی تھے [illegible] اللہ [illegible] انصار [illegible] قتل کر دینے کا ارادہ [illegible]

علیہ وسلم کو جو یہ فلاں فلاں لی تو (آپ کو رحمت ہو) چند مدت نہیں آتی ہوں ؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے یہ چچا عباس کے خیال سے آج رات نیند نہیں آئی۔ انصار کا خیال ہے کہ عباس کو قتل کر دیں۔ حضرت عمرؓ نے عرض کیا کہ کیا میں انصار کے پاس جاؤں فرمایا ہاں! حضرت عمرؓ انصار کے پاس گئے اور ان سے کہا عباس کو چھوڑ دو انصار نے کہا اللہ ہم نہیں چھوڑیں گے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کو پسند کرتے ہیں۔ انصار نے کہا اگر رسول اللہ کی یہ رضا ہے تو ان کو لے لو۔ حضرت عمرؓ نے حضرت عباس کو لے لیا۔ جب عباس قبضہ میں آ گئے تو حضرت عمرؓ نے کہا عباس مسلمان ہو جاؤ۔ آپ کا اسلام لانا مجھے خطابؓ کے مسلمان ہونے سے بھی زیادہ عزیز ہے۔ وہ اس بات کی طرف سے ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ کا مسلمان ہونا پسند ہے۔

مختلف آراء: بخاری اور بیہقی نے حضرت انس بن مالک کی روایت سے لکھا ہے کہ کچھ انصاری اجازت لے کر خدمت گرامی میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ اگر آپ اجازت دیں تو ہم آپ کے بھتیجے عباس کا زر فدیہ معاف کر دیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں خدا کی قسم ایک درہم بھی نہ چھوڑو۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ قیدی اللہ نے تمہارے قابو میں کر دیئے ہیں۔ یہ سب تمہارے بھائی بند ہیں ان کے متعلق تم لوگوں کا کیا مشورہ ہے۔ حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ آپ کے قبیلہ کے لوگ ہیں اللہ نے ان پر آپ کو کامیاب اور نصرت عنایت کی ہے۔ یہ سب چچا زاد اور قبیلہ والے ہیں بھائی ہیں ان کو قتل نہ کیجئے۔ میری رائے ہے کہ ان سے فدیہ لے لیجئے ہم کو جو مال ان سے وصول ہو گا وہ کافروں کے مقابلہ کے لئے ہمارے لئے باعث قوت ہو گا اور امید ہے کہ آپ کے ذریعے سے اللہ ان کو ہدایت فرما دے گا اور یہ آپ کے بازو بن جائیں گے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابن خطاب تمہاری کیا رائے ہے۔ حضرت عمرؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ان لوگوں نے آپ کو جھٹلایا وطن سے نکال باہر کیا اور آپ سے جنگ کی میری رائے ابوبکر کی رائے کے موافق نہیں۔ میری رائے ہے کہ فلاں شخص (حضرت عمرؓ کا ایک قریبی عزیز تھا اس کی طرف اشارہ کر کے حضرت عمرؓ نے کہا) کو آپ میرے قابو میں دے دیں کہ میں اس کی گردن مار دوں اور اللہ کو معلوم ہو جائے کہ ہمارے دلوں میں مشرکوں کی محبت نہیں ہے۔ یہ قریش کے سردار ان کے سرغنے اور پیشوا ہیں ان کی گردنیں مار دیجئے۔

حضرت ابوبکرؓ و حضرت عمرؓ کی مثال:

حضرت عبداللہ بن رواحہ نے کہا یا رسول اللہ وادی میں بہت سی لکڑیاں جمع کر کے آگ لگا کر ان کو جلا ڈالئے۔ حضرت عباس عبداللہ کی یہ بات سن رہے تھے بولے تم نے قرابت کا رشتہ کاٹ دیا اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں تشریف لے گئے۔ پھر لوگ کہنے لگے حضرت ابوبکرؓ کی بات رسول اللہ قبول کر لیں گے۔ کسی نے کہا حضرت عمرؓ کے مشورہ پر چلیں گے اور بعض کا خیال ہوا کہ حضرت عبداللہؓ بن رواحہ کی رائے اختیار کر لیں گے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے اور فرمایا کچھ لوگوں کے دل اللہ اتنے نرم کر دیتا ہے کہ وہ دودھ سے بھی زیادہ نرم ہو جاتے ہیں اور بعض کے دل اتنے سخت کر دیتا ہے کہ پتھر سے بھی زیادہ سخت ہو جاتے ہیں۔ ابوبکر تمہاری مثال (سی چیز) ایسی ہے جیسے ملائکہ میں میکائیل جو بارش لاتے ہیں اور انبیاء میں جیسے ابراہیم جنہوں نے کہا تھا فَمَنْ تَبِعَنِيْ فَاِنَّهٗ مِنِّيْ ۚ وَمَنْ عَصَانِيْ فَاِنَّكَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ جو میری پیروی کرے وہ میرا ہے اور جو میری نافرمانی کرے تو بلاشک تو بخشنے والا مہربان ہے۔ عمر تمہاری مثال (سی چیز) ایسی ہے جیسے ملائکہ میں جبرئیل جو سختی مصیبت اور عذاب اللہ کے دشمنوں پر لاتا ہے اور انبیاء میں جیسے حضرت نوح جنہوں نے کہا تھا رَبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْاَرْضِ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ دَيَّارًا اے رب زمین پر کافروں میں کسی شخص کو نہ چھوڑ یا جیسے انبیاء میں حضرت موسیٰ تھے جنہوں نے کہا رَبَّنَا اطْمِسْ عَلٰٓى اَمْوَالِهِمْ وَاشْدُدْ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوْا حَتّٰى يَرَوُا الْعَذَابَ الْاَلِيْمَ اے اللہ ان کے مالوں کو بگاڑ کر برباد کر دے اور ان کے دلوں کو سخت کر دے کہ ایمان نہ لائیں یہاں تک کہ دردناک عذاب دیکھ لیں (یعنی عذاب کے بعد ایمان قبول نہیں) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تم دونوں متفق الرائے ہوتے تو میں تمہاری رائے کے خلاف نہ کرتا تم لوگ نادار ہو اس لئے ان میں سے کوئی بغیر فدیہ ادا کئے نہیں چھوٹ سکتا یا اس کی گردن ماری جائے گی۔

سہیل بن بیضاء: حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ سہیل بن بیضاء کو مستثنیٰ فرما دیجئے۔ میں نے اس کو اسلام کا ذکر کرتے سنا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاموش ہو گئے۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بیان کرتے ہیں مجھے آسمان سے اپنے اوپر پتھر برسنے کا اندیشہ اس دن سے زیادہ کبھی نہیں ہوا (کہ میں نے ایک کافر کی سفارش کی) ... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سہیل بن بیضاء مستثنیٰ ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکرؓ رو رہے تھے:

دوسرے دن جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ صبح کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچے تو دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکرؓ رو رہے ہیں۔ عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رونے کی کیا وجہ ہے۔ بتایئے اگر میں بھی رو سکا تو رونے لگوں گا ورنہ آپ دونوں کے رونے کی وجہ سے رونی شکل بنا لوں گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابن خطاب کی رائے کے خلاف کرنے سے ہم پر ایسا عذاب آنے والا تھا کہ اگر عذاب آ جاتا تو ابن خطاب کے علاوہ عذاب سے کوئی بھی نہ بچتا۔ ایک قریب کے درخت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا اس درخت سے بھی زیادہ قریب عذاب جو ان لوگوں پر آنے والا تھا مجھے دکھایا گیا (مگر اللہ نے وہ عذاب ٹال دیا) اور یہ آیات ذیل کا نزول ہوا۔ مَا كَانَ لِنَبِيٍّ أَنْ يَكُونَ لَهُ أَسْرَى ضحاک کی روایت میں آیا ہے جب بدر کے دن مشرک شکست کھا کر بھاگے تو لوگ لڑائی چھوڑ کر مال غنیمت جمع کرنے میں مشغول ہو گئے۔ اس سے حضرت عمرؓ کو اندیشہ پیدا ہو گیا کہ کہیں کافر پھر پلٹ کر حملہ نہ کر دیں۔

مسئلہ: علماء کا بالاتفاق فیصلہ ہے کہ امام مسلمین کو قیدیوں کو قتل کر دینے کا اختیار ہے۔ یہ آیت اسی مضمون پر دلالت کر رہی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی قریظہ کو قتل کرا دیا تھا اور نضر بن حارث، طعیمہ بن عدی اور عقبہ بن ابی معیط کو بھی گرفتاری کے بعد قتل کرا دیا تھا۔ یہ بھی ارشاد ملی ہے کہ عقبہ بن ابی معیط نے کہا محمد صلی اللہ علیہ وسلم بچوں کا کون ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آگ۔ عقبہ کو بقول ابن اسحاق ابن ابی الاقلح نے قتل کیا تھا اور بقول ابن ہشام حضرت علی بن ابی طالب نے۔

مسئلہ: قیدیوں کو غلام بنائے رکھنا باتفاق علماء جائز ہے۔ اس میں کافروں کے شر کا دفعیہ اور مسلمانوں کی مصلحت کی تکمیل ہوتی ہے۔ اسی وجہ سے امام ابوحنیفہؒ نے فرمایا کہ امام قیدیوں کو قتل کرنے کا اختیار نہیں رکھتا۔ یہ فیصلہ امام کے ہاتھ میں ہے وہ جو مناسب سمجھے کرے۔ ہاں اگر کسی نے از خود بغیر امام کی اجازت کے کسی قیدی کو قتل کر دیا تو اس قاتل کا تاوان نہیں دینا پڑے گا۔

مسئلہ: قیدیوں کو چھوڑ دینا یعنی بلا معاوضہ دار الحرب تک پہنچ جانے دینا یا ان کو دار الحرب بھیج دینا یا مسلمان قیدیوں سے تبادلہ کر لینا یا مالی فدیہ لے کر آزاد کر دینا۔ آزادی کے متعلق یہ سب شقیں فَإِمَّا مَنًّا بَعْدُ وَإِمَّا فِدَاءً میں آ گئی ہیں۔

قوی ترین روایت یہ ہے کہ تبادلہ جائز ہے صاحبین کا بھی یہی قول ہے۔ لیکن آزاد کر دینا یا مالی فدیہ لینا تو امام ابوحنیفہؒ اور امام مالکؒ کے نزدیک جائز ہے۔ حضرت علیؓ نے اہل عراق اور اہل شام کا یہی قول بیان کیا تھا۔

امام ابوحنیفہؒ کہتے ہیں کہ اگر مسلمان قیدیوں سے تبادلہ کے لئے کافروں کو دار الحرب بھیج دیا جائے گا تو کافروں کو قوت حاصل ہوگی اور لوٹ کر دوبارہ ہم سے لڑیں گے۔

مسلم نے صحیح میں ابوداؤد نے مسند میں اور ترمذی نے جامع میں حضرت عمران بن حصین کی روایت سے لکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو مسلمانوں کا ایک مشرک (قیدی) سے تبادلہ کیا۔

بنی فزارہ کے قیدی لڑکی کے بدلے مسلمانوں کی آزادی:

مسلم اور احمد اور اصحاب السنن الاربعہ نے حضرت سلمہ بن اکوع کے حوالہ سے بیان کیا۔ حضرت سلمہؓ نے کہا رسول اللہ نے حضرت ابوبکرؓ کو امیر بنا کر جہاد پر بھی بھیجا۔ ہم نے آپ کے زیر قیادت بنی فزارہ پر حملہ کیا۔ جب (بنی فزارہ کے) پانی پر پہنچنے سے ایک گھنٹہ کی مسافت رہ گئی تو حضرت ابوبکرؓ کے حکم پر ہم نے پڑاؤ کیا۔ پھر آپ نے بنی فزارہ پر حملہ کر دیا اور ان کے پانی پر اتر گئے اور وہاں جس (مقابل) کو مارا جانا تھا مارا گیا۔ میں نے دیکھا کہ کچھ لوگ جن میں عورتیں اور بچے تھے پہاڑی کی طرف جا رہے ہیں۔ مجھے اندیشہ ہوا کہ مجھ سے پہلے وہ پہاڑی پر پہنچ جائیں گے (اور قابو سے نکل جائیں گے) اس لئے میں نے ان کے اور پہاڑ کے درمیان حائل ہو کر ان پر تیر برسانے شروع کر دئیے۔ جب انہوں نے تیر آتے دیکھے تو رک گئے اور میں ان کو ہنکا کر لے آیا۔ ان میں بنی فزارہ کی ایک عورت بھی تھی جس کے ساتھ عرب کی حسین ترین ایک لڑکی تھی۔ میں ان کو ہنکا کر حضرت ابوبکرؓ تک لے آیا۔ حضرت ابوبکرؓ نے وہ لڑکی مجھے عنایت کر دی۔ جب ہم مدینہ کو آ گئے تو (راستہ میں) میں نے اس لڑکی کا کپڑا تک نہیں کھولا۔ بازار میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ملاقات مجھ سے ہوئی۔ حضورؐ نے فرمایا سلمہ یہ عورت مجھے دے دے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ تو مجھے پسند ہے اور میں نے ابھی تک اس کا کپڑا بھی نہیں کھولا ہے۔ حضورؐ خاموش ہو گئے۔ دوسرے دن پھر بازار میں رسول اللہ سے ملاقات ہوئی اور حضورؐ نے فرمایا سلمہ تیرا باپ اللہ کا ہو یہ عورت مجھے دے دے۔ میں نے جواب دیا یا رسول اللہ یہ آپ کے لئے ہے۔ میں نے اس کا کپڑا ابھی نہیں کھولا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عورت کو مکہ بھیج دیا اور مکہ میں جو مسلمان قیدی تھے ان کے عوض ان قیدیوں کو رہا کرایا۔

حضرت زینبؓ کا ہار:

ابن اسحاق اور ابوداؤد نے حضرت عائشہؓ کا بیان نقل کیا ہے کہ جب اہل

مکہ والوں نے اپنے قیدیوں کا فدیہ بھیجا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی حضرت زینب نے بھی اپنے شوہر ابوالعاص کے فدیہ میں ہار بھیجا جو ان کو حضرت خدیجہ نے جہیز میں دیا تھا۔ اس ہار کو دیکھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر سخت رقت طاری ہو گئی اور صحابہ سے فرمایا اگر تم مناسب سمجھو تو زینب کے قیدی کو چھوڑ دو اور جو چیز اس نے بھیجی ہے اس کو بھی واپس کر دو۔ صحابہ نے اس حکم کی تعمیل کی۔ حاکم کی صحیح روایت میں اتنا زائد آیا ہے کہ ابوالعاص کو چھوڑ دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے وعدہ لے لیا تھا کہ وہ حضرت زینب کو بھیج دیں گے۔ ابوالعاص نے وعدہ کے مطابق عمل کیا

مطعم بن عدی کی درخواست قبول ہوتی:

صحیح بخاری میں ہے کہ بدر کے قیدیوں کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر مطعم بن عدی زندہ ہوتا اور ان لوگوں کے متعلق مجھ سے درخواست کرتا تو اس کی وجہ سے میں ان کو (بلا معاوضہ) چھوڑ دیتا۔

ثمامہ بن اثال کا مسلمان ہونا:

حضرت ابوہریرہؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ سوار نجد کی طرف بھیجے تھے وہ بنی حنیفہ کے ایک آدمی کو پکڑ لائے جس کو ثمامہ بن اثال کہا جاتا تھا۔ صحابہ نے اس کو مسجد کے ایک ستون سے باندھ دیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے پاس تشریف لائے اور فرمایا ثمامہ تیرے پاس کیا ہے۔ ثمامہ نے جواب دیا بھلائی۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اگر تم مجھے قتل کر دو گے تو خونی کو قتل کرو گے اور اگر کرم کر کے چھوڑ دو گے تو شکر گزار پر کرم کرو گے اور اگر تم مال چاہتے ہو تو جتنا چاہو طلب کرو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کو یونہی چھوڑ کر تشریف لے گئے۔ دوسرا دن ہوا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم پھر تشریف لائے اور فرمایا ثمامہ کیا خیال ہے۔ ثمامہ نے گذشتہ جواب کی طرح جواب دیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم چھوڑ کر تشریف لے گئے تیسرا روز ہوا تو پھر تشریف لائے اور فرمایا ثمامہ تیرا کیا خیال ہے ثمامہ نے جواب دیا میرا خیال وہی ہے جو میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہہ چکا ہوں۔ فرمایا ثمامہ کو چھوڑ دو۔ صحابہ نے کھول دیا۔ مسجد سے پاس ہی ایک کھجور کے درخت تھے وہاں جا کر ثمامہ نے غسل کیا اور مسجد میں آیا اور کہا اشهد ان لا اله الا الله و اشهد ان محمدا رسول الله محمد صلی اللہ علیہ وسلم خدا کی قسم روئے زمین پر کسی کی صورت سے مجھے اتنی نفرت نہ تھی جتنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت سے تھی مگر اب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ تمام لوگوں سے زیادہ مجھے محبوب ہے خدا کی قسم کسی دین سے مجھے اتنی نفرت نہ تھی جتنی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین سے تھی اب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دین مجھے سب دینوں سے زیادہ پیارا ہو گیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ثمامہ کو بشارت دی اور عمرہ کرنے کا حکم دیا۔ جب ثمامہ مکہ پہنچا ایک شخص نے کہا کہ تم بے دین ہو گئے۔ ثمامہ نے کہا نہیں میں اسلام لے آیا ہوں خدا کی قسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت کے بغیر یمامہ سے گیہوں کا ایک دانہ بھی تمہارے پاس نہیں پہنچے گا۔

حضرت عمرؓ اور حضرت سعدؓ کی فضیلت:

امام احمد نے حضرت انسؓ کی روایت سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر کے قیدیوں کے متعلق لوگوں سے مشورہ طلب کیا اور فرمایا اللہ نے ان پر تم کو قابو عطا فرما دیا ہے۔ حضرت عمرؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ان کی گردنیں مار دیجئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا رخ حضرت عمرؓ کی طرف سے پھیر لیا۔ حضرت ابوبکرؓ نے کھڑے ہو کر عرض کیا مناسب یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے درگزر فرمائیں اور فدیہ قبول کر لیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (حضرت ابوبکرؓ کے مشورہ کے مطابق) ان کو معاف کر دیا اور فدیہ قبول کر لیا اس پر اللہ نے نازل فرمایا۔

لَوْلَا كِتٰبٌ مِّنَ اللّٰهِ سَبَقَ لَمَسَّكُمْ فِيْمَآ اَخَذْتُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ

ابن اسحاق نے لکھا ہے کہ جتنے لوگ وہاں حاضر تھے ان میں سے سوائے حضرت عمر بن خطاب اور حضرت سعد بن معاذؓ کے کوئی مال فدیہ لینے کو ناپسند نہیں کرتا تھا۔ حضرت عمرؓ نے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قیدیوں کو قتل کرنے کا مشورہ دیا تھا اور حضرت سعد بن معاذ نے بھی عرض کیا تھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خوب خونریزی کرنی میرے نزدیک ان لوگوں کو باقی رکھنے سے اچھی ہے اسی لئے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا تھا کہ اگر آسمان سے عذاب نازل ہوتا تو سوائے عمر بن خطاب اور سعد بن معاذ کے کوئی نہ بچتا۔

قیدیوں کے برابر مسلمانوں کی شہادت:

ابن ابی شیبہ، ترمذی، نسائی، ابن سعد، ابن جریر، ابن حبان اور حاکم نے حضرت علیؓ کی روایت سے لکھا ہے اور ترمذی نے اس کو حسن کہا ہے کہ حضرت جبرئیل نے آ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا محمد صلی اللہ علیہ

وسلم تمہاری قوم نے جو قیدی ہیں ان کا فدیہ لینے کی اجازت اللہ کو چاہتے ہوئے اللہ نے آپ کو حکم دیا ہے کہ ان دو باتوں میں سے ایک کو اختیار کرنے کا حکم دو یا تو [illegible] ان قیدیوں کی گردنیں مار دی جائیں یا ان کو فدیہ لے کر چھوڑ دیا جائے [illegible] قیدیوں کی گنتی کے برابر تمہاری قوم کے آدمی (آئندہ) مارے جائیں گے۔ رسول اللہ نے لوگوں کو بلا کر اس [illegible] کا ذکر کیا صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ قیدی تو [illegible] خاندانی کنبہ میں ہمارے بھائی ہیں ہم ان سے فدیہ لے لیں گے [illegible] ہے کہ دشمن کے مقابلہ میں ہم کو (اسلحہ وغیرہ کی) قوت حاصل ہو جائے اب اگر ان لوگوں کی گنتی کے برابر ہمارے آدمی شہید ہو جائیں تو ہم اس کو برا نہیں سمجھتے (چنانچہ آئندہ جنگ احد میں ستر آدمی شہید ہو گئے)

حضرت عباس کا مسلمان ہونا:

بغوی نے لکھا ہے کہ حضرت عباس بن عبد المطلب بھی بدر کے دن گرفتار کر لئے گئے تھے آپ ان دس آدمیوں میں سے ایک تھے جنہوں نے بدر کے لشکر والوں کے کھانے کا ذمہ لیا تھا [illegible] (قریش) [illegible] لشکر کو کھانا کھلاتے آپ کی باری تھی [illegible] کھانا کھلانے کے لئے لیکر آئے تھے [illegible] جنگ ہو گئی [illegible] حضرت عباس کے [illegible] لے لیا اور جب گرفتار ہوئے [illegible] آپ کے پاس ہی تھا آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی [illegible] فدیہ میں محسوب کر لی جائے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انکار کر دیا [illegible] (اسلام کے خلاف) [illegible] چھوڑوں گا [illegible] حضرت عباس پر [illegible] اپنے دونوں بھتیجوں عقیل بن ابی طالب اور نوفل بن حارث کا فدیہ [illegible] حضرت عباس نے عرض کیا (صلی اللہ علیہ وسلم) [illegible] مجھے [illegible] کر کے چھوڑا [illegible] قریش [illegible] اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا [illegible] آپ [illegible] مسجد میں [illegible] اللہ علیہ وسلم [illegible] حضرت عباس نے عرض کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کس نے بتایا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا [illegible] حضرت عباس [illegible] اشہد ان لا الہ الا اللہ و اشہد انک عبدہ و رسولہ [illegible] اللہ کے سوا کوئی واقف [illegible]۔

[illegible] اسی وجہ سے [illegible] گئی [illegible] اللہ [illegible] کے اس مضمون کی آیت [illegible] نازل ہوئی:

لَوْلَا كِتٰبٌ مِّنَ اللّٰهِ سَبَقَ لَمَسَّكُمْ
اگر خدا کی ایک بات جس کا لکھا جا چکا ہے (نہ ہوتی)
فِيْمَآ اَخَذْتُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ
تو تم کو پہنچتا اس لینے میں بڑا عذاب

عذاب رک جانے کی وجہ:

[illegible] عذاب [illegible] اس کی [illegible] (۱) مجتہد کی اس قسم کی اجتہادی غلطی پر عذاب نہیں ہوتا (۲) [illegible] اہل بدر [illegible] کے مغفرت [illegible] (۳) [illegible] (۴) [illegible] اس وقت [illegible] لیا [illegible] خدا کے علم میں طے شدہ تھا کہ آئندہ ان کی اجازت دے دی جائے گی "فَكُلُوْا مِمَّا غَنِمْتُمْ حَلٰلًا طَيِّبًا" (۵) [illegible] (۶) [illegible] عذاب نازل ہو جاتا [illegible] اس طرح کی [illegible] صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] ایک صورت تھی [illegible] آپ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] ان کا عذاب [illegible] کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے [illegible] صلی اللہ علیہ وسلم [illegible]

[illegible]

فَكُلُوا مِمَّا غَنِمْتُمْ حَلَالًا طَيِّبًا ۚ وَاتَّقُوا

سو کھاؤ جو تم کو غنیمت میں ملا حلال ستھرا اور ڈرتے رہو

اللَّهَ ۚ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ

اللہ سے بیشک اللہ ہے بخشنے والا مہربان

غنیمت کا مال حلال و پاکیزہ ہے

[illegible]

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُل لِّمَن فِي أَيْدِيكُم

اے نبی کہہ دے ان سے جو تمہارے ہاتھ میں ہیں

مِّنَ الْأَسْرَىٰ إِن يَعْلَمِ اللَّهُ فِي قُلُوبِكُمْ

قیدی اگر جانے گا اللہ تمہارے دلوں میں کچھ

خَيْرًا يُؤْتِكُمْ خَيْرًا مِّمَّا أُخِذَ مِنكُمْ

نیکی تو دے گا تم کو بہتر اس سے جو تم سے چھن گیا

وَيَغْفِرْ لَكُمْ ۗ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ

اور تم کو بخشے گا اور اللہ ہے بخشنے والا مہربان

وَإِن يُرِيدُوا خِيَانَتَكَ فَقَدْ خَانُوا اللَّهَ

اور اگر چاہیں گے تجھ سے دغا کرنی سو وہ دغا کر چکے ہیں اللہ سے

مِن قَبْلُ فَأَمْكَنَ مِنْهُمْ ۗ وَاللَّهُ عَلِيمٌ

اس سے پہلے پھر اس نے ان کو پکڑوا دیا اور اللہ سب کچھ جانتا ہے

[illegible]

جو اخلاص سے ایمان لائے ان کو بہتر بدلہ ملے گا

[illegible]

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عباس کو بہت سا مال دیا

[illegible]

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَهَاجَرُوا وَجَاهَدُوا

بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنفُسِهِمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَالَّذِينَ

آوَوا وَّنَصَرُوا أُولَٰئِكَ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ

بَعْضٍ ۚ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَلَمْ يُهَاجِرُوا مَا

لَكُم مِّن وَلَايَتِهِم مِّن شَيْءٍ حَتَّىٰ

يُهَاجِرُوا ۚ وَإِنِ اسْتَنصَرُوكُمْ فِي الدِّينِ

فَعَلَيْكُمُ النَّصْرُ إِلَّا عَلَىٰ قَوْمٍ بَيْنَكُمْ

وَبَيْنَهُم مِّيثَاقٌ ۗ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ

بَصِيرٌ

[illegible]

تھی ایک دوسرے کا وارث قرابت کی وجہ سے ہوگی۔ (تفسیر عثمانی)

وَالَّذِينَ كَفَرُوا بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ ۚ

اور جو لوگ کافر ہیں وہ ایک دوسرے کے رفیق ہیں

إِلَّا تَفْعَلُوهُ تَكُنْ فِتْنَةٌ فِي الْأَرْضِ وَ

اگر تم یوں نہ کرو گے تو فتنہ پھیلے گا ملک میں

فَسَادٌ كَبِيرٌ ﴿٧٣﴾

اور بڑی خرابی ہوگی

کافر، کافر کا دوست ہے یعنی کافر آپس میں ایک دوسرے کے رفیق اور وارث ہیں ۔ ہاں کافر، کافر کا رفیق و وارث ہے۔ پس اگر تم نے دوستی کر لی تو تم میں ایک جماعت پائی جائے گی ضعیف مسلمانوں کی اور ان کے بالمقابل اگر مسلمان ایک دوسرے کے رفیق اور مددگار نہ رہے یا اگر مسلمان اپنے کو تمام مسلمانوں کی محبت و رفاقت سے الگ رکھیں تو سخت خرابی اور فتنہ پیدا ہو جائے گا۔ یعنی ضعیف مسلمان ... تک محفوظ نہیں ہوگا۔ (تفسیر حقانی)

مسلمان کی جان کافر کیلئے کبھی نہیں دی جا سکتی:

مسئلہ ... کہا گیا ہے کہ اگر حربی کافر دار الحرب میں کسی کافر بستی پر حملہ کریں اور اس بستی کے باشندوں کو وہاں کافر ... مسلمان بھی ... تو مسلمانوں کے لئے جائز نہیں کہ کافروں کی مدد کریں۔ ہاں اگر اپنے جان و مال کا اندیشہ ہو تو حملہ کرنے والوں سے مقابلہ کر سکتے ہیں کیونکہ لڑائی میں مقابلہ کرنے کا مطلب اپنی جان بچانے کے لئے تیار ہو جانا اور مسلمان کی جان صرف اللہ کا بول بالا کرنے اور دینی عزت کو قائم رکھنے کے لئے دی جا سکتی ہے۔

وطنی حربی کافروں کا مال امام ابو حنیفہ کے نزدیک حربی کافر مسلمانوں سے معاہدہ ... مال کے مالک نہیں ہوتے ہیں اور بستی میں رہنے والے مسلمانوں نے ان سے معاہدہ کر لیا ہے کہ جس مال پر تم قابض ہو گئے اس سے تعرض نہیں کریں گے ... دار الاسلام سے لانے والے مال کو چھڑانے کے لئے ... وطنی حربی کافروں سے جنگ جائز نہیں۔ (تفسیر مظہری)

وَالَّذِينَ آمَنُوا وَهَاجَرُوا وَجَاهَدُوا فِي

اور جو لوگ ایمان لائے اور اپنے گھر چھوڑے اور لڑے

سَبِيلِ اللَّهِ وَالَّذِينَ آوَوْا وَنَصَرُوا

اللہ کی راہ میں اور جن لوگوں نے ان کو جگہ دی اور

أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُونَ حَقًّا ۚ لَهُمْ مَغْفِرَةٌ

ان کی مدد کی وہی ہیں سچے مسلمان ان کے لئے بخشش ہے

وَرِزْقٌ كَرِيمٌ ﴿٧٤﴾

اور روزی عزت کی

اصلی مسلمان یعنی دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی سب مدد گیا ہوا ہے مسلمان اللہ ہی کو بخشنے والا ہے۔ آخرت میں ان کیلئے بڑی بھاری بخشش ہے اور دنیا میں عزت کی روزی بھی نصیب ہوگی اور دوسرے سارے حقوق۔ (تفسیر عثمانی)

... جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حذیفہ کو جنگ ... اور ہجرت میں اختیار دیا تو آپ نے ہجرت ہی کو پسند فرمایا۔ (تفسیر ...)

وَالَّذِينَ آمَنُوا مِنْ بَعْدُ وَهَاجَرُوا

اور جو ایمان لائے اس کے بعد اور گھر چھوڑ آئے

وَجَاهَدُوا مَعَكُمْ فَأُولَٰئِكَ مِنْكُمْ ۚ وَأُولُو

اور لڑے تمہارے ساتھ ہو کر سو وہ لوگ بھی تم ہی میں ہیں اور رشتہ دار

الْأَرْحَامِ بَعْضُهُمْ أَوْلَىٰ بِبَعْضٍ فِي كِتَابِ اللَّهِ ۗ

آپس میں حقدار زیادہ ہیں ایک دوسرے کے اللہ کے حکم میں

یعنی مہاجرین میں جتنے بعد کو شامل ہوتے جائیں وہ سب بحقوق و احکام "مہاجرین سابقین" کی برادری میں منسلک ہیں ہجرت کے حقوق ... بہت ... جنگ یا دوسرے ... ہجرت کر سکتا یا ہو جاتا تو تم میں بھائی چارہ ... میں شامل ہو جاتا اگرچہ ... بعد سے ہے۔ (تفسیر عثمانی)

إِنَّ اللَّهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ﴿٧٥﴾

تحقیق اللہ ہر چیز سے خبردار ہے

وہی جانتا ہے کہ کس کا کس سے کتنا حق ہے اور جو ... مراحل ... ہیں۔ (تفسیر عثمانی)

سورۃ التوبہ

جو شخص خواب میں اس کی تلاوت کرے اس کی تعبیر یہ ہے کہ وہ منافقین سے [illegible] (از تعبیر الرؤیا)

سورۃ کا پس منظر

سورۃ انفال ابتدائے ہجرت میں [illegible] نازل ہوئی ہے [illegible] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] [illegible] سے متعلق [illegible] سورۃ توبہ [illegible] کہا جاتا ہے [illegible] آپ نے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] کا قرآن نے [illegible] ہے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] ہے۔ سورۃ انفال [illegible] [illegible] [illegible] کو قرآن نے یوم الفرقان [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] کے مقابلہ میں [illegible]

[illegible] [illegible] [illegible] [illegible] مسلمان مجاہدین [illegible] صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

سورۂ براءۃ اور سورۂ نور:

روایت میں آتا ہے کہ حضرت عمر بن خطاب نے کوفہ والوں کو لکھا کہ سورۂ براءت (توبہ) سیکھو اور اپنی عورتوں کو سورۂ نور سکھاؤ۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ سورۂ براءت میں ترغیب جہاد ہے اور سورۂ نور میں پردہ کی تعلیم ہے (اہل مردوں پر فریضہ ہے ... عورتوں کا)

انفال و براءۃ کا ربط:

حضرت عثمان بن عفان نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں سورۂ انفال اور سورۂ براءت کو جوڑا جاتا تھا اسی لئے سبع طوال میں میں نے ان کو ایک جگہ لکھوایا۔

حضرت ابن عباس کا بیان ہے کہ میں نے حضرت عثمان سے عرض کیا کہ انفال مثانی میں سے ہے اور براءت مئین میں سے ہے آپ حضرات نے دونوں کو ملا دیا اور دونوں کے بیچ میں بسم اللہ الرحمن الرحیم نہیں لکھی اور براءت کو سبع طوال میں رکھ دیا اس کی کیا وجہ ہے؟ حضرت عثمان نے فرمایا کہ زمانہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر متعدد سورتیں نازل ہونے کا سلسلہ جاری تھا جب کچھ نازل ہوتا تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کاتب وحی کو بلا کر فرماتے تھے اس آیت کو اس سورۃ میں رکھو جس میں فلاں بات کا ذکر ہے۔ سورۂ انفال مدینہ میں ابتدائی زمانہ میں نازل ہوئی اور سورۂ براءت سب سے آخر میں، دونوں کے مضامین ملتے جلتے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زندگی میں ہمارے لئے یہ وضاحت نہیں فرمائی کہ سورۂ براءت سورۂ انفال کا جزء ہے اس لئے میں نے دونوں کو ملا دیا اور دونوں کے درمیان بسم اللہ الرحمن الرحیم کی سطر نہیں لکھی۔ رواہ احمد و ابوداؤد والترمذی والنسائی ... والحاکم۔ ترمذی نے اس روایت کو صحیح اور حاکم نے حسن کہا ہے۔

بسم اللہ نہ لکھنے کی وجہ:

بسم اللہ نہ لکھنے کی ایک وجہ یہ بھی بیان کی گئی ہے کہ براءت کا نزول امان کا حکم اٹھانے کے لئے ہوا اور بسم اللہ الرحمن الرحیم امن (کی تعلیم) ہے۔ حضرت ابن عباس کا بیان ہے کہ میں نے حضرت علی بن ابی طالب سے دریافت کیا براءت میں بسم اللہ الرحمن الرحیم کیوں نہیں لکھی گئی، فرمایا بسم اللہ الرحمن الرحیم امان ہے اور براءت تلوار لے کر اتری ہے۔ ... (تفسیر مظہری)

جامع قرآن حضرت عثمان نے اپنی خلافت کے عہد میں جب قرآن مجید کو سورت میں ترتیب دیا تو سب سورتوں کے خلاف سورۂ توبہ کے شروع میں بسم اللہ نہ لکھی کیونکہ یہ شبہ ہو گیا کہ شاید یہ مستقل سورت نہ ہو انفال کی دوسری صورت کا جزء ہو ... اس کی دوسری صورت کا جزء ہو تو ... مضامین کے اعتبار سے سورۂ انفال اس کے مناسب معلوم ہوتی۔

اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے منقول ہے کہ سورۂ براءت کے شروع میں بسم اللہ نہ لکھنے کی وجہ یہ ہے کہ بسم اللہ الرحمن الرحیم امان ہے اور سورۂ براءت میں کفار سے امان اور عہد و پیمان کو ختم کر دیا گیا ہے ... کے منافی تھی۔

مستدرک حاکم میں ابن عباس سے مروی ہے کہ میں نے حضرت علی سے پوچھا کہ براءت کے شروع میں بسم اللہ کیوں نہیں لکھی؟ فرمایا کہ بسم اللہ امان ہے اور اس سورت میں کفار پر تلوار چلانے کا حکم ہے اس لئے بسم اللہ نہیں لکھی ... (مظہری)

مگر یہ وجہ اصل ترک بسم اللہ کی علت نہیں بلکہ ترک بسم اللہ کی حکمت ہے ... اس سے یہ معلوم ہوا کہ حضرت علی کا قرآن مصحف عثمانی کے مطابق تھا۔

صحیح یہ ہے کہ بسم اللہ اس سورۃ کے شروع میں اس لئے نہیں لکھی گئی کہ جبریل امین اس سورت کے شروع میں بسم اللہ لے کر نازل نہیں ہوئے ... معمول تھا کہ جب کوئی سورت نازل ہوتی تو اس کو پہلی سورت سے فصل کرنے کے لئے بسم اللہ نازل ہوتی تھی سورۂ توبہ کے شروع میں بسم اللہ نازل نہیں ہوئی اس لئے اس سورت کے شروع میں بسم اللہ نہیں لکھی گئی۔

صحابہ کرام نے جس ترتیب سے قرآن کریم کو نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پایا تھا اسی ترتیب کے ساتھ مصحف میں ... اس میں کوئی تغیر و تبدل نہیں کیا۔ (الاتقان ...)

تلاوت کا طریقہ: حضرت تھانوی نے فرمایا ... جو شخص اوپر سے سورۂ انفال کی تلاوت کرتا آ رہا ہو ... بسم اللہ نہ پڑھے ... اور جو شخص اس سورت کے شروع ہی سے یا درمیان سے تلاوت شروع کرے بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھ کر شروع کرے۔ بعض ناواقف یہ سمجھتے ہیں کہ سورۂ توبہ ... بسم اللہ کی جگہ ... پڑھنا چاہئے ... یہ غلط ہے ... جس کا کوئی ثبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول نہیں ہے۔

بَرَآءَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖٓ اِلَى الَّذِيْنَ

صاف جواب ہے اللہ کی طرف سے اور اس کے رسول کی ان ...

عٰهَدتُّم مِّنَ الْمُشْرِكِينَ ۝ فَسِيحُوا فِي

[illegible]

الْأَرْضِ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَاعْلَمُوا أَنَّكُمْ

[illegible]

غَيْرُ مُعْجِزِي اللَّهِ ۙ وَأَنَّ اللَّهَ مُخْزِي

[illegible]

الْكَافِرِينَ

کافروں

۹ھ کے بعد کے حالات و اعلانِ برأت

[illegible]

[illegible]

وَأَذَانٌ مِّنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ إِلَى النَّاسِ

[illegible]

يَوْمَ الْحَجِّ الْأَكْبَرِ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بھیجنا

[illegible]

أَنَّ اللَّهَ بَرِيءٌ مِّنَ الْمُشْرِكِينَ ۙ

[illegible]

وَرَسُولُهُ ۚ فَإِن تُبْتُمْ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ

[illegible]

تَوَلَّيْتُمْ فَاعْلَمُوا أَنَّكُمْ غَيْرُ مُعْجِزِي

[illegible]

اللّٰهِ وَبَشِّرِ الَّذِينَ كَفَرُوا بِعَذَابٍ أَلِيمٍ

[illegible]

اعلان کن کے خلاف تھا۔

[illegible]

إِلَّا الَّذِينَ عَاهَدْتُمْ مِنَ الْمُشْرِكِينَ

[illegible]

ثُمَّ لَمْ يَنْقُصُوكُمْ شَيْئًا وَلَمْ يُظَاهِرُوا

[illegible]

عَلَيْكُمْ أَحَدًا فَأَتِمُّوا إِلَيْهِمْ عَهْدَهُمْ

[illegible]

إِلَىٰ مُدَّتِهِمْ إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِينَ

[illegible]

معاہدہ پورا کرنے والے قبائل

[illegible]

[illegible]

[illegible] اور اعلان عام

[illegible]

[illegible]

[illegible]

چار اہم اعلان:

[illegible]

[illegible]

فَإِذَا انسَلَخَ الْأَشْهُرُ الْحُرُمُ فَاقْتُلُوا
پھر جب گزر جائیں مہینے پناہ کے تو مارو
الْمُشْرِكِينَ حَيْثُ وَجَدتُّمُوهُمْ وَخُذُوهُمْ
مشرکوں کو جہاں پاؤ اور پکڑو
وَاحْصُرُوهُمْ وَاقْعُدُوا لَهُمْ كُلَّ مَرْصَدٍ
اور گھیرو اور بیٹھو ان کی تاک میں
فَإِن تَابُوا وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ وَآتَوُا الزَّكَاةَ
پھر اگر وہ توبہ کریں اور قائم رکھیں نماز اور دیا کریں زکوٰۃ
فَخَلُّوا سَبِيلَهُمْ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ
تو چھوڑ دو ان کا رستہ بیشک اللہ ہے بخشنے والا مہربان

حرمت والے مہینے

[illegible]

[illegible]

زکوٰۃ نہ دینے والا اور نماز نہ پڑھنے والا:

[illegible]

وَإِنْ أَحَدٌ مِّنَ الْمُشْرِكِينَ اسْتَجَارَكَ
اور اگر کوئی مشرک تجھ سے پناہ مانگے
فَأَجِرْهُ حَتَّىٰ يَسْمَعَ كَلَامَ اللَّهِ ثُمَّ أَبْلِغْهُ
تو اس کو پناہ دے دے یہاں تک کہ وہ سن لے کلام اللہ کا پھر پہنچا دے اس کو
مَأْمَنَهُ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْلَمُونَ
اس کی امن کی جگہ یہ اس واسطے کہ وہ لوگ علم نہیں رکھتے

[illegible]

سے کافی ہے تو وہ تحقیق اور غور و فکر کی غرض سے مسلمانوں کے پاس آئے ہوئے ہیں، آپ کو نصیحت فرما دیا کہ اپنی پناہ اور حفاظت میں لے کر خدا کا کلام اور اسلام کے حقائق و دلائل سنائیے۔ اگر قبول نہ کرے تو اس کو قتل مت کرو، بلکہ کہیں لگانے پر اس کی جگہ پہنچا دو جہاں پہنچ کر وہ مامون و مطمئن ہو جائے۔ اس کے بعد وہ سب کافروں کے برابر ہے۔ یہ آیت بتلاتی ہے کہ اس کا حکم اس لئے ہے کہ اسلامی اصول و حقائق سے ان لوگوں کو آگاہی نہیں ہے۔ لہٰذا ان کے سامنے حق خوب طرح واضح کر دینا چاہیے۔ اگر اس کے بعد بھی معاند رہے تو "قد تبین الرشد من الغی" کے بعد دین میں کوئی اکراہ نہیں۔ (تفسیر عثمانی)

کون سا کلام قدیم ہے

علماء اہل سنت والجماعت کے بڑے حصے کا مسلک یہ ہے کہ صفت قدیم وہ کلام ہے جو کلام نفسی کا درجہ رکھتا ہے جو صوت اور حروف سے بالا ہے۔ چنانچہ حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ ارشاد ضرب المثل کی حیثیت اختیار کر چکا ہے کہ لفظی بالقرآن محدث۔ یعنی حضرت حق جل مجدہ کی اس صفت قدیم کی ادائیگی جن الفاظ اور جس صوت وغیرہ سے کی جاتی ہے وہ حادث اور مخلوق ہے، وہ قدیم نہیں ہے۔ قرآن حکیم میں ہے۔

وان احد من المشركين استجارك فاجره حتى يسمع كلام الله ثم ابلغه مأمنه. (توبہ)

اور اگر کوئی مشرک تجھ سے پناہ مانگے تو اس کو پناہ دے دے یہاں تک کہ وہ سن لے اللہ کا کلام پھر پہنچا دے اس کو اس کے امن کی جگہ۔

یہ کلام اللہ تو ہر مشرک سنے گا، وہ کلام صفت قدیم ہے مگر جو آواز اس کے کانوں تک پہنچے گی وہ سنانے والے کی آواز ہو گی۔ جو الفاظ اس کے کانوں میں پڑیں گے وہ سنانے والے کے الفاظ ہوں گے۔ یہ آواز اور یہ الفاظ تو ہر صورت حادث ہیں۔ (افادات حضرت مدنی)

كَيْفَ يَكُونُ لِلْمُشْرِكِينَ عَهْدٌ عِنْدَ
کیونکر ہووے مشرکوں کے لئے عہد اللہ کے نزدیک
اللَّهِ وَعِنْدَ رَسُولِهِ إِلَّا الَّذِينَ
اور اس کے رسول کے نزدیک مگر جن لوگوں سے
عَاهَدْتُمْ عِنْدَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۖ فَمَا
تم نے عہد کیا تھا مسجد حرام کے پاس سو جب
اسْتَقَامُوا لَكُمْ فَاسْتَقِيمُوا لَهُمْ ۚ إِنَّ اللَّهَ
تک وہ تم سے سیدھے رہیں تم ان سے سیدھے رہو بیشک اللہ کو

يُحِبُّ الْمُتَّقِينَ ﴿٧﴾ كَيْفَ وَإِنْ يَظْهَرُوا
پسند ہیں احتیاط والے کیونکر رہے صلح اور اگر وہ تم پر
عَلَيْكُمْ لَا يَرْقُبُوا فِيكُمْ إِلًّا وَلَا ذِمَّةً ۚ
قابو پائیں تو نہ لحاظ کریں تمہاری قرابت کا اور نہ عہد کا
يُرْضُونَكُمْ بِأَفْوَاهِهِمْ وَتَأْبَىٰ قُلُوبُهُمْ
تم کو راضی کر دیتے ہیں اپنے منہ کی بات سے اور ان کے دل نہیں مانتے
وَأَكْثَرُهُمْ فَاسِقُونَ ﴿٨﴾
اور اکثر ان میں بدعہد ہیں

اعلان براءت کی حکمت:

پچھلی آیات میں جو براءت کا اعلان کیا گیا تھا اس کی حکمت بیان فرماتے ہیں۔ یعنی ان مشرکین عرب سے کیا عہد قائم رہ سکتا ہے اور خدا و رسول کی صلح و صفائی جن کا حال تم مسلمانوں کے ساتھ یہ ہے کہ اگر کسی وقت ذرا قابو تم پر حاصل کر لیں تو ستانے اور نقصان پہنچانے میں نہ قرابت کا لحاظ کریں نہ قول و قرار کا۔ چونکہ اتفاق سے تم پر قابو حاصل نہیں ہے اس لئے محض زبانی عہد و پیمان کر کے تم کو خوش رکھنا چاہتے ہیں حالانکہ ان کے دل ایک لمحہ کے لئے بھی اس عہد پر راضی نہیں۔ ہر وقت عہد شکنی کے موقع تلاش کرتے رہتے ہیں۔ چونکہ ان میں اکثر لوگ غدار اور بدعہد ہیں۔ اگر کوئی اکا دکا عہد کا خیال بھی کرتا ہے تو اکثریت کے مقابلہ میں اس کی کچھ نہیں چلتی۔ بہرحال ایسی جماعت کا عہد خدا و رسول کا کیا عہد ہو سکتا ہے۔ البتہ جن قبائل سے تم بالخصوص مسجد حرام کے پاس معاہدہ کر چکے ہو، تم انتظار کرتے رہو۔ جب تک وہ معاہدہ کی راہ پر سیدھے چلیں تم بھی ان سے سیدھے رہو اور پوری احتیاط رکھو کوئی حقیر سے حقیر بات ایسی نہ ہونے پائے جس سے تمہارا دامن عہد شکنی کی گرد سے آلودہ ہو۔ متقی وہی لوگ ہیں جو ہر چیز میں احتیاط کرتے ہیں چنانچہ جو کچھ غیر ہونے مسلمانوں سے بدعہدی نہ کی تھی۔ مسلمانوں نے نہایت راستبازی اور احتیاط کے ساتھ ان کا عہد نبھایا۔ اعلان براءت کے وقت ان کے معاہدہ کی میعاد منقضی ہونے کو نو مہینے باقی تھے اس میں معاہدہ کی کامل پابندی کی گئی۔ (تفسیر عثمانی)

اشْتَرَوْا بِآيَاتِ اللَّهِ ثَمَنًا قَلِيلًا فَصَدُّوا
بیچ ڈالے انہوں نے اللہ کے حکم تھوڑی قیمت پر پھر روکا

عَنْ سَبِيلِهِ ۚ إِنَّهُمْ سَاءَ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۝

اس کے راستے سے برے کام ہیں جو وہ لوگ

کرتے تھے

دنیا پرست گروہ:

یعنی یہ مشرکین وہ لوگ ہیں جنھوں نے دنیا کی تھوڑی سی طمع اور اپنی اغراض و اھواء کی خاطر خدا کے احکام و آیات کو رد کر دیا۔ اس طرح خود بھی خدا کے رستہ پر نہ چلے اور دوسروں کو بھی چلنے سے روکا۔ جو ایسے بدترین اور بداخلاق لوگ ہوں جنھیں نہ خدا سے شرم ہو نہ مخلوق سے حیا، وہ کسی دیکھنے والے کے قول و قرار پر کیا قائم رہیں گے۔ (تفسیر عثمانی)

لَا يَرْقُبُونَ فِي مُؤْمِنٍ إِلًّا وَلَا ذِمَّةً ۚ

نہیں لحاظ کرتے کسی مسلمان کے حق میں قرابت کا

وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُعْتَدُونَ ۝

اور نہ عہد کا اور وہی ہیں زیادتی پر

یعنی کچھ تمہارے ہی ساتھ نہیں بلکہ مسلمان نام سے ان کو بیر ہے۔ کوئی مسلمان ہو موقع پا کر اس کو نقصان پہنچانے کیلئے سب تعلقات قرابت اور قول و قرار ختم کر دیتے ہیں۔ اس بارہ میں ان کا ظلم و زیادتی حد سے بڑھی ہوئی ہے (تفسیر عثمانی)

فَإِن تَابُوا وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ وَآتَوُا الزَّكَاةَ

سو اگر توبہ کریں اور قائم رکھیں نماز اور دیتے رہیں زکوٰۃ

فَإِخْوَانُكُمْ فِي الدِّينِ ۗ

تو تمہارے بھائی ہیں حکم شریعت میں

یعنی اب بھی اگر کفر سے توبہ کر کے احکام اسلام (نماز زکوٰۃ وغیرہ) کو قبول کر لیں تو صرف یہی نہیں کہ تمہارے ہاتھ سے محفوظ و مامون ہو جائیں گے بلکہ تمہاری دینی برادری میں شامل ہو کر ان حقوق کے مستحق ہوں گے جن کے دوسرے مسلمان مستحق ہیں۔ جو کچھ بد عہدیاں اور شرارتیں پہلے کر چکے ہیں سب معاف کر دی جائیں گی۔ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں "یہ جو فرمایا کہ بھائی ہیں حکم شریعت میں" اس سے سمجھ لیں کہ جو شخص قرائن سے معلوم ہو کہ ظاہر میں مسلمان بنا ہے دل سے یقین نہیں رکھتا اس پر ظاہری حکم ہی کریں گے مسلمان کا، مگر محرم راز اور دوست نہ بنائیں۔ (تفسیر عثمانی)

وَنُفَصِّلُ الْآيَاتِ لِقَوْمٍ يَعْلَمُونَ ۝

اور ہم کھول کر بیان کرتے ہیں حکموں کو جاننے والے

وَإِن نَّكَثُوا أَيْمَانَهُم مِّن بَعْدِ عَهْدِهِمْ

لوگوں کے واسطے اور اگر وہ توڑ دیں اپنی قسمیں عہد کرنے کے بعد

وَطَعَنُوا فِي دِينِكُمْ فَقَاتِلُوا أَئِمَّةَ الْكُفْرِ ۙ

اور عیب لگائیں تمہارے دین میں تو لڑو کفر کے سرداروں سے

إِنَّهُمْ لَا أَيْمَانَ لَهُمْ لَعَلَّهُمْ يَنتَهُونَ ۝

بیشک ان کی قسمیں کچھ نہیں تاکہ وہ باز آئیں

کفر کے امام:

یعنی اگر عہد و پیمان توڑ ڈالیں (جیسے بنی بکر کے خلاف بنی خزاعہ کی مدد کر کے قریش نے عہد توڑا) اور کفر سے باز نہ آئیں بلکہ دین حق کے متعلق طعنہ زنی اور گستاخانہ عیب جوئی کرتے رہیں تو سمجھ لو کہ اس طرح کے لوگ "أَئِمَّةَ الْكُفْرِ" (کفر کے سردار اور امام) ہیں۔ کیونکہ ان کی حرکات دیکھ کر اور کم حوصلہ بہت سے آدمی ان کے پیچھے ہو لیتے ہیں، ایسے سرغنوں سے پورا مقابلہ کرو۔ کیونکہ ان کا کوئی قول و قرار اور عہد و پیمان باقی نہیں رہا۔ ممکن ہے تمہارے ہاتھوں سے کچھ سزا پا کر اپنی شرارت و سرکشی سے باز آ جائیں۔ (تفسیر عثمانی)

أَئِمَّةَ الْكُفْرِ (کفر کے پیشوا) فرمانے میں اس طرف اشارہ ہے کہ مقاتلہ کرنے کی وجہ یہ ہے کہ وہ کفر کے سردار اور پیشوا ہیں کفر کی مدد کرتے ہیں ان کو قتل کر دینا چاہئے۔ بعض کے نزدیک أَئِمَّةَ الْكُفْرِ سے مراد مشرکوں کے سردار اور لیڈر ہیں یعنی اہل مکہ۔ کیونکہ یہی سب سے مقاتلہ کی ابتداء کرنے والے اور رسول اللہ کے قتل کے زیادہ مستحق تھے۔ حضرت ابن عباس نے فرمایا یہ آیت ابو سفیان بن حرب، حارث بن ہشام، سہیل بن عمرو، عکرمہ بن ابی جہل اور دوسرے سرداران قریش کے حق میں نازل ہوئی جنہوں نے عہد شکنی کی تھی، یہی وہ لوگ تھے جنہوں نے رسول اللہ کو مکہ سے نکال دینے کا ارادہ کیا تھا اور چند لشکروں کو جمع کر لیا تھا۔ (تفسیر مظہری)

اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ آیت میں ائمۃ الکفر سے کوئی خاص جماعت مراد نہیں بلکہ قیامت تک آنے والے لیڈران کفر مراد ہیں

کہ بادشاہ بھی تمام امیر الکفر اور بڑ[illegible] تفسیر میں قتادہ[illegible] کفر[illegible] تفصیل [illegible]
جہاد و قتال واجب ہے۔ بحکم البحر المحیط (ج[illegible]) (معارف کاندھلوی)

اَلَا تُقَاتِلُوْنَ قَوْمًا نَّكَثُوْٓا اَيْمَانَهُمْ وَهَمُّوْا
کیوں نہیں لڑتے ایسے لوگوں سے جو توڑ چکے اپنی قسمیں اور فکر میں
بِاِخْرَاجِ الرَّسُوْلِ وَهُمْ بَدَءُوْكُمْ اَوَّلَ
رہیں کہ رسول کو نکال دیں اور انہوں نے پہلے
مَرَّةٍ ۭ اَتَخْشَوْنَهُمْ ۚ فَاللّٰهُ اَحَقُّ اَنْ تَخْشَوْهُ
چھیڑ کی تم سے کیا ان سے ڈرتے ہو سو اللہ کا زیادہ حق ہے کہ اس کا ڈر رکھو
اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝
اگر تم ایمان رکھتے ہو

بد عہد قوم سے اسلام کی جنگ ہے:

قریش نے قسمیں اور معاہدے توڑ دیے تھے کیونکہ خلاف عہد خزاعہ کے مقابلہ میں بنو بکر کی مدد کی اور ہجرت سے پہلے پیغمبر علیہ السلام کو [illegible] مکہ معظمہ سے نکالنے کی تجویزیں سوچیں۔ [illegible] ہی نکلنے کا سبب ہے۔ اِذْ اَخْرَجَهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ثَانِيَ اثْنَيْنِ الآیہ مکہ میں بے قصور مسلمانوں پر بیٹھے بٹھائے مظالم کی ابتداء کی۔ جب ابوسفیان کا تجارتی قافلہ بچ نکلا تو [illegible] بدر کے میدان میں مسلمانوں سے جنگ کی چھیڑ کرنے چلے گئے اور صلح حدیبیہ کے بعد بھی اپنی جانب سے عہد شکنی کی ابتدا کی کہ مسلمانوں کے حلیف خزاعہ کے مقابلہ پر بنو بکر کی مدد کی [illegible] اور اسلحہ وغیرہ سامان کی امداد کرتے رہے۔ آخر کار مسلمانوں [illegible] مکہ معظمہ کو مشرکین کے قبضہ سے پاک کیا۔ اَلَا تُقَاتِلُوْنَ قَوْمًا الآیۃ سے غرض یہ معلوم ہوتی ہے کہ جو کوئی قوم اس طرح کے اعمال و کردار [illegible] جنگ کرنے میں مسلمانوں کو کسی وقت [illegible] نہیں ہونا چاہیے۔ اگر ان کی طاقت [illegible] اور سازوسامان کا خوف ہو تو سمجھ لو کہ سب سے بڑھ کر خدا کا خوف ہونا چاہیے [illegible] اور جب اس کی آ جائے پھر سب ڈر نکل جاتے ہیں۔ ایمان کا تقاضہ یہ ہے کہ بندہ خدا کی نافرمانی سے ڈرے اور اس کے قہر و غضب سے ہراساں رہے۔ کیونکہ نفع و ضرر سب اسی کے ہاتھ میں ہے کوئی مخلوق اس سے [illegible] (تفسیر عثمانی)

قَاتِلُوْهُمْ يُعَذِّبْهُمُ اللّٰهُ بِاَيْدِيْكُمْ وَيُخْزِهِمْ
لڑو ان سے تا عذاب دے اللہ ان کو تمہارے ہاتھوں اور رسوا کرے

وَيَنْصُرْكُمْ عَلَيْهِمْ وَيَشْفِ صُدُوْرَ قَوْمٍ
اور تم کو ان پر غالب کرے اور ٹھنڈے کرے دل
مُّؤْمِنِيْنَ ۝ وَيُذْهِبْ غَيْظَ قُلُوْبِهِمْ ۭ
مسلمان لوگوں کے اور نکالے اُن کے دل کی جلن
وَيَتُوْبُ اللّٰهُ عَلٰي مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ
اور اللہ توبہ نصیب کریگا جس کو چاہے گا

جہاد فرض کرنے کی غرض:

اس آیت میں مشروعیت جہاد کی اصل حکمت پر متنبہ فرمایا ہے۔ قرآن کریم میں اقوام ماضیہ کے وہ قصے بیان فرمائے گئے ہیں۔ [illegible] جب کوئی قوم کفر و شرارت اور انبیاء علیہم السلام کی تکذیب [illegible] جاتی تھی تو قدرت کی طرف سے کوئی نہ کوئی آسمانی عذاب ان پر نازل کیا جاتا [illegible] سے ان کے مظالم اور شرارت کا خاتمہ ہو جاتا تھا۔

فَكُلًّا اَخَذْنَا بِذَنْۢبِهٖ ۚ فَمِنْهُمْ مَّنْ
اَرْسَلْنَا عَلَيْهِ حَاصِبًا ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ اَخَذَتْهُ الصَّيْحَةُ ۚ وَمِنْهُمْ
مَّنْ خَسَفْنَا بِهِ الْاَرْضَ ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ اَغْرَقْنَا ۚ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيَظْلِمَهُمْ
وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ (العنکبوت۔ ۴۰)

کوئی شبہ نہیں کہ عذاب کی یہ اقسام بہت سخت مہلک اور آئندہ نسلوں کیلئے عبرتناک تھیں لیکن ان صورتوں میں [illegible] کا خاتمہ کر دیا جاتا تھا [illegible] آئندہ کے لئے توبہ و رجوع کا کوئی امکان باقی رہتا تھا۔ مشروعیت جہاد کی اصل غرض یہ ہے کہ [illegible] کی تعذیب اس صورت میں ہے کہ [illegible] کے ہاتھوں [illegible] مجرمین کی ذلت اور [illegible] قدر زیادہ ہے [illegible] ظاہر ہوتا ہے [illegible] دل [illegible] ٹھنڈے ہوتے ہیں کہ جو لوگ کل تک [illegible] ظلم و ستم اور [illegible] کی [illegible] وہی [illegible] کے [illegible] کے آگے ذلیل و خوار ہو کر [illegible] گئے ہیں۔ [illegible] کی شرارت سے [illegible] مظالم کا انتقام لینے کے [illegible] جیب ہو رہے تھے جہاد کا [illegible] تسکین پاتے تھے اور آخری بات یہ ہے کہ [illegible] ہے۔ کیونکہ [illegible] ممکن ہے کہ [illegible]

سے عبرت حاصل کر کے بہت سے لوگوں کو توبہ نصیب ہو جائے گی چنانچہ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ایسا ہی ہوا کہ فتح مکہ کے بعد بہت سے لوگ صدق دل سے توبہ کر کے مسلمان ہو گئے (تفسیر مظہری)

وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝
اور اللہ سب کچھ جاننے والا حکمت والا ہے

یعنی وہ ایک ایک بات کو جانتا ہے اور حکمت کا معاملہ کرتا ہے وہ ہر وقت میں اس کے مناسب احکام بھیجتا ہے (تفسیر عثمانی)

أَمْ حَسِبْتُمْ أَنْ تُتْرَكُوْا وَلَمَّا يَعْلَمِ اللّٰهُ
کیا تم یہ گمان کرتے ہو کہ چھوٹ جاؤ گے حالانکہ ابھی معلوم نہیں کیا اللہ نے
الَّذِيْنَ جٰهَدُوْا مِنْكُمْ وَلَمْ يَتَّخِذُوْا مِنْ
تم میں سے ان لوگوں کو جنہوں نے جہاد کیا اور نہیں پکڑا
دُوْنِ اللّٰهِ وَلَا رَسُوْلِهٖ وَلَا الْمُؤْمِنِيْنَ
سوائے اللہ کے اور اس کے رسول کے اور مسلمانوں کے
وَلِيْجَةً ۚ وَاللّٰهُ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۝
کسی کو بھیدی اور اللہ کو خبر ہے جو تم کرتے ہو

جہاد کی ایک اور حکمت:

شریعت نے یہاں ایک اور حکمت بیان فرمائی یعنی ایمان اور منافقت کے دعوے [illegible] صبر و استقامت کی کسوٹی پر جب تک کسا نہ جائے کھرا کھوٹا ظاہر نہیں ہوتا۔ جہاد کے ذریعہ سے خدا دیکھ لیتا ہے کہ کتنے مسلمان ہیں جو اس کی راہ میں جان و مال نثار کرنے کو تیار ہیں اور خدا و رسول اور مسلمانوں کے سوا کسی کو اپنا رازدار اور مخصوص دوست نہیں بناتے [illegible] یہ معیار ہے جس پر مخلص اور غیر مخلص کو پرکھا جاتا ہے۔ جب تک کھلی جہاد نہ ہو صرف زبانی جمع خرچ سے کامیابی حاصل نہیں ہو سکتی۔ ہر عمل کی جو جزا دی جائے اس کی بنیاد اس پر ہے کہ صدق و اخلاص سے کیا یا نہیں [illegible] (تفسیر عثمانی)

ونہ کا اللہ [illegible]

امت محمدیہ کا خصوصی گروہ:

حدیث علم ۔ [illegible] امت محمدیہ میں ہمیشہ ایک جماعت ایسی پائے جانے کی امید رکھتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت میں ایک گروہ ہمیشہ حق پر قائم رہے گا [illegible] کوئی ان کی مدد ترک کرے اور کوئی مخالفت کرے ان کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکے گا (یعنی [illegible] اور مخالفت ان کو ضرر نہ پہنچا سکے گی) وہ اسی حالت پر قائم رہیں گے کہ اللہ کا حکم آ جائے گا (قیامت قائم ہو جائے گی) یہ حدیث صحاح میں متعدد روایات سے آئی ہے [illegible] حضرت ابو ہریرہ کی روایت سے [illegible] یہ حدیث حضرت ثوبان کی روایت سے بیان کی ہے [illegible] آخری الفاظ یہ ہیں کہ میری امت کا ایک گروہ [illegible] حق پر قائم رہے گا یہاں تک کہ قیامت آ جائے گی (تفسیر مظہری)

مسلمانوں سے خطاب

ما قبل آیت میں ارشاد فرمایا گیا کہ کیا تم نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ تم یوں ہی صرف زبانی دعوے سے چھوڑ دیے جاؤ گے۔ جب تک اللہ تعالیٰ ظاہری طور پر بھی ان سچے اور پکے مسلمانوں کو جدا نہ کر دے جو [illegible] اور مسلمانوں کے سوا کسی کو اپنا راز دار دوست نہیں بناتے

اس آیت میں ان تمام لوگوں کو خطاب ہے جو مسلمان کہے جاتے تھے اگرچہ ان میں سے بعض منافق بھی تھے اور بعض ضعیف الایمان اور متذبذب تھے ایسے ہی لوگوں کا یہ حال تھا کہ اپنے قریبی رشتہ داروں کو مسلمانوں کے راز [illegible] بتا دیا کرتے تھے اس لئے اس آیت میں مخلص مسلمانوں [illegible] (تفسیر مظہری)

مَا كَانَ لِلْمُشْرِكِيْنَ أَنْ يَعْمُرُوْا مَسٰجِدَ
مشرکوں کا کام نہیں کہ آباد کریں اللہ کی مسجدیں
اللّٰهِ شٰهِدِيْنَ عَلٰٓى أَنْفُسِهِمْ بِالْكُفْرِ ۚ
اور تسلیم کر رہے ہوں اپنے اوپر کفر کو
أُولٰٓئِكَ حَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ ۚ وَفِي النَّارِ
وہ لوگ خراب گئے ان کے عمل اور آگ میں
هُمْ خٰلِدُوْنَ ۝ إِنَّمَا يَعْمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰهِ
رہیں گے وہ ہمیشہ۔ وہی آباد کرتا ہے مسجدیں اللہ کی

مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَاَقَامَ

جو یقین لایا اللہ پر اور آخرت کے دن پر اور قائم کیا

الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ وَلَمْ يَخْشَ اِلَّا

نماز کو اور دیتا رہا زکوٰۃ اور نہ ڈرا سوائے اللہ کے کسی سے سو

اللّٰهَ فَعَسٰۤى اُولٰۤئِكَ اَنْ يَّكُوْنُوْا مِنَ

امیدوار ہیں وہ لوگ کہ ہوں ہدایت

الْمُهْتَدِيْنَ

ہدایت والوں میں

مساجد کی آبادی کیسے ہو؟ ... جب مسلمان جہاں اقامت کے لئے بستی
بساتے جاتے تھے تو سب سے پہلے مسجد (... وغیرہ) میں ان کی
عبادت ... کی جاتی ... کہ ... عبادت ... فرض خدا اور رسول
کا ... دیتے ہیں ... بتلایا کہ خدا کی مساجد عبادت
کا طریقہ ... عام مسلمان ... سے پاک ہوتی ہیں۔

مساجد کی حقیقی آبادی یہ ہے کہ ان میں ... اصل عبادت اس کی
شان کے لائق ہو۔ "ذکر اللہ" کثرت سے ... ہو ...
... لغویات و خرافات سے ان پاک مقامات کو محفوظ
رکھا جائے۔ یہ مقصد کفار و مشرکین سے کب حاصل ہو سکتا ہے؟ دیکھئے
مشرکین مکہ جو اپنے آپ کو "مسجد حرام" کا متولی اور خادم سمجھتے تھے
بیت اللہ کی ... بت ... کی ... مورتیاں ...
... ان کی ... کرتے اور ... تھے۔ بہت سے لوگ
ننگے طواف کرتے تھے۔ ... سیٹیاں اور تالیاں بجاتے تھے
... بچے ... تک ... تھے
... ان کی ... عبادت ... کے پانی کی
... شریف میں ...
... مگر یہ افعال ...
... کیونکہ مشرک ... خدا ... معرفت ...
... اخلاص ...
... نہیں ہو سکتی۔ ... کا فر کا کوئی عمل ... مقبول
... نہیں ہے۔ (انہی کو حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ سے تعبیر فرمایا)
الغرض کفار و مشرکین ... سے ...

شہادت دیتے۔ ... لائق نہیں کہ ان سے مساجد اللہ کی تعمیر
... ہو ... یہ ... کا ... ان
خدا ... جو ... ہوں ... نمازوں کی
... اور ... زکوٰۃ ادا کرتے ہیں
... اس لئے مسجدوں ... تعمیر و خدمت
... ایسے مومنین ... جان و مال و دولت
... فرماتے ... نہیں ہے کہ مسجد
... کی تعمیر مسجد کے بنانے والے ...
... ہوں ... کے ...
... ہے۔ (تفسیر مظہری)

مسند میں ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں جب تم کسی کو مسجد میں
آنے جانے کی عادت والا دیکھو تو اس کے ایمان کی شہادت دو۔ پھر آپ صلی اللہ
علیہ وسلم نے یہی آیت تلاوت فرمائی۔ اور حدیث میں ہے مسجدوں کے
آباد کرنے والے ... ہیں۔ ... اللہ تعالیٰ ...
... عذاب ... اور حدیث میں ہے
...
...
... صبح سحری کے وقت ...
... ہے کہ شیطان
انسان کا بھیڑیا ہے ... بکریوں کا بھیڑیا ہوتا ہے ...
... مسجد
... لازم پکڑے ... (تفسیر ابن کثیر)

... حضرت ابن عباس کا قول نقل کیا ہے کہ ...
... بیت اللہ ...
...
... کرتے تھے۔

مسجد بنانے کی فضیلت ... حضرت عثمان ...
... ایک مسجد بنانے کا ارادہ کیا ...
... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ... مسجد ...
... حضرت عثمان ... نے خود سنا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم فرماتے ... مسجد بنائے ... اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں گھر بنائے گا۔

طبرانی نے حضرت ابو امامہ کی روایت سے یہ حدیث بیان کیا ہے
... مسجد بنائے گا اللہ جنت ... اس سے بڑا ...
جنت میں بنائے گا۔

گمشدہ چیز کا اعلان: حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص کسی کو مسجد کے اندر اپنی گمشدہ چیز تلاش کرتے سنے تو کہے اللہ تجھے وہ چیز نہ ملائے کیونکہ مسجدیں اس کام کیلئے نہیں بنائی گئی ہیں۔ (مسلم)

گھروں میں مسجد: حضرت عائشہؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا ہے کہ گھروں کے اندر مسجد (نماز کی جگہ) بنائی جائے اور اس کو پاک صاف اور خوشبودار رکھا جائے۔ (ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ)

شعر پڑھنا: حضرت عمرو بن شعیب کے دادا راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد کے اندر اشعار پڑھنے اور خرید و فروخت اور نماز سے پہلے وہاں گھیرا بنا کر بیٹھنے سے منع فرمایا ہے۔ (ابوداؤد، ترمذی)

عمل پر غرور نہ کرو: ابونعیم نے حضرت علیؓ کی روایت سے لکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کے کسی پیغمبر کے پاس وحی بھیجی کہ تمہاری امت میں جو میرے عبادت گزار بندے ہیں ان سے کہہ دو کہ اپنے اعمال پر گھمنڈ نہ کریں کیونکہ قیامت کے دن جب میں کسی بندہ کا حساب لوں گا اور اس کو عذاب دینا چاہوں گا تو عذاب دوں گا (اس کے اعمال موجب نجات نہ ہوسکیں گے) اور تمہاری امت میں جو میرے نافرمان بندے ہیں ان سے کہہ دو کہ خود اپنے کو ہلاکت میں نہ ڈالیں (اور ناامید نہ ہوں) میں بڑے سے بڑے گناہ کو معاف کردوں گا اور پرواہ نہ کروں گا۔ واللہ اعلم۔ (تفسیر مظہری)

تعمیر و فرش وغیرہ: مفسر القرآن حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ عمارت مسجد میں یہ بھی داخل ہے کہ مسجد کو ایسی چیزوں سے پاک کرے جن کے لئے مسجد نہیں بنائی گئی، مثلاً خرید و فروخت، دنیا کی باتیں، کسی گمشدہ چیز کی تلاش، دنیا کی چیزوں کا لوگوں سے سوال، لایعنی اشعار، جھگڑے لڑائی اور شور و شغب وغیرہ۔ (مظہری)

ایمان کیا چیز ہے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ صحابہ کرام سے پوچھا کہ تم جانتے ہو کہ اللہ پر ایمان کیا چیز ہے؟ صحابہ کرام نے عرض کیا کہ اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہی زیادہ جانتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ اللہ پر ایمان یہ ہے کہ آدمی دل سے اس کی شہادت دے کہ اللہ کے سوا کوئی قابل عبادت نہیں، اور یہ کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔ اس حدیث نے بتلایا کہ رسول پر ایمان لانا بھی ایمان باللہ میں داخل اور شامل ہے۔ ([illegible])

نہ ڈرنے کا مطلب: اور یہ جو ارشاد فرمایا کہ اللہ کے سوا کسی سے نہ ڈرے، اس سے مراد یہ ہے کہ دین کے معاملہ میں کسی کے خوف سے اللہ کے حکم کو ترک نہ کرے، ورنہ خوف کی چیزوں سے ڈرنا، درندہ اور سانپ وغیرہ سے ڈرنا تو تقاضائے فطرت ہے وہ نہ ممنوع ہے نہ ایمان کے خلاف نہیں۔ کیا اچھا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے سامنے جب جادوگروں نے رسیوں کے سانپ بنا کر دکھائے تو ڈر گئے، فَأَوْجَسَ فِي نَفْسِهِ خِيفَةً مُّوسَىٰ اس سے ثابت ہے۔ اور نقصان پہنچانے والوں سے طبعی خوف تقاضائے فطرت ہے۔ حالت اور روایت کے اس طرح خوف سے مغلوب ہو کر اللہ تعالیٰ کے احکام میں خلل ڈالنا ان کو ترک کر دینا یہ مومن کی شان نہیں، یہی اس جگہ مراد ہے۔

کافر کو متولی بنانا: مسئلہ یہ ہے کہ کسی کافر کو کسی اسلامی وقف کا متولی اور منتظم بنانا جائز نہیں ہے۔ باقی ظاہری در و دیوار یا تعمیری کام میں کسی غیر مسلم سے بھی کام لیا جائے تو مضائقہ نہیں۔ (تفسیر مراغی)

کافر کا چندہ: اسی طرح اگر کوئی غیر مسلم ثواب سمجھ کر مسجد بنادے یا مسجد بنانے کیلئے مسلمانوں کو چندہ دے دے تو اس کا قبول کر لینا بھی اس شرط سے جائز ہے کہ اس سے کسی دینی یا دنیوی نقصان یا الزام کا یا آئندہ اس پر قبضہ کر لینے کا یا احسان جتلانے کا خطرہ نہ ہو۔ ([illegible])

ایمان کی نشانی:

اور اس آیت میں جو یہ ارشاد فرمایا کہ مساجد کی تعمیر اور آبادی صرف نیک مسلمان ہی کا کام ہے اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ جو شخص مساجد کی حفاظت، صفائی اور دوسری ضروریات کا انتظام کرتا ہے اور جو عبادت اور ذکر اللہ کے لئے یا علم دین اور قرآن پڑھنے پڑھانے کے لئے مسجد میں آتا جاتا ہے اس کے یہ اعمال اس کے مومن کامل ہونے کی شہادت ہے۔

امام ترمذی اور ابن ماجہ نے بروایت ابوسعید خدریؓ نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم کسی شخص کو دیکھو کہ وہ مسجد کی حاضری کا پابند ہے تو اس کے ایمان کی شہادت دو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے **انما یعمر مساجد الله من آمن بالله**۔

اور صحیحین کی حدیث میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص صبح شام مسجد میں حاضر ہوتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں مہمانی کا سامان تیار فرماتے ہیں۔ اور حضرت سلمان فارسیؓ نے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص مسجد میں آیا وہ اللہ تعالیٰ کی زیارت کرنے والا مہمان ہے اور میزبان پر حق ہے کہ مہمان کا اکرام کرے۔ ([illegible])

أَجَعَلْتُمْ سِقَايَةَ الْحَاجِّ وَعِمَارَةَ الْمَسْجِدِ
کیا تم نے کر دیا حاجیوں کا پانی پلانا اور مسجد
الْحَرَامِ كَمَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ
الحرام کا بسانا برابر اس کے جو یقین لایا اللہ پر اور آخرت کے دن پر

وَجٰهَدَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۭ لَا يَسْتَوٗنَ عِنْدَ

اور لڑا اللہ کی راہ میں، یہ برابر نہیں ہیں

اللّٰهِ ۭ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ

خدا کے نزدیک، اور اللہ راستہ نہیں دیتا ظالم لوگوں کو

ایمان باللہ اور عمل [illegible] اعمال کی روح:

[illegible] ان [illegible] کی مدمت کرتے [illegible] پانی پلانے [illegible] اور مسجد حرام کی مرمت [illegible] اعمال [illegible] ہجرت [illegible] حضرت عباس [illegible] اس طرح کی [illegible] مسلمان [illegible] اسلام [illegible] صحابہ [illegible] حضرت عمر رضی اللہ عنہ [illegible] جمعہ کے وقت منبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس [illegible] حضور صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] یہ آیت نازل ہوئی أَجَعَلْتُمْ سِقَايَةَ الْحَاجِّ وَعِمَارَةَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ [illegible] جہاد کے ساتھ ایمان باللہ کا ذکر [illegible] مسجد حرام کی خدمت [illegible] بے جان [illegible] وَمَا يَسْتَوِي الْأَحْيَاءُ وَلَا الْأَمْوَاتُ (فاطر [illegible]) [illegible] جہاد [illegible] ایمان باللہ [illegible]

[illegible] (ایک دیکھئے)

حضرت علی، حضرت عباس اور حضرت طلحہ کا مکالمہ:

[illegible] حضرت علی [illegible] اور طلحہ بن شیبہ [illegible] حضرت عباس نے [illegible] پانی پلانا [illegible] حضرت علی نے [illegible] نمازیں پڑھی ہیں [illegible] پہلے [illegible] اس پر آیت مذکورہ نازل ہوئی۔

حضرت عباس [illegible] مسجد حرام کی خدمت [illegible] حاجیوں کو پانی پلاتے [illegible] حضرت عباس نے کہا [illegible] حضرت علی [illegible] عباس [illegible] بیت اللہ [illegible] طلحہ [illegible] قبلہ کی طرف نماز پڑھی ہے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں [illegible] خدمت اور حاجیوں کے پانی پلانے کی سعادت [illegible] ایمان اور جہاد [illegible] اللہ [illegible] مشرک [illegible] ایمان [illegible] نازل ہوئی [illegible] شرک کے ساتھ [illegible]

سب سے افضل لوگ:

حضرت ابو سعید خدری راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا قیامت کے دن اللہ کے پاس سب سے اونچے درجے والے سب سے بہتر کون لوگ ہوں گے فرمایا اللہ کی کثرت سے یاد کرنے والے مرد اور یاد کرنے والی عورتیں۔ عرض کیا گیا یا رسول اللہ اور کیا اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے سے بھی (اللہ کو یاد کرنے والا) بہتر ہے فرمایا اگر وہ کافروں اور مشرکوں سے تلوار سے جہاد کرے یہاں تک کہ تلوار ٹوٹ جائے اور خون سے رنگ جائے تب بھی اللہ کا ذکر کرنے والا اس سے افضل ہوگا رواہ احمد والترمذی۔ ترمذی نے اس حدیث کو غریب کہا ہے۔ (احمد، ترمذی)

زمزم سے پانی پینے پلانے کا قصہ:

بخاری وغیرہ نے حضرت ابن عباس کی روایت سے لکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سقایہ (پانی پینے پلانے کا مقام) کے پاس تشریف لائے اور پانی طلب فرمایا، حضرت عباس نے (اپنے بیٹے سے) کہا فضل اپنی ماں کے پاس جا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے اس سے پانی لے آؤ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے اسی (سقایہ) کا پانی پلاؤ۔ حضرت عباس نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگ اس میں ہاتھ ڈالتے ہیں۔ فرمایا اسی سے پلاؤ چنانچہ آپ نے اسی کا پانی پیا پھر زمزم (کے چشمہ) پر تشریف لے گئے لوگ پانی پلا رہے تھے اور چشمہ کے اندر کام کر رہے تھے۔ فرمایا کام کئے جاؤ تم اچھے کام پر لگے ہو پھر فرمایا اگر یہ اندیشہ نہ ہوتا کہ تم مغلوب ہو جاؤ گے۔ (یعنی لوگوں کا ہجوم اتنا ٹوٹ پڑے گا اور مجھے دیکھ کر اتنے لوگ اترنے کی کوشش کریں گے کہ تم سب بے بس ہو جاؤ گے) تو میں بھی اتر کر (خود پانی کی) رسی اپنے اس مقام پر رکھ لیتا (حضور نے اپنے کاندھے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے یہ الفاظ فرمائے)

مسلم کا بیان ہے کہ بکر بن عبداللہ مزنی نے کہا میں نے حضرت ابن عباس کے پاس کعبہ کے قریب بیٹھا ہوا تھا کہ ایک اعرابی آیا اور کہنے لگا کیا وجہ ہے کہ تمہارے چچا کے بیٹے (تو شہد اور دودھ پلاتے ہیں اور تم لوگ نبیذ پلاتے ہو کیا یہ بات تمہارے افلاس کی وجہ سے ہے یا کنجوسی کی وجہ سے حضرت ابن عباس نے فرمایا الحمد للہ ہم محتاج نہیں ہیں نہ ہم بخیل ہیں بات یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اونٹنی پر سوار ہو کر (زمزم پر) تشریف لائے تھے پیچھے اسامہ بیٹھے ہوئے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو ہم لوگوں نے خوب کیا تم نے ٹھیک کیا یونہی کئے جاؤ اب ہم نہیں چاہتے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کو بدل ڈالیں۔ (تفسیر مظہری)

سب سے افضل عمل:

مسند احمد اور ترمذی و ابن ماجہ میں حضرت ابوالدرداء کی روایت سے منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا میں تمہیں ایسا عمل نہ بتاؤں جو تمہارے تمام اعمال سے بہتر اور تمہارے مالک کے نزدیک سب سے زیادہ افضل ہو اور تمہارے درجات کو سب سے زیادہ بلند کرنے والا اور سونا چاندی کو اللہ کی راہ میں خرچ کرنے سے بھی افضل ہو اور اس سے بھی افضل ہو کہ تم جہاد میں دشمن سے مقابلہ کرو اور تم ان کی گردنیں مارو اور وہ تمہیں قتل کریں۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ وہ عمل ضرور بتلائیے آپ نے فرمایا کہ وہ عمل ذکر اللہ ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ ذکر اللہ کی فضیلت جہاد سے بھی زیادہ ہے۔ اور عمارت مسجد جب محض ذکر اللہ کی جائے تو وہ بھی جہاد سے افضل ہے مگر اس جگہ مشرکین کا فخر و غرور ذکر اللہ اور عبادت کی وجہ سے نہ تھا بلکہ ظاہری تعمیر اور انتظامات کی بنا پر تھا اس لئے جہاد کو اس سے افضل قرار دیا گیا۔

اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا فِيْ
جو ایمان لائے اور گھر چھوڑ آئے اور لڑے
سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ
اللہ کی راہ میں اپنے مال اور جان سے
اَعْظَمُ دَرَجَةً عِنْدَ اللّٰهِ ؕ وَاُولٰٓئِكَ
ان کے لئے بڑا درجہ ہے اللہ کے ہاں
هُمُ الْفَآئِزُوْنَ ۝ يُبَشِّرُهُمْ رَبُّهُمْ
اور وہی مراد کو پہنچنے والے ہیں خوشخبری دیتا ہے ان کو رب ان کا
بِرَحْمَةٍ مِّنْهُ وَرِضْوَانٍ وَّجَنّٰتٍ لَّهُمْ
اپنی طرف سے مہربانی کی اور رضامندی کی اور باغوں کی
فِيْهَا نَعِيْمٌ مُّقِيْمٌ ۝ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ؕ
کہ جن میں ان کو آرام ہے ہمیشہ کا رہا کریں ان میں مدام
اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗٓ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ۝
بیشک اللہ کے پاس بڑا ثواب ہے

تین چیزوں پر تین بشارتیں:

یعنی ان کے یہاں ثواب اور رحمت کی کمی نہیں جس کو جتنا چاہے

مرحمت فرمائے گا۔ یعنی یہاں تین چیزوں کا ذکر ہے۔ ایمان، جہاد، ہجرت۔ اور تین ہی بشارت بھی تین چیزوں کی دی۔ رحمت، رضوان، جنت۔ علماء نے لکھا ہے کہ "رحمت" ایمان پر مرتب ہے ایمان نہ ہوتا آخرت میں خدا کی رحمت سے کوئی حصہ نہیں مل سکتا۔ اور "رضوان" (جو بہت ہی بلند مقام ہے) جہاد فی سبیل اللہ کا صلہ ہے۔ مجاہد فی سبیل اللہ تمام نفسانی حظوظ و خواہشات ترک کر کے خدا کے راستے میں جان و مال نثار کر کے خدا کی خوشنودی حاصل کرنے کیلئے انتہائی قربانی پیش کرتا ہے۔ لہٰذا اس کا صلہ بھی انتہائی ہونا چاہئے اور وہ حق تعالیٰ شانہ کی رضا کا مقام ہے۔ باقی "ہجرت" وہ خدا کے لئے وطن مالوف اور گھربار چھوڑنے کا نام ہے۔ اس لئے مہاجر کو خوشخبری دی گئی کہ تیرے وطن سے بہتر وطن اور تیرے گھر سے بہتر گھر ملے گا۔ جس میں ہمیشہ ابدی آسائش و راحت سے رہنا ہوگا جس سے ہجرت کرنے کی کبھی نوبت نہ آئے گی۔ (تفسیر عثمانی)

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْٓا اٰبَآءَكُمْ
اے ایمان والو مت بناؤ اپنے باپوں کو
وَاِخْوَانَكُمْ اَوْلِيَآءَ اِنِ اسْتَحَبُّوا الْكُفْرَ
اور بھائیوں کو رفیق اگر وہ عزیز رکھیں کفر کو
عَلَى الْاِيْمَانِ ۭ وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ
ایمان سے اور جو تم میں ان کی رفاقت کرے
فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝
سو وہی لوگ ہیں گنہگار

رشتہ داری وغیرہ جہاد و ہجرت میں رکاوٹ نہ بنے:

پچھلی آیات میں بتلایا تھا کہ جہاد و ہجرت اعظم و افضل ترین اعمال ہیں۔ بسا اوقات ان دونوں اعمال میں خویش و اقارب، کنبہ برادری کے تعلقات خلل انداز ہوتے ہیں۔ اس لئے فرمایا کہ جن لوگوں کو ایمان سے زیادہ کفر عزیز ہے، ایک مومن انہیں اپنا عزیز نہیں رکھ سکتا ہے۔ مسلمان کی شان نہیں کہ ان سے رفاقت اور دوستی کا دم بھرے حتیٰ کہ یہ تعلقات اس کو جہاد و ہجرت سے مانع ہوجائیں۔ ایسا کرنے والے گنہگار اور اپنی جانوں پر ظلم کر رہے ہیں۔ (تفسیر عثمانی)

قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَاَبْنَآؤُكُمْ وَاِخْوَانُكُمْ
تو کہہ دے اگر تمہارے باپ اور بیٹے اور بھائی
وَاَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيْرَتُكُمْ وَاَمْوَالُۨ اقْتَرَ
اور عورتیں اور برادری اور مال
فْتُمُوْهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا
جو تم نے کمائے ہیں اور سوداگری جس کے بند ہونے سے تم ڈرتے ہو
وَمَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَآ اَحَبَّ اِلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ
اور حویلیاں جن کو پسند کرتے ہو تم کو زیادہ پیاری ہیں اللہ سے
وَرَسُوْلِهٖ وَجِهَادٍ فِيْ سَبِيْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا
اور اس کے رسول سے اور لڑنے سے اس کی راہ میں تو انتظار کرو
حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ ۭ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي
یہاں تک کہ بھیجے اللہ اپنا حکم اور اللہ راستہ نہیں دیتا
الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ۝
نافرمان لوگوں کو

جہاد چھوڑنے کی سزا:

یعنی اگر خدا و رسول کے احکام کا امتثال اور ہجرت یا جہاد کرنے سے یہ خیال مانع ہو کہ کنبہ برادری چھوٹ جائے گی، اموال تلف ہوں گے، تجارت مندی پڑ جائے گی یا بند ہو جائے گی، آرام کے مکانوں سے نکل کر بے آرام ہونا پڑے گا، تو پھر خدا کی طرف سے حکم سزا کا انتظار کرو۔ جو اس تن آسانی اور دنیا طلبی پر آنے والا ہے۔ جو لوگ مشرکین کی موالات یا دنیوی خواہشات میں پھنس کر احکام الٰہیہ کی تعمیل نہ کریں ان کو حقیقی کامیابی کا راستہ نہیں مل سکتا۔ حدیث میں ہے کہ جب تم بیلوں کی دمیں پکڑ کر کھیتی باڑی پر راضی ہو جاؤ گے اور جہاد چھوڑ بیٹھو گے تو خدا تم پر ایسی ذلت مسلط کر دے گا جس سے کبھی نکل نہ سکو گے یہاں تک کہ اپنے دین (جہاد فی سبیل اللہ) کی طرف واپس آؤ۔ (تفسیر عثمانی)

ایمان کا کمال:

کمال ایمان یہ ہے کہ آدمی کی طبیعت شریعت کے تابع ہو جائے۔ تقاضہ طبیعت بھی وہی ہو جائے جو شریعت کا حکم ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے اللہ کی خوشنودی کیلئے محبت کی اور اللہ کی خوشنودی کیلئے دشمنی کی اور اللہ کی خوشنودی کیلئے دیا اور اللہ کی خوشنودی کیلئے روکا (نہیں دیا) اس نے ایمان کامل کر لیا۔

حضرت عبداللہ بن ہشام فرماتے ہیں کہ ہم ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے آپ حضرت عمر بن خطاب کا ہاتھ پکڑے ہوئے تھے حضرت عمر نے عرض کیا یا رسول اللہ خدا کی قسم آپ مجھے اپنی جان کے سوا ہر چیز سے زیادہ محبوب ہیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کوئی اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک میں اس کو اپنی جان سے بھی زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔

[illegible] اپنی معرفت عطا فرمائی ہے [illegible] [illegible] اشعار میں [illegible] طرح سے کہا ہے۔

[illegible] جان [illegible] ۔۔۔ [illegible] رسول [illegible]

[illegible] جانش [illegible] ۔۔۔ [illegible]

[illegible] نے مجھے [illegible] [illegible] جان [illegible] [illegible] [illegible]

رشتہ داروں سے تعلق کی حد:

ماں باپ بھائی بہن اور تمام رشتہ داروں سے تعلق [illegible] کے ساتھ [illegible] کی ہدایت سے [illegible] [illegible] [illegible] تعلق [illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے [illegible] [illegible] [illegible] اللہ اور رسول [illegible] [illegible] تعلقات [illegible] ہے۔

ہجرت چھوڑنے کی سزا:

[illegible] حضرت [illegible] [illegible] ہجرت [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] ہجرت کے [illegible] ظاہر ہوتا ہے۔

ہجرت کی اہمیت [illegible] مدینہ کی طرف ہجرت [illegible] [illegible] [illegible] ہجرت [illegible] فتح [illegible] [illegible] [illegible] ہجرت [illegible] [illegible] ہے۔

مال و دولت کی محبت کا علاج:

[illegible] قاضی [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

محبت اختیاری و غیر اختیاری:

[illegible] [illegible] محبت ہے غیر اختیاری [illegible] نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کسی انسان کو اس کی طاقت سے زیادہ [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] تعلقات [illegible] محبت سے [illegible] [illegible] رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کی خلاف ورزی [illegible] [illegible] اس وعید سے خارج [illegible] رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی [illegible] [illegible] جیسے کوئی بیمار [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]۔

محبت کا اعلیٰ مقام [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

[illegible] [illegible] [illegible] مطلب [illegible]

[illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

[illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] رسول اللہ [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

غیب سمجھا ان کے نزدیک ان کے اعمال بے حقیقت اور وہ مجوب ہو گئے اور [illegible] حق تعالیٰ کی محبت [illegible] قرآن کریم [illegible] جانتے [illegible]

حضرت ابراہیم کا قول

یہ آیتیں ان لوگوں کے بارے میں نازل ہوئیں جن کو ہجرت سے روکے ہوئے تھا اور یہ خیال کرتے تھے کہ اگر ہم مدینہ کی طرف ہجرت کر گئے تو اہل و عیال اور خاندان اور مکانات جن میں ہم آرام سے رہا کرتے ہیں یہ سب چھوٹ جائیں گے اور تجارت کا سلسلہ ختم ہو جائے گا۔ اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ ایمان باللہ اور ہجرت اور جہاد فی سبیل اللہ کے مقابلہ میں سب چیزیں ہیچ ہیں۔ حضرت ابراہیم خلیل اللہ کے قول اور نے رکھو فَإِنَّهُمْ عَدُوٌّ لِّي إِلَّا رَبَّ الْعَالَمِينَ یعنی اللہ رب العلمین کے سوا سب میرے دشمن ہیں۔ [illegible] باپ بیٹے میں جنگ۔ حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ [illegible] بیٹے [illegible] شروع [illegible] آیت نازل ہوئی۔

لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللَّهُ فِي مَوَاطِنَ كَثِيرَةٍ
مدد کر چکا ہے اللہ تمہاری بہت میدانوں میں
وَيَوْمَ حُنَيْنٍ إِذْ أَعْجَبَتْكُمْ كَثْرَتُكُمْ
اور حنین کے دن جب خوش ہوئے تم اپنی کثرت پر
فَلَمْ تُغْنِ عَنكُمْ شَيْئًا وَضَاقَتْ عَلَيْكُمُ
پھر وہ کچھ کام نہ آئی تمہارے اور تنگ ہو گئی تم پر
الْأَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ ثُمَّ وَلَّيْتُم مُّدْبِرِينَ ﴿٢٥﴾
زمین باوجود اپنی فراخی کے پھر ہٹ گئے تم پیٹھ دے کر
ثُمَّ أَنزَلَ اللَّهُ سَكِينَتَهُ عَلَىٰ رَسُولِهِ
پھر اتاری اللہ نے اپنی طرف سے تسکین اپنے رسول پر اور
وَعَلَى الْمُؤْمِنِينَ وَأَنزَلَ جُنُودًا لَّمْ تَرَوْهَا
ایمان والوں پر اور اتاریں فوجیں کہ جن کو تم نے نہیں دیکھا
وَعَذَّبَ الَّذِينَ كَفَرُوا ۚ وَذَٰلِكَ جَزَاءُ
اور عذاب دیا کافروں کو اور یہی سزا ہے
الْكَافِرِينَ ﴿٢٦﴾
منکروں کی

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت [illegible] کے بعد [illegible] ضرور [illegible] چاہیے [illegible] بے کم و بیش خود اپنی قوت و جمعیت اور کثرت پر گھمنڈ نہ ہونا چاہیے۔ تم سے [illegible] کیلئے خدائی مدد سے ہے۔ جس کو [illegible] بہت [illegible] ختم کر چکے [illegible] غزوہ حنین کا واقعہ ایسا ہے [illegible] آپ کی [illegible] کے جس کا اقرار [illegible] آپ [illegible] مکہ [illegible] ارادہ کیا [illegible] فتح کرنے کیلئے مدینہ سے ہوازن کی طرف کوچ کر دیا [illegible] فتح مکہ کے وقت مسلمان ہوئے تھے آپ [illegible] بہت [illegible] جمعیت [illegible] میدان جہاد میں نکلے [illegible] (جب ہم بہت تھوڑے تھے اس وقت بھی غالب رہے تو) آج [illegible] تعداد کسی سے مغلوب ہونے والی نہیں [illegible] زبان سے نکلا [illegible] بھی [illegible] تھے [illegible] فریق [illegible] جمعیت چار ہزار تھی [illegible] سب [illegible] پہلے [illegible] تھے [illegible] کے [illegible] سب [illegible] جماعت [illegible] پہلے معرکہ [illegible] مسلمان سپاہی [illegible] ایک [illegible] مسلمانوں [illegible] سب [illegible]

دور ہو گئے تھے [illegible] قریش سے تنگ ہوئی کہ [illegible] حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم چند بچوں کے ساتھ دشمنوں کے نرغہ میں تھے۔ ابوبکر و عباس و علی و عبداللہ بن مسعود و جابر رضی اللہ عنہم تقریباً سو آدمی تھے۔ بلکہ بعض اہل سیر کی تصریح کے مطابق [illegible] (عشرہ کاملہ) میدان جنگ میں باقی رہ گئے جو پہاڑ سے زیادہ مستقیم نظر آتے تھے۔ یہ خاص موقع تھا جبکہ دنیا نے پیغمبرانہ صداقت و توکل اور [illegible] کا ایک عجیب منظر کھلم کھلا ظاہری آنکھوں سے دیکھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سفید خچر پر سوار تھے۔ عباس ایک رکاب اور ابو سفیان بن الحارث دوسری رکاب تھامے ہوئے تھے۔ چار ہزار کا لشکر پہاڑ سے [illegible] مقام کی طرف بڑھ رہا ہے۔ چاروں طرف سے تیروں کا مینہ برس رہا ہے۔ ساتھی منتشر ہو چکے ہیں۔ مگر جبل استقامت آپ کے ساتھ ہے [illegible] آپ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] آپ صلی اللہ علیہ وسلم آگے کے بجائے [illegible] ہو رہے ہیں۔ [illegible] فرار ہو جانے والوں تک پہنچتا ہے۔ [illegible] ہوازن و ثقیف کا سیلاب [illegible] رہا ہے آپ کی سواری کو [illegible] اسی طرف ہے۔ اور [illegible] آگے بڑھنے کے لیے خچر کو ایڑ دے رہے ہیں۔ [illegible] طرف [illegible] اور زبان پر نہایت [illegible] کے ساتھ انا النبی لا کذب انا ابن عبد المطلب جاری ہے۔ [illegible] میں سچا نبی ہوں اور عبدالمطلب کی اولاد ہوں۔ [illegible] آپ نے [illegible] کو اپنی رکاب حضور صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] کے [illegible] میں خدا کا رسول ہوں۔ پھر آپ کی ہدایت کے مطابق حضرت عباس نے [illegible] جو نہایت جہیر الصوت تھے [illegible] سمرہ کو پکارا انہوں نے درخت کے نیچے جس کے ہاتھ پر بیعت ہوئی تھی۔ آواز کا کانوں میں پہنچنا تھا کہ بھاگنے والوں نے سواریوں کا رخ پھیر دیا [illegible] کی طرف۔ بعض نے [illegible] ہو گئے کہ [illegible] سواری چھوڑ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف [illegible] اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تھوڑی کنکریاں [illegible] کافر کے چہرے [illegible] آسمان سے فرشتوں کی فوج بھیجی [illegible] کا نزول [illegible] مسلمانوں کی تقریب [illegible] بوجھ پاتے [illegible] کنکریوں کے قریب آنکھیں [illegible] سے جو سمان قریب تھے [illegible] کر دیا۔ [illegible] صاف ہو گیا۔ بہت سے [illegible] مسلمان لوٹ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچے [illegible] ہزاروں قیدی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے [illegible] ہیں [illegible] قیمت [illegible] السجاد [illegible] کل شئ [illegible] کا قرض کو پاکی [illegible] (تعیب [illegible])

غزوہ حنین

سرداروں کا مشورہ

اصحاب مغازی نے لکھا ہے کہ رمضان ۸ھ میں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ فتح کر لیا تو سرداران ہوازن کو قلق پیدا ہوا کہ اب حملہ کہیں ہم پر نہ کر دیں [illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اب بالکل فارغ ہو گئے ہیں تم پر حملہ کرنے سے ان کو کوئی [illegible] نہیں [illegible] سب پہلے ہم ہی ان پر حملہ کر دیں [illegible] بہت ہو جائیں [illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے [illegible] طرف چلنا [illegible] کر دیا [illegible] ان کو خبر [illegible] سے [illegible] طلب [illegible] حالات [illegible] محمد صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] جب [illegible] میں [illegible] سے [illegible] بھی [illegible] کہا [illegible] تمہارے [illegible] ان کے [illegible] ہو گئے [illegible] دشمن [illegible] ان [illegible] ہونے [illegible] نے [illegible] جب مسلمانوں [illegible] سے [illegible] ساتھ لے لیں۔ مالک [illegible] قریش سے [illegible] شروع [illegible] کے ہونے [illegible] بکریاں [illegible] مالک کے [illegible] اور [illegible] تم سب [illegible] دیا۔ میرا خیال ہے کہ جب [illegible] کے ساتھ [illegible] کی حفاظت [illegible] بھاگنے کا [illegible] تو [illegible] بات [illegible] چھوڑ کر [illegible] چیزیں [illegible]

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تیاری

نہیں کرا کے تب بھی تمہارے لئے کوئی حرج نہ ہوگا (یعنی تنگی نہ [illegible]) [illegible] قبل [illegible] سے بے [illegible] واللہ اعلم۔

حضرت عبداللہ کی جاسوسی:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن [illegible] کو دشمن کے حالات معلوم کرنے بھیجا [illegible] ان [illegible] آپ [illegible] وہاں انہوں نے [illegible] اپنے ساتھیوں سے [illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی [illegible] کے لوگوں سے [illegible] واقف نہیں تھے اس لئے ان پر غالب آئے [illegible] اپنے [illegible] پیچھے [illegible] طرف سے حملہ کا آغاز کر [illegible] ایک [illegible] کی طرح [illegible] خوب [illegible] ہوگی۔

اللہ حفاظت کرنے والا ہے:

راوی کا بیان ہے کہ ہم [illegible] میں ایک بڑے درخت کے نیچے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی اسی درخت کے نیچے [illegible] نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے ہوئے ہیں اور ایک [illegible] بھی [illegible] حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں [illegible] آگیا [illegible] میری ہی تلوار سونت کر میرے سر پر کھڑا ہو گیا [illegible] اس نے مجھ سے کہا محمد صلی اللہ علیہ وسلم اب تم کو مجھ سے کون بچا سکتا ہے [illegible] رسول اللہ [illegible] حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کو [illegible] فرمایا [illegible] اللہ [illegible] اسی وقت [illegible] ہو گیا۔

کافروں کے تین جاسوس:

[illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] کی [illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] تین آدمی بھیجے [illegible] مسلمانوں [illegible] جب [illegible] مسلمانوں کے لشکر [illegible] ایک

[illegible] اللہ [illegible] یعنی سب [illegible] دے [illegible] تمہارا [illegible] حالت [illegible] گھوڑوں [illegible] سے [illegible] جماعت [illegible] ہاتھوں سے [illegible] اللہ [illegible] اس [illegible] ہو کر ان کا [illegible] خوف [illegible] جائے [illegible] ایک [illegible] اس [illegible] حالت [illegible] پہلے [illegible] بھی [illegible] تھی۔

فوجوں کی صف بندی:

[illegible] آپ [illegible] کی ترتیب اور صف بندی کی [illegible] کثرت [illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اپنے ساتھیوں [illegible] صف بندی [illegible] اور [illegible] کے سامنے [illegible] پیچھے [illegible] قریش کے [illegible] کے [illegible] قلب [illegible] میں [illegible] ہے۔

تعداد کی کثرت:

[illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] اور [illegible] ہے [illegible] ہوگی [illegible]

دشمن کا حملہ:

[illegible] روایت سے [illegible] ابوجہل [illegible] روایت سے بیان کیا ہے [illegible]

[illegible]

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بہادری

[illegible]

[illegible] کا مسلمان ہونا

[illegible]

حضرت [illegible] بن [illegible] کا مسلمان ہونا

[illegible]

[illegible] ان کے (ما تحت اسلام قبول کر لینے سے) کوئی شادی [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] مسلمانوں کی [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] محمد صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] [illegible] کے سامنے [illegible]

[illegible] [illegible] [illegible] حضرت [illegible] کی روایت سے بیان کیا [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] [illegible] [illegible] حضرت [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] [illegible] [illegible] حضرت [illegible] نے کہا [illegible] محمد صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] [illegible] حضرت [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] مسلمان [illegible] [illegible] صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] کی طرف [illegible]

[illegible] حضرت [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] حضرت [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

ثابت قدم رہنے والے حضرات و خواتین

حضرت [illegible] [illegible] حضرت [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] حضرت [illegible] [illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] کے اثبات [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] [illegible] [illegible] صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حارثہ بن نعمان سے فرمایا [illegible] [illegible] [illegible] حضرت حارثہ [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] رسول اللہ [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] محمد صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے [illegible] حارثہ بن نعمان [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] ثابت قدم رہنے والوں میں [illegible] [illegible] صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حارثہ [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

[illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] ام سلیم [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

[illegible] [illegible] [illegible] [illegible] مسلمان [illegible] [illegible] صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ثابت قدم [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] حضرت [illegible] کی روایت سے بیان کیا ہے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ [illegible] [illegible] حضور صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] [illegible] [illegible] انصار [illegible] ثابت قدم [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

صحابہ کا میدان جنگ میں واپس آنا

حضرت ابن [illegible] بیان [illegible] [illegible] صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] حضرت [illegible] [illegible] [illegible] انصار [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] حضرت [illegible] [illegible] [illegible]

آواز سے یہ کہیں انصار کہاں ہیں۔ کیکر کے درخت کے نیچے بیعت کرنے والے کہاں ہیں۔ سورۂ بقرہ والے کہاں ہیں۔ حضرت عباسؓ نے بیان کیا کہ خدا کی قسم وہ ایسے (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف) مڑ کر آگئے جیسے گائیں اپنے بچوں کی طرف مڑ جاتی ہیں۔

حضرت عثمان بن شیبہ کی روایت میں حسب صراحت بیہقی و بغوی آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عباس مہاجرین کو چیخ کر آواز دو جنہوں نے (حدیبیہ کے موقع پر) درخت کے نیچے بیعت کی تھی اور انصار کو پکارو جنہوں نے (مہاجرین اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو) ٹھکانہ دیا تھا اور مدد کی (حضرت عباسؓ نے آواز دی) انصار فوراً لوٹ پڑے اور کہنے لگے ہم حاضر ہیں ہم حاضر ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف مڑ کر آگئے بالکل ایسا تھا جیسے بحسب روایت ابن اسحاق (یہ واقعہ) جنگ ہوا ہے۔ یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سواری سے اتر آئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کیلئے انصار کے نیزے کافروں کے بھالوں سے بھی زیادہ خوفناک معلوم ہونے لگے۔

ایک مٹھی کنکریوں سے دشمن کو شکست:

ابو یعلیٰ اور طبرانی نے قابل اعتماد سند کے ساتھ حضرت انسؓ کی روایت سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حنین کے دن ایک مٹھی سفید کنکریاں لے کر کافروں پر پھینکیں اور فرمایا رب کعبہ کی قسم یہ شکست پا گئے اس روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے حضرت علیؓ نے بڑی سخت جنگ کی۔

ابن سعد، ابن ابی شیبہ، احمد، ابو داؤد، بغوی وغیرہ نے بروایت ابو عبد الرحمٰن یزید فہری (جن کا نام کرز تھا) ایک طویل حدیث کے ذیل میں بیان کیا کہ مسلمان پشت دے کر بھاگ پڑے جیسا اللہ نے فرمایا ہے اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے تھے لوگو میں اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں پھر گھوڑے سے اتر کر زرہ میں گھس گئے اور جو شخص حضور سے زیادہ قریب تھا اس نے مجھ سے بیان کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لپ مٹی لے کر دشمنوں کے چہروں کی طرف پھینکی اور فرمایا چہرے بگڑ گئے یعلیٰ بن عطاء کا بیان ہے جو لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابل تھے ان کی اولاد نے مجھ سے بیان کیا کہ ہمارے باپ کہتے تھے کہ ہم میں سے ہر ایک کی آنکھیں اور منہ خاک سے بھر گئے۔ اور آسمان کی طرف سے ہم نے ایک لوہے کی جھنجھناہٹ سنی جیسے کسی طشت میں لوہے کے گرنے سے ہوتی ہے غرض اس طرح اللہ نے ان کو شکست دیدی۔

پانچ ہزار فرشتوں کی امداد:

وَأَنْزَلَ جُنُودًا لَّمْ تَرَوْهَا اور اللہ نے ایسے لشکر اتارے جو تمہیں دکھائی نہیں دیتے تھے۔ ابن ابی حاتم نے سعید بن جبیر کا قول نقل کیا ہے کہ وہ لشکر ملائکہ کا تھا۔ سعید بن جبیر نے بیان کیا کہ حنین کے دن اللہ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی امداد پانچ ہزار نشان زدہ فرشتوں کو بھیج کر کی تھی۔ ابن اسحاق نے اپنی سند سے بیان کیا اور بیہقی نے حضرت جبیر بن مطعم کا بیان نقل کیا ہے کہ دشمنوں کی شکست سے پہلے جب لوگ لڑ رہے تھے میں نے ایک سیاہ چادر آسمان کی طرف سے آتی دیکھی جو آ کر لوگوں کے سامنے گر پڑی میں نے دیکھا کہ اس چادر کے اندر سے سیاہ چیونٹیاں اتنی زیادہ نکلیں کہ وادی بھر گئی۔ پھر مجھے ذرا بھی شک نہیں رہا کہ وہ ملائکہ تھے پھر فوراً ہی دشمنوں کو شکست ہو گئی۔ مسدد نے بروایت یحییٰ بن عبد اللہ بیان کیا ہے کہ حنین کے دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس روز سیاہ چادروں کی طرح اترتے دیکھا۔ ہم نے ان کو چیونٹیوں کی طرح دیکھا کہ پھیلی ہوئی تھیں پھر ہم ان کی طرف سے جھاڑنے لگے ان کے بعد دشمنوں کو شکست ہو گئی۔

روایت میں آیا ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا کہ گوروں (سفید) اور سیاہ اور ابلق گھوڑوں پر سوار لوگ حائل نظر آئے جنہوں نے ہم کو چاروں طرف سے گھیر لیا اور ہم کو جکڑ لیا۔ آپ نے فرمایا وہ فرشتے تھے جنہوں نے تم کو (گرفتار کر لیا) اور بے بس کر دیا۔

محمد بن عمر نے مالک بن اوس بن حدثان کا قول نقل کیا ہے۔ مالک نے کہا مجھ سے میرے قبیلہ کے چند آدمیوں نے جو اس روز شریک جنگ تھے بیان کیا ہے کہ اس روز کنکریاں جو رسول اللہ نے (کافروں کی طرف) پھینکی تھیں ان میں سے کوئی آدمی ایسا نہ تھا جس کی آنکھوں میں مٹی نہ پڑی ہو اور ہم کو اپنے سینوں کے اندر ایک اضطرابی کیفیت محسوس ہونے لگی جیسے طشت میں پتھر گرنے سے پیدا ہوتی ہے اس وقت زمین میں سنسناہٹ پیدا ہو گئی ہم نے اس روز گوروں اور دوسرے رنگ کے آدمی دیکھے جو آسمان و زمین کے درمیان ابلق گھوڑوں پر سوار تھے ان کے ہاتھوں میں ہتھیار تھے جن کے سامنے ہم ان سے شناخت کی وجہ سے ان کو دیکھ نہ سکتے تھے (وہ نظر آتے) پھر ہم کو ان کے رعب کی وجہ سے غور کر کے دیکھنے کی طاقت ہی نہیں تھی۔

ابن ابی حاتم نے (عذاب کی تشریح میں) سدی کبیر کا قول نقل کیا ہے۔ یعنی ان کو تلوار سے قتل کیا۔ ابو یعلیٰ نے قابل اعتماد سند کے ساتھ حضرت انسؓ کی روایت سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حنین کے دن فرمایا ان کو خوب کاٹ ڈالو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا تو دشمن اپنے ہاتھ سے حق کی طرف اشارہ کیا۔

کافروں کی شکست:

بغوی کا بیان ہے جب مشرک شکست کھا کر بھاگ گئے تو اوطاس میں جا پہنچے وہاں ان کے بیوی بچے اور مویشی تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

سے ایک اشعری آدمی جس کا نام دُرید تھا مع اپنے لشکر کے بھاگ کر اوطاس کو پہنچا۔ وہاں ان بھاگنے والوں کی مشرکوں سے لڑائی ہوئی اور دُرید بن الصمہ مارا گیا مشرکوں کو شکست ہوئی مسلمانوں نے ان کے بیوی بچوں کو قید کر لیا۔ مالک بن عوف نصری بھاگ کر طائف چلا گیا اور وہاں قلعہ بند ہو گیا اور اس کے ساتھی اور اہل و عیال گرفتار ہو گئے۔ مسلمانوں کا امیر ابو عامر بھی شہید ہو گیا۔ الغرض جب دیکھا کہ اللہ اور اس کے رسول کو فتح یاب اور اپنے دین پر غالب کر دیا تو ان میں سے بکثرت لوگ مسلمان ہو گئے۔

مالِ غنیمت: مال غنیمت جمع کیا گیا تھا رسول اللہ نے اس کو جعرانہ لے جانے کا حکم دیا۔ حکم کی تعمیل کی گئی یہاں تک کہ طائف کے محاصرہ سے فارغ ہو کر خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی جعرانہ آ گئے۔ ابن سعد اور مؤلف الطبع نے لکھا ہے کہ قیدی چھ ہزار اونٹ ۲۴ ہزار اور بھیڑ بکریاں چالیس ہزار سے زائد تھیں اور چار ہزار اوقیہ چاندی تھی۔ عبدالرزاق نے سعید بن مسیب کی روایت سے لکھا ہے کہ اس روز چھ ہزار عورتیں اور لڑکے قید کیے گئے امام سفیان بن عیینہ نے کہا مال غنیمت کا نگراں مقرر کیا گیا بلاذری نے کہا بدیل بن ورقا خزاعی کو اور ابن اسحاق نے کہا مسعود بن عمرو غفاری کو نگران غنیمت مقرر کیا گیا تھا۔

طائف کے قلعہ کا محاصرہ۔

اور خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فوراً جمادی الاولیٰ ثقیف کے لوگ اپنے قلعہ پر چڑھ کر قلعہ بند ہو گئے۔ یہ قلعہ عرب کے سارے گاؤں میں بے نظیر تھا۔ قلعہ کے اوپر انہوں نے منجنیق ایسا مقرر کر دیے جنہوں نے دور والوں پر تیر برسانے شروع کر دیے اور جو لوگ قلعہ کے قریب پہنچ گئے تھے ان پر دہکتی آگ میں تپائی ہوئی چھڑیاں برسائی ہوئی ان پھینکی تیریاں پھینکتے تھے ان کی کثرت سے انہوں نے تیر برسائے کہ معلوم ہوا ایک ٹڈی دل ہے بہت مسلمان زخمی ہوئے بارہ آدمی شہید ہو گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس جگہ پر چلے گئے جہاں بنی ثقیف نے مسلمان ہونے کے بعد مسجد بنائی ہے۔ عروہ بن امیہ ثقفی سے جو آخر میں مسلمان ہو گیا تھا اپنی جماعت سے کہا اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم میدان میں نکل کر دعوت جنگ کی دعوت دیں تو کوئی (کسی مسلمان سے مقابلہ) لڑنے کے لئے باہر نہ نکلے جب تک وہ یہاں پڑے رہیں پڑا رہنے دو چنانچہ حضرت خالد بن ولید نے جب میدان میں نکل کر اپنے مقابل کو طلب کیا تو کسی نے ان کا سامنا نہیں کیا۔

ابن اسحاق اور محمد بن عمر کا بیان ہے کہ مشائخ کہتے تھے رسول اللہ نے اعلان کیا جو غلام قلعہ سے اتر کر ہمارے پاس آ جائے گا وہ آزاد ہے چنانچہ دس سے کچھ اوپر لوگ قلعہ سے نکل کر آ گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو آزاد کر دیا محمد بن عمر کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے

مشورہ لیا حضرت سلمان فارسی نے عرض کیا یا رسول اللہ میری رائے میں منجنیق نصب کر کے قلعہ پر پتھر برسائے جائیں (دار الاسلام میں یہ پہلی منجنیق تھی) چنانچہ منجنیق لگائی گئی جس سے پتھر پھینکے گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ ان کے انگوروں کی بیلیں اور کھجوروں کے درخت کاٹ دیئے جائیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر مسلمان کا حصہ مقرر کر دیا کہ پانچ درخت (کھجور کے) اور پانچ بیلیں (انگور کی) قطع کر دے۔ مسلمانوں نے بے دریغ بکثرت درخت کاٹنے شروع کر دیئے۔ بنی ثقیف نے پکار کر کہا محمد ہمارا مال کیوں کاٹتے ہو اگر تم ہم پر غالب آ گئے تو یہ مال تمہارا ہے نہیں تو ان کو اللہ اور قرابت کا لحاظ کر کے چھوڑ دو۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں ان کو اللہ اور قرابت کا لحاظ کر کے چھوڑ دیتا ہوں۔ ابن اسحاق کا بیان ہے مجھے یہ اطلاع ملی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیق سے فرمایا میں نے خواب دیکھا کہ مکھن سے بھرا ہوا ایک بڑا پیالہ مجھے ہدیہ میں پیش کیا گیا ایک مرغ نے اس کو چونچ ماری اور پیالہ میں جو کچھ تھا اس کو گرا دیا۔ حضرت ابوبکر نے عرض کیا میرے خیال میں آج آپ وہ چیز نہیں پا سکیں گے جو آپ کا مطلب ہے (یعنی طائف کا قلعہ فتح یاب نہ ہوگا) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور میں (بھی) ایسا نہیں سمجھتا۔

حضرت ابوہریرہ کی روایت میں آیا ہے کہ جب طائف کے محاصرہ کو پندرہ دن گزر گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت نوفل بن معاویہ دیلی سے مشورہ کیا اور فرمایا نوفل اس قلعہ والوں کے متعلق تمہاری کیا رائے ہے۔ نوفل نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لومڑی بھٹ کے اندر ہے اگر آپ یہاں پڑے رہیں گے تو (کبھی نہ کبھی) اس کو پکڑ ہی لیں گے اگر چھوڑ دیں گے تو یہ لومڑی آپ کو ضرر نہ پہنچا سکے گی۔

بنو ثقیف کیلئے دعا: حضرت عروہ راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا (کل) اونٹ چرنے کیلئے نہ چھوڑے جائیں صبح ہوئی تو آپ نے اور صحابہ نے کوچ کر دیا اور روانہ ہونے کیلئے سوار ہو گئے تو دعا کی اے اللہ ان کو ہدایت کر دے اور ہم کو ان کی مشقت سے بچا۔ حافظ (عمل) ان کے دلوں میں ایمان ڈال دے تاکہ ہم پر حملہ نہ کریں اور ہم ان پر حملہ نہ کریں)۔ ترمذی نے حضرت جابر کی روایت سے لکھا ہے اور اس کو حسن کہا ہے صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ثقیف کے تیروں نے ہم کو جلا ڈالا آپ ان کے لئے بددعا کر دیجئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی اے اللہ ثقیف کو ہدایت کر اور ان کو اپنا فرمانبردار بنا کر لے آ۔ (تفسیر مظہری)

غزوۂ حنین کا پس منظر و دیگر تفصیل۔

حنین مکہ مکرمہ اور طائف کے درمیان ایک مقام کا نام ہے جو مکہ مکرمہ سے

حنین مکہ سے کچھ ہی فاصلہ پر واقع ہے رمضان ۸ھ میں جب مکہ مکرمہ فتح ہوا اور قریش مکہ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ہتھیار ڈال دیئے تو عرب کا ایک بہت بڑا مشہور بہادر جنگجو اور مالدار قبیلہ ہوازن جس کی ایک شاخ طائف کے رہنے والے بنو ثقیف بھی تھے ان میں کھلبلی مچ گئی۔ انہوں نے جمع ہو کر یہ کہنا شروع کیا کہ مکہ فتح ہو جانے کے بعد مسلمانوں کو کافی قوت حاصل ہو گئی ہے اس سے فارغ ہونے کے بعد لازمی ہے کہ ان کا رخ ہماری طرف ہوگا اس لئے دانشمندی کی بات یہ ہے کہ ان کے حملہ آور ہونے سے پہلے ہم خود ان پر حملہ کر دیں اسی غرض کیلئے قبیلہ ہوازن نے اپنی سب شاخوں کو جو مکہ سے طائف تک پھیلی ہوئی تھیں جمع کر لیا اس قبیلہ کے سب سے بڑے سردار نے جو سب سے چند قبیلے نے تھوڑی تعداد سے بھی کمی نہ کی، سب قبائل جمع ہو گئے اس تحریک کے لیڈر مالک بن عوف تھے۔ جو بعد میں مسلمان ہو کر اسلام کے بڑے علمبردار ثابت ہوئے اس وقت مسلمانوں کے خلاف حملہ کا سب سے زیادہ جوش انہی میں تھا۔

مقام حنین پر پہنچ کر مسلمانوں نے پڑاؤ ڈالا تو حضرت سہیل بن حنظلہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں یہ خبر لے کر حاضر ہوئے کہ گھوڑے سوار آدمی ابھی دشمن کی طرف سے آیا ہے وہ کہتا ہے کہ قبیلہ ہوازن پورا کا پورا اپنا سب سامان لے کر مقابلہ پر آ گیا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسکرا کر فرمایا کہ پرواہ نہ کرو یہ سب سامان مسلمانوں کے مال غنیمت بن کر ہاتھ آئے گا۔

قبیلہ ہوازن نے قرارداد کے مطابق یکبارگی حملہ کیا اور گھاٹیوں میں چھپے ہوئے دشمنوں نے چاروں طرف سے گھیرا ڈال دیا گرد و غبار سے دن رات ہو گیا تو صحابہ کرام کے پاؤں اکھڑ گئے اور بھاگ گئے صرف رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی سواری پر رہے۔ پیچھے ہٹنے کے بجائے آگے بڑھ رہے تھے اور بہت تھوڑے سے صحابہ کرام جن کی تعداد تین سو اور بعض نے ایک سو اس سے بھی کم بتلائی ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے، یہ لوگ بھی یہ چاہتے تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم آگے نہ بڑھیں۔

یہ حالت دیکھ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عباس کو حکم دیا کہ بلند آواز سے صحابہ کو پکارو کہ وہ لوگ کہاں ہیں جنہوں نے شجرہ کے نیچے جہاد کی بیعت کی تھی اور سورۃ بقرہ والے حضرات کہاں ہیں اور وہ انصار کہاں ہیں جنہوں نے جان کی بازی لگانے کا عہد کیا تھا سب کو چاہئے کہ واپس آ جائیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہاں ہیں۔

حنین کی فتح اور ہوازن وثقیف کے سرداروں کا مسلمان ہو کر حاضر ہونا قیدیوں کی واپسی

حنین میں قبیلہ ہوازن وثقیف کے کچھ سردار مارے گئے۔ کچھ بھاگ کھڑے ہوئے ان کے ساتھ جو ان کے اہل وعیال اور اموال تھے وہ مسلمانوں کے قبضہ میں آئے اور مال غنیمت مسلمانوں کے ہاتھ آئے جس میں چھ ہزار قیدی چوبیس ہزار اونٹ، چالیس ہزار سے زائد بکریاں، اور چار ہزار اوقیہ چاندی تھی جس کے تقریباً چالیس من ہوتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مقام جعرانہ میں جمع کرا کر مال غنیمت کا نگران مقرر فرما دیا۔

پھر شکست خوردہ ہوازن وثقیف نے مختلف مقامات پر مسلمانوں کے خلاف اجتماع کیا مگر ہر مقام پر ان کو شکست ہوتی گئی، اور اب مرعوب ہو کر طائف کے نہایت مستحکم قلعہ میں قلعہ بند ہو گئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے چند روز تک ان کے قلعہ کا محاصرہ کیا، قلعہ بند اندر ہی اندر سے تیر برساتے رہے اور سامنے آنے کی کسی کو ہمت نہ ہوئی، صحابہ کرام نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان لوگوں کے لئے بددعا فرمائیے۔ مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کیلئے ہدایت کی دعا فرمائی۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام سے مشورہ فرما کر واپسی کا قصد فرمایا اور مقام جعرانہ پر پہنچ کر ارادہ فرمایا کہ پہلے مکہ معظمہ پہنچ کر عمرہ ادا کریں۔ پھر مدینہ طیبہ کو واپسی ہو، مکہ والوں کی بڑی تعداد جو تماشائی بن کر مسلمانوں کی فتح و شکست کا امتحان کرنے آئی تھی اس جگہ پہنچ کر ان میں سے بہت لوگوں نے مسلمان ہونے کا اعلان کر دیا۔

اسی مقام پر پہنچ کر مال غنیمت کی تقسیم کا انتظام کیا گیا، ابھی اموال غنیمت تقسیم ہو رہے تھے کہ اچانک ہوازن کے چودہ سرداروں کا ایک وفد زہیر بن صرد کی قیادت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔

قیدیوں کی درخواست:

جن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے رضاعی چچا ابو برقان بھی تھے انہوں نے حاضر ہو کر عرض کی کہ ہم مسلمان ہو چکے ہیں اور یہ درخواست کی کہ ہمارے اہل وعیال اور اموال ہمیں واپس دے دیئے جائیں۔ اس درخواست میں عرض کیا گیا کہ یا رسول اللہ ہم بسلسلہ رضاعت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے عزیز و قریب ہیں اور جو مصیبت ہم پر پڑی ہے وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے مخفی نہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہم پر احسان فرمائیں۔ یہ وفد ایک شاعر ابو صرد زہیر تھا اس نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر ہم روم و شاہ عراق سے اپنی ایسی مصیبت کے پیش نظر اپنی درخواست کرتے تو ہم کو خیال ہے کہ وہ بھی ہماری درخواست کو رد نہ کرتے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تو اللہ تعالیٰ نے اخلاق فاضلہ میں سب سے زیادہ ممتاز بنایا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہم بڑی امید لے کر آئے ہیں۔ (ماخوذ معارف القرآن)

اسباب کی کثرت پر ناز اللہ کو پسند نہیں۔

جنگ میں مسلمانوں کی تعداد بارہ ہزار تھی اور مشرکین کی تعداد چار ہزار تھی اس وقت بعض مسلمانوں کی زبان سے مجبوراً یہ لفظ نکلا کہ آج ہماری تعداد بہت بڑی ہے ہم کسی سے مغلوب ہونے والے نہیں۔ یہ کلمہ ناپسند کیا گیا

[illegible]

کافروں کی حالت

[illegible]

ثُمَّ يَتُوبُ اللّٰهُ مِنْ بَعْدِ ذٰلِكَ عَلٰى مَنْ
پھر توبہ نصیب کرے گا اللہ اس کے بعد جس
يَّشَاءُ ۗ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۲۷
کو چاہے اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے

کافروں کا مسلمان ہونا

[illegible]

حضرت ابن مسعود کا بیان

[illegible]

قیدیوں کی واپسی

[illegible]

دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو قید کرلیا اور پھر (لشکر میں) قیدیوں کی اور بچوں کو بانٹنا شروع کیا تو میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا یا رسول اللہ ہم پر کرم و احسان کیجئے۔ آپ ہی ایسے شخص ہیں جن سے ہم امیدوار اور منتظر احسان ہیں۔ پھر میں نے چند اشعار پڑھے۔ حضور نے اشعار سن کر فرمایا میرا اور بنو عبدالمطلب کا (اس مال غنیمت کو تقسیم کرنے میں) جو حصہ ہے وہ تمہارے لیے ہے (یعنی تم واپس لے سکتے ہو) قریش نے کہا جو ہمارا حصہ ہے وہ اللہ اور اس کے رسول کا ہے (انصار نے بھی) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ... ہم بھی اپنے حصے واپس کرتے ہیں ... نے بھی ... صاحب نے کہا ... ہے۔ طبرانی نے بھی اس کو اپنی معجم میں ... ہے۔

قیدیوں کی آزادی

بخاری نے صحیح میں مروان اور مسور بن مخرمہ کی روایت سے یہ قصہ اس طرح نقل کیا ہے کہ جب ہوازن کے لوگ مسلمان ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انہوں نے مال اور قیدیوں کی واپسی کی درخواست کی تو رسول اللہ نے فرمایا میرے ساتھ جو لوگ ہیں ان کو تم دیکھ رہے ہو اور مجھے سب سے اچھی بات وہی لگتی ہے جو سچی ہو (اس لیے) دونوں میں سے ایک چیز اختیار کر لو قیدی یا مال۔ انہوں نے کہا ہم قیدیوں کی واپسی پسند کرتے ہیں۔ اس گفتگو کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (خطاب کرنے) کھڑے ہوئے اور مناسب حمد و ثنا کے بعد فرمایا اما بعد تمہارے بھائی توبہ کر کے تمہارے پاس آئے ہیں میں ان کے قیدیوں کو واپس کرنا چاہتا ہوں تم میں سے جو شخص خوشی خاطر سے کرنا چاہے کرے اور جو شخص اپنے حصے پر قائم رہنا چاہے تو ہم (اس کے حصہ کا معاوضہ) اس مال میں سے جو اللہ سب سے پہلے بطور غنیمت عطا فرمائے گا ادا کر دیں گے۔ لوگوں نے عرض کیا ہم نے خوشی سے منظور کیا (یعنی بلا معاوضہ قیدیوں کو واپس کرنے پر رضامند ہیں) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے یہ نہیں معلوم ہوا کہ تم میں سے کس نے اجازت دی اور کس نے نہیں دی لہٰذا تم واپس جاؤ اور تمہارے نمائندے ہی ہم تک پہنچائیں۔ لوگ واپس چلے گئے اور ان کے سرداروں نے ان سے گفتگو کی پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں واپس آ کر عرض کیا کہ سب نے خوشی سے اجازت دے دی ہے۔ (قصہ ختم ہوا)

آپ کا رضاعی رشتہ داروں کا احترام کرنا

ابو داؤد اور بیہقی نے بیان کیا کہ حضرت ابو الطفیل نے بیان کیا میں نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جعرانہ میں گوشت تقسیم کر رہے تھے (گوشت سے مراد بھیڑ بکریاں ہیں) اتنے میں ایک بدوی عورت آئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب پہنچی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے لیے اپنی چادر بچھا دی اور وہ چادر پر بیٹھ گئی۔ میں نے لوگوں سے پوچھا یہ کون عورت ہے؟ لوگوں نے بتایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رضاعی ماں ہے (دودھ پلانے والی)۔ ابو داؤد نے مراسیل میں حضرت عمر بن سائب کی روایت سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک روز بیٹھے ہوئے تھے اتنے میں آپ کا رضاعی باپ آیا آپ نے اس کے لیے اپنے کپڑے کا ایک حصہ بچھا دیا وہ اس پر بیٹھ گیا پھر آپ کی رضاعی ماں آئی آپ نے اس کے لیے کپڑے کا دوسرا حصہ بچھا دیا وہ اس پر بیٹھ گئیں پھر آپ کا رضاعی بھائی آیا آپ کھڑے ہو گئے اور اس کو اپنے سامنے بٹھا لیا۔

محمد بن عمر کا بیان ہے کہ جب حنین کے دن مشرکوں کو شکست ہو گئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ... کا تعاقب کرنے کا حکم دیا اور فرمایا اگر تمہارے قابو میں نجاد آ جائے تو اس کو چھوٹنے نہ پائے۔ نجاد نے ایک جرم کیا تھا ایک مسلمان کو پکڑ کر اس کا ایک ایک عضو کاٹ کر ٹکڑے ٹکڑے کر کے پھر آگ میں جلا دیا تھا وہ بھی اپنے جرم سے واقف تھا اس لیے بھاگ گیا تھا مگر سواروں نے اس کو پکڑ لیا اور حارث بن عبدالعزیٰ کی بیٹی شیماء کے ساتھ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رضاعی بہن تھی گرفتار کر لیا تھا۔ شیماء کہنے لگی واللہ میں تو تمہارے سردار کی بہن ہوں مگر لوگوں نے اس کی بات کی تصدیق نہیں کی اور پکڑ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے آئے۔ شیماء نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں تو تمہاری بہن ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نشانی کیا ہے؟ شیماء نے اپنا انگوٹھا دکھایا جس پر کاٹنے کا نشان تھا اور کہنے لگی یہ نشان تمہارے کاٹنے کا ہے میں تم کو تمہارے ماں باپ کے پاس وادی سرر میں کولہے پر اٹھائے ہوئے تھی تو تم نے میرے انگوٹھے میں کاٹ لیا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نشانی پہچان لی اور کھڑے ہو گئے شیماء کے لیے اپنی چادر بچھا دی اور فرمایا اس پر بیٹھ جاؤ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو مرحبا کہا آنکھوں میں آنسو آ گئے اور رضاعی ماں باپ کی خیریت پوچھی۔ شیماء نے کہا ان کا انتقال ہو گیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تم یہاں رہنا چاہو تو عزت و محبت کے ساتھ تم رکھی جاؤ گی اور اگر اپنی قوم میں جانا چاہو تو حفاظت کے ساتھ تم کو واپس پہنچا دیا جائے گا۔ شیماء نے کہا میں اپنی قوم کے پاس واپس جانا چاہتی ہوں پھر شیماء مسلمان ہو گئی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو تین غلام اور ایک باندی اور ... دینے کا حکم دیا۔ ... اپنی قوم کے ... شیماء ...

کا وقت آن پہنچا اور جب حنین سے واپسی پر ہم جعرانہ میں تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ان سے ملاقات کی اور آپ نے ان کو مال غنیمت میں سے بہت سا مال عطا فرمایا۔ کہا جاتا ہے کہ ان کی درخواست پر آپ نے ان کو ہاتھ بھر کر عطا فرمایا (اور جیسا کہ ہم نے بیان کیا ان کو ہدایت دی)

سرداروں کی تالیف قلب ۔ اس اخلاق کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مؤلفۃ القلوب کو بھی حصہ دیا۔ مؤلفۃ القلوب عرب کے وہ سردار تھے جن کی تالیف قلب (یعنی دل جوئی) مقصود تھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مقصود یہ تھا کہ ان کے دلوں میں اسلام کی محبت پیدا ہو اور وہ ایمان پر قائم رہیں۔ بعض لوگوں کو آپ نے سو سو اونٹ دیئے اور بعض کو کم دیئے۔ ابن اسحاق نے ان کے نام بھی ذکر کیے ہیں (سیرت ابن ہشام) ۔

امام احمد، مسلم اور بیہقی نے حضرت رافع بن خدیج کی روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مؤلفۃ القلوب میں سے ہر ایک کو سو سو اونٹ مال غنیمت سے عطا فرمائے۔

بخاری نے حضرت عمرو بن تغلب کی روایت سے لکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ لوگوں کو مال دیا اور کچھ کو نہیں دیا۔ معلوم ہوا کہ جن کو نہیں دیا تھا وہ ناراض ہوئے، اس پر حضور نے فرمایا مجھے بعض لوگوں کی گھبراہٹ اور بے صبری کا اندیشہ ہوتا ہے اس لیے ان کو دیتا ہوں اور بعض لوگوں کو ان کے دلوں کی بے نیازی اور بھلائی کے سپرد کر دیتا ہوں (ان میں عمرو بن تغلب بھی ہیں)۔ حضرت عمرو کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ لفظ مجھے سرخ اونٹوں کے ملنے سے بھی زیادہ پیارا ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں بعض لوگوں کو دیتا ہوں اور بعض کو نہیں دیتا حالانکہ جن کو نہیں دیتا وہ مجھے زیادہ پیارے ہوتے ہیں، میں ایسے لوگوں کو دیتا ہوں جن کے دلوں میں بے صبری اور گھبراہٹ دیکھتا ہوں اور ان لوگوں کو ان کے دلوں کی بے نیازی اور بھلائی کے سپرد کر دیتا ہوں۔

حضرت حکیم بن حزام

بخاری نے بیان کیا ہے کہ حضرت حکیم بن حزام نے بیان کیا کہ میں نے حنین میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا، آپ نے عطا فرما دیا، میں نے پھر سوال کیا، آپ نے پھر عطا فرمایا، پھر آپ نے فرمایا حکیم یہ مال سرسبز و شیریں ہے جو شخص اس کو دل کی سخاوت کے ساتھ لے گا اس کے لیے اس میں برکت ہوگی اور جو دل کی حرص سے لے گا اس کے لیے

کو برکت حاصل نہ ہوگی جیسے کوئی کھاتا ہو اور سیر نہ ہو (اور اوپر کا ہاتھ نیچے کے ہاتھ سے بہتر ہے)۔ حکیم کا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے آپ کے بعد میں کسی سے کچھ نہ لوں گا یہاں تک کہ دنیا سے رخصت ہو جاؤں۔ چنانچہ حضرت ابوبکر (اپنے دور خلافت میں) حضرت حکیم کو عطیہ لینے کے لیے طلب فرماتے تھے اور حکیم لینے سے انکار کر دیتے تھے۔ حضرت عمر نے بھی ان کو بلایا مگر انہوں نے قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ حکیم نے وفات تک کسی سے کچھ نہیں لیا۔

حضرت صفوان کو پوری گھاٹی عطا فرما دی:

مسلم نے لکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حنین کے دن صفوان بن امیہ کو سو اونٹ عطا فرمائے پھر سو پھر سو۔ ابن شہاب کا بیان ہے کہ صفوان نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے عطا فرمایا حالانکہ آپ مجھے سب لوگوں سے زیادہ مبغوض تھے، آپ برابر مجھے دیتے رہے یہاں تک کہ آپ مجھے سب لوگوں سے زیادہ محبوب ہو گئے۔ واقدی کا بیان ہے کہ صفوان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ساتھ چل رہے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مال غنیمت کو دیکھ رہے تھے، صفوان ایک گھاٹی کو دیکھنے لگے جو اونٹوں اور بکریوں سے بھری ہوئی تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا یہ گھاٹی تم کو پسند ہے، صفوان نے کہا جی ہاں۔ فرمایا یہ گھاٹی اور جو کچھ اس میں ہے سب تمہارا ہے۔ صفوان نے کہا کوئی بھی پیغمبر کے سوا اس طرح خوش دلی سے نہیں دے سکتا۔

مروی ہے کہ واقدی نے حضرت زید بن ثابت کی روایت سے بیان کیا ہے کہ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے مال غنیمت کی مقدار بھی معلوم کی گئی۔ اس کے بعد لوگوں کے حصے لگا کر تقسیم کیا گیا۔ ہر پیدل کو چار اونٹ یا چالیس بکریاں ملیں اور سوار کو بارہ اونٹ یا ایک سو بیس بکریاں دی گئیں۔ اگر کسی سوار کے پاس ایک سے زیادہ گھوڑے تھے تو اس کو بھی صرف ایک گھوڑے کا حصہ دیا گیا۔ پہلے یہ جاننا چاہیے کہ مال غنیمت کے کل اونٹ چوبیس ہزار تھے اور بکریاں چالیس ہزار یا اس سے زیادہ تھیں اور چاندی چار ہزار اوقیہ تھی۔ ایک اونٹ دس بکریوں کے برابر قرار دیا گیا تھا۔ اسی طرح بیان کیا گیا ہے اور بکریوں کے برابر ہے (اس کی تفصیل ابن سعد نے دی ہے)۔

محمد بن اسحاق نے بروایت محمد بن ابراہیم بن حارث تیمی بیان کیا ہے کہ کسی صحابی نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ نے عیینہ اور اقرع کو سو سو اونٹ دیئے اور جعیل بن سراقہ ضمری کو کچھ نہیں دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قسم ہے اس کی جس کے قبضے میں محمد کی جان ہے جعیل بن سراقہ روئے زمین کے عیینہ اور اقرع جیسے لوگوں سے بہتر ہے

متعلق [illegible] فرمایا [illegible] ان کی جماعت دست قدرت میں میری جان ہے اگر ہجرت نہ ہوتی تو میں بھی انصار کا ایک فرد ہوتا [illegible] لیکن بہتر ہے [illegible] ان لوگوں [illegible] ہے تاکہ میرے مسلمان [illegible] کے لئے [illegible] مسلم کے [illegible] (اس کا مطلب [illegible] اپنی جگہ سے لیتی ہے گا)

انصار سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا خطاب

مال غنیمت کی تقسیم کے بعد حضرت سعد بن عبادہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انصاریوں کا یہ قبیلہ آپ سے ناراض ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا بات ہے؟ حضرت سعد نے کہا مال غنیمت کی تقسیم کی وجہ سے۔ آپ نے اپنی قوم اور دوسرے عرب قبائل کو بڑے بڑے انعامات دیئے لیکن انصار کو کچھ نہیں دیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سعد تمہارا کیا خیال ہے؟ حضرت سعد نے کہا میں بھی اپنی قوم کا ایک فرد ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو پھر اپنی قوم کو اس احاطے کے اندر جمع کرو۔ حضرت سعد نے باہر جا کر لوگوں کو پکارنا شروع کیا اور سب کو جمع کر لیا۔ کچھ مہاجر بھی آ گئے۔ حضرت سعد نے ان کو اندر بیٹھنے کی اجازت دے دی لیکن دوسرے مہاجرین نے درخواست کی تو حضرت سعد نے ان کی درخواست رد کر دی۔ جب سب انصار آ گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور اللہ کی حمد و ثنا کے بعد فرمایا اے گروہ انصار! کیا میں تمہارے پاس (اس حال میں نہیں آیا) کہ تم گمراہ تھے اللہ نے تمہیں ہدایت دی، تم محتاج تھے اللہ نے تمہیں غنی کر دیا، تم دشمن تھے اللہ نے تمہارے دلوں کو جوڑ دیا۔ انصار نے عرض کیا بیشک ایسا ہی ہوا۔ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ہم پر بڑا احسان اور کرم ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے گروہ انصار تم (میری بات کا) جواب کیوں نہیں دیتے؟ انصار نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم کیا جواب دیں؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تم چاہتے تو کہہ سکتے تھے اور یہ بات سچی ہوتی اور تمہاری تصدیق بھی کی جاتی کہ آپ ہمارے پاس (جھٹلائے ہوئے) آئے تھے ہم نے آپ کی تصدیق کی [illegible] آپ کی مدد کی [illegible] ہم نے آپ کو پناہ دی [illegible]۔ انصار نے جواب دیا اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ہم پر بڑا احسان ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے یہ بات جو تمہاری طرف سے پہنچی ہے [illegible] حضور صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] کچھ [illegible] تمہارے [illegible] اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] نے کہا تھا کہ اللہ اپنے رسول کو معاف کرے وہ قریش کو دے رہے ہیں [illegible] ان کا خون [illegible] ہے تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا [illegible] صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] کا زمانہ کفر کا [illegible] ہے (اور ایمان [illegible]) مجھے [illegible] جاہلیت کے [illegible] لئے کہ ان کا [illegible] جاہلیت [illegible] ان کے دلوں [illegible] ایمان [illegible] اے گروہ انصار کیا تم اپنے دلوں میں دنیا کے [illegible] مسلمان ہوئے ہیں (ان) مسلمانوں کو جوڑنے کے لئے میں نے دے دیا [illegible] اسلام کے اعتماد پر چھوڑ دیا [illegible] کیا تم اس پر راضی نہیں ہو کہ لوگ اونٹ اور بکریاں لے کر جائیں اور تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو لے کر اپنے گھروں میں جاؤ [illegible] قسم ہے اس ذات کی جس کے دست قدرت میں محمد کی جان ہے [illegible] اگر سب لوگ ایک گھاٹی میں چلیں اور انصار دوسری گھاٹی میں تو میں انصار کی گھاٹی میں چلوں گا [illegible] اے اللہ انصار پر، انصار کی اولاد پر اور انصار کی اولاد کی اولاد پر رحمت فرما۔ انصار یہ تقریر سن کر اتنے روئے کہ ان کی داڑھیاں تر ہو گئیں اور کہنے لگے ہم اللہ اور اس کے رسول کے حصے پر راضی ہیں [illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] انصار [illegible] کے بعد [illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار [illegible] تم لوگ [illegible] کہ تم [illegible] حوض (کوثر) پر تمہاری مجھ سے ملاقات ہو گی۔

مالک کی کارروائیاں

قبائل ہوازن و ثقیف اور [illegible] کے لوگ مسلمان ہو گئے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مالک [illegible] ان کے پاس [illegible] حضور نے [illegible] مالک [illegible]

[illegible]

[illegible]

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ				
[illegible]				
فَلَا يَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ بَعْدَ				
[illegible]				
عَامِهِمْ هٰذَا ۚ				
[illegible]				

[illegible]

[illegible]

"بَعْدَ عَامِهِمْ هٰذَا" ان کے اس سال کے بعد یعنی اس سال کے بعد جس میں سورۃ توبہ نازل ہوئی اور حضرت ابوبکرؓ نے سب کو حج کرایا اور حضرت علیؓ نے ۹ قربان سے براءت کا اعلان کیا تھا یا ۹ھ کا ہے۔ (تفسیر مظہری)

خلیفۃ المسلمین حضرت عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ نے فرمان جاری کر دیا تھا کہ یہود و نصاریٰ کو مسلمانوں کی مسجدوں میں نہ آنے دو، اس منع کرنے میں آپ اسی آیت کی اتباع میں تھے۔ (تفسیر ابن کثیر)

اہل شام کا حضرت عمرؓ سے معاہدہ:

عبد الرحمن بن غنم الاشعری کہتے ہیں میں نے اپنے ہاتھ سے عہد نامہ لکھ کر حضرت عمرؓ کو دیا تھا کہ اہل شام کے فلاں فلاں شہری لوگوں کی طرف سے یہ معاہدہ ہے امیر المومنین حضرت عمرؓ سے کہ جب آپ کے لشکر ہم پر آئے ہم نے آپ سے اپنی جان، مال اور اہل و عیال کیلئے امن طلب کی ہم ان شرطوں پر وہ امن حاصل کرتے ہیں کہ ہم ان شہروں میں اور ان کے آس پاس کوئی گرجا گھر اور کوئی خانقاہ نیا نہیں بنائیں گے اور نہ ایسے کسی خرابی والے مکان کی اصلاح کریں گے اور جو مٹ چکے ہیں انہیں درست نہیں کریں گے ان میں اگر کوئی مسلمان مسافر اترنا چاہے تو روکیں گے نہیں خواہ دن ہو خواہ رات ہو ہم ان کے دروازے رہگزر اور مسافروں کے لئے کشادہ رکھیں گے اور جو مسلمان آئے ہم اس کی تین دن تک مہمانداری کریں گے ہم اپنے ان مکانوں یا رہائشی مکانوں وغیرہ میں کہیں کسی جاسوس کو نہ چھپائیں گے مسلمانوں سے کوئی دھوکہ فریب نہیں کریں گے اپنی اولاد کو قرآن نہ سکھائیں گے ہم میں سے کوئی اگر اسلام قبول کرنا چاہے ہم اسے ہرگز نہ روکیں گے مسلمانوں کی توقیر و عزت کریں گے ہماری جگہ اگر وہ بیٹھنا چاہیں تو ہم اٹھ کر انہیں جگہ دے دیں گے ہم مسلمانوں سے کسی چیز میں برابری نہ کریں گے نہ لباس میں نہ جوتی میں نہ مانگ نکالنے میں ہم ان کی زبان نہیں بولیں گے ان کی کنیتیں نہیں رکھیں گے نہ زین والے گھوڑے پر سواریاں کریں گے تلواریں نہ لٹکائیں گے نہ اپنے ساتھ رکھیں گے انگوٹھیوں پر عربی نقش کندہ نہ کرائیں گے شراب فروشی نہیں کریں گے اپنے سروں کے اگلے بالوں کو ترشوا دیں گے اور جہاں کہیں ہوں گے زنار ضرور ڈالے رہیں گے صلیب کا نشان اپنے گرجوں پر ظاہر نہیں کریں گے اپنی مذہبی کتابیں مسلمانوں کی گزرگاہوں اور بازاروں میں ظاہر نہیں کریں گے گرجوں میں ناقوس بلند آواز سے نہیں بجائیں گے نہ مسلمانوں کی موجودگی میں با آواز بلند اپنی مذہبی کتابیں پڑھیں گے نہ اپنے مذہبی شعار کو راستوں پر کریں گے نہ اپنے مردوں پر اونچی آواز سے ہائے وائے کریں گے نہ ان کے ساتھ مسلمانوں کے راستوں میں آگ لے کر جائیں گے مسلمانوں کے حصے میں آئے ہوئے غلام ہم نہ لیں گے مسلمانوں کی خیرخواہی ضرور کریں گے نہ ہی ان کے گھروں میں انہیں جھانکیں گے۔ جب یہ عہد نامہ حضرت فاروق اعظمؓ کی خدمت میں پیش ہوا تو آپ نے ایک شرط اور بھی اس میں بڑھوائی کہ ہم کسی مسلمان کو مارا پیٹا نہیں کریں گے یہ تمام شرطیں ہمیں قبول و منظور ہیں اور ہمارے سب ہم مذہب لوگوں کو۔ انہی شرطوں پر ہمیں امان ملی ہے اگر ان میں سے کسی ایک شرط کی بھی ہم خلاف ورزی کریں تو ہم سے آپ کا ذمہ الگ ہو جائے گا اور جو کچھ آپ اپنے دشمنوں اور مخالفوں سے کرتے ہیں ان تمام کے مستحق ہم بھی ہو جائیں گے۔ (تفسیر ابن کثیر)

قریب جانے سے منع کرنے کا مطلب:

امام اعظم ابوحنیفہؒ کے نزدیک آیت میں مشرکین کو مسجد حرام کے قریب جانے سے منع کرنے کا مطلب یہ ہے کہ آئندہ سال سے ان کو مشرکانہ طرز پر حج و عمرہ کرنے کی اجازت نہ ہوگی۔ اور دلیل یہ ہے کہ جس وقت موسم حج میں حضرت علی مرتضیٰؓ کے ذریعہ اعلان براءت کر دیا گیا تو اس میں اعلان اسی کا تھا کہ لا یحجن بعد العام مشرک، جس میں ظاہر کر دیا گیا تھا کہ اس سال کے بعد کوئی مشرک حج نہ کر سکے گا۔ (معارف القرآن)

نجاست کو دیکھنے کا نقصان:

حکماء نے لکھا ہے کہ نجاست کی طرف نظر کرنا ضعف بصر کا سبب ہے اسی طرح یہ بات کہا جا سکتا ہے کہ کفر اور شرک کی نجاست کی طرف نظر کرنا ضعف بصیرت کا سبب ہے۔ علماء کی اس پر تمام اولیاء و عارفین کا اجماع ہے۔ اور کتاب و سنت کے نصوص میں جو کافروں و فاسق کی صحبت و مجالست کی ممانعت آئی ہے اس کی وجہ بھی یہی ہے۔

کون سی نجاست مراد ہے:

جمہور علماء صحابہ اور فقہاء یہ کہتے ہیں کہ آیت میں نجاست سے اعتقادی نجاست مراد ہے اور بعض صحابہ و تابعین سے یہ مروی ہے کہ نجاست سے نجاست حسیہ اور ظاہریہ مراد ہے اور کفار اور مشرکین کلب اور خنزیر کی طرح نجس العین ہیں جو مشرک کو چھوئے اس پر وضو لازم ہے جیسا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

من صافح مشرکا فلیتوضأ (اخرجہ ابو الشیخ و ابن مردویہ)

جیسے حدیث میں مس ذکر سے وضو کا حکم آیا ہے اسی طرح مس کافر سے وضو کا حکم سمجھو۔

واخرج ابن مردویہ عن هشام بن عروة عن ابیه عن جده قال استقبل رسول الله صلی الله علیه وسلم جبریل علیه السلام فناوله یده فأبی ان یتناولها فقال یا جبریل ما منعک ان تأخذ

يهودي قال اتيك اصافحك يا يهودي فكرهت ان تمس يدي يدا قد مسحها يد كافر فدعا رسول الله صلى الله عليه وسلم بماء فتوضأ فناوله يده فصافحه ولهذا تفسير في مظهري صفحه ١٣٦ ج ٣ اور دیکھو روح المعانی صفحه نمبر ٧٨

جس کا یہ ہے کہ روایت مروی ہے اور مروی حضرت جابر سے کہ اول یہ ہوا کہ ایک مرتبہ راستہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جبریل امین سے ملاقات ہوگئی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جبریل سے مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھایا۔ جبریل امین نے ہاتھ بڑھانے سے انکار کیا اور عذر کیا کہ ابھی راستہ میں آپ نے ایک یہودی سے ہاتھ ملایا ہے اس لئے میں نے ناپسند کیا کہ اس ہاتھ سے ہاتھ ملاؤں جو کافر کے ہاتھ کو مس کر چکا ہے۔ آپ نے اسی وقت وضو کیلئے پانی منگایا اور وضو کر کے جبریل امین کی طرف ہاتھ بڑھایا اور جبریل امین نے فوراً مصافحہ کرلیا

مسئلہ: جمہور علماء کے نزدیک کفار کا مسجد میں آنا ممنوع ہے۔ مگر امام اعظم کے نزدیک بطور تغلب اور تسلط یا بطور اعزاز و اکرام مشرک کا مسجد میں آجانا جائز نہیں۔ اپنے مسلمان آقا کا غلام یا خادم یا کوئی ذمی کسی مسلمان کی اجازت سے ادب اور احترام کے ساتھ مسجد میں کسی ضرورت کی وجہ سے آجائے تو اس میں مضائقہ نہیں۔ ہاں کسی کافر اور مشرک کو بطور اعزاز و اکرام مسجد میں لاکر اونچی جگہ بٹھانا یا مسجد کے منبر پر تقریر کرانا بلاشبہ حرام ہے۔ (معارف کاندھلوی)

وَإِنْ خِفْتُمْ عَيْلَةً فَسَوْفَ يُغْنِيكُمُ اللَّهُ

اور اگر تم ڈرتے ہو فقر سے تو آئندہ غنی کر دیگا تم کو اللہ

مِنْ فَضْلِهِ إِنْ شَاءَ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ

اپنے فضل سے اگر چاہے بیشک اللہ سب کچھ جاننے والا

حَكِيمٌ (۲۸)

حکمت والا ہے

معاشی تنگی کی فکر نہ کرو: حج میں مشرکین کی آمد و رفت بند کر دینے سے مسلمانوں کو اندیشہ ہوا کہ تجارت وغیرہ کو بڑا نقصان پہنچے گا اور جو سامان تجارت یہ لوگ لاتے تھے وہ نہیں آئیگا۔ اس لئے تسلی کر دی گئی کہ اس سے مت گھبراؤ۔ تم کو تمام سامان اللہ کی مشیت پر موقوف ہے وہ چاہے گا تو تم کو غنی کر دے گا۔ چنانچہ یہی ہوا۔ خدا نے سارا ملک مسلمان کر دیا۔ مختلف بلاد اسلام سے تجارتی سامان آنے لگا۔ بارشیں خوب ہوئیں جس سے پیداوار بڑھ گئی۔ فتوحات ہوئیں تو تم نے خزانے کھول دیئے۔ اہل کتاب وغیرہ سے جزیئے وصول ہونے لگے۔ غرض مختلف طرح سے حق تعالیٰ نے اسباب غنا جمع کر دیئے۔ بیشک خدا کا کوئی حکم حکمت سے خالی نہیں۔ (تفسیر عثمانی)

معاشی خوشحالی کی صورتیں

عکرمہ نے کہا: جو بھی وعدہ اللہ نے ان کو غنی کر دینے کا کیا تھا اس کی صورت یہ ہوئی کہ بارش خوب ہوئی اور پیداوار کی کثرت ہوئی۔ مقاتل نے کہا اہل جدہ اور صنعاء اور جرش والے مسلمان ہوگئے اور بکثرت ضرورت کا سامان مکہ میں لانے لگے جس سے اہل مکہ کو فقر و فاقہ کا خوف نہیں رہا۔

ضحاک اور قتادہ نے کہا اللہ نے کافروں سے جزیہ لینا جائز کر دیا اور اس طرح مکہ کے مسلمانوں کو غنی کر دیا۔ (تفسیر مظہری)

قَاتِلُوا الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَلَا

لڑو ان لوگوں سے جو ایمان نہیں لاتے اللہ پر اور نہ

بِالْيَوْمِ الْآخِرِ وَلَا يُحَرِّمُونَ مَا حَرَّمَ

آخرت کے دن پر اور نہ حرام جانتے ہیں اس کو جس کو حرام کیا

اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَلَا يَدِينُونَ دِينَ الْحَقِّ

اللہ نے اور اس کے رسول نے اور نہ قبول کرتے ہیں دین سچا

مِنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ حَتَّى يُعْطُوا

ان لوگوں میں سے جو کہ اہل کتاب ہیں یہاں تک کہ

الْجِزْيَةَ عَنْ يَدٍ وَهُمْ صَاغِرُونَ (۲۹)

وہ جزیہ دیں اپنے ہاتھ سے ذلیل ہو کر

مشرکین کے بعد یہود و نصاریٰ کا معاملہ:

جب مشرکین کا قصہ ختم ہوگیا اور حج ۹ ہجری میں اعلان برأت کر دیا گیا تو حکم ہوا کہ اہل کتاب (یہود و نصاریٰ) کی قوت و شوکت توڑ دو۔ مشرکین سے تو جزیرۃ العرب کو پاک کرنا مقصود تھا لیکن یہود و نصاریٰ کے متعلق اس وقت صرف اتنی قدرت مقصود تھی کہ وہ اسلام کے مقابلہ کی جرأت نہ کریں اور اس کی اشاعت و ترقی کے راستہ میں حائل نہ ہوں۔ اس لئے اجازت دی گئی کہ اگر یہ لوگ ماتحت رعیت بن کر جزیہ دینا منظور کریں تو ان سے مقاتلہ ختم کر لو۔ پھر حکومت اسلامیہ ان کے جان و مال کی حفاظت کرے گی ورنہ ان کا علاج بھی وہی ہے جو مشرکین کا تھا (یعنی جہاد و قتال)۔ چونکہ یہ بھی اللہ اور یوم آخرت پر جیسا چاہئے ایمان نہیں رکھتے۔ خدا و رسول کے احکام کی کچھ پروا نہیں کرتے ...

[illegible]

[illegible]

مسئلہ [illegible]

مجوسیوں سے جزیہ لینا:

[illegible]

[illegible]

کیا ہندو اہل کتاب ہیں:

[illegible]

بربروں پر جزیہ وغیرہ:

[illegible]

[illegible] اپنے [illegible] آپ کے [illegible] ہیں۔

پھر [illegible] پرستوں کو [illegible] ظاہر ہوا [illegible]

[illegible] ان پر جزیہ مقرر کرنا بھی [illegible] ہونا چاہیے [illegible]

[illegible] (غنیمت کی) [illegible] میں تو قتل [illegible]

[illegible] سے [illegible] کی جگہ [illegible]

[illegible] کتابی سے [illegible] کتاب [illegible] ہے۔

لشکر اسلام کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایات

سلیمان بن بریدہ نے اپنے باپ کی روایت سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی کو کسی لشکر یا فوجی دستہ کا امیر بنا کر بھیجتے تھے تو خصوصیت کے ساتھ اسے اللہ سے ڈرنے اور ساتھ والے مسلمانوں سے بھلائی کرنے کی نصیحت فرماتے تھے پھر فرماتے تھے اللہ کا نام لے کر اللہ کی راہ میں جہاد کرو جو اللہ کے منکر ہیں ان سے قتال کرنا [illegible] نہ کرنا بد عہدی نہ کرنا [illegible] کسی بچے کو قتل نہ کرنا [illegible] دشمن سے [illegible] ہو تو ان کو تین باتوں کی دعوت دینا [illegible] ایک بات [illegible] بھی قبول کر لیں اور جنگ سے باز رہنا [illegible] ان کو [illegible] کی دعوت [illegible] ان سے جنگ [illegible] سے [illegible] بتانا کہ اگر تم ایسا کرو گے تو مہاجرین کی طرح ہو جاؤ گے [illegible] کو [illegible] دے گا۔ اگر وہ ہجرت کرنے سے انکار کریں تو [illegible] دیہاتی مسلمانوں کی صورت میں ان کا شمار ہوگا۔ [illegible] اہل اسلام پر [illegible] ہے [illegible] بغیر جہاد میں شرکت کئے ان کا کوئی حصہ نہ ہوگا۔ اگر وہ مسلمان ہونے سے انکار کریں تو ان سے جزیہ طلب کرنا [illegible] جنگ [illegible] اگر [illegible] سے بھی انکار کریں تو [illegible] مدد [illegible] سے قتال کرنا [illegible] (رواہ مسلم)

عربی کتابی سے جزیہ لینا

حضرت [illegible] کی روایت [illegible] ہے کہ عرب کتابی سے بھی جزیہ لیا جاتا ہے۔ حضرت [illegible] کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خالد بن ولید کو اکیدر [illegible] کی طرف بھیجا حضرت خالد [illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] اور [illegible] صلح [illegible]

[illegible] امام [illegible] نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عرب ہی [illegible] تھے اور قرآن بھی عرب کی زبان میں [illegible] اس لیے

عرب کے [illegible] بت پرستوں [illegible] اسلام کے [illegible] قبول نہیں [illegible] جائے گا۔ [illegible] حالت [illegible] خوبیوں سے واقف ہونے کے بعد [illegible] کے پاس [illegible] سے واقفیت کا کوئی عذر نہیں [illegible] کے سوا کسی کی طرف سے [illegible] قبول نہیں کیا جاتا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نصیحتیں

حضرت ابن عباس کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین باتوں کی نصیحت فرمائی تھی۔ فرمایا مشرکوں کو جزیرۂ عرب سے نکال دو اور (غیر ملکی) وفود کو ویسی ہی اجازت (داخلہ) دو جیسی میں [illegible] حضرت ابن عباس نے فرمایا تیسری بات یا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم خاموش رہے یا میں بھول گیا۔ متفق علیہ۔

حضرت جابر بن عبد اللہ راوی ہیں کہ حضرت عمر نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے تھے میں یہود و نصاریٰ کو جزیرۂ عرب سے ضرور نکال دوں گا یہاں تک کہ مسلمان کے سوا کسی کو یہاں نہیں چھوڑوں گا۔ (رواہ مسلم)

مذکورہ روایت امام احمد نے اپنی مسند میں نقل کی ہے۔ حضرت ابو عبیدہ بن جراح کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو آخری کلام کیا وہ یہ تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہودیوں [illegible] اور اہل نجران (عیسائیوں) کو جزیرۂ عرب سے نکال دو [illegible] یہ حدیث امام احمد بن حنبل نے نقل کی ہے۔

جزیہ کی مقدار۔ امام ابو حنیفہ کے نزدیک مقدار جزیہ کی تعیین [illegible] اور رضامندی سے ہوتی ہے۔ جتنی مقدار پر باہم طے ہو جائے [illegible] حد بندی نہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (نجران کے) نجرانیوں سے [illegible] ان کی رضامندی پر صلح فرمائی تھی۔

زمین کا [illegible] (عیسائی) یا مسلمان [illegible] (اگر [illegible] ہو گا) [illegible] بچوں کی [illegible] زمین کا [illegible] البتہ [illegible] (شخصی جزیہ) [illegible] ہوگا۔

[illegible] حضرت عمر نے [illegible] بن [illegible] نے [illegible] ۲۸ [illegible] کے خلاف [illegible] ابو یوسف نے کتاب الخراج میں [illegible]

[illegible] ہے کہ حضرت عمر نے عراق کی [illegible] جب [illegible] کی اراضی کا [illegible] تقسیم [illegible]

[illegible] حضرت [illegible] حضرت عبداللہ بن یاسر [illegible]

[illegible] حضرت عثمان بن [illegible] حنیف سے متعلق [illegible]

[illegible] حضرت عثمان بن حنیف [illegible] جریب [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

مسئلہ [illegible] امام ابوحنیفہ [illegible] امام احمد [illegible]

[illegible]

جزیہ کس چیز کا عوض ہے؟ [illegible] امام ابوحنیفہ [illegible] امام احمد [illegible]

[illegible]

[illegible]

ذمی لوگوں اور معاہدوں کا حکم:

[illegible]

[illegible]

[illegible] حضور صلی اللہ علیہ وسلم [illegible]

دنیا میں لوگوں کو عذاب دیں گے اللہ قیامت کے دن ان کو عذاب دے گا۔ اس کے بعد آپ نے حکم دیا اور ان کو رہا کر دیا گیا۔

ابو یوسف نے فرمایا مجھ سے ایک بزرگ شیخ نے مرفوع حدیث بیان کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبداللہ بن ارقم کو ذمیوں سے جزیہ وصول کرنے کی خدمت پر مامور فرمایا جب عبداللہ نے جانے کیلئے پشت پھیری تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو پکار کر فرمایا سن لو جو شخص کسی معاہد پر ظلم کرے گا یا اس کی ناقابل برداشت کام پر مجبور کرے گا یا اس کی کوئی شے یا اس کی کوئی چیز اس کی خوشی کے بغیر لے گا تو قیامت کے دن اس کی طرف سے جھگڑا کرنے والا میں ہوں گا۔ اس حدیث سے امام احمد کے مسلک کی تائید ہوتی ہے کہ مقدار جزیہ کی تعیین امام کی رائے پر موقوف ہے امام کو چاہیے کہ ذمی کی طاقت کا لحاظ رکھے برداشت سے زائد کی اس کو تکلیف نہ دے۔

مسئلہ: اگر کسی ذمی کافر کے معاہدہ کو ایک سال پورا ہو گیا اور اس نے جزیہ ادا نہیں کیا اور پھر مسلمان ہو گیا تو امام شافعی کے نزدیک اس سے پچھلے گزشتہ سال کا جزیہ لیا جائے گا (اسلام سے واجب الادا جزیہ ساقط نہ ہوگا) کیونکہ جزیہ کافر کے امان اور اسلام میں رہنے کی اجرت ہے۔

امام ابو یوسف نے کتاب الخراج میں لکھا ہے کہ مجھ سے کوفہ کے ایک بڑے عالم نے بیان کیا کہ عمر بن عبدالعزیز نے عبدالحمید بن عبدالرحمن کو لکھ کر بھیجا (تحریر کا مفہوم یہ ہے) تم نے مجھ سے تحریراً دریافت کیا ہے کہ حیرہ کے رہنے والے یہودی اور عیسائی اور مجوسی جو مسلمان ہو جاتے ہیں اور حالت کفر کا ایک بڑا جزیہ ان کے ذمے باقی ہوتا ہے اس جزیہ کا کیا کیا جائے تمہارا مقصد یہ ہے کہ سابق جزیہ ان سے وصول کیا جائے تم کو معلوم ہونا چاہیے کہ اللہ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اسلام کی دعوت دینے کیلئے بھیجا تھا جزیہ جمع کرنے کے لیے نہیں بھیجا تھا اس لیے ان مذاہب والوں میں سے جو مسلمان ہو جائے اس کے مال پر زکوٰۃ واجب ہوگی۔ اس پر جزیہ نہیں (یعنی سابق جزیہ جو اس پر واجب الادا تھا وہ معاف ہو جائیگا)

مسئلہ: امام ابوحنیفہ کے نزدیک سال شروع ہوتے ہی پورے سال کا جزیہ ادا کرنا واجب ہو جاتا ہے امام مالک کا قول بھی ایک روایت میں یہی آیا ہے یہ ذمیت کا معاہدہ ہونے کے بعد سال بھر کا جزیہ ادا کرنا لازم ہے۔

مسئلہ: اگر دو سال یا چند سال سے زیادہ مدت کا جزیہ ذمی نے ادا نہیں کیا تو امام ابوحنیفہ اور امام احمد کے نزدیک تداخل ہو جاتا ہے پچھلا نہیں صرف ایک سال کا جزیہ لیا جائے گا۔ (تفسیر مظہری)

مسئلہ: بچوں، پاگلوں اور عورتوں پر جزیہ واجب نہیں یہ قول متفق علیہ ہے بچے اور پاگل کسی جماعت میں ہی نہیں ہیں۔ امام ابو یوسف نے کتاب الخراج میں لکھا ہے کہ مجھ سے عبیداللہ نے نافع کی روایت سے اسلم کا قول نقل کیا ہے کہ حضرت عمر نے (اپنے عمال کو لکھا تھا) کہ تم ان لوگوں سے جزیہ لیا کرو عورتوں اور بچوں سے نہ لینا اور جزیہ بھی صرف چار درہم یا چالیس درہم (فی کس سالانہ) اہل تنگی سے نہ لینا۔

بیہقی نے بروایت زید بن اسلم، زید کے باپ کا بیان نقل کیا ہے کہ حضرت عمر نے فوجی کمانڈروں کو لکھ بھیجا تھا کہ جزیہ صرف بالغوں پر مقرر کرنا۔ حضرت عمر عورتوں اور بچوں پر جزیہ مقرر نہیں کرتے تھے دوسری روایت میں آیا ہے کہ حضرت عمر نے لکھا تھا عورتوں اور بچوں پر جزیہ مقرر نہ کرنا۔

مسئلہ: غلام پر جزیہ نہیں خواہ خالص غلام ہو یا مکاتب یا مدبر یا ام ولد کا بیٹا (مکاتب وہ غلام ہے جس کو آقا نے یہ لکھ دیا ہو کہ اتنی رقم تم ادا کردو گے تو آزاد ہو جاؤ گے۔ مدبر وہ غلام ہے جس سے آقا نے کہہ دیا کہ میرے مرنے کے بعد تو آزاد ہے۔ ام ولد وہ باندی ہے جس کے بطن سے آقا کی کوئی اولاد پیدا ہو جائے اس باندی کو بیچنا جائز نہیں، اس کا بیٹا اگرچہ اس کے آقا کا بیٹا ہوتا ہے مگر باندی کا بچہ ہوتا ہے) کیونکہ غلام کسی طرح کا غلام ہو کوئی مال اپنا نہیں ہوتا آقا کا ہوتا ہے اور ان کے آقاؤں پر غلاموں کے عوض کا یوں جزیہ نہیں کہ غلاموں کی وجہ سے ان پر جزیہ کا بوجھ پہلے ہی زیادہ ہوتا ہے۔

مسئلہ: اگر کوئی جزیہ ادا کرنے یا اسلام کے کسی حکم کو ماننے سے انکار کر دے یا کسی مسلمان کو قتل کر دے یا مسلمانوں سے جنگ کرنے کیلئے لوگوں کو جمع کرے یا کسی مسلمان عورت سے زنا کرے یعنی نکاح (کے فریب) سے کسی مسلمان عورت سے قربت کرے یا کسی مسلمان کو اسلام کی طرف سے برگشتہ کرے یا مسلمانوں کو راستہ میں لوٹ لے اور رہزنی کرے یا مشرکوں کیلئے جاسوسی کرے یا مسلمانوں کے خلاف کافروں کی راہنمائی کرے یا کافروں کو مسلمانوں کی خبریں پہنچائے اور مسلمانوں کے رازوں سے ان کو واقف کرے تو ظاہر روایت میں ہے کہ امام احمد کے نزدیک ایسے ذمی کا معاہدہ توڑ دیا جائے گا اور وہ ذمی نہیں رہے گا۔ عبدالرزاق نے بروایت ابن جریج بیان کیا ہے کہ ایک یہودی نے ایک مسلمان عورت پر دست درازی کی تو حضرت ابوعبیدہ بن جراح اور حضرت ابوہریرہ نے اس کو قتل کر دیا۔

بیہقی نے شعبی کی روایت سے سوید بن غفلہ کا قول نقل کیا ہے سوید کا بیان ہے ہم حضرت عمر کے پاس موجود تھے اور امیر المومنین اس زمانہ میں شام میں تھے اچانک ایک نبطی شخص فریاد کرتا آیا کسی نے اس کو مارا تھا اور وہ چیخ رہا تھا حضرت عمر نے صہیب سے فرمایا جاؤ دیکھو یہ حرکت کس نے کی صہیب نے جا کر دیکھا تو مارنے والے عوف بن مالک اشجعی تھے عوف کو لے کر صہیب امیر المومنین کے پاس آئے عوف نے کہا ایک مسلمان عورت (گدھے پر سوار جا رہی تھی اس) کو گدھے سے گرانے کیلئے اس شخص نے گدھے کو مارا لیکن جب عورت گدھے سے نہیں گری تو اس نے دھکا دے کر عورت کو گدھے سے گرا دیا اور اس پر چڑھ گیا اس لئے میں نے اس کے ساتھ

سوال کیا جو آپ کے سامنے ہے حضرت عمرؓ نے (اس شخص کی طرف خطاب کرتے ہوئے) فرمایا اس شرط پر تو ہم نے تم سے معاہدہ نہیں کیا ہے اس کے بعد آپ کے حکم سے اس شخص کو صلیب پر چڑھا دیا گیا۔ پھر حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دیئے ہوئے ذمے کو پورا کرے لیکن جو شخص ان میں سے کسی حرکت کرے اس کی ذمہ داری نہیں رہتی۔

ایک روایت میں امام احمدؒ کا قول ہے کہ معاہدہ صرف اس وقت ٹوٹ جاتا ہے کہ ذمی دار الحرب سے جا ملے یا اسلام سے انکار کرنے سے انکار کر دے۔

امام ابو حنیفہؒ نے فرمایا صرف اس صورت میں معاہدہ ٹوٹ سکتا ہے کہ ذمی دار الحرب سے جا ملے یا جنگ پر کوئی فوجی طاقت ہو جس کی وجہ سے وہ دار الاسلام کے کسی حصہ پر قبضہ کر لیں۔ ان دونوں صورتوں میں وہ حربی ہو جائے گا اس کے علاوہ کسی صورت میں معاہدہ نہیں توڑا جا سکتا کیونکہ مسلمانوں کو قتال سے باز رکھنے کی غرض سے قتل کرنے کی ممانعت اس بنیاد پر ہوتی ہے کہ کافر اس نے جزیہ ادا کر دینے ہیں اور جزیہ دیا ہے اور ہم لوگ مان لیتے ہیں (اس کے بعد ادا بھی کرتے ہیں یا نہیں یہ دوسری بات ہے) جزیہ ادا کرنا معاہدہ کی بنیاد نہیں ہے اب اگر کوئی ذمی جزیہ نہیں دیتا اور اس کے پاس فوجی قوت بھی نہیں ہے تو اس سے کا اعتبار نہیں (ہم اس کی دوبارہ حربی نہیں کر سکتے) اور مسلمین اس کو بزور اس کی سزا بھی دے سکتے ہیں۔

مسئلہ: اللہ کی شان میں نازیبا الفاظ کہنے یا قرآن مجید یا دین اسلام کے متعلق نامناسب کلمات کہنے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کی بابت گستاخی کا مرتکب ہونے سے علماء احناف کے نزدیک معاہدہ نہیں ٹوٹ جاتا ہے خواہ معاہدہ کے وقت اس شرط کا ذکر ہو یا نہ ہوا ہو)

کچھ یہودی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو انہوں نے کہا السام علیک (آپ پر ہلاکت ہو) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا وعلیکم (اور تم پر بھی) حضرت عائشہؓ یہودیوں کے الفاظ (اور مطلب) سمجھ گئیں آپ نے جوابا یہودیوں کو جواب دیا و علیکم السام و اللعنۃ (تم پر ہلاکت اور لعنت ہو) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ جواب سن کر فرمایا نرمی کرو اللہ تعالیٰ ہر کام میں نرمی کو پسند فرماتا ہے حضرت عائشہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا آپ نے ان کا قول نہیں سنا فرمایا میں نے بھی تو علیکم کہہ دیا۔ بعض روایات میں علیکم بغیر واو کے آیا ہے۔ (بخاری شریف)

شاتم رسول کی سزا: قاضی عیاض امام اعظمؒ کا مسلک یہ نقل ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دینے والا کوئی بھی ہو ذمی ہو یا کافر بہر حال اس کو قتل کر دیا جائے گا اس کی توبہ بھی قبول نہ کی جائے گی اس کا مطلب صاف ہے کہ رسول اللہ کی شان میں بیہودہ کلمات کہنے سے معاہدہ ختم ہو جاتا ہے لیکن امام ابو یوسف کی روایت سے بھی ہوتی ہے۔

اہل نجران سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا معاہدہ

جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل نجران کے ساتھ ایک معاہدہ فرمایا کہ ان کی ہر قسم کی جان مال سے حفاظت ہو گی اور جزیہ طے ہونے پر معاہدہ ہو گیا دو کپڑوں کے جوڑے سالانہ دیں گے ہر جوڑا ایک تہبند اور ایک چادر پر مشتمل قیمت کا اندازہ بھی یہ طے کر دیا گیا تھا کہ ایک اوقیہ چاندی کی قیمت کا جوڑا اور قریب چالیس درہم بھی اور ...ان کے معاہدے سے تحریر کیا سار... کیا ... ہوتی ہے۔

بنی تغلب سے معاہدہ:

اسی طرح نصرانی بنی تغلب سے حضرت فاروق اعظمؓ کا اس پر معاہدہ ہوا کہ ان کا جزیہ اسلامی زکوٰۃ کے حساب سے وصول کیا جائے مگر دوگنا ہو گا۔

مفتوحہ علاقے کے باشندوں کا جزیہ:

اور اگر مسلمانوں نے کسی ملک کو جنگ کے ذریعہ فتح کیا اور وہاں کے باشندوں کی جائیدادوں زمینوں کی ملکیت پر برقرار رکھا اور وہ جزیہ دے کر رہنے پر رضامند ہو گئے تو ان سے جزیہ کی مقدار شرح یہ ہو گی حضرت فاروق اعظمؓ نے اپنے عہد خلافت میں نافذ فرمائی کہ دولت مند سے چار درہم اور متوسط الحال سے اس کا نصف یعنی دو درہم اور غریب سے جو تندرست اور محنت مزدوری یا صنعت و حرفت وغیرہ کے ذریعہ کماتا ہو سال بھر میں ایک درہم ماہوار لیا جائے یا ان کی قیمت لی جائے اور جزیہ اہل عقل یا بالغ باشندوں سے لیا جائے۔ اسی طرح عورتوں بچوں اور بوڑھوں سے ان کے ... اللہ یا ذمی ... سے مستثنیٰ لیا جائے گا ... (مشکوٰۃ)

جزیہ و خراج: جزیہ اس مال اور محصول کو کہتے ہیں جو کافروں نے اپنی جان کی امان پر لگایا جاتا ہے اور خراج اس محصول کو کہتے ہیں جو کافر کی زمینوں پر لگایا جائے۔ ... مستحق ہیں جزیہ قتل کی جزاء اور بدلہ ہے کہ تم مستحق قتل کے تھے لیکن تمہارے ساتھ یہ رعایت کی گئی کہ تمہاری جان بخشی کر دی گئی اور دار الاسلام میں تم کو امن کے ساتھ رہنے کی اجازت دے دی گئی تم کو قتل کیا جائے یا ... غلام بنا لیا جائے جیسے دیت سے قصاص ساقط ہو جاتا ہے۔ اسی طرح جزیہ سے قتل اور استرقاق ساقط ہو جاتا ہے ...

فقہاء کرام کی یہ کثرت سے یہ بات ہے کہ جزیہ قتل کی جزاء اور عوض ہے حفاظت جان اور ... نہیں اس لئے کہ جزیہ صرف ان پر واجب ہوتا ہے جو ... جنگ کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں عورت اور بچے اور مجنون اور تارک الدنیا اور معذور پر جزیہ نہیں حالانکہ حفاظت ان کی بھی کی جاتی ہے۔ اور باوجود عذر کے ...

وَقَالَتِ الْيَهُودُ عُزَيْرٌ ابْنُ اللَّهِ

وَقَالَتِ النَّصَارَى الْمَسِيحُ ابْنُ اللَّهِ

ذَٰلِكَ قَوْلُهُم بِأَفْوَاهِهِمْ يُضَاهِئُونَ

قَوْلَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِن قَبْلُ

یہودیوں نے حضرت عزیر کو اللہ کا بیٹا کیسے بنایا

عیسائیوں نے ابنیت کا عقیدہ کیسے اختیار کیا۔

وقالت النصری المسیح ابن اللہ [illegible]

[illegible]

قَاتَلَهُمُ اللّٰهُ ۚ اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ

[illegible]

اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا

[illegible]

مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

وَالْمَسِيحَ ابْنَ مَرْيَمَ وَمَا أُمِرُوا إِلَّا

اور مسیح ابن مریم کو بھی حالانکہ ان کو حکم یہی ہوا تھا کہ

لِيَعْبُدُوا إِلَٰهًا وَاحِدًا ۖ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ

بندگی کریں ایک معبود کی کسی کی بندگی نہیں سوائے اس کے وہ

سُبْحَانَهُ عَمَّا يُشْرِكُونَ ۞ يُرِيدُونَ

پاک ہے ان کے شریک بتانے سے چاہتے ہیں

أَن يُطْفِئُوا نُورَ اللَّهِ بِأَفْوَاهِهِمْ وَيَأْبَى

کہ بجھا دیں روشنی اللہ کی اپنے منہ سے اور اللہ نہ رہے گا

اللَّهُ إِلَّا أَن يُتِمَّ نُورَهُ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ

بدون پورا کئے اپنی روشنی کے اور پڑے برا مانیں کافر

پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

[illegible]

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تین پیشین گوئیاں

[illegible]

[illegible]

هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَىٰ

اسی نے بھیجا اپنا رسول ہدایت

وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ

اور سچا دین دے کر تاکہ اس کو غالب کرے ہر دین پر

وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُونَ

اور پڑے برا مانیں مشرک

اسلام کا ہمہ جہتی غلبہ

[illegible]

اقتدار سے دور ہی وقت حاصل ہو سکے اور ہو گا جبکہ مسلمان اصول اسلام کے پوری طرح پابند اور ایمان و تقویٰ کی راہوں میں مضبوط اور جہاد فی سبیل اللہ میں ثابت قدم تھے تو آگے وہ ہو گئے۔ اور یہ دین حق غالب ہو گا۔ مکمل غلبہ کا مطلب یہ ہے کہ باطل [illegible] سے [illegible] نزول مسیح علیہ السلام کے بعد قریب قیامت کے ہو گا۔ [illegible] (تفسیر عثمانی)

ایمانداروں کا خاتمہ قیامت کی علامت ہے:

مسلم نے حضرت عائشہؓ کی روایت سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رات دن ختم نہیں ہوں گے یہاں تک کہ لات و عزیٰ کی پوجا ہونے لگے گی۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آیت **هُوَ الَّذِیْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ كُلِّهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ** کے نزول کے بعد تو یہ اقبال [illegible] (آیت کی تکمیل [illegible] ہو گا) فرمایا یہ (اسلام کا غلبہ) اتنا ہو گا جب تک اللہ چاہے گا پھر اللہ ایک پاکیزہ ہوا چلائے گا جس سے ہر وہ شخص مر جائے گا جس کے دل میں رائی کے دانہ کے برابر بھی ایمان ہو گا۔ پھر صرف وہی لوگ باقی رہ جائیں گے جن میں کوئی خیر نہ ہو گی پھر وہ اپنے باپ دادا کے مذہب (شرک) کی طرف لوٹ جائیں گے۔

دو بڑی سلطنتیں: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ بعثت میں دو بڑی سلطنتیں تھیں ایک ایران کی اور دوسری روم کی۔ ان دونوں سلطنتوں کی عظمت و شوکت نے تمام دنیا کو گھیر رکھا تھا۔ [illegible] آیت کے نزول کے وقت کسریٰ شاہ ایران مذہباً مجوسی تھا اور قیصر روم مذہباً عیسائی تھا۔ دنیا میں عیسائیت اور مجوسیت یہی دو مذہب سب سے طاقتور تھے جن کو کسریٰ اور قیصر کی سرپرستی حاصل تھی اور انہی کا دین تمام ایران پر غالب تھا۔ [illegible] عَلَی الدِّیْنِ كُلِّهٖ [illegible] مطلب [illegible] مجوسیت [illegible] اور عیسائی [illegible] اللہ کی طرف سے [illegible] ہوئی جس کے [illegible] دین اسلام [illegible] غالب ہو کر رہے گا۔

چنانچہ حضرت [illegible] خلافت [illegible] ہے۔
یہ [illegible] حضرت [illegible] کا [illegible] ہے۔
([illegible])

قیصر و کسریٰ کی شکست: حضرت عمرؓ کے زمانے میں جب سلطنت قیصر مغلوب ہوئی [illegible] فتوحات [illegible] مغلوب ہو گئیں [illegible] ترکستان [illegible] انگلستان [illegible] قیصر [illegible] تھیں۔ اور

حضرت عثمانؓ کے زمانہ میں سلطنت کسریٰ کا نام و نشان مٹ گیا [illegible] کسریٰ [illegible] اور مغرب کی جانب بھی اسلامی سلطنت کی حدود اندلس اور قیروان اور بحر محیط تک پہنچ گئیں اور مشرق میں چین تک پہنچیں اور مشرق و مغرب [illegible] اس طرح اللہ تعالیٰ نے اپنے دین کو تمام دینوں پر غالب کیا اور اپنا وعدہ پورا فرمایا۔

شیعوں کی پریشانی: شیعہ اس آیت کی تفسیر میں بہت حیران اور پریشان ہیں کیونکہ [illegible] خلفاء [illegible] کا [illegible] تو وہ کہتے ہیں کہ یہ پیشین گوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے [illegible] مہدی کے وقت [illegible] پوری ہو گی۔

اس کتاب الحجۃ میں امام رضا سے منقول ہے [illegible] رسول الله صلى الله عليه وسلم [illegible] فى وقت يوم معلوم وهو خروج القائم [illegible] خروج القائم فليس [illegible] صلى الله عليه وسلم [illegible] كذلك [illegible]

الغرض شیعوں کے نزدیک یہ آیت [illegible] امام مہدی [illegible] تو حضرات شیعہ [illegible] کا [illegible] ہے۔

[illegible] شیعوں [illegible] آپ [illegible] جب [illegible] ہجرت کا حکم [illegible] **اِنَّ اَرْضِیْ وَاسِعَةٌ فَاِیَّایَ فَاعْبُدُوْنِ** [illegible] چلے جاؤ [illegible]

شیعوں کے نزدیک [illegible] ہجرت واجب کی [illegible] کو چھوڑ کر نہیں چلے جاتے [illegible] ہجرت [illegible]

ہم [illegible] اہل بیت کا عقیدہ یہ ہے کہ [illegible] حضرت علی کرم اللہ وجہہ [illegible] تقیہ [illegible] شجاعت تھے صاحب کرامت [illegible] کرامت [illegible] تقیہ کی کیا ضرورت تھی [illegible] مسلمہ [illegible] حضرت امیر [illegible] ساتھ [illegible] صورت [illegible] خلافت [illegible] تک [illegible] اور جب ابوبکر و عمر [illegible] چلے گئے [illegible] حضرت ابوبکر و عمر کی افضلیت اور منقبت کو بیان فرماتے تھے۔

[illegible] اگر حضرت امیر نے ابوبکر و عمر کے ساتھ تقیہ کیا تو [illegible] سے

[illegible]

[illegible]

ائمہ مجتہدین کا اتباع

[illegible]

حضرت علیؓ کی تنبیہ سے براءت

[illegible]

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّ كَثِيرًا مِنَ الْأَحْبَارِ

وَالرُّهْبَانِ لَيَأْكُلُونَ أَمْوَالَ النَّاسِ

بِالْبَاطِلِ وَيَصُدُّونَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ

دنیا پرست علماء و مشائخ

[illegible]

وَالَّذِينَ يَكْنِزُونَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ

وَلَا يُنْفِقُونَهَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَبَشِّرْهُمْ

بِعَذَابٍ أَلِيمٍ

سرمایہ پرستوں کا انجام

[illegible]

[illegible]

زیادہ ثواب والا دینار

[illegible]

سرمایہ پرستی سے بچنے کی دعاء

[illegible]

میں گئے، خلافت فاروقی میں بھی یہیں رہے۔ پھر آپ یہاں چلے آئے۔ میں جب مدینے پہنچا تو دیکھا کہ چاروں طرف سے مجھے لوگوں نے گھیر لیا اس طرح بھیڑ لگ گئی کہ گویا انہوں نے اس سے پہلے مجھے دیکھا ہی نہ تھا۔ غرض میں مدینہ شریف میں ٹھہرا لیکن لوگوں کی آمد و رفت سے تنگ آ گیا۔ آخر میں نے (حضرت) عثمان رضی اللہ عنہ سے شکایت کی تو آپ نے مجھے فرمایا کہ تم مدینہ شریف کے قریب کسی صحرا میں چلے جاؤ میں نے اس حکم کی بھی تعمیل کی۔ (...)

تحقیق یہ کہ وہ جو کچھ کماتا تھا اسے ہرگز کہیں جوڑ نہ رکھتا۔ آپ کا یہ خیال تھا کہ بال بچوں کے کھانے کے بعد جو بچ رہے اسے جمع کر رکھنا حرام ہے۔ اسی کا آپ فتویٰ دیتے تھے اور اسی بات کو لوگوں میں پھیلاتے تھے اور لوگوں کو بھی اس پر آمادہ کرتے تھے اسی کا حکم دیتے تھے اور اس کے خلاف لوگوں پر بڑی سختی کرتے تھے۔ حضرت معاویہ نے آپ کو روکنا چاہا کہ کہیں لوگوں میں یہ ضرر نہ پھیل جائے لیکن وہ نہ مانے تو آپ نے خلیفہ سے شکایت کی امیر المومنین نے انہیں بلا کر ربذہ میں تنہا رہنے کا حکم دے دیا۔ آپ وہیں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت میں ہی رحلت فرما گئے۔ حضرت معاویہ نے بطور امتحان ایک مرتبہ ان کے پاس ایک ہزار اشرفیاں بھجوائیں آپ نے شام سے پہلے ہی پہلے سب ادھر ادھر راہ خدا خرچ کر ڈالیں۔ شام کو وہی صاحب جو انہیں دے گئے تھے وہ آئے اور کہا کہ مجھ سے غلطی ہوئی امیر معاویہ نے وہ اشرفیاں اور صاحب کے لئے بھجوائی تھیں میں نے غلطی سے آپ کو دے دیں وہ واپس کیجئے۔ آپ نے فرمایا افسوس ہے میرے پاس تو اب ان میں سے ایک پائی بھی نہیں اچھا جب میرا مال آ جائے گا تو آپ کی اشرفیاں واپس کر دوں گا۔

ایک مرتبہ حضرت ابو ذر کو ان کا حصہ ملا آپ کی لونڈی نے اسی وقت ضروریات کی اشیاء خریدنا شروع کیں۔ سامان کی خریداری کے بعد سات بچ رہے حکم دیا کہ اس کے فلوس لے لو۔ (تفسیر ابن کثیر)

زکوٰۃ دینے کے بعد مال کنز نہیں:

حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس مال کی زکوٰۃ ادا کر دی جائے وہ کنز نہیں (ابو داؤد، احمد وغیرہ) (...)

يَوْمَ يُحْمٰى عَلَيْهَا فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكْوٰى
جس دن کہ تپایا جائے گا اس مال پر دوزخ کی آگ میں پھر داغی جائیں گی
بِهَا جِبَاهُهُمْ وَجُنُوْبُهُمْ وَظُهُوْرُهُمْ
اس سے ان کی پیشانیاں اور کروٹیں اور پیٹھیں (کہا جائے گا)

هٰذَا مَا كَنَزْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ فَذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ
یہ ہے جو تم نے گاڑ کر رکھا تھا اپنے واسطے اب مزہ چکھو اپنے
تَكْنِزُوْنَ ﴿۳۵﴾
گاڑنے کا

بخیل مالدار کی سزا: بخیل دولت مند سے جب خدا کے راستہ میں خرچ کرنے کو کہا جاتا ہے تو اس کی پیشانی پر بل پڑ جاتے ہیں۔ پھر اگر کوئی زیادہ اصرار کرے تو کروٹ بدل لیتا ہے اور پھر بھی جان نہ چھوٹے تو پیٹھ پھیر کر چل دیتا ہے۔ اس لئے سزا بھی ایسی ہوئی کہ ان ہی تین عضووں (پیشانی، پہلو، پیٹھ) پر داغ دیئے جائیں گے ... (موضح القرآن)

مال کا حق ادا نہ کرنے کی سزا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو سونے چاندی کا مالک اس کا حق (زکوٰۃ) ادا نہ کرے گا قیامت کے دن اس سونے چاندی سے اس کے لئے آگ کی تختیاں بنائی جائیں گی۔ دوزخ کی آگ میں ان کو دہکا کر اس شخص کے پہلو، پیشانی اور پشت پر داغ لگائے جائیں گے۔ جب وہ ٹھنڈی پڑ جائیں گی تو دوبارہ تپا کر داغ لگائے جائیں گے اور یہ عذاب (پورے) اس دن میں ہو گا جس کی مقدار پچاس ہزار برس ہو گی۔ پھر جب بندوں کا فیصلہ ہو چکے گا تو اس شخص کو اس کا راستہ بتا دیا جائے گا جنت کی طرف یا دوزخ کی طرف۔ عرض کیا گیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اونٹوں کا کیا حکم ہے؟ فرمایا جو اونٹوں والا ان کا حق (یعنی زکوٰۃ) ادا نہ کرے گا اور یہ بھی حق ہے کہ ان کو پانی پلانے کے دن ان کا دودھ دوہ کر مسکینوں کو دیا جائے ... قیامت کے دن ایک ہموار میدان میں اونٹوں کے سامنے اس کو منہ کے بل گرا دیا جائے گا جب سب موجود ہوں گے ایک بچہ بھی کم نہ ہو گا، یہ اونٹ اس کو اپنے پاؤں (یعنی کھروں) سے روندیں گے اور منہ سے کاٹیں گے۔ اگلا حصہ جب (روند کر) چلا جائے گا تو پچھلا حصہ پھر (روندنے کیلئے) لوٹ پڑے گا (یعنی روندنے کا سلسلہ نہ ٹوٹے گا) اسی دن (پورے عذاب) ہو گا جس کی مقدار پچاس ہزار برس ہو گی۔ آخر جب بندوں کا فیصلہ ہو چکے گا تو اس کو اس کا راستہ بتا دیا جائے گا جنت کی طرف یا دوزخ کی طرف۔ عرض کیا گیا کہ گائے بکریوں کا کیا حکم ہے؟ فرمایا ان کا مالک اگر حق ادا نہ کرے گا تو ہموار میدان میں ان جانوروں کے سامنے اس کو منہ کے بل گرا دیا جائے گا سب جانور موجود ہوں گے کوئی کم نہ ہو گا۔ ان میں کوئی مڑے ہوئے سینگ والی، بے سینگ یا ٹوٹے ہوئے سینگ والی نہ ہو گی۔ سب

گے بیشک لوگ دوبارہ آگے کی طرف نہیں ہٹیں گے) یہ تمام امور اس شخص کو پتہ چلیں گے جو اس سے پہلے ہو چکے اور جو اس سے بعد ہوں گے اول حصہ گزر چکا ہے گو اور پچھلا حصہ ابھی باقی ہے کہ آخری مرحلہ ہے پس عذاب اس (قیامت) سے کچھ دور ہے جس کی مقدار پچاس ہزار برس ہوگی تو قریب ہو گی کہ فیصلہ ہو چکے کا تو اس دن کا راستہ تھا پایا جائے گا جنت یا دوزخ کی طرف (مسلم)

یہ حدیث گویا آیت کی تفسیر ہے اس میں اس امر کی صراحت ہے کہ دو خوشی کو ترتیب دیا گیا ہے۔ گو اس سے مراد حضرت حسن کی زکوٰۃ الاشتباہ کی (مظہری)

إِنَّ عِدَّةَ الشُّهُورِ عِنْدَ اللَّهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا
مہینوں کی گنتی اللہ کے نزدیک بارہ مہینے ہیں
فِي كِتَابِ اللَّهِ يَوْمَ خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ
اللہ کے حکم میں جس دن اس نے پیدا کئے تھے آسمان اور زمین
مِنْهَا أَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ذَٰلِكَ الدِّينُ الْقَيِّمُ
ان میں چار مہینے ہیں ادب کے یہی ہے سیدھا دین

اہل کتاب اور مشرکین میں مشابہت

پہلے سے قوله و یہود نے عزیر کو ابن اللہ کہا ہے گذشتہ آیات میں مشرکین کے مقابل اہل کتاب (یہود و نصاریٰ) سے جہاد کرنے کا حکم دیا۔ پھر ان کے کفر کے فروعات بتایا کہ ان کے عقائد اور طور طریقے بھی مشرکین سے ملتے جلتے ہیں۔ ان کا عزیر اور مسیح کو خدا کا بیٹا کہنا ویسا ہی ہے جیسے مشرکین "ملائکہ" کو خدا کی بیٹیاں کہتے تھے، اور نصاریٰ میں "ابن اللہ" کا عقیدہ مشرکین کی تقلید سے آیا ہے۔ وہ قرآن کی تفسیر کا یہ دعویٰ ہے کہ انہوں نے مسیح روح القدس کو خدا کہا تھا لیکن بعد کو جو لوگ آئے کتاب کے عباد و رہبان کے ساتھ اطاعت میں ان کا درجہ بڑھا دیا۔ یعنی احبار و رہبان و مشائخ سے گویا ان کا اصول تھا کہ جس چیز کو وہ حلال یا حرام کر دیتے۔ اسی طرح مہینوں کی تحریم و تحلیل کر لی جاتی۔ ان کا یہ طریقہ ٹھیک مشرکین عرب کے طریقے سے مشابہ ہے جن کے ہاں جو کچھ جس نے چاہا حلال و حرام ٹھہرا کر خدا کی طرف نسبت کر دیتے تھے جس کا ذکر "انعام" میں مفصل گذر چکا وہ یہاں بھی ان کی ایک بیہودہ رسم نسئی کی طرف اشارہ ہے۔ عرب میں قدیم سے مسلسل یہ اعتقاد چلا آتا تھا کہ بارہ مہینوں میں سے چار مہینے "اشہر حرم" یعنی ادب و احترام کے مہینے ہیں (ذوالقعدہ، ذوالحجہ، محرم، رجب) ان میں خونریزی اور جدال و قتال قطعاً بند کر دیا جاتا تھا۔ حج و عمرہ اور تجارت کا بازار کھلے۔ لوگ امن و امان کے ساتھ آزادی سے سفر کرتے تھے۔ کوئی شخص ان مہینوں میں اپنے باپ کے

قاتل سے بھی تعرض نہ کرتا تھا بلکہ بعض علماء نے لکھا ہے کہ اصل ملت ابراہیمی میں چار مہینے "اشہر حرم" قرار دیے گئے تھے۔

نسئی کی رسم اسلام سے ایک مدت پہلے جب عرب کی وحشت و جہالت حد سے بڑھ گئی اور آپس کی جدال و قتال میں بعض قبائل کی درندگی اور انتقام کا جذبہ کسی آسمانی قانون کا پابند نہ رہا تو "نسئی" کی رسم نکالی یعنی جب کسی زور آور قبیلہ کا ارادہ ہوا کہ محرم میں جنگ کرے تو ایک سردار نے اعلان کر دیا کہ اس سال ہم نے محرم کو اشہر حرم سے نکال کر اس کی جگہ صفر کو حرام کر دیا۔ پھر اگلے سال کہہ دیا کہ اس مرتبہ حسب دستور قدیم محرم حرام اور صفر حلال رہے گا اس طرح سال میں چار مہینوں کی گنتی تو پوری کر لیتے تھے لیکن ان کی تعیین میں حسب خواہش رد و بدل کرتے رہتے تھے۔ ابن جریر کی تحقیق کے موافق "نسئی" (مہینہ کے پیچھے کر دینے) کی یہ رسم صرف محرم و صفر میں ہوتی تھی۔ اور اس کی دوسری صورت بھی جو اوپر مذکور ہوئی۔ امام مجاہد کی روایت کے مطابق کہ پہلا شخص جس نے یہ رسم جاری کی تلمس کنانی تھا۔ پھر اس کی اولاد میں یہ سلسلہ چلا آتا۔ آخر میں اسی کی نسل سے ابو ثمامہ جنادہ بن عوف کنانی کا معمول تھا کہ ہر سال موسم حج میں اعلان کیا کرتا کہ اس سال محرم اشہر حرم میں داخل ہے یا صفر۔ اسی طرح محرم و صفر میں سے ہر مہینہ کبھی حلال اور کبھی حرام کیا جاتا تھا۔ اور عام طور پر لوگ اسی کو قبول کر لیتے تھے۔

حلال و حرام کرنے کا حق

گویا یہ ان کی طرف سے کفر و گمراہی کو بڑھانے والی ایک نئی بات تھی کہ خدا کے حلال و حرام کئے ہوئے مہینوں کو بدل دینے کا حق خاص اپنے سرداروں کو سونپ دیا تھا۔ ٹھیک اسی طرح یہود و نصاریٰ کا حال تھا کہ انہوں نے تحلیل و تحریم کی باگ عالموں اور درویشوں یعنی احبار و رہبان کے ہاتھ میں دے دی تھی۔ دونوں جماعتوں کی مشابہت ظاہر کرنے کے لئے "نسئی" کی رسم کا بیان اس جگہ کیا گیا ہے۔ إِنَّ عِدَّةَ الشُّهُورِ عِنْدَ اللَّهِ الخ میں اسی کی تمہید ہے۔ یعنی آج سے نہیں جب سے آسمان و زمین پیدا کئے خدا کے نزدیک بہت سے احکام شرعیہ جاری کرنے کیلئے سال کے بارہ مہینے رکھے گئے ہیں جن میں سے چار اشہر حرم (ادب کے مہینے) ہیں۔ جن میں گناہ و ظلم سے بچنے کا زیادہ اہتمام کرنا چاہیے۔ یہی سیدھا دین (ابراہیم علیہ السلام کا) ہے (تفسیر عثمانی)

حضرت قتادہ کا قول ہے کہ ان حرمت والے مہینوں میں گناہ کی سزا اور بڑھ جاتی ہے گو ظلم ہر حال میں برا ہے لیکن اللہ تعالیٰ اپنے امر کو جس طرح چاہے بڑھا دے۔

اللہ تعالیٰ کی منتخب چیزیں:

دیکھئے اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق میں سے بھی پسند فرمایا فرشتوں میں

مہینوں میں اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے اسی طرح کا اسم حکم ہے
پسند کر کے پسند فرمایا اور دنوں میں سے جمعہ کو پسند فرمایا اور مہینوں میں
سے رمضان شریف کو اور ان چاروں مہینوں کو پسند فرمایا اور راتوں میں
شب قدر کو اور ان کو اور لوگوں میں سے لیا۔ خدا کو جنہیں ان چیزوں کی عظمت
کا خیال رکھنا چاہئے۔ جنہیں خدا نے عظمت دی ہے اور ان کی تعظیم اہل عرفان
عقل مند اور فہیم لوگوں کے نزدیک ضروری ہے ان کی تعظیم نہ کی جائے تعلق
تمام سے تابع ہو ان کی حرمت کا ادب ہو کرنا حرام ہے۔ ان کی تمام
حرام ہی اسی طرح ہے جو مال بھی حرام ہے، جیسے مال شرک
کرتے تھے ویسے کفر میں زیادتی کی بات تھی۔ (تفسیر ابن کثیر)

قربانی کے دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا خطاب

کسی میں حضرت ابوبکرہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے قربانی کے دن (دسویں ذی الحجہ) خطاب کیا اور فرمایا زمانہ پھر کر
اسی ہیئت پر آ گیا ہے جس حالت پر آسمان اور زمین کی پیدائش کے وقت تھا سال
بارہ مہینے کا ہے جن میں سے چار حرمت والے مہینے ہیں تین تو پے درپے ذی القعدہ
ذی الحجہ محرم اور (ایک) رجب مضر جو جمادی (الثانی) اور شعبان کے درمیان
ہوتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ کون سا مہینہ ہے ہم نے عرض
کیا اللہ اور اس کا رسول ہی خوب واقف ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم دیر تک
خاموش رہے ہم سمجھے شاید اس مہینہ کا کوئی اور نام رکھیں گے سوائے اصلی نام
کے علاوہ لیکن (نہیں) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا یہ ذی الحجہ نہیں
ہے ہم نے عرض کیا کیوں نہیں فرمایا یہ کون سا شہر ہے ہم نے عرض کیا
اللہ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہی خوب واقف ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم
دیر تک خاموش رہے۔ ہم خیال ہوا کہ شاید اس کا نام مقرر ہو اس سے علاوہ کچھ
اور رکھیں گے فرمایا کیا یہ شہر نہیں؟ ہم نے عرض کیا کیوں نہیں فرمایا
یہ کون سا دن ہے ہم نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم خوب واقف
ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم خاموش رہے اور ہم گمان کرنے لگے کہ شاید اس دن کا نام
بھی تبدیل فرمائیں گے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا یہ قربانی کا دن نہیں ہے۔ ہم
نے عرض کیا کیوں نہیں۔ فرمایا تو جس طرح تمہارا یہ دن اس مہینہ اس
شہر میں حرمت والا ہے اسی طرح تمہارا خون، تمہاری عزتیں اور مال دیگر
بھی باہم حرام ہیں (یعنی کسی کو کسی پر ظلم کرنا جائز نہیں)
عنقریب تم اپنے رب کے سامنے پیش ہو گے اور وہ تمہارے اعمال کی پوچھ
گچھ کرے گا اس لئے خبردار میرے بعد گمراہ نہ ہو جانا کہ ایک دوسرے کی
گردن مارنے لگے۔ سب سن لو جو حاضر ہے غائب کو پہنچا دے اور عرض کیا تو
یاد فرمایا سے اللہ تو گواہ رہنا، کیا میں نے پہنچا دیا ہے (تفسیر) پہنچا دے

جو موجود ہیں ان کو پہنچا دے۔ گویا بعض سننے والوں سے زیادہ سمجھنے والے
ہوتے ہیں جن کو پہنچایا جائے۔ (تفسیر مظہری)

> فَلَا تَظْلِمُوا فِيهِنَّ أَنفُسَكُمْ وَقَاتِلُوا
>
> سو ان میں ظلم مت کرو اپنے اوپر اور لڑو
>
> الْمُشْرِكِينَ كَافَّةً كَمَا يُقَاتِلُونَكُمْ كَافَّةً
>
> مشرکوں سے ہر حال میں جیسے وہ لڑتے ہیں تم سے ہر حال میں
>
> وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ مَعَ الْمُتَّقِينَ
>
> اور جان لو کہ اللہ ساتھ ہے ڈر والوں کے

کافروں سے لڑنا: حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں کہ اس آیت سے (۱)
یہ نکلا کہ ان مہینوں میں کافروں سے لڑنا منع نہیں (۲)
ہے۔ ... اور جب ان میں کفر ... حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں
... کہ کافروں کو مارنا ہے
... کی مدد کی ...

> إِنَّمَا النَّسِيءُ زِيَادَةٌ فِي الْكُفْرِ يُضَلُّ بِهِ
>
> یہ جو مہینہ ہٹا دینا ہے سو بڑھائی ہے کفر میں گمراہی میں پڑتے ہیں اس سے
>
> الَّذِينَ كَفَرُوا يُحِلُّونَهُ عَامًا وَيُحَرِّمُونَهُ
>
> کافر حلال کر لیتے ہیں اس مہینہ کو ایک برس اور حرام رکھتے ہیں
>
> عَامًا لِّيُوَاطِئُوا عِدَّةَ مَا حَرَّمَ اللَّهُ فَيُحِلُّوا
>
> دوسرے برس تاکہ پوری کر لیں گنتی ان مہینوں کی جو اللہ نے حرام کئے پھر حلال کر لیں
>
> مَا حَرَّمَ اللَّهُ زُيِّنَ لَهُمْ سُوءُ أَعْمَالِهِمْ
>
> جو مہینہ اللہ نے حرام کیا بھلے کر دیئے گئے ان کی نظر میں ان کے برے کام
>
> وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكَافِرِينَ
>
> اور اللہ راستہ نہیں دیتا کافر لوگوں کو

یعنی برے کام ان کو اچھے معلوم ہوتے ہیں۔ جب جاہلیت میں حلال ہونے کا
کیا ہے۔ اس آیت میں جو مہینہ کا ... تفصیل کہ یہ
ترجمہ ... یہ حکم ... انقیم کو نکلے۔

لوندکا سوال [illegible] بھی [illegible] کا جواب [illegible] کے
[illegible] سوال [illegible] ہیں [illegible] داخل نہیں،
اور بعض [illegible] سے [illegible] ہیں [illegible] جاہلیت میں
[illegible] سے [illegible] مثلاً [illegible] کے چار مہینے [illegible]
[illegible] ان کی [illegible] ہجری میں
[illegible] الزمان
[illegible] بھی اسی اصول کے موافق [illegible]
[illegible]
[illegible] نظر [illegible] تو [illegible]
[illegible] (تفسیر ماجدی)

تبوک سے متعلق ہرقل کی اطلاع:

محمد بن یوسف صالحی [illegible] نقل کی ہے۔
[illegible] ملک شام [illegible] تھے انہوں نے
مسلمانوں سے [illegible] اور [illegible] سے
اپنے [illegible] کی [illegible] کرلی [illegible] ان سے ساتھ مختلف
[illegible] مقامات پر
[illegible] ہے کہ [illegible]
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] اطلاع پہنچی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] صلی
اللہ علیہ وسلم [illegible] (تفسیر مظہری)

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَا لَكُمْ اِذَا قِيْلَ لَكُمُ

اے ایمان والو! تم کو کیا ہوا جب تم سے کہا جاتا ہے

انْفِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اثَّاقَلْتُمْ اِلَى الْاَرْضِ ۭ

کہ کوچ کرو اللہ کی راہ میں تو گرے جاتے ہو زمین پر

اَرَضِيْتُمْ بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا مِنَ الْاٰخِرَةِ ۚ

کیا خوش ہو گئے دنیا کی زندگی پر آخرت کو چھوڑ کر

فَمَا مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا

سو کچھ نہیں نفع دنیا کی زندگی کا آخرت کے مقابلہ میں مگر

قَلِيْلٌ ۝

بہت تھوڑا

غزوہ تبوک: یہاں سے غزوہ تبوک کا ذکر ہے [illegible]
[illegible] پہلے [illegible]

قَاتِلُوا الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ الخ

[illegible] کتاب [illegible] یہاں بھی
[illegible]
[illegible] غزوہ تبوک کے [illegible]
[illegible] ہجری میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوا کہ
شام کا [illegible] بادشاہ (ملک [illegible])
[illegible]
[illegible] مسلمانوں
[illegible] سخت تھی [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] بعض مسلمان [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] آپ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible]
[illegible] شام کی طرف روانہ [illegible]
[illegible] قیصر روم [illegible]
[illegible] صلی اللہ علیہ وسلم [illegible]
[illegible]
[illegible] صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] قیصر روم
[illegible]
[illegible] حضور صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] فاروق اعظم
[illegible] حضور صلی اللہ علیہ وسلم
[illegible]

اسلام کی حالت بظاہر ... [illegible] ... ہو رہے تھے ... مسلمان جو مخلص تھے وہ ... [illegible] ... تھے ... کرنے کے لئے ... [illegible] ... واقعات کا ذکر ہے ... [illegible] ... کی جو حالت بیان ہوئی ہے ... [illegible] ... احوال سے ... [illegible] ... سلف ... [illegible] ... کی طرف ... [illegible] ... کو چھوڑ کر ... [illegible] ... کی طرف ... [illegible] ... کی فکر میں ... [illegible] ... آخرت کا مقابلہ ... [illegible] ... حدیث میں ہے کہ ... [illegible] ... ہوا تو اس کا ... [illegible] ...

بخاری نے ... [illegible] ... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ... [illegible] ... محمد بن یوسف ... [illegible] ... کا بیان ہے کہ تبوک کے سال جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ... [illegible] ... سے جہاد کرنے کا ارادہ کیا تو ... [illegible] ... تنگ دستی کا تھا ... [illegible] ... بھی ... [illegible] ... لوگ ... [illegible] ... پسند کرتے تھے ... [illegible] ... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دستور تھا کہ جب ... [illegible] ... جانے کا ارادہ ہوتا تو ... [illegible] ... دوسری جہت کا ... [illegible] ... حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ... [illegible] ... تھی ... [illegible] ... حضور صلی اللہ علیہ وسلم ... [illegible] ... حضرت کعب بن مالک کی روایت سے ... [illegible] ... ہے ... [illegible] ... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ... [illegible] ... منافق اور ... [illegible] ... کے متعلق ... [illegible] ... نازل ہوئی

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَا لَكُمْ اِذَا قِيْلَ لَكُمُ انْفِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ

... [illegible] ...

عبدالعزیز بن مروان کا انتقال

مروی ہے کہ عبدالعزیز بن مروان نے ... [illegible] ... کے وقت ... [illegible] ... منگوایا ... [illegible] ... کاش ... [illegible] ... ہوتا ... [illegible] ... دنیا ... [illegible] ...

اور تم ... [illegible] ...

عقیدہ آخرت کا اثر ... [illegible] ... اسلام ... [illegible] ... آخرت ... [illegible] ... عقیدہ آخرت ... [illegible] ... انسان ... [illegible] ... ہو جاتا ہے ... [illegible] ... اس عقیدہ کے ... [illegible] ... آخرت سے ... [illegible] ... سامان جمع کرنی ... [illegible] ... آخرت کی طرف ... [illegible] ...

اِلَّا تَنْفِرُوْا يُعَذِّبْكُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ۙ

اگر تم نہ نکلو گے تو دے گا تم کو عذاب دردناک

وَّيَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ وَلَا تَضُرُّوْهُ

اور بدلے میں لائے گا اور لوگ تمہارے سوا اور کچھ نہ بگاڑ سکو گے

شَيْئًا ۭ وَاللّٰهُ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ

تم اس کا اور اللہ سب چیز پر قادر ہے

یعنی خدا کا کام تم پر موقوف نہیں ... [illegible] ... کسی دوسری قوم ... [illegible] ... تمہارا ہی نقصان ... [illegible] ...

... [illegible] ...

... [illegible] ...

اِلَّا تَنْصُرُوْهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللّٰهُ اِذْ اَخْرَجَهُ

اگر تم نہ مدد کرو گے ... [illegible] ... جس وقت

الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ثَانِيَ اثْنَيْنِ اِذْ هُمَا فِي

... [illegible] ... جب وہ دونوں تھے غار میں

الْغَارِ اِذْ يَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ

... [illegible] ...

اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا ۚ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ

بیشک اللہ ... [illegible] ...

عَلَيْهِ وَأَيَّدَهُ بِجُنُودٍ لَّمْ تَرَوْهَا وَجَعَلَ

اس پر تسکین نازل فرمائی اور ان کو ایسے لشکروں سے مدد دی جو تم کو نظر نہیں آتے تھے اور

كَلِمَةَ الَّذِينَ كَفَرُوا السُّفْلَىٰ ۗ وَكَلِمَةُ

کافروں کی بات کو پست کر دیا اور خدا کی بات

اللَّهِ هِيَ الْعُلْيَا ۗ وَاللَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ

ہمیشہ اونچی ہے اور خدا زبردست ہے حکمت والا (۴۰)

واقعہ ہجرت میں یا غزوہ تبوک میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد نہ کرو گے تو کیا، ان کا مقصود کامیاب ہونا تمہاری مدد پر موقوف نہیں، ایک وقت پہلے ایسا ہو چکا ہے جب ایک دو آدمی کے سوا کوئی آپ کے ساتھ نہ تھا، مٹھی بھر مسلمان بھی سرداران کفر کے مظالم سے تنگ آ کر ہجرت کر گئے تھے آپ بھی ہجرت کا قصد فرما رہے تھے۔ مشرکین کا آخری مشورہ یہ قرار پایا تھا کہ ہر قبیلہ کا ایک ایک نوجوان منتخب ہو اور وہ سب مل کر ایک وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر تلواروں کی ضرب لگائیں تاکہ خون بہا بٹ جائے تو سب قبائل پر تقسیم ہو جائے اور بنی ہاشم کی یہ جمعیت نہ ہو کہ قریش کے انتقام میں سارے عرب سے نزاع مول لیں۔ جس شب میں اس ناپاک کارروائی کو عمل جامہ پہنانے کی تجویز تھی، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بستر پر حضرت علی کو لٹا دیا کہ وہ کل لوگوں کی امانتیں احتیاط سے آپ کے بعد مالکوں کے حوالے کر دیں اور حضرت علی کی تسلی فرما دی کہ تمہارا بال بیکا نہ ہوگا پھر خود بے خوف ظالموں کے مجمع میں سے "شاہت الوجوہ" فرماتے ہوئے اور ان کی آنکھوں میں خاک جھونکتے ہوئے صاف نکل آئے۔ حضرت ابوبکر صدیق کو ساتھ لیا اور مکہ سے چند میل جبل ثور پر تشریف لائے۔ یہ غار پہاڑ کی چوٹی پر ایک بھوری گول سی چٹان ہے جس میں داخل ہونے کا صرف ایک راستہ تھا وہ بھی ایسا تنگ کہ انسان کھڑے ہو کر یا بیٹھ کر اس میں گھس نہیں سکتا۔ صرف لیٹ کر داخل ہو سکتا تھا اول حضرت ابوبکر نے اندر جا کر اسے صاف کیا سب سوراخ کپڑے سے بند کئے کوئی کیڑا کانٹا کوئی چیز باقی نہ رکھی۔ ایک سوراخ باقی رہ گیا۔ اس میں اپنا پاؤں رکھ دیا۔ یہ سب انتظام کر کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اندر تشریف لانے کو کہا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم صدیق کے زانو پر سر مبارک رکھ کر استراحت فرما رہے تھے کہ سانپ نے ابوبکر کا پاؤں ڈس لیا۔ مگر صدیق پاؤں کو حرکت نہ دیتے تھے مبادا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی استراحت میں خلل پڑے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھ کھلی اور قصہ معلوم ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لعاب مبارک صدیق کے پاؤں کو لگا دیا جس سے

فوراً شفا ہو گئی، ادھر کفار "قائف" (کھوجی) کو ہمراہ لے کر جو نشان پاکر قدم کی شناخت میں ماہر تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تلاش میں نکلے۔ اس نے غار تک نشان قدم کی شناخت کی مگر خدا کی قدرت کہ غار کے دروازہ پر مکڑی نے جالا تن لیا اور جنگلی کبوتر نے انڈے دے دیے۔ یہ دیکھ کر سب نے قائف کو جھٹلایا اور کہنے لگے کہ یہ مکڑی کا جالا تو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی ولادت سے پہلے کا معلوم ہوتا ہے۔ تمہارا کوئی داخل ہوتا تو یہ جالا اور انڈے کیسے سالم رہ سکتے تھے۔ ابوبکر صدیق غار کے کنارے پر پاؤں کی طرح آ رہے تھے۔ انہیں فکر تھی کہ جو خدا سے زیادہ محبوب جس کیلئے سب کچھ فدا کر چکے ہیں دشمنوں کی نظر پڑ جائے۔ گھبرا کر کہنے لگے یا رسول اللہ اگر ان لوگوں نے ذرا جھک کر اپنے قدموں کی طرف نظر کی تو ہم کو دیکھ پائیں گے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے ابوبکر تیرا کیا خیال ہے ان دو کی نسبت جن کا تیسرا اللہ ہے یعنی جب اللہ ہمارے ساتھ ہے تو پھر کس کا ڈر ہے۔ اس وقت حق تعالیٰ نے ایک خاص قسم کی کیفیت سکون و اطمینان حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب مبارک پر اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے ابوبکر کے قلب مقدس پر نازل فرمائی اور فرشتوں کی فوجوں سے حفاظت و تائید کی۔ یہاں تائید غیبی کا کرشمہ تھا کہ کفار کی کارروائی کا جالا بنا۔ "کلمۃ الذین کفروا" بالکل ہی نیچا ہوا اور بڑے سے بڑے منصوبے اور مستحکم تدبیریں سب گرد ہو گئیں اور اس طرح خدا نے کافروں کی بات نیچی کر دی اور اسلام کی تدابیر غالب و جاری رہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تین روز غار میں قیام فرما کر بعافیت تمام مدینہ طیبہ پہنچ گئے۔ بالآخر انجام کار خدا کا بول بالا رہتا ہے وہ ہر چیز پر غالب ہے اس کا کوئی کام حکمت سے خالی نہیں۔

(تنبیہ) بغوی نے وَأَيَّدَهُ بِجُنُودٍ لَّمْ تَرَوْهَا سے بدر و حنین وغیرہ میں جو نزول ملائکہ ہوا وہ مراد لیا ہے مگر ظاہر سیاق سے وہی ہے جو ہم نے بیان کیا ہے واللہ اعلم۔

حضرت ابوبکرؓ کی فضیلت

إِذْ يَقُولُ لِصَاحِبِهِ جب کہ پیغمبر اپنے ساتھی (ابوبکر) سے کہہ رہے تھے۔ تا قرب سے ثانی اثنین کا دوسرا بدل اور اذ یقول دوسرا بدل ہے۔ ترمذی اور بغوی نے حضرت ابن عمر کی روایت سے لکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر سے فرمایا تم میرے غار کے ساتھی ہو اور حوض پر میرے ساتھی ہو گے۔ مسلم نے حضرت ابن مسعود کی روایت سے لکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر میں (اللہ کے سوا) کسی کو خلیل بنانے والا ہوتا تو ابوبکر کو خلیل بناتا مگر (اب) وہ میرے بھائی اور ساتھی ہیں اور اللہ نے تمہارے ساتھی کو (یعنی مجھے اپنا) خلیل بنا لیا ہے۔ حسن بن فضل کا قول ہے کہ اگر کوئی ابوبکر کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا صحابی نہ کہے تو وہ کافر ہے

[illegible]

لَا تَحْزَنْ إِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا [illegible]

[illegible]

ہجرت مدینہ کا آغاز

[illegible]

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے گھر تشریف آوری

[illegible]

خوشخبری [illegible]

[illegible]

مشکیزہ کا منہ [illegible] تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکرؓ نے قریش کی [illegible] کا ایک شخص جو اس وقت کافر تھا [illegible] ہجرت کے لئے لیا تھا یہ شخص راستوں کا بڑا ماہر تھا۔ دونوں حضرات نے اپنی [illegible] دونوں اونٹنیاں اسے سونپ دی تھیں اور اس سے وعدہ لے لیا تھا کہ تین دن کے بعد غار ثور پر دونوں اونٹنیاں لے کر آئے۔

حضرت علیؓ کی امانت داری: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ کو اپنے بستر پر [illegible] اور حکم دیا کہ [illegible] لوگوں کی جو امانتیں میرے پاس موجود ہیں وہ ادا کر دینا (پھر چلے آنا) [illegible] جس شخص کو کسی چیز کی حفاظت مقصود ہوتی وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس [illegible] رکھ دیتا کیونکہ آپ کی [illegible] اور امانت [illegible] (گویا سب کی نظر میں آپ صادق و امین تھے)

مکہ سے روانگی: حضرت [illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکرؓ [illegible] بیان [illegible] رات میں روانہ ہوئے [illegible] ابوجہل نے [illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا [illegible] ابوبکر کو ہم دونوں (ان کے سامنے سے) گزر گئے۔

حضرت ابوبکرؓ کی مالی قربانی: حضرت اسماءؓ کہتی ہیں کہ حضرت ابوبکر اپنا سارا مال جس کی مقدار پانچ یا چھ ہزار درہم [illegible] اسلام کے وقت حضرت ابوبکرؓ کے پاس چالیس ہزار درہم تھے مگر مدینہ کو ہجرت کرتے وقت ان کے پاس صرف پانچ یا چھ ہزار درہم رہ گئے تھے وہ بھی حضرت ابوبکر نے اپنے ساتھ لے لئے [illegible] انہوں نے [illegible] حضرت [illegible] جن کی نظر جاتی رہی تھی [illegible] خدا کی قسم میرا خیال ہے [illegible] تم کو [illegible] میں نے کہا [illegible] بہت [illegible] چھوڑ گئے ہیں [illegible] کے بعد [illegible] پتھر [illegible] لے کر اس طاق میں رکھ دیے جہاں میرے باپ درہم رکھا کرتے تھے اور اس پر ایک کپڑا ڈال دیا [illegible] ہاتھ پکڑ کر [illegible] لگی اور ان سے کہا [illegible] اپنا ہاتھ رکھ کر دیکھئے [illegible] تمہارے لئے چھوڑ گیا ہے تو کوئی حرج نہیں [illegible] تمہارا کام چل جائے گا۔ خدا کی قسم حضرت ابوبکرؓ [illegible] کچھ بھی نہیں چھوڑا تھا [illegible]

کو قتل کرنے کے لئے [illegible] کیا تو حضرت ابوبکرؓ [illegible] چھوڑ کر نہیں [illegible] سب [illegible] کیا تھا۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کی فکر

بیہقی [illegible] سے [illegible] جب حضرت ابوبکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غار کی طرف روانہ ہوئے تو [illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے چلنے لگے [illegible] پیچھے [illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی [illegible] عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے اندیشہ ہوتا ہے کہ کہیں کوئی آگے گھات میں نہ بیٹھا ہو تو آپ کے آگے ہو جاتا ہوں پھر اندیشہ ہوتا ہے کہ پیچھے سے کوئی تعاقب میں نہ ہو تو پیچھے ہو جاتا ہوں اسی طرح دائیں بائیں چلتے [illegible] جب غار کے دہانے پر پہنچے تو حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ [illegible] اس خدا کی قسم جس نے آپ کو [illegible] آپ اس کے اندر [illegible] جائیں آپ سے پہلے میں اندر جا کر [illegible] اگر کوئی (موذی چیز) ہوا تو آپ سے پہلے مجھ [illegible] آپ [illegible] داخل ہو گئے [illegible] سے [illegible] کر دیکھے [illegible] اسی طرح سب سوراخ بند کر دیے صرف ایک سوراخ رہ گیا [illegible] کے لئے [illegible] تو آپ [illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غار میں داخل ہو گئے۔ سوراخ کے اندر سے سانپ حضرت ابوبکرؓ کو [illegible] لگے [illegible] (مگر آپ [illegible]) [illegible] اور حضرت ابوبکرؓ سے روایت ہے کہ جب ہم دونوں غار [illegible] پہنچے تو ایک سوراخ نظر آیا [illegible] میں نے اس سوراخ میں اپنی [illegible] عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر کوئی [illegible] ہوگا تو پہلے مجھے [illegible] (آپ محفوظ رہیں گے) [illegible] کی روایت [illegible] ہے کہ جب حضرت ابوبکرؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے [illegible] داخل ہو گئے [illegible] کوئی چیز [illegible] ہاتھ میں [illegible] پیچھے [illegible] ہے جو کچھ تجھے [illegible] واللہ [illegible]

حضرت ابوبکر کیلئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا

ابونعیم نے حضرت [illegible] سے بیان [illegible] کہ [illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکرؓ [illegible] حضرت ابوبکرؓ نے [illegible] عرض کیا [illegible] اسلام میں [illegible] حضور صلی اللہ [illegible]

وسلم نے دونوں ہاتھ اٹھا کر دعا کی اور فرمایا، اے اللہ ابوبکر کو جنت کے اندر میرے درجہ میں میرے ساتھ رکھنا، اللہ نے وحی بھیجی کہ آپ کی دعا قبول ہوگئی۔

حضرت ابوبکرؓ کا ایک دن اور رات کا عمل

بیہقی کا بیان ہے کہ حضرت عمرؓ کے سامنے حضرت ابوبکرؓ کا تذکرہ آیا تو آپ رونے لگے اور فرمایا میرا دل چاہتا ہے کہ میری زندگی کے سارے اعمال کا ثمرہ ابوبکرؓ کے ایک دن اور ایک رات کے عمل کے برابر (ہو) میں ان کی ایک رات کا عمل تو وہ ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غار کی طرف چلے تھے اور پہنچ کر عرض کیا تھا آپ کو خدا کی قسم آپ پہلے اس کے اندر نہ جائیں پہلے میں داخل ہوں گا اگر کچھ ہوگا تو مجھے ہوگا آپ محفوظ رہیں گے چنانچہ آپ پہلے اندر گئے اور غار کو صاف کیا ایک جانب ایک سوراخ نظر آیا تو اپنا تہبند پھاڑ کر اس سوراخ کو بند کردیا مگر دو سوراخ اور رہ گئے تو آپ نے دونوں پاؤں کی ایڑیاں ان کے منہ کے اندر رکھ دیے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا اب آپ اندر آجائیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم اندر چلے گئے اور حضرت ابوبکرؓ کی گود میں سر رکھ کر سو گئے ایک سوراخ کے اندر سے کسی کیڑے نے حضرت ابوبکرؓ کے پاؤں میں کاٹ لیا مگر اس خیال سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہیں بیدار نہ ہو جائیں آپ نے حرکت بھی نہیں کی شدت تکلیف کی وجہ سے آنسو نکلے تو آنسو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ مبارک پر گرے تو آنکھ کھل گئی اور پوچھا ابوبکرؓ کیا بات ہے؟ ابوبکرؓ نے کہا میرے ماں باپ آپ پر قربان کسی کیڑے نے مجھے کاٹ لیا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر لعاب دہن لگا دیا اور تکلیف جاتی رہی (مگر آخری عمر میں) پھر اس زہر کا اثر ظاہر ہوا اور یہی آپ کی وفات کا سبب بنا۔ اور دن وہ کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوگئی تو عرب مرتد ہوگئے اور کہنے لگے ہم زکوٰۃ نہیں دیں گے۔ حضرت ابوبکرؓ نے کہا اگر یہ لوگ ایک رسی بھی (جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں دیا کرتے تھے) انکار کریں گے تو میں اس کے لئے ان سے جہاد کروں گا میں نے عرض کیا اے خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو ملائے رکھیے اور ان سے نرمی کا سلوک کیجئے فرمایا کہ تم جاہلیت میں تو بڑے سخت تھے اسلام میں آکر بزدل ہوگئے۔ وحی بند ہوگئی دین کامل ہوگیا کیا میرے جیتے جی دین میں کمی ہو سکتی ہے۔

جنگلی کبوتر اور مکڑی: ابن سعد، ابو نعیم، بیہقی، ابن عساکر نے ابو مصعب مکی کی روایت سے بیان کیا، ابو مصعب نے کہا میں نے حضرت انس بن مالک، حضرت زید بن ارقم اور حضرت مغیرہ بن شعبہ کو پایا ان سب کو یہ بیان کرتے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب غار کے اندر داخل ہوگئے تو اللہ نے ایک درخت پیدا فرمادیا (جس نے ... رکاوٹ) چھپا لیا اور حکم سے مکڑی نے غار کے منہ پر جالا بھی تن دیا اور دو جنگلی کبوتروں نے غار کے منہ میں بسیرا بھی کر لیا۔ جب قریش کے جوان ہر طرف سے لاٹھیاں اور تلواریں لیے آ پہنچے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کا فاصلہ چالیس گز رہ گیا تو ایک شخص نے غار میں دیکھا اس کو دو جنگلی کبوتر نظر آئے وہ سمجھا کہ غار کے اندر کوئی نہیں۔ یہی بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سن لی جس سے آپ نے سمجھ لیا کہ اللہ نے آج ہماری مصیبت ٹال دی دونوں کبوتروں کو دعا دی اور ان کی بھلائی کا اللہ نے ... فرمادیا، ... حرم میں پہنچا ان سے بچے ہوئے اور حرم کے سارے کبوتر انہی کی نسل سے ہیں۔

امام احمد نے حسن سند کے ساتھ حضرت ابن عباسؓ کا بیان نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں کے نشان پر مشرک پہاڑ تک آگئے۔ پہاڑ پر پہنچ کر قدموں کے نشانات گڈمڈ ہوگئے پھر وہ پہاڑ پر چڑھ کر غار کی طرف سے گزر گئے اور غار کے منہ پر مکڑی کا جالا تنا ہوا دیکھ کر کہنے لگے اگر اس میں کوئی اندر گیا ہوتا تو جالا منہ پر تنا ہوا نہ ہوتا۔ غرض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہاں تین رات ٹھہرے رہے۔

صحیحین میں مذکور ہے کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے فرمایا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! یہ لوگ (دروازہ پر) ہیں اگر ان میں سے کسی نے اپنے قدموں کی طرف دیکھ لیا تو نیچے ہم کو دیکھ لے گا رسول اللہ نے فرمایا ابوبکر تمہارا ان دو شخصوں کے متعلق کیا خیال ہے جن کا تیسرا اللہ ہے (یعنی اللہ ان کے ساتھ ہے)۔

دو بار مکڑی کے ذریعہ حفاظت کی گئی

ابو نعیم نے حلیہ میں عطاء بن میسرہ کی روایت سے لکھا ہے کہ مکڑی نے (اللہ کے پیغمبروں کی حفاظت کیلئے) دو مرتبہ جالا تنا ایک بار حضرت داؤدؑ کی حفاظت کیلئے جب کہ طالوت ان کی جستجو میں تھا اور ایک بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کیلئے جب کہ حضور غار میں تھے۔ ... تاریخ میں

مشرکوں کو قیام شناسی:

ابو سعید نے بیان کیا کہ مشرکوں نے ایک شخص کو جس کا نام علقمہ بن کرز بن ہلال خزاعی تھا ... لے لیا تھا علقمہ فتح مکہ کے سال مسلمان ہوگئے تھے (لیکن ہجرت کے وقت کافر تھے) علقمہ ... نشانات کے پیچھے پیچھے سب کو لے کر ثور کے نشیب میں جب ... پہنچا تو کہنے لگا یہاں تک ... نشانات کٹ گئے ہیں میں نہیں سمجھتا کہ کہاں گئے ... پہاڑ پر چڑھ گیا ... غار کے پاس پہنچ گیا امیہ بن خلف نے کہا یہاں تو مکڑی کے جالے بھی ہیں ... یہ مکڑی کا جالا ... (غار کے منہ پر) تن دیا۔

حضرت ابوبکرؓ پر خوف اور اطمینان کا نزول:

بیہقی نے حضرت عروہ کی روایت سے بیان کیا کہ جب رسول اللہ صلی

اللہ علیہ وسلم مشرکوں کو نہ ملے تو وہ سوار ہو کر آپ کی تلاش میں ہر طرف گھوڑے دوڑانے لگے اور بستیوں والوں کے پاس بھی انہوں نے آدمی بھیج دیئے ان کے لئے بڑا معاوضہ بھی مقرر کر دیا (کہ اگر وہ پتہ نشان بتا دیں گے تو ان کو قرار واقعی معاوضہ دیا جائے گا) لوگ پہاڑوں پر چڑھ گئے جس کے اندر وہ غار تھا جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکرؓ نے ان کی آوازیں بھی سنیں۔ حضرت ابوبکرؓ ڈر رہے تھے کہ غم اور خوف [illegible] معلوم ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت ابوبکرؓ سے فرمایا غم نہ کرو یقیناً اللہ ہمارے ساتھ ہے اور آپ نے ان کے متعلق اللہ [illegible] دعا فرمائی۔

فانزل اللہ سکینتہ علیہ یعنی اللہ نے اپنی طرف سے اطمینان رسول اللہ پر نازل فرمایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکرؓ سے فرمایا غم نہ کرو یقیناً اللہ ہمارے ساتھ ہے، آخر آیت تک ذکر کر دی گئی۔

ابن ابی حاتم، ابو الشیخ، ابن مردویہ، بیہقی اور ابن عساکر نے حضرت ابن عباسؓ کا قول نقل کیا ہے کہ علیہ کی ضمیر حضرت ابوبکرؓ کی طرف راجع ہے یعنی اللہ نے اپنا اطمینان حضرت ابوبکرؓ پر نازل فرمایا، آپ کی صحبت یعنی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے کہا ہم غم نہ کرو اللہ ہمارے ساتھ ہے (اس قول سے حضرت ابوبکرؓ کو اطمینان حاصل ہو گیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تو پہلے سے ہی اطمینان حاصل تھا یہ مطلب یاد رکھنے کے قابل ہے [illegible] یہاں پر لفظ تو یا [illegible] لیکن ہم تک صحیح [illegible] کہ یہ مطلب صحیح ہے۔

فرشتوں نے حفاظت کی:

وَأَيَّدَهُ بِجُنُودٍ لَّمْ تَرَوْهَا اور اللہ نے ان کی مدد ایسے لشکروں سے کی جو تم لوگوں کو نظر نہیں آ رہے تھے [illegible] بھی نہیں دیکھ سکے۔ ابو نعیم نے حضرت [illegible] بن ابی مرثد کی روایت سے لکھا ہے کہ حضرت ابوبکرؓ نے ایک شخص کو غار کی طرف منہ کئے دیکھا تو عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ ہم کو دیکھ لے گا فرمایا ہرگز نہیں فرشتے اپنے پروں سے اس کو ہم سے چھپائے ہوئے ہیں [illegible] آخر وہ آدمی غار کے سامنے بیٹھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکرؓ کی طرف منہ کر کے پیشاب کرنے لگا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکرؓ سے فرمایا اگر یہ ہمکو دیکھ پاتا تو ایسا نہ کرتا۔

بعض علماء نے کہا کہ فرشتوں نے کافروں کے دلوں میں رعب ڈال دیا کہ وہ لوٹ گئے۔

مجاہد اور کلبی نے کہا بدر کے دن فرشتوں سے آپ کی مدد کی تھی اس صورت میں مطلب یہ ہوگا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غار کے اندر تھے اس وقت فرشتوں نے آپ کی حفاظت کی طرف سے یہ لوگ ہو کر [illegible]

دن بھی [illegible] کو بھیج کر وہ خود بھی ادھر [illegible] کیا۔

حضرت حسان کے شعر: ابن عدی اور ابن عساکر نے حضرت انسؓ کی روایت سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حسان سے فرمایا کہ ابوبکرؓ کے متعلق بھی تم نے کچھ کہا ہے، حضرت حسان نے عرض کیا جی ہاں، فرمایا تو کہو میں سنوں گا، حضرت حسان نے پڑھا، وہ دو میں کے دوسرے تھے غار کے اندر جب کہ دشمن پہاڑ پر چڑھ گئے اور وہ دونوں غار میں تھے اور سب جانتے ہیں کہ ابوبکرؓ رسول اللہ کے سب سے زیادہ محبوب تھے آپ نے ان کے برابر کسی کو نہیں قرار دیا۔ شعر سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہنس دیئے کہ داڑھیں (یعنی دندان مبارک) جو آخری داڑھوں اور سامنے کے دانتوں کے درمیان ہوتے ہیں ظاہر ہو گئیں پھر فرمایا حسان جیسا تم نے کہا وہ ایسے ہی ہیں۔

حضرت عبداللہ: حضرت عائشہؓ کا بیان ہے کہ تین رات دونوں غار میں چھپے رہے ان کے ساتھ عبداللہ بن ابی بکر بھی رات کو رہتے تھے یہ عبداللہ ہوشیار اور بات کو سمجھنے والے نوجوان تھے مکہ والوں سے رات کی باتیں لے جاتے تھے صبح کو قریش کے ساتھ ایسے شامل ہو جاتے تھے جیسے رات کو انہی کے پاس رہے ہوں (دن بھر) جو بات سنتے اس کو یاد رکھتے اور جب اندھیرا ہو جاتا تو جا کر دونوں کو اس کی اطلاع دے دیتے۔

عامر بن فہیرہ حضرت ابوبکرؓ کا غلام تھا، حضرت ام المؤمنین عائشہ کا بیان ہے کہ وہ شام کو بکریاں چراتا ہوا ان کے پاس جاتا تھا، عامر بن فہیرہ ہی قریش کے بچوں کے ساتھ حضرت ابوبکرؓ کی بکریاں چرایا کرتا تھا شام کو ایک گھڑی رات گئے (جا کر) دونوں کو دودھ پہنچا دیتا تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکرؓ کو رات اسی طرح گزارتے تھے، اندھیرا رہتا تو جب تین راتیں گزر گئیں تو دونوں نے عبداللہ بن اریقط کو اونٹ لانے کا حکم دیا تو وہ حسب قرار اونٹ لے آیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکرؓ نے سواری سنبھالی، پیچھے عامر بن فہیرہ کو بٹھا لیا، دونوں کو لے کر چل دیے، عامر بن فہیرہ بھی راستہ میں خدمت کرتا رہا، عامر بن فہیرہ بن اریقط عبداللہ بن مسلم [illegible] حضرت ابوبکرؓ [illegible] راستہ دونوں حضرات کو ساحل کے نشیب کی جانب ساحل [illegible] لے کر چلا پھر آگے پہنچ کر اس نے راستہ بدل دیا۔

حضرت ابوبکرؓ کی بیان کی ہوئی تفصیل:

امام احمد اور شیخین نے بیان کیا ہے کہ حضرت براء بن عازب نے حضرت ابوبکرؓ سے دریافت کیا جس رات کو آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چلے تھے اس کی تفصیل بتائیے آپ دونوں حضرات نے کیا کیا تھا۔ آپ نے فرمایا رات بھر اور آدھے دن چلتے رہے۔ جب ٹھیک دوپہر ہو گئی

اور راستہ خالی ہو گیا کوئی [illegible] راستہ میں نظر [illegible] ایک ہی ساتھ [illegible] چٹان سامنے نظر آئی۔ اس کے نیچے [illegible] دیکھا تو ہم نیچے اتر پڑے اور چٹان کے پاس [illegible] میں نے اپنے ہاتھ سے [illegible] ایک جگہ [illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا آپ یہاں [illegible] میں چاروں طرف [illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] اور میں باہر آ کر [illegible] دیکھا ایک چرواہا [illegible] اپنی بکریاں لیے چٹان کی طرف اسی غرض سے [illegible] جس غرض سے ہم یہاں اترے تھے۔ میں نے [illegible] اس سے [illegible] پوچھا تو کس کا غلام ہے اس نے [illegible] میں سے [illegible] آدمی کا [illegible] میں نے اس کو پہچان لیا [illegible] پھر [illegible] بکریوں [illegible] کہا ہاں [illegible] کیا [illegible] دودھ [illegible] اس نے ایک بکری کو پکڑا [illegible] اس کے تھن [illegible] صاف [illegible] اس نے [illegible] سے ایک [illegible] پیالہ دودھ کا دوہ کر مجھے دیا [illegible] میرے پاس ایک [illegible] تھا جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پینے اور [illegible] کے لیے [illegible] پانی رکھتا تھا اور اس کے منہ پر [illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچا کر [illegible] مناسب نہ سمجھا اور بیدار [illegible] سے [illegible] برتن میں پانی ڈال [illegible] برتن کا [illegible] میں حضور [illegible] یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] آپ نے [illegible] کی [illegible] آیا میں نے عرض کیا [illegible] کے بعد [illegible] گئے۔

ام معبد کی بکری

طبرانی، حاکم، ابو نعیم [illegible] نے حضرت [illegible] انصاری کی روایت سے بیان کیا [illegible] جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر [illegible] کے ارادہ سے نکلے تو [illegible] ام معبد [illegible] ام معبد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] عورت تھی۔ [illegible] بیٹھا کرتی تھی اور مسافروں کو کھانا [illegible] ان حضرات [illegible] لینے کی غرض سے [illegible] اس کے [illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] بکری [illegible] ام معبد نے [illegible] فرمایا کیا اس کے پاس دودھ ہے؟ ام معبد نے [illegible] یہ تو بہت [illegible] فرمایا [illegible] ام معبد [illegible] اس کے پاس تو [illegible] تو آپ کو اختیار ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے [illegible] اور ام معبد [illegible] بکری [illegible] حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک [illegible] برتن [illegible] دودھ [illegible] آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی برتن میں دودھ [illegible] اور [illegible] حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ام معبد [illegible] تو اپنے ساتھیوں [illegible] سب سے آخر میں [illegible] برتن بھر لیا [illegible] ان کے پاس چھوڑ کر [illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے [illegible] حضرت عمر کی خلافت [illegible]

[illegible]

ام معبد کا مسلمان ہونا

[illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] حضرت ابوبکر [illegible] حضرت [illegible]

لیے کچھ نہیں اس نے پانی سے چوپایہ [illegible] حضرت ابو جہم [illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو دعا دی اور [illegible] سے پیالہ دودھ سے بھر گیا [illegible]۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا حلیہ جو ام معبد نے بیان کیا:

ابن ہشام کا بیان ہے کہ کچھ دیر کے بعد ام معبد کا شوہر ابو معبد [illegible] بکریاں ہانکتا ہوا آیا اور دودھ کو دیکھ کر تعجب سے پوچھا ام معبد یہ دودھ تمہارے پاس کہاں سے آیا بکریاں تو دور (جنگل میں) تھیں اور گھر میں کوئی دودھ یا بکری نہ تھی۔ ام معبد نے کہا ایک بابرکت آدمی یہاں سے گزرے جن کی برکت سے یہ سب ہوا تھا اس نے کہا ام معبد اس کا حلیہ تو بیان کرو۔ ام معبد نے کہا ایک شخص دیکھا جس کا چہرہ روشن [illegible] خوبصورت تھا [illegible] نہ پیٹ بڑا ہونے کے سبب عیب دار تھا [illegible] نہ سر چھوٹا ہونے سے [illegible] خوش رو تھا [illegible] آنکھیں سیاہ اور بڑی تھیں پلکیں لمبی تھیں آواز میں [illegible] گردن لمبی [illegible] خاموش ہوتا تو وقار [illegible] اور گفتگو کرتا تو بہت ہی حسین اور رونق [illegible] دور سے دیکھنے میں سب سے زیادہ خوبصورت اور قریب سے سب سے زیادہ شیریں [illegible] گفتگو ایسی جیسے موتیوں کی لڑی [illegible] نہ اتنا لمبا کہ [illegible] اور نہ اتنا پست قد کہ [illegible] دو شاخوں کے درمیان ایک شاخ [illegible] اس کے ساتھی اس کو گھیرے رہتے تھے اگر وہ کچھ کہتا تو [illegible] حکم دیتا تو [illegible] ایک دوسرے سے سبقت کرتے [illegible] نہ ترش رو تھا نہ بکواسی۔

ابو معبد نے کہا خدا کی قسم یہ وہی قریشی ہے جس کے بارے میں مکہ میں [illegible] اگر میں اس کو پاتا تو اس کے ساتھ ہوجاتا اور اگر مجھے موقع ملا تو ضرور ایسا کروں گا۔

ابوجہل کا حضرت ابوبکر کے گھر جانا:

حضرت اسماء کا بیان ہے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر چلے گئے تو قریش کے کچھ لوگ جن میں ابوجہل بھی تھا ہمارے دروازے پر کھڑے ہو گئے میں باہر نکلی تو ان لوگوں نے مجھ سے پوچھا تمہارا باپ کہاں ہے۔ میں نے کہا خدا کی قسم مجھے نہیں معلوم وہ کہاں ہیں۔ ابوجہل جو بدکلام خبیث تھا اس نے میرے رخسار پر ایک طمانچہ مارا جس سے میری بالی گر پڑی پھر سب لوٹ گئے۔ ہم تین روز اسی حالت میں رہے کہ ہم کو معلوم نہ تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کدھر گئے۔

جن کے اشعار: تین روز کے بعد مکہ کی جانب سے ایک آواز آئی [illegible] اشعار [illegible] کوئی دکھائی نہ دیتا تھا [illegible] اللہ [illegible] جزا دے [illegible] ان دو ساتھیوں کو جنہوں نے ام معبد کے خیمے میں [illegible] قیام کیا [illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا رخ [illegible] معلوم ہو گیا [illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] مدینہ کی طرف [illegible] چار آدمی تھے [illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور [illegible] اور [illegible] اور ان کا رہنما [illegible] اسی طرح [illegible] روایات [illegible] سے پوچھا [illegible] اپنے [illegible] سے [illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] کی طرف [illegible] چلے گئے [illegible] ام معبد [illegible] کا شوہر [illegible] جانے کے لیے [illegible] مسلمان ہو گئے [illegible]۔

قریشیوں کا ام معبد کے پاس جانا:

[illegible] ام معبد نے [illegible] آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تلاش کرتے کرتے قریش ام معبد کے پاس پہنچے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ان سے دریافت کیا وہ حلیہ بیان کر [illegible] جواب دیا تم جانتے ہو ایک مہمان ہمارے پاس ٹھہرا تھا [illegible] قریش [illegible] اس کو [illegible] دریافت کر [illegible]۔

سراقہ کا قصہ: محدثین نے [illegible] سراقہ کی روایت [illegible] [illegible] ابن شہاب نے حضرت ابوبکر کے واسطے سے بیان کیا [illegible] سراقہ کا بیان ہے کہ قریش کے قاصد ہمارے پاس آئے اور انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر کے قتل یا گرفتار کرنے والے کے لیے انعام مقرر کیا اور کہا کہ جو شخص ان میں سے کسی کو قتل یا گرفتار کرے گا [illegible] ایک اونٹنیاں [illegible] ملیں گی [illegible] میں اپنی قوم بنی مدلج کے [illegible] بیٹھا تھا [illegible] ایک شخص [illegible] آکر کھڑا ہوا اور اس نے کہا [illegible] میں نے [illegible] دیکھے ہیں [illegible] محمد اور ان کے ساتھی [illegible] میں سمجھ گیا کہ یہ وہی ہیں [illegible] میں نے اس شخص کو [illegible] اپنی لونڈی کو [illegible] گھوڑا [illegible] ٹیلے کے پیچھے [illegible] اور [illegible] اپنے نیزے کے [illegible] چھپا [illegible] چلا [illegible]

... یا۔ پھر دیاں ... بیٹھ گیا۔ اسی طرح گھوڑے سے نیچے اتر ... [illegible] ... فال نکالی۔ یہاں تک کہ مجھے دونوں شخص نظر آ گئے۔ آپ بھی پیچھے تھا کہ گھوڑے نے ٹھوکر کھائی اور میں نیچے گر پڑا۔ میں پھر اٹھ کھڑا ہوا اور ترکش کی طرف ہاتھ بڑھایا اور اس میں سے فال لینے کے تیر نکالے کہ میں ان کو نقصان پہنچا سکوں گا یا نہیں۔ فال میں وہی تیر نکلا جو مجھے ناپسند تھا ... [illegible] ... مجھ کو ... [illegible] ... گھوڑے پر سوار ہو کر تیروں کی فال کے خلاف ان کے تعاقب میں چلا ... [illegible] ... قریب پہنچ گیا ... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قرآن پڑھنے ... آپ کسی طرف توجہ نہیں فرماتے تھے اور حضرت ابوبکر بار بار ادھر ادھر دیکھتے تھے۔ اسی وقت میرے گھوڑے کے دونوں پاؤں ... زمین میں دھنس گئے ... [illegible] ... گھوڑے ... [illegible] ... پھر میں نے تیروں سے فال لی تو وہی ... [illegible] ... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ... [illegible] ... تب میں نے امان کی درخواست کی ... [illegible] ... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ... حضرت ابوبکر ... [illegible] ... قوم نے آپ کے سلسلہ میں ... [illegible] ... آپ صلی اللہ علیہ وسلم ... [illegible] ... آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر ... [illegible] ... لکھ دینے کا حکم دیا ... [illegible] ... حضرت ابوبکر ... [illegible] ... چنانچہ حضرت ابوبکر ... آپ ... [illegible] ... حضرت ابوبکر نے فرمایا ... [illegible] ... ہیں۔

ٹھیک ظہر کے وقت جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ کے قریب پہنچے تو ... [illegible] ... استقبال ... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ... [illegible] ... ہمارا کام ... [illegible] ... ہو گیا ... [illegible] ... اگر ... [illegible] ... رسول اللہ ... [illegible] ... استقبال ... [illegible] ... صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر سے فرمایا ... [illegible] ... (تاریخ طبری)

... [illegible] ... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ... [illegible] ... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ... [illegible] ...

مکہ سے روانگی اور مدینہ میں رونق کا دن

حاکم نے حضرت ... سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ... دوشنبہ کے دن ... اور دوشنبہ ہی کو ... [illegible] ... محمد بن اسحاق ... [illegible] ... (ابن کثیر) ... [illegible] ... پیر کے دن ... [illegible] ... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ... [illegible] ... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ... [illegible] ... حضرت ابوبکر ... [illegible] ... پشت کی طرف ... تھے واللہ اعلم (تاریخ طبری)

حضرت ابوبکر کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق و محبت کی دلیل

... [illegible] ... حضرت ابوبکر ... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ... [illegible] ... پیچھے چلتے ... [illegible] ...

[illegible]

[illegible]

حضرت ابوبکرؓ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم:

[illegible]

[illegible]

ملاحظہ کیجئے

[illegible]

اِنْفِرُوا خِفَافًا وَّثِقَالًا

جہاد کی عام دعوت

[illegible]

حضرت ابو ایوب کا جہاد [illegible]

حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر اعتراض کرنے والے:

روایت میں ہے کہ ایک نو مسلم حرقوص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مال بانٹتے ہوئے دیکھ کر کہنے لگا کہ [illegible] عدل [illegible] تو عدل نہیں کرتا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا [illegible] اگر میں بھی عادل نہیں تو دنیا میں کون عادل ہوگا؟ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا [illegible] سے جو میری امت میں اس جیسے لوگ ہوں گے [illegible] حلق سے نیچے نہیں اتر [illegible] جب کبھی ایسے [illegible] پھر [illegible] آپ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] انصاف سے [illegible] آپ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] ایک قوم نکلے گی [illegible] (تفسیر ابن کثیر)

وَجَاهِدُوا بِأَمْوَالِكُمْ وَأَنفُسِكُمْ فِي سَبِيلِ
اور لڑو اپنے مال سے اور جان سے اللہ کی
اللَّهِ ذَٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ إِن كُنتُمْ تَعْلَمُونَ
راہ میں یہ بہتر ہے تمہارے حق میں اگر تم کو سمجھ ہے

(یعنی [illegible])

غزوہ کیلئے صحابہ کرام کے بڑھ چڑھ کر عطیات:

[illegible] غزوہ تبوک کے لشکر کو تیار [illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ترغیب دی [illegible] سب سے پہلے حضرت ابو بکر [illegible] مال [illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا [illegible] گھر والوں کیلئے کیا چھوڑا [illegible] اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] حضرت عمر [illegible]

علیہ وسلم [illegible] حضرت عثمان [illegible] حضرت عثمان نے [illegible] پورا ساز و سامان دے کر تیار کیا۔

[illegible] لشکر کی [illegible] حضرت عثمان [illegible] اس اثنا میں [illegible] مصیبت [illegible]

[illegible] حضرت عثمان [illegible] لشکر [illegible] صلی اللہ علیہ [illegible] عثمان [illegible]

امام احمد ترمذی اور بیہقی نے حضرت عبد الرحمن بن سمرہ کی روایت سے [illegible] ترمذی [illegible] حضرت عثمان نے ایک ہزار دینار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی گود میں ڈال دیئے [illegible] اللہ علیہ وسلم [illegible] الٹ پلٹ کر [illegible] فرماتے جاتے تھے [illegible] عثمان جو عمل بھی کرے اس کو نقصان نہیں پہنچے گا (یعنی [illegible])

لَوْ كَانَ عَرَضًا قَرِيبًا وَسَفَرًا قَاصِدًا لَّا
[illegible]
تَّبَعُوكَ وَلَٰكِن بَعُدَتْ عَلَيْهِمُ الشُّقَّةُ
[illegible]

[illegible]

وَسَيَحْلِفُونَ بِاللَّهِ لَوِ اسْتَطَعْنَا
[illegible]

مَعَكُمْ يُهْلِكُونَ أَنفُسَهُمْ وَاللَّهُ يَعْلَمُ

تمہارے ساتھ ہو لیتے [illegible] اپنی جانوں کو [illegible] جانتا ہے

إِنَّهُمْ لَكَاذِبُونَ ﴿۴۲﴾

کہ وہ جھوٹے ہیں

[illegible] نکلنے سے پہلے [illegible] کرنے والے [illegible] آپ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] حکم [illegible] آپ صلی اللہ [illegible] ساتھ [illegible] جھوٹ اور [illegible]

[illegible] اور جھوٹی قسمیں کھانا [illegible] کے حق میں وبال جان ہوگا۔

عَفَا اللَّهُ عَنكَ لِمَ أَذِنتَ لَهُمْ حَتَّىٰ

اللہ بخشے تجھ کو کیوں رخصت دے دی تو نے ان کو یہاں تک کہ

يَتَبَيَّنَ لَكَ الَّذِينَ صَدَقُوا وَتَعْلَمَ

ظاہر ہو جاتے تجھ پر سچ کہنے والے اور جان لیتا

الْكَاذِبِينَ ﴿۴۳﴾

تو جھوٹوں کو

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی فراخدلی:

[illegible] اجازت طلب [illegible] آپ [illegible] اجازت دیتے تھے [illegible] آپ صلی اللہ علیہ وسلم اجازت نہ دیتے [illegible] آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت [illegible] اللہ علیہ وسلم [illegible] اجازت [illegible] "عفا اللہ عنک" [illegible] "عفا اللہ عنک" [illegible] جیسے [illegible]

نکتہ: عَفَا اللَّهُ عَنكَ لِمَ أَذِنتَ لَهُمْ [illegible] اللہ کی مہربانی [illegible] اظہار قصور [illegible] (یعنی قصور [illegible]) [illegible] عفا اللہ عنک فرما دیا [illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] (یعنی عفا اللہ عنک) [illegible] عفا اللہ عنک [illegible]

[illegible]

لَا يَسْتَأْذِنُكَ الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ

نہیں رخصت مانگتے تجھ سے وہ لوگ جو ایمان رکھتے ہیں اللہ پر

وَالْيَوْمِ الْآخِرِ أَن يُجَاهِدُوا بِأَمْوَالِهِمْ

اور آخرت کے دن پر اس سے کہ لڑیں اپنے مال

وَأَنفُسِهِمْ ۗ وَاللَّهُ عَلِيمٌ بِالْمُتَّقِينَ ﴿۴۴﴾

اور جان سے اور اللہ خوب جانتا ہے ڈر والوں کو

إِنَّمَا يَسْتَأْذِنُكَ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ

رخصت وہی مانگتے ہیں تجھ سے جو نہیں ایمان رکھتے اللہ پر

وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَارْتَابَتْ قُلُوبُهُمْ

اور آخرت کے دن پر اور شک میں پڑے ہیں دل ان کے

فَهُمْ فِي رَيْبِهِمْ يَتَرَدَّدُونَ ﴿۴۵﴾

سو وہ اپنے شک ہی میں بھٹک رہے ہیں

[illegible]

وَلَوْ أَرَادُوا الْخُرُوجَ لَأَعَدُّوا لَهُ عُدَّةً

[illegible]

وَلَٰكِن كَرِهَ اللَّهُ انبِعَاثَهُمْ فَثَبَّطَهُمْ

[illegible]

وَقِيلَ اقْعُدُوا مَعَ الْقَاعِدِينَ

[illegible]

منافقوں کو اللہ نے جہاد سے دور رکھا

[illegible]

رسول اللہ ﷺ کی جہاد تبوک پر روانگی

اکثر منافقوں کا ساتھ دینے سے انکار

[illegible]

[illegible]

منافقوں کی فتنہ پردازی

[illegible]

عبداللہ بن ابی کی منافقت

[illegible]

لَوْ خَرَجُوا فِيكُم مَّا زَادُوكُمْ إِلَّا خَبَالًا

اگر یہ تم میں شامل ہو کر نکلتے تو تمہارے لئے سوائے [illegible]

وَلَأَوْضَعُوا خِلَالَكُمْ يَبْغُونَكُمُ الْفِتْنَةَ

[illegible]

منافقوں کا جہاد میں شریک نہ ہونا بہتر ہے

[illegible]

وَفِيكُمْ سَمَّاعُونَ لَهُمْ وَاللَّهُ عَلِيمٌ

اور تم میں [illegible]

بِالظَّالِمِينَ

ظالموں کو

سادہ لوح مسلمان: [illegible]

لَقَدِ ابْتَغَوُا الْفِتْنَةَ مِن قَبْلُ وَقَلَّبُوا لَكَ

[illegible]

الْأُمُورَ حَتَّىٰ جَاءَ الْحَقُّ وَظَهَرَ أَمْرُ اللَّهِ

[illegible]

وَهُمْ كَارِهُونَ

[illegible]

منافق ناکام ہی رہیں گے

[illegible]

[illegible]

وَمِنْهُم مَّن يَقُولُ ائْذَن لِّي وَلَا تَفْتِنِّي

اور بعضے ان میں کہتے ہیں مجھ کو رخصت دے

أَلَا فِي الْفِتْنَةِ سَقَطُوا ۗ وَإِنَّ جَهَنَّمَ

اور گمراہی میں نہ ڈال سن لو وہ تو گمراہی میں پڑ چکے ہیں اور بیشک دوزخ

لَمُحِيطَةٌ بِالْكَافِرِينَ

گھیر رہی ہے کافروں کو

ایک بڑے منافق کا مقولہ

[illegible] أَلَا فِي الْفِتْنَةِ سَقَطُوا [illegible]

[illegible]

[illegible]

إِن تُصِبْكَ حَسَنَةٌ تَسُؤْهُمْ ۖ وَإِن تُصِبْكَ

اگر تجھ کو پہنچے کوئی خوبی تو وہ بری لگتی ہے ان کو اور اگر پہنچے

مُصِيبَةٌ يَقُولُوا قَدْ أَخَذْنَا أَمْرَنَا مِن

کوئی سختی تو کہیں ہم نے تو سنبھال لیا تھا اپنا کام

قَبْلُ وَيَتَوَلَّوا وَّهُمْ فَرِحُونَ

پہلے سے اور پھر کر جائیں خوشیاں کرتے ہوئے

منافقوں کا مسلمانوں سے حسد

[illegible]

قُلْ لَّن يُصِيبَنَا إِلَّا مَا كَتَبَ اللَّهُ

تو کہہ ہم کو ہرگز نہ پہنچے گا مگر وہی جو لکھ دیا اللہ نے

لَنَا هُوَ مَوْلَانَا ۚ وَعَلَى اللَّهِ فَلْيَتَوَكَّلِ

ہمارے لئے وہی ہے کارساز ہمارا اور اللہ ہی پر چاہئے کہ بھروسہ کریں

الْمُؤْمِنُونَ قُلْ هَلْ تَرَبَّصُونَ بِنَا إِلَّا

مسلمان تو کہہ تم کیا امید کرو گے ہمارے حق میں مگر

إِحْدَى الْحُسْنَيَيْنِ ۖ وَنَحْنُ نَتَرَبَّصُ

دو خوبیوں میں سے ایک کی اور ہم امیدوار ہیں

بِكُمْ أَن يُصِيبَكُمُ اللَّهُ بِعَذَابٍ مِّنْ
عِندِهِ أَوْ بِأَيْدِينَا فَتَرَبَّصُوا إِنَّا مَعَكُم
مُّتَرَبِّصُونَ ۝

[illegible]

سب کچھ اللہ کے اختیار میں ہے:

[illegible]

قُلْ أَنفِقُوا طَوْعًا أَوْ كَرْهًا لَّن يُتَقَبَّلَ
مِنكُمْ إِنَّكُمْ كُنتُمْ قَوْمًا فَاسِقِينَ ۝

[illegible]

منافق کا مال بھی قبول نہیں ہے:

[illegible]

(۲) [illegible]

وَمَا مَنَعَهُمْ أَن تُقْبَلَ مِنْهُمْ نَفَقَاتُهُمْ إِلَّا
أَنَّهُمْ كَفَرُوا بِاللَّهِ وَبِرَسُولِهِ وَلَا يَأْتُونَ
الصَّلَاةَ إِلَّا وَهُمْ كُسَالَىٰ وَلَا يُنفِقُونَ
إِلَّا وَهُمْ كَارِهُونَ ۝

[illegible]

قبول نہ ہونے کا سبب:

[illegible]

فَلَا تُعْجِبْكَ أَمْوَالُهُمْ وَلَا أَوْلَادُهُمْ

سو تو تعجب نہ کر ان کے مال اور اولاد سے

إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُعَذِّبَهُمْ بِهَا فِي

یہی چاہتا ہے کہ ان کو عذاب میں رکھے ان چیزوں کی وجہ سے

الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَتَزْهَقَ أَنْفُسُهُمْ وَهُمْ

دنیا کی زندگی میں اور نکلے ان کی جان اور وہ اس وقت تک

كَافِرُونَ ۝

کافر ہی رہیں

ایک شبہ کا جواب:

[illegible]

معتزلہ کے مسلک کی تردید:

[illegible]

وَيَحْلِفُونَ بِاللَّهِ إِنَّهُمْ لَمِنْكُمْ وَمَا

اور قسمیں کھاتے ہیں اللہ کی کہ وہ بے شک تم میں ہیں اور وہ

هُمْ مِنْكُمْ وَلَٰكِنَّهُمْ قَوْمٌ يَفْرَقُونَ ۝

تم میں نہیں و لیکن وہ لوگ ڈرتے ہیں تم سے

لَوْ يَجِدُونَ مَلْجَأً أَوْ مَغَارَاتٍ أَوْ مُدَّخَلًا

اگر پاویں کوئی پناہ کی جگہ یا غاریں یا گھس بیٹھنے کو جگہ

لَوَلَّوْا إِلَيْهِ وَهُمْ يَجْمَحُونَ ۝

تو الٹے بھاگیں اسی طرف رسیاں تڑاتے

منافقوں کی جھوٹی قسمیں:

[illegible]

وَمِنْهُم مَّن يَلْمِزُكَ فِي الصَّدَقَاتِ

اور بعضے ان میں وہ ہیں کہ تجھ کو طعن دیتے ہیں زکوٰۃ بانٹنے میں

فَإِنْ أُعْطُوا مِنْهَا رَضُوا وَإِن لَّمْ يُعْطَوْا

سو اگر ان کو ملے اس میں سے تو راضی ہوں اور اگر

مِنْهَا إِذَا هُمْ يَسْخَطُونَ

نہ ملے تو جبھی وہ ناخوش ہو جائیں

منافقوں کی مطلب پرستی:

[illegible]

حضور ﷺ انصاف نہیں کریں گے تو کون کرے گا:

[illegible]

وَلَوْ أَنَّهُمْ رَضُوا مَا آتَاهُمُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ

اور کیا اچھا ہوتا اگر وہ راضی ہو جاتے اسی پر جو دیا ان کو اللہ نے اور اس کے رسول نے

وَقَالُوا حَسْبُنَا اللَّهُ سَيُؤْتِينَا اللَّهُ مِن

اور کہتے کافی ہے ہم کو اللہ، وہ دے گا ہم کو اللہ

فَضْلِهِ وَرَسُولُهُ إِنَّا إِلَى اللَّهِ رَاغِبُونَ

اپنے فضل سے اور اس کا رسول، ہم کو تو اللہ ہی چاہیے

جو ملے اسی پر راضی رہو:

[illegible]

محصل زکوٰۃ کو کتنا دیا جائے

[illegible]

[illegible]

إِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَاءِ وَالْمَسَاكِينِ

[illegible]

وَالْعَامِلِينَ عَلَيْهَا وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوبُهُمْ وَفِي

[illegible]

الرِّقَابِ وَالْغَارِمِينَ وَفِي سَبِيلِ اللَّهِ

[illegible]

وَابْنِ السَّبِيلِ فَرِيضَةً مِنَ اللَّهِ وَاللَّهُ

[illegible]

عَلِيمٌ حَكِيمٌ

[illegible]

زکوٰۃ کے مستحقین

[illegible]

مؤلفۃ القلوب کا حصہ

[illegible]

نہیں نکالا جا سکتا۔ (تفسیر مظہری تلخیص)

اگر کسی شخص کے پاس اتنے قرض سے زائد مال موجود ہو کہ قرض ادا کرنے کے بعد بھی بقدر نصاب بچ رہے تو زکوٰۃ لینی جائز نہیں امام اعظم اور امام مالک اور امام احمد کے نزدیک ایسے شخص کو زکوٰۃ دی جا سکتی ہے۔

فی سبیل اللہ کا مفہوم: میں کہتا ہوں جب تفسیر تمام مصارف زکوٰۃ میں فی سبیل اللہ ہے (اور یہ مصرف زکوٰۃ کا قریب ہے اور الف لام ہے) تو ضروری ہے کہ فی سبیل اللہ سے مراد صرف جہاد کیلئے مخصوص نہ کیا جائے بلکہ تمام امور خیر مراد ہیں۔ یہ فوائد کی صرف فی سبیل کو تمام ثواب کے کاموں کے شامل ہے اور طالب علم اگر چہ مالدار ہو وہ بھی فی سبیل اللہ کے ذیل میں آتا ہے۔

ابن السبیل کا معنی:

اگر کسی کے پاس وطن میں تو بہت مال ہو لیکن سفر میں ساتھ اتنا مال نہ ہو کہ منزل مقصود پر پہنچ سکے تو وہ بحالت احتیاج زکوٰۃ لینے سے مانع ہو اور اس کو باوجود مالداری کے زکوٰۃ لینا جائز ہے۔ امام اعظم کے نزدیک ابن السبیل سے ایسا شخص مسافر مراد ہے زکوٰۃ کا مستحق اور نے جیسے امام اعظم کے نزدیک فقیر وہ ہے جو اس کے قبضہ میں نصاب نہ ہو جو زکوٰۃ کے استحقاق سے محروم کردے۔ اور ملکیت میں کتنا ہی مال ہو (مگر قبضہ کی) قید ہے استحقاق زکوٰۃ سے مانع نہیں ہے اور ایسا شخص اپنے وطن میں ہو (مگر اپنے مال پر اس کا قبضہ نہ ہو) یا مدیون ہو یا اس کا مال قرض ہو (اور قرض ملے) تو امام صاحب کے نزدیک ایسا شخص (باوجود مالک مال ہونے کے) نادار اور مفلس ہے جیسے مال اور مسافر نادار۔ مسافر بھی مفلس قرار دیا گیا اگر کسی کا مال وطن میں بہت ہو مگر سفر میں اس کے پاس صرف اتنا ہو کہ وطن تک پہنچ سکتا ہو اور جو مال بحالت سفر اس کے پاس ہو وہ نصاب زکوٰۃ سے کم ہو تو ہر صورت میں اس کیلئے زکوٰۃ کا مال لینا درست نہیں۔ یہ مسئلہ سب علماء کا مسلمہ ہے اور اگر اس کے پاس گھر میں بہت مال ہو اور سفر میں اس کے پاس نصاب زکوٰۃ نہ ہو تو گھر سے مال منگوا کر منزل مقصود پر پہنچ سکتا ہو ایسے شخص کے لئے بھی امام اعظم کے نزدیک زکوٰۃ لینا جائز نہیں خواہ سفر کی حالت ہو یا حضر کی حالت اور ادھر قریب امام شافعی جواز کے قائل ہیں امام ابو حنیفہ کہتے ہیں کہ زکوٰۃ کا مال حاصل کرنے والا چونکہ محتاج ہے اور یہ شخص فقیر نہیں ہے (نصاب زکوٰۃ کے بقدر اس کے پاس مال موجود ہے منزل مقصود پر پہنچنے یا دفع حاجت کیلئے زکوٰۃ کا مال لینے لینے میں کوئی خلل نہیں) امام شافعی کے نزدیک زکوٰۃ لینے کے جواز کی علت مطلقاً سفر ہے بشرطیکہ اس کے پاس (اس دوران کے وقت) کافی مال نہ ہو کہ مسافت سفر طے کر سکے کیونکہ ابن السبیل مصارف زکوٰۃ کا ایک مستقل فرد ہے فقر کا اس میں اعتبار نہیں ہے۔

سب سے زیادہ اجر والا دینار:

حضرت ابو ہریرہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ایک دینار وہ ہے جو تو نے راہ خدا میں خرچ کیا ایک دینار وہ ہے جو تو نے کسی غلام کو آزاد کرنے کیلئے خرچ کیا ایک دینار وہ ہے جو کسی مسکین کو تو نے بطور خیرات دیا ایک دینار وہ ہے جو تو نے اپنے گھر والوں کے صرفے میں دیا ان سب سے بڑے اجر والا وہ دینار ہے جو تو نے اپنے گھر والوں کے صرف میں دیا۔ رواہ مسلم۔

حضرت زینب بنت حارث کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں میں نے ایک باندی آزاد کی حضور ﷺ کی خدمت میں اس کا ذکر کیا فرمایا اگر تو وہ اپنے ماموؤں کو دے دیتی تو تیرے لئے بڑا ثواب ہوتا۔ متفق علیہ۔

دوہری خیرات۔ حضرت سلیمان بن عامر کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مسکین کو خیرات دینی ایک خیرات ہے اور رشتہ دار کو دینی دوہری خیرات ہے ایک تو (معمولی) خیرات دوسرے صلہ رحمی۔ رواہ احمد والترمذی والنسائی وابن ماجہ والدارمی۔

حضرت انسؓ کا بیان ہے کہ حضرت ابو طلحہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ بیرحاء (کا باغ) مجھے اپنے مال میں سب سے زیادہ پسند ہے اور میں اللہ کے نام پر اس کی خیرات کرتا ہوں اور امید رکھتا ہوں کہ اس کی بھلائی اللہ کے پاس میرے لئے جمع رہے گی۔ اب آپ اس کو جیسے اللہ بتائے خرچ کیجئے۔ حضور ﷺ نے فرمایا میرے نزدیک تو مناسب یہ ہے کہ تم اس کو اپنے قرابت داروں کو دے دو۔ حسب ہدایت حضرت ابو طلحہؓ نے وہ باغ اپنے قرابت داروں اور چچا زاد بھائیوں میں تقسیم کر دیا۔ متفق علیہ۔

قریبی رشتہ داروں کو خیرات اور زکوٰۃ دینا:

رشتہ ولادت اور تعلق زوجیت رکھنے والوں کو زکوٰۃ دینی امام ابو حنیفہ کے نزدیک درست نہیں (یعنی ماں باپ دادا نانی اولاد اور بیوی کو نہ شوہر بیوی کو زکوٰۃ نہیں دے سکتے) کیونکہ اولاد و والدین کے منافع کے اور آپس میں مشترک ہوتے ہیں (اولاد والدین اور زوجین کا باہمی کاروبار ایک طرح کا ہوتا ہے) اس لئے تملیک کامل طور پر نہیں ہو سکتی۔

رائطہ بنت عبداللہ حضرت عبداللہ بن مسعود کی بیوی دست کاری تھیں اور حضرت ابن مسعود کے پاس مال نہ تھا اس لئے بیوی ہی ان کا اور ان کے بچوں کا خرچ چلاتی تھیں (ایک روز) حضرت ابن مسعود سے کہنے لگیں آپ نے اور آپ کے بچوں کے خرچ نے تو مجھے صدقہ (خیرات کرنے) سے روک دیا تمہارے خرچ کی وجہ سے میں کچھ خیرات کر ہی نہیں سکتی حضرت عبداللہ نے فرمایا تم اگر یہ پسند نہ کرو کہ تم ہم پر خرچ کرو (اور خیرات کا ثواب تم کو حاصل نہ ہو) تو مت کرو چنانچہ رائطہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پہنچیں اور عرض کیا یا رسول

[illegible]

عورتوں کو صدقہ کرنے کی خصوصی ہدایت

[illegible]

سوال کرنے والا:

[illegible]

نے فرمایا کیا میں تم کو وہ چیز نہ بتاؤں جو سب سے بری [illegible] ہے سب سے برا وہ شخص ہے کہ اس سے اللہ کے نام سے سوال کیا جائے اور وہ [illegible] نہ دے۔

یتیم اور قیدی، یتیمی اور قید بھی زندگی کے اسباب میں سے ہے اسی لیے فرمایا ہے "ویطعمون الطعام علی حبہ مسکینا ویتیما واسیرا" یہ اللہ کی محبت میں کھانا کھلاتے ہیں [illegible] مسکین اور یتیم اور قیدی کو کھانا کھلاتے ہیں۔

ایک شخص کو ساری زکوٰۃ دینا:

جب امام شافعی کا مسلک (جیسا کہ [illegible]) معلوم ہو گیا کہ مصرف زکوٰۃ صرف آٹھ ہیں اور ہر ایک مستقل مصرف ہے فقراء وغیرہ کے اقسام ہیں تو اس صورت میں ایک ہی مصرف یعنی ایک شخص کو زکوٰۃ کا کل مال دے دیا جائے تو [illegible] جائز نہیں ہو سکتا۔

[illegible] ثابت ہے کہ حضرت عمر فرض زکوٰۃ دے کر ایک ہی مصرف [illegible] دیا کرتے تھے

[illegible] حضرت عمر حضرت حذیفہ حضرت ابن عباس [illegible] کے اقوال و روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ صرف ایک مصرف کو بھی زکوٰۃ دی جا سکتی ہے۔ تفسیر الاحکام میں بھی یہی قول ہے [illegible] نے بھی اسی کو پسند کیا ہے [illegible] [illegible] بھی ہے کہ [illegible] یہ حکم بیان کیا گیا ہے [illegible] اور زکوٰۃ خرچ ہونے کے [illegible] بیان کیا گیا [illegible]

[illegible]

کس کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں ہے:

امام ابو حنیفہ نے فرمایا [illegible] وہ شخص ہے جس کے پاس [illegible] مال ہو جس پر زکوٰۃ واجب ہو [illegible] کامل ہو [illegible] جس کے پاس [illegible] کا [illegible] زکوٰۃ لینی جائز نہیں۔ [illegible] رسول اللہ ﷺ نے [illegible] کے پاس [illegible] (سب پڑھا) [illegible] اپنے لئے جہنم [illegible] عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کس قدر [illegible] فرمایا [illegible] سوال کرنے سے روکتی ہے۔ (اس سے مراد) [illegible] کھانے کی مقدار ہے [illegible] حدیث [illegible] حنظلہ [illegible] نے اس روایت کو صحیح کہا ہے۔ بعض علماء نے کہا کہ پچاس درہم (قریباً [illegible]) کا مالک ہو تو زکوٰۃ لینی درست نہیں۔ حضرت ابو سعید خدری [illegible] کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے اس حالت میں سوال کیا کہ اس کے پاس ایک اوقیہ چاندی تھی تو اس نے الحاف کیا (یعنی اس کو لپٹ کر مانگنے والا قرار دیا جائے گا) اگر کوئی شخص کمائی سے قادر ہو تو ایک درہم کی [illegible] کافی ہوتا ہے اور اگر کوئی کثیر العیال

ضرورت اور ہر [illegible] ان کی [illegible] نہیں جا سکتے۔

خلاصہ یہ ہے کہ بغیر حاجت کے سوال حرام ہے اور حاجت [illegible] کچھ ایسی [illegible] شخص پر فاقہ نہ ہو [illegible] حسب روایت [illegible] حنظلہ [illegible] کہ کھانا موجود ہو [illegible] اس کیلئے سوال حلال نہیں۔ [illegible] سوال [illegible] ہے [illegible] شخص کو [illegible] کافی حاصل [illegible] [illegible] [illegible] کے لئے جائز ہے۔

امام ابو حنیفہ نے فرمایا [illegible] شخص ہے جس کے پاس اصلی ضروریات کو پورا [illegible] کے بعد بقدر نصاب زکوٰۃ کا مال باقی رہے [illegible] حضرت معاذ کی حدیث [illegible] ہے کہ ان کے مالداروں سے لیا جائے اور ان کے حاجت مندوں کو لوٹا دیا جائے۔ یہ حدیث دلالت کر رہی ہے کہ جس کو دیا جائے وہ شخص [illegible] جس سے لیا جائے [illegible] صاحب نصاب ہو [illegible] ناجائز قرار دیا گیا کیونکہ [illegible] [illegible] [illegible] نصاب کے پاس [illegible] ہو [illegible] دونوں صورتوں میں زکوٰۃ لینے کی ممانعت میں برابر ہیں۔ کیونکہ حضرت ابو سعید خدری کی روایت میں آیا ہے [illegible] دونوں کا حکم برابر ہے۔ [illegible] کے [illegible] وجوب زکوٰۃ [illegible] ہے [illegible] رسول ﷺ کا ارشاد ہے [illegible] [illegible] کے جانوروں میں سواری [illegible] [illegible] اور گھر میں [illegible] جانوروں میں زکوٰۃ نہیں ہے۔ [illegible] [illegible] سوالات [illegible] قدرت [illegible] زکوٰۃ کو [illegible] زکوٰۃ کے [illegible] کی طرف سے [illegible] کے بعد بقدر نصاب [illegible] [illegible] جو [illegible] اس سے [illegible] عدم کی طرح ہے [illegible] کر [illegible] [illegible] [illegible] ہے۔ لہٰذا [illegible] قرض [illegible] (اور [illegible] نصاب [illegible]) [illegible] کی قیمت بقدر نصاب زکوٰۃ ہو [illegible] کی ضرورت کیلئے اس کے پاس [illegible] اس سب کو زکوٰۃ لینی جائز ہے [illegible] لا یحل الصدقۃ حتی الاخمسۃ لغاز فی سبیل اللہ والغارم وابن السبیل (یعنی کسی کے لئے زکوٰۃ حلال نہیں ہے سوائے پانچ کے [illegible] [illegible]) کا [illegible] [illegible] ہے۔

مسئلہ: [illegible] شخص [illegible] [illegible]

خرچ کرنا جائز ہے۔ [illegible] زکوٰۃ نہیں دی جا سکتی ہے۔ کیونکہ حدیث ہے: لَا تَحِلُّ الصَّدَقَةُ لِغَنِيٍّ اس قسم میں امام شافعی اور امام احمد [illegible] کہتے ہیں کہ حضرت ابو ہریرہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا صدقہ غنی کیلئے حلال نہیں اور نہ طاقت ور تندرست کیلئے۔ روایت کیا احمد، نسائی، ابن ماجہ، ابن حبان، حاکم، ابو داؤد، ترمذی اور حاکم نے حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص کی روایت سے نیز دار قطنی نے اور اصل میں امام احمد نے حضرت حبشی کی روایت سے بھی یہ حدیث بیان کی ہے۔ حضرت جابر کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس زکوٰۃ کا مال آیا تو [illegible] لوگ [illegible] فرمایا کہ صدقہ کسی غنی کے لئے [illegible] تندرست کیلئے، طاقت ور کمانے والے کیلئے۔ رواہ احمد والدار قطنی۔

طاقت ور کمائی کر سکنے والا:

عبید اللہ بن عدی کا بیان ہے کہ دو آدمیوں نے اطلاع دی کہ ہم دونوں [illegible] زکوٰۃ میں سے کچھ مانگنے کے لئے رسول اللہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں کو نظر بھر کر دیکھا اور دونوں کو طاقت ور پا کر فرمایا اگر تم چاہو تو میں تم کو دے دوں (مگر) اس میں نہ غنی کا حصہ ہے اور نہ طاقت ور کمانے والے کا۔ رواہ احمد وابو داؤد والنسائی۔ صاحب تنقیح نے کہا یہ حدیث [illegible] امام احمد نے کہا [illegible] حضرت ابن عمر کی روایت سے اور سنن ترمذی میں حضرت حبشی بن جنادہ کی روایت سے نقل ہیں۔ امام احمد نے بنی ہلال کے ایک شخص کی روایت سے بھی یہ حدیث بیان کی ہے اور طبرانی نے حضرت عبدالرحمن کی روایت سے بیان کی۔

ہم کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان اگر تم چاہو تو میں تم کو دے دوں اور غنی کا اس میں کوئی حصہ نہیں ہے صراحت کر رہا ہے کہ [illegible] کو زکوٰۃ دینا جائز ہے ورنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم یہ نہ فرماتے کہ اگر تم چاہو تو دے دوں۔

بخاری وغیرہ میں حضرت عمر کی حدیث بھی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے عطا فرماتے تھے تو میں عرض کرتا تھا کہ مجھ سے زیادہ حاجت مند کو عطا فرما دیجئے۔ (یہ پوری حدیث پہلے بیان کی جا چکی ہے) یہ حدیث بخاری و مسلم میں [illegible] ہے [illegible] کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کو لے لو [illegible] سے جو تم کو حاصل ہو [illegible] خیرات کرو [illegible] نے کہا اسی حدیث کی وجہ سے حضرت ابن عمر کسی سے کچھ نہیں مانگتے تھے اور بغیر سوال کے اگر کوئی کچھ دیتا تھا تو واپس نہیں کرتے تھے۔

ایک شبہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ حضرت عمر کو عطا فرمایا تھا وہ زکوٰۃ کی رقم تھی [illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] سلم کی [illegible] حضرت عمر بن خطاب [illegible] صدقہ (زکوٰۃ) [illegible] کرنے کے [illegible] رقم [illegible] کا [illegible] کام کیا ہے [illegible] کر دیا گیا ہے [illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے [illegible] نے بھی (قسمت) زکوٰۃ کا کام کیا تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] کی اجرت [illegible] حضرت عمر کو [illegible] صلی اللہ علیہ وسلم نے [illegible]

جواب: الفاظ [illegible] عام ہیں [illegible] خصوصیت [illegible] اعتبار ہے۔ الفاظ کا عموم ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] تم کو اس مال میں سے [illegible] اور تم [illegible] نہ [illegible] ان الفاظ میں کوئی خصوصیت نہیں ہے۔

[illegible] احادیث [illegible] حدیث [illegible] روایت ہے [illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] مال زکوٰۃ کا مال عطا فرمایا، مسلم نے بیان کیا ہے کہ حضرت انس نے فرمایا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چل رہا تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] نجرانی چادر اوڑھے ہوئے تھے۔ ایک دیہاتی نے چادر پکڑ کر [illegible] کھینچی کہ [illegible] کے نشان گردن مبارک پر پڑ گئے پھر کہنے لگا محمد اللہ کا جو مال تمہارے پاس ہے اس میں سے مجھے بھی کچھ دو۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی طرف رخ کیا اور ہنس پڑے۔ پھر اس کو دینے کا حکم دیا [illegible] نے کہا [illegible] زکوٰۃ کا مال [illegible] حدیث ذکر [illegible] طاقت ور تندرست کو زکوٰۃ دینا جائز [illegible] کو دینا تو جائز ہے مگر اس کا سوال کرنا [illegible] کے لئے مکروہ ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے زکوٰۃ وغیرہ جائز نہیں

[illegible] کے نزدیک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے واجب صدقہ (یعنی فرض زکوٰۃ) اور نفلی صدقہ (خیرات) [illegible] امام شافعی اور امام احمد کے مختلف قول خیرات لینے کے جواز و عدم جواز کے متعلق آئے ہیں۔ جمہور کے قول کی دلیل حضرت انس کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک راستہ پر گذرے [illegible] کھجور پڑی [illegible] تو فرمایا اگر مجھے یہ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آل کیلئے بھی جائز نہیں ہے:

بھی زکوٰۃ حرام نہیں ہے امام شافعی اور امام مالک کا بھی صحیح ترین قول یہی ہے بعض کے نزدیک بنی ہاشم کے موالی کے لئے زکوٰۃ حرام نہیں ہے امام ابو یوسف نے فرمایا موالی کی طرف بنی ہاشم کے سوا اور کسی کو نہیں پھیر سکتا۔ امام ابوحنیفہ کی دلیل یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی مخزومی شخص کو تحصیل زکوٰۃ پر مقرر فرمایا اس شخص نے ابو رافع سے کہا تم بھی میرے ساتھ چلو تم کو بھی کچھ مل جائے گا۔ ابو رافع نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھے بغیر میں نہیں جا سکتا۔ چنانچہ ابو رافع نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا تذکرہ کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہمارے یعنی آل محمد کے لئے صدقہ حلال نہیں اور کسی قوم کا آزاد کردہ غلام بھی انہی میں سے ہوتا ہے (یعنی اس کا حکم بھی وہی ہوتا ہے جیسا اس کے آقا کا) یہ حدیث حضرت ابو رافع کی روایت سے امام احمد، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن حبان اور حاکم نے بیان کی ہے۔ طبرانی نے حضرت ابن عباس کی روایت سے ابو رافع کا نام ارقم بن ابی ارقم لکھا۔

مسئلہ: ... زکوٰۃ کو ایک شہر سے دوسرے شہر کو لے جانا مکروہ ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ سے فرمایا تھا ان کے مالداروں سے لی جائے گی اور ان کے حاجت مندوں کو لوٹا دی جائے گی۔ صحیح یہ ہے کہ زکوٰۃ کو ... خراسان سے شام کو لایا گیا تھا حضرت عمر بن عبدالعزیز نے پھر شام سے خراسان لوٹا دیا۔ (تفسیر مظہری)

غیر مسلموں کو نفلی صدقہ دینا:

نفلی صدقات میں سے غیر مسلموں کو دینا باتفاق امت جائز اور حدیث سے ثابت ہے لیکن صدقات سے مراد اس جگہ صدقات فرض ہیں زکوٰۃ عشر وغیرہ ... مؤلفۃ القلوب کو اس مد سے دیا جانا اس بنا پر تھا کہ وہ آپ کے ... مسلمانوں کا ... کرتے تھے اور ظاہری کرنا محبت ان سے کفر پر قائم رہنا تھی۔ اور اللہ تعالیٰ نے مصلحت ختم کر دی ... کہ ان کے ساتھ وہی معاملہ کیا جائے جو مسلمانوں کے ساتھ کیا جاتا تھا۔ (بیان القرآن ملخصاً)

زکوٰۃ کے مصارف اللہ کی طرف سے متعین ہیں:

ابوداؤد اور دارقطنی نے حضرت زیاد بن حارث صدائی کی روایت سے نقل کیا ہے یہ فرماتے ہیں کہ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو معلوم ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی قوم کے مقابلہ کیلئے ایک لشکر مسلمانوں کا روانہ فرما رہے ہیں میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ لشکر نہ بھیجیں میں اس کا ذمہ لیتا ہوں کہ وہ سب مطیع و فرمانبردار ہو کر آ جائیں گے پھر میں نے اپنی قوم کو خط لکھا تو سب کے سب مسلمان ہو گئے اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یا اخا صداء انک لمطاع فی قومک یعنی مجھ کو یہ خطاب دیا گیا کہ اپنی قوم کے محبوب اور مقتدا تو میں نے عرض کیا کہ آپ ... یہ میرا کوئی کمال نہیں ... ان کو ہدایت ہوئی اور وہ مسلمان ہو گئے یہ فرماتے ہیں کہ میں اسی مجلس میں حاضر تھا کہ ایک شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں صدقہ کا سوال کرنے کیلئے حاضر ہوا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو یہ جواب دیا کہ

"صدقات کی تقسیم کو اللہ تعالیٰ نے کسی نبی یا غیر نبی کے حکم پر نہیں چھوڑا، بلکہ خود ہی اس کے آٹھ مصرف متعین فرما دیئے، اگر تم ان آٹھ میں داخل ہو تو میں تمہیں دے سکتا ہوں" الخ (تفسیر قرطبی ص ۱۶۸ ج ۸)

حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ صدقہ کسی غنی مالدار کے لئے حلال نہیں بجز پانچ شخصوں کے۔ ایک وہ شخص جو جہاد کیلئے نکلا، جہاد میں اس کے پاس بقدر ضرورت مال نہیں، اگرچہ گھر میں مال دار ہو، دوسرے عامل صدقہ جو صدقہ وصول کرنے کی خدمت انجام دیتا ہو، تیسرے وہ شخص کہ اگرچہ اس کے پاس مال ہے مگر موجودہ مال سے زیادہ کا مقروض ہے چوتھے وہ شخص جو صدقہ کا مال کسی غریب مسکین سے پیسے دے کر خرید لے پانچویں وہ شخص جس کو کسی غریب فقیر نے صدقہ کا حاصل شدہ مال ہدیہ کے طور پر دیدیا ہو۔

عاملین کی اجرت کا اصول:

... عاملین صدقہ کو اس میں سے جو کچھ دیا جاتا ہے وہ ... کہ ان کی اجرت عمل کی حیثیت کے مطابق دی جائے گی ... (مظہری)

اسلامی مدارس کے سفیر:

فائدہ: آج کل جو اسلامی مدارس اور انجمنوں کے مہتمم یا ان کی طرف سے بھیجے ہوئے سفیر صدقات زکوٰۃ وغیرہ مدارس اور انجمنوں کیلئے وصول کرتے ہیں ان کا وہ حکم نہیں جو عاملین صدقہ کا اس آیت میں مذکور ہے، کہ زکوٰۃ کی رقم میں سے ان کی تنخواہ دی جا سکے۔ بلکہ ان کو مدارس یا انجمنوں کی طرف سے جداگانہ تنخواہ دینا ضروری ہے زکوٰۃ کی رقم سے ان کی تنخواہ نہیں دی جا سکتی وجہ یہ ہے کہ یہ لوگ فقراء کے وکیل نہیں، بلکہ اصحاب زکوٰۃ مالداروں کے وکیل ہیں ان کی طرف سے مال زکوٰۃ کو مصرف پر لگانے کا ان کو اختیار دیا گیا ہے اس لئے ان کے قبضہ ہو جانے کے بعد بھی زکوٰۃ اس وقت تک ادا نہیں ہوتی جب تک یہ حضرات اس کو مصرف پر خرچ نہ کر دیں۔

چار مدوں کیلئے چار بیت المال:

خلاصہ یہ ہے کہ اسلامی حکومت میں چار بیت المال چار مدات کیلئے الگ الگ ہوتے ہیں اور فقراء و مساکین کا حق چاروں میں رکھا گیا۔ یہاں سے کل تین مدوں کے مصارف خود قرآن کریم نے تفصیل سے متعین فرما کر واضح طور پر بیان کر دیئے ہیں، یعنی مال غنیمت کے خمس کے مصارف کا بیان سورۃ انفال دسویں پارہ کے شروع میں مذکور ہے، اور دوسری مد ...

[illegible]

فی سبیل اللہ

[illegible]

مقروض

[illegible]

رفاہِ عام پر زکوٰۃ نہیں لگتی

[illegible]

مسئلہ تملیک

[illegible]

[illegible]

مسئلہ [illegible]

مسئلہ [illegible]

[illegible]

مسئلہ: [illegible]

[illegible]

والغارمین:

[illegible]

وَمِنْهُمُ الَّذِينَ يُؤْذُونَ النَّبِيَّ وَيَقُولُونَ

[illegible]

هُوَ أُذُنٌ ۚ قُلْ أُذُنُ خَيْرٍ لَّكُمْ يُؤْمِنُ

[illegible]

بِاللَّهِ وَيُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِينَ وَرَحْمَةٌ لِّلَّذِينَ

[illegible]

آمَنُوا مِنكُمْ ۚ وَالَّذِينَ يُؤْذُونَ رَسُولَ اللَّهِ

[illegible]

لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ

ان کے لئے عذاب ہے دردناک

منافقین کی بدتمیزی:

[illegible]

[illegible]

جتل شیطان:

[illegible]

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی چشم پوشی بہتر ہے:

قُلْ أُذُنُ خَيْرٍ لَّكُمْ [illegible]

[illegible]

نکتہ: حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا میں

حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی [illegible]

[illegible]

يَحْلِفُونَ بِاللَّهِ لَكُمْ لِيُرْضُوكُمْ

تمہارے سامنے اللہ کی قسمیں کھاتے ہیں تاکہ تم کو راضی کر لیں

وَاللَّهُ وَرَسُولُهُ أَحَقُّ أَنْ يُرْضُوهُ إِنْ

اور اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول زیادہ حقدار ہے کہ اس کو راضی کریں اگر

كَانُوا مُؤْمِنِينَ

وہ ایمان رکھتے ہیں

منافقوں کے حیلے:

حضرت شاہ صاحب [illegible]

[illegible]

أَلَمْ يَعْلَمُوا أَنَّهُ مَنْ يُحَادِدِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ

کیا وہ نہیں جانتے کہ جو شخص اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرے

فَأَنَّ لَهُ نَارَ جَهَنَّمَ خَالِدًا فِيهَا ذَٰلِكَ

[illegible]

الْخِزْيُ الْعَظِيمُ

[illegible]

[illegible]

اللہ اور رسول سے مقابلہ کرنے والے کا انجام

[illegible]

يَحْذَرُ الْمُنَافِقُونَ أَنْ تُنَزَّلَ عَلَيْهِمْ

[illegible]

سُوْرَةٌ تُنَبِّئُهُمْ بِمَا فِیْ قُلُوْبِهِمْ

[illegible]

قُلِ اسْتَهْزِءُوْا اِنَّ اللّٰهَ مُخْرِجٌ مَّا

[illegible]

تَحْذَرُوْنَ

[illegible]

منافقوں کی پریشان حالی

[illegible]

منافقوں کی سازش کی ناکامی اور رسوائی

[illegible]

[illegible]

[illegible]

بادہ سر پر آوردہ دشمن فرقوں کی خفگی

[illegible]

[illegible]

وَلَئِن سَأَلْتَهُمْ لَيَقُولُنَّ إِنَّمَا كُنَّا

[illegible]

نَخُوضُ وَنَلْعَبُ

[illegible]

منافقوں کی بیہودگی

[illegible]

شان نزول

[illegible]

[illegible] إِنَّمَا كُنَّا نَخُوضُ وَنَلْعَبُ

[illegible]

قُلْ أَبِاللَّهِ وَآيَاتِهِ وَرَسُولِهِ كُنتُمْ

[illegible]

تَسْتَهْزِئُونَ

[illegible]

خدا اور رسول اعتراض کی چیز نہیں ہے

[illegible]

لَا تَعْتَذِرُوا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ إِيمَانِكُمْ

[illegible]

إِنْ نَعْفُ عَنْ طَائِفَةٍ مِنْكُمْ نُعَذِّبْ

[illegible]

طَائِفَةً بِأَنَّهُمْ كَانُوا مُجْرِمِينَ

[illegible]

جھوٹے بہانے [illegible]

[illegible]

ایک توبہ کرنے والے صاحب

[illegible]

[illegible]

الْمُنَافِقُونَ وَالْمُنَافِقَاتُ بَعْضُهُمْ

[illegible]

مِنْ بَعْضٍ يَأْمُرُونَ بِالْمُنْكَرِ وَ

[illegible]

يَنْهَوْنَ عَنِ الْمَعْرُوفِ وَيَقْبِضُونَ

[illegible]

أَيْدِيَهُمْ نَسُوا اللَّهَ فَنَسِيَهُمْ إِنَّ

[illegible]

الْمُنَافِقِينَ هُمُ الْفَاسِقُونَ

[illegible]

خدا نے منافقوں کو چھوڑ دیا

[illegible]

وَعَدَ اللَّهُ الْمُنَافِقِينَ وَالْمُنَافِقَاتِ وَالْكُفَّارَ

[illegible]

نَارَ جَهَنَّمَ خَالِدِينَ فِيهَا هِيَ حَسْبُهُمْ

[illegible]

یعنی یہی کافی سزا ہے جس کے بعد مزید کسی سزا کی ضرورت نہیں رہتی۔

وَلَعَنَهُمُ اللّٰهُ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّقِيمٌ ﴿۶۸﴾

اور ان سے اللہ کو [illegible] اور ان کے لئے عذاب ہے برقرار رہنے والا

[illegible] یہ مطلب ہوا کہ دنیا میں بھی عذاب کی پھٹکار (لعنت) لگا رہے [illegible] جیسے [illegible]

كَالَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ كَانُوا أَشَدَّ مِنكُمْ

جس طرح تم سے اگلے لوگ زیادہ تھے تم سے

قُوَّةً وَأَكْثَرَ أَمْوَالًا وَأَوْلَادًا فَاسْتَمْتَعُوا

زور میں اور زیادہ رکھتے تھے مال اور اولاد پھر فائدہ اٹھا گئے

بِخَلَاقِهِمْ

اپنے حصہ سے

یعنی دنیوی لذتوں کا جو حصہ ان کیلئے مقدر تھا اس سے وہ فائدہ اٹھا گئے اور آخرت کی [illegible]

بنی اسرائیل سے مشابہت:

اس آیت کی تفسیر میں حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم بھی وہی طریقے اختیار کرو گے جو تم سے پہلی [illegible] بالشت بالشت [illegible] یہاں تک کہ اگر ان میں سے کوئی [illegible] تم بھی [illegible] حضرت ابوہریرہؓ نے یہ روایت نقل کرکے فرمایا کہ اس حدیث کی تصدیق چاہو تو قرآن کی یہ آیت پڑھو، كَالَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ

حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے یہ [illegible] بنی اسرائیل [illegible] (قرطبی) [illegible]

فَاسْتَمْتَعْتُم بِخَلَاقِكُمْ كَمَا اسْتَمْتَعَ

پھر فائدہ اٹھا لیا تم نے اپنے حصہ سے جیسے فائدہ اٹھا گئے

الَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ بِخَلَاقِهِمْ وَخُضْتُمْ

تم سے اگلے اپنے حصہ سے اور تم بھی چلتے ہو

كَالَّذِي خَاضُوا ۚ

انہی کی سی چال

تمہارا انجام انہی جیسا ہوسکتا ہے:

یعنی تم بھی ان کی طرح "حظوظ عاجلہ" [illegible] (تفسیر عثمانی)

أُولَٰئِكَ حَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا

وہ لوگ مٹ گئے ان کے عمل دنیا میں

وَالْآخِرَةِ ۖ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْخَاسِرُونَ ﴿۶۹﴾

اور آخرت میں اور وہی لوگ پڑے نقصان میں

ان کے اعمال بیکار ہوگئے:

[illegible] فِي الْحَقِيقَةِ [illegible] جیسا کہ دوسری جگہ فرمایا ہے فَلَا تُعْجِبْكَ أَمْوَالُهُمْ وَلَا أَوْلَادُهُمْ [illegible] (تفسیر مظہری) [illegible]

حضرت ابو سعید خدریؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم بھی اپنے سے پہلوں کے پیچھے چلو گے بالشت برابر بالشت اور ہاتھ برابر ہاتھ [illegible] یہاں تک کہ اگر وہ گوہ کے بل میں گھسے ہوں گے تو تم بھی ان کے پیچھے گھسو گے [illegible] ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا پہلے لوگوں سے مراد [illegible] حضرت ابوہریرہؓ کی روایت کے [illegible] (بخاری، مسلم) [illegible]

حاکم نے حضرت ابن عباسؓ کی روایت سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم پہلے لوگوں کی راہ پر بالشت بالشت [illegible]

[illegible]

أَلَمْ يَأْتِهِمْ نَبَأُ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ

کیا پہنچی نہیں ان کو خبر ان لوگوں کی جو ان سے پہلے تھے

قَوْمِ نُوحٍ وَعَادٍ وَثَمُودَ وَقَوْمِ

قوم نوح کی اور عاد کی اور ثمود کی اور قوم

إِبْرَاهِيمَ وَأَصْحَابِ مَدْيَنَ وَالْمُؤْتَفِكَاتِ

ابراہیم کی اور مدین والوں کی اور الٹی ہوئی بستیوں کی

گزشتہ اقوام کی تباہی:

[illegible]

أَتَتْهُمْ رُسُلُهُم بِالْبَيِّنَاتِ فَمَا كَانَ

پہنچے ان کے پاس ان کے رسول صاف حکم لے کر سو

اللَّهُ لِيَظْلِمَهُمْ وَلَٰكِن كَانُوا أَنفُسَهُمْ

اللہ ایسا نہ تھا کہ ان پر ظلم کرتا لیکن وہ اپنے اوپر آپ

يَظْلِمُونَ

ظلم کرتے تھے

قومیں اپنی ہلاکت کا سامان خود آپ کرتی ہیں:

[illegible]

وَالْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ

اور ایمان والے مرد اور ایمان والی عورتیں ایک دوسرے کے مددگار ہیں

بَعْضٍ يَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ

سکھلاتے ہیں نیک بات اور منع کرتے ہیں

عَنِ الْمُنكَرِ وَيُقِيمُونَ الصَّلَاةَ

بری بات سے اور قائم رکھتے ہیں نماز

وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَيُطِيعُونَ اللَّهَ

اور دیتے ہیں زکوٰۃ اور حکم پر چلتے ہیں اللہ کے

وَرَسُولَهُ أُولَٰئِكَ سَيَرْحَمُهُمُ اللَّهُ إِنَّ

اور اس کے رسول کے وہی لوگ ہیں جن پر رحم کرے گا اللہ بیشک

اللَّهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ

اللہ زبردست ہے حکمت والا

مؤمنوں اور منافقوں کا تقابل:

[illegible]

مؤمن ایک دوسرے کے خیرخواہ ہیں:

[illegible]

وَعَدَ اللَّهُ الْمُؤْمِنِينَ

[illegible]

تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ

جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں جن میں ہمیشہ رہیں گے

فِیْهَا وَمَسٰکِنَ طَیِّبَةً فِیْ جَنّٰتِ عَدْنٍ ؕ

اور ستھرے مکانوں کا بسنے کے باغوں میں

وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ اَکْبَرُ ؕ ذٰلِکَ هُوَ

اور رضامندی اللہ کی ان سب سے بڑی ہے یہی ہے

الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ ﴿۷۲﴾

بڑی کامیابی

مومنوں کیلئے جنت اور رضا کا وعدہ

[illegible]

عالی شان محلات

[illegible]

[illegible]

چار چیزیں جو اللہ نے دست خاص سے بنائیں

[illegible]

سونے اور چاندی کی جنتیں

[illegible]

رضائے خداوندی

[illegible]

حدیث شریف میں آتا ہے کہ جب اہل جنت جنت میں داخل ہو چکیں گے تو اللہ فرمائے گا کیا تم کوئی اور چیز طلب کرتے ہو جو میں عطا کروں [illegible] [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible] [illegible] رضا مندی کا اظہار جنت سے بھی بڑھ کر ہے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] رضا مندی [illegible] قرآن میں صراحت ہے۔ فَإِنَّ اللَّهَ لَا يَرْضَىٰ عَنِ الْقَوْمِ الْفَاسِقِينَ [illegible] [illegible] فاسق ہے۔ ([illegible])

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ
اے نبی کافروں سے اور منافقوں سے
وَالْمُنَافِقِينَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ ۚ وَمَأْوَاهُمْ
جہاد جاری رکھو اور ان پر سخت ہو جاؤ
جَهَنَّمُ ۖ وَبِئْسَ الْمَصِيرُ ﴿٧٣﴾
دوزخ ہے [illegible]

جہاد کا مفہوم:

جہاد کے معنی [illegible] [illegible] مسلمان [illegible] مقابلہ [illegible] [illegible] [illegible] منافقین [illegible] [illegible] [illegible] سخت رہنے کی ہدایت [illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فطری طور پر نہایت نرم خو واقع ہوئے تھے۔ فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللَّهِ لِنتَ لَهُمْ ۖ وَلَوْ كُنتَ فَظًّا غَلِيظَ الْقَلْبِ لَانفَضُّوا مِنْ حَوْلِكَ (آل عمران) [illegible] وَالْمُؤْمِنُونَ [illegible] بَعْضُهُمْ [illegible]

[illegible] منافقین کی بجائے مومنین کے زمرہ میں شامل رہے تھے اس لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کے ساتھ بھی درگزر، چشم پوشی اور نرمی کا معاملہ فرماتے تھے۔ [illegible] منافقین نے [illegible] [illegible] سختی کا [illegible] اختیار کر لیا [illegible] [illegible]

[illegible]

منافقوں کی تعداد اور نام:

صحیح مسلم میں ہے کہ اہل عقبہ میں سے ایک شخص نے [illegible] [illegible] اصحاب عقبہ کی تعداد دریافت کی۔ [illegible] [illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] منافقوں [illegible] [illegible] [illegible]

کافروں اور منافقوں پر سختی کا معنیٰ:

امام قرطبی نے فرمایا [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible]

[illegible] زنت امة احدكم فليجلدها الحد ولا يثرب عليها

"اگر تمہاری لونڈی زنا کی مرتکب ہو [illegible] [illegible] ([illegible])

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے [illegible] اللہ تعالیٰ نے فرمایا

وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ یعنی اگر آپ
صلی اللہ علیہ وسلم سخت کلام اور سخت دل ہوتے تو لوگ آپ کے پاس سے بھاگ
جاتے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں بھی کبھی چاہت نہیں کہ
تم منافقین سے تکلم اور خطاب میں کبھی سختی اختیار فرمائی ہو۔

آج کی قابلِ افسوس حالت:

ہمارے خطاب اور کلام میں نرمی جس کو کفار کے مقابلہ میں بھی اختیار
سے اٹھی نہیں یا آج ہم نے مسلمان بھائیوں سے معاملات کے بارے میں [illegible]
روش اختیار کرتے ہیں اور بہت سے لوگ تو اس کو دین کی خدمت سمجھ کر خوش
ہوتے ہیں (معارف مفتی اعظم)

يَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ مَا قَالُوْا ۭ وَلَقَدْ قَالُوْا
قسمیں کھاتے ہیں اللہ کی کہ ہم نے نہیں کہا اور بیشک کہا ہے
كَلِمَةَ الْكُفْرِ وَكَفَرُوْا بَعْدَ اِسْلَامِهِمْ
انہوں نے لفظ کفر کا اور منکر ہو گئے مسلمان ہو کر

منافقوں کی تکذیب:

منافقین پیچھے پیچھے پیغمبر علیہ السلام اور دین اسلام کی اہانت کرتے جیسے کہ سورۂ منافقون میں آئے گا۔ جب وہ مسلمان حضور صلی اللہ علیہ وسلم تک ان کی یہ باتیں پہنچا دیتے تو یہ لوگ جھوٹی قسمیں کھا لیتے کہ ہم نے فلاں بات نہیں کہی۔ حق تعالیٰ نے مسلمانوں کی تصدیق فرمائی کہ بیشک انہوں نے وہ کفر کی باتیں کہی ہیں۔ [illegible] اسلام کے بعد کھلا کفر [illegible] کی بہت سی باتیں ہیں جو صرف منافقین کی زبانوں سے نکلتی ہیں۔ (تفسیر عثمانی)

شانِ نزول

ابن جریر نے حضرت ابن عباس کی روایت سے لکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک درخت کے سایہ میں تشریف فرما تھے، بیٹھے بیٹھے فرمایا: ایک شخص آئے گا جو شیطان کی آنکھوں سے دیکھتا ہے جب وہ آئے تو اس سے بات نہ کرنا۔ اتنے میں ایک شخص سامنے سے نمودار ہوا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو بلا کر فرمایا: تو اور تیرے ساتھی مجھے کیوں برا کہتے ہیں؟ یہ سن کر وہ شخص چلا گیا اور اپنے ساتھیوں کو لے کر حاضر ہوا اور سب نے خدا کی قسم کھا کر کہا کہ (آپ کے متعلق کوئی بری بات) نہیں کہی [illegible] کے بعد [illegible] اللہ نے آیت [illegible] نازل فرمائی۔
يَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ مَا قَالُوْا وہ لوگ قسمیں کھاتے ہیں کہ ہم نے فلاں بات نہیں کہی۔

جلاس منافق ابن سوید کی توبہ:

ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس کا بیان نقل کیا ہے کہ جلاس بن سوید بن صامت ان لوگوں میں سے تھا جو [illegible] سے پیچھے رہ گئے تھے [illegible] کہنے لگا کہ اگر یہ شخص سچا ہے تو ہم گدھوں سے بھی بدتر ہیں (کہ اس کی بات کو بھی نہیں سمجھتے) [illegible] ان میں سے [illegible] حضرت عمیر بن سعد [illegible] جلاس [illegible] سے ملاقات نہیں ہوئی۔
لوگوں کا خیال ہے کہ [illegible] ان سے [illegible] توبہ کر لی تھی اور [illegible] ابن ابی حاتم نے [illegible] بن مالک کی روایت سے بھی یہی بیان کیا ہے اور ابن اسحاق نے بھی حضرت [illegible] کا بیان نقل کیا ہے [illegible] روایت سے [illegible] بیان کیا ہے۔ [illegible] کی ماں کا [illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوۂ تبوک میں [illegible] جلاس [illegible] منافق [illegible] کی اطلاع پہنچی تو اس [illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تبوک سے واپس [illegible] حضرت عامر بن قیس [illegible] جلاس کے قول کی اطلاع [illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جلاس [illegible] کی قسم [illegible] ان کے [illegible] کوئی معبود نہیں [illegible] نے [illegible] اصحاب [illegible] انہوں نے کہا [illegible] کوئی معبود نہیں [illegible] بات کی اور [illegible] جھوٹی خبر دی۔ [illegible] آسمان کی طرف اٹھا کر دعا کی: اے خدا اپنے نبی پر [illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] يَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ مَا قَالُوْا [illegible] اللہ [illegible] اب [illegible] اللہ سے معافی [illegible] تو یہ قول [illegible] توبہ [illegible] صلی اللہ [illegible]

وَهَمُّوا بِمَا لَمْ يَنَالُوا

اور قصد کیا تھا اس چیز کا جو ان کو نہ ملی

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف منافقوں کی سازش

[illegible]

وَمَا نَقَمُوا إِلَّا أَنْ أَغْنَاهُمُ اللَّهُ

[illegible]

وَرَسُولُهُ مِنْ فَضْلِهِ فَإِنْ يَتُوبُوا يَكُ

[illegible]

خَيْرًا لَهُمْ وَإِنْ يَتَوَلَّوْا يُعَذِّبْهُمُ

[illegible]

اللَّهُ عَذَابًا أَلِيمًا فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ

[illegible]

وَمَا لَهُمْ فِي الْأَرْضِ مِنْ وَلِيٍّ وَلَا نَصِيرٍ

[illegible]

منافقوں کی نمک حرامی

[illegible]

[illegible]

وَمِنْهُمْ مَنْ عَاهَدَ اللَّهَ لَئِنْ آتَانَا

[illegible]

مِنْ فَضْلِهِ لَنَصَّدَّقَنَّ وَلَنَكُونَنَّ

[illegible]

مِنَ الصَّالِحِينَ فَلَمَّا آتَاهُمْ مِنْ فَضْلِهِ

[illegible]

بَخِلُوا بِهِ وَتَوَلَّوْا وَهُمْ مُعْرِضُونَ

[illegible]

ایک آدمی جسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا دی اور اس کی ناشکری

[illegible]

ادا کی۔ ہر حق دار کے حقوق ادا کروں گا۔ ثعلبہ اس نے کچھ ایسی ہی قسمیں کھائیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ثعلبہ! کیا تجھے پسند نہیں کہ میرے نقش قدم پر چلے۔ آپ کے مال پر صبر کرنا بہتر ہے۔ اس نے وعدہ کیا کہ اگر خدا مجھ کو مال دے گا تو میں ہر طرح کے حقوق ادا کروں گا۔ آخر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا مانگی، اس کی بکریوں میں اس قدر برکت ہوئی کہ مدینہ سے باہر ایک گاؤں میں رہنے کی ضرورت پڑی اور آنا جانا کم ہو گیا۔ پہلے جمعہ اور جماعات بھی ترک کرنے لگا۔ کچھ دنوں بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے زکوٰۃ وصول کرنے والے گئے تو کہنے لگا کہ زکوٰۃ تو جزیہ کی بہن معلوم ہوتی ہے۔ وہ ایک دو دن ٹال کر آخر زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تین مرتبہ فرمایا: ویح ثعلبہ (ثعلبہ پر افسوس ہے) جب اس کے بعض اقرباء نے اس کو خبر پہنچائی تو پھر زکوٰۃ لے کر حاضر ہوا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خدا نے مجھ کو تیری زکوٰۃ قبول کرنے سے منع فرما دیا ہے۔ یہ سن کر اس نے اپنے سر پر خاک ڈالی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا زکوٰۃ قبول نہ کرنا اس نیت کا بری حالت کی وجہ سے تھی۔ وہ اپنے سر پر خاک ڈالتا تھا۔ مگر دل میں نفاق چھپا ہوا تھا۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ابوبکر صدیق کی خدمت میں زکوٰۃ لے کر حاضر ہوا۔ انہوں نے بھی قبول کرنے سے انکار فرمایا۔ پھر حضرت عمر اور ان کے بعد حضرت عثمان کی خدمت میں زکوٰۃ پیش کی۔ دونوں نے انکار کر دیا۔ یہ سب یہی کہتے تھے کہ جو چیز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے رد کر دی، ہم اس کو قبول نہیں کر سکتے۔ آخر اسی حالت نفاق پر حضرت عثمان کے دور میں اس کا خاتمہ ہو گیا۔ (تفسیر عثمانی)

واقعہ کی تفصیل

بغوی، ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور طبرانی نے نیز بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت ابوامامہ باہلی کی روایت سے بیان کیا ہے کہ ثعلبہ بن حاطب انصاری نے خدمت گرامی میں حاضر ہو کر عرض کیا: یا رسول اللہ! دعا کر دیجئے کہ اللہ مجھے مال (کثیر) عطا فرما دے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ثعلبہ! تھوڑا مال جس کا تم شکر ادا کر سکو اس بہت سے مال سے بہتر ہے جس کا شکر ادا کرنے کی تم میں طاقت نہ ہو۔ کیا تم اس کو پسند نہیں کرتے کہ تم اللہ کے رسول کے نقش قدم پر چلو۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، اگر میں چاہتا کہ میرے لئے پہاڑ میرے ساتھ چلیں (جہاں میں چاہوں میرے ساتھ جائیں) تو وہ سونا چاندی بن کر چلتے۔ (ثعلبہ خاموش ہو گیا) پھر کچھ مدت کے بعد دوبارہ حاضر خدمت ہو کر عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اللہ سے دعا کر دیجئے کہ وہ مجھے مال نصیب کر دے، قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے، اگر اللہ نے مجھے مال نصیب کر دیا تو میں ہر حق والے کو اس کا حق ضرور ادا کروں گا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی:

اے اللہ ثعلبہ کو مال عطا فرما۔ ... اس کا بیان ہے کہ ثعلبہ نے بکریاں پال لیں، بکریوں میں ایسی بڑھوتری ہوئی جیسے کیڑوں میں ہوتی ہے۔ مدینہ میں رہنا مشکل ہو گیا۔ آخر مدینہ کی گلیوں سے نکل کر ایک وادی میں رہنے لگا اور وہیں ظہر اور عصر کی نمازیں تو جماعت سے پڑھتا اور باقی نمازیں (الگ پڑھتا) پھر بکریاں اتنی بڑھ گئیں کہ نمازیں بھی جماعت کے ساتھ پڑھنا ترک کر دیا، صرف جمعہ کی نماز پڑھتا تھا (ابتدا میں) جمعہ کو آتا اور لوگوں سے ملاقات کر کے خبریں دریافت کر لیتا۔ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ثعلبہ کا کیا ہوا؟ صحابہ نے عرض کیا: اس نے بکریاں پال لی تھیں اور بڑھ گئی ہیں کہ اب مدینہ میں اس کی سمائی نہیں (اس لئے جمعہ کو بھی حاضر نہیں ہوتا) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: افسوس ثعلبہ پر۔ یہ بات حضور نے تین مرتبہ فرمائی۔ اس کے بعد آیت زکوٰۃ نازل ہوئی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو آدمیوں کو صدقات وصول کرنے پر مقرر کیا۔ ایک قبیلہ جہینہ کا اور ایک قبیلہ بنی سلیم کا (دونوں کو زکوٰۃ کے احکام کی) تحریر لکھوا دی اور حکم دیا کہ تمام لوگوں سے زکوٰۃ وصول کریں اور ثعلبہ بن حاطب اور بنی سلیم کے فلاں شخص کے پاس بھی جانا ان سے بھی زکوٰۃ وصول کرنا۔ حسب الحکم دونوں (پہلے) ثعلبہ کے پاس گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تحریر پڑھ کر سنائی اور زکوٰۃ طلب کی۔ ثعلبہ نے کہا: یہ تو جزیہ ہی ہے، یہ تو جزیہ کا بھائی ہے، اچھا اب تو تم جاؤ، جب دوسرے لوگوں سے فارغ ہو جاؤ تو میرے پاس لوٹ کر آنا۔ دونوں حضرات چلے گئے۔ ادھر سلیمی نے جب ان دونوں کی آمد کی خبر سنی تو اپنے جانوروں میں سے بہترین عمدہ جانور چھانٹ کر زکوٰۃ میں پیش کئے۔ دونوں قاصدوں نے کہا: ایسے (بہترین) جانور دینا تم پر واجب نہیں، سلیمی نے کہا: اسے لے لو، میں اپنی خوشی سے دے رہا ہوں۔ دونوں حضرات نے لے لئے پھر دوسرے لوگوں سے زکوٰۃ وصول کر کے ثعلبہ کے پاس لوٹ کر آئے۔ ثعلبہ نے کہا: مجھے اپنی تحریر تو دکھاؤ، تحریر پڑھنے کے بعد بولا: یہ تو جزیہ ہی ہے، یہ تو غیر مسلموں سے لئے جانے والے جزیہ کا بھائی ہے، تم لوگ جاؤ، میں اس پر غور کروں گا۔ دونوں حضرات چلے گئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو کچھ کہنے سے پہلے ہی حضور نے فرمایا: افسوس

[illegible]

فَأَعْقَبَهُمْ نِفَاقًا فِي قُلُوبِهِمْ إِلَىٰ يَوْمِ

[illegible]

يَلْقَوْنَهُ بِمَا أَخْلَفُوا اللَّهَ مَا وَعَدُوهُ

[illegible]

وَبِمَا كَانُوا يَكْذِبُونَ ۝٧٧

[illegible]

وعدہ خلافی اور جھوٹ کی سزا

[illegible]

نفاق کی نشانیاں

[illegible]

ایک سوال اور جواب: [illegible]

[illegible]

أَلَمْ يَعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ سِرَّهُمْ

[illegible]

وَنَجْوَاهُمْ وَأَنَّ اللَّهَ عَلَّامُ الْغُيُوبِ ۝٧٨

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

اور لپیں بھر بھر کر آپ نے اپنے ہاتھوں سے دائیں بائیں آگے پیچھے اشارہ کیا۔ یعنی ہر نیک کام میں خرچ کرے۔ پھر فرمایا انہوں نے تھوڑے مال والے بھی اسی طرح اللہ کی راہ میں دے اسے قبول ہے۔ (تفسیر حقانی)

اَلَّذِيْنَ يَلْمِزُوْنَ الْمُطَّوِّعِيْنَ مِنَ

وہ لوگ جو طعن کرتے ہیں اُن

الْمُؤْمِنِيْنَ فِى الصَّدَقٰتِ وَالَّذِيْنَ لَا

مسلمانوں پر جو دل کھول کر خیرات کرتے ہیں اور ان پر جو نہیں

يَجِدُوْنَ اِلَّا جُهْدَهُمْ فَيَسْخَرُوْنَ مِنْهُمْ ؕ

رکھتے مگر اپنی محنت کا پھر ان پر ٹھٹھے کرتے ہیں اللہ نے

سَخِرَ اللّٰهُ مِنْهُمْ ۫ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝

ان سے ٹھٹھا کیا ہے اور ان کے لئے عذاب دردناک ہے

منافق خواہ مخواہ طعنے مارتے تھے:

ایک مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو صدقہ کرنے کی ترغیب دی۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف نے چار ہزار (دینار یا درہم) حاضر کر دیے۔ عاصم بن عدی نے ایک سو وسق کھجوریں (جن کی قیمت چار ہزار درہم ہوتی تھی) پیش کیں۔ منافقین کہنے لگے کہ ان دونوں نے دکھاوے اور ریا کے لئے دیا ہے۔ ایک غریب صحابی ابو عقیل تھے۔ تو جو محنت مزدوری سے تھوڑا سا کما کر لائے۔ اس میں سے ایک صاع تو صدقہ کیا تو مذاق اڑانے لگے کہ یہ خواہ مخواہ بڑے آدمیوں سے ملا کر قصیدوں میں داخل ہونا چاہتا ہے۔ بھلا اس کا ایک صاع کھجوریں کیا کام کریں گی۔ غرض تھوڑا دینے والا اور بہت خرچ کرنے والا کوئی ان کی زبان سے نہ بچتا تھا۔ کسی پر طعن کسی سے ٹھٹھا کرتے تھے۔ حق تعالیٰ نے فرمایا سَخِرَ اللّٰهُ مِنْهُمْ (اللہ نے ان سے ٹھٹھا کیا ہے) یعنی ان کے ٹھٹھے کا پورا بدلہ وہ چند روز کے لئے ہیں۔ رسوا کرنے کیلئے تو تم چھوڑ دیے گئے ہیں لیکن فی الحقیقت اللہ ہی ان کو ٹھٹھے میں اڑا رہا ہے۔ اور عذاب الیم ان کے لئے تیار ہے۔ (تفسیر عثمانی)

صحیح بخاری اور مسلم میں آیا ہے کہ حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا آیت صدقہ نازل ہوئی تو اس زمانہ میں ہم اپنی پشت پر (مزدوری کا) بوجھ اٹھایا کرتے تھے (یعنی بار برداری کی مزدوری کرتے تھے آیت صدقہ نازل ہونے کے بعد خیرات کرتے) تو بعض آدمیوں نے بہت سا مال لا کر خیرات کیا اور بعض نے صرف ایک صاع۔ اس پر منافق زیادہ خیرات کرنے والے کے متعلق کہنے لگے اس نے دکھاوے کیلئے دیا ہے۔ اور ایک صاع دینے والے کے متعلق کہا اس کے صدقے کی اللہ کو ضرورت نہیں (اس پر یہ آیت نازل ہوئی) اس پر آیت نازل ہوئی۔ اَلَّذِيْنَ يَلْمِزُوْنَ الْمُطَّوِّعِيْنَ

المطوعین (خوشی سے دینے والے) اپنی دلی رغبت سے دینے والے۔ فی الصدقات سے مراد خیرات زیادہ دینا یعنی اپنی خوشی سے خیرات میں زیادہ مال دینے والے۔ جہد کا معنی ہے طاقت یعنی اپنی طاقت اور استطاعت کے مطابق تھوڑا سا مال۔ جو بہت زیادہ مال والے کے پاس نہیں ہوتا۔

حضرت عبدالرحمٰن کیلئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعاء

بغوی نے لکھا ہے اہل تفسیر کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو خیرات کرنے کی ترغیب دی حضرت عبدالرحمٰن بن عوف نے چار ہزار درہم لا کر پیش کئے اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس آٹھ ہزار درہم تھے چار ہزار خدمت گرامی میں لا کر قرض دے رہا ہوں آپ اللہ کی راہ میں خرچ کر دیجئے۔ چار ہزار اپنے اہل و عیال کے لئے رکھ لئے ہیں۔ حضور نے فرمایا جو تم نے دیا اور جو رکھ لیا سب میں اللہ تم کو برکت دے۔ اس دعا کا اثر تھا کہ اللہ نے حضرت عبدالرحمٰن کے مال میں برکت دی، کہ ان کی وفات کے وقت آپ کی دو بیبیاں تھیں جن کا میراثی حصہ حضرت عبدالرحمٰن کے مال میں ترکہ کا آٹھواں حصہ تھا اس آٹھویں حصہ میں سے ہر بیوی کو ایک لاکھ ساٹھ ہزار درہم ملے۔ (تفسیر مظہری)

اِسْتَغْفِرْ لَهُمْ اَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ ؕ اِنْ

تو ان کے لئے بخشش مانگ یا نہ مانگ اگر

تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِيْنَ مَرَّةً فَلَنْ

ان کے لئے ستر بار بخشش مانگے تو بھی ہرگز نہ

يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ

بخشے گا ان کو اللہ یہ اس واسطے کہ وہ منکر ہوئے اللہ سے

وَرَسُوْلِهٖ ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ

اور اس کے رسول سے اور اللہ راستہ نہیں دیتا

الْفٰسِقِيْنَ ۝

نافرمان لوگوں کو

منافقوں کو معاف نہ کیا جائے گا

یعنی منافقین کے لئے آپ خواہ ستر مرتبہ استغفار کیجئے ان کے حق میں قبول

[illegible] ... آپ صلی اللہ علیہ وسلم ... [illegible]

... اسْتَغْفِرْ لَهُمْ أَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ ... فَلَنْ يَغْفِرَ اللَّهُ لَهُمْ ... [illegible]

[illegible]

فَرِحَ الْمُخَلَّفُونَ بِمَقْعَدِهِمْ خِلَافَ رَسُولِ

[illegible]

اللَّهِ وَكَرِهُوا أَنْ يُجَاهِدُوا بِأَمْوَالِهِمْ

[illegible]

وَأَنْفُسِهِمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ

[illegible]

بخل سے گزر کر برائی پر خوش ہونا منافقت کی علامت ہے:

[illegible]

گناہ اور بداعتقادی کا فرق:

[illegible]

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شفقت:

[illegible]

وَقَالُوا لَا تَنْفِرُوا فِي الْحَرِّ

[illegible]

قُلْ نَارُ جَهَنَّمَ أَشَدُّ حَرًّا لَوْ كَانُوا

[illegible]

يَفْقَهُونَ۝

ان کو سمجھ ہوتی

جہنم کی آگ دنیا کی گرمی سے بہت سخت ہے۔

یعنی اگر یہ لوگ سمجھ سے کام لیتے تو [illegible] کہ یہاں کی گرمی سے [illegible] جس گرمی کی طرف [illegible] زیادہ سخت ہے۔ [illegible] آگ کی [illegible]۔ حدیث میں ہے کہ جہنم کی آگ دنیا کی آگ سے [illegible] (تفسیر عثمانی)

[illegible]

[illegible]

[illegible] حضور صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] ہزار سال تک [illegible] ہزار سال تک [illegible] پھر ایک ہزار سال تک [illegible] تو سیاہ ہوگئی [illegible] وَقُوْدُهَا النَّاسُ وَ الْحِجَارَةُ کی تلاوت کی [illegible] ایک ہزار سال تک [illegible] پھر ایک ہزار سال تک [illegible] سیاہ ہوگئی [illegible]

فَلْيَضْحَكُوا قَلِيلًا وَّلْيَبْكُوا كَثِيرًا جَزَآءً

[illegible]

بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ۝

اس کا جو وہ کماتے تھے

دوزخی بہت روئیں گے:

یعنی [illegible] (تفسیر عثمانی)

[illegible]

[illegible]

[illegible] ہوسکتا ہے کہ [illegible]

[illegible]

قیامت کے خوف سے.

حضرت انس کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا [illegible] الصحیحین والترمذی [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible]

[illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible]

فَلْيَضْحَكُوا قَلِيلًا [illegible]

[illegible]

فَإِن رَّجَعَكَ اللَّهُ إِلَىٰ طَائِفَةٍ مِّنْهُمْ

سو اگر پھر لے جائے تجھ کو اللہ کسی فرقہ کی طرف ان میں سے

[illegible]

إِلَىٰ طَائِفَةٍ مِّنْهُمْ [illegible]

فَاسْتَأْذَنُوكَ لِلْخُرُوجِ فَقُل لَّن

پھر اجازت چاہیں تجھ سے نکلنے کی تو تو کہہ دینا کہ

تَخْرُجُوا مَعِيَ أَبَدًا وَلَن تُقَاتِلُوا مَعِيَ

تم ہرگز نہ نکلو گے میرے ساتھ کبھی اور نہ لڑو گے میرے ساتھ ہو کر

عَدُوًّا إِنَّكُمْ رَضِيتُم بِالْقُعُودِ

کسی دشمن سے تم کو پسند آیا بیٹھ رہنا

أَوَّلَ مَرَّةٍ فَاقْعُدُوا مَعَ الْخَالِفِينَ

پہلی بار سو بیٹھے رہو پیچھے رہنے والوں کے ساتھ

[illegible]

وَلَا تُصَلِّ عَلَىٰ أَحَدٍ مِّنْهُم مَّاتَ أَبَدًا

اور نماز نہ پڑھ ان میں سے کسی پر جو مر جائے کبھی

وَلَا تَقُمْ عَلَىٰ قَبْرِهِ

اور نہ کھڑا ہو اس کی قبر پر

[illegible]

عبد اللہ بن ابی کا جنازہ

[illegible]

عبد اللہ بن ابی کی خواہش

[illegible]

ابن ابی نے بدر کے دن حضرت عباس کو کرتہ دیا:

بخاری نے حضرت جابر کی روایت سے لکھا ہے کہ بدر کے دن (قیدیوں میں) جب حضرت عباس کو لایا گیا تو اس وقت آپ کے بدن پر کرتہ نہ تھا اور کسی کا کرتہ آپ کے جسم پر آتا بھی نہیں تھا) عبداللہ بن ابی نے اپنا کرتہ حضرت عباس کو دے دیا وہ آپ کے بدن پر ٹھیک آیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہی کرتہ آپ کو پہنا دیا، اس کے بدلہ میں وہ کرتہ ابن ابی کے مرنے کے بعد عنایت فرمایا تھا جس میں اس کو کفن دیا گیا۔

ایک ہزار آدمی کا مسلمان ہونا:

بغوی نے لکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن ابی سے (اس کے مرنے کے بعد) جو سلوک کیا (یعنی قمیض مبارک اس کو پہنایا اور اس کے جنازہ کی نماز پڑھی) اس کے متعلق صحابہ نے آپ سے گفتگو کی (یعنی اعتراض و شکایت کی)۔ حضور نے فرمایا میرا کرتہ اور میری نماز اللہ کے عذاب سے اس کو نہیں بچا سکتی۔ خدا کی قسم مجھے امید تھی کہ اس کی وجہ سے اس کی قوم کے ایک ہزار آدمی مسلمان ہو جائیں۔ راوی کا بیان ہے کہ ابن ابی کی قوم والوں نے جب دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قمیص سے اس نے تبرک حاصل کیا تو ایک ہزار آدمی مسلمان ہو گئے۔ بغوی نے لکھا ہے کہ اس آیت کے نزول کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی منافق کی نماز نہیں پڑھی اور وقت وفات تک کسی منافق کی قبر پر کھڑے نہیں ہوئے۔ (تفسیر مظہری)

منافقوں سے رویہ:

علماء کرام فرماتے ہیں کہ اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ جب کوئی کسی سے مکر اور فریب اور نفاق دیکھے تو اس سے قطع تعلق کر دے اور اس کی ملاقات اور مجالست اور مصاحبت سے بھی پرہیز کرے ایسے لوگوں کو جہاد میں ساتھ نہ لے جائے اور اگر مر جائیں تو ان کی نماز جنازہ نہ پڑھے اور ان کی قبر پر جا کر کھڑا نہ ہو۔ لعنۃ اللہ علیہم اجمعین۔ [illegible]

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ:

مسند احمد میں ہے کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی جنازے کی طرف بلایا جاتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم پوچھ لیتے اگر لوگوں سے اس کی بھلائی بیان ہوتی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم جا کر اس کے جنازے کی نماز پڑھاتے اور اگر کوئی شک والی بات کان میں پڑتی تو صاف انکار کر دیتے۔ حضرت عمر کا طریقہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد یہ رہا کہ جس کے جنازے کی نماز حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پڑھتے اس کے جنازے کی نماز آپ بھی پڑھتے جس کی حضرت حذیفہ نہ پڑھتے آپ بھی نہ پڑھتے اس لئے کہ حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے منافقوں کے نام گنوا دیے تھے اور صرف انہی کو یہ نام معلوم تھے اسی بنا پر انہیں راز دار رسول صلی اللہ علیہ وسلم کہا جاتا تھا۔ بلکہ ایک مرتبہ ایسا بھی ہوا کہ حضرت عمر ایک شخص کے جنازے کی نماز کے لئے کھڑے ہونے لگے تو حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے چٹکی لے کر انہیں روک دیا۔

نماز جنازہ کا ثواب:

جنازے کی نماز اور استغفار ان دونوں چیزوں سے جو منع فرمایا گیا ہے اس میں منافقوں کو روکا گیا ہے۔ جنازہ اور استغفار کا مسلمانوں کے بارے میں ان دونوں چیزوں کا ہونا تاکید سے ثابت ہے مردوں کے لئے بھی اور زندوں کے لئے بھی کیونکہ اس پر بڑا ثواب ہے۔ چنانچہ حدیث شریف میں ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں جو جنازے میں شریک ہوا اور نماز پڑھی جانے تک ساتھ رہا اسے ایک قیراط ثواب ملتا ہے اور جو دفن تک ساتھ رہا اسے دو قیراط ملتے ہیں۔ پوچھا گیا کہ قیراط کیا ہے؟ فرمایا سب سے چھوٹا قیراط احد پہاڑ کے برابر ہوتا ہے۔ اسی طرح یہ بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت مبارکہ تھی کہ میت کے دفن سے فارغ ہو کر وہیں اس کی قبر کے پاس ٹھہر جاتے اور فرماتے کہ اپنے ساتھی کیلئے استغفار کرو اور اس کے لئے ثابت قدمی کی دعا کرو اس سے اس وقت سوال ہو رہا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دانائی:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جانتے تھے کہ میرے قمیص دے دینے یا نماز پڑھ دینے سے اس کی تو مغفرت نہیں ہوگی مگر اس سے دوسری مصالح اسلامیہ حاصل ہونے کی توقع تھی کہ اس کے خاندان کے لوگ اور دوسرے کفار جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ معاملہ اس کے ساتھ دیکھیں گے تو وہ اسلام کے قریب آجائیں گے اور مسلمان ہو جائیں گے اور ممانعت صریحہ نماز پڑھنے کی اس وقت تک موجود نہ تھی اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھ لی۔

مسئلہ: اس آیت سے معلوم ہوا کہ کسی کافر کے جنازے کی نماز اور اس کے لئے دعاء مغفرت جائز نہیں۔

مسئلہ: اس آیت سے یہ بھی ثابت ہوا کہ کسی کافر کے اعزاز و احترام کے لئے اس کی قبر پر کھڑا ہونا یا اس کی زیارت کیلئے جانا حرام ہے۔ عبرت حاصل کرنے کیلئے ہو یا کسی مجبوری کیلئے ہو تو اس کے منافی نہیں جیسا کہ ہدایہ میں ہے کہ اگر کسی مسلمان کا کافر رشتہ دار مر جائے اور اس کا کوئی وارث نہیں تو مسلمان رشتہ دار اس کو اسی طرح بغیر رعایت طریقہ مسنونہ کے گڑھے میں دبا سکتا ہے۔ معارف القرآن (مستفاد)

إِنَّهُمْ كَفَرُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَمَاتُوا

[illegible]

وَهُمْ فَاسِقُونَ

[illegible]

[illegible]

وَلَا تُعْجِبْكَ أَمْوَالُهُمْ وَأَوْلَادُهُمْ إِنَّمَا

[illegible]

يُرِيدُ اللَّهُ أَنْ يُعَذِّبَهُمْ بِهَا فِي الدُّنْيَا

[illegible]

وَتَزْهَقَ أَنْفُسُهُمْ وَهُمْ كَافِرُونَ

[illegible]

[illegible]

وَإِذَا أُنْزِلَتْ سُورَةٌ أَنْ آمِنُوا بِاللَّهِ

[illegible]

وَجَاهِدُوا مَعَ رَسُولِهِ اسْتَأْذَنَكَ أُولُو

[illegible]

الطَّوْلِ مِنْهُمْ وَقَالُوا ذَرْنَا نَكُنْ مَعَ

[illegible]

الْقَاعِدِينَ رَضُوا بِأَنْ يَكُونُوا مَعَ الْخَوَالِفِ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

وَطُبِعَ عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ فَهُمْ لَا يَفْقَهُونَ

[illegible]

[illegible]

شان نزول [illegible]

لَٰكِنِ الرَّسُولُ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ

[illegible]

جَاهَدُوا بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ

[illegible]

وَأُولَـٰئِكَ لَهُمُ الْخَيْرَاتُ ۖ وَأُولَـٰئِكَ هُمُ

اور انہی کے لئے ہیں خوبیاں اور وہی ہیں

الْمُفْلِحُونَ ﴿٨٨﴾ أَعَدَّ اللَّهُ لَهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي

مراد کو پہنچنے والے تیار کر رکھے ہیں اللہ نے ان کے واسطے باغ

مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا ۚ

کہ بہتی ہیں نیچے ان کے نہریں رہا کریں

ذَٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ﴿٨٩﴾

ان میں یہی ہے بڑی کامیابی

مؤمنوں کو دیکھو کیسے جاں نثار ہیں:

منافقین کے بالمقابل مخلصین کا بیان فرمایا کہ پیغمبر اور آپ کے ساتھ کے دو ... ایمان ... جان سے جہاد کیا ... کیسا ہی تھوڑا ... غلام کی حمایت ... دین کی ... قربانی کے لئے تیار رہتے ہیں۔ پھر انہوں نے نے اپنی کامیابی ... ہوگی تو ان ہی کیلئے ہوگی۔

وَجَاءَ الْمُعَذِّرُونَ مِنَ الْأَعْرَابِ لِيُؤْذَنَ

اور آئے بہانے بنانے والے گنوار تاکہ ان کو رخصت

لَهُمْ وَقَعَدَ الَّذِينَ كَذَبُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ ۚ

مل جائے اور بیٹھ رہے جنہوں نے جھوٹ بولا تھا اللہ سے اور اس کے رسول سے

سَيُصِيبُ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْهُمْ عَذَابٌ

اب پہنچے گا ان کو جو کافر ہیں ان میں عذاب

أَلِيمٌ ﴿٩٠﴾

دردناک

دوسرے گروہ کا بیان: یعنی جس طرح مدینہ کے ... منافقین تھے ... اسی طرح بادیہ نشین ... گنواروں میں ہر قسم کے لوگ پائے جاتے ... جیسا کہ ... فرمایا ... وَمِنَ الْأَعْرَابِ مَن يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ... بیان ... (معذرون، معذرون) ان میں سے ... (معذرون) ... مفسرین ... بے کہ آیا اس سے مراد جھوٹے بہانے بنانے والے منافق ہیں (جیسا کہ ترجمہ ... کیا)۔ چونکہ ... سے معذور تھے ... اختیار کی ہے ... منافقین ... کا ... ہوگا۔ "معذرون" ... ہے ... تبوک کے ... جھوٹے حیلے بہانے بنا کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت طلب ... "معذرون" سے ... منافقین ... ایمان ... پھر ... بے حیا ... "سَيُصِيبُ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْهُمْ" ... ہوگا ... کافر ... عذاب ... اور "معذرون" سے مراد ... "معذرون" سے مراد منافقین ہوں گے ... "سَيُصِيبُ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ" کی ... اقوال ...

لَّيْسَ عَلَى الضُّعَفَاءِ وَلَا عَلَى الْمَرْضَىٰ

نہیں ہے ضعیفوں پر اور نہ مریضوں پر

وَلَا عَلَى الَّذِينَ لَا يَجِدُونَ مَا يُنفِقُونَ

اور نہ ان لوگوں پر جن کے پاس نہیں ہے خرچ کرنے کو

حَرَجٌ إِذَا نَصَحُوا لِلَّهِ وَرَسُولِهِ ۚ مَا عَلَى

کچھ گناہ جبکہ دل سے صاف ہوں اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ نہیں ہے

الْمُحْسِنِينَ مِن سَبِيلٍ ۚ

کے ساتھ نہیں ہے نیکی والوں پر الزام کی کوئی راہ

واقعی معذور لوگ:

جھوٹے عذر کرنے والوں کے بعد سچے معذورین کا بیان فرماتے ہیں ... جب ... کی طرف ... کوئی عارضی ... جیسے ... سواری وغیرہ ... عذر ... معقول سمجھا گیا ... (تفسیر عثمانی)

شانِ نزول:

[illegible]

وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ

اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے

[illegible]

وَّلَا عَلَى الَّذِيْنَ اِذَا مَآ اَتَوْكَ لِتَحْمِلَهُمْ

[illegible]

قُلْتَ لَآ اَجِدُ مَآ اَحْمِلُكُمْ عَلَيْهِ تَوَلَّوْا

[illegible]

وَّاَعْيُنُهُمْ تَفِيْضُ مِنَ الدَّمْعِ حَزَنًا

[illegible]

اَلَّا يَجِدُوْا مَا يُنْفِقُوْنَ

[illegible]

صحابہ کرام کا جذبہ:

[illegible]

[illegible]

حضرت علبہ کا عجیب صدقہ:

[illegible]

حضرت ابو لیلیٰ اور حضرت عبداللہ کی حسرت اور کامیابی:

[illegible]

جو تنگ دستی اور معذوری [illegible] جانا بھی ہم کو گوارا نہیں۔

(اور یہ [illegible]) [illegible] نے ان کو [illegible] پہنچنے والا [illegible] اللہ کی راہ [illegible] (تفسیر [illegible]) [illegible] حضرت عباس [illegible] نے [illegible] سواری کا انتظام [illegible] [illegible] دے دی۔

میں [illegible] سواری [illegible] (جو جہاد میں شریک ہونے [illegible]) [illegible] آنکھوں [illegible] آنسو [illegible] (جو [illegible] کے لئے [illegible]) [illegible] اللہ [illegible] وَلَا عَلَى الَّذِينَ إِذَا مَا أَتَوْكَ [illegible] فرمایا۔

حضرت ابوموسیٰ کی درخواست اور کامیابی:

[illegible] حضرت ابوموسیٰ اشعری نے فرمایا میں [illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں [illegible] کے لئے [illegible] سواری [illegible] روایت [illegible] ساتھیوں نے مجھے [illegible] سواریاں طلب [illegible] کے لئے بھیجا [illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] ساتھیوں نے مجھے خدمت گرامی میں [illegible] پیش کرنے کے لئے بھیجا ہے کہ آپ ان کو سواری عنایت فرما دیجئے۔ میری اس [illegible] حضور صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] مجھے [illegible] فرمایا تم کو [illegible] سواری [illegible] (اور [illegible]) [illegible] غمگین حالت میں لوٹ آیا [illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے [illegible] ساتھیوں [illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جواب [illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس غنیمت [illegible] سواری [illegible] [illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تم کو بلا رہے ہیں [illegible] میں خدمت گرامی میں حاضر ہوا [illegible] فرمایا [illegible] ساتھیوں کے پاس لے جاؤ [illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] حضرت ابوموسیٰ [illegible] ساتھیوں کے پاس [illegible] اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ

[illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے [illegible] تمہارے لئے [illegible] حضور صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] (اس [illegible]) [illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] (اجازت) [illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] لوگوں کے سامنے [illegible] ساتھیوں [illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا [illegible] (قسم [illegible]) [illegible]

إِنَّمَا السَّبِيلُ عَلَى الَّذِينَ يَسْتَأْذِنُونَكَ
[illegible] رخصت مانگتے ہیں تجھ سے [illegible]
وَهُمْ أَغْنِيَاءُ ۚ رَضُوا بِأَن يَكُونُوا مَعَ الْخَوَالِفِ
[illegible] خوش ہوئے [illegible] پیچھے [illegible]
وَطَبَعَ اللَّهُ عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ فَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ
[illegible] مہر کر دی اللہ نے [illegible]

الزام کے مستحق لوگ

[illegible] باوجود قدرت و استطاعت جہاد سے [illegible] اور نہایت بے شرمی سے [illegible] عورتوں کی طرح گھروں میں [illegible] (جو شخص [illegible]) [illegible] جب [illegible] بالکل [illegible] خوش [illegible] کہ [illegible] جانور [illegible]

يَعْتَذِرُوْنَ اِلَيْكُمْ اِذَا رَجَعْتُمْ اِلَيْهِمْ

بہانے لائیں گے تمہارے پاس جب تم پھر کر جاؤ گے ان کی طرف

قُلْ لَّا تَعْتَذِرُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ لَكُمْ قَدْ

تو کہہ بہانے مت بناؤ ہم ہرگز نہ مانیں گے تمہاری

نَبَّاَنَا اللّٰهُ مِنْ اَخْبَارِكُمْ وَسَيَرَى اللّٰهُ

بات ہم کو بتا دیا جا چکا ہے تمہارا احوال اور ابھی دیکھے گا اللہ

عَمَلَكُمْ وَرَسُوْلُهٗ ثُمَّ تُرَدُّوْنَ اِلٰى عٰلِمِ

تمہارے کام اور اس کا رسول پھر تم لوٹائے جاؤ گے

الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ

طرف اس جاننے والے چھپے اور کھلے کی سو وہ بتائے گا تم کو

تَعْمَلُوْنَ

جو تم کر رہے تھے

تمہارے کرتوت کھل گئے ہیں آگے کی سوچو

[illegible]

سَيَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ لَكُمْ اِذَا انْقَلَبْتُمْ

اب قسمیں کھائیں گے اللہ کی تمہارے سامنے جب تم پھر کر جاؤ گے

اِلَيْهِمْ لِتُعْرِضُوْا عَنْهُمْ فَاَعْرِضُوْا عَنْهُمْ

ان کی طرف تاکہ تم ان سے درگزر کرو سو تم درگزر کرو

اِنَّهُمْ رِجْسٌ وَّمَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ جَزَآءً

ان سے بیشک وہ لوگ پلید ہیں اور ان کا ٹھکانا دوزخ ہے بدلہ

بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ

اس کا جو کماتے تھے

منافقوں کی جھوٹی قسموں کا مقصد

[illegible]

يَحْلِفُوْنَ لَكُمْ لِتَرْضَوْا عَنْهُمْ فَاِنْ تَرْضَوْا

وہ قسمیں کھائیں گے تمہارے سامنے تاکہ تم ان سے راضی ہو

عَنْهُمْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يَرْضٰى عَنِ الْقَوْمِ

سو اگر تم راضی ہو گئے ان سے تو اللہ راضی نہیں ہوتا

الْفٰسِقِيْنَ

نافرمان لوگوں سے

خدا کے آگے تو کوئی چال نہیں چل سکتی

[illegible]

بیچ گیا تھا کہ ... قوم ... تھی ... حضرات ... ہو سکتا ہے ... باتوں سے ... ان دیہاتیوں کو ... کے لئے ... نکال رہا ہے۔ قرآن نے ... کا ... کہلائے جیسے ... کر مسلمان ... منافق ہیں۔ حضرت ... تعلیم ... کی طرف ... رہا ہے۔ لیکن ... اور ... ہیں۔

> **اَلْاَعْرَابُ اَشَدُّ كُفْرًا وَّنِفَاقًا وَّاَجْدَرُ اَلَّا**
>
> گنوار بہت زیادہ ہیں کفر میں اور نفاق میں اور اسی لائق ہیں کہ نہ
>
> **يَعْلَمُوْا حُدُوْدَ مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ ؕ**
>
> سیکھیں وہ قاعدے جو نازل کئے اللہ نے اپنے رسول پر

دیہاتیوں کی خصوصیات:

یہاں ... منافقین اور ... کے احوال بیان ہو رہے تھے۔ ... دیہاتی ... کا ذکر کرتے ہیں کیونکہ ... کی طرح ... ہیں۔ ... منافقین ... مسلمان ... دیہاتی لوگ ... ہوتے ہیں (جیسا کہ حدیث میں ہے۔ ... جفا) ... سے تہذیب ... ان کے ... کفر ... شہری کفار ... سے زیادہ سخت ہوتا ہے۔ ... علماء کی صحبت ... کے وہ قانون ... جو خدا تعالیٰ نے پیغمبر ... کئے۔ ... اس قدر جہالت میں غرق ہیں ... طرح ... چلے ... دیہاتی ... ایک حدیث میں ہے ... حضور سے عرض کیا ... حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ... (تفسیر ...)

چونکہ ... علم ... اور قرآن ... ان کو ... کے ... نازل ... سے ...

... جیسے زیادہ ... ہیں ... حدود ... (تفسیر مظہری)

... روایت کی ... بہت ... کے ... ہے اور ... کا ... اختیار ... ہو گیا ... روایت ... ہیں ... شہری ... میں ...

جیسا کہ اللہ ... نے فرمایا ہے وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِيْٓ اِلَيْهِمْ مِّنْ اَهْلِ الْقُرٰى ... رسولوں کو ... کی طرف بھیجا وہ سب شہری اور ... تھے۔

ایک مرتبہ ایک دیہاتی نے ... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ... آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ... فرمایا ... لیکن چونکہ ... شہری ... دیہاتی ... ہوتے ہیں۔

> **وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝**
>
> اور اللہ سب کچھ جاننے والا حکمت والا ہے

اللہ ہر طبقہ کے مطابق حکم دیتا ہے:

یعنی اس کو ... قوم کے تمام طبقات پر محیط ہے ... حکمت ... ایک طبقہ کے ... ان کی استعداد و قابلیت کے موافق ... اعراب کی طبیعت میں ... ہوتی ہے ... حکمت ... نہیں جاتا ...

> **وَمِنَ الْاَعْرَابِ مَنْ يَّتَّخِذُ مَا يُنْفِقُ مَغْرَمًا**
>
> اور بعضے گنوار ایسے ہیں کہ شمار کرتے ہیں اپنے خرچ کرنے کو
>
> **وَّيَتَرَبَّصُ بِكُمُ الدَّوَآئِرَ ؕ عَلَيْهِمْ دَآئِرَةُ**
>
> تاوان اور انتظار کرتے ہیں تم پر زمانہ کی گردشوں کا انہی پر آئے

سَمِيعٌ عَلِيمٌ ... وَاللّٰهُ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

وَمِنَ الْأَعْرَابِ مَنْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ

[illegible]

الْآخِرِ وَيَتَّخِذُ مَا يُنْفِقُ قُرُبَاتٍ عِنْدَ اللّٰهِ

[illegible]

وَصَلَوَاتِ الرَّسُولِ ۚ أَلَا إِنَّهَا قُرْبَةٌ لَهُمْ

[illegible]

سَيُدْخِلُهُمُ اللّٰهُ فِي رَحْمَتِهِ ۗ إِنَّ اللّٰهَ

[illegible]

غَفُورٌ رَحِيمٌ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

وَالسَّابِقُونَ الْأَوَّلُونَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ

[illegible]

وَالَّذِينَ اتَّبَعُوهُمْ بِإِحْسَانٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ

[illegible]

وَرَضُوا عَنْهُ وَأَعَدَّ لَهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي

[illegible]

تَحْتَهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا ۚ ذٰلِكَ

[illegible]

الْفَوْزُ الْعَظِيمُ

[illegible]

درجہ بدرجہ ذہانت رکھنے والے حضرات:

[illegible]

حضرت خدیجہ اور حضرت علیؓ

[illegible]

[illegible] غلاما [illegible]

[illegible]

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

[illegible]

کہانی میں دلچسپی رکھنے والے

[illegible]

پہلے اور دوسرے دور کے مسلمان:

قسمین کے کہ دو گروہوں سے مراد وہ ہیں جن کے متعلق اللہ نے فرمایا ہے وَالسّٰبِقُوْنَ السّٰبِقُوْنَ اُولٰٓئِكَ الْمُقَرَّبُوْنَ فِیْ جَنّٰتِ النَّعِیْمِ ثُلَّةٌ مِّنَ الْاَوَّلِیْنَ (ثلہ ایک گروہ) اولین سے مراد ہیں صحابہ تابعین اور تبع تابعین سمت سلامتی کی قدم ان کو حاصل ہے۔ اس کے بعد وَقَلِیْلٌ مِّنَ الْاٰخِرِیْنَ فرمایا یعنی ایک ہزار برس کے بعد جو تھوڑے آدمی کمالات نبوت کے حامل ہوں گے یعنی اور جن کو کمالات نبوت کے حاملین کی تعداد بہت زیادہ تھی لیکن پچھلے دور میں یعنی ہزار برس کے بعد با کمال لوگوں کی تعداد بہت کم ہو گئی۔ حضرت مجدد الف ثانی نے فرمایا تمام صحابہ اکثر تابعین اور تھوڑے تبع تابعین کمالات نبوت کے حامل تھے۔ میں کہتا ہوں اس صورت میں السابقون الاولون من المہاجرین والانصار کو بھی شامل ہے اور یہ سابقین الاولین کا بیان ہو گا۔ اور اَلَّذِیْنَ اتَّبَعُوْھُمْ بِاِحْسَانٍ سے مراد سابقین آخرین اور صحابہ ہیں جن کو ثُلَّةٌ مِّنَ الْاٰخِرِیْنَ فرمایا ہے جو قرن سے خروج ہو کر ہزار برس ختم ہو جانے کے اور ثُلَّةٌ مِّنَ الْاٰخِرِیْنَ سے مراد وہ ارباب کمال ہیں جو ہزار برس کے بعد آئے اور جن کی انتہا قیامت پر ہو گی۔ مطابقت پر وَالَّذِیْنَ جَآءُوْ مِنْۢ بَعْدِھِمْ سے وہ لوگ مراد ہیں جو صحابہ کے ذکر کے وقت ان کے لئے دعاء رحمت کرتے ہیں۔

تمام صحابہ جنتی ہیں:

محمد بن زیاد کا بیان ہے میں محمد بن کعب قرظی کے پاس گیا اور دریافت کیا صحابہ کے متعلق آپ کا خیال ہے؟ فرمایا تمام صحابہ جنتی ہیں اچھے بھی اور برے بھی (گناہگار)۔ میں نے کہا آپ یہ بات کس سے کہتے ہیں؟ فرمایا کلام مجید میں آیا ہے۔ وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُھٰجِرِیْنَ وَالْاَنْصَارِ (اس میں کوئی شرط نہیں لگائی ہے) سب کے متعلق فرمایا رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ اس کے بعد فرمایا وَالَّذِیْنَ اتَّبَعُوْھُمْ بِاِحْسَانٍ یعنی تابعین کے لئے شرط لگائی کہ بھلائی میں ان کی پیروی کریں۔ ابو صخر نے بیان کیا یہ بات سن کر مجھے محسوس ہوا کہ گویا یہ آیت میں نے پہلے کبھی نہیں پڑھی تھی اس کی تفسیر کا مجھے علم محمد بن کعب کے پڑھنے سے مجھے معلوم ہوا کہ یہ آیت کس کی ہے۔

میں کہتا ہوں تمام صحابہ کے جنتی ہونے کی دلیل میں اگر یہ آیت پیش کی جائے تو زیادہ مناسب ہے فرمایا ہے

لَا یَسْتَوِیْ مِنْكُمْ مَّنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقٰتَلَ ۭ اُولٰٓئِكَ اَعْظَمُ دَرَجَةً مِّنَ الَّذِیْنَ اَنْفَقُوْا مِنْۢ بَعْدُ وَقٰتَلُوْا ۭ وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى

جن لوگوں نے فتح مکہ سے پہلے اپنا مال راہ خدا میں صرف کیا اور جہاد کیا ان کے برابر وہ لوگ نہیں ہیں جنہوں نے اپنا مال راہ خدا میں فتح کے بعد صرف کیا اور جہاد کیا اول گروہ دوسرے گروہ سے اعلیٰ درجہ رکھتا ہے (لیکن) اللہ نے بھلائی یعنی جنت کا وعدہ دونوں گروہوں سے کر لیا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ (صحابہ میں فرق مراتب کے باوجود) تمام صحابہ جنتی ہیں۔ اللہ نے سب سے جنت کا وعدہ کر لیا ہے۔

صحابہ کرام کی برتری:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے صحابہ کو برا نہ کہو قسم ہے اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر تم میں سے کوئی (کوہ) احد کے برابر سونا خدا کی راہ میں خرچ کرے گا تو وہ (ثواب میں) صحابہ کے ایک مد بلکہ آدھے مد [اور کھجور وغیرہ] کے برابر نہ ہوگا۔ متفق علیہ من حدیث ابی سعید الخدری (مظہری)

ترمذی نے حضرت جابر کی روایت سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس مسلمان کو آگ نہیں چھوئے گی جس نے مجھے دیکھا یا میرے دیکھنے والے کو (ایمان کی نظر سے) دیکھا۔

ترمذی نے حضرت بریدہ کی روایت سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے صحابہ میں سے جب کوئی شخص کسی سرزمین (گاؤں، قصبہ شہر وغیرہ) میں مر جائے گا تو قیامت کے دن وہ اس زمین والوں کے لئے رہنما اور نور بنا کر اٹھایا جائے گا۔ رزین نے حضرت عمر بن خطاب کی روایت سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے صحابہ ستاروں کی طرح ہیں جس کی پیروی کرو گے ہدایت یاب ہو گے۔

ہجرت اور نصرت میں اولین لوگ:

امام فخر الدین رازی اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ صحیح یہ ہے کہ اس جگہ سابقین اولین سے وہ لوگ مراد ہیں جو ہجرت اور نصرت میں سابق اور اول ہیں کیونکہ سابقین اولین کا لفظ مجمل ہے جس میں یہ نہیں بتایا کہ کس چیز میں سابق اور اول ہیں مگر ان کو مہاجرین اور انصار کے ساتھ موصوف فرمایا معلوم ہوا کہ صفت ہجرت اور صفت نصرت میں سبقت اور اولیت مراد ہے۔

اہلسنت والجماعت:

اور وَالَّذِیْنَ اتَّبَعُوْھُمْ سے وہ لوگ مراد ہیں جو سابقین اولین کے بعد آئے اور ان کے نقش قدم پر چلے خواہ وہ صحابہ ہوں یا تابعین جب پانچ تابعین یا ان سے بھی بعد۔ غرض یہ کہ وَالَّذِیْنَ اتَّبَعُوْھُمْ سے تمام وہ لوگ مراد ہیں جو مہاجرین اور انصار کی پیروی کریں یہاں تک کہ قیامت آ جائے۔ وہ سب جنت کے مستحق ہیں اور اللہ ان سے خوش اور وہ اللہ سے خوش ہیں۔ یہ آیت قیامت تک جملہ مسلمانوں کو شامل ہے جو توبہ کے طریقہ پر ہوں اور اقوال و اعمال میں ان کے پیرو ہوں ان کے اتباع اور پیروی سے خدا

[illegible]

آیت کا خلاصہ

[illegible] إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفَاسِقِينَ [illegible]

فرقہ امامیہ کی تردید

[illegible]

صحابہ کے باہمی اختلافات میں احتیاط ضروری ہے

[illegible]

وَمِمَّنْ حَوْلَكُمْ مِنَ الْأَعْرَابِ مُنَافِقُونَ
اور کچھ تمہارے گرد کے گنوار منافق ہیں
وَمِنْ أَهْلِ الْمَدِينَةِ مَرَدُوا عَلَى النِّفَاقِ
اور کچھ مدینہ والے [illegible]
لَا تَعْلَمُهُمْ نَحْنُ نَعْلَمُهُمْ
تم انہیں نہیں جانتے ہم انہیں جانتے ہیں

مدینہ اور اس کے گرد کے منافقین

[illegible]

سَنُعَذِّبُهُمْ مَرَّتَيْنِ ثُمَّ يُرَدُّونَ إِلَى
[illegible]
عَذَابٍ عَظِيمٍ
[illegible]

منافقین کو دو گناہ عذاب

[illegible]

فَلَا تُعْجِبْكَ أَمْوَالُهُمْ وَلَا أَوْلَادُهُمْ إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُعَذِّبَهُمْ بِهَا فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا

[illegible]

[illegible]

نام لے لے کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے منافقوں کو نکال دیا

[illegible]

[illegible]

وَآخَرُونَ اعْتَرَفُوا بِذُنُوبِهِمْ خَلَطُوا

اور کچھ لوگ ہیں کہ اقرار کیا انہوں نے اپنے

عَمَلًا صَالِحًا وَآخَرَ سَيِّئًا عَسَى اللَّهُ

گناہوں کا ملایا انہوں نے ایک کام نیک اور دوسرا بد قریب ہے اللہ

أَنْ يَتُوبَ عَلَيْهِمْ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ

معاف کرے ان کو بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے

مسلمان جنہوں نے سچی توبہ کر لی

[illegible]

[illegible]

[illegible]

غزوۂ تبوک میں پیچھے رہ جانے والے حضرت ابولبابہ و ساتھیوں کی پشیمانی

[illegible]

[illegible]

طرف تھی۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو دیکھا تو فرمایا یہ خود بندھے ہوئے لوگ کون ہیں۔ صحابہ نے عرض کیا یہ ابولبابہ اور ان کے ساتھی ہیں جو آپ کے ساتھ نہیں گئے تھے۔ اس لئے انہوں نے اللہ سے عہد کر رکھا ہے کہ جب تک حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان سے راضی نہ ہو جائیں گے اور اپنے دست مبارک سے ان کو نہ کھولیں گے یہ خود کو نہ کھولیں گے یہ بندھے رہیں گے انہوں نے اپنے قصور کا اعتراف بھی کر لیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں بھی اللہ کی قسم کھاتا ہوں کہ ان کو خود نہیں کھولوں گا اور نہ ان کا عذر قبول کروں گا تاوقتیکہ اللہ ہی ان کو نہ کھولے یہ خود مجھ سے منحرف ہو کر مسلمانوں کے ساتھ مل کر جہاد پر نہیں گئے۔ ان حضرات کو جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان پہنچا تو کہنے لگے ہم بھی اپنے کو نہیں کھولیں گے تاوقتیکہ اللہ ہی نہ کھولے۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی (اس آیت میں لفظ عسیٰ آیا ہے جس کا معنی ہے امید۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ نے قطعی حکم ان کی توبہ قبول کرنے کا نہیں دیا بلکہ صرف امید کا اظہار فرمایا ہے۔ لیکن اللہ کی طرف سے امید کا اظہار چونکہ وجوب پر دلالت کرتا ہے اس لئے اس جگہ عسیٰ کا معنی وجوب کا ہے) جب یہ آیت نازل ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے توبہ قبول ہونے کی خبر ان لوگوں کو بھیج دی اور ان کا عذر قبول فرما لیا اور ان کو کھلوا دیا۔ (تفسیر مظہری)

امید دلانے والی آیت:

ابوعثمان نے فرمایا کہ قرآن کریم کی یہ آیت اس امت کے لئے بڑی امید دلانے والی ہے۔ صحیح بخاری میں حضرت سمرہ بن جندب سے حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک طویل حدیث میں ہے کہ معراج کی رات جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ملاقات حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ ہوئی تو ان کے پاس کچھ لوگ دیکھے جن کے چہرے سفید تھے اور کچھ ایسے کہ ان کے چہروں میں کچھ داغ دھبے تھے یہ دوسری قسم کے لوگ ایک نہر میں داخل ہوئے اور غسل کر کے واپس آئے تو ان کے چہرے بھی بالکل صاف سفید ہو گئے تھے جبرئیل علیہ السلام نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بتلایا کہ یہ سفید چہرے والے وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے اور پھر گناہوں سے پاک صاف رہے۔ الَّذِينَ آمَنُوا وَلَمْ يَلْبِسُوا إِيمَانَهُمْ بِظُلْمٍ اور دوسرے وہ لوگ ہیں جنہوں نے ملے جلے ہر طرح کے کام کئے پھر توبہ کر لی اللہ نے ان کی توبہ قبول فرمالی اور گناہ معاف ہو گئے۔ (قرطبی ملخصاً)

خُذْ مِنْ أَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً
لے ان کے مال میں سے زکوٰۃ

"صدقہ" کا ترجمہ حضرت محقق نے "زکوٰۃ" کیا ہے۔ لیکن اگر "صدقہ" کو عام رکھا جائے تو زکوٰۃ و صدقات نافلہ سب کو شامل ہو تو بہتر تھا۔ کیونکہ اکثر روایات کے موافق یہ آیت ابولبابہ وغیرہ کے حق میں نازل ہوئی ہے جو [illegible] تکمیل توبہ کے طور پر صدقہ لے کر حاضر ہوئے تھے۔ جیسا کہ ابھی پیچھے [illegible] نقل کیا جا چکا ہے۔ [illegible] ہوتے [illegible] مصنف [illegible] اس آیت کو پیش کرتے رہے ہیں۔

تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيهِمْ بِهَا وَصَلِّ عَلَيْهِمْ
کہ پاک کرے تو ان کو اور بابرکت کرے تو ان کو اس کی وجہ سے
إِنَّ صَلَاتَكَ سَكَنٌ لَهُمْ وَاللَّهُ سَمِيعٌ
اور دعا دے ان کو بیشک تیری دعا ان کے لیے تسکین ہے اور اللہ سب کچھ سنتا
عَلِيمٌ
جانتا ہے

صدقہ کی اہمیت:

توبہ سے گناہ معاف ہو جاتا ہے حتیٰ کہ اس پر مؤاخذہ باقی نہیں رہتا۔ لیکن ایک قسم کی معنوی کدورت و ظلمت وغیرہ جو گناہ کا اثر ہے وہ تھوڑی سی باقی رہ جاتی ہے جو بالخصوص صدقہ و دیگر حسنات کی مباشرت سے زائل ہوتی ہے۔ اسی لحاظ سے کہہ سکتے ہیں کہ صدقہ گناہوں کے اثرات سے پاک صاف کرتا اور نیکیوں کی برکت بڑھاتا ہے ("زکوٰۃ" کے لغوی معنی بڑھنے کے ہیں) علاوہ ازیں صدقہ کرنے میں یہ تھا کہ صدقہ کرنے والوں کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم دعا بھی دیتے تھے۔ جس سے ان کے دلوں کو سکون و تسکین حاصل ہوتی تھی بلکہ آپ کی دعا کی برکت دینے والے کی اولاد تک پہنچتی تھی۔ اب بھی اکثر کے نزدیک مشروع ہے کہ جو شخص صدقہ دے امام مسلمین بحیثیت نائب نبی ہونے کے اس کے حق میں دعا کرے۔ ابن حجر کے نزدیک فقط "صلوٰۃ" کا لفظ ذکر نہ کرے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مخصوص حق تھا۔ (تفسیر عثمانی)

حضرت ابولبابہ کی توبہ کی قبولیت:

ابن مردویہ نے واقدی کے سلسلہ کی سند سے حضرت ام سلمہ کا بیان نقل کیا ہے کہ ابولبابہ کی توبہ (قبول ہونے) کی آیت میرے گھر میں نازل ہوئی۔ سحر کے وقت میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہنستے دیکھا تو عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہنسی کس بات پر ہے۔ فرمایا ابولبابہ کی توبہ قبول ہو گئی۔ میں نے عرض کیا کیا میں ان کو اس کی بشارت دے دوں۔ فرمایا تمہاری مرضی میں

[illegible]

وَآخَرُونَ اعْتَرَفُوا [illegible]

[illegible]

أَلَمْ يَعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ هُوَ يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ

[illegible]

عِبَادِهِ وَيَأْخُذُ الصَّدَقَاتِ وَأَنَّ اللَّهَ هُوَ

[illegible]

التَّوَّابُ الرَّحِيمُ

[illegible]

قبولیت فقط اللہ کے اختیار میں ہے:

[illegible]

ایک منافق کا صدقہ

[illegible]

توبہ کا عجیب واقعہ

[illegible]

[illegible]

وَقُلِ اعْمَلُوا فَسَيَرَى اللَّهُ عَمَلَكُمْ
[illegible]
وَرَسُولُهُ وَالْمُؤْمِنُونَ وَسَتُرَدُّونَ إِلَىٰ عَالِمِ
[illegible]
الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَيُنَبِّئُكُم بِمَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ
[illegible]

توبہ کے بعد بھی عمل درست رکھو

[illegible]

مُردوں پر اعمال کا پیش ہونا

[illegible]

[illegible] ... اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ قبول فرما لی [illegible]

[illegible] ... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ... [illegible]

خاتمہ ہی پر عمل کا اعتبار ہے

بخاری میں مروی ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا ... [illegible] ... اس کے عمل ... [illegible] ... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ... [illegible] ... جنت ... جہنم ... [illegible] ... اللہ تعالیٰ ... [illegible]

وَآخَرُونَ مُرْجَوْنَ لِأَمْرِ اللَّهِ إِمَّا يُعَذِّبُهُمْ

اور کچھ اور لوگ ہیں جن کا معاملہ اللہ کا حکم آنے تک ملتوی ہے کہ ان کو سزا دے

وَإِمَّا يَتُوبُ عَلَيْهِمْ ۗ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ

یا ان کی توبہ قبول کر لے اور اللہ خوب جاننے والا ہے بڑا حکمت والا ہے

غزوہ تبوک سے پیچھے رہ جانے والے تین قسم کے لوگ

[illegible] ... غزوہ تبوک ... تین قسم کے ... [illegible] ... منافق ... [illegible]

[illegible] ... حضرت ... [illegible]

[illegible] ... وَعَلَى الثَّلَاثَةِ الَّذِينَ خُلِّفُوا ... [illegible]

[illegible] ... وَآخَرُونَ مُرْجَوْنَ لِأَمْرِ اللَّهِ ... [illegible] ... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ... [illegible]

وَالَّذِينَ اتَّخَذُوا مَسْجِدًا ضِرَارًا وَكُفْرًا

اور جنہوں نے نقصان ... ایک مسجد ... [illegible]

وَتَفْرِيقًا بَيْنَ الْمُؤْمِنِينَ وَإِرْصَادًا لِّمَنْ

اور پھوٹ ڈالنے کو مسلمانوں میں اور گھات لگانے کو اس شخص کی

حَارَبَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ مِن قَبْلُ وَلَيَحْلِفُنَّ

جو لڑ رہا ہے اللہ سے اور اس کے رسول سے پہلے سے

إِنْ أَرَدْنَا إِلَّا الْحُسْنَىٰ وَاللَّهُ يَشْهَدُ إِنَّهُمْ

اور وہ قسمیں کھائیں گے کہ ہم نے تو بھلائی ہی چاہی تھی اور اللہ

لَكَاذِبُونَ

گواہی دیتا ہے کہ وہ جھوٹے ہیں

مسجد ضرار:

پہلے ان لوگوں کا ذکر تھا جن سے بتقاضائے بشریت ایک قصور ہو گیا (کشف من وغیرہ) گو بہت مقدار و معترف تھا ان کی دولت ایمان سلامت رہی۔ یہاں ان کی جماعت کا بیان ہے جنہوں نے یہ مکر بنایا (تعمیر مسجد) انہیں بداعتقادی کی وجہ سے وہاں کی تعمیر اللہ جیسی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کے بعد اول مدینہ سے باہر بنی عمرو بن عوف کے محلہ میں فروکش ہوئے۔ پھر چودہ روز بعد شہر مدینہ میں تشریف لے گئے وہ مسجد بھی تعمیر کی جس کا نشان جہاں آپ پیشتر نماز پڑھتے تھے وہاں کے لوگوں نے مسجد تیار کر لی جو مسجد قبا کے نام سے مشہور ہے۔ حضرت ہر ہفتہ وہاں تشریف لے جا کر دو رکعت پڑھتے تھے اور اس کی فضیلت بیان فرماتے تھے۔ بعض منافقین نے چاہا کہ اس محلہ کی مسجد قبا کے قریب ایک اور مکان مسجد کے نام سے تعمیر کریں۔ اپنی جماعت جدا کریں اور بعض مسلمانوں کو بہکا کر ادھر لے جائیں۔

منصوبہ بنانے والا:

(درحقیقت اس ناپاک تجویز کا محرک اصلی ایک شخص ابو عامر راہب خزرجی تھا ہجرت سے پہلے اس شخص نے نصرانی بن کر راہبانہ زندگی اختیار کر لی تھی مدینہ اور آس پاس کے لوگ خصوصاً قبیلہ خزرج اس کے زہد و درویشی کے معتقد تھے اور بڑی تعظیم کرتے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قدوم میمنت لزوم سے جب مدینہ میں ایمان و عرفان کا آفتاب چمکا تو اس طرح کے درویشوں کا بازار سرد پڑ گیا۔ بلکہ آفتاب کے سامنے چراغ مردہ لوگوں کو چمکتا ہوا دیکھ کر جل گیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اسلام کی دعوت دی اور فرمایا کہ میں ٹھیک ملت ابراہیمی لے کر آیا ہوں۔ کہنے لگا کہ ہم پہلے سے اسی پر قائم ہیں لیکن تم نے اپنی طرف سے ملت ابراہیمی میں اس کی صورت

بگاڑ کر شامل کر دی ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت زور سے اس کی تردید فرمائی۔ آخر اس بدبخت کی زبان سے نکلا کہ جو ہم میں سے جھوٹا ہو خدا اس کو وطن سے دور یکہ و تنہا غربت و بیکسی کی موت مارے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "آمین" خدا ایسا ہی کرے۔ جنگ بدر کے بعد جب اسلام کی جڑیں مضبوط ہو گئیں اور مسلمانوں کا عروج و فروغ حاسدوں کی نگاہوں کو خیرہ کرنے لگا، ابو عامر تاب نہ لا سکا۔ بھاگ کر مکہ پہنچا تاکہ کفار مکہ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ میں چڑھا کر لائے چنانچہ معرکہ احد میں قریش کے ساتھ خود آیا اور لڑائی شروع ہونے سے پہلے آگے بڑھ کر انصار مدینہ کو جو جاہلیت میں اس کے بڑے معتقد تھے خطاب کر کے اپنی طرف مائل کرنا چاہا۔ احمق یہ سمجھ کر بیٹھا تھا کہ حضرت کے ساتھ سے ہٹا کر ادھر لا سکوں گا۔ مگر انصار نے اسے پہلے ہی مرحلہ پر جواب دیا کہ او فاسق دشمن خدا! تیری آنکھ ٹھنڈی نہ ہو۔ کیا رسول خدا کے مقابلہ میں ہم تیرا ساتھ دیں گے؟ انصار کا یہ مایوس کن جواب سن کر جل گیا اور کہنے لگا کہ اے محمد! (صلی اللہ علیہ وسلم) آئندہ جو قوم بھی تم سے مقابلہ کرے گی میں برابر ان کے ساتھ رہوں گا۔ چنانچہ جنگ حنین تک جو معرکے پیش آئے سب میں کفار کے ساتھ ہو کر مسلمانوں سے لڑتا رہا۔ احد میں اسی کی شرارت سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو چشم زخم پہنچا۔ دونوں صفوں کے درمیان اس نے پوشیدہ طور پر گڑھے کھدوا دیئے تھے۔ وہیں چہرہ مبارک کے زخمی ہونے اور دندان مبارک شہید ہونے کا واقعہ پیش آیا۔ حنین کے بعد جب ابو عامر نے سمجھ لیا کہ اب عرب کی کوئی طاقت اسلام کو کچلنے میں کامیاب نہیں ہو سکتی تو بھاگ کر ملک شام پہنچا۔

اور منافقین مدینہ کو لکھا کہ میں قیصر روم سے ساز باز کر رہا ہوں عنقریب ایک زبردست لشکر لے کر آؤں گا جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ میں ہو گا تب تم زمین میں ان کے ساتھیوں کو خاک میں ملا دیگا اور مسلمانوں کو پامال کر کے چھوڑے گا (العیاذ باللہ) تم فی الحال ایک عمارت مسجد کے نام سے بنا لو جہاں نماز کے بہانے سے جمع ہو کر اسلام کے خلاف ہر قسم کی سازش اور مشورے ہوا کریں۔ اور میرے قاصد خطوط وغیرہ وہاں آ کر ٹھہرا کریں اور میرے لیے ایک موزوں جگہ ٹھہرنے کا کام دے۔ یہ خبیث مقاصد تھے جن کے لیے مسجد ضرار تعمیر ہوئی۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے مکر:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو بہانہ یہ کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! خدا کی قسم ہماری نیت بری نہیں بلکہ بارش اور سردی وغیرہ میں بالخصوص بیماروں، معذوروں اور ضعیفوں کو مسجد قبا تک جانا دشوار ہوتا ہے۔ اس لیے یہ مسجد بنائی گئی ہے تاکہ نمازیوں کو سہولت ہو اور مسجد قبا میں تنگی مکان کی شکایت نہ رہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ وہاں چل کر نماز پڑھ لیں

تو واپس لئے۔ وہ جب برکت وسعادت ہے۔ یہ اس لئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا طرز عمل دیکھ کر بعض وہ دل جو سوء ظن یا حسن ظن کی بنا پر ان کے بارے میں کشمکش پائیں۔ آپ اس وقت تبوک جانے کی جلدی میں تھے فرمایا کہ اللہ نے چاہا تو واپسی پر ایسا ہو سکے گا۔

مسجد ضرار کا پول کھل گیا:

جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم تبوک سے واپس ہو کر بالکل مدینہ کے نزدیک پہنچ گئے تب جبرئیل یہ آیت لے کر آئے جس میں منافقین کی دلی اغراض پر مطلع کرتے مسجد ضرار کا پول کھول دیا گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مالک بن دخشم اور معن بن عدی کو حکم دیا کہ اس مکان کو (جس کا نام مسجد رکھا تھا) گرا کر جلا کر خاک کر دو۔ انہوں نے فوراً حکم کی تعمیل کی اور جلا کر خاک سیاہ کر دیا۔ اس طرح منافقین اور ابو عامر فاسق کے سب ارمان دل کے دل ہی میں رہ گئے اور ابو عامر بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشین گوئی کے مطابق قنسرین (ملک شام) میں تنہا بے کسی کی موت مرا فَقُطِعَ دَابِرُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔ آیت میں "لِمَنْ حَارَبَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ" سے یہی ابو عامر فاسق مراد ہے۔

ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور بیہقی نے دلائل میں حضرت ابن عباس کی روایت سے بیان کیا ہے نیز ابن المنذر نے سعید بن جبیر کی روایت سے اور محمد بن عمر نے یزید بن رومان کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ عمرو بن عوف کے قبیلے نے ایک مسجد تعمیر کی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آدمی بھیج کر حضور تشریف لائیں اور اس مسجد میں نماز پڑھیں۔ غنم بن عوف کے قبیلے نے جب یہ بات دیکھی تو ان کو حسد ہوا اور انہوں نے کہا ہم بھی ایک مسجد تعمیر کریں گے جیسی انہوں نے بنائی ہے (یہ بات بے ہودگی کی تھی)۔ شام کو جانے سے پہلے ابو عامر فاسق نے ان سے کہا تھا کہ تم لوگ ایک مسجد تعمیر کرو اور جتنا ممکن ہو اسلحہ (پوشیدہ طور پر) جمع کر لو میں قیصر روم کے پاس جاتا ہوں وہاں سے رومیوں کا ایک لشکر لا کر محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے ساتھیوں کو یہاں سے نکال باہر کروں گا۔ ابو عامر کی اللہ اور رسول سے عداوت تھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے لڑنے کے ارادے سے وہ چلا گیا تھا چنانچہ یہ لوگ ابو عامر کے آنے کے (اور رومیوں کا لشکر لانے کے) منتظر تھے۔ جب مسجد تیار ہو گئی تو انہوں نے چاہا کہ رسول اللہ اس میں نماز پڑھیں تاکہ ان کا مقصد پورا ہو اور اسلام سے ان کو اپنے کو کامیاب ہونے کا موقع مل جائے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تبوک کو جانے لگے تو یہ لوگ خدمت گرامی میں حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم نے ایک مسجد بنائی ہے مقصد تعمیر یہ ہے کہ جو بیمار یا حاجت مند مسجد نبوی تک نہیں جا سکتے یا رات کو بارش کی رات ہو اور وہاں سے یہاں حاضری نہ ہو سکے تو وہ اس مسجد میں پڑھ لیں۔ ہماری خواہش ہے کہ حضور تشریف لا کر اس مسجد میں نماز پڑھیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اب تو میں سفر میں ہوں اور کام میں مشغول ہوں جب واپس آؤں گا انشاء اللہ تمہاری مسجد میں نماز پڑھوں گا۔ چنانچہ آپ جب تبوک سے واپس ہوئے اور مقام ذی اوان میں اترے تو مسجد کے متعلق آیت نازل ہوئی ذی اوان مدینہ سے ایک گھنٹے کی راہ کے فاصلہ پر تھا۔

مسجد ضرار کو تعمیر کرنے والے:

ابن اسحاق نے نام بتائے کہ وہ بارہ آدمی تھے جنہوں نے اس مسجد کی تعمیر کی تھی۔ (۱) خذام بن خالد بنی عبید بن زید کا (۲) ثعلبہ بن حاطب (۳) معتب بن قشیر (۴) ابو حبیبہ بن الازعر (۵) عباد بن حنیف (۶) نبتل بن حارث اور بجاد بن عثمان اور ... بن عمرو بن عوف کا سہل بن حنیف کا بھائی تھا اور جاریہ بن عامر اور اس کے دونوں بیٹے مجمع بن جاریہ اور زید بن جاریہ اور ودیعہ بن ثابت اور ... جس کو ... کہا جاتا تھا ان سب نے مل کر مسجد تعمیر کی تھی۔

ابو عامر کی رہبانیت ناکام ہو گئی:

بغوی نے لکھا ہے کہ ... ابو عامر راہب ... جو حضرت حنظلہ غسیل ملائکہ کا باپ تھا اور قبیلہ بنی عمرو بن عوف کا ایک فرد تھا اسلام سے پہلے مخنث بن چکا تھا، پھر راہب ہو گیا تھا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں تشریف لائے تو ابو عامر نے کہا آپ کون سا دین لے کر آئے ہیں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں حنیفیہ دین ابراہیم کا دین لے کر آیا ہوں۔ ابو عامر نے کہا میں بھی اسی دین پر ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم دین حنیفیہ (دین ابراہیمی) پر نہیں ہو۔ ابو عامر نے کہا کیوں نہیں (میں بھی اسی دین ابراہیمی پر ہوں) آپ نے حنیفیہ میں اپنی طرف سے دوسری چیزیں داخل کر لی ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے ایسا نہیں کیا میں تو خالص کھری روشن ملت لے کر آیا ہوں۔ ابو عامر نے کہا تو ہم میں سے جو جھوٹا ہو خدا کرے وہ تنہا غریب الوطنی کی حالت میں مرے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آمین۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے (اسی وجہ سے راہب کے لقب کی جگہ) ابو عامر کو فاسق کا لقب دیا۔ ابو عامر نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا تھا جو قوم بھی آپ سے لڑے گی میں اس کے ساتھ مل کر آپ سے لڑوں گا چنانچہ جنگ حنین تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف دوسری قوموں سے مل کر لڑتا رہا ہوازن کی شکست کے بعد شام بھاگ گیا اور منافقوں کو پیام بھیجا کہ تم

لَا تَقُمْ فِيهِ أَبَدًا لَمَسْجِدٌ أُسِّسَ عَلَى

تو نہ کھڑا ہو اس میں کبھی البتہ وہ مسجد جس کی بنیاد دھری گئی

التَّقْوَىٰ مِنْ أَوَّلِ يَوْمٍ أَحَقُّ أَن تَقُومَ

پرہیزگاری پر اول دن سے وہ لائق ہے کہ تو کھڑا ہو اس میں

فِيهِ فِيهِ رِجَالٌ يُحِبُّونَ أَن يَتَطَهَّرُوا وَاللَّهُ

اس میں ایسے لوگ ہیں کہ دوست رکھتے ہیں پاک رہنے کو اور اللہ

يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِينَ ﴿١٠٨﴾

دوست رکھتا ہے پاک رہنے والوں کو

[illegible]

مسجد کے مقاصد:

[illegible]

ریاکاری والی مسجد:

[illegible]

مسئلہ: [illegible]

مسجد قباء کی فضیلت

[illegible]

مسجد ضرار کی بربادی:

[illegible]

یہ حضرات تیزی کے ساتھ چلے تھے اور سالم بن عوف کے محلہ میں پہنچ کر مالک نے اپنے دونوں ساتھیوں سے کہا آپ لوگ یہیں ٹھہر جائیں میں آگ لے آؤں۔ اپنے گھر جا کر کھجور کی کچھ خشک ٹہنیاں لے کر ان میں آگ لگائی پھر سب حضرات دوڑ کر مغرب و عشاء کے درمیان مسجد میں پہنچے اس وقت مسجد والے مسجد میں موجود تھے ان حضرات نے مسجد کو آگ لگا دی اور ڈھا دیا جس سے وہ لوگ ادھر ادھر منتشر ہو گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا اس جگہ کو کوڑا کرکٹ ڈالنے کی جگہ بنا دیا جائے جہاں مردار جانور اور تمام گندگی ڈالی جائے۔ ابو عامر فاسق ملک شام میں یکہ و تنہا غریب الوطنی و مسافرت کی حالت میں مر گیا۔

مسجد نبوی:

حضرت ابو سعید خدری نے فرمایا میں امہات المومنین میں سے کسی کے گھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ کونسی مسجد ہے (جس کے متعلق فرمایا گیا ہے) کہ اس کی تاسیس تقویٰ پر کی گئی ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مٹھی کنکر ہاتھ میں لے کر زمین پر مارے اور فرمایا یہی تمہاری مسجد ہے یعنی مسجد مدینہ۔

طبرانی اور ضیاء مقدسی نے اپنی مختار میں حضرت زید بن ثابت کی روایت سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس مسجد کے متعلق دریافت کیا گیا جس کی بنیاد تقویٰ پر رکھی گئی تھی تو فرمایا وہ میری یہی مسجد ہے۔

ابن ابی شیبہ و ابن مردویہ کی روایت ہے کہ حضرت ابن عمر سے دریافت کیا گیا جس مسجد کی تاسیس تقویٰ پر ہوئی وہ کونسی مسجد ہے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد۔

مسجد نبوی کی فضیلت میں وہ حدیث آئی ہے جس کو شیخین نے صحیحین میں حضرت ابو ہریرہ کی روایت سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا میرے گھر اور میرے منبر کے درمیان جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے اور میرا منبر میرے حوض پر ہے (یعنی وہ منتقل کیا جائے گا) میرے گھر اور میرے منبر کے درمیان جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے اور میرا منبر میرے حوض پر ہوگا انشاء اللہ۔

بخاری کی روایت میں بجائے گھر کے قبر کا لفظ آیا ہے۔

ریاض الجنۃ:

شیخین امام احمد و نسائی نے حضرت عبد اللہ بن زید مازنی کی روایت سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے گھر اور میرے منبر کے درمیان ایک باغ ہے جنت کے باغوں میں سے۔ ترمذی نے بھی حضرت علی کی روایت سے یہی بیان کیا ہے۔

ہزار نماز کا ثواب:

حضرت ابو ہریرہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری اس مسجد میں ایک نماز دوسری مسجدوں میں سوائے مسجد حرام (کعبہ) کے ہزار نمازوں سے بہتر ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مسجد قبا میں تشریف لے جانا:

بخاری نے عبد اللہ بن دینار کی روایت سے حضرت ابن عمر کا بیان نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر شنبہ کو پیدل یا سوار ہو کر مسجد قبا تشریف لے جاتے تھے حضرت ابن عمر بھی ایسا ہی کرتے تھے۔ ابن ماجہ نے حضرت اسید بن ظہیر کا قول نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسجد قبا میں نماز پڑھنا عمرہ کے برابر ہے (ترمذی) اختلاف نہیں ہے کیونکہ اس مسجد کی تاسیس بھی تقویٰ پر ہوئی تھی۔

ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس کا بیان نقل کیا ہے کہ جب آیت نازل ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مہاجرین کو ساتھ لے کر پیدل چلتے ہوئے مسجد قبا کے دروازے پر پہنچ کر کھڑے ہو گئے انصار بیٹھے ہوئے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم لوگ مومن ہو؟ سب خاموش رہے تب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر یہی فرمایا اس پر حضرت عمر نے عرض کیا یقیناً یہ مومن ہیں اور میں بھی ان کے ساتھ ہوں فرمایا کیا تم قضاء (قدر الٰہی) پر راضی ہو؟ انہوں نے کہا جی ہاں فرمایا کیا تم مصیبت پر صبر کرتے ہو؟ انہوں نے کہا جی ہاں فرمایا راحت پر شکر کرتے ہو؟ انہوں نے کہا جی ہاں فرمایا رب کعبہ کی قسم تم مومن ہو۔ (راوی کہتے ہیں) پھر حضور ان کے پاس بیٹھ گئے اور فرمایا اے گروہ انصار اللہ نے تمہاری تعریف فرمائی ہے تم قضاء حاجت کے وقت کیا کرتے ہو؟ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم قضاء حاجت کے بعد تین پتھروں کا استعمال کرتے ہیں اور پتھروں کے بعد پانی استعمال کرتے ہیں اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آیت فِيهِ رِجَالٌ يُحِبُّونَ أَنْ يَتَطَهَّرُوا تلاوت فرمائی۔

ابن خزیمہ نے صحیح میں حضرت عویم بن ساعدہ کی روایت سے لکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اہل قبا کے پاس مسجد قبا میں تشریف لے گئے اور فرمایا تمہاری مسجد کے قصے میں تمہاری پاکی کی اللہ نے بہت اچھی تعریف کی ہے تم لوگ طہارت کیسے کرتے ہو جس کی اللہ نے تعریف کی ہے؟ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خدا کی قسم ہم اور کچھ نہیں جانتے صرف اتنی بات ہے کہ ہمارے پڑوس میں یہودی رہتے تھے وہ قضاء حاجت کے بعد پانی سے استنجا کرتے تھے سو ہم نے بھی پانی سے استنجا کرنا شروع کر دیا۔ دوسری روایت میں آیا ہے کہ ہم پتھروں کے استعمال کے بعد پانی سے استنجا کرتے ہیں فرمایا وہ یہی ہے تم اسی کو لازم پکڑو۔

عمر بن شبہ نے اخبار المدینہ میں ولید بن ابی سندر اسلمی کی روایت سے یحییٰ بن سہل انصاری کا بیان نقل کیا ہے کہ حضرت سہل انصاری نے

تو ان کے حق میں نازل ہوئی جو رفع حاجت کے بعد پانی سے استنجا کرتے تھے۔

مسجد قباء والوں کی طہارت:

ابن جریر نے عطاء کا قول نقل کیا ہے کہ اہل قباء میں سے کچھ لوگوں نے پانی سے طہارت کرنی شروع کی تھی ان ہی کے متعلق آیت فِيهِ رِجَالٌ يُحِبُّونَ أَنْ يَتَطَهَّرُوا نازل ہوئی۔ (تفسیر طبری)

امام احمد بن حنبل (باسناد) روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم مسجد قباء میں آئے اور کہا کہ اللہ نے تمہاری طہارت کی بہت اچھی تعریف کی ہے وہ کیا ہے؟ تو کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم نے تو آیت میں پانی سے طہارت کے احکام پائے ہیں (اس میں ایک راوی شہاب بن سلام ہے جو [illegible])

أَفَمَنْ أَسَّسَ بُنْيَانَهُ عَلَىٰ تَقْوَىٰ مِنَ
بھلا جس نے بنیاد رکھی اپنی عمارت کی اللہ سے ڈرنے پر
اللَّهِ وَرِضْوَانٍ خَيْرٌ أَمْ مَنْ أَسَّسَ
اور اس کی رضامندی پر وہ بہتر یا جس نے بنیاد رکھی اپنی عمارت کی
بُنْيَانَهُ عَلَىٰ شَفَا جُرُفٍ هَارٍ فَانْهَارَ
کنارہ پر ایک کھائی کے جو گرنے کو ہے پھر اس کو لے کر ڈھے پڑا
بِهِ فِي نَارِ جَهَنَّمَ
دوزخ کی آگ میں

تقویٰ والا کام مستحکم ہے:

یعنی جس کام کی بنیاد تقویٰ یعنی اخلاص اور خدا کی رضا جوئی پر ہو وہ نہایت مستحکم اور پائیدار ہوتا ہے۔ برخلاف اس کے جس کام کی بناء شک و نفاق اور مکر و ضرار پر ہو وہ ایسا ہے جیسے کوئی عمارت ایک کھائی کے کنارہ پر کھڑی کی جائے کہ (دریا کے) سیلاب کی تھپیڑ کنارہ کو گرا دے، ساری عمارت جڑ سے اکھڑ کر دوزخ کے گڑھے میں جا گرے۔

وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ
اور اللہ راہ نہیں دیتا ظالموں کو

یعنی ظالم کوئی نیک کام بھی کریں (جیسے مسجد بنانا) ظلم و ناانصافی کی شامت سے وہ بھی ٹھیک نہیں ہوتا (تفسیر عثمانی)

مسجد ضرار کی جگہ سے دھواں:

کئی اصحاب نے سعید بن جبیر اور قتادہ اور ابن جریج کا قول نقل کیا ہے نیز ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ نے قتادہ کی روایت بیان کی ہے ان تینوں حضرات کا بیان ہے ہم سے ذکر کیا گیا تھا کہ مسجد ضرار میں جب ایک جگہ کھودی گئی تو لوگوں نے وہاں سے دھواں نکلتا دیکھا۔ بغوی نے حضرت جابر بن عبد اللہ کا بیان نقل کیا ہے آپ نے فرمایا میں نے مسجد ضرار سے دھواں نکلتے دیکھا۔ (مظہری)

لَا يَزَالُ بُنْيَانُهُمُ الَّذِي بَنَوْا رِيبَةً فِي
ہمیشہ رہے گا اس عمارت سے جو انہوں نے بنائی تھی شبہ ان کے
قُلُوبِهِمْ إِلَّا أَنْ تَقَطَّعَ قُلُوبُهُمْ وَاللَّهُ
دلوں میں مگر جب ٹکڑے ہو جائیں ان کے دل اور اللہ
عَلِيمٌ حَكِيمٌ
سب کچھ جاننے والا حکمت والا ہے

مسجد ضرار والوں کی سزا:

ریبہ کا ترجمہ کیا ہے شبہ جس سے مراد نفاق ہے یعنی اس عمل بد کا اثر ہمیشہ کے لئے ان کے دلوں میں رہے گا جب تک [illegible] نفاق قائم رہے گا جیسا کہ اسی سورۃ میں پہلے گذر چکا۔ فَأَعْقَبَهُمْ نِفَاقًا فِي قُلُوبِهِمْ إِلَىٰ يَوْمِ يَلْقَوْنَهُ بِمَا أَخْلَفُوا اللَّهَ مَا وَعَدُوهُ وَبِمَا كَانُوا يَكْذِبُونَ

بعض مفسرین نے "ریبہ" سے معنی کئے ہیں "حسرت" یعنی جو عمارت انہوں نے ناپاک مقصد کیلئے بنائی تھی۔ مگر حق تعالیٰ نے اپنے پیغمبر کو مطلع کر کے ان کے تمام ناپاک مقاصد کو خاک کر دیا اس کا ملال ہمیشہ ان کے دلوں میں کانٹا بن کر کھٹکتا رہے گا۔

إِنَّ اللَّهَ اشْتَرَىٰ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ أَنْفُسَهُمْ
اللہ نے خرید لی مسلمانوں سے ان کی جان
وَأَمْوَالَهُمْ بِأَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ ۚ يُقَاتِلُونَ
اور ان کا مال اس قیمت پر کہ ان کیلئے جنت ہے لڑتے ہیں
فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَيَقْتُلُونَ وَيُقْتَلُونَ
اللہ کی راہ میں پھر مارتے ہیں اور مرتے ہیں

وَعْدًا عَلَيْهِ حَقًّا فِي التَّوْرَاةِ وَالْإِنجِيلِ

وعدہ ہو چکا اس کے ذمہ پر سچا توریت اور انجیل

وَالْقُرْآنِ ۚ وَمَنْ أَوْفَىٰ بِعَهْدِهِ مِنَ اللَّهِ

اور قرآن میں اور کون ہے قول کا پورا اللہ سے زیادہ

فَاسْتَبْشِرُوا بِبَيْعِكُمُ الَّذِي بَايَعْتُم بِهِ

سو خوشیاں کرو اس معاملہ پر جو تم نے کیا ہے اس سے

وَذَٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ (۱۱۱)

اور یہی ہے بڑی کامیابی

سب سے زیادہ نفع والی تجارت:

اس سے بڑھ کر سودا اور تجارت اور عظیم الشان کامیابی کیا ہو سکتی کہ ہماری حقیری جانوں اور فانی اموال کا خریدار [illegible] والا [illegible] حقیقت [illegible] خالق [illegible] طرف نسبت [illegible] جنت [illegible] ہے [illegible] کو [illegible] ہے۔ حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جنت میں وہ نعمتیں ہوں گی جن کو آنکھوں نے دیکھا نہ کانوں نے سنا اور نہ کسی بشر کے قلب پر ان کا خطرہ گذرا [illegible] اللہ سے [illegible] (حالانکہ وہ بھی [illegible] ہے) [illegible] جنت [illegible] اور بیچی چیز کا [illegible] "[illegible]" [illegible] ہے [illegible]

[illegible]

پھر [illegible] جان و مال خرید لیے گئے تو [illegible] قبضہ سے نکال لیے جائیں [illegible] مطلوب ہے کہ جب [illegible] پیش آئے جان و مال خدا کے [illegible] پیش کرنے کیلئے [illegible] فرمایا يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَيَقْتُلُونَ وَيُقْتَلُونَ یعنی مقصود خدا کی راہ میں جان و مال حاضر کر دینا ہے [illegible]

تاکہ [illegible] کا جواب دیا۔ وَعْدًا عَلَيْهِ حَقًّا فِي التَّوْرَاةِ وَالْإِنجِيلِ وَالْقُرْآنِ [illegible] ہے [illegible] اللہ [illegible] ہے

[illegible] قرآن [illegible] اللہ [illegible]

اللہ تعالیٰ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا حق.

ابن جریر نے روایت کی [illegible] عبداللہ بن رواحہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ [illegible] اپنے رب کے واسطے لئے اور اپنے واسطے [illegible] حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا [illegible] اپنے رب کے [illegible] [illegible] اس کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ [illegible] اپنے واسطے [illegible] جس چیز سے تم اپنی جانوں اور مالوں کی حفاظت کرتے ہو اس سے میری حفاظت کرو [illegible] اگر ہم نے [illegible] تو ہم کو کیا ملے گا [illegible] جنت [illegible] [illegible] پھیرنے کی خواہش [illegible] پر یہ آیت نازل ہوئی۔

إِنَّ اللَّهَ اشْتَرَىٰ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ أَنفُسَهُمْ وَأَمْوَالَهُم

سب سے پہلے بیعت کرنے والے۔

اہل [illegible] سب سے پہلے [illegible] دست مبارک پر [illegible] [illegible] کی [illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] (یعنی تمام مضمون) کے مطابق آپ کی [illegible] سب سے پہلے قتال و جہاد کے [illegible] اس کے بعد إِنَّ اللَّهَ اشْتَرَىٰ الخ۔

سب سے پہلا جمعہ:

[illegible]

یہود کی اقلیت

[illegible]

مدینہ میں مسلمانوں کی تین قسمیں

[illegible]

[illegible] بھی مسلمان ہو گئے اور ان دونوں بزرگوں کے مسلمان ہونے سے ہی [illegible] عبدالاشہل نے [illegible] سب کے سب مسلمان ہو گئے پھر [illegible] کے موقع پر [illegible] حاضر ہوئے [illegible] بیعت کی [illegible] [illegible] ہی ہے۔ (قرطبی)

عجیب خریدار:

حضرت فاروق اعظمؓ نے فرمایا کہ یہ عجیب [illegible] ہے کہ مال اور قیمت دونوں تمہیں [illegible] دیئے۔

حضرت حسن بصری نے فرمایا کہ [illegible] کی تجارت ہے جو اللہ نے [illegible] اور فرمایا کہ [illegible] تمہیں مال بخشا ہے تم اس [illegible] خرچ کرکے جنت خرید لو (مظہری کا حاشیہ حق ملتوی)

اَلتَّآئِبُوْنَ الْعٰبِدُوْنَ الْحٰمِدُوْنَ السَّآئِحُوْنَ

توبہ کرنے والے، بندگی کرنے والے، شکر کرنے والے، بے تعلق رہنے والے

روزہ دار، روضہ مجاہد اور طالب علم:

[illegible] سے مراد روزہ دار [illegible] [illegible] سے بے تعلق [illegible] [illegible] [illegible] مہاجرین [illegible] [illegible] سکونت پذیر ہوتے ہیں بعض نے "مجاہدین" [illegible] [illegible] قربان ہونے کیلئے [illegible] [illegible] طالب علم [illegible] [illegible] [illegible] کرتے ہوتے ہیں [illegible] ان سب اقوال کی گنجائش ہے مگر [illegible] واللہ اعلم۔ حضرت شاہ صاحب نے [illegible] (تفسیر عثمانی)

روزہ کا اجر: حضرت ابوہریرہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]۔

طالب علم کے فضائل

[illegible] طالب علم [illegible]

طلب میں کسی راہ میں چلتے ہیں حضرت ابو الدرداءؓ کا بیان ہے میں نے خود سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے تھے جو طالب علم [illegible] [illegible] جنت کے راستے پر چلائے جاتے گا اور فرشتے طالب علم کیلئے اپنے پر بچھاتے ہیں [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] علم کے وارث [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] (تفسیر مظہری)

اَلْاٰمِرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ

نیک کام کا حکم کرنے والے

وَالنَّاهُوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ

اور بری بات سے منع کرنے والے

[illegible] [illegible] (تفسیر [illegible])

افضل عمل:

حضرت ابن مسعودؓ کا بیان ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کونسا عمل اللہ کو سب سے زیادہ پسند ہے فرمایا وقت پر نماز۔ میں نے عرض کیا اس کے بعد کونسا فرمایا ماں باپ کی فرمانبرداری۔ میں نے عرض کیا اس کے بعد فرمایا اللہ کی راہ میں جہاد۔ [illegible] [illegible] [illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نماز دین کا ستون ہے۔

نماز کے فضائل:

[illegible] نے حضرت انسؓ کی روایت سے بیان کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا [illegible] [illegible] [illegible] حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] حضرت ابوہریرہ کی روایت سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا [illegible] [illegible] [illegible] (تفسیر مظہری)

وَالْحٰفِظُوْنَ لِحُدُوْدِ اللّٰهِ ؕ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ

اور حفاظت کرنے والے [illegible] اللہ کی حدوں کی [illegible] [illegible]

صد سے نہ چوکو: یعنی نیکی [illegible] اللہ تعالیٰ نے [illegible] فرمادی ہیں ان [illegible] خصوصیت کے [illegible] ان [illegible] ہوئیں جو جان و مال سے خدا کے ہاتھ بیچ چکے ہیں۔ (تفسیر عثمانی) [illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے [illegible] جب [illegible] کے [illegible] میں [illegible] ہے [illegible]

[illegible] سے بچنے کے لئے [illegible]

مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَنْ
لائق نہیں نبی کو اور مسلمانوں کو
يَسْتَغْفِرُوا لِلْمُشْرِكِينَ وَلَوْ كَانُوا أُولِي قُرْبَىٰ
کہ بخشش چاہیں مشرکوں کی اور اگرچہ وہ ہوں قرابت والے
مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّهُمْ أَصْحَابُ الْجَحِيمِ
جب کھل چکا ان پر کہ وہ ہیں دوزخ والے

مشرکین کیلئے دعاء استغفار منع ہے:

مومنین جب جان و مال سے خدا کے ہاتھ بیچ چکے تو ضروری ہے کہ [illegible] کے ہو کر رہیں۔ [illegible] اللہ سے [illegible] کا دشمن خدا اور [illegible] معلوم ہو [illegible] محبت [illegible] باپ [illegible] چچا [illegible] [illegible] ہوں [illegible] کا باغی [illegible] دوست [illegible] [illegible] ہوئے [illegible] [illegible] موت [illegible] کے حق میں استغفار [illegible] ممنوع ہے [illegible] روایات میں ہے [illegible] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] کے بارہ میں نازل ہوئی [illegible] آپ کے چچا ابوطالب کے [illegible] [illegible] سے [illegible] کہ [illegible] مشرکین کیلئے [illegible] استغفار [illegible] آیت [illegible] [illegible] بہر حال [illegible] ہے کہ [illegible] جن کا خاتمہ کفر و شرک پر معلوم ہو جائے [illegible] استغفار جائز نہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین محترمین

[illegible] حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کے [illegible] اقوال بہت مختلف ہیں۔ بعض نے ان [illegible] سے [illegible]

[illegible] سمجھے ہیں۔ اور [illegible] حدیث سے [illegible] [illegible] [illegible] کا طریقہ [illegible] [illegible] [illegible] حقیقت حال [illegible] [illegible] [illegible]

حضرت ابوطالب

شیخین نے صحیحین میں سعید بن مسیب کے باپ کی روایت سے بیان کیا ہے کہ ابوطالب کے مرنے کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس تشریف لائے [illegible] ابوجہل اور عبداللہ بن ابی امیہ بن مغیرہ کو وہاں موجود پایا۔ آپ نے ابوطالب سے فرمایا چچا [illegible] ایک بار کہہ دیجئے تاکہ اللہ کے سامنے میں آپ کی طرف سے [illegible] کے حضور پیش کر سکوں ابوجہل اور عبداللہ [illegible] بولے ابوطالب کیا تم عبدالمطلب کے دین سے پھر جاؤ گے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (بار بار) کلمہ توحید پیش کرتے رہے اور ابوجہل و عبداللہ [illegible] کہتے رہے آخر ابوطالب نے کہا وہ عبدالمطلب کے مذہب پر [illegible] [illegible] ابوطالب نے [illegible] اللہ کہنے سے انکار کر دیا [illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا [illegible] جب تک مجھے ممانعت نہیں کی جائے گی میں [illegible]

[illegible]

مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَنْ يَسْتَغْفِرُوا لِلْمُشْرِكِينَ

زندہ مشرکین کیلئے دعاء

اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ زندہ مشرکوں کیلئے [illegible] [illegible] مشرکوں کو توفیق ایمان ملنے کی درخواست (دعاء) میں کوئی حرج نہیں [illegible] ہے)

مسلم نے حضرت ابوہریرہ [illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چچا سے فرمایا تھا [illegible] قیامت کے دن [illegible] [illegible] [illegible] ابوطالب نے [illegible] [illegible] [illegible]

[illegible] نازل فرمائی۔

ابوطالب کیلئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت:

بخاری نے حضرت ابو سعید خدری کا قول نقل کیا ہے [illegible] [illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کے [illegible] [illegible] کے وقت فرمایا شاید قیامت کے دن ان کو میری شفاعت [illegible] [illegible] ان کا دماغ [illegible]

رہنے لگے۔ [illegible] ثابت ہوا ہے کہ آپ [illegible] ابوطالب نے کلمہ [illegible]

[illegible] نے [illegible] روایت [illegible] ہے کہ حضرت علی نے فرمایا میں نے ایک شخص کو اپنے مشرک ماں باپ کے لئے دعائے مغفرت کرتے ہوئے سنا تو میں نے [illegible] کہا کہ تم اپنے ماں باپ کے لئے دعا [illegible] مغفرت [illegible] وہ تو مشرک تھے [illegible] اس نے جواب دیا حضرت ابراہیم نے بھی تو اپنے مشرک باپ کے لئے دعا مغفرت کی تھی [illegible] یہ بات [illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بیان کی تو یہ آیت نازل ہوئی ما کان للنبی الخ (ترمذی)

[illegible] ابوطالب کی موت کے واقعہ کے زمانہ میں [illegible]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کو مومن ثابت کرنے کیلئے [illegible] رسائل لکھے [illegible] آپ کے تمام آباء و اجداد و امہات کے ایمان کو ثابت [illegible] میں نے ان سب کا خلاصہ کر کے [illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] تفصیل [illegible]

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی والدہ محترمہ کیلئے دعا کی اجازت مانگنا:

مسند امام احمد میں حضرت بریدہ سے روایت ہے کہ ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے [illegible]

[illegible]

ابوطالب کیلئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی کوششیں

[illegible]

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا ابوطالب اگرچہ مسلمان نہ ہوئے تھے مگر [illegible] آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہمیشہ حفاظت کرتے رہے [illegible] معاملہ میں [illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible]

قوم کیلئے دعاء مغفرت:

[illegible] اللهم اغفر لقومي فانهم لا يعلمون [illegible]

وَمَا كَانَ اسْتِغْفَارُ إِبْرَاهِيمَ لِأَبِيهِ إِلَّا

[illegible]

عَنْ مَوْعِدَةٍ وَعَدَهَا إِيَّاهُ فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهُ

[illegible]

أَنَّهُ عَدُوٌّ لِلَّهِ تَبَرَّأَ مِنْهُ إِنَّ إِبْرَاهِيمَ

لَاَوَّاهٌ حَلِيمٌ

حضرت ابراہیمؑ کی اپنے والد کیلئے دعاء

[illegible] سَلَامٌ عَلَيْكَ سَأَسْتَغْفِرُ لَكَ رَبِّي إِنَّهُ كَانَ بِي حَفِيًّا [illegible]

[illegible]

حضرت عبدالمطلب کا دین

[illegible]

قتل کرنے والا

[illegible]

[illegible]

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِلَّ قَوْمًا بَعْدَ اِذْ هَدٰىهُمْ

اور اللہ ایسا نہیں کہ گمراہ کرے کسی قوم کو بعد اس کے کہ ان کو راہ پر لا چکا

حَتّٰى يُبَيِّنَ لَهُمْ مَّا يَتَّقُوْنَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ

جب تک کھول نہ دے ان پر جس سے ان کو بچنا چاہئے بیشک اللہ ہر

شَيْءٍ عَلِيْمٌ

چیز سے واقف ہے

[illegible]

اِنَّ اللّٰهَ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ يُحْيٖ

اللہ ہی کی سلطنت ہے آسمانوں اور زمین میں جلاتا ہے

وَيُمِيْتُ ۭ وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ

اور مارتا ہے اور تمہارا کوئی نہیں اللہ کے

وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ

سوا حمایتی اور نہ مددگار

حکم خدائی کا چلے گا:

[illegible]

فرشتوں کا عبادت کرنا:

[illegible]

[illegible]

لَقَدْ تَّابَ اللّٰهُ عَلَي النَّبِيِّ وَالْمُهٰجِرِيْنَ

اللہ مہربان ہوا نبی پر اور مہاجرین

وَالْاَنْصَارِ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ فِيْ سَاعَةِ

اور انصار پر جو ساتھ رہے نبی کے مشکل کی

الْعُسْرَةِ

گھڑی میں

غزوۂ تبوک کی مشکلات.

[illegible]

[illegible]

سواریوں اور غذا کی قلت:

[illegible]

[illegible] دو دو آدمیوں کے لئے ملتے تھے ایک کھجور [illegible] پھر [illegible] ساتھ [illegible] تقسیم کر لیا کرتے تھے پھر نوبت یہاں تک پہنچ گئی کہ بعض لوگ [illegible] کی وجہ سے ایک کھجور سے [illegible] ایک [illegible] پھر اپنے ساتھی کو دیدیتے اور وہ [illegible] پانی پی لیتا۔ اس طرح ایک ہی کھجور سب لوگ باری باری سے چوستے اور [illegible] صرف گٹھلی رہ جاتی [illegible] ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ [illegible] تھے۔

ابن اسحاق، ابن جریر، ابن حبان اور حاکم نے حضرت عمر بن خطاب کی روایت سے بیان کیا ہے کہ آپ نے فرمایا ہم سخت گرمی کے زمانہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب تبوک کی طرف نکلے۔ [illegible] ایک پڑاؤ پر اترے تو اتنی پیاس لگی کہ ہم نے خیال کیا اب ہماری گردنیں ٹوٹ جائیں گی [illegible] پانی کی تلاش میں [illegible] خیال ہوتا کہ [illegible] بعض لوگ اپنے اونٹ ذبح کرتے [illegible] نچوڑ کر پی لیتے اور جو بچتا اس کو اپنے جگر پر رکھ لیتے۔ حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ نے دعا کے معاملہ میں آپ کو [illegible] (یعنی آپ [illegible] قبول [illegible]) اللہ سے ہمارے لئے دعا کیجئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم اس کو پسند کرتے ہو۔ حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا جی ہاں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں ہاتھ آسمان کی طرف اٹھائے [illegible] نیچے [illegible] کہ بادل (آسمان پر) [illegible] اور بارش [illegible] لوگوں کے پاس جو برتن تھے وہ سب بھر گئے۔ پھر ہم نے جا کر دیکھا (کہ کہاں کہاں بارش ہوئی) تو معلوم ہوا لشکر سے آگے بارش نہیں ہوئی۔

وضو سے بارش برسنا

ابن ابی حاتم نے حضرت ابو حزرہ انصاری کی روایت سے بیان کیا ہے کہ لوگ (تبوک کے راستہ میں) حجر میں اترے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا [illegible] پانی کوئی [illegible] پھر (وہاں سے) کوچ کر کے [illegible] دوسرے پڑاؤ پر اترے [illegible] پانی [illegible] لوگوں نے پانی نہ ہونے کی شکایت کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] دو رکعت نماز پڑھ کر دعا کی اللہ نے [illegible] ایک بادل بھیج دیا جس سے [illegible] بارش ہوئی کہ سب سیراب ہوگئے۔ ایک انصاری نے اپنے ساتھی سے جس کو منافق سمجھا جاتا تھا کہا [illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے [illegible] دعا کی [illegible] بارش [illegible] کہنے لگا بارش تو فلاں ستارے (کے طلوع یا غروب) کی وجہ سے ہوئی ہے۔

حضرت ابوذرؓ کی شرکت اور بشارت

محمد بن کعب [illegible] ابوذر [illegible] غزوہ تبوک میں اپنے اونٹ کی وجہ سے پیچھے رہ گیا تھا (ساتھ نہ چل سکا) [illegible] میں نے خیال کیا کہ اس کو چند روز [illegible] (تیزی سے چل کر) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جا ملوں گا [illegible] چند روز [illegible] اس کے بعد [illegible] پیدل چل [illegible] مسلمانوں نے [illegible] دیکھ [illegible] عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] پیدل چلا آرہا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابوذر ہو [illegible] لوگوں نے غور سے دیکھا [illegible] یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] ابوذر ہی ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ ابوذر پر رحم کرے اکیلا [illegible] اکیلا ہی مرے گا اور اکیلا ہی اٹھایا جائے گا [illegible] ایسا ہی ہوا [illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible]

تین پیچھے رہ جانے والے حضرات کی توبہ کی قبولیت

عبدالرزاق کی روایت میں ہے کہ [illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک تہائی رات [illegible] کے وقت نازل ہوئی۔ ام المومنین حضرت ام سلمہؓ اس وقت ساتھ تھیں انہوں نے عرض کیا [illegible] کعب [illegible] خوشخبری [illegible] فرمایا [illegible] لوگوں کا ہجوم [illegible] رات کی نیند [illegible]

کعب بن مالک کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت [illegible] خوشی [illegible] حضرت کعبؓ فرماتے ہیں کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما [illegible] طلحہ بن عبید اللہ [illegible] مصافحہ [illegible] مہاجرین میں [illegible] جب میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ مبارک خوشی کی وجہ سے چمک رہا تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا [illegible] سب سے [illegible] دن [illegible]

جس نبی و رسول سے صلی اللہ علیہ وسلم ... [illegible] ... اللہ تعالیٰ سے تمہاری سچائی [illegible]

بالعقد تقویٰ آشنا بیگانہ ای [illegible]

[illegible]

ایسے مشکل وقت میں جہاں ہر طرف سے مشقتوں اور مصیبتوں کا ہجوم ... [illegible]

مِنْ بَعْدِ مَا كَادَ يَزِيغُ قُلُوبُ فَرِيقٍ مِّنْهُمْ

بعد اس کے کہ قریب تھا کہ دل پھر جائیں بعضوں کے ان میں سے

ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ إِنَّهُ بِهِمْ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ

پھر مہربان ہوا ان پر بیشک وہ ان پر مہربان ہے رحم کرنے والا

حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ پر اللہ کی مہربانیاں

خدا کی مہربانیاں پیغمبر علیہ السلام پر ... [illegible]

وَعَلَى الثَّلَاثَةِ الَّذِينَ خُلِّفُوا

اور ان تین شخصوں پر جن کو پیچھے رکھا تھا

غزوہ تبوک میں تین پیچھے رہ جانے والے:

[illegible]

واقعہ کی تفصیل

حضرت کعب کی فضیلت

[illegible]

حضرت کعب کے رہ جانے کی وجہ

[illegible]

[illegible]

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی واپسی کی اطلاع

[illegible]

خدمت اقدس میں حاضری

[illegible]

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر میں کسی اور دنیادار کے پاس اس وقت بیٹھا ہوتا تو ضرور کچھ کوئی عذر معذرت کر کے اس کی ناراضگی سے بچ جاتا کیونکہ مجھ میں قوت گویائی (اور دلیل کی طاقت) موجود ہے۔ لیکن مجھے معلوم ہے کہ اگر میں آپ کے سامنے جھوٹ بات بھی بنا دوں گا اور آپ اس سے خوش بھی ہو جائیں گے تب بھی عنقریب اللہ آپ کو مجھ سے ناراض کر دے گا اور اگر سچ سچ کہہ دوں گا تو آپ ناراض ہو جائیں گے مگر امید ہے کہ اللہ مجھے معاف فرما دے گا۔ خدا مجھے کوئی عذر نہ تھا اس سے پہلے میں اتنا طاقتور اور فراخ حال (کبھی نہ ہوا) تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس نے سچی بات کہہ دی۔ جب تم اٹھ جاؤ اور دیکھو جو کچھ اللہ تمہارے متعلق فیصلہ کرے گا۔

بنی سلمہ کی ترغیب:

میرے پیچھے پیچھے بنی سلمہ کے کچھ لوگ بھی اٹھ کر آئے اور کہنے لگے۔ تم نے اس سے پہلے تو کوئی جرم نہیں کیا تھا اتنا کر دیتے کہ جس طرح دوسرے شرکت نہ کرنے والوں نے اپنی عدم شرکت کے عذر کئے (اور عتاب سے بچ گئے) تو کوئی عذر پیش کر دیتا (آئندہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعائے مغفرت تیرے (اس) گناہ کے معاف ہونے کے لئے کافی تھی۔ غرض وہ برابر مجھے ڈانٹتے اور سرزنش کرتے رہے اور اتنی سرزنش کی کہ میرا ارادہ ہو گیا کہ لوٹ کر خدمت گرامی میں حاضر ہو کر اپنے پہلے قول کی تکذیب کر دوں لیکن میں نے کہہ دیا کہ ایک جرم تو پہلے ہی ہو چکا۔ جہاد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بھی نہیں گیا اب حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے جھوٹ بھی بولوں۔

دو دوسرے حضرات:

پھر میں نے لوگوں سے دریافت کیا کیا میرے ساتھ ایسا کوئی اور بھی ہے جو شرکت سے پیچھے رہ گیا ہو (اور اس نے کوئی عذر تراشی بھی نہ کی ہو) لوگوں نے کہا ہاں دو آدمی اور بھی ہیں جنہوں نے اسی طرح کی بات کی تھی جیسی تو نے کی تھی اور ان کو بھی وہی ہدایت دی گئی جو تجھے کی گئی میں نے پوچھا وہ دونوں کون ہیں لوگوں نے کہا مرارہ بن ربیع عمری اور ہلال بن امیہ واقفی۔

ابن ابی حاتم نے حسن بصری کی مرسل روایت سے بیان کیا ہے کہ ابوالذکر کے نہ جانے کی وجہ یہ ہوئی کہ ان کا ایک باغ تھا جو پھل پکا تھا (یعنی اس میں خوشے لٹک رہے تھے) انہوں نے اپنے دل میں کہا اس سے پہلے میں (بہت) جہاد کر چکا ہوں۔ اگر اس سال اپنے گھر ٹھہر جاؤں تو کیا ہرج ہے۔ لیکن جب ان کو اپنے جرم کا احساس ہوا تو کہنے لگے اے اللہ میں تجھے گواہ بناتا ہوں کہ اس کو تیری راہ میں خیرات کرتا ہوں (اسی نے مجھے جانے سے روکا ہے) اور دوسرے صاحب کا واقعہ یہ ہوا کہ ان کے گھر والے کہیں (سفر میں) منتشر تھے لوٹ کر آئے تو کہنے لگے اس سال (جہاد کو) نہ جاؤں گا اور ہمارے پاس

رہوں (تو کوئی ہرج نہیں) ان لوگوں کو اپنے جرم کا احساس ہوا تو انہوں نے (اللہ سے) عہد کیا اور کہا مالک مجھ پر لازم ہے کہ میں اپنے گھر والوں کے اور ہی کے پاس لوٹ کر نہ جاؤں گا (تاوقتیکہ تیرا حکم نہ ہو)

کعب کا بیان ہے لوگوں نے میرے سامنے دو ایسے آدمیوں کا نام لیا جو بدر میں شریک ہو چکے تھے اور ان کی زندگی پاکیزہ تھی ان کا نام سن کر میں اپنی سابقہ بات پر قائم رہا۔

ان سے بولنے کی ممانعت:

پیچھے رہ جانے والوں کے متعلق ہم تینوں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو کلام کرنے کی ممانعت فرما دی لوگ اس فرمان کے اعتبار سے بالکل بدل گئے۔ ابن ابی شیبہ کی روایت میں آیا ہے ہم گلی کوچوں میں نکلتے تھے مگر کوئی ہم سے سلام کلام نہیں کرتا تھا نہ ہمارے سلام کا جواب دیتا تھا عبداللہ بن عمر کی روایت ہے لوگ ایسے بدل گئے کہ گویا وہ ہم کو جانتے ہی نہیں ہیں اور دنیا اجنبی ہو گئی اور دیوار بھی نہ تھی جن کو ہم پہچانتے تھے۔ میرے لئے سب سے زیادہ سخت آزمائش یہ خیال تھا کہ اگر میں اسی حالت میں مر گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے جنازہ کی نماز بھی نہیں پڑھیں گے یا اگر اسی دوران میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہو گئی تو میری یہی حالت قائم رہے گی نہ کوئی مجھ سے کلام کرے گا نہ میرے جنازہ کی نماز پڑھے گا یہاں تک نوبت پہنچی کہ دو مرد ملک ہی میرے لئے اجنبی ہو گئی وہ ملک ہی جو میری جگہ تھی یہ حالت پچاس رات قائم رہی میرے دونوں ساتھی تو گھر بیٹھ رہے گھروں میں بیٹھ کر روتے رہے مگر میں طاقتور اور جوان تھا گھر سے نکل کر مسلمانوں کے ساتھ نماز میں شریک ہوتا تھا اور بازاروں میں گھومتا تھا مگر کوئی مجھ سے کلام سلام نہیں کرتا تھا نماز کے بعد جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کے جلسہ میں بیٹھے ہوتے تو میں حاضر ہو کر سلام کرتا اور دل میں کہتا کیا حضور نے سلام کا جواب دینے کیلئے لب مبارک ہلائے یا نہیں پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچ کر (سنت) نماز پڑھتا اور کن انکھیوں سے دیکھتا رہتا (کہ حضور کی توجہ میری طرف ہوتی یا نہیں) جب میں نماز کی طرف متوجہ ہوتا تو حضور میری طرف رخ کر لیتے لیکن جب میں آپ کی طرف نظر کرتا تو آپ منہ پھیر لیتے جب مدت لمبی ہو گئی اور لوگ میری طرف سے منہ پھیرے رہے تو ایک روز دیوار پھلانگ کر میں ابوقتادہ کے پاس ان کے باغ میں پہنچ گیا ابوقتادہ میرے چچازاد بھائی تھے۔ بعض روایات میں آیا ہے کہ وہ میرے باپ کے بھائی کے بیٹے تھے مجھے ان سے بڑی محبت تھی میں نے ان کو سلام کیا مگر خدا کی قسم انہوں نے سلام کا جواب نہیں دیا میں نے کہا ابوقتادہ کیا تم کو معلوم نہیں ہے کہ میں اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہوں ابوقتادہ خاموش رہے میں نے پھر یہی بات کہی وہ پھر خاموش رہے کوئی بات نہیں کی تیسری یا چوتھی بار کہنے کے بعد کہا اللہ اور اس کے رسول ہی کو خوب معلوم ہے۔ یہ سن کر

میری آنکھوں سے آنسو بہ نکلے اور لوٹ کر دیوار پھاند کر باہر آ گیا۔

شاہ غسان کا خط۔

ایک روز بازار میں جا رہا تھا کہ ملک شام کا ایک نبطی جو اناج فروخت کرنے مدینہ میں آیا تھا کہہ رہا ہے کہ مجھے کعب بن مالک کا پتہ بتا دو۔ لوگوں نے میری طرف اشارہ کر دیا وہ میرے پاس آیا اور ایک خط مجھے دیا جو شاہ غسان کی طرف سے تھا یعنی بادشاہ شام کی طرف سے (ابن ابی شیبہ کی روایت میں ہے کہ وہ قیصر کا کوئی آدمی تھا) اس نے کہا تھا اور ریشمی کپڑے کے ایک ٹکڑے میں لپٹا ہوا تھا اس میں تحریر تھا مجھے معلوم ہوا ہے کہ تمہارے ساتھی نے تم کو دور ڈال دیا ہے اور اللہ نے تم کو ایسا نہیں بنایا کہ ذلت کے مقام میں رہو اور تمہارا حق ضائع کیا جائے۔ پس اگر تم حکومت منتقل کرنا چاہتے ہو تو ہم سے آ ملو ہم تمہاری ہمدردی کریں گے خط پڑھ کر میں نے کہا یہ بھی (اللہ کی طرف سے) آزمائش ہے کہ کافر بھی مجھ پر لالچ کرنے لگے (میری ذات کافروں کے لالچ کی جولان گاہ بن گئی) پھر میں نے وہ تحریر تنور میں جھونک دی ابن عائذ کی روایت میں ہے کہ حضرت کعب نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی حالت کا شکوہ کیا اور عرض کیا آپ کی مجھ سے روگردانی کی وجہ سے اب اہل شرک بھی مجھ پر لالچ کرنے لگے۔

بیویوں سے الگ ہونے کا حکم:

جب پچاس راتوں میں سے چالیس راتیں گزر گئیں تو اچانک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک قاصد میرے پاس پہنچا ابن عمر نے اس قاصد کا نام خزیمہ بن ثابت بتایا ہے یہی قاصد مرارہ اور ہلال کے پاس بھی گیا۔ قاصد نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تم کو حکم دیا ہے کہ اپنی بیوی سے الگ ہو جاؤ میں نے کہا کیا طلاق دے دوں یا کچھ اور۔ اس نے کہا طلاق کا حکم نہیں ہے بلکہ الگ رہو قربت نہ کرو۔ میرے دونوں ساتھیوں کے پاس بھی یہی حکم پہنچا۔ حسب الحکم میں نے اپنی بیوی سے کہا اپنے گھر چلی جاؤ اور فیصلہ ہونے تک وہیں رہو۔ ہلال بن امیہ کی بیوی خولہ بنت عاصم نے خدمت گرامی میں حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہلال بن امیہ بوڑھا ضعیف ہے اپنا کام خود نہیں کر سکتا اور اس کا کوئی خادم بھی نہیں ہے۔ کیا اگر میں اس کا کام کر دیا کروں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ناگواری کا باعث ہوگا۔ ابن ابی شیبہ کی روایت میں یہ الفاظ ہیں وہ بوڑھا ہے نظر بہت کمزور ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں (کام کر دینے کی ممانعت نہیں ہے) مگر وہ تجھ سے قربت نہ کرے۔ عورت نے کہا خدا کی قسم اس کو تو کسی بات کی حس ہی نہیں ہے جب سے اس کا یہ واقعہ ہوا ہے برابر رو رہا ہے اور رونے ہی میں مشغول ہے۔ کعب کا بیان ہے کہ مجھ سے بھی میرے گھر والوں نے کہا کہ جس طرح ہلال بن امیہ کی بیوی کو اجازت مل گئی تم بھی اپنی بیوی کے لئے رسول اللہ سے اجازت لے لو کہ وہ تمہاری خدمت کر دیا کرے۔ میں نے جواب دیا میں نے اجازت کی درخواست رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت نہیں مانگوں گا۔ کیا معلوم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کیا فرمائیں اور میں تو جوان آدمی ہوں (مجھے بیوی سے کام لینے کی ضرورت نہیں ہے) اسی حالت میں دس راتیں اور گزر گئیں اور پچاس راتیں پوری ہو گئیں۔

توبہ کی قبولیت

عبدالرزاق کی روایت میں کعب کا قول آیا ہے ایک تہائی رات کے ختم ہونے پر ہماری توبہ قبول ہونے کی آیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی۔ حضرت ام سلمہ نے عرض کیا یا نبی اللہ کیا کعب بن مالک کو بشارت نہ دے دیں۔ فرمایا (اس وقت خوش خبری کی اطلاع دو گی) تو لوگ تم پر ٹوٹ پڑیں گے اور باقی رات میں سونے نہ دیں گے۔ (تفسیر مظہری)

کعب کا بیان ہے کہ پچاسویں رات کی صبح کو میں فجر کی نماز پڑھنے کے بعد اپنے گھر کی چھت پر (بیٹھا ہوا تھا) اور میری وہ حالت ہو گئی تھی جو اللہ نے بیان فرمائی ہے (ضاقت علیہم الارض بما رحبت) زمین باوجود فراخی کے میرے لئے تنگ ہو گئی تھی کہ دفعتاً ایک چیخنے والے کی آواز سنائی دی جو کوہ سلع پر چڑھ کر انتہائی اونچی آواز سے چیخ رہا تھا اے کعب بن مالک تجھے خوش خبری ہو۔ ایک روایت ہے کہ کوہ سلع پر چڑھنے والے حضرت ابوبکر تھے آپ نے ہی پکار کر کہا تھا اللہ نے کعب کی توبہ قبول کر لی کعب خوش ہو جاؤ۔ عقبہ کی روایت ہے کہ دو آدمی دوڑتے ہوئے کعب کو بشارت دینے چلے ایک آگے بڑھ گیا پیچھے رہ جانے والا پہاڑی پر چڑھ گیا اور چیخ کر کہا اے کعب تجھے توبہ قبول ہونے کی بشارت ہو اللہ نے تم لوگوں کے بارے میں قرآن نازل فرما دیا۔

اہل روایت کا خیال ہے کہ بشارت دینے کیلئے دوڑ کر جانے والے دونوں حضرات حضرت ابوبکر اور حضرت عمر تھے۔

کعب کا بیان ہے کہ آواز سنتے ہی میں سجدہ میں گر پڑا اور خوشی سے رونے لگا اور میں سمجھ گیا کہ کشائش کا وقت آ گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز فجر ادا کرنے کے بعد ہماری توبہ قبول ہونے کا اعلان فرمایا تو لوگ ہم کو بشارت دینے کیلئے آنے لگے کچھ لوگ میرے دونوں ساتھیوں کو خوش خبری دینے کیلئے پہنچے ایک شخص گھوڑا دوڑاتا میری طرف آیا اور قبیلہ اسلم کا ایک آدمی پیدل دوڑ کر پہاڑ پر چڑھ گیا اور آواز گھوڑے سے پہلے مجھ تک پہنچ گئی۔ جب وہ شخص آیا جس کی آواز میں نے سنی تھی تو میں نے اپنے دونوں کپڑے اتار کر بشارت دینے کے صلہ میں اس کو پہنا دئیے خدا کی قسم میرے پاس اس روز ان دو کپڑوں کے سوا اور کپڑے نہ تھے میں نے دو کپڑے مانگ کر پہنے۔

[illegible]

خدمت نبوی میں حاضری

[illegible]

توبہ کی تکمیل

[illegible]

اللہ نے توبہ قبول کی [illegible]

لَقَدْ تَّابَ اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ وَالْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ [illegible]

مع تصدقی [illegible]

[illegible] سَيَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ لَكُمْ اِذَا انْقَلَبْتُمْ اِلَيْهِمْ [illegible] فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يَرْضٰى عَنِ الْقَوْمِ الْفٰسِقِيْنَ [illegible]

حَتّٰۤى اِذَا ضَاقَتْ عَلَيْهِمُ الْاَرْضُ بِمَا

[illegible]

رَحُبَتْ وَضَاقَتْ عَلَيْهِمْ اَنْفُسُهُمْ

[illegible]

وَظَنُّوْۤا اَنْ لَّا مَلْجَاَ مِنَ اللّٰهِ اِلَّاۤ اِلَيْهِ

[illegible]

ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ لِيَتُوْبُوْا اِنَّ اللّٰهَ هُوَ

[illegible]

التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

سفر تبوک کی تیاری کا اعلان

[illegible]

[illegible]

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت کعب کے متعلق پوچھنا

[illegible]

روانگی کے بعد کی حالت

[illegible]

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے سچی بات عرض کر دی

[illegible]

پہلا حکم [illegible]

پہلا امتحان [illegible]

دوسرا حکم [illegible]

مشکل کے پچاس دن [illegible]

خوشخبری [illegible]

اپنا کل مال بطور صدقہ خدا کی راہ میں صدقہ کرتا ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ سب نہیں کچھ اپنے لیے روک کر رکھو۔ چنانچہ میں نے خیبر کا حصہ الگ کر کے باقی مال صدقہ کر دیا۔ چونکہ سچ بولنے سے مجھ کو نجات ملی تھی اس لیے عہد کیا [illegible] کبھی جھوٹ نہ بولوں گا اس عہد کے بعد سخت امتحانات پیش آئے۔ مگر [illegible] ثابت قدم رہا۔ [illegible] جس کی طرف اس آیت میں اشارہ کیا گیا ہے۔ گویا بات یہ ہوئی کہ خدا کی مہربانی تو پہلے بھی تھی کہ ایمان واخلاص بخشا [illegible] اب نئی مہربانی یہ ہوئی کہ توبہ کی توفیق دے کر پھر اپنی طرف کھینچ لیا اور توبہ کو قبول فرمایا۔

یعنی توبہ اس وقت قبول ہوتی ہے جب [illegible] زمین تنگ ہو جائے [illegible] اور پھر [illegible] جیسے ان تینوں حضرات کی توبہ تھی۔

توبہ کے مواقع: حضرت ابو موسیٰ اشعری کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (اللہ تعالیٰ رات میں) اپنا ہاتھ پھیلاتا ہے تاکہ دن کو گناہ کرنے والا (رات کو) توبہ کر لے اور دن میں اپنا ہاتھ پھیلاتا ہے تاکہ رات میں گناہ کرنے والا (دن میں) توبہ کر لے یہ سلسلہ اس وقت تک قائم رہے گا جب سورج مغرب سے نکلے گا (یعنی قیامت تک یہ دروازہ کھلا رہے گا) جب سورج مغرب سے نکلے گا تو یہ دروازہ بند ہو جائے گا۔ (رواہ مسلم)

توبہ سے اللہ خوش ہوتا ہے:

حضرت انس کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر کسی بیابان صحرا میں (سواری [illegible]) کسی کی سواری کی اونٹنی گم ہو جائے اور اسی پر اس مسافر کے کھانے پینے کا سب سامان ہو [illegible] ناامید ہو کر [illegible] درخت کے سایہ میں لیٹ رہے [illegible] اونٹنی اپنے پاس کھڑی ہوئی [illegible] اور انتہائی خوشی کی وجہ سے زبان بہک جائے اور کہہ اٹھے اے اللہ تو میرا بندہ اور میں تیرا رب [illegible] اس مسافر کو جتنی خوشی ہوتی ہے اس سے زیادہ خوشی اللہ کو بندہ کی توبہ سے ہوتی ہے جب بندہ اللہ کے سامنے توبہ کرتا ہے۔ (رواہ مسلم [illegible])

مسئلہ: اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ [illegible] مسلمانوں [illegible] [illegible] کسی شخص [illegible] [illegible]

صحابہ کی محبت: اس واقعہ سے صحابہ کرام کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جو انتہائی محبت معلوم ہوتی ہے [illegible]

نہایت محبت سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں [illegible] [illegible]

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قانون کا اثر:

کعب بن مالک کے [illegible] دوست [illegible] سلام کا جواب نہ دیا [illegible] کوئی کلام نہ کیا یہ [illegible] کسی دشمنی یا مخالفت یا غصہ سے نہیں بلکہ حکم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے امتثال کی وجہ سے تھا اس سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا [illegible] صرف لوگوں کے [illegible] بلکہ دلوں پر بھی آپ کی حکومت قائم تھی [illegible] حال میں [illegible] خلاف نہ کرتے تھے [illegible] دوست عزیز کے طالب حال ہوں۔

صحابہ کے ایمان کی پختگی:

حضرت کعب کے پاس بادشاہ غسان کا خط آنے اور اس کو تنور میں ڈالنے سے صحابہ کرام کے ایمان کی انتہائی پختگی معلوم ہوئی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام مسلمانوں کے [illegible] سخت پریشان ہو [illegible] لیکن پھر بھی [illegible] بادشاہ کے [illegible] دل میں کوئی میلان پیدا نہیں ہوا۔

قبول توبہ نازل ہونے کے بعد [illegible] صحابہ کرام کا [illegible] حضرت کعب [illegible] [illegible] [illegible]

مبارک باد [illegible] حضرت کعب [illegible] [illegible] [illegible]

توبہ اور مال کا صدقہ: [illegible] [illegible]

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ

[illegible]

سچوں کی صحبت۔

سچوں کی صحبت رکھو اور انہی جیسے کام کرو، دیکھو ان تینوں شخصوں کو سچ کی بدولت بخشے گئے اور مقبول ٹھہرے۔ منافقین سے جھوٹ بولا اور خدا کا زوال سے نکال، پاؤ دوسرے سے مستحق جنت۔ (تفسیر عثمانی)

فائدہ: اس آیت سے معلوم ہوا کہ ایمان کے بعد تقویٰ ضروری ہے اور صادقین و صالحین کی معیت کی صحبت بھی ضروری ہے کیونکہ تقویٰ کے بعد وَكُونُوا مَعَ الصّٰدِقِينَ کا حکم دیا ہے جب اللہ والوں کے پاس بیٹھنے کا کمال بدون کاملوں کی صحبت کے حاصل نہیں ہوسکتا۔ محض مطالعہ کتب کافی نہیں جب تک کسی عالم کی صحبت میں استفادہ نہ کیا ہو علم حاصل نہ کیا جائے۔ حکایت میں حقیقت تو شرف صحبت ہے۔ وہ سالکین اس کے شکر و مستحق ہو گئے۔

مجلس کا اثر۔

صحبت اور مرافقت کا اثر تو معلوم ہے ہر ایک کو علم ہے جو صحبت میں بیٹھتا ہے (چوری) کا بار موجود ہے ایک ساتھی کی طرف سے دوسرے ساتھی کے قائل اور افعال کی جانب اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے فاسقین اور ظالمین سے دوری اور ان کے پاس بیٹھنے سے منع کیا ہے فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِينَ ۔ متقین نے علم اور تقویٰ سے بدرجہ اولیٰ یہ حقیقت بیان کی ہے اور نیز حدیث میں بھی صالح ہم نشین کی مثال عطر والے سے دی گئی ہے۔ شیخ سعدی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں اور کیا خوب فرماتے ہیں:

گلے خوشبوئے در حمام روزے	رسید از دست محبوبے بدستم
بدو گفتم کہ مشکی یا عبیری	کہ از بوئے دلآویز تو مستم
بگفتا من گلے ناچیز بودم	و لیکن مدتے با گل نشستم
جمال ہمنشیں در من اثر کرد	وگرنہ من ہماں خاکم کہ ہستم

(معارف القرآن کاندھلوی)

تقویٰ حاصل کرنے کا طریقہ:

سابقہ آیات میں جو واقعہ کعب بن مالک اور ان کے ساتھیوں کا پیش آیا پھر ان کی توبہ قبول ہوئی یہ نتیجہ ان کے تقویٰ اور خوف خدا کا تھا اس لئے اس آیت میں تمام مسلمانوں کو تقویٰ کیلئے ہدایت فرمائی گئی اور وَكُونُوا مَعَ الصّٰدِقِينَ میں اس طرف اشارہ فرما دیا کہ صفت تقویٰ حاصل ہونے کا طریقہ صالحین و صادقین کی صحبت اور عمل میں ان کی موافقت ہے اس میں شاید یہ اشارہ بھی ہو کہ ان حضرات سے جو لغزش ہوئی اس میں منافقین کی صحبت و مجالست کا اثر تھا ان سے بچنا اور بچوں کی صحبت سے کام لینا چاہئے اور صادقین کی صحبت اختیار کرنی چاہئے۔

عالم و صالح کی پہچان:

اس جگہ قرآن حکیم نے علماء و صلحاء کے بجائے صادقین کا لفظ اختیار فرما کر عالم و صالح کی پہچان بھی بتلا دی ہے کہ صالح صرف وہی شخص ہو سکتا ہے جس کا ظاہر و باطن یکساں ہو۔ نیت و ارادے کا بھی سچا ہو قول کا بھی سچا ہو عمل کا بھی سچا ہو۔ (معارف مفتی اعظم)

مَا كَانَ لِأَهْلِ الْمَدِينَةِ وَمَنْ حَوْلَهُمْ

نہ چاہئے مدینہ والوں کو اور ان کے گرد کے

مِنَ الْأَعْرَابِ أَنْ يَتَخَلَّفُوا عَنْ رَسُولِ

گنواروں کو کہ پیچھے رہ جائیں رسول

اللّٰهِ وَلَا يَرْغَبُوا بِأَنْفُسِهِمْ عَنْ نَفْسِهِ

اللہ کے ساتھ سے اور نہ یہ کہ اپنی جان کو چاہیں زیادہ رسول کی جان سے

حضرت خیثمہ کی حضور سے محبت۔

یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو تکالیف اٹھائیں اور تم آرام سے بیٹھے رہو، ایسا نہیں چاہئے۔ وہ عشق ہے کہ ابوخیثمہ رضی اللہ عنہ جو غزوہ تبوک میں پیچھے رہ گئے تھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی روانگی کے بعد ایک دن گرمی میں خوشگوار سایہ تھا، حسین و جمیل بیوی موجود تھی اس نے پانی چھڑکا اور کھانا خوب خدا کر دیا۔ فوراً ان کو خیال آیا کہ حضور تو گرمی میں جا رہے تھے۔ اور میں یہاں آرام کروں۔ چنانچہ خیمہ پر کھڑے ہو کر کہا بخدا یہ انصاف نہیں ہے کہ میں تو یہاں آرام سے رہوں اور ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس شدت کی گرمی اور تکلیف میں ہوں۔ فوراً سامان کیا اور اونٹنی پر سوار ہو کر روانہ ہو گئے۔ تیز ہوا کی طرح چلتے تھے یہاں تک کہ جا پہنچے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دور سے دیکھ کر فرمایا کُنْ اَبَا خَیْثَمَة (ابوخیثمہ ہو جا) اور وہی تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لئے دعا فرمائی۔ (تفسیر عثمانی)

ذٰلِكَ بِأَنَّهُمْ لَا يُصِيبُهُمْ ظَمَأٌ وَلَا نَصَبٌ

یہ اس واسطے کہ جو کہ نہیں پہنچتی ان کو پیاس

وَلَا مَخْمَصَةٌ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ وَلَا يَطَئُونَ

اور نہ محنت اور نہ بھوک اللہ کی راہ میں اور نہیں قدم رکھتے

مَوْطِئًا يَغِيظُ الْكُفَّارَ وَلَا يَنَالُونَ مِنْ

[illegible]

عَدُوٍّ نَّيْلًا إِلَّا كُتِبَ لَهُم بِهِ عَمَلٌ صَالِحٌ

[illegible]

إِنَّ اللَّهَ لَا يُضِيعُ أَجْرَ الْمُحْسِنِينَ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

وَلَا يُنفِقُونَ نَفَقَةً صَغِيرَةً وَلَا كَبِيرَةً

[illegible]

وَلَا يَقْطَعُونَ وَادِيًا إِلَّا كُتِبَ لَهُمْ

[illegible]

[illegible]

لِيَجْزِيَهُمُ اللَّهُ أَحْسَنَ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ

[illegible]

[illegible]

وَمَا كَانَ الْمُؤْمِنُونَ لِيَنفِرُوا كَافَّةً

[illegible]

فَلَوْلَا نَفَرَ مِن كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَائِفَةٌ

[illegible]

لِّيَتَفَقَّهُوا فِي الدِّينِ وَلِيُنذِرُوا قَوْمَهُمْ

[illegible]

إِذَا رَجَعُوا إِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُونَ

[illegible]

[illegible]

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ میں جب نکلتے تو ایک ایک جماعت ہر قوم میں سے جو جماعت آپ کے ہمراہ نکلتی وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں رہ کر [illegible] اوقات کی [illegible] اور احکام دینی کو حاصل کرتی اور واپس آکر اپنی قوم کو [illegible] بتاتی [illegible] ہو سکے [illegible] اور قول بھی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم خود جہاد میں [illegible] لوگ جو جہاد میں نکل گئے حضور کی صحبت سے مستفید [illegible] ہونے والی باتیں [illegible] واپس آکر [illegible] بعد تعلیم دیں [illegible] معرفت کی باتیں [illegible] واپسی کے بعد مجاہدین کو تعلیم [illegible] آیت کے الفاظ میں [illegible] ترکیب کے اعتبار سے دونوں احتمال ہیں۔ [illegible] ”[illegible]“ [illegible] حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں ”[illegible] ہر قوم میں سے چاہیے بعضے لوگ حضرت کی صحبت میں رہیں تا علم دین سیکھیں اور پیچھوں کو سکھا دیں۔ اب حضرت اس دنیا میں موجود نہیں لیکن علم دین اور علماء موجود ہیں۔ طلب علم فرض کفایہ ہے اور جہاد بھی فرض کفایہ ہے۔ البتہ اگر کسی وقت امام کی طرف سے نفیر عام ہو جائے تو ”فرض عین“ ہو جاتا ہے جیسا کہ غزوہ تبوک میں یہی صورت تھی [illegible] سے [illegible] واللہ اعلم۔ بعض علماء کا بیان ہے کہ [illegible] یہ آیت جہاد کے لئے نہیں بلکہ طلب علم کے لئے ہے۔ جہاد اور طلب علم کی آیت میں مناسبت یہ ہے کہ دونوں میں گھر سے نکلنا ہے۔ جہاد دشمنوں کی جنگ اور علم دشمن شیطان [illegible] سے [illegible] ہے۔ (تفسیر حقانی)

جہاد فرض کفایہ ہے

[illegible] اتفاق ہے کہ جہاد فرض کفایہ ہے، جہاد اگر بقدر ضرورت مسلمانوں کی ایک جماعت [illegible] باقی مسلمانوں کے ذمہ سے فرض ساقط ہو جائے گا۔

[illegible] صاحب نے [illegible] فرض عین ہے کیونکہ جہاد کے [illegible] ہیں اور [illegible] جو لوگ جہاد میں نہیں گئے تھے ان کے بارے میں سخت احکام نازل ہوئے [illegible] جب [illegible] باتفاق علماء [illegible] فرض [illegible] جہاد [illegible] فرض کفایہ ہے اللہ نے فرمایا ہے۔ لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ [illegible] آیت کے آخر میں ہے وَكُلًّا وَعَدَ اللَّهُ الْحُسْنَىٰ ہر فریق سے اللہ نے بھلائی کا وعدہ فرمایا ہے۔ (یعنی جہاد میں شریک نہ ہونے والوں کو بھی ثواب ملے گا)

فقہ کا علم [illegible] امام ابو حنیفہ نے فرمایا [illegible] سے [illegible] اور فقاہت [illegible] ہے [illegible] کی تفسیر [illegible] قلبی [illegible] اور [illegible] (ہمارے [illegible] قرون [illegible] فقہ کا لفظ [illegible] علم کے ساتھ [illegible] قرون اولی میں یہ خصوصیت نہ تھی)

[illegible] وہ تب اللہ تعالیٰ نے فرمایا [illegible] علم کا [illegible] ہے [illegible] سے [illegible]

کتاب سے علم حاصل کرنے سے [illegible] فرض کی ادائیگی ہو جاتی ہے۔

طبرانی نے حضرت ابن مسعود کی روایت سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دو ہی (آدمی) اچھے ہیں عالم اور متعلم ان کے سوا [illegible] (آدمیوں) میں کوئی خیر نہیں۔

[illegible] آیت دلالت کر رہی ہے کہ خبر واحد (ترک) حجت ہے [illegible] کیونکہ ہر آبادی [illegible] وہ قابل [illegible] روایت سے [illegible] معلوم ہوتا ہے کہ ہر بستی میں تھوڑے آدمی ہوں تو ان میں سے کسی کسی کو ایک علم حاصل کرنے کے لئے جانا اور سیکھ کر واپس آکر دوسروں کو بتانا ضروری ہے اگرچہ [illegible] کل فرقہ [illegible] طائفہ [illegible] نہیں ہوگا۔

علم حاصل کرنے کی حیثیت

[illegible] فرض عین ہے کچھ فرض کفایہ [illegible] جیسے طہارت، نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج [illegible] فرض ہیں ان کا علم فرض عین ہے عبادات کے [illegible] اور جن سے واسطہ پڑتا ہے [illegible] آتا ہے ان کا [illegible] کے لئے [illegible] احکام [illegible] وغیرہ سے تعلق رکھتے ہیں ان کے احکام کو جاننا [illegible] ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا علم کی طلب ہر مسلمان مرد پر فرض ہے۔ یہ حدیث حضرت انس کی روایت سے ابن ماجہ اور بیہقی نے اور حضرت امام حسن بن علی کی روایت سے خطیب نے اور طبرانی نے [illegible] میں اور طبرانی نے [illegible] میں حضرت ابن عباس کی روایت سے اور [illegible] نے بھی حضرت ابن مسعود کی روایت سے اور خطیب نے حضرت علی کی روایت سے اور طبرانی نے [illegible] میں [illegible] نے حضرت [illegible] کی روایت سے بیان کی ہے۔ حضرت انس کی روایت میں حسب نقل ابن [illegible] اتنا زائد بھی آیا ہے کہ طالب علم کے لئے ہر چیز دعا مغفرت کرتی ہے یہاں تک کہ سمندر کی مچھلیاں بھی [illegible] ایک روایت میں [illegible] ہے۔

فرض کفایہ [illegible] مسائل سے واقفیت حاصل کی جائے یہاں تک کہ کوئی [illegible] مقام پر [illegible] اگر کسی شہر یا ضلع میں ایک عالم [illegible] ایک شخص بھی [illegible] تو سب [illegible] ایک بھی [illegible] ہو جائے گا تو سب [illegible] اور سب پر [illegible] آئیں ان کے [illegible] کی طرف [illegible] رجوع کریں۔

[illegible] علم [illegible] عبادت سے افضل ہے حضرت ابن [illegible] کی روایت ہے

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

بعثت کی غرض:

[illegible]

[illegible]

[illegible]

سببِ نزول:

[illegible]

[illegible] ... تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم ... [illegible]

[illegible]

یہاں سے معلوم ہوا ... [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

علم تصوف بھی فرض عین میں داخل ہے۔

[illegible]

فرض کفایہ

[illegible]

[illegible]

صوفی کے فرض عین اور فرض کفایہ کی تفصیل

[illegible] ... طلب العلم فریضۃ علی کل مسلم ... [illegible]

فرض عین

[illegible]

[illegible] كما قال تعالى وَتِلْكَ الْاَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ وَمَا يَعْقِلُهَآ اِلَّا الْعٰلِمُوْنَ

فقہاء اور محدثین

[illegible] كما قال تعالى تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ مِنْهُمْ مَّنْ كَلَّمَ اللّٰهُ وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجٰتٍ [illegible]

[illegible] قرآن [illegible]

عالم کی تقلید فرض ہے

[illegible]

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قَاتِلُوا الَّذِيْنَ يَلُوْنَكُمْ
اے ایمان والو [illegible]
مِّنَ الْكُفَّارِ
کافروں سے

جہاد کی ترتیب [illegible]

قریبی دشمن

[illegible]

[illegible] والمجاهدون [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] کا واقعہ

[illegible]

لوگوں کا خیال ہے کہ وہ نہ بچے (ان کے بعد پیچھے رہ گئے) تو کیا ان کی خبر تجھے ہے اللہ تعالیٰ کی مہربانی کی بات مکمل ہوئی۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت عبدالرحمٰن کے پیچھے نماز پڑھنا

اسی غزوہ میں یہ واقعہ بھی ہوا تھا جو مسلم نے حضرت مغیرہ بن شعبہ کی روایت سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فجر سے پہلے رفع حاجت کیلئے گئے (لوگ نماز کا انتظار کرتے رہے) جب اجالا زیادہ ہو گیا اور سورج نکلنے کا اندیشہ ہو گیا تو انہوں نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف کو آگے بڑھا دیا اور آپ نماز پڑھانے لگے۔ رفع حاجت کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور وضو کیا چونکہ آستینیں تنگ تھیں (وہ اوپر نہ چڑھ سکیں) آپ نے ہاتھ نیچے سے نکال کر وضو کیا اور موزوں پر مسح کیا پھر آپ تشریف لائے اور ایک رکعت (فوت شدہ) ادا کی پھر سلام پھیرا اور فرمایا تم نے اچھا کیا نماز کو وقت پر پڑھ لیا۔ کسی نبی کی وفات اس وقت تک نہیں ہوئی جب تک اس نے اپنی امت کے کسی نیک آدمی کے پیچھے کوئی نماز نہ پڑھ لی ہو (یعنی میں نے عبدالرحمٰن کے پیچھے جو نماز پڑھی یہ کوئی نئی بات نہیں اس سے پہلے ہر نبی نے اپنی وفات سے پہلے اپنی امت کے کسی مرد صالح کے پیچھے نماز ضرور پڑھی ہے)

محمد ابن جبیر کا بیان ہے کہ حضرت سہیل بن بیضا کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تبوک میں اپنے پیچھے سوار کر لیا تھا۔ فرمایا سہیل! سہیل نے عرض کیا لبیک حاضر ہوں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کلمہ تین بار فرمایا اور ہر مرتبہ سہیل نے جواب میں لبیک کہا۔ لوگ سمجھے کہ حضور ان سے کچھ کہنا چاہتے ہیں چنانچہ سب جمع ہو گئے جب سب آ گئے تو فرمایا جس نے شہادت دی کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اللہ اس کیلئے جہنم حرام کر دیتا ہے۔

جنوں کا قرآن سننا:

محمد بن عمرو نے روایت کی ہے کہ ایک بڑا سانپ (ایک بار) لوگوں کے راستے میں آ گیا لوگوں نے سانپ کی بڑائی اور موٹائی کا ذکر کیا ہے (کہ بڑا موٹا سانپ تھا) پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف وہ سانپ بڑھا اور کھڑا ہو گیا اس وقت آپ اونٹنی پر سوار تھے لوگ حضور کی طرف دیکھ رہے تھے اونٹنی کھڑی ہو گئی تو آپ نے فرمایا یہ جنات کی اس جماعت میں سے ایک ہے جو قرآن سننے میرے پاس آئے تھے اس کو سلام کہو۔ سب حاضرین نے جواب دیا وعلیہ السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

تبوک کا چشمہ:

امام احمد نے صحیح سند سے حضرت معاذ کے حوالے سے حدیث نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان شاء اللہ کل تم تبوک کے چشمہ پر پہنچ جاؤ گے اور دن چڑھے سے پہلے نہیں پہنچو گے (پہلے پہنچ جاؤ تو) میرے پہنچنے تک پانی کو ہاتھ نہ لگانا چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمانے کے مطابق ہم وہاں پہنچ گئے مگر ہم سے پہلے دو آدمی وہاں پہنچ چکے تھے چشمے سے پانی (تسمہ کی مانند) تھوڑا تھوڑا بہہ رہا تھا حضور نے ان دونوں آدمیوں سے دریافت فرمایا کیا تم نے پانی کو چھوا ہے؟ انہوں نے جواب دیا جی ہاں آپ نے ان کو سخت سست کہا اور جو اللہ نے چاہا ان کو فرمایا پھر لوگوں نے چلوؤں سے تھوڑا تھوڑا پانی نکال کر ایک برتن میں جمع کیا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں اپنے ہاتھ اور چہرہ دھویا اور کلی بھی کی (اس کے بعد) وہ پانی چشمہ میں ڈال دیا اتنے میں پانی جوش مار کر بہنے لگا۔ ابن اسحاق کی روایت میں ہے کہ پانی (زمین پھوڑ کر) ایسا ابلا کہ سننے والے کہنے لگے یہ تو بجلی کی کڑک کی طرح ہے تبوک میں اسی پانی کا فوارہ موجود ہے۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا معاذ اگر تمہاری زندگی کچھ طویل ہوئی تو دیکھ لو گے کہ یہاں سب باغات ہو جائیں گے۔ بیہقی اور ابو نعیم نے دونوں روایت سے یہ الفاظ نقل کئے ہیں کہ تبوک کا چشمہ ابلنے لگا یہاں تک کہ بھر گیا اور اب تک ابل رہا ہے۔

اچھا اور برا آدمی:

امام احمد و نسائی نے حضرت ابوالخیر کی روایت سے بیان کیا ہے کہ تبوک کے سال ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ دیا اس وقت حضور ایک درخت سے اپنی پشت مبارک لگائے ہوئے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ میں فرمایا کیا میں تم کو بتاؤں کہ سب سے اچھا آدمی کون ہے اور سب سے برا کون ہے سب سے اچھے آدمیوں میں سے تو وہ شخص ہے جو گھوڑے یا اونٹ کی پشت پر سوار ہو کر یا پیدل چلتے ہوئے مرتے دم تک اللہ کی راہ میں جہاد میں مشغول رہتا ہے اور بدترین آدمیوں میں سے وہ شخص ہے جو اللہ کی کتاب (قرآن) پڑھتا ہے (مگر) اس کے احکام کی طرف رجوع نہیں کرتا (اپنی نفسانی خواہش سے باز نہیں آتا)۔

مومن اور کافر کا کھانا:

محمد بن عروہ نے ایک آدمی کی روایت سے بیان کیا ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چند آدمیوں کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا میں خدمت گرامی میں حاضر ہوا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہم کو کھانا کھلاؤ۔ میں نے اپنے ہاتھ سے کچھ کھانا پیش کیا اور تھوڑا سا تھا ہم سب نے وہ کھایا اور سب سیر ہو گئے۔ میں نے عرض کیا

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پہلے تو میں اکیلا اتنا کھا لیا کرتا تھا فرمایا کافر سات آنتوں میں کھاتا ہے اور مومن ایک آنت میں کھاتا ہے پھر دوسرے روز جب میں خدمت گرامی میں پہنچا تو آپ کے پاس دس آدمی بیٹھے ہوئے تھے بلال سے فرمایا ہم کو کھانا دو۔ بلال تھیلی سے مٹھی بھر بھر کر چھوارے نکالنے لگے فرمایا نکالو اور ڈرو نہیں کہ عرش کے مالک ہوتے ہوئے کمی کا اندیشہ کرو (یعنی اللہ کے پاس کسی چیز کی کمی نہیں وہ کمی کو پورا کر دے گا) حضرت بلال نے پوری تھیلی لا کر بکھیر دی میرے اندازہ میں کل چھوارے دو سیر ہوں گے۔ رسول اللہ نے دست مبارک چھواروں پر رکھ دیا اور فرمایا بسم اللہ پڑھ کر کھاؤ سب نے کھایا میں نے بھی ان کے ساتھ کھایا کھا چکنے کے بعد چھوارے ویسے ہی دستر خوان پر پڑے تھے چھوارے معلوم ہوتے تھے جتنے بلال لائے تھے معلوم ہوتا تھا ہم نے ایک چھوارہ بھی نہیں کھایا۔ تیسرے روز (صبح) کو میں پھر گیا اور گزشتہ دن والی جماعت بھی موجود آگئی۔ دس تھے یا ایک دو زیادہ تھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بلال سے فرمایا بلال کھانا کھلاؤ بلال وہی تھیلی لے آئے میں اس کو پہچانتا تھا کہ انہوں نے تھیلی بکھیر دی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر اپنا ہاتھ رکھ دیا اور فرمایا اللہ کا نام لے کر کھاؤ ہم نے کھایا سب سیر ہو گئے پھر چھوارے اتنے ہی رہ گئے جتنے تھے پھر تیسرے روز یا تین روز ہوا۔

چھواروں میں برکت:

ایک اور قصہ میں محمد بن عمر ابو نعیم اصبہانی نے حضرت عرباض بن ساریہ کی روایت سے بیان کیا ہے۔ حضرت عرباض کا کہنا ہے کہ ہم تین آدمی تھے میں، جعال بن سراقہ اور عبداللہ بن مغفل مزنی ہم سب بھوکے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازہ پر پڑے زندگی کے دن گزار رہے تھے ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے خیمہ میں داخل ہوئے ساتھ میں آپ کی بی بی حضرت ام سلمہ بھی خیمہ اندر جا کر کچھ کھانے کو ڈھونڈا مگر کچھ نہیں ملا باہر نکل کر حضرت بلال کو آواز دی اور فرمایا ان لوگوں کے طعام شب کیلئے کچھ ہے۔ حضرت بلال نے تھیلیوں سے ہر ایک ایک تھیلی جھاڑنی شروع کی اور تھیلیوں میں سے ایک ایک دو دو چھوارے گرنے لگے۔ کل سات چھوارے گرے ان کو ایک پلیٹ میں رکھ دیا گیا۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر اپنا ہاتھ رکھ دیا اور بسم اللہ کی اور فرمایا بسم اللہ کر کے کھاؤ۔ ہم نے کھایا۔ میں نے گن کر ۵۴ چھوارے کھائے میں گنتا جاتا تھا اور ان کی گٹھلیاں دوسرے ہاتھ میں رکھ رہا تھا میرے دونوں ساتھی بھی وہی کر رہے تھے جو میں کر رہا تھا (الغرض) ہم میں سے ہر ایک نے پچاس چھوارے کھائے آخر ہم نے ہاتھ کھینچ لئے لیکن وہ سات چھوارے ویسے کے ویسے ہی رہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بلال ان کو اٹھا لو سب کا پیٹ بھر گیا اب کوئی نہیں کھاتا جب صبح ہوئی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فجر کی نماز پڑھ لی تو تشریف فرما ہو کر بیٹھ گئے ہم تینوں بھی بیٹھ گئے ہم بھی آ کر بیٹھ گئے ہم دس تھے آپ نے فرمایا لوگوں کیلئے صبح کا کھانا ہے (انتظار کرنے کے بعد) آپ نے چھواروں سمیت بلال کو طلب فرمایا اور دست مبارک چھواروں کی پلیٹ پر رکھ دیا پھر فرمایا بسم اللہ کر کے کھاؤ۔ سب نے کھایا ہم نے کھایا قسم ہے اس کی جس نے حضور کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا تھا ہم دس تھے سب کے پیٹ بھر گئے سیر ہونے کے بعد سب نے ہاتھ اٹھا لئے مگر چھوارے سات کے سات ہی رہے جیسے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اب مجھے اللہ سے (مزید عطا کی) شرم آتی ہے اگر یہ بات نہ ہوتی تو مدینہ پہنچنے تک ہم ان ہی چھواروں کو کھاتے رہتے۔ اتفاقاً ایک لڑکا سامنے سے آ گیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چھوارے دست مبارک میں لے کر اس کے ہاتھ میں دے دیئے وہ چھوارے چباتا ہوا پشت پھیر کر چلا گیا۔

منافق کی موت:

محمد بن عمر کا بیان ہے کہ تبوک سے واپسی ہو رہی تھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ ہوا کسی منافق کی موت کیلئے (چل رہی) ہے جب یہ لوگ مدینہ پہنچے تو معلوم ہوا کہ ایک بہت بڑا منافق مر گیا۔

پانی کا کنواں ابل پڑا:

محمد بن عمر کا بیان ہے کہ بنی سعد کے [illegible] خدمت گرامی میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم خدمت گرامی میں حاضر ہوئے ہیں ہمارا مال بہت کم ہے ایسے کنویں پر آتے ہیں جس میں پانی کم ہے ہمارے بارے میں دعا کریں اگر ہم وہاں کی سکونت ترک کر دیں تو خطرہ ہے ہم کو کاٹ دیا جائے گا کیونکہ ہمارے اطراف میں ابھی اسلام نہیں پہنچا ہے آپ ہمارے پانی کیلئے اللہ سے دعا فرمائیں اگر ہم (بعد میں) سیراب ہو گئے تو ہم سے زیادہ عزت (والی) کوئی قوم نہیں ہو گی اور [illegible] کوئی مخالف ہم سے پانی چھینے کی تاب نہ رکھے گا۔ فرمایا سات کنکریاں لا کر مجھے دو ایک شخص نے تین کنکریاں لا کر دے دیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو ہاتھ میں لے کر ملا اور فرمایا ان کو لے جاؤ ایک ایک کر کے بسم اللہ کر کے کنویں میں ڈال دو۔ لوگ واپس چلے گئے اور حسب ہدایت عمل کیا فوراً کنواں جاری ہو گیا اور ان لوگوں نے اپنے مخالف مشرکوں کو وہاں سے نکال دیا [illegible]۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب لوٹ کر مدینہ پہنچے تو بنی سعد والے آ گئے [illegible] کے سب لوگوں کو اسلام پر متفق کر چکے تھے اور سب مسلمان ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مطیع ہو چکے تھے۔

حضرت معاویہ بن معاویہ کا انتقال:

طبرانی نے حضرت ابن عمر اور [illegible] ابو سفیان کی روایت سے [illegible]

ابن سعد نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت سے بیان کیا ہے کہ (ایک روز) طلوع کے وقت سورج میں ایسی چمک نور اور شعاعیں نکلتی دیکھیں کہ کبھی پہلے نہیں دیکھی تھیں حضرت جبرئیل آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے اس کا سبب دریافت کیا حضرت جبرئیل نے کہا آج مدینہ میں معاویہ بن معاویہ مزنی کا انتقال ہو گیا ہے (شمائل ترمذی) کی تکمیل ہے اللہ نے ستر ہزار فرشتے ان کے جنازہ کی نماز پڑھنے بھیجے ہیں کیا آپ بھی ان کی نماز پڑھیں گے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے (غائبانہ) نماز جنازہ پڑھی دو صفیں آپ کے پیچھے تھیں نماز سے فارغ ہو کر حضرت جبرئیل سے فرمایا معاویہ اس مرتبہ کا مستحق کس سبب سے ہوا حضرت جبرئیل نے جواب دیا وہ قل ھو اللہ احد سے محبت رکھتا تھا اٹھتے بیٹھتے سوار پیدل ہر حالت میں اس کو پڑھتا رہتا تھا حافظ ابن حجر نے لکھا ہے یہ حدیث دوسری سندوں سے بھی مروی ہے اور ایک سند دوسری سند کی تائید کرتی ہے۔

گھی میں برکت

طبرانی اور ابو نعیم نے عمرو اسلمی کے دادا کا بیان نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب غزوہ تبوک کیلئے نکلے تو اس سفر میں حضور کی خدمت پر میں تھا میں نے دیکھا کہ کپی میں گھی کم رہ گیا ہے اور میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے کھانا تیار کرتا تھا اس لئے کپی کو دھوپ میں رکھ دیا (تاکہ گھی پگھل کر جمع ہو جائے تو کام آ سکے) کپی کو دھوپ میں رکھ کر میں سو گیا کہ اچانک کپی کے جوش مارنے کی آواز سے میں بیدار ہو گیا میں نے فوراً اپنے ہاتھ سے کپی کا منہ بند کر لیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تو اس کو چھوڑ دیتا تو وادی گھی سے بہہ نکلتی (یعنی پانی کی طرح وادی میں گھی کا سیلاب آ جاتا)۔

قیصر کی طرف خط:

حارث بن ابی اسامہ نے حضرت بکر بن عبداللہ مزنی کی روایت سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کون شخص یہ خط قیصر کے پاس لے جائے گا اس کے لئے جنت ہے ایک شخص نے عرض کیا خواہ قیصر قبول نہ کرے فرمایا ہاں وہ شخص خط لے کر قیصر کے پاس پہنچا قیصر نے خط پڑھ کر کہا ان سے جا کر کہہ دو کہ میں ان کا پیرو ہوں مگر میں اپنی حکومت نہیں چھوڑ سکتا پھر قیصر نے اس شخص کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کچھ اشرفیاں بھی بھیجیں قاصد نے لوٹ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قیصر کا پیغام عرض کیا تو حضور نے فرمایا اس نے جھوٹ کہا اور اشرفیاں آپ نے تقسیم کر دیں۔

ہرقل کی طرف خط:

امام احمد اور ابو یعلی نے حسن سند کے ساتھ سعید بن ابی راشد کی روایت سے ہرقل کے قاصد تنوخی کا بیان نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تبوک تک فوج کشی کی تو دحیہ کلبی کو ہرقل کے پاس (خط دے کر) بھیجا ہرقل کے پاس جب خط پہنچا تو اس نے روم کے پادریوں اور سرداروں کو بلایا جب سب آ گئے تو کمرہ کا دروازہ بند کر دیا پھر حاضرین سے کہا یہ شخص (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) جیسا کہ تم دیکھ رہے ہو تبوک تک آ گیا ہے اور اس نے تین باتوں کی مجھے دعوت دی ہے ان تینوں میں سے ایک بات کو اختیار کر لو۔ (۱) یا تو ہم اس کے دین کا اتباع کر لیں (یعنی عیسائیت چھوڑ کر مسلمان ہو جائیں)۔

(۲) یا ہم اپنے ملک پر قابض رہیں اور ان کو جزیہ دیں۔ (۳) یا ہم ان سے جنگ کریں۔ تم کتابوں میں جو کچھ پڑھ چکے ہو اس سے واقف ہو کہ وہ ہم اس کے دین کا اتباع کر لیں یہ سنتے ہی سب کے سب ہرقل پر بگڑ گئے اور کہنے لگے کیا تو ہم کو حجاز سے آنے والے ایک دیہاتی کا غلام بنانا چاہتا ہے ہرقل نے سمجھ لیا کہ اگر یہ لوگ باہر چلے گئے تو رومیوں کو میرے خلاف بھڑکا دیں گے فوراً بات پلٹ دی اور کہا میں نے تو یہ بات صرف تمہاری دینی پختگی کو جانچنے کیلئے کہی تھی (اب میں مطمئن ہو گیا)۔

خط کا جواب:

ایک شخص تجیب نامی جو عرب تھا اور عرب کے عیسائیوں کا سردار بھی تھا ہرقل نے اس کو بلایا اور اس کو حکم دیا کہ کسی ایسے شخص کو تلاش کرو جو عربی زبان جانتا ہو میں اس کو اس (خط) کا جواب دے کر بھیجنا چاہتا ہوں چنانچہ (تجیب کی معرفت) مجھے بلایا گیا ہرقل نے مجھے ایک خط دیا اور کہا یہ خط اس شخص کے پاس لے جاؤ اور جو بات تم اس سے سنو اس کو یاد رکھنا تین باتوں کو خاص طور سے دیکھنا (۱) آپ نے جو خط بھیجا تھا اس کا بھی کچھ تذکرہ کرتے ہیں یا نہیں۔ (۲) یہ بھی دیکھنا کہ تمہارا خط پڑھ کر رات کا (یا دن کا) ذکر کرتے ہیں یا نہیں۔ (۳) ان کی پشت پر دیکھنا کوئی چیز پشت کی طرف ایسی ہے جو تم کو شک میں ڈالے۔ (یعنی مہر نبوت)

قاصد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں

میں ہرقل کا خط لے کر تبوک پہنچا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کے ساتھ پانی (کے چشمہ) پر گوٹ مار کر بیٹھے ہوئے تھے میں نے حاضرین سے پوچھا تمہارا سردار کہاں ہے لوگوں نے فرمایا وہ یہ ہیں میں چل کر آپ کی طرف گیا اور سامنے جا کر بیٹھ گیا اور اپنا خط آپ کو دے دیا آپ نے خط لے کر اپنی گود میں رکھ لیا اور دریافت فرمایا تم کس قبیلہ سے ہو۔ میں نے کہا تنوخ سے فرمایا کیا تم

[illegible]

إِنَّكَ لَا تَهْدِي مَنْ أَحْبَبْتَ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ يَهْدِي مَن يَشَاءُ ۚ وَهُوَ أَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِينَ

[illegible]

بات کا جواب

[illegible]

قاصد کا انعام اور مہمان نوازی

[illegible]

قاصد کی واپسی

[illegible]

ہرقل کا ایمان [illegible]

[illegible]

دومۃ الجندل [illegible]

[illegible]

[illegible]

امیر ایلہ کی حاضری

[illegible]

اکیدر کے بھائی کی قباء

[illegible]

حضرت جابر کا قول نقل کیا ہے کہ تبوک سے [illegible] جس وقت یحنہ بن رؤبہ رسول اللہ کی خدمت میں حاضر ہوا اس وقت وہ سونے کی صلیب پہنے ہوئے تھا اور پیشانی کے بال اس نے باندھ رکھے تھے آتے ہی اس نے سر جھکا دیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اشارہ کر دیا کہ سر اٹھاؤ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے شاہ ایلہ سے اسی روز مصالحت کر لی اور ایک یمنی چادر بھی عنایت فرمائی۔ یہ چادر ابو العباس عبداللہ بن محمد نے تین سو دینار میں خرید لی تھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے شاہ ایلہ کو ایک پروانہ تحریر بھی لکھ دیا۔ (تفسیر مظہری)

اہل جرباء و اذرح سے معاہدہ:

ابن سعد نے لکھا ہے کہ اہل جرباء کی تعداد تین سو تھی سو دینار سالانہ جزیہ مقرر فرما دیئے اور اہل اذرح کو تحریر بھی لکھ دی۔ اور اہل اذرح کو بھی ایک تحریر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عطا فرمائی اور اس تحریر میں چھوٹے پھلوں کی ادائیگی کی شرط درج کر دی۔

ابن ابی شیبہ، احمد اور مسلم نے حضرت ابو حمید ساعدی کی روایت سے لکھا ہے کہ حاکم ایلہ کی طرف سے ابن العلماء ایک خط لے کر خدمت گرامی میں حاضر ہوا اور ایک سفید خچر بھی پیش کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے لئے ایک تحریر لکھ دی اور ایک چادر اپنے طور پر اس کو بھیج دی۔

تبوک میں قیام: امام احمد نے حضرت جابر بن عبداللہ کی روایت سے اور ابن سعد نے یحییٰ بن کثیر کے حوالہ سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تبوک میں بیس روز رہے اور نماز قصر کرتے رہے۔ محمد بن عمر، ابن سعد اور ابن حزم کی روایات بھی اسی کی موید ہیں لیکن ابن عقبہ اور ابن اسحاق نے بیان کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دس سے کچھ اوپر راتوں قیام فرمایا۔

شام کی طرف جانے کے بارے مشورہ:

محمد بن عمر کا بیان ہے کہ آگے بڑھ کر تبوک سے شام کی طرف جانے کے متعلق رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے مشورہ طلب کیا۔ حضرت عمر بن خطاب نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر آپ کو (اللہ کی طرف سے اس کا) حکم دیا گیا ہے تو چلے چلئے [illegible] رومیوں کی جمعیت بہت ہے اور مسلمان بالکل نہیں ہیں۔ آپ ان کے قریب تو پہنچ ہی گئے ہیں آپ کے اتنے قریب جانے نے ان کو خوف زدہ کر دیا ہے اس سال تو ہم واپس چلے جائیں اور مستقبل میں [illegible] دیکھیں یا انتظار کریں کہ اللہ [illegible] ظاہر فرماتا ہے یہی مناسب ہے۔

طاعون والی سرزمین:

امام [illegible] کی روایت ہے کہ تبوک میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا [illegible] (الخ)

[illegible] ہے۔

[illegible] نے دلائل النبوۃ میں لکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع ملی کہ [illegible] جب آپ تبوک گئے تو [illegible] اطلاع کی وجہ سے آپ [illegible] ہو گئے۔

یہودیوں کی رائے:

ابن ابی حاتم نے [illegible] ضعیف سند کے ساتھ بیان کیا ہے کہ یہودیوں نے خدمت گرامی میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ اگر آپ نبی ہیں تو ملک شام چلے جائیے شام انبیاء کی سرزمین اور ان کا گھر ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی تصدیق کی، تبوک کے جہاد کو تشریف لے گئے [illegible] سورۂ بنی اسرائیل کے متعلق یہ آیات نازل ہوئیں [illegible] آپ کو اس جگہ سے نکالنے [illegible] تھے۔ یہاں پہنچنے کے بعد [illegible] نازل ہونے کے بعد آپ کو مدینہ واپس جانے کا حکم دیا گیا۔

غذائی کمی کا مسئلہ اور اس کا حل:

امام مسلم نے حضرت ابوہریرہ کی روایت سے، ابو یعلیٰ، ابن خزیمہ اور ابن حبان نے حضرت عمر کے حوالہ سے اور طبرانی نے [illegible] کی سند سے بیان کیا کہ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ اگر آپ اجازت دیں تو ہم اپنے اونٹ ذبح کر لیں (اور گوشت کھائیں اور) چربی [illegible] اسی اثنا میں حضرت عمر آ گئے اور اونٹوں کے ذبح کرنے سے روکا اور خدمت گرامی میں عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو اونٹوں کے ذبح کرنے کی اجازت دی [illegible] آپ لوگوں کو حکم دیں کہ جو کچھ باقی ہے اس کو لے آئیں اور اس پر برکت کی دعا کیجئے [illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اچھا [illegible] چمڑے کا ایک دسترخوان منگوا کر بچھایا گیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ایک منادی نے ندا کی جس کے پاس کھانے کی جو چیز باقی ہو لے کر حاضر ہو جائے۔ [illegible] کوئی ایک مٹھی [illegible] لایا [illegible] دسترخوان پر [illegible] تھوڑا سا جمع ہو گیا [illegible] پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو [illegible] دو رکعت نماز پڑھی اور نماز کے بعد برکت کے لئے دعا کی۔ حضرت ابوہریرہ

کا بیان ہے اتنی برکت ہوئی کہ سب نے سیر ہو کر کھالیا اور لشکر میں جو برتن موجود تھے سب بھر لیے کوئی برتن بغیر بھرے نہیں رہا اور اس کے بعد بھی کچھ بچ رہا۔ حضرت عمر نے فرمایا دیکھئے یہ دولت ہے جب توشہ (ختم ہوگیا اور برتن بھر کر) واپس گئے تو میں اندازے سے کہہ سکتا ہوں کہ کھانے کی چیز پہلے سے زیادہ باقی تھی۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں شہادت دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں اس کا رسول ہوں ایسا نہیں ہو سکتا کہ کوئی بندہ ان دونوں باتوں پر یقین رکھتا ہوا اللہ سے ملے اور جنت سے روک دیا جائے۔

صبح کی نماز کا قضا ہونا:

ابو نعیم اور بیہقی نے حضرت عمر کے پوتے کے بیان سے اور بیہقی نے حضرت عائشہ کی روایت میں بیان کیا ہے کہ تبوک سے واپسی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک رات آخر شب میں ایک جگہ پڑاؤ کیا وہاں ہم (سب) سو گئے اور اس وقت بیدار ہوئے جب سورج نکل آیا اور گرمی محسوس ہوئی ہم نے کہا (انا للہ وانا الیہ راجعون) ہماری صبح کی نماز جاتی رہی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس طرح شیطان نے تم کو روک دیا ہم بھی اب اسی کو اسی طرح رنجیدہ کریں گے۔ میرے پاس پانی کا لوٹا تھا آپ نے اس سے وضو کیا۔ کچھ پانی ہونے دیا فرمایا کہ اس لوٹے کو رکھ چھوڑو جو پانی ہے اس کو محفوظ رکھو غرض سورج نکلنے کے بعد فجر کی نماز پڑھی اور نماز میں سورۃ مائدہ کی قرات کی۔ پھر نماز سے فارغ ہو کر فرمایا اگر لوگ ابوبکر اور عمر کا مشورہ مان لیتے تو ہدایت پا جاتے۔ بات یہ ہوئی تھی کہ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر نے مشورہ دیا تھا کہ (اس جگہ پانی نہیں ہے) یہاں لشکر کو اترنا نہ چاہیے آگے پانی پر پہنچ کر قیام کرنا چاہیے مگر مسلمانوں نے نہیں مانا اور یہاں اتر گئے جہاں پانی بھی نہ تھا اور چرند بھی۔ غرض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سوار ہو کر روانہ ہوگئے۔ دوپہر ڈھلنے کے وقت آپ کے ساتھ ہم بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے سب لوگ پیاس کی اتنی شدت تھی کہ گھوڑوں اونٹوں اور آدمیوں کی گردنیں پیاس کی وجہ سے اکڑی ہوئی تھیں۔

مبارک انگلیوں سے پانی کا چشمہ:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے چھوٹا پیالہ منگوایا اور لوٹے سے اس میں پانی لے کر اپنی انگلیاں اس پر رکھ دیں انگلیاں رکھتے ہی انگلیوں میں سے پانی کا چشمہ پھوٹ نکلا۔ سب لوگ آئے اور پی کر سیراب ہونے لگے۔ پانی بہتا رہا یہاں تک کہ سب سیراب ہو گئے اور گھوڑوں اور اونٹوں کو بھی خوب پلا دیا لشکر میں تیس ہزار آدمی بارہ ہزار اونٹ اور دس ہزار گھوڑے تھے۔

لشکر کے کھانے میں برکت

محمد بن عمر اور ابو نعیم نے ابن منذر کے حوالہ سے بیان کیا ہے کہ جب

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غزوۂ تبوک کی طرف جا رہے تھے اور سخت گرمی کا زمانہ تھا۔ لشکر سخت پیاسا ہو گیا اور راستہ میں پانی نہیں ملا۔ قریب تھا کہ لوگ (پیاس سے) مر جائیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اس کا ذکر کیا گیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت اسید بن حضیر کو بھیجا۔ جا کر (کہیں) پانی تلاش کرو۔ اسید نے کہا پانی تم کو مل جائے گا حضرت اسید کی اونٹنی کے پیٹ میں کچھ پانی مل گیا آپ وہ پانی خدمت گرامی میں لے آئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پانی میں برکت ہوجانے کی دعا کی اور فرمایا (لوگو) آؤ تم کو پانی پلاؤں پھر تو یہ حالت ہوئی کہ جس کے پاس پانی کا برتن تھا اس نے بھر لیا۔ پھر اونٹوں کو سب نے پانی پلانے کی اجازت دی۔ سب نے اپنے اونٹوں کو بھی پانی پلا دیا۔ ایک روایت میں آیا ہے کہ حضرت اسید جو پانی لے کر آئے تھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ پانی ایک بڑے پیالے میں ڈلوایا اور دست مبارک اس پیالے میں ڈال کر چہرۂ مبارک کے اندر ہاتھ اور پھر دونوں پاؤں بھی دھوئے اور دو رکعت نماز پڑھی پھر (دعا کیلئے) دونوں ہاتھ اٹھا کر پھیلا دیئے۔ اس کے بعد انگلیوں سے پانی پھوٹنے لگا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں سے فرمایا خوب پیو۔ پانی نکلتا گیا اور پھیلتا گیا یہاں تک کہ بارہ ہزار اونٹ اور بارہ ہزار گھوڑوں کے پینے اور لوگوں کے پینے کے بعد غرض سب سیراب ہوگئے اور پیالے کا پانی اچھلتا ہی رہا۔

اونٹوں کی کمزوری:

طبرانی نے صحیح سند کے ساتھ بروایت فضالہ بن عبید کی روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب تبوک کے جہاد پر تشریف لے گئے تو (طول مسافت، شدت گرما اور ساتھ ہی پانی کی قلت کی وجہ سے) اونٹوں کو سخت تکلیف ہوئی اور وہ کمزور ہوگئے۔ لوگوں نے اس بات کا اظہار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ملاحظہ فرمایا کہ لوگ اونٹوں کو (مارمار کر) ہنکا رہے ہیں (اور وہ کمزوری سے چل نہیں پاتے)۔ دیکھ کر آپ ایک تنگ مقام پر کھڑے ہوگئے۔ لوگ اسی تنگ مقام سے گزرنے لگے جو لوگ گزرتے حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان پر (اور ان کے اونٹوں پر) پھونک دم کرتے اور فرماتے اے اللہ ان کو راہ خدا میں سواری عطا فرما۔ تو قوی ہو یا کمزور خشک ہو یا تر، بحر میں ہو یا بر میں (مقدور) ہے۔ (تفسیر مظہری)

حدیث مشہور:

بیہقی نے بیان کیا کہ لشکر کا جب کوچ ہوا تو مدینہ پہنچنے سے پہلے اونٹوں کا یہ حال ہو گیا کہ وہ مہاروں میں کھینچا تانی کرنے لگے (یعنی دوڑنے کے لئے مچلنے لگے) جب مدینہ سامنے آیا تو فرمایا یہ طابہ ہے۔ رواہ البخاری فی الصحیحین عن جابر بن عبداللہ کے تعمیر ہیں۔

وَلْيَجِدُوا فِيكُمْ غِلْظَةً

وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ مَعَ الْمُتَّقِينَ

وَإِذَا مَا أُنزِلَتْ سُورَةٌ فَمِنْهُم مَّن يَقُولُ أَيُّكُمْ

زَادَتْهُ هَٰذِهِ إِيمَانًا ۚ فَأَمَّا الَّذِينَ آمَنُوا

فَزَادَتْهُمْ إِيمَانًا وَهُمْ يَسْتَبْشِرُونَ

وَأَمَّا الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِم مَّرَضٌ

فَزَادَتْهُمْ رِجْسًا إِلَىٰ رِجْسِهِمْ وَمَاتُوا

وَهُمْ كَافِرُونَ

[illegible]

ایمان بڑھتا

[illegible]

اَوَلَا يَرَوْنَ اَنَّهُمْ يُفْتَنُوْنَ فِيْ كُلِّ عَامٍ

[illegible]

مَّرَّةً اَوْ مَرَّتَيْنِ ثُمَّ لَا يَتُوْبُوْنَ وَلَا هُمْ

[illegible]

يَذَّكَّرُوْنَ

[illegible]

منافقوں کی رسوائی

[illegible]

وَاِذَا مَآ اُنْزِلَتْ سُوْرَةٌ نَّظَرَ بَعْضُهُمْ اِلٰى

[illegible]

بَعْضٍ هَلْ يَرٰىكُمْ مِّنْ اَحَدٍ ثُمَّ انْصَرَفُوْا

[illegible]

صَرَفَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا

[illegible]

يَفْقَهُوْنَ

[illegible]

لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ

[illegible]

اونٹنی مامور من اللہ ہے

طبرانی نے حضرت عبداللہ بن سلام کا یہ قول نقل کیا ہے۔ حضرت عبداللہ نے فرمایا [illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible]

[illegible]

قوم ثمود کے کھنڈرات

[illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible]

[illegible]

معجزات طلب نہ کرو

[illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible]

[illegible]

من [illegible] [illegible]

جاہلیت کے نکاح

جاہلیت کے نکاح [illegible]

[illegible]

عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ

[illegible]

امت کی فکر

[illegible]

عَلَيْكُمْ أَنْفُسَكُمْ

[illegible]

بھی تبریزی [illegible] اور قطع رحمی کی تلقین ، آپ ان کے دل میں یہ لوگ دوزخ کی طرف جا رہے ہیں آپ ان کی کمریں پکڑ کر ادھر سے ہٹا رہے ہیں آپ کی یہی کوشش اور آرزو ہے کہ خدا کے بندے اصلی [illegible] سے بہک رہے ہوں [illegible] کا مقصد بھی خونریزی نہیں بلکہ [illegible] کا ذریعہ ہے ، یہی لوگ آسمانی کے فاسد و مسموم اعضاء کو کاٹ کر اور جراحی کر کے امت کے مزاج عمومی کی صحت و اعتدال پر رکھتے ہیں۔

بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ

ایمان والوں پر نہایت شفیق مہربان ہے

جب آپ تمام جہان کے لئے [illegible] ایمانداروں کے حال پر خاص [illegible] شفیق و مہربان ہوں گے۔ (تفسیر عثمانی)

خیر الامم کی مثال:

ابن عباس سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دو فرشتے آئے جب کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سو رہے تھے ایک پائینتی بیٹھ گیا اور ایک سرہانے ، پائینتی والے [illegible] سرہانے والے سے کہا کہ ان کی اور ان کی امت کی کوئی مثال بیان کرو ، تو وہ کہتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مثال امت کے ساتھ ایسی ہے جیسے لوگ سفر کرتے ہوئے ایک لق و دق جنگل میں پہنچ گئے ہوں [illegible] و خوشہ وغیرہ کچھ باقی نہ رہا ہو [illegible] مرنے کو بیٹھے ہیں [illegible] کی کوئی صورت ہے ، اتنے میں ایک مرد [illegible] آیا اور کہتا ہے کہ دنیا میں تمہیں یہاں سے نکال کر باغوں میں لے چلوں [illegible] سرسبز و شاداب ہوں [illegible] اور حوض بھی بھرے ، تو چلو گے وہ بڑی خوشی سے راضی ہو جاتے ہیں وہ انہیں لے چلا ، وہ انہیں سرسبز و شاداب باغوں کے [illegible] ہیں وہ خوب کھاتے پیتے ہیں پانی سے سیراب ہوتے ہیں اور خوب پھلتے پھولتے ہیں پھر اس سے کہتا ہے کہ میں نے تمہیں [illegible] کا تقاضا [illegible] کیا تمہیں ایسے سرسبز و شاداب باغوں میں پہنچا دیا اب سنو آگے اس باغات ایسے ہیں جو اس سے بھی زیادہ بہتر ہیں اس سے بھی بہتر اور شاداب حوض ہیں [illegible] تمہیں وہاں لے چلوں [illegible] تم نے پہلے بھی سچ کہا تھا اور اب بھی سچ کہہ رہے ہو ہم ضرور تمہارے ساتھ ہیں اور بعض نے کہا ہم تو یہیں رہیں گے ہمیں کچھ نہیں ہے آگے سے [illegible] کی ضرورت نہیں [illegible] لوگ ہیں جو دنیا [illegible] میں عاقبت کی خبر نہیں لیتے رہ جاتے ہیں یہاں سے آگے [illegible] نکل گئے۔

بے مثال دعوت:

ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ ایک اعرابی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس مدد مانگی جو کر رہے تھے [illegible] کہتا ہوں کہ خون بہا اور [illegible] کے بارے میں مدد چاہی تھی ، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو کچھ دیا اور فرمایا لو میں نے تمہارا احسان کیا اور تم پہ ، ... تو طلوع کیا اس نے کہا نہیں کوئی احسان نہیں کیا ، یہ سن کر بعض صحابہ غضبناک ہوئے اور اس پر دست درازی کا ارادہ کیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اشارہ سے انہیں منع کر دیا۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اٹھ کر اپنے گھر [illegible] گئے اور اعرابی کو بلا بھیجا اور کہا کہ تم نے مانگا اور ہم نے دیا اور [illegible] پھر [illegible] اچھا ہے اور بھی دو اور پوچھا [illegible] بھی میرا احسان ہے ، [illegible] تو اچھا بدلہ [illegible] اعرابی نے کہا ہاں اللہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جزائے خیر دے ، حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارے اصحاب کے سامنے [illegible] طرف [illegible] کہا تھا اب تم ان کے سامنے جاؤ تو ان کے سامنے بھی تصدیق کر دو تاکہ ان کے دل کی کدورت نکل جائے۔ کہا بہت اچھا۔ جب اعرابی آیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس نے [illegible] کیا تھا [illegible] نے دیا [illegible] اس نے جو کچھ کہا تم جو سن چکے ہو [illegible] اور راضی ہے ، [illegible] حیلہ [illegible] کہا ہاں خدا [illegible] علیہ وسلم کو جزائے [illegible]

فَإِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِيَ اللّٰهُ لَآ إِلٰهَ

پھر بھی اگر منہ پھیریں تو کہہ دے کافی ہے مجھ کو اللہ کسی کی بندگی

إِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ

نہیں سوا اس کے اسی پر میں نے بھروسہ کیا اور وہی مالک ہے

الْعَظِيْمِ

عرش عظیم کا

اللہ کافی ہے:

[illegible] تمام نصیحت [illegible] دل سوزی کی [illegible] کریں تو آپ پرواہ نہیں [illegible] کیجئے [illegible] آپ سے منہ پھیر لے تو بھی خدا آپ کو کافی ہے جس کے سوا کسی کی بندگی [illegible] ہے کہ کل زمین و آسمان کی سلطنت اور عرش عظیم تک شہنشاہی [illegible] ہے [illegible] سب اسی کے ہاتھ میں ہے۔

سورة يونس

بسم الله الرحمن الرحيم

الر تلك آيات الكتاب الحكيم

متعلق بعض شبہات کا جواب ارشاد ہوا ہے یہ خلاصہ ہے مضامین سورت کا۔

پچھلی سورۃ کے ساتھ ربط:

سورت کے ان مضامین پر غور کرنے سے یہ بھی بآسانی سمجھ میں آ سکتا ہے کہ پچھلی سورت یعنی توبہ اور اس سورت میں باہمی کیا ربط ہے سورۂ توبہ میں انہی مقاصد کے لئے منکرین و کفار کے ساتھ جہاد اور کفر و شرک کی طاقت کو مادی اسباب کے ذریعہ توڑنے کا بیان تھا اور یہ سورت چونکہ احکام جہاد کے نازل ہونے سے پہلے مکہ میں نازل ہوئی اس میں مذکورہ مقاصد کو مکی دور کے قانون کے مطابق صرف دلائل و براہین کے ذریعہ ثابت کیا گیا ہے۔ (معارف القرآن مفتی اعظم)

أَكَانَ لِلنَّاسِ عَجَبًا أَنْ أَوْحَيْنَا إِلَىٰ
کیا لوگوں کو تعجب ہوا کہ وحی بھیجی ہم نے
رَجُلٍ مِّنْهُمْ أَنْ أَنذِرِ النَّاسَ وَبَشِّرِ
ایک مرد پر ان میں سے یہ کہ ڈر سنا دے لوگوں کو اور خوشخبری سنا دے
الَّذِينَ آمَنُوا أَنَّ لَهُمْ قَدَمَ صِدْقٍ عِندَ
ایمان لانے والوں کو کہ ان کے لئے پایہ سچا ہے اپنے
رَبِّهِمْ
رب کے یہاں

پیغمبر کا آنا قابل تعجب نہیں ہے:

یعنی اس میں تعجب کی کیا بات ہے کہ انسانوں کی اصلاح و ہدایت کے لئے حق تعالیٰ ایک انسان ہی کو مامور فرما دے اور اس کی طرف وحی بھیجے جس کی معرفت وہ بیچ واسطہ ٹھہر کر تمام لوگوں کو خدا کی ناراضی کے مہلک نتائج اور عواقب سے آگاہ کرے اور خدا کی بات ماننے والوں کو بشارت پہنچائے کہ رب العزت کے یہاں اعمال صالحہ کی بدولت ان کا کتنا اونچا مرتبہ اور کیسا اعلیٰ پایہ ہے اور کیسی سعادت و فلاح ان کے لئے محفوظ ہے۔ (تفسیر عثمانی)

عمل ضروری ہے:

بعض حضرات مفسرین نے فرمایا کہ اس جگہ لفظ صدق لانے میں اس کی طرف بھی اشارہ ہے کہ جنت کے یہ درجات عالیہ صرف صدق و سچائی اور اخلاص ہی کے ذریعہ حاصل ہو سکتے ہیں نماز روزہ حج وغیرہ اور صرف زبان سے کلمہ ایمان پڑھ لینا کافی نہیں جب تک دل اور زبان دونوں سے سچائی کے ساتھ ایمان اختیار نہ کر لیا جائے جس کا لازمی نتیجہ اعمال صالحہ کی پابندی اور برے اعمال سے پرہیز ہے۔ (معارف مفتی اعظم)

لوگوں کے تعجب کو آیت میں جو تعجب آفریں قرار دیا گیا ہے اور ان کے تعجب کو واجب الانکار بتایا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ انسان کا پیغمبر بنایا جانا کوئی انوکھا واقعہ نہیں ہے تخلیق آدم کے وقت سے ہی اللہ کا معمول رہا ہے کہ بعض انسانوں کو ہی پیغمبر بنایا گیا ہے اسی لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے وَمَا أَرْسَلْنَا مِن قَبْلِكَ إِلَّا رِجَالًا ہم نے آپ سے پہلے بھی بعض مردوں کو پیغمبر بنایا۔

انسان کو ہی پیغمبر بنانے کی حکمت:

عام انسانوں کا یہی قاعدہ ہے کہ کبھی پیغام رسانی کی ذمہ داری اختیار کرتے ہیں جس کو قابل جانتے ہیں اور قاصد بھی اسی کو بنا کر بھیجا جاتا ہے جو ان لوگوں کی جنس سے ہو جن کے پاس بھیجا گیا ہو تاکہ افہام و تفہیم کا فائدہ باہمی جنسی مناسبت سے حاصل ہو سکے اللہ تعالیٰ نے اسی لئے فرمایا ہے قُل لَّوْ كَانَ فِي الْأَرْضِ مَلَائِكَةٌ يَمْشُونَ مُطْمَئِنِّينَ لَنَزَّلْنَا عَلَيْهِم مِّنَ السَّمَاءِ مَلَكًا رَّسُولًا اگر زمین پر فرشتے اطمینان سے چلتے پھرتے اور بستے ہوتے تو ہم ان پر آسمان سے کسی فرشتہ کو رسول بنا کر بھیجتے۔

بخاری نے لکھا ہے کہ زید بن اسلم نے کہا ان کے لئے قدم صدق ہے یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (کی شفاعت)۔ (تفسیر مظہری)

(ربط) سورۂ توبہ میں مشرکین سے براءت اور منافقین کی فضیحت کا بیان ہوا ہے دونوں گروہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت و رسالت اور نزول وحی کے منکر تھے اور توحید کے بھی قائل نہ تھے اس لئے اس سورت میں زیادہ تر توحید اور رسالت اور قیامت کا اثبات فرمایا اور اسی ضمن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت و رسالت کے متعلق اور اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور قیامت کے متعلق جو منکرین کے شبہات تھے ان کا ازالہ فرمایا کیونکہ منافقین اور مشرکین کتب الٰہیہ کی تکذیب میں اور انکار وحی میں ایک دوسرے کے شریک تھے اور شکوک و شبہات میں ایک دوسرے کے ہم خیال تھے اس لئے سب کا ازالہ فرما دیا۔ (معارف کاندھلوی)

قدم صدق کا معنی:

لغت والے کہتے ہیں کہ قدم صدق سے مراد یہ ہے کہ پہلے کی بیان و تصدیق کرنا اور سعادت حاصل کرنے میں سبقت اور پہلا کار خیر جس کا انعام پایا ہے۔ حسان کا شعر ہے۔

لنا القدم العليا إليك وخلفنا ... لأولنا في طاعة الله تابع

"ہمارے اعمال اور ہمارے طور طریق تمہارے ساتھ سچے ہیں اور طاعت خداوندی کے بارے میں ہمارے اخلاف اپنے اسلاف کے تابع ہیں۔" (تفسیر ابن کثیر)

قَالَ الْكٰفِرُوْنَ اِنَّ هٰذَا لَسٰحِرٌ مُّبِيْنٌ

[illegible]

قدرت کا [illegible]

[illegible]

ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ

[illegible]

اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ

زمین و آسمان کی پیدائش کا وقت:

[illegible]

ایک علمی شبہ اور اس کا جواب:

[illegible]

خلاف نظر آتی ہیں ان شبہ کو دور کرنے کے لئے دو جواب دیئے گئے ہیں:

(۱) [illegible] مصنف [illegible] آیت [illegible] الفاظ [illegible] (تاویلی) معنی لئے گئے ہیں [illegible] کے مراتب ہیں [illegible] وَمَا يَعْلَمُ تَأْوِيلَهُ إِلَّا اللَّهُ وَالرَّاسِخُونَ فِي الْعِلْمِ میں الرَّاسِخُونَ کا عطف اللہ پر ہے مطلب یہ ہے کہ متشابہات کا صحیح علم اللہ کو اور راسخین فی العلم کو ہوتا ہے۔ (اس سے معلوم ہوا [illegible] ظاہر و باطن بھی واقف ہیں)

صفات الٰہی پر ایمان:

امام محمد بن حسن نے فرمایا تھا کہ مشرق سے مغرب تک تمام فقہاء کا اتفاق ہے کہ قرآن اور صحیح احادیث میں اللہ کی جو صفات آئی ہیں ان پر بغیر [illegible] ایمان لانا واجب ہے، جو شخص ان کی تفسیر کرتا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اجماع سلف کے خلاف عمل کرتا ہے، اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے دین اور جماعت مسلمین سے [illegible] (ترجمہ) [illegible] کیفیت معلوم نہیں [illegible] بدعت ہے۔

عرش پر تشریف فرما ہونا:

سلف صالحین [illegible] باری تعالیٰ [illegible] کے ساتھ استواء علی العرش [illegible] امام ابوحنیفہ نے فرمایا [illegible] آسمان میں ہے یا زمین میں وہ کافر ہو گیا کیونکہ اللہ نے فرمایا ہے الرَّحْمَنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوَى اور عرش آسمانوں کے اوپر ہے [illegible]

[illegible]

مختلف علماء و صوفیاء کے اقوال:

[illegible]

شیخ ابوالحسن اشعری بصری نے کتاب "اختلاف المصلین و مقالات الاسلامیین" میں اہل سنت اور اصحاب حدیث کا ایک قول نقل کیا ہے [illegible] الرَّحْمَنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوَى [illegible]

[illegible]

ابن عبد البر نے لکھا ہے [illegible] یہی اہل سنت کا قول ہے۔

[illegible]

[illegible]

... ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ يُغْشِى الَّيْلَ النَّهَارَ ... هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّآ اَنْ يَّاْتِيَهُمُ اللّٰهُ فِىْ ظُلَلٍ مِّنَ الْغَمَامِ ... [illegible]

[illegible]

خلاصہ کلام:

[illegible]

انسان کی بے بسی

[illegible]

[illegible]

يُدَبِّرُ الْاَمْرَ
تدبیر کرتا ہے کام کی

[illegible]

مَا مِنْ شَفِيعٍ اِلَّا مِنْ بَعْدِ اِذْنِهٖ
کوئی سفارش نہیں کر سکتا مگر اس کی اجازت کے بعد

کوئی اللہ کی اجازت کے بغیر سفارش نہیں کر سکتا

[illegible]

[illegible]

ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ
وہ اللہ ہے رب تمہارا سو اسی کی بندگی کرو کیا تم دھیان نہیں کرتے

بس اللہ ہی عبادت کا مستحق ہے

[illegible]

إِلَيْهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيعًا

اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے تم سب کو

[illegible]

وَعْدَ اللَّهِ حَقًّا إِنَّهُ يَبْدَأُ الْخَلْقَ ثُمَّ

وعدہ ہے اللہ کا سچا وہی پیدا کرتا ہے اول بار [illegible]

يُعِيدُهُ لِيَجْزِيَ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا

[illegible] ان کو جو ایمان لائے تھے [illegible]

الصَّالِحَاتِ بِالْقِسْطِ

اچھے کام انصاف کے ساتھ

[illegible]

وَالَّذِينَ كَفَرُوا لَهُمْ شَرَابٌ مِنْ حَمِيمٍ

اور جو کافر ہوئے ان کو پینا ہے کھولتا پانی

وَعَذَابٌ أَلِيمٌ بِمَا كَانُوا يَكْفُرُونَ هُوَ

اور عذاب ہے دردناک [illegible]

الَّذِي جَعَلَ الشَّمْسَ ضِيَاءً وَالْقَمَرَ نُورًا

جس نے بنایا سورج کو چمک اور چاند کو چاندنا

نور اور روشنی:

[illegible]

وَقَدَّرَهُ مَنَازِلَ

اور مقرر کیں اس کی منزلیں

چاند کی منزلیں:

[illegible]

روشنی کے رنگ:

[illegible]

لِتَعْلَمُوا عَدَدَ السِّنِينَ وَالْحِسَابَ

تاکہ پہچانو گنتی برسوں کی اور حساب

اوقات کا حساب

[illegible]

مَا خَلَقَ اللَّهُ ذَٰلِكَ إِلَّا بِالْحَقِّ

یوں ہی نہیں بنایا اللہ نے یہ سب کچھ [illegible]

[illegible]

يُفَصِّلُ الْآيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ

اِنَّ فِي اخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَمَا خَلَقَ

اللّٰهُ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ

يَّتَّقُوْنَ

وفی کل شیء له آية تدل علی انه واحد

اِنَّ الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا وَرَضُوْا

بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَاطْمَاَنُّوْا بِهَا وَالَّذِيْنَ

هُمْ عَنْ اٰيٰتِنَا غٰفِلُوْنَ

اُولٰٓئِكَ مَاْوٰىهُمُ النَّارُ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ

ان کی کمائی دوزخ ہے

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ

يَهْدِيْهِمْ رَبُّهُمْ بِاِيْمَانِهِمْ

ایمان و عمل کا پھل

تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهِمُ الْاَنْهٰرُ فِيْ جَنّٰتِ

النَّعِيْمِ دَعْوٰىهُمْ فِيْهَا سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ

[illegible]

وَتَحِيَّتُهُمْ فِيهَا سَلَامٌ

[illegible]

فرشتوں کا سلام

[illegible]

وَآخِرُ دَعْوَاهُمْ أَنِ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ
الْعَالَمِينَ

[illegible]

الحمد للہ رب العالمین

[illegible]

(جاحظ کہتے ہیں کہ اہل جنت کے کلام کا آغاز تسبیح و تعظیم سے ہوگا اور اس کا اختتام حمد کے شکر و سپاس پر ہوگا۔

کھانے پینے کے آداب:

قرطبی نے احکام القرآن میں فرمایا کہ کھانے پینے اور تمام کاموں میں سنت اہل جنت کے اس عمل کے مطابق یہ ہے کہ بسم اللہ سے شروع کرے اور الحمد للہ پر ختم کرے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کو یہ پسند ہے کہ بندہ جب کوئی چیز کھائے پئے تو بسم اللہ سے شروع کرے اور فارغ ہو کر الحمد للہ کہے۔

دعا کا ادب:

مستحب ہے کہ دعا کرنے والا آخر میں یہ کہا کرے وَاٰخِرُ دَعْوٰىهُمْ اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ اور قرطبی نے فرمایا کہ اس کے ساتھ اگر سورۂ صافات کی آخری آیتیں بھی پڑھے یعنی سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۔ (معارف مفتی اعظم)

وَلَوْ يُعَجِّلُ اللّٰهُ لِلنَّاسِ الشَّرَّ اسْتِعْجَالَهُمْ
اور اگر جلدی پہنچا دے اللہ لوگوں کو برائی جیسے کہ جلدی مانگتے ہیں
بِالْخَيْرِ لَقُضِيَ اِلَيْهِمْ اَجَلُهُمْ ۭ فَنَذَرُ الَّذِيْنَ
وہ بھلائی تو ختم کر دی جائے ان کی عمر سو ہم چھوڑے رکھتے ہیں
لَا يَرْجُوْنَ لِقَاۗءَنَا فِيْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ
ان کو جن کو امید نہیں ہماری ملاقات کی ان کی شرارت میں سرگرداں

اللہ مجرموں کو مہلت دیتا ہے:

وہ آیت پہلے فرمایا تھا کہ جو لوگ غفلت میں پڑے ہیں اور ہمارے ملنے کی امید نہیں رکھتے ان کا ٹھکانا دوزخ ہے۔ یہاں یہ بتلاتا ہے کہ خدا ایسے مجرموں کو دنیا میں فوراً نہیں پکڑتا بلکہ مہلت دیتا ہے۔ حالانکہ لوگوں کا حال یہ ہے کہ بیباکی سے بے حیا ہو کر خود اپنے اوپر طلب عذاب کے لئے اصرار کرتے ہیں۔ مثلاً کہتے ہیں

اللھم ان کان ھذا ھو الحق من عندک فامطر علینا حجارۃ من السماء (انفال) کبھی دوسری تنگی یا حالت سے تنگ آ کر اپنے مال اولاد وغیرہ کے حق میں بددعائیں کرنے لگتے ہیں جیسے کہ تجربہ سے ظاہر ہے۔ مطلب یہ کہ اگر خدا تعالیٰ ان کی اور خواہش بددعا کے موافق فوراً قبول کر لیا کرتا جس طرح ان کی بھلائی کی درخواستیں ان کی خواہش کے مطابق قبول کر لیتا ہے تو ان کو [illegible] ایک منٹ کی فرصت نہ ملتی اور مدت حیات اسی وقت منقطع ہو جائے مگر خدا کے حلم کی وجہ سے سب مصلحت کا مقتضی یہ ہے کہ مہلت دی جائے۔

پائیں گے وہ اپنی غفلت میں پڑے رہ کر ہمیں فرصت لیے پڑے رہیں۔ (تفسیر عثمانی)

عزیزوں کے حق میں بددعا:

امام ابن جریر طبری نے بروایت قتادہ حضرت مجاہد سے اس آیت کا مطلب یہ نقل کیا ہے کہ اس جگہ بددعا سے مراد یہ ہے کہ بعض اوقات کوئی انسان غصہ کی حالت میں اپنی اولاد یا مال و دولت کے تباہ ہونے کی بددعا کر بیٹھتا ہے یا ان چیزوں پر لعنت کے کلمات کہہ ڈالتا ہے اللہ تعالیٰ اپنے لطف و کرم سے ایسی دعا قبول کرنے میں جلدی نہیں فرماتے۔ امام قرطبی نے اس جگہ ایک روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے اللہ جل شانہ سے دعا کی ہے کہ وہ کسی دوست عزیز کی بددعا اس کے دوست عزیز کے متعلق قبول نہ فرمائیں۔ امام شہر بن حوشب فرماتے ہیں کہ میں نے بعض کتابوں میں پڑھا ہے کہ جو فرشتے انسانوں کی حاجات روائی پر مقرر ہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے ان کو یہ ہدایت کر رکھی ہے کہ میرا بندہ جو رنج و غصہ میں کوئی بات کہے اس کو نہ لکھو۔ (قرطبی)

اس کے باوجود بعض اوقات کوئی قبولیت کی گھڑی آتی ہے جس میں انسان کی زبان سے جو بات نکلے وہ فوراً قبول ہو جاتی ہے اس لئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنی اولاد اور مال کے لئے کبھی بددعا نہ کرو۔ ایسا نہ ہو کہ وہ وقت قبولیت دعا کا ہو اور یہ بددعا فوراً قبول ہو جائے (اور تمہیں بعد میں پچھتانا پڑے) یہ صحیح مسلم میں یہ حدیث حضرت جابر کی روایت سے غزوہ بواط کے واقعہ کے تحت نقل کی گئی ہے۔ (معارف مفتی اعظم)

وَاِذَا مَسَّ الْاِنْسَانَ الضُّرُّ دَعَانَا لِجَنْۢبِهٖٓ
اور جب پہنچے انسان کو تکلیف پکارے ہم کو پڑا ہوا
اَوْ قَاعِدًا اَوْ قَاۗىِٕمًا ۚ فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُ ضُرَّهٗ
یا بیٹھا یا کھڑا پھر جب ہم کھول دیں اس سے وہ تکلیف چلا جائے
مَرَّ كَاَنْ لَّمْ يَدْعُنَآ اِلٰى ضُرٍّ مَّسَّهٗ ۭ كَذٰلِكَ
گویا کبھی نہ پکارا تھا ہم کو کسی تکلیف پہنچنے پر اسی طرح
زُيِّنَ لِلْمُسْرِفِيْنَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ
پسند آیا ہے بیباک لوگوں کو جو کچھ کر رہے ہیں

انسان کی بے حیائی اور کمزوری:

یعنی انسان اول بے باکی سے خود عذاب طلب کرتا اور برائی اپنے حق میں مانگتا ہے مگر کمزور اتنا ہے کہ جہاں ذرا تکلیف پہنچی گھبرا کر ہمیں پکارنا شروع کر دیا، جب تک مصیبت رفع نہ ہو کھڑے بیٹھے لیٹے ہر حالت میں خدا کو پکارتا رہا

[illegible]

عیش و آرام میں خدا کو یاد رکھو

حدیث میں ہے [illegible] خدا کو اپنے عیش و آرام میں یاد رکھو [illegible] مصیبت میں یاد رکھے گا [illegible] (تفسیر [illegible])

وَلَقَدْ أَهْلَكْنَا الْقُرُونَ مِن قَبْلِكُمْ لَمَّا

اور البتہ ہم ہلاک کر چکے ہیں جماعتوں کو تم سے پہلے

ظَلَمُوا وَجَاءَتْهُمْ رُسُلُهُم بِالْبَيِّنَاتِ

جب ظالم ہو گئے [illegible] ان کے پاس رسول ان کے بھی

وَمَا كَانُوا لِيُؤْمِنُوا كَذَٰلِكَ نَجْزِي

نشانیاں اور ہرگز نہ تھے ایمان لانے والے یوں ہی سزا دیتے ہیں

الْقَوْمَ الْمُجْرِمِينَ

ہم قوم گنہگاروں کو

ظلم و کفر کی سزا آخر مل کر رہتی ہے

[illegible]

ثُمَّ جَعَلْنَاكُمْ خَلَائِفَ فِي الْأَرْضِ مِن

پھر تم کو ہم نے نائب کیا زمین میں ان کے بعد

بَعْدِهِمْ لِنَنظُرَ كَيْفَ تَعْمَلُونَ

تاکہ دیکھیں ہم کہ تم کیا کرتے ہو

انسانوں کا امتحان [illegible]

[illegible]

لِنَنظُرَ كَيْفَ تَعْمَلُونَ تاکہ ہم دیکھیں کہ تم کیسے عمل کرتے ہو [illegible]

[illegible] (تفسیر [illegible])

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خلفاء کے بارے میں خواب

[illegible]

وَإِذَا تُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ آيَاتُنَا بَيِّنَاتٍ قَالَ الَّذِينَ

اور جب پڑھی جاتی ہیں ان کے سامنے آیتیں ہماری واضح کہتے ہیں

لَا يَرْجُونَ لِقَاءَنَا ائْتِ بِقُرْآنٍ غَيْرِ هَٰذَا

وہ لوگ جن کو امید نہیں ہے ہماری ملاقات کی کہ لے آ کوئی قرآن اس کے

أَوْ بَدِّلْهُ

[illegible]

قُلْ مَا يَكُونُ لِي أَنْ أُبَدِّلَهُ مِنْ تِلْقَاءِ

[illegible]

نَفْسِي إِنْ أَتَّبِعُ إِلَّا مَا يُوحَىٰ إِلَيَّ

[illegible]

إِنِّي أَخَافُ إِنْ عَصَيْتُ رَبِّي عَذَابَ يَوْمٍ

[illegible]

عَظِيمٍ

[illegible]

[illegible]

قُلْ لَوْ شَاءَ اللَّهُ مَا تَلَوْتُهُ عَلَيْكُمْ وَلَا أَدْرَاكُمْ

[illegible]

بِهِ فَقَدْ لَبِثْتُ فِيكُمْ عُمُرًا مِنْ قَبْلِهِ

[illegible]

أَفَلَا تَعْقِلُونَ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر مبارک:

[illegible]

فَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ
كَذِبًا أَوْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِهٖ ۚ إِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ

[illegible]

الْمُجْرِمُوْنَ

مجرم کبھی کامیاب نہیں ہوسکتے

[illegible]

وَيَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَضُرُّهُمْ
وَلَا يَنْفَعُهُمْ وَيَقُوْلُوْنَ هٰٓؤُلَآءِ شُفَعَآؤُنَا
عِنْدَ اللّٰهِ

خدا کے ساتھ مشرکوں کا معاملہ:

[illegible]

قُلْ أَتُنَبِّئُوْنَ اللّٰهَ بِمَا لَا يَعْلَمُ فِي السَّمٰوٰتِ
وَلَا فِي الْأَرْضِ ۚ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا

يُشْرِكُونَ

شریک کرتے ہیں

بت نہ سفارش کر سکتے ہیں اور نہ معبود ہیں:

[illegible]

وَمَا كَانَ النَّاسُ إِلَّا أُمَّةً وَاحِدَةً

اور لوگ جو ہیں سو ایک ہی امت تھے پیچھے جدا جدا ہو گئے

فَاخْتَلَفُوا ۚ وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِن رَّبِّكَ

اور اگر نہ ایک بات پہلے ہو چکی تیرے رب کی

لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ فِيمَا فِيهِ يَخْتَلِفُونَ

تو فیصلہ ہو جاتا ان میں جس بات میں کہ اختلاف کر رہے ہیں

کسی دین میں شرک جائز نہیں ہے:

[illegible]

فیصلے کا دن قیامت ہے:

[illegible]

[illegible]

وَيَقُولُونَ لَوْلَا أُنزِلَ عَلَيْهِ آيَةٌ مِّن رَّبِّهِ

اور کہتے ہیں کیوں نہ اتری اس پر ایک نشانی اس کے رب سے

فَقُلْ إِنَّمَا الْغَيْبُ لِلَّهِ فَانتَظِرُوا إِنِّي مَعَكُم

سو تو کہہ غیب کی بات اللہ ہی جانے سو منتظر رہو میں بھی

مِّنَ الْمُنتَظِرِينَ

تمہارے ساتھ انتظار کرتا ہوں

پیغمبر کیلئے فرمائشی نشان دکھانا ضروری نہیں:

[illegible]

وَإِذَا أَذَقْنَا النَّاسَ رَحْمَةً مِّن بَعْدِ ضَرَّاءَ

اور جب چکھائیں ہم لوگوں کو مزہ اپنی رحمت کا بعد ایک تکلیف کے

مَسَّتْهُمْ إِذَا لَهُم مَّكْرٌ فِي آيَاتِنَا ۚ قُلِ

جو ان کو پہنچی تھی اسی وقت بنانے لگیں حیلے ہماری آیتوں میں کہہ دے

اللَّهُ أَسْرَعُ مَكْرًا ۚ إِنَّ رُسُلَنَا يَكْتُبُونَ مَا

اللہ سب سے جلد بنا سکتا ہے حیلے تحقیق ہمارے فرشتے لکھتے ہیں

تَمْكُرُونَ

حیلہ بازی تمہاری

مشرکین کی حیلہ بازی:

[illegible]

قریب پہنچ گئے تو ابوسفیان نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دعا کی درخواست کی اور وعدہ کیا کہ اب اگر عذاب ہٹ جائے تو ہم ایمان لے آئیں گے۔ آپ کی دعا سے خدا نے حال کر دیا لیکن جب بلا دور ہوئی تو پھر وہی شرارتیں کرنے لگے۔ خدا کی آیتوں کو جھٹلاتے اور اس کی قدرت و رحمت پر نظر نہ کرتے۔ بلکہ انعامات الٰہیہ کو ظاہری اسباب و حیل اور محض بے اصل خیالات و اوہام کی طرف نسبت کرتے تھے۔ اس کا جواب دیا کہ پہلے تم نے مکر و فریب اور حیلہ بازی کی تو خدا سے تمہاری حیلہ بازیاں ایک ایک کر کے لکھی جا رہی ہیں۔ وہ سب دفتر قیامت کے دن تمہارے سامنے رکھ دیا جائے گا۔ پھر جب تمہاری کوئی حیلہ بازی فرشتوں سے چھپی نہیں، خدا کے علم سے کہاں باہر ہو سکتی ہے۔ تم اپنے مکر و حیلہ سازی پر مغرور ہو حالانکہ خدا کا جوابی مکر (تدبیر خفی) تمہارے مکر و تدبیر سے کہیں تیز اور سریع الاثر ہے۔ وہ مجرم کو ڈھیل دیتا ہے۔ اتنی ڈھیل چھوڑ دیتا ہے کہ مجرم کو نشہ غفلت میں پکڑے جانے کا تصور بھی نہیں آتا۔ جب پیمانہ شقاوت لبریز ہو جاتا ہے تو دفعتہً پکڑ کر تباہ کر دیتا ہے۔ چنانچہ آگے بتلاتے ہیں کہ خدائی نیکی و بدی اور خوشی کن حالات کو دیکھ کر معلوم ہوتا ہے کہ معلوم کرنی کے بعد کیسی تیزی سے آتی ہے۔ پچھلے مکر کی مثال میں بیان فرمایا۔ حضرت شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ "سختی کے وقت آدمی کی نظر اسباب سے اٹھ کر صرف اللہ پر رہتی ہے" جہاں مصیبت ٹلی اور کام بن گیا پھر بندہ کو بھول کر اسباب پر نظر رہتی ہے۔ یہ نہیں کہ خدا کہیں کی تکلیف دور کر کے ایک سبب کھڑا کر دے۔ اسی کے ہاتھ میں سب اسباب کی باگ ہے چنانچہ آگے دریائی سفر کی مثال میں اسی کی ایک صورت بیان فرمائی ہے۔ (تفسیر عثمانی)

دو اعمال جن کا بدلہ جلدی مل جاتا ہے:

حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو نیکی جلدی ادا ہو لوگوں پر احسان کرنے کا بدلہ بھی جلدی ملتا ہے (کہ آخرت سے پہلے دنیا ہی میں اس کی برکات نظر آنے لگتی ہیں) اور ظلم اور قطع رحمی کا بدلہ بھی جلد ملتا ہے (کہ دنیا میں بھگتنا پڑتا ہے) (رواہ الترمذی و ابن ماجہ بسند حسن) اور ایک حدیث میں بروایت حضرت عائشہ مذکور ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تین گناہ ایسے ہیں کہ ان کا وبال اپنے کرنے والے ہی پر پڑتا ہے ظلم عہد شکنی اور مکر و فریب (رواہ ابو الشیخ و ابن مردویہ فی التفسیر) (معارف القرآن و مظہری)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بددعا:

مظہری کی روایت میں آیا ہے کہ قریش کی بد اعمالیوں سے تنگ آ کر رسول اللہ نے بددعا کی اور فرمایا اے اللہ یوسف کے سات سالوں کی طرح ان کو قحط سالی میں مبتلا کر دے پس ان پر بددعا کے نتیجے میں قحط ایسا مسلط ہو گیا کہ ہر چیز (کھیتی باڑی پھل وغیرہ) تباہ ہو گئی کھالیں اور مردار جانور تک کھانے

کی نوبت پہنچ گئی ابوسفیان نے خدمت گرامی میں حاضر ہو کر عرض کیا محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمہاری قوم والے ہلاک ہو گئے۔ تم اللہ کی اطاعت اور صلہ رحمی (قرابتداروں سے حسن سلوک) کا حکم دیتے ہو اللہ سے ان کے لئے دعا کرو کہ ان کی مصیبت کو دور کر دے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی۔

اللہ تعالیٰ کی تدبیر ہی کامیاب ہے:

بعض لوگوں نے سرعت مکر کا یہ معنی بیان کیا ہے کہ حق کو دفع کرنے کی جو تدبیریں کافر کرتے ہیں ان سے زیادہ سرعت کے ساتھ اللہ ان کو ہلاک کر دینے کی تدبیر کرتا ہے۔ اللہ کا عذاب ان پر بہت جلد آ جاتا ہے۔ اللہ پوری قدرت رکھتا ہے اس لئے وہ جو چاہتا ہے وہ ضرور ہو کر رہتا ہے اور کافر دفع حق کی قدرت نہیں رکھتے۔ (تفسیر مظہری)

هُوَ الَّذِي يُسَيِّرُكُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ حَتَّىٰ إِذَا
وہی تم کو پھراتا ہے جنگل اور دریا میں یہاں تک کہ
كُنتُمْ فِي الْفُلْكِ وَجَرَيْنَ بِهِم بِرِيحٍ
جب تم بیٹھے کشتیوں میں اور لے کر چلیں وہ لوگوں کو
طَيِّبَةٍ وَفَرِحُوا بِهَا جَاءَتْهَا رِيحٌ عَاصِفٌ
اچھی ہوا سے اور خوش ہوئے اس سے۔ آئی کشتیوں پر ہوا تند
وَجَاءَهُمُ الْمَوْجُ مِن كُلِّ مَكَانٍ وَظَنُّوا
اور آئی ان پر موج ہر جگہ سے اور جان لیا انہوں نے کہ وہ گھر گئے
أَنَّهُمْ أُحِيطَ بِهِمْ ۙ دَعَوُا اللَّهَ مُخْلِصِينَ
پکارنے لگے اللہ کو خالص ہو کر اس کی بندگی میں
لَهُ الدِّينَ لَئِنْ أَنجَيْتَنَا مِنْ هَٰذِهِ لَنَكُونَنَّ
اگر تو نے بچا لیا ہم کو اس سے تو بیشک ہم رہیں گے
مِنَ الشَّاكِرِينَ ﴿٢٢﴾ فَلَمَّا أَنجَاهُمْ إِذَا هُمْ يَبْغُونَ
شکر گزار۔ پھر جب بچا دیا ان کو اللہ نے لگے شرارت کرنے
فِي الْأَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ
اسی وقت زمین میں ناحق کی

مشرکین کی موقع پرستی:

یعنی بتلاؤ کہ جب تم بحری سفر میں ہوتے ہو، موافق ہوا چل رہی ہے، بیڑے کے بیڑے آرام سے جا رہے ہیں کہ ناگہاں ایک تند و تیز طوفانی ہوا چلنے لگی اور چاروں طرف سے پانی کے پہاڑ اٹھ کر کشتی (یا جہاز) سے ٹکرانے لگے، جب یقین ہو گیا کہ ہر طرف سے موت کے منہ میں گھر گئے ہیں، بھاگنے اور نکلنے کی کوئی جگہ نہیں تو دوسرے فرضی معبودوں کو چھوڑ کر صرف ایک اللہ کو پکارنے لگے جو اصل فطرت انسانی کا تقاضا تھا، ہاتھ جوڑ جوڑ کر عاجزی کرنے لگے اور عہد کیا کہ اگر اس مصیبت سے تو نے ہمیں بچا لیا تو ہمیشہ تیرے شکر گزار رہیں گے۔ لیکن جب وہ اس مصیبت سے نجات پا گئے تو خشکی پر قدم رکھتے ہی شرارتیں کرنے لگے، گویا کبھی کوئی عہد قائم ہی نہ کیا تھا (اعجب) اس آیت میں ان مدعیان اسلام کے لئے بڑی عبرت ہے جو جہاز کے طوفان میں گھر جانے کے وقت بھی خدا کے بجائے اپنے پیروں کو مدد کے لئے پکارتے ہیں۔

حضرت عکرمہ کا مسلمان ہونا:

فتح مکہ کے بعد عکرمہ بن ابی جہل مسلمان ہونے سے بھاگ کر بحری سفر اختیار کیا، تھوڑی دور جا کر کشتی طوفانی ہواؤں سے گھر گئی تو اہل کشتی نے کہا کہ اب صرف ایک خدا کو پکارو، یہاں تمہارے معبود کچھ کام نہ آئیں گے۔ عکرمہ نے کہا کہ یہی تو وہ خدا ہے جس کی طرف محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہم کو بلاتے تھے، اب دیکھو، جب کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کی بات سمندر میں بھی ٹھیک ہے تو خشکی میں بھی اس کی سچائی اور صداقت کے تعلیم یقیناً کام آئے گی۔ یا اللہ اگر تو نے اس مصیبت سے نجات دی تو میں ضرور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ہاتھ میں ہاتھ دوں گا، مجھے امید ہے کہ وہ اپنے اخلاق کریمانہ سے میری تقصیرات کو معاف فرما دیں گے۔ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر مشرف با اسلام ہوئے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ (ابن کثیر)

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّمَا بَغْيُكُمْ عَلٰٓى اَنْفُسِكُمْ مَّتَاعَ
اے لوگو تمہاری شرارت ہے تمہی پر نفع اٹھالو
الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ثُمَّ اِلَيْنَا مَرْجِعُكُمْ فَنُنَبِّئُكُمْ
دنیوی زندگانی کا پھر ہمارے ہی پاس تم کو آنا ہے پھر ہم بتلا دیں گے
بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ
جو کچھ تم کرتے تھے

تمہیں اپنی شرارتیں لے ڈوبیں گی:

یعنی تمہاری شرارت کا وبال تمہیں پر پڑے گا، اگر چند روزہ شرارتیں کر کے تم نے کچھ تھوڑا سا نفع حاصل کر بھی لیا تو کیا ہوا، پھر خدا کی طرف لوٹنا ہے، وہاں تمہارا سب کیا دھرا کھل کر سامنے آ جائے گا اور جو کچھ تم کرتے تھے تمہارے آگے رکھ دیا جائے گا۔ (ابن کثیر)

لوٹ پڑنے والی چیزیں:

[illegible] بیان ہوئے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دو گناہ ایسے ہیں جن کا وبال بہت جلد دنیا ہی میں لوٹ پڑتا ہے ظلم اور قطع رحمی۔

[illegible] ظلم اور قطع رحمی سے بڑھ کر کوئی گناہ اس کا مستحق نہیں کہ اس کی سزا [illegible] (ابن کثیر)

اللہ تعالیٰ کے وجود کی دلیل:

[illegible]

[illegible] (ابن کثیر)

مومن اور کافر کا فرق:

[illegible]

إِنَّمَا مَثَلُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا كَمَآءٍ أَنْزَلْنٰهُ

[illegible]

مِنَ السَّمَآءِ فَاخْتَلَطَ بِهٖ نَبَاتُ الْأَرْضِ

آسمان سے [illegible] اس سے [illegible] زمین کا

مِمَّا يَأْكُلُ النَّاسُ وَالْأَنْعَامُ

جو کھاتے ہیں آدمی اور چوپائے

دنیاوی زندگی کی مثال

[illegible]

حَتّٰىٓ إِذَآ أَخَذَتِ الْأَرْضُ زُخْرُفَهَا وَازَّيَّنَتْ

[illegible]

وَظَنَّ أَهْلُهَآ أَنَّهُمْ قٰدِرُوْنَ عَلَيْهَآ

[illegible]

کھیتی تباہ ہوگئی

[illegible]

أَتٰىهَآ أَمْرُنَا لَيْلًا أَوْ نَهَارًا فَجَعَلْنٰهَا حَصِيْدًا

[illegible]

كَأَنْ لَّمْ تَغْنَ بِالْأَمْسِ كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ

[illegible]

الْأٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

وَاللّٰهُ يَدْعُوٓا إِلٰى دَارِ السَّلٰمِ وَيَهْدِيْ مَنْ

[illegible]

يَّشَآءُ إِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ

[illegible]

جنت کی طرف آؤ

[illegible]

آدمی تمام کر سکتی ہے کو جس کی طرف بلا رہا ہے اور وہاں تک پہنچنے کا راستہ بھی دکھلا رہا ہے۔ وہ ایسا گھر ہے جہاں کے رہنے والے ہر قسم کے رنج و غم اور پریشانی، تکلیف، نقصان، آفت اور خوف و خطر وغیرہ سے بالکل محفوظ و سالم رہیں گے۔ فرشتے ان کو سلام کریں گے۔ خود رب العزت کی طرف سے تحفۂ سلام پہنچے گا۔ (تفسیر عثمانی)

جنت کو دار السلام کہنے کی وجہ:

دار السلام سے مراد جنت ہے۔ اس کو دار السلام کہنے کی ایک وجہ تو یہ ہے کہ اس میں ہر طرح کی سلامتی اور امن و سکون ہر شخص کو حاصل ہوگا۔ دوسری وجہ بعض روایات میں یہ ہے کہ جنت کا نام دار السلام اس لئے بھی رکھا گیا ہے کہ اس میں رہنے والوں کو ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے نیز فرشتوں کی طرف سے سلام پہنچتا رہے گا۔ بلکہ لفظ سلام اہل جنت کی اصطلاح ہوگی، جس کے ذریعہ وہ اپنی خواہشات کا اظہار کریں گے اور فرشتے ان کو مہیا کریں گے، جیسا کہ اس سے پہلی آیات میں گزر چکا ہے۔

حضرت یحییٰ بن معاذؒ کا خطاب:

حضرت یحییٰ بن معاذؒ نے اس آیت کی تفسیر میں بطور نصیحت عوام کو خطاب کر کے فرمایا کہ اے آدم کے بیٹے! تجھ کو اللہ تعالیٰ نے دار السلام کی طرف بلایا تو اس دعوت الٰہیہ کی طرف کب اور کہاں سے قدم اٹھاتا ہے۔ سمجھ لے کہ اگر تو نے اس دعوت کو قبول کرنے کے لئے اسی دنیا سے کوشش شروع کر دی تو وہ کامیاب ہوگی اور تو دار السلام میں پہنچ جائے گا اور اگر تو نے اس دنیا کی عمر کو ضائع کرنے کے بعد یہ چاہا کہ قبر میں پہنچ کر اس دعوت کی طرف چلوں گا تو تیرا راستہ روک دیا جائے گا، وہاں ایک قدم آگے نہ بڑھ سکے گا کیونکہ وہ دار العمل نہیں۔

کسی گھر کا نام دار السلام رکھنا:

حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے فرمایا کہ دار السلام جنت کے سات ناموں میں سے ایک نام ہے۔ (تفسیر قرطبی)

اس سے معلوم ہوا کہ دنیا میں کسی گھر کا نام دار السلام رکھنا مناسب نہیں، جیسے جنت، فردوس وغیرہ نام رکھنا بھی درست نہیں۔

توفیق اللہ دیتا ہے:

اس کے بعد آیت مذکورہ میں ارشاد فرمایا:

وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَاۤءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ

یعنی پہنچا دیتا ہے اللہ تعالیٰ جس کو چاہے سیدھے راستہ پر۔

مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے دار السلام کی دعوت تو سارے انسانوں کے لئے عام ہے اور دعوت کے اعتبار سے سب کے لئے ہدایت عام ہے لیکن ہدایت کی خاص قسم یعنی سیدھے راستہ پر کھڑا کر دینا اور چلنے کی توفیق دی جانا یہ مخصوص ہے، ان ہی لوگوں کو نصیب ہوتا ہے۔ (معارف مفتی اعظم)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مثال:

حضرت جابرؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سو رہے تھے کہ فرشتے آئے اور آپس میں کہنے لگے تمہارے اس ساتھی کی ایک خاص حالت ہے، مثال دے کر اس کی حالت بیان کرو۔ کسی فرشتے نے کہا یہ سو رہا ہے۔ دوسرے نے کہا اس کی آنکھ سو رہی ہے دل بیدار ہے۔ پھر فرشتوں نے کہا اس کی حالت ایسی ہے جیسے کسی شخص نے کوئی مکان بنایا اور (مہمانوں کو کھلانے کے لئے) دستر خوان بچھایا اور لوگوں کو بلانے کے لئے ایک آدمی کو بھیجا، جن لوگوں نے دعوت قبول کر لی وہ اس کے گھر میں آ گئے اور دستر خوان پر کھانا کھایا، جس نے دعوت قبول نہیں کی وہ گھر کے اندر نہیں آیا اور دستر خوان سے کچھ کھایا (نہیں)۔ دوسرے فرشتوں نے کہا اس مثال کی تشریح کر دو تاکہ یہ شخص سمجھ جائے۔ ایک فرشتے نے کہا یہ سو رہا ہے۔ دوسرے نے کہا اس کی آنکھ سو رہی ہے دل بیدار ہے۔ فرشتوں نے کہا اس کی تشریح یہ ہے کہ مکان جنت ہے، لوگوں کو بلانے والا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، جس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا کہنا مانا اس نے اللہ کی اطاعت کی اور جس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کی اس نے اللہ کی نافرمانی کی۔ لوگوں کے مختلف فرقے ہیں۔ (رواہ البخاری)

دارمی نے حضرت ربیعہ جرشیؓ کی روایت سے بھی یہ حدیث نقل کی ہے لیکن اس روایت کے یہ الفاظ ہیں، مجھ سے کہا گیا (تمثیل کر) سردار نے ایک مکان بنایا اور دستر خوان تیار کیا اور ایک آدمی کو (عام لوگوں کو کھانے کے لئے) بلانے کے لئے بھیجا۔ پس جس کسی نے دعوت قبول کر لی وہ گھر کے اندر آ گیا اور دستر خوان پر اس نے (کھانا) کھا لیا اور (میزبان) سردار اس سے خوش ہو گیا اور جس نے دعوت قبول نہیں کی وہ گھر کے اندر نہیں آیا، اس نے دستر خوان سے کچھ نہیں کھایا اور سردار اس سے ناخوش ہو گیا۔ فرمایا پس اللہ سردار ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم بلانے والا ہے اور مکان اسلام ہے اور دستر خوان جنت ہے۔

صراط مستقیم:

تمام اہل علم فرماتے ہیں کہ صراط مستقیم سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر و عمر کا طریقہ اور راستہ مراد ہے۔ (تفسیر مظہری)

خلاف پیمبر کسے رہ گزید — کہ ہرگز بمنزل نخواہد رسید

(سعدی)

لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوا الْحُسْنٰى وَزِيَادَةٌ
جنہوں نے کی بھلائی ان کے لئے ہے بھلائی اور زیادتی

بھلائی اور زیادتی:

بھلے کام کرنے والوں کو وہاں بھلی چیز ملے گی (یعنی جنت) اور اس سے

ولا یرھق وجوھھم قتر ولا ذلۃ اولٰئک

اور نہ چڑھے گی ان کے منہ پر سیاہی اور نہ رسوائی وہ ہیں

اصحٰب الجنۃ ھم فیھا خٰلدون

جنت والے وہ اسی میں رہا کریں گے

[illegible]

سب سے بڑی نعمت:

[illegible]

جنتیوں کے چہرے:

[illegible]

والذین کسبوا السیّاٰت جزاء سیّئۃ بمثلھا

اور جنہوں نے کمائیں برائیاں بدلا برائی کا اس کے برابر

[illegible]

وترھقھم ذلۃ ما لھم من اللہ من عاصم

اور چڑھ جائے گی ان پر رسوائی کوئی نہیں ان کو اللہ سے بچانے والا

کانما اغشیت وجوھھم قطعا

گویا ڈھانک دیے گئے ان کے منہ اندھیری

من الیل مظلما

رات کے ٹکڑوں سے

جہنمیوں کے چہرے

[illegible]

اولٰئک اصحٰب النار ھم فیھا خٰلدون

وہ ہیں دوزخ والے وہ اسی میں رہا کریں گے

وَيَوْمَ نَحْشُرُهُمْ جَمِيعًا ثُمَّ نَقُولُ لِلَّذِينَ أَشْرَكُوا
اور جس دن جمع کریں گے ہم ان سب کو پھر کہیں گے شرک کرنے
مَكَانَكُمْ أَنتُمْ وَشُرَكَاؤُكُمْ
والوں کو کھڑے ہو جاؤ اپنی جگہ تم اور تمہارے شریک

فرضی معبودوں کی بے بسی:

یعنی جن کو تم نے اپنے خیال میں خدا کا شریک ٹھہرا رکھا تھا، یا جن کو خدا کے بیٹے بیٹیاں کہتے تھے جیسے مسیح علیہ السلام جو نصاریٰ کے نزدیک "ابن اللہ" بلکہ "عین اللہ" تھے یا ملائکۃ اللہ یا "اصنام و بت" کہ ان میں کسی کو ایک حیثیت سے خدائی کا منصب دے رکھا تھا، یا جن کو مشرکین نے خدائی کے اختیارات تقسیم کر رکھے تھے، سب کو حسب مراتب اپنی اپنی جگہ کھڑے رہنے کا حکم ہوگا۔

فَزَيَّلْنَا بَيْنَهُمْ ۖ وَقَالَ شُرَكَاؤُهُم مَّا كُنتُمْ
پھر تڑوا دیں گے ہم آپس میں ان کو اور کہیں گے ان کے شریک تم
إِيَّانَا تَعْبُدُونَ ۝ فَكَفَىٰ بِاللَّهِ شَهِيدًا بَيْنَنَا
ہماری تو بندگی نہ کرتے تھے سو اللہ کافی ہے شاہد ہمارے
وَبَيْنَكُمْ إِن كُنَّا عَنْ عِبَادَتِكُمْ لَغَافِلِينَ
اور تمہارے بیچ میں ہم کو تمہاری بندگی کی خبر نہ تھی

یعنی اس وقت عجیب تفرقہ اور کش مکش کی نوبت آئے گی۔ عابدین و معبودین میں جدائی ہو جائے گی اور دنیا میں جو اوہام و خیالات کے موافق جوڑ توڑ کے تھے سب ٹوٹ جائیں گے۔ اس ہولناک وقت میں جب کہ مشرکین کو اپنے فرضی معبودوں سے بہت کچھ توقعات تھیں، وہ صاف جواب دے دیں گے کہ تمہارا ہم سے کیا تعلق، تم جھوٹ بکتے ہو کہ ہماری بندگی کرتے تھے (کیونکہ اپنے عقیدہ کے موافق جس چیز کو پوجتے تھے اس کے لئے وہ خدائی صفات ثابت کرتے تھے، حالانکہ واقع میں ان میں موجود نہیں تھیں، تو حقیقت میں وہ عبادت اور بندگی بانی "مسیح" یا "ملائکہ" کی نہ ہوئی، اور نہ حقیقت میں بے جان صورتوں کی تھی، محض اپنے خیال اور وہم یا شیطان لعین کی پرستش کرتے تھے، یا تم اپنی تصویریں اور مورتیں بنا رکھی تھیں) خدا گواہ ہے کہ ہماری مرضی سے تم نے یہ حرکت نہیں کی۔ ہم کو یاد بھی نہیں کہ تمہاری حالت و عبادت سے خدا کے مقابلہ میں ہمیں کچھ سروکار ہو۔ (تنبیہ) یہ گفتگو حضرت "مسیح" وغیرہ کی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملتی جلتی ہوگی اور "اصنام" (بتوں) کی جانب سے بزور قوت گویائی ہوگی، جس کا مقصد مشرکین کی انتہائی حسرت و یاس اور ان کی رسوائی کے اظہار کے لئے اپنی قدرت کاملہ سے ان پتھروں کو گویا کر دے۔ "قَالُوا أَنطَقَنَا اللَّهُ الَّذِي أَنطَقَ كُلَّ شَيْءٍ" (حم سجدہ، رکوع ۳)

هُنَالِكَ تَبْلُو كُلُّ نَفْسٍ مَّا أَسْلَفَتْ وَرُدُّوا
وہاں جانچ لے گا ہر کوئی جو اس نے پہلے کیا تھا اور رجوع کریں گے
إِلَى اللَّهِ مَوْلَاهُمُ الْحَقِّ وَضَلَّ عَنْهُم مَّا كَانُوا
اللہ کی طرف جو سچا مالک ہے ان کا اور جاتا رہے گا ان کے پاس سے جو
يَفْتَرُونَ
جھوٹ باندھا کرتے تھے

سب توقعات ختم ہو جائیں گی:

یعنی ہر ایک نے جو عمل کیا تھا سب کی حقیقت سامنے آ جائے گی۔ جو غلط امیدیں قائم کر رکھی تھیں سب ختم ہو جائیں گی اور جھوٹے دعوے اور بناوٹی معبود سب غائب ہو جائیں گے۔

قُلْ مَن يَرْزُقُكُم مِّنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ
تو پوچھ کون روزی دیتا ہے تم کو آسمان سے اور زمین سے

سب کچھ اللہ نے دیا ہے:

آسمان کی طرف سے بارش اور حرارت شمس وغیرہ پہنچتی ہے اور زمین سے غلہ اور میوے نکلتے ہیں جن سے انسان کی روزی مہیا ہوتی ہے۔

أَمَّن يَمْلِكُ السَّمْعَ وَالْأَبْصَارَ
یا کون مالک ہے کان اور آنکھوں کا

یعنی اپنے عجیب و غریب کے اصول طریقہ سے کس نے کان اور آنکھ پیدا کی۔ پھر ان کی حفاظت کا سامان کیا۔ کون ہے جو ان تمام قویٰ کا اصلی اور حقیقی مالک ہے کہ جب چاہے ان کو بیکار کر دے اور جب چاہے چھین لے۔

وَمَن يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ
اور کون نکالتا ہے زندہ کو مردہ سے اور نکالتا ہے مردہ
مِنَ الْحَيِّ
زندہ سے

"طلوع" یا "بعث" سے جاننا اور مکمل ہونا ... ہے یا ماحول اور معنوی طور پر جو شخص یا قوم مردہ ہو چکی ہو اس میں ... سے ... کرتے ہیں ... خلاف ... سے ... کی جاتی ہے۔

وَمَنْ يُّدَبِّرُ الْاَمْرَ

اور کون تدبیر کرتا ہے کاموں کی

کاموں کی تدبیر اور انتظام کون کرتا ہے۔

فَسَيَقُوْلُوْنَ اللّٰهُ ۚ فَقُلْ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ

سو بول اٹھیں گے کہ اللہ تو تو کہہ پھر ڈرتے نہیں ہو

فَذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمُ الْحَقُّ ۚ فَمَاذَا بَعْدَ

سو یہ اللہ ہے رب تمہارا سچا پھر کیا رہ گیا سچ کے پیچھے

الْحَقِّ اِلَّا الضَّلٰلُ ۚ فَاَنّٰى تُصْرَفُوْنَ

مگر بھٹکنا سو کہاں سے لوٹے جاتے ہو

مالک کا اقرار کرتے ہو اس کی عبادت کرو:

مشرکین بھی ... تھا ... "کہ آسمانوں اور زمین ... سے ... سب کا خالق و مالک اور انتظام ... بیان کرتے ہو۔ پھر ... کی ... کے ... معبود ... ہے ... کا مالک ... سب ... اور ... کی ... کا اقرار کر کے کہاں ... جب ... حق ... کے ... جھوٹ ... ہے ... گمراہی ... ممکن نہیں ہوسکتا۔

كَذٰلِكَ حَقَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ عَلَى

اسی طرح ٹھیک آئی بات تیرے رب کی

الَّذِيْنَ فَسَقُوْٓا اَنَّهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ

ان نافرمانوں پر کہ یہ ایمان نہ لائیں گے

یعنی اللہ نے ... ہی ... کی قسمت میں یہاں ... لکھا ... کہ ... ان کی ... اور ... ہے ... خدا کی ... بات ... ان ... ہدایت آئی۔

قُلْ هَلْ مِنْ شُرَكَآئِكُمْ مَّنْ يَّبْدَؤُا الْخَلْقَ

پوچھ کوئی ہے تمہارے شریکوں میں جو پیدا کرے خلق کو

ثُمَّ يُعِيْدُهٗ ۚ قُلِ اللّٰهُ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ

پھر دوبارہ زندہ کرے تو کہہ اللہ پہلے پیدا کرتا ہے پھر اس کو دہرائے گا

فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ

سو کہاں سے پلٹے جاتے ہو

اب آخرت کو بھی تسلیم کر لو:

یہاں تک "مبدا" کا ثبوت تھا، اب "معاد" کا ذکر ہے۔ یعنی جب ... کہ پہلی ... انہی ... موت و حیات سب کا پیدا کرنے والا ... ہے ... کہ مخلوق کو مرنے کے بعد دوبارہ پیدا کرنا ... کا ... ممکن ہے ... ابراہیم علیہم السلام کی زبانی جب وہ خود اس ... جانتے ... ہے تو اس کی تسلیم ... "مبدا" کا اقرار کر کے "معاد" کی طرف سے کہاں الٹے جاتے ہو۔

قُلْ هَلْ مِنْ شُرَكَآئِكُمْ مَّنْ يَّهْدِيْٓ اِلَى

پوچھ کوئی ہے تمہارے شریکوں میں جو راہ بتلائے صحیح تو کہہ ...

الْحَقِّ ۭ قُلِ اللّٰهُ يَهْدِيْ لِلْحَقِّ ۭ اَفَمَنْ يَّهْدِيْٓ

... تو کہہ اللہ راہ بتلاتا ہے صحیح تو اب جو کوئی راہ بتلاوے ...

اِلَى الْحَقِّ اَحَقُّ اَنْ يُّتَّبَعَ اَمَّنْ لَّا يَهِدِّيْٓ

... یا اس کا جو آپ نہ پاوے راہ مگر جب کوئی اور اس کو

اِلَّآ اَنْ يُّهْدٰى ۚ فَمَا لَكُمْ ۣ كَيْفَ تَحْكُمُوْنَ

راہ بتلاوے سو کیا ہو گیا تم کو کیسا انصاف کرتے ہو

راہنما بھی اللہ ہی ہے:

"مبدا" و "معاد" کے بعد ... قرآن نے ... جس طرح اول پیدا کرنے والا ... خدا ہے ... "معاد" ... راہ بتلانے والا بھی کوئی ... نہیں۔ خدا کی ... کرتا ہے۔ مخلوق میں ... سب ... راہنمائی ... کی ... راہنمائی ... چلتا ہے۔ ... کسی ... راہنمائی سے بھی ... قدرت نہیں ... (انبیاء و ملائکہ علیہم السلام) بھی ... آتے ہیں ... خدا ... سکتے ... ان ... کی ...

میں کامل اصول ہے کہ خدا بلا واسطہ ان کی رہنمائی فرماتا ہے۔ پھر یہ کیسی نا انصافی ہے کہ انسان ایسے ہادی مطلق کو چھوڑ کر باطل معبودوں کے پیچھے چلے، یا ضائع اعتبار وہ ہیاں ہیں جن کی رہنمائی پر اعتماد کر کے چلنے لگے۔

وَمَا يَتَّبِعُ أَكْثَرُهُمْ إِلَّا ظَنًّا إِنَّ الظَّنَّ لَا
اور وہ اکثر چلتے ہیں محض اٹکل پر سو اٹکل کام نہیں دیتی حق بات میں کچھ بھی
يُغْنِي مِنَ الْحَقِّ شَيْئًا

مشرکوں کے پاس تو وہم کے سوا کچھ نہیں:

جب معلوم ہو چکا کہ "مبدئ" "معید" "ہادی" وغیرہ اللہ ہے تو اس کے خلاف شرک کی راہ اختیار کرنے والوں کو سوچنا چاہیے کہ ان کے ہاتھ میں کونسی دلیل و برہان ہے جس کی بناء پر "توحید" کے مسلک قویم کو چھوڑ کر ضلالت کے گڑھے میں گرے جا رہے ہیں۔ سچ تو یہ ہے کہ ان کے پاس سوائے ظنون و اوہام اور اٹکل پچو باتوں کے کوئی چیز نہیں۔ محض اٹکل کے تیر تحقیق و معرفت کی بحث میں کیا کام دے سکتے ہیں۔

إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ بِمَا يَفْعَلُونَ ۝ وَمَا كَانَ
اللہ کو خوب معلوم ہے جو کچھ وہ کرتے ہیں اور وہ نہیں
هَٰذَا الْقُرْآنُ أَنْ يُفْتَرَىٰ مِنْ دُونِ اللَّهِ
یہ قرآن کہ کوئی بنا لے اللہ کے سوا

صحیح راستہ بتانے والا صرف قرآن ہے:

پچھلی آیات میں فرمایا تھا کہ مشرکین محض ظن و تخمین کی پیروی کرتے ہیں۔ وہ وحی الٰہی کے مقابل ان کی بات ہے جو کبھی راستہ بتلا سکے۔ اسی مناسبت سے یہاں قرآن کریم کا ذکر فرمایا کہ آج دنیا میں وہ ہی ایک کتاب ہے جو راستہ بتلانے والی اور ظنون و اوہام کے مقابلہ میں سچے حقائق پیش کرنے والی ہے۔ اس کے علوم و معارف، ہدایات و احکام اور حیرت انگیز فصاحت و بلاغت پر غور کر کے کہنا پڑتا ہے کہ یہ قرآن وہ کتاب نہیں جو خدا کے سوا کوئی دوسرا شخص بنا کر پیش کر سکے۔ پورا قرآن تو بجائے خود رہا اس کی ایک سورۃ کا مثل لانے سے بھی تمام جن و انس عاجز ہیں جیسا کہ آگے آتا ہے۔

وَلَٰكِنْ تَصْدِيقَ الَّذِي بَيْنَ يَدَيْهِ
اور لیکن تصدیق کرتا ہے اگلے کلام کی

سچائی کی دلیل:

قرآن کا کلام الٰہی ہونا اس سے ظاہر ہے کہ وہ تمام کتب سماویہ سابقہ کی سچائی پر مہر تصدیق ثبت کرتا، ان کے اصل مضامین کی حفاظت اور ان کی پیشین گوئیوں کی صداقت کا اظہار کرتا ہے۔

وَتَفْصِيلَ الْكِتَابِ لَا رَيْبَ فِيهِ مِنْ رَبِّ
اور بیان کرتا ہے ان چیزوں کو جو تم پر لکھی گئیں جس میں کوئی شبہ نہیں پروردگار عالم کی طرف سے
الْعَالَمِينَ ۝

یعنی ادیان سماویہ اور ان حقائق و معارف کو جو پچھلی کتابوں میں نہایت اجمالی طور پر مذکور تھیں کافی تفصیل سے بیان کرتا ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ اس کتاب میں باطل کے لئے شک و شبہ کی قطعاً گنجائش نہیں۔ ایسا جامع، بلیغ، پر حکمت اور صداقت سے بھرا ہوا کلام رب العالمین ہی کا ہو سکتا ہے۔ (تفسیر عثمانی)

أَمْ يَقُولُونَ افْتَرَاهُ قُلْ فَأْتُوا بِسُورَةٍ مِثْلِهِ
کیا لوگ کہتے ہیں کہ یہ بنا لایا ہے تو کہہ دے تم لے آؤ
وَادْعُوا مَنِ اسْتَطَعْتُمْ مِنْ دُونِ اللَّهِ
ایک ہی سورت ایسی اور بلا لو جس کو بلا سکو اللہ کے سوا
إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ۝
اگر تم سچے ہو

منکروں کو چیلنج

یعنی اگر میں بنا لایا ہوں تو تم بھی میری طرح بشر ہو، سب مل کر ایک سورت ہی اس جیسی بنا لاؤ، ساری مخلوق کو دعوت دو، جن و انس جس کو بلا سکو بلا لو، جہاں کے فصیح و بلیغ جمع کر لو۔ اگر ایک چھوٹا سا کلام قرآن کی مانند پیش کر دو تو سمجھ لیا جائے گا کہ قرآن بھی کسی بشر کا کلام ہے جس کا مثل دوسرے لوگ لا سکتے ہیں۔ مگر محال ہے کہ ابد الآباد تک کوئی مخلوق ایسا دعویٰ کر سکے۔

قرآن ہر لحاظ سے کامل ہے۔

قرآن کریم ہی ایک کتاب ہے جس میں تہذیب اخلاق، تمدن، معاشرت، سیاست، معرفت، روحانیت، تزکیہ نفس، تنویر قلوب، وضع اصول، قوانین اور تنظیم و تقسیم حقوق کے تمام بہترین طریقے موجود ہیں۔ جن سے آفرینش عالم کی غرض پوری ہوتی ہے۔ اور جن کی ترتیب و تدوین کی ایک امی قوم کے امی فرد سے کبھی امید نہیں ہو سکتی تھی۔ پھر ان تمام علوم و ہدایات کو لے کر … کے ساتھ اس کتاب کی طرز ادا، فصاحت و بلاغت، جامعیت و موزونیت اور طرز بیان، … تنوع، سہل ممتنع، سلاست، اسالیب کلام کی … اور اس کی لذت تلاوت اور شکوہ بادشاہانہ … سب ایسی چیزیں ہیں جن … آج تک سے سارے جہاں کو مقابلہ کا چیلنج دے رہا ہے۔

قرآن کا دعویٰ:

جس وقت سے قرآن کے جمال جہاں آرا نے غیب کی نقاب الٹی اور اولاد آدم کو اپنے سے روشناس کیا، اس کا ہمیشہ یہی دعویٰ رہا کہ میں خدا کے قدیم کا کلام ہوں، اور جس طرح خدا کی زمین، خدا کے سورج جیسا سورج، اس کے آسمان جیسا آسمان پیدا کرنے سے دنیا عاجز ہے اسی طرح خدا کے قرآن جیسا قرآن بنانے سے بھی دنیا ہمیشہ عاجز رہے گی۔ قرآن کے مخالف … کر لیں گے … مقابلہ کے جوش میں … مر مٹے۔ اپنی مدد کے لئے دنیا کی بڑی بڑی طاقتوں کو دعوت دے دیکھو، کوئی حیلہ، کوئی تدبیر، کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھو، مگر تم نے اپنے آپ اور دوسروں کو مصیبت میں ڈالا … گے۔ … سے مصائب … کا تحمل ان کے لئے ممکن ہوا مگر قرآن کی نظیر کی سورت … "قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْإِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰى أَنْ يَّأْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا يَأْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيْرًا" … "اعجاز القرآن" کے نام سے ایک مستقل رسالہ لکھا ہے جسے … (تفسیر عثمانی)

بَلْ كَذَّبُوْا بِمَا لَمْ يُحِيْطُوْا بِعِلْمِهٖ

بات یہ ہے کہ جھٹلانے لگے جس کے سمجھنے پر انہوں نے قابو نہ پایا

انکار کی بنیاد تعصب ہے:

یعنی قرآن کو "مفتری" کہنا کچھ … محض جہل و سفاہت … قرار دیتے ہیں۔ تعصب … اجازت نہیں دیتا … دل سے قرآن کے حقائق اور وجوہ … استعمال نہ کرنے کی وجہ سے جب قرآن پاک کے دلائل و مطالب کو پوری

طرح نہیں سمجھتے تو جھٹلانا شروع کر دیا۔ (تفسیر عثمانی)

یعنی ان لوگوں نے جو قرآن کی حقانیت سے انکار کی جرأت … قرآن کی حقیقت … اور … تو انہوں نے قرآن … کا انکار کر دیا۔ انہوں نے … سمجھ بوجھ کی طاقت سے باہر ہے قرآن نے جو غیب کی … کوئی … ثواب، عذاب کی … آیا ہے … کتب سابقہ کے عالموں سے پوچھتے … جو قرآن … کتابوں میں بھی … تحقیق سے قرآن کی سچائی ان پر واضح ہو جاتی۔ قرآن کی عبارت اور تعبیر و معانی … سمجھ سکیں اور قرآنی علوم کی تحقیق کریں۔ انہوں نے فوراً قرآن … تکذیب کی … ۔

وَلَمَّا يَأْتِهِمْ تَأْوِيْلُهٗ

اور ابھی آئی نہیں اس کی حقیقت

انکار کی ایک وجہ جہالت بھی ہے:

بعض مفسرین نے "تاویلہ" کے معنی "انجام" کے کئے ہیں۔ … مطالب قرآن … مراد لیا ہے۔ یعنی تکذیب کی ایک وجہ بعض سادہ لوحوں کے حق میں یہ بھی ہے کہ مستقبل کے متعلق قرآن نے جو خبریں دی ہیں ان کے ظہور کا ابھی وقت نہیں آیا … تکذیب کیسے ہو سکتی ہے … (تفسیر عثمانی)

اسی طرح قرآن کی … خبریں … جیسے غلبت الروم … مغلوب ہونے کے بعد … غالب ہو جائیں گے۔ چنانچہ … رومی ایرانیوں پر غالب آ گئے۔ … تبت یدا ابی لہب وتب … ابولہب کی ہلاکت کی پیشین گوئی کی گئی … عذاب کے … (تفسیر مظہری)

كَذٰلِكَ كَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَانْظُرْ

اسی طرح جھٹلاتے رہے ان سے اگلے سو دیکھ لے

كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الظّٰلِمِيْنَ وَمِنْهُمْ

کیسا ہوا انجام گنہگاروں کا اور بعضے ان میں یقین لاتے ہیں

مَّنْ يُّؤْمِنُ بِهٖ وَمِنْهُمْ مَّنْ لَّا يُؤْمِنُ

قرآن کا اور بعضے ہیں کہ یقین نہ لائیں گے اس پر اور تیرا رب

بِهٖ ۭ وَرَبُّكَ اَعْلَمُ بِالْمُفْسِدِيْنَ ۝

خوب جانتا ہے شرارت والوں کو

منکرین ضرور سزا پائیں گے:

یعنی آگے چل کر ان میں کچھ لوگ مسلمان ہو جانے والے ہیں۔ جنہیں چھوڑ کر جو باقی لوگ شرارت پر قائم رہیں گے وہ خدا کے علم میں سب کو خوب معلوم ہے۔ موقع پر مناسب سزا دے گا۔ (تفسیر عثمانی)

وَاِنْ كَذَّبُوْكَ فَقُلْ لِّيْ عَمَلِيْ وَلَكُمْ

اور اگر تجھ کو جھٹلائیں تو کہہ میرے لئے میرا کام

عَمَلُكُمْ ۚ اَنْتُمْ بَرِيْۗـــــُٔوْنَ مِمَّآ اَعْمَلُ وَاَنَا بَرِيْۗءٌ

اور تمہارے لئے تمہارا کام تم پر ذمہ نہیں میرے کام کا اور مجھ پر

مِّمَّا تَعْمَلُوْنَ ۝

ذمہ نہیں جو تم کرتے ہو

ہر ایک کو اپنے عمل کا پھل ملے گا:

یعنی اگر ایسے دلائل و براہین سننے کے بعد بھی یہ لوگ آپ کی تکذیب کریں تو آپ کہہ دیجئے کہ ہم اپنا فرض ادا کر چکے۔ تم سمجھانے پر بھی نہیں مانتے تو اب میری تمہاری راہ الگ الگ ہے۔ تم اپنے عمل کے ذمہ دار اور میں اپنے عمل کا۔ ہر ایک کو اس کے عمل کا ثمرہ مل کر رہے گا۔ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں کہ (معاذ اللہ) اگر اللہ کا حکم بدلا تمہارا ہی کچھ بگاڑ رہوں اور میں سچا ہوں اور تم نہ مانو تو تمہارا کام تم پر ہے۔ ہم ماننے میں کسی طرح تمہارا نقصان نہیں۔ (تفسیر عثمانی)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور امت کی مثال:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو چیز مجھے دے کر اللہ نے بھیجا ہے اس کی اور میری حالت اس شخص کی طرح ہے جس نے قوم والوں سے آ کر کہا (اے میری قوم) میں نے اپنی آنکھوں سے (دشمن کی) فوج دیکھی ہے (جو تم پر حملہ کرنے والی ہے اور تم کو کچھ اطلاع نہیں ہے) میں تم کو اس خطرہ سے آگاہ کر رہا ہوں، بہت جلد (یہاں سے) نکل جاؤ اور بھاگ کر چلے جاؤ۔ اس شخص کے کہنے کو کچھ لوگوں نے مان لیا اور فرصت کو غنیمت سمجھ کر رات ہی کو چلے گئے۔ دشمن سے بچ گئے اور کچھ لوگوں نے اس شخص کو جھوٹا سمجھا اور صبح تک اپنی جگہ پڑے رہے۔ صبح کو دشمن کی فوج نے ان پر حملہ کر دیا اور سب کو مار ڈالا اور ان کا نام و نشان مٹا دیا۔ یہی حالت ان لوگوں کی ہے جنہوں نے میری اطاعت کی اور میری لائی ہوئی تعلیم کا اتباع کیا اور جنہوں نے میری نافرمانی کی اور میری لائی ہوئی سچی تعلیم کو جھوٹا قرار دیا۔ (صحیح بخاری و صحیح مسلم عن ابی موسیٰ الاشعری)

وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّسْتَمِعُوْنَ اِلَيْكَ ۭ اَفَاَنْتَ تُسْمِعُ

اور بعضے ان میں کان رکھتے ہیں تیری طرف کیا

الصُّمَّ وَلَوْ كَانُوْا لَا يَعْقِلُوْنَ ۝ وَمِنْهُمْ

تو سنائے گا بہروں کو اگرچہ ان کو سمجھ نہ ہو اور بعضے

مَّنْ يَّنْظُرُ اِلَيْكَ ۭ اَفَاَنْتَ تَهْدِي الْعُمْيَ

ان میں نگاہ کرتے ہیں تیری طرف کیا تو راہ دکھائے گا اندھوں کو

وَلَوْ كَانُوْا لَا يُبْصِرُوْنَ ۝

اگرچہ وہ سوجھ نہ رکھتے ہوں

عقل کے اندھوں کو آپ نہیں منوا سکتے:

بعض لوگ بظاہر قرآن شریف اور آپ کا کلام سنتے ہیں اور آپ کے معجزات و کمالات دیکھتے ہیں مگر دیکھنا سننا وہ نہیں ہے جو دل کے کانوں اور آنکھوں سے ہو۔ یہ آپ کے اختیار میں نہیں کہ آپ بہروں کو بات سنا دیں۔ خصوصاً جو بہرے ہونے کے ساتھ عقل بھی نہ رکھتے ہوں یا اندھوں کو راستہ دکھلا دیں جبکہ انہیں دل کی روشنی بھی نہ ہو۔ "موضح القرآن" میں ہے "بعض کان رکھتے ہیں اور آنکھیں پر دل نہیں" یعنی آپ جب ہدایت پر قدرت نہیں رکھتے تو یہ عجب نہیں، توفیق دینا اللہ کے ہاتھ ہے۔ بعض مفسرین نے لا یعقلون سے عقل اور لا یبصرون سے بصیرت کی مراد لی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ جب یہ عقل اور بصیرت سے کام نہیں لیتے تو سمجھنے کے لئے جو قوت ضروری ہے وہ ان میں نہیں، آپ کس طرح سنا اور دکھا کر منوا سکتے ہیں۔ (تفسیر عثمانی)

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ النَّاسَ شَـيْـــًٔـا وَّلٰكِنَّ النَّاسَ

اللہ ظلم نہیں کرتا لوگوں پر کچھ بھی لیکن لوگ

أَنفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ
وہ اپنے آپ ظلم کرتے ہیں

انہوں نے خود ظلم کیا:

یعنی انسان کے دل میں اثر نہیں ہوتا یہ ان ہی کی تقصیر ہے۔ خدا اپنی بے انتہا ... سے نہیں ... نے قوائے ادراک کو ... کر لیا ہے۔ ورنہ اصل فطرت سے حق کو ماننے سمجھنے اور قبول کرنے کی استعداد کافی ہے۔ (تفسیر عثمانی)

دین دار لوگوں کی مثال:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو ہدایت اور دینی تعلیم اللہ نے مجھے دے کر بھیجا اس کی مثال ایسی ہے جیسے کسی زمین پر خوب بارش ہو تو زمین کا جو ٹکڑا اچھا ہوتا ہے وہ پانی کو لے لیتا ہے پھر اس میں سبزہ گھاس چارہ بکثرت ہو جاتا ہے اور زمین کا کچھ ٹکڑا پتھریلا سخت ہوتا ہے جو پانی کو اپنے اندر روک لیتا ہے اس پانی سے اس زمین کے ٹکڑے سے کچھ روئیدگی نہیں ہوتی مگر اللہ اس سے لوگوں کو فائدہ پہنچاتا ہے۔ لوگ پیتے پلاتے ہیں اور کھیتیاں سینچتے ہیں لیکن زمین کا ایک ٹکڑا ایسا بھی ہوتا ہے جو چٹیل میدان ہوتا ہے۔ پانی اس پر بہتا ہے اور بہہ کر چلا جاتا ہے نہ پانی کو اپنے اندر روکتا ہے نہ سبزہ پیدا کرتا ہے۔ یہی حالت اس آدمی کی ہے جو لوگ دین کو سمجھتے ہیں اللہ نے جو تعلیم مجھے دے کر بھیجا ہے ان کو اس تعلیم سے فائدہ ہوتا ہے وہ خود بھی سیکھتے ہیں اور دوسروں کو بھی سکھاتے ہیں اور جو لوگ دین کی طرف قطعاً توجہ نہیں کرتے سر اٹھا کر بھی نہیں دیکھتے اور جو ہدایت مجھے دے کر بھیجا گیا ہے اس کو قبول نہیں کرتے۔ (متفق علیہ کی حدیث ابی موسیٰ کی تفسیر مظہری)

وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ كَأَن لَّمْ يَلْبَثُوا إِلَّا سَاعَةً
اور جس دن ان کو جمع کرے گا گویا وہ نہ رہے تھے مگر
مِّنَ النَّهَارِ
ایک گھڑی دن

قیامت آئے گی تو آنکھیں کھلیں گی:

یعنی حشر کے ہولناک احوال اور شدائد کو دیکھ کر عمر کا بیشتر حصہ جس قدر عیش و آرام میں گزرا تھا حقیر و قلیل نظر آئے گا گویا دنیا میں ایک گھڑی سے زیادہ ٹھہرے ہی نہ تھے۔ اور اس وقت سمجھیں گے کہ ساری عمر کیسی فضول اور بیکار گزری جیسے آدمی گھڑی دو گھڑی میں تماشہ دیکھ کر ... ہوتا ہے۔ نیز وہاں کی زندگی کے مصائب کو دیکھ کر خیال کریں گے کہ گویا دنیا کی مدت قیام ... بہت تھوڑی ... گھڑی دو محشر کی مصیبت سے جب یہاں آ پہنچے۔ کاش وہاں کی مدت قیام کچھ طویل ہوتی تو یہ دن اس قدر جلد نہ دیکھنے پڑتے۔ بعض مفسرین نے کہا کہ برزخ (قبر) میں ٹھہرنے کی مدت کو ایک گھڑی کے برابر سمجھیں گے۔ واللہ اعلم (تفسیر عثمانی)

يَتَعَارَفُونَ بَيْنَهُمْ
ایک دوسرے کو پہچانیں گے

کوئی کسی کی مدد نہ کر سکے گا:

مگر کوئی مدد نہ کر سکے گا جیسے قرآن کی دوسری آیات میں ہے ... اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَلَا يَسْأَلُ حَمِيمٌ حَمِيمًا يُبَصَّرُونَهُمْ

يَوْمَ يَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ أَخِيهِ وَأُمِّهِ وَأَبِيهِ وَصَاحِبَتِهِ وَبَنِيهِ

(سورہ عبس ... ۳۴ تا ۳۶)

یتعارفون بینہم یعنی باہم ایک دوسرے کو پہچان لیتے ہیں گویا ابھی تھوڑی ہی دیر کی بات ہے کہ باہم تعارف تھا گویا تھوڑی دیر کو جدا ہوئے تھے پھر مل گئے (اور تعارف بھی ہوا) ... ہول قیامت کے ... جیسا کہ ... قبروں سے ... وقت ہو گی پھر قیامت کی ہولناکی ... سے باہم تعارف جاتا رہے گا۔ ... آدمی اپنے ... کو پہچان تو سکے گا مگر ہیبت اور خوف کی وجہ سے اس سے بات نہیں کر سکے گا (تفسیر مظہری)

قَدْ خَسِرَ الَّذِينَ كَذَّبُوا بِلِقَاءِ اللَّهِ
بیشک خسارے میں پڑے جنہوں نے جھٹلایا
وَمَا كَانُوا مُهْتَدِينَ
اللہ سے ملنے کو اور نہ آئے وہ راہ پر

یعنی جنہوں نے لقاء اللہ کی تصدیق نہیں کی اور صحیح راہ نہ پائی وہ ... خسارے میں رہا (تفسیر مظہری)

وَإِمَّا نُرِيَنَّكَ بَعْضَ الَّذِي نَعِدُهُمْ
اور اگر ہم دکھا دیں تجھ کو کوئی چیز ان وعدوں میں سے جو کرتے ہیں ہم
أَوْ نَتَوَفَّيَنَّكَ فَإِلَيْنَا مَرْجِعُهُمْ ثُمَّ اللَّهُ شَهِيدٌ
ان سے یا وفات دیں تجھ کو سو ہماری ہی طرف ہے ان کو لوٹنا پھر
عَلَىٰ مَا يَفْعَلُونَ
اللہ شاہد ہے ان کاموں پر جو کرتے ہیں

عذاب الٰہی کے وعدے پورے ہو کر رہتے ہیں:

[illegible]

وَلِكُلِّ أُمَّةٍ رَّسُولٌ فَإِذَا جَاءَ رَسُولُهُمْ

[illegible]

قُضِيَ بَيْنَهُم بِالْقِسْطِ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ

[illegible]

... کے متعلق اصول:

[illegible]

وَيَقُولُونَ مَتَىٰ هَٰذَا الْوَعْدُ إِن كُنتُمْ

[illegible]

صَادِقِينَ

[illegible]

قُل لَّا أَمْلِكُ لِنَفْسِي ضَرًّا وَلَا نَفْعًا إِلَّا مَا

[illegible]

شَاءَ اللَّهُ لِكُلِّ أُمَّةٍ أَجَلٌ إِذَا جَاءَ أَجَلُهُمْ

[illegible]

فَلَا يَسْتَأْخِرُونَ سَاعَةً وَلَا يَسْتَقْدِمُونَ

[illegible]

مقررہ وقت پر عذاب آئے گا:

[illegible]

قُلْ أَرَأَيْتُمْ إِنْ أَتَاكُمْ عَذَابُهُ بَيَاتًا

[illegible]

أَوْ نَهَارًا مَّاذَا يَسْتَعْجِلُ مِنْهُ الْمُجْرِمُونَ

[illegible]

کیا تم عذاب سے بچاؤ کر سکتے ہو؟

یعنی رات کو سوتے ہوئے یا دن میں جب تم اپنے دھندوں میں مشغول ہو اور اچانک خدا کا عذاب آ جائے تو مجرم جلدی کرتے [illegible] بچاؤ نہیں کر سکتے پھر وقت پوچھنے سے کیا فائدہ؟ ترجمہ [illegible] ماذا یستعجل منه المجرمون کا ترجمہ حضرت شاہ صاحب نے [illegible] سوال کیا ہے۔ بعض مفسرین نے یہ مطلب لیا ہے کہ عذاب الٰہی [illegible] اور سننے کی بات ہے [illegible] جلدی طلب کر رہے ہیں۔ یا یہ تعجب کا مقام ہے کہ مجرم کیسی سخت [illegible] کے لئے جلدی مچا رہے ہیں۔ [illegible] آنے والی سزا کے تصور سے [illegible] (تفسیر عثمانی)

عذاب کی جلدی کیوں مچاتے ہیں؟

[illegible] عذاب جلد آنے کے طلب گار تھے۔ ایک شخص نے کہا تھا اے اللہ اگر یہ حق ہے تیری طرف سے [illegible] ہم پر آسمان سے پتھر برسا یا کوئی اور دردناک عذاب ہم پر لے آ۔ اللہ [illegible] عذاب میں [illegible] عذاب کے آنے کی جلدی مچا رہے ہیں۔ [illegible]

[illegible] مطلب یہ ہوگا کہ اگر اللہ کا عذاب تم پر آ گیا تو اس وقت [illegible] طلب میں جلدت کرو گے کیا [illegible] عذاب مانگو گے [illegible] (تفسیر مظہری)

اَثُمَّ اِذَا مَا وَقَعَ اٰمَنْتُمْ بِهٖ ۭ اٰۗلْــٰٔنَ وَقَدْ
کیا پھر جب عذاب واقع ہو چکے گا تب اس پر یقین کرو گے اب
كُنْتُمْ بِهٖ تَسْتَعْجِلُوْنَ ۝
قائل ہوئے اور تم اسی کا تقاضا کرتے تھے

دراصل تمہیں یقین نہیں ہے

یعنی عذاب کے لئے جلدی کرنا اس بات کی علامت ہے کہ تمہیں اس کے آنے کا یقین نہیں، اس وقت یقین [illegible] کرنے کی کوشش کرتے۔ عذاب آ پہنچنے کے بعد یقین کرو تو کیا فائدہ ہوگا۔ اس وقت خدا کی طرف سے کہہ دیا جائے گا کہ [illegible] پہلے سے جھٹلاتے رہے۔ [illegible] جھٹلانے اور مذاق اڑانے کی نیت سے تھا، اس وقت اقرار کرنے سے کچھ نفع نہیں فَلَمَّا رَاَوْا بَاْسَنَا قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَحْدَهٗ

فَلَمْ يَكُ يَنْفَعُهُمْ اِيْمَانُهُمْ لَمَّا رَاَوْا بَاْسَنَا ۭ سُنَّتَ اللّٰهِ الَّتِيْ قَدْ خَلَتْ فِيْ عِبَادِهٖ ۚ وَخَسِرَ هُنَالِكَ الْكٰفِرُوْنَ (المومن ۔ ۸۵)

ثُمَّ قِيْلَ لِلَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ذُوْقُوْا عَذَابَ
پھر کہیں گے گنہگاروں کو چکھتے رہو عذاب
الْخُلْدِ ۚ هَلْ تُجْزَوْنَ اِلَّا بِمَا كُنْتُمْ تَكْسِبُوْنَ ۝
ہمیشہ کا وہی بدلہ ملتا ہے جو کچھ کرتے تھے

کفر و شرک کا مزا

جو کفر و شرک اور تکذیب کرتے رہے تھے اب ہمیشہ اس کا مزا چکھتے رہو [illegible]

وَيَسْتَنْۢبِـُٔوْنَكَ اَحَقٌّ هُوَ ڼ قُلْ اِيْ وَرَبِّيْٓ
اور تجھ سے خبر پوچھتے ہیں کیا سچ ہے یہ بات تو کہہ البتہ قسم
اِنَّهٗ لَحَقٌّ ړ وَمَآ اَنْتُمْ بِمُعْجِزِيْنَ ۝
میرے رب کی یہ سچ ہے اور تم تھکا نہ سکو گے

موت کے بعد زندگی حق ہے

یعنی [illegible] سے پوچھتے ہیں کیا یہ سچ ہے کہ ہم موت کے بعد [illegible] سزا ملے گی [illegible] کیا واقعی [illegible] خاک میں مل کر [illegible] ہم کو پھر جی اٹھایا جائے گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] یہ بالکل حق ہے [illegible] [illegible] اس سے [illegible] نہیں کر سکتے [illegible] بھاگ کر [illegible] نہیں کہ اس کے قبضے سے نکل بھاگو اور فرار ہو کر (معاذ اللہ) اسے عاجز کر سکو۔ (تفسیر عثمانی) اس آیت کے مثل [illegible] قرآن کریم میں ہیں۔ ایک سورۂ سبا میں "وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَا تَاْتِيْنَا السَّاعَةُ ۭ قُلْ بَلٰى وَرَبِّيْ لَتَاْتِيَنَّكُمْ" دوسری تغابن میں "زَعَمَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنْ لَّنْ يُّبْعَثُوْا ۭ قُلْ بَلٰى وَرَبِّيْ لَتُبْعَثُنَّ ثُمَّ لَتُنَبَّؤُنَّ بِمَا عَمِلْتُمْ ۭ وَذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ" [illegible] قیامت اور معاد کے متعلق [illegible] [illegible] معاد کے متعلق کیا ہے۔

وَلَوْ اَنَّ لِكُلِّ نَفْسٍ ظَلَمَتْ مَا فِي
اور اگر ہو ہر شخص گنہگار کے پاس جتنا کچھ ہے

الْأَرْضِ لَافْتَدَتْ بِهِ

زمین میں البتہ دے ڈالے اپنے بدلے میں

یعنی اگر روئے زمین کے خزانے فرض کرو اس کے قبضہ میں ہوں تو کوشش کرے کہ سب دے کر خدا کے عذاب سے بچ کر رہ جائے۔

وَأَسَرُّوا النَّدَامَةَ لَمَّا رَأَوُا الْعَذَابَ

اور چھپے چھپے پچھتائیں گے جب دیکھیں گے عذاب

وَقُضِيَ بَيْنَهُم بِالْقِسْطِ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ

اور ان میں فیصلہ ہوگا انصاف سے اور ان پر ظلم نہ ہوگا

پھر سب کو ندامت ہوگی:

دل میں اپنی حرکتوں پر پشیمان ہوں گے اور چاہیں گے کہ لوگوں پر پشیمانی کا اظہار نہ ہو، مگر کب تک چھپا سکیں گے، آخر بے اختیار ظاہر ہو کر رہے گی اس وقت کہیں گے یٰحَسْرَتٰی عَلٰی مَا فَرَّطْتُّ فِیْ جَنْبِ اللّٰهِ اور یٰوَیْلَنَا قَدْ کُنَّا فِیْ غَفْلَۃٍ مِّنْ هٰذَا۔

أَلَا إِنَّ لِلَّهِ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ

سن رکھو اللہ کا ہے جو کچھ ہے آسمان اور زمین میں

أَلَا إِنَّ وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ

سن رکھو وعدہ اللہ کا سچ ہے

اللہ انصاف کر کے رہے گا:

یعنی سارے جہان میں حکومت صرف اللہ کی ہے۔ انصاف ہو کر رہے گا۔ کوئی مجرم نہ کہیں بھاگ سکتا ہے نہ رشوت دے کر چھوٹ سکتا ہے۔

وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ

پر بہت لوگ نہیں جانتے

یعنی بے سمجھی اور غفلت سے اکثر لوگ ان حقائق کو نہیں سمجھتے۔ اس لئے جو زبان پر آتا ہے بک دیتے ہیں اور جو جی میں آئے کرتے ہیں۔

هُوَ يُحْيِي وَيُمِيتُ وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ

وہی جلاتا ہے اور مارتا ہے اور اسی کی طرف پھر جاؤ گے

جلانا اور مارنا جب اسی کا فعل ہے تو دوبارہ زندہ کرنا کیا مشکل ہے۔

يَا أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَتْكُم مَّوْعِظَةٌ مِّن

اے لوگو تمہارے پاس آئی ہے نصیحت

رَّبِّكُمْ وَشِفَاءٌ لِّمَا فِي الصُّدُورِ وَهُدًى

تمہارے رب سے اور شفاء دلوں کے روگ کی اور ہدایت

وَرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِينَ

اور رحمت مسلمانوں کے واسطے

نسخۂ شفاء:

یہ سب صفات قرآن کریم کی ہیں۔ قرآن سرتاسر نصیحت ہے جو لوگوں کو نیک اور معقول باتیں سمجھاتا ہے، دلوں کی بیماریوں کے لئے نسخۂ شفاء ہے۔ وصول الی اللہ اور رضائے خداوندی کا راستہ بتاتا ہے اور اپنے ماننے والوں کو دنیا و آخرت میں رحمت الٰہیہ کا مستحق ٹھہراتا ہے۔

نفس انسانی کے مراتب:

بعض محققین کے نزدیک اس آیت میں نفس انسانی کے مراتب کمال کی طرف اشارہ ہے۔ یعنی جو شخص قرآن کریم سے تمسک کرے اس کو چار مراتب حاصل ہو سکتے ہیں۔ (۱) اپنے ظاہر کو ناشائستہ افعال سے پاک کرنا۔ "موعظۃ" میں اسی کی طرف اشارہ ہے (۲) باطن کو عقائد فاسدہ اور ملکات ردیہ سے خالی کرنا جو "شِفَاءٌ لِّمَا فِي الصُّدُورِ" سے مفہوم ہوتا ہے۔ (۳) نفس کو عقائد حقہ و اخلاق فاضلہ سے آراستہ کرنا، جس کے لئے لفظ "ہدیٰ" زیادہ مناسب ہے۔ (۴) ظاہر و باطن کی درستی کے بعد انوار رحمت الٰہیہ کا نفس پر فائض ہونا، جو لفظ "رحمت" کا مدلول ہے۔ امام فخر الدین رازی رحمہ اللہ نے جو تقریر کی ہے اس میں ان چار لفظوں سے شریعت، طریقت، حقیقت اور نبوت و خلافت کی طرف علی الترتیب اشارہ کیا ہے۔ یہاں اس کی تفصیل کا موقع نہیں اور شائقین حضرات اہل تفسیر کی کتب میں دیکھ سکتے ہیں۔ (تفسیر عثمانی)

دلوں کی شفاء:

قرآن کریم کی دوسری صفت وَشِفَاءٌ لِّمَا فِي الصُّدُورِ ارشاد فرمائی۔ شفاء کے معنی بیماری دور ہونے کے ہیں اور صدور، صدر کی جمع ہے جس کے معنی سینہ کے ہیں، مراد اس سے قلب ہے۔

معنی یہ ہیں کہ قرآن کریم دلوں کی بیماریوں کا کامیاب علاج اور صحت و شفاء کا نسخہ اکسیر ہے۔ حضرت حسن بصری نے فرمایا کہ قرآن کی اس صفت سے معلوم ہوا کہ وہ خصوصیت سے دلوں کی بیماری کے لئے شفاء ہے، جسمانی بیماریوں

[illegible] پیدا نہیں ہوتی۔

تم دوسرے اعتراضات سے قطع نظر کر کے دیکھو کہ حقیقت قرآن میں بیماری کی شفاء [illegible] روحانی ہو یا جسمانی [illegible] روحانی بیماریوں کی تو حق تعالیٰ نے [illegible] اس کا علاج بھی [illegible] کیا ہے [illegible] جسمانی بیماریوں کے لئے شفا بخش ہے۔

جسمانی بیماریوں کا علاج

روایات [illegible] قرآن کریم [illegible] قلبی اور بدنی [illegible] جسمانی بیماریوں کی شفا بھی بیان ہوئی ہے۔

حضرت ابو سعید خدریؓ کی روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میرے سینے میں تکلیف ہے۔ آپ نے فرمایا کہ قرآن پڑھا کرو کیونکہ حق تعالیٰ کا ارشاد ہے وَشِفَآءٌ لِّمَا فِي الصُّدُورِ یعنی قرآن شفاء ہے ان بیماریوں کی جو سینوں میں ہوتی ہیں۔ [illegible]

اسی طرح حضرت واثلہ بن اسقعؓ کی روایت ہے کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور بیان کیا کہ میرے حلق میں تکلیف ہے، آپ نے اس کو بھی یہی فرمایا کہ قرآن پڑھا کرو۔

امام غزالیؒ کی تالیف

خود امت کے [illegible] علماء نے [illegible] آیات قرآنی کے [illegible] مستقل کتابوں میں جمع کر دیے ہیں۔ امام غزالیؒ کی کتاب خواص قرآنی اس کے بیان میں مشہور و معروف ہے جس کی تلخیص حضرت حکیم الامت مولانا تھانویؒ نے اعمال قرآنی کے نام سے فرمائی ہے۔ اور مشاہدات و تجربات [illegible] ہیں کہ ان کا انکار نہیں ہو سکتا کہ قرآن کریم کی مختلف آیتیں مختلف امراض [illegible] کے لئے بھی [illegible] ہوتی ہیں۔ [illegible] قرآن کا اصلی مقصد قلب و روح کی بیماری ہی کو دور کرنا ہے [illegible] ضمنی طور پر جسمانی بیماریوں کا بھی علاج ہو جاتا ہے۔

لوگوں کی ناواقفی

اس سے ان لوگوں کی [illegible] ناواقفی بھی ظاہر ہو گئی جو قرآن کریم کو صرف جسمانی بیماریوں کے علاج یا دنیوی حاجات ہی کے لئے پڑھتے پڑھاتے ہیں [illegible] روحانی امراض [illegible] کی طرف دھیان نہیں دیتے [illegible] ہدایات پر عمل کرنے کی طرف توجہ [illegible] ایسے ہی لوگوں کے

[illegible]

[illegible]

[illegible] (روح المعانی)

بیداری کا پیغام

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَتْكُمْ مَّوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ اے لوگو تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے ایک نصیحت آئی یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ قرآن مجید آگیا۔ [illegible] ایک نصیحت ہے [illegible] کام [illegible] کا حکم [illegible] اس کا نتیجہ [illegible] ہے۔

غلط عقائد کا علاج

وَشِفَآءٌ لِّمَا فِي الصُّدُورِ اور دلوں کی بیماری کے لئے شفا ہے [illegible] امراض قلبی سے مراد [illegible] غلط عقائد [illegible]

وَهُدًى اور ہدایت ہے [illegible] صحیح عقائد [illegible] اللہ کے قرب [illegible] درجات [illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا [illegible] قیامت کے دن [illegible] قرآن پڑھنے والے سے کہا جائے گا کہ پڑھتا جا اور چڑھتا جا [illegible] جس طرح [illegible] دنیا میں [illegible] تیرا درجہ وہاں ہے جہاں تک آخری آیت پڑھتے پڑھتے پہنچے گا [illegible]

[illegible]

[illegible]

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے طبیب روحانی ہونے کی دلیل

[illegible] کے طبیب [illegible] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے طبیب روحانی ہونے کی دلیل [illegible] قرآن کریم کا [illegible] اور فضیلت بیان کرنے سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت و رسالت کا اثبات ہے [illegible] لوگوں کو [illegible] طب روحانی کی طرف رجوع کرنے کی

[illegible]

قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ

کہہ اللہ کے فضل سے اور اس کی مہربانی سے سو اسی پر ان کو خوش ہونا چاہئے

فَلْيَفْرَحُوْا

خوش ہونا:

[illegible]

اللہ کا فضل اور رحمت:

[illegible]

هُوَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ

یہ بہتر ہے ان چیزوں سے جو جمع کرتے ہیں

اصل چیز فضل و رحمت ہے

[illegible]

عراق کا خراج:

[illegible]

قُلْ اَرَءَيْتُمْ مَّآ اَنْزَلَ اللّٰهُ لَكُمْ مِّنْ رِّزْقٍ

[illegible]

فَجَعَلْتُمْ مِّنْهُ حَرَامًا وَّحَلٰلًا قُلْ آٰللّٰهُ

[illegible]

اَذِنَ لَكُمْ اَمْ عَلَى اللّٰهِ تَفْتَرُوْنَ

[illegible]

حلال و حرام قرآن بتاتا ہے

[illegible]

رزق لوح محفوظ سے اترتا ہے

[illegible]

[illegible]

وَمَا ظَنُّ الَّذِينَ يَفْتَرُونَ عَلَى اللّٰهِ

اور کیا خیال ہے جھوٹ باندھنے والوں کا

الْكَذِبَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۗ

اللہ پر قیامت کے دن

سزا ٹل نہیں سکتی:

[illegible]

إِنَّ اللّٰهَ لَذُو فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ وَلٰكِنَّ

بیشک اللہ تو فضل کرنے والا ہے لوگوں پر اور لیکن

أَكْثَرَهُمْ لَا يَشْكُرُونَ ۚ

بہت لوگ شکر نہیں کرتے

بہت کم لوگ قدر دان ہوتے ہیں:

[illegible]

وَمَا تَكُونُ فِي شَأْنٍ وَمَا تَتْلُوا مِنْهُ مِنْ

اور نہیں ہوتے تم کسی حال میں اور نہ پڑھتے ہو اس میں سے کچھ

قُرْاٰنٍ وَلَا تَعْمَلُونَ مِنْ عَمَلٍ إِلَّا كُنَّا

قرآن اور نہیں کرتے ہو تم لوگ کوئی کام مگر

عَلَيْكُمْ شُهُودًا إِذْ تُفِيضُونَ فِيهِ ۚ وَمَا

ہم ہوتے ہیں حاضر تمہارے پاس جب تم مصروف ہوتے ہو

يَعْزُبُ عَنْ رَبِّكَ مِنْ مِثْقَالِ ذَرَّةٍ فِي

اس میں اور غائب نہیں رہتا تیرے رب سے ایک ذرہ بھر

الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ وَلَا أَصْغَرَ مِنْ

زمین میں اور نہ آسمان میں اور نہ چھوٹا اس سے

ذٰلِكَ وَلَا أَكْبَرَ إِلَّا فِي كِتٰبٍ مُبِينٍ ۝

اور نہ بڑا مگر ہے کھلی کتاب میں

ہر عمل اللہ کے سامنے ہے

[illegible]

أَلَآ إِنَّ أَوْلِيَآءَ ٱللَّهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ
یاد رکھو جو لوگ اللہ کے دوست ہیں نہ ان پر کوئی خوف ہوگا
يَحْزَنُونَ
غمگین ہوں گے

اولیاء بے خوف ہوں گے

علامہ بغوی نے روایات حدیث کی بنا پر اس کا مطلب یہ بیان کیا ہے کہ "اولیاء اللہ" (خدا کے دوستوں) کو آخرت میں احوال [illegible] کا کوئی خوف نہیں ہوگا اور دنیا کے چھوٹ جانے پر غمگین نہ ہوں گے۔ بعض مفسرین نے آیت کو عام رکھا ہے یعنی ان پر اندیشہ ناک حوادث کا اثر نہ دنیا میں ہوگا نہ آخرت میں۔ اور نہ کسی مطلوب کے فوت ہونے پر وہ مغموم ہوتے ہیں۔ تو خوف سے خوف آخرت اور غم سے غم آخرت کی نفی مراد نہیں، بلکہ دنیا میں وقتی خوف و غم کی نفی مراد ہے جس کا ثبوت [illegible] اور تجربہ سے ہو سکتا ہے، وہ ہمیشہ مطمئن [illegible] ہیں۔ ہر وقت ان [illegible] ہے اور تمام واقعات تقدیر کے حوالہ [illegible] اعتقاد رکھتے ہیں۔ اسی اعتقاد کے اعتماد سے انہیں خوف و غم نہیں ہوتا۔ میرے نزدیک "لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ" کا مطلب یہ لیا جائے کہ اولیاء اللہ پر کوئی خوفناک چیز (ہلاکت یا سخت نقصان) دنیا و آخرت میں واقع ہونے والی نہیں۔ اگر فرض کیجئے دنیا میں صورتاً کوئی نقصان پہنچ بھی جائے تو چونکہ نتیجہ و انجام کے لحاظ سے وہ نفع عظیم اور سود مند ہے اس لئے اس کو حقیقۃً نقصان نہیں کہا جا سکتا۔ رہا کسی حبیب وغیرہ کی یا [illegible] کی وجہ سے ان کو کسی وقت خوف لاحق ہونا، تو ولایت کی اس تقریر کے منافی نہ ہوگا کیونکہ آیت سے صرف یہ خبر ملی ہے کہ ان پر کوئی خوفناک چیز نہ آ سکے گی، یہ نہیں کہا گیا کہ کسی وقت خوف لاحق نہ ہوگا۔ شاید لا یحزنون کے مناسب لا یخافون نہ فرمانے اور لا خوف علیہم کی تعبیر اختیار کرنے میں یہی نکتہ ہو۔ باقی لا یحزنون کا تعلق میرے نزدیک مستقبل سے ہے یعنی موت کے وقت اور موت کے بعد غمگین نہ ہوں گے جیسے فرمایا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا (ان پر فرشتے اتریں گے [illegible]) اور فرمایا لَا يَحْزُنُهُمُ الْفَزَعُ الْاَكْبَرُ وَتَتَلَقّٰهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ (بڑی گھبراہٹ [illegible]) واللہ اعلم بمرادہ (تفسیر مظہری)

اولیاء اللہ کون ہیں؟

عبداللہ بن مسعود اور ابن عباس کہتے ہیں کہ اولیاء اللہ وہ لوگ ہیں جو ہر وقت ذکر و فکر خداوندی میں [illegible] سعید بن جبیر سے مروی ہے کہ ایک شخص نے پوچھا یا رسول اللہ اولیاء اللہ کون ہیں؟ تو فرمایا کہ وہ لوگ کہ جب وہ نظر آئیں تو خدا یاد آ جائے۔ ابن جریر نے [illegible] روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خدا تعالیٰ کے بندوں میں ایسے بھی ہیں جن پر انبیاء و شہداء بھی رشک کرتے ہیں۔ پوچھا گیا یا رسول اللہ وہ کون لوگ ہیں ہم بھی ان سے محبت رکھیں گے۔ فرمایا انہیں کے لئے بھی [illegible] وہ ایسے لوگ ہیں کہ ان کا کوئی تعلق نہ نسب کا نہ مال کا مگر صرف خدا تعالیٰ کے لئے ایک دوسرے کو چاہتے ہیں۔ ان کے چہرے نورانی ہیں، وہ نور کے منبروں پر ہیں۔ لوگ جہاں خوف سے گھبرا رہے ہیں وہاں ان پر کوئی خوف نہیں۔ لوگوں پر رنج و غم طاری ہے اور ان کو رنج سے کوئی واسطہ نہیں۔ ابو مالک اشعری سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مختلف قبائل سے اور [illegible] اطراف سے جمع ہوں گے اور ان میں کوئی رشتہ داری نہ ہوگی بلکہ اللہ تعالیٰ کی خاطر آپس میں ایک دوسرے کو دوست رکھتے ہوں گے اور خلوص و محبت ہوگی۔ قیامت کے روز اللہ تعالیٰ ان کے لئے نور کے منبر [illegible] جس پر وہ بیٹھے ہوں گے۔ لوگ قیامت میں پریشان ہوں گے [illegible] لیکن وہ مطمئن۔ اللہ تعالیٰ کے اولیاء یہی لوگ ہیں۔ ([illegible])

ولایت کے درجات

ولایت خاصہ کے درجات بیشمار اور غیر متناہی ہیں۔ [illegible] انبیاء علیہم السلام کا حصہ ہے [illegible] اللہ کا ولی ہے [illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے۔ ادنیٰ درجہ [illegible] وہ ہے جس کو صوفیہ کی اصطلاح میں [illegible] کہا جاتا ہے [illegible] ہے کہ آدمی کا قلب اللہ تعالیٰ کی یاد میں ایسا مستغرق ہو [illegible] اس پر غالب آ جائے [illegible] نفرت کرتا ہے [illegible] اپنی ذات کا کوئی حصہ [illegible] اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی میں مشغول [illegible] اللہ تعالیٰ کے [illegible] دوام طاعت [illegible] [illegible] جس میں یہ دونوں [illegible] جس میں یہ دونوں موجود ہوں [illegible] اولیاء [illegible]

ایک حدیث میں بروایت حضرت ابو [illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا کہ [illegible] اولیاء اللہ [illegible] ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ وہ لوگ جو خالص اللہ [illegible] محبت کرتے

ہیں کوئی دنیاوی غرض درمیان میں نہیں ہوتی۔ (مظہری از ابن مردویہ) بطور ظاہر ہے کہ یہ حالت انہیں لوگوں کی ہو سکتی ہے جن کا ذکر اوپر کیا گیا ہے۔

ولایت حاصل کرنے کا طریقہ:

یہاں ایک سوال اور بھی پیدا ہوتا ہے کہ اس درجۂ ولایت کے حاصل کرنے کا طریقہ کیا ہے؟

حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر مظہری میں فرمایا کہ امت کے افراد کو یہ درجۂ ولایت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے فیض صحبت سے حاصل ہو سکتا ہے اسی سے تعلق مع اللہ کا وہ رنگ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل تھا اپنے حوصلے کے مطابق ان کا کوئی حصہ امت کے اولیاء کو ملتا ہے، پھر یہ فیض صحبت صحابہ کرام کو بلا واسطہ حاصل تھا اسی وجہ سے ان کا درجۂ ولایت تمام امت کے اولیاء و اقطاب سے بالاتر تھا، بعد کے لوگوں کو یہی فیض ایک واسطہ یا چند واسطوں سے حاصل ہوتا ہے جتنے واسطے بڑھتے جاتے ہیں اتنا ہی اس میں فرق پڑتا ہے، یہ واسطہ صرف وہی لوگ بن سکتے ہیں جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے رنگ میں رنگے ہوئے آپ کی سنت کے پیرو ہیں ایسے لوگوں کی کثرت سے مجالست اور محبت جب کہ اس کے ساتھ ان کے ارشادات کی پیروی اور اطاعت اور ذکر اللہ کی کثرت بھی ہو یہی نسخہ ہے درجۂ ولایت حاصل کرنے کا، جو تین جزء سے مرکب ہے، کسی ولی اللہ کی صحبت، اس کی اطاعت اور ذکر اللہ کی کثرت، بشرطیکہ یہ کثرت ذکر مسنون طریقہ پر ہو، کیونکہ کثرت ذکر سے آئینۂ قلب کو جلا ہوتی ہے جو وہ انوار ولایت کے انعکاس کے قابل ہو جاتا ہے حدیث میں ہے کہ ہر چیز کے لئے صیقل اور صفائی کا کوئی طریقہ ہوتا ہے، قلب کی صیقل ذکر اللہ سے ہوتی ہے، اس کو بیہقی نے بروایت ابن عمر نقل فرمایا ہے۔ (مظہری)

اور حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا کہ ایک شخص نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ آپ اس شخص کے بارے میں کیا فرماتے ہیں جو کسی جماعت سے محبت کرتا ہے مگر عمل کے اعتبار سے ان کے درجہ تک نہیں پہنچا؟ آپ نے فرمایا المرء مع من احب یعنی ہر شخص اسی کے ساتھ ہوگا جس سے اس کو محبت ہے، اس سے معلوم ہوا کہ اولیاء اللہ کی صحبت و محبت انسان کے لئے حصول ولایت کا ذریعہ ہے، اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت رزین کی روایت سے نقل کیا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت رزینؓ سے فرمایا کہ میں تمہیں دین کا ایسا اصول بتلاتا ہوں جس سے تم دنیا و آخرت کی فلاح و کامیابی حاصل کر سکتے ہو، وہ یہ ہے کہ اہل ذکر کی مجالس و صحبت کو لازم پکڑو اور جب تنہائی میں جاؤ تو جتنا زیادہ ہو سکے اللہ کے ذکر سے اپنی زبان کو حرکت دو، اور جس سے محبت کرو صرف اللہ کے لئے کرو، اور جس سے عداوت کرو تو اللہ کے لئے کرو۔ (مظہری)

مگر یہ صحبت و مجالست انہیں لوگوں کی مفید ہے جو خود ولی اللہ تبع سنت ہوں اور جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے تابع نہیں وہ خود درجۂ ولایت سے محروم ہیں، خواہ کشف و کرامات ان سے کتنے ہی صادر ہوں۔ اور جو شخص مذکورہ صفات کے اعتبار سے ولی ہو اگر چہ اس سے کبھی کوئی کشف و کرامت ظاہر نہ ہوئی ہو وہ اللہ کا ولی ہے۔ (مظہری)

اولیاء کی پہچان:

اولیاء اللہ کی علامت اور پہچان تفسیر مظہری میں ایک حدیث قدسی کے حوالہ سے یہ نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میرے اولیاء میرے بندوں میں سے وہ لوگ ہیں جو میری یاد کے ساتھ یاد آویں اور جن کی یاد کے ساتھ میں یاد آؤں۔ اور ابن ماجہ میں بروایت حضرت اسماء بنت یزید مذکور ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اولیاء اللہ کی یہ پہچان بتلائی۔ الذین اذا رؤا ذکر اللہ یعنی جن کو دیکھ کر خدا یاد آئے۔

خلاصہ یہ ہے کہ جن لوگوں کی صحبت میں بیٹھ کر انسان کو اللہ کی طرف توجہ اور دنیاوی فکروں کی کمی محسوس ہو یہ علامت اس کے ولی اللہ ہونے کی ہے۔

کشف و کرامت ضروری نہیں:

تفسیر مظہری میں فرمایا کہ عوام نے جو اولیاء اللہ کی علامت کشف و کرامات یا غیب کی چیزوں پر مطلع ہونے کو سمجھ رکھا ہے یہ غلط اور دھوکہ ہے، ہزاروں اولیاء اللہ ہیں جن سے اس قسم کی کوئی چیز ثابت نہیں اور اس کے خلاف ایسے لوگوں سے کشف اور غیب کی خبریں منقول ہیں جن کا ایمان بھی درست نہیں۔

خوف اور غم نہ ہونے کا مطلب:

بہت سے مفسرین نے فرمایا کہ اولیاء اللہ پر خوف و غم نہ ہونا دنیا و آخرت دونوں کے لئے عام ہے اور اولیاء اللہ کی خصوصیت یہی ہے کہ دنیا میں بھی وہ خوف و غم سے محفوظ ہیں اور آخرت میں ان پر خوف و غم نہ ہونا تو سب ہی جانتے ہیں اور اس میں سب اہل جنت داخل ہیں۔

حضرات صحابہ کرام میں سب سے افضل حضرت صدیق و فاروق رضی اللہ عنہما اور تمام صحابہؓ جن میں اور عام صلحاء امت کی گریہ و زاری اور خوف آخرت کے واقعات بیشمار ہیں۔ اس لئے روح المعانی میں علامہ آلوسی نے یہ فرمایا کہ حضرات اولیاء اللہ کا دنیا میں خوف و غم سے محفوظ ہونا اس اعتبار سے ہے کہ جن چیزوں کے خوف و غم میں عام طور سے اہل دنیا مبتلا رہتے ہیں کہ دنیوی مقاصد، آرام و راحت عزت و دولت میں ذرا سی کمی ہو جانے پر مرے جاتے ہیں اور ادنیٰ تکلیف و پریشانی کے خوف سے ان سے بچنے کی تدبیروں میں رات دن گم رہتے ہیں، اولیاء اللہ کا مقام ان سب سے بالاتر ہے ان کی نظر میں نہ دنیا

[illegible]

قربِ محبت

[illegible]

قربِ محبت اور قربِ خلقی

[illegible]

قرب کا ابتدائی درجہ

[illegible] اَللّٰہُ وَلِیُّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا [illegible]

قرب سے اگلا درجہ

[illegible]

فنائے قلب کا درجہ

[illegible]

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اِقۡتَرَبَ لِلنَّاسِ حِسَابُہُمۡ

وَ ہُمۡ فِیۡ غَفۡلَۃٍ مُّعۡرِضُوۡنَ

غفلت کے شکار

قیامت قریب آ لگی ہے

مَا يَأْتِيهِم مِّن ذِكْرٍ مِّن رَّبِّهِم

مُّحْدَثٍ إِلَّا اسْتَمَعُوهُ وَهُمْ

يَلْعَبُونَ لَاهِيَةً قُلُوبُهُمْ

وَأَسَرُّوا النَّجْوَى الَّذِينَ ظَلَمُوا

هَلْ هَٰذَا إِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ

أَفَتَأْتُونَ السِّحْرَ وَأَنتُمْ تُبْصِرُونَ

قَالَ رَبِّي يَعْلَمُ الْقَوْلَ فِي السَّمَاءِ

وَالْأَرْضِ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ

بَلْ قَالُوا أَضْغَاثُ أَحْلَامٍ

بَلِ افْتَرَاهُ بَلْ هُوَ شَاعِرٌ

فَلْيَأْتِنَا بِآيَةٍ كَمَا أُرْسِلَ الْأَوَّلُونَ

آیت … کا شان نزول

مَا آمَنَتْ قَبْلَهُم مِّن قَرْيَةٍ

أَهْلَكْنَاهَا أَفَهُمْ يُؤْمِنُونَ

وَمَا أَرْسَلْنَا قَبْلَكَ إِلَّا رِجَالًا نُّوحِي

إِلَيْهِمْ فَسْـَٔلُوٓا أَهْلَ الذِّكْرِ إِن كُنتُمْ لَا تَعْلَمُونَ ۝

معترضین کے اعتراض کا جواب

[illegible]

اہل علم کی فضیلت:

[illegible]

وَمَا جَعَلْنٰهُمْ جَسَدًا لَّا يَأْكُلُونَ الطَّعَامَ وَمَا كَانُوا خٰلِدِينَ ۝

پیغمبر انسان تھے

[illegible]

[illegible]

ثُمَّ صَدَقْنٰهُمُ الْوَعْدَ فَأَنجَيْنٰهُمْ وَمَن نَّشَآءُ وَأَهْلَكْنَا الْمُسْرِفِينَ ۝

انبیاء کا امتیاز

[illegible]

لَقَدْ أَنزَلْنَآ إِلَيْكُمْ كِتٰبًا فِيهِ ذِكْرُكُمْ أَفَلَا تَعْقِلُونَ ۝

ذلت وعذاب سے بچاؤ کی تدبیر

[illegible]

قرآن کریم عربوں کیلئے عزت و شرف ہے

[illegible]

وَكَمْ قَصَمْنَا مِن قَرْيَةٍ كَانَتْ ظَالِمَةً وَأَنشَأْنَا بَعْدَهَا قَوْمًا آخَرِينَ

[illegible]

[illegible]

فَلَمَّا أَحَسُّوا بَأْسَنَا إِذَا هُم مِّنْهَا يَرْكُضُونَ لَا تَرْكُضُوا وَارْجِعُوا إِلَىٰ مَا أُتْرِفْتُمْ فِيهِ وَمَسَاكِنِكُمْ لَعَلَّكُمْ تُسْأَلُونَ

عذاب سے کوئی مفر نہ ہوگی

[illegible]

قَالُوا يَا وَيْلَنَا إِنَّا كُنَّا ظَالِمِينَ ﴿١٤﴾ فَمَا زَالَت تِّلْكَ دَعْوَاهُمْ حَتَّىٰ جَعَلْنَاهُمْ حَصِيدًا خَامِدِينَ

وَمَا خَلَقْنَا السَّمَاءَ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا لَاعِبِينَ

لَوْ أَرَدْنَا أَن نَّتَّخِذَ لَهْوًا لَّاتَّخَذْنَاهُ مِن لَّدُنَّا إِن كُنَّا فَاعِلِينَ ﴿١٧﴾ بَلْ نَقْذِفُ بِالْحَقِّ عَلَى الْبَاطِلِ فَيَدْمَغُهُ فَإِذَا هُوَ زَاهِقٌ ۚ وَلَكُمُ الْوَيْلُ مِمَّا تَصِفُونَ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

حق و باطل کا مقابلہ

[illegible]

وَلَهُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ ۚ

وَمَنْ عِنْدَهُ لَا يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ

عِبَادَتِهِ وَلَا يَسْتَحْسِرُونَ ۝ يُسَبِّحُونَ

اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ لَا يَفْتُرُونَ ۝

فرشتوں کی فرمانبرداری

[illegible]

فرشتوں کی عبادت

ذکر خداوندی کا استغراق

اللہ تعالیٰ کا قرب

أَمِ اتَّخَذُوا آلِهَةً مِّنَ الْأَرْضِ هُمْ يُنشِرُونَ

[illegible]

خدا کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے

[illegible]

لغوی تحقیق

[illegible]

انتہائی جہالت

[illegible]

لَوْ كَانَ فِيهِمَا آلِهَةٌ إِلَّا اللَّهُ لَفَسَدَتَا

[illegible]

توحید کی عقلی دلیل

[illegible]

[illegible]

فَسُبْحَانَ اللَّهِ رَبِّ الْعَرْشِ عَمَّا يَصِفُونَ

[illegible]

اللہ تعالیٰ شریک سے پاک ہے

[illegible]

[illegible]

لَا يُسْئَلُ عَمَّا يَفْعَلُ وَهُمْ يُسْئَلُونَ

[illegible]

اَمِ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اٰلِهَةً قُلْ

هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ

[illegible]

هٰذَا ذِكْرُ مَنْ مَّعِيَ وَذِكْرُ مَنْ

قَبْلِيْ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ

الْحَقَّ فَهُمْ مُّعْرِضُوْنَ

[illegible]

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ

إِلَّا نُوحِي إِلَيْهِ أَنَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا أَنَا

فَاعْبُدُونِ

تمام انبیاء و مرسلین کا اتحاد

[illegible]

وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمَٰنُ وَلَدًا سُبْحَانَهُ

اللہ کا کوئی بیٹا ہی نہیں ہے

[illegible]

[illegible]

بَلْ عِبَادٌ مُكْرَمُونَ لَا يَسْبِقُونَهُ

بِالْقَوْلِ وَهُمْ بِأَمْرِهِ يَعْمَلُونَ

سب اللہ سے ڈرتے ہیں

[illegible]

[illegible]

فرشتے تو اللہ سے خائف ہیں

[illegible]

يَعْلَمُ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ

علم الٰہی سب کو محیط ہے

[illegible]

وَلَا يَشْفَعُونَ إِلَّا لِمَنِ ارْتَضَىٰ

بغیر اجازت سفارش نہیں ہے

[illegible]

[illegible]

وَهُمْ مِّنْ خَشْيَتِهٖ مُشْفِقُوْنَ

وَمَنْ يَّقُلْ مِنْهُمْ اِنِّيْۤ اِلٰهٌ مِّنْ

دُوْنِهٖ فَذٰلِكَ نَجْزِيْهِ جَهَنَّمَ

كَذٰلِكَ نَجْزِي الظّٰلِمِيْنَ

اَوَلَمْ يَرَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْۤا اَنَّ

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ كَانَتَا رَتْقًا فَفَتَقْنٰهُمَا

آسمانوں کی تخلیق اور ترتیب

[illegible]

حضرت عبداللہ بن عباس کی قرآن دانی

[illegible]

[illegible]

[illegible]

آسمان کا وجود

[illegible]

آسمان کیا ہے

[illegible]

آسمان میں غور و فکر

[illegible]

> وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَاءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ

[illegible]

جوہر حیات

[illegible]

أَفَلَا يُؤْمِنُونَ

وَجَعَلْنَا فِي الْأَرْضِ رَوَاسِيَ أَنْ تَمِيدَ بِهِمْ

وَجَعَلْنَا فِيهَا فِجَاجًا سُبُلًا لَعَلَّهُمْ يَهْتَدُونَ

وَجَعَلْنَا السَّمَاءَ سَقْفًا مَحْفُوظًا

وَهُمْ عَنْ آيَاتِهَا مُعْرِضُونَ

وَهُوَ الَّذِي خَلَقَ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ

وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ

كُلٌّ فِي فَلَكٍ يَسْبَحُونَ

وَمَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ مِنْ قَبْلِكَ

أَفَإِنْ مِتَّ فَهُمُ الْخَالِدُونَ

كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ

انسانی زندگی کس کے ہاتھ میں ہے؟

[illegible]

موت کی حقیقت

[illegible]

وَنَبْلُوكُمْ بِالشَّرِّ وَالْخَيْرِ فِتْنَةً

دنیوی زندگی کی آزمائش

[illegible]

وَإِلَيْنَا تُرْجَعُونَ

[illegible]

[illegible]

وَإِذَا رَآكَ الَّذِينَ كَفَرُوا إِنْ

[illegible]

يَتَّخِذُونَكَ إِلَّا هُزُوًا أَهَٰذَا الَّذِي

[illegible]

يَذْكُرُ آلِهَتَكُمْ وَهُمْ بِذِكْرِ الرَّحْمَٰنِ

[illegible]

هُمْ كَافِرُونَ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

خُلِقَ الْإِنْسَانُ مِنْ عَجَلٍ سَأُرِيكُمْ

[illegible]

آيَاتِي فَلَا تَسْتَعْجِلُونِ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

إِنَّ الَّذِينَ حَقَّتْ عَلَيْهِمْ كَلِمَتُ رَبِّكَ لَا

[illegible]

يُؤْمِنُونَ ۝ وَلَوْ جَاءَتْهُمْ كُلُّ آيَةٍ حَتَّىٰ

[illegible]

يَرَوُا الْعَذَابَ الْأَلِيمَ ۝

[illegible]

عوام الناس سے خطاب کر کے اپنا شک دور کرلو

[illegible]

تکوینی فیصلہ

[illegible]

[illegible]

فَلَوْلَا كَانَتْ قَرْيَةٌ اٰمَنَتْ فَنَفَعَهَآ

[illegible]

اِيْمَانُهَآ اِلَّا قَوْمَ يُوْنُسَ لَمَّآ اٰمَنُوْا

[illegible]

كَشَفْنَا عَنْهُمْ عَذَابَ الْخِزْيِ فِي الْحَيٰوةِ

[illegible]

الدُّنْيَا وَمَتَّعْنٰهُمْ اِلٰى حِيْنٍ

[illegible]

قوم یونس کی توبہ

[illegible]

علماء کے اقوال

[illegible]

قوم یونس کی توبہ کا قبول ہونا ضابطہ کے خلاف نہیں ہے

[illegible]

حضرت یونس علیہ السلام کا قصہ

حضرت یونس کی دعوت اور قوم کا انکار

[illegible]

[illegible]

عذاب کی علامات

[illegible]

توبہ کا خیال

[illegible]

حضرت یونس کا سفر

[illegible]

[illegible]

حضرت یونس پانی میں

[illegible]

[illegible]

[illegible]

مچھلی کے پیٹ میں

[illegible]

[illegible]

تسبیح اور مجبور ہو آنا

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

وَلَوْ شَاءَ رَبُّكَ لَآمَنَ مَنْ فِي الْأَرْضِ

[illegible]

كُلُّهُمْ جَمِيعًا أَفَأَنْتَ تُكْرِهُ النَّاسَ حَتَّىٰ

[illegible]

يَكُونُوا مُؤْمِنِينَ

[illegible]

کسی کو زبردستی مومن نہیں بنایا جا سکتا

[illegible]

فرقہ قدریہ کا مذہب

[illegible]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے تسکین

[illegible]

کی سعادت اور شقاوت جبر سے کبھی پیدا نہیں ہوتی۔ [illegible] ترغیب سے نہیں پیدا ہو سکتی ہے۔ قرآن [illegible] جس کے نصیب میں سعادت ہو گی وہی ایمان لائے گا۔ جو اللہ کے علم میں شقی ہے وہ ایمان نہیں لا سکتا آپ ان کی کچھ پرواہ نہ کیجئے کیونکہ قیامت میں سوال نہ ہوگا آپ علیہ السلام کے لئے تسکین ہے۔ (تفسیر عثمانی)

وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ اَنْ تُؤْمِنَ اِلَّا بِاِذْنِ

اور کسی سے نہیں ہو سکتا کہ ایمان لائے

اللّٰهِ ؕ وَيَجْعَلُ الرِّجْسَ عَلَى الَّذِيْنَ

مگر اللہ کے حکم سے اور وہ ڈالتا ہے گندگی ان پر

لَا يَعْقِلُوْنَ ۝

جو نہیں سوچتے

غور و فکر سے توفیق ملتی ہے:

خدائی مشیت و توفیق اور غور و فکر کے بدون کوئی ایمان نہیں لا سکتا۔ اور یہ علم و توفیق ان ہی کے حق میں ہوتی ہے جو صانع کی مخلوقات میں غور کریں اور عقل سے کام لیں۔ جو لوگ سوچنے سمجھنے کی کوشش نہیں کرتے انہیں خدا کفر و شرک کی گندگی میں پڑا رہنے دیتا ہے۔ (تفسیر عثمانی)

[illegible] (مظہری)

رجس سے مراد ہے عذاب یا اللہ کی مدد سے محرومی کیونکہ یہ محرومی ہی عذاب کا سبب ہے۔ نہ سمجھنے سے مراد ہے حق و باطل میں تمیز نہ کرنا یعنی ان کے دلوں پر چونکہ مہر لگی ہوئی ہے اور اللہ نہیں چاہتا کہ وہ حق و باطل میں تمیز کریں اسی لئے ان کو عقل سے کام لینا نصیب نہیں۔ (تفسیر مظہری)

قُلِ انْظُرُوْا مَاذَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ

تو کہہ دیکھو تو کیا کچھ ہے آسمانوں میں اور زمین میں

وَمَا تُغْنِي الْاٰيٰتُ وَالنُّذُرُ عَنْ قَوْمٍ

اور کچھ کام نہیں آتیں نشانیاں اور ڈرانے والے

لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝

ان لوگوں کو جو نہیں مانتے

غور و فکر کا سامان:

یعنی سوچنے اور غور کرنے والوں کے لئے سامان [illegible]

قدرت و حکمت اور توحید و تنزیہ کے بے شمار نشان موجود ہیں۔ بلکہ [illegible] پر دلالت کرتا ہے۔ لیکن جو لوگ ماننا اور تسلیم کرنا نہ چاہیں ان کے لئے سب نشانات [illegible] بیکار ہیں [illegible] پیغمبروں کی تنبیہ و تخویف بھی غیر مفید ہے۔ (تفسیر عثمانی)

قُلِ انْظُرُوْا مَاذَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ آپ کہہ دیجئے۔ دیکھو۔ غور کرو سوچو آسمانوں اور زمین میں کیسی عجیب نشانیاں ہیں۔ چاند، سورج، ستارے [illegible] ان تمام چیزوں کے خالق [illegible] کی قدرت و وحدت [illegible] اس کی عظمت اور صفات کے کمال کا ان سے ظہور ہوتا ہے۔ (تفسیر مظہری)

فَهَلْ يَنْتَظِرُوْنَ اِلَّا مِثْلَ اَيَّامِ الَّذِيْنَ

سو اب کچھ نہیں جس کا انتظار کریں مگر انہیں کے سے دن

خَلَوْا مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ قُلْ فَانْتَظِرُوْا اِنِّيْ

جو ہو چکے ہیں ان سے پہلے تو کہہ اب راہ دیکھو میں بھی

مَعَكُمْ مِّنَ الْمُنْتَظِرِيْنَ ۝

تمہارے ساتھ راہ دیکھتا ہوں

یہ ضدی بھی عذاب کا انتظار کریں:

اگلی قوموں پر جو عذاب آئے تھے [illegible] کا انتظار کریں [illegible] آخری فیصلہ [illegible]

ثُمَّ نُنَجِّيْ رُسُلَنَا وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كَذٰلِكَ ۚ

پھر ہم بچا لیتے ہیں اپنے رسولوں کو اور ان کو جو ایمان لائے

حَقًّا عَلَيْنَا نُنْجِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝

اسی طرح ذمہ ہے ہمارا بچا لینا ایمان والوں کو

اب بھی سچے مومنوں کو نجات ملے گی:

یعنی جیسے پہلی قوموں کے ساتھ ہماری عادت رہی ہے [illegible] کے فیصلوں میں مومنین کو بچایا اسی طرح [illegible] سب کو ان کو نجات دیں گے آخرت میں عذاب [illegible] دنیا میں [illegible]

دیکھا ہوا [illegible] سے [illegible] ہے [illegible] ممکن ہو سکتی [illegible] کی اوصاف
[illegible] لئے اس بنا پر آیت و حدیث میں [illegible] وارد ہوئی ہے۔

قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنْ كُنْتُمْ فِيْ شَكٍّ

کہہ دے اے لوگو اگر تم شک میں ہو میرے دین سے

مِّنْ دِيْنِيْ فَلَآ اَعْبُدُ الَّذِيْنَ تَعْبُدُوْنَ

تو میں عبادت نہیں کرتا جن کی تم عبادت کرتے ہو

مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ اَعْبُدُ اللّٰهَ الَّذِيْ

اللہ کے سوا اور لیکن میں عبادت کرتا ہوں اللہ کی

يَتَوَفّٰىكُمْ ۚ وَاُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ

جو کھینچ لیتا ہے تم کو اور مجھ کو حکم ہے کہ رہوں ایمان والوں میں

وَاَنْ اَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ حَنِيْفًا ۚ وَلَا

اور یہ کہ سیدھا کر منہ اپنا دین پر حنیف ہو کر اور مت ہو شرک والوں

تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۔ وَلَا تَدْعُ مِنْ

میں اور مت پکار اللہ کے سوا ایسے کو کہ نہ

دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُكَ وَلَا يَضُرُّكَ ۚ فَاِنْ

بھلا کرے تیرا اور نہ برا پھر اگر تو ایسا کرے تو تو بھی

فَعَلْتَ فَاِنَّكَ اِذًا مِّنَ الظّٰلِمِيْنَ

اس وقت ہو ظالموں میں

عقیدۂ توحید کی وضاحت:

[illegible] جو مسلک [illegible] ہماری [illegible] لئے [illegible] کی بہت [illegible] میں [illegible] اپنے دین کا اصل اصول [illegible] خالص ہے [illegible] خلاصہ یہ ہے کہ تم تمہارے [illegible] معبودوں کی عبادت سے [illegible] جس نے [illegible] میں [illegible] عبادت [illegible] کے لئے ہے جس کے قبضہ میں تم سب کا [illegible] اور جب [illegible] ہم میں [illegible] تو مجھ سے

[illegible] اس کی [illegible] ہے [illegible] عبادت [illegible] ضروری ہے [illegible] میں [illegible] دین [illegible] باطن میں [illegible] حنیف [illegible] مستقیم [illegible] عبادت [illegible] کے لئے [illegible] نقصان اور بھلائی برائی [illegible] قبضہ میں ہے [illegible] کے لئے [illegible] نقصان [illegible] بات [illegible] ہم [illegible] ظلم عظیم [illegible]

وَاِنْ يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗٓ

اور اگر پہنچا دے تجھ کو اللہ کچھ تکلیف تو کوئی نہیں

اِلَّا هُوَ ۚ وَاِنْ يُّرِدْكَ بِخَيْرٍ فَلَا رَآدَّ لِفَضْلِهٖ

اس کو ہٹانے والا اس کے سوا اور اگر پہنچانا چاہے تجھ کو بھلائی

يُصِيْبُ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ۚ وَهُوَ

تو کوئی پھیرنے والا نہیں اس کے فضل کو پہنچائے اپنا فضل جس پر چاہے

الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ

اپنے بندوں میں اور وہی ہے بخشنے والا مہربان

دکھ سکھ دینے والا اللہ ہے:

[illegible] اس [illegible] سے [illegible] سب [illegible] اللہ [illegible] جو [illegible] دکھ [illegible] تکلیف [illegible] کسی [illegible] حالت [illegible] (تفسیر عثمانی)

اعمال پر بھروسہ کرو:

[illegible] نے حضرت علی کی روایت سے [illegible] صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ نے [illegible] تمہاری امت میں [illegible] قیامت کے دن حساب کے [illegible] عذاب [illegible] حساب [illegible] امت [illegible] اپنے [illegible]

[illegible]

قریشیوں سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا خطاب

[illegible]

نیت صحیح ہو تو ہر عمل کا اجر ملے گا

[illegible]

نقصان والا آدمی

[illegible]

[illegible]

قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَكُمُ الْحَقُّ مِن

[illegible]

رَّبِّكُمْ فَمَنِ اهْتَدَىٰ فَإِنَّمَا يَهْتَدِي

[illegible]

لِنَفْسِهِ وَمَن ضَلَّ فَإِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا

[illegible]

وَمَا أَنَا عَلَيْكُم بِوَكِيلٍ

[illegible]

ہر ایک نفع نقصان اپنا ہے

[illegible]

وَاتَّبِعْ مَا يُوحَىٰ إِلَيْكَ وَاصْبِرْ حَتَّىٰ

[illegible]

يَحْكُمَ اللَّهُ وَهُوَ خَيْرُ الْحَاكِمِينَ

[illegible]

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی

[illegible]

سورۃ ھود

[illegible]

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

[illegible]

الٓرٰ ۚ كِتٰبٌ اُحْكِمَتْ اٰيٰتُهٗ ثُمَّ فُصِّلَتْ مِنْ

یہ کتاب ہے کہ مضبوط کی گئی ہیں اس کی آیتیں پھر کھول دی گئی ہیں

لَّدُنْ حَكِيْمٍ خَبِيْرٍ

حکمت والے خبردار کے پاس سے

ہر لحاظ سے بے مثال کتاب

[illegible]

الٓرٰ ۚ كِتٰبٌ اُحْكِمَتْ اٰيٰتُهٗ ثُمَّ فُصِّلَتْ مِنْ لَّدُنْ حَكِيْمٍ خَبِيْرٍ

[illegible]

احکمت [illegible]

[illegible]

اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰهَ
کہ عبادت نہ کرو مگر اللہ کی

[illegible]

إِنَّنِي لَكُم مِّنْهُ نَذِيرٌ وَبَشِيرٌ

میں تم کو اس کی طرف سے ڈرانے والا اور خوشخبری دینے والا ہوں

[illegible]

وَأَنِ اسْتَغْفِرُوا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوبُوا

اور یہ کہ گناہ بخشواؤ اپنے رب سے پھر رجوع کرو

إِلَيْهِ يُمَتِّعْكُم مَّتَاعًا حَسَنًا إِلَىٰ

اس کی طرف کہ فائدہ پہنچائے تم کو اچھا فائدہ ایک

أَجَلٍ مُّسَمًّى

وقت مقرر تک

[illegible]

وَيُؤْتِ كُلَّ ذِي فَضْلٍ فَضْلَهُ

اور دیوے ہر زیادتی والے کو زیادتی اپنی

[illegible]

وَإِن تَوَلَّوْا فَإِنِّي أَخَافُ عَلَيْكُمْ

اور اگر تم پھر جاؤ گے تو میں ڈرتا ہوں تم پر

عَذَابَ يَوْمٍ كَبِيرٍ

ایک بڑے دن کے عذاب سے

[illegible]

اہمیت وفضیلت:

[illegible]

[illegible]

إِلَى اللَّهِ مَرْجِعُكُمْ وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ

[illegible]

أَلَا إِنَّهُمْ يَثْنُونَ صُدُورَهُمْ لِيَسْتَخْفُوا مِنْهُ أَلَا حِينَ يَسْتَغْشُونَ ثِيَابَهُمْ يَعْلَمُ مَا يُسِرُّونَ وَمَا يُعْلِنُونَ

[illegible]

إِنَّهُ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ

[illegible]

اللہ کی قدرت کاملہ:

[illegible]

شان نزول:

[illegible]

وَمَا مِنْ دَابَّةٍ فِي الْأَرْضِ إِلَّا عَلَى اللَّهِ رِزْقُهَا

[illegible]

[illegible]

[illegible]

رزق کا معنی

رزق لغت میں اس چیز کو کہا جاتا ہے جس سے جاندار اپنی غذا حاصل کرے اور اس سے زندگی کی روح کو بقا ہو اور جسم میں نشوونما ہو جو حیوانی غذا ہوتی ہے۔

رزق کے لئے یہ ضروری نہیں کہ جس کا رزق ہے وہ اس کا مالک بھی ہو، کیونکہ تمام جانوروں کو رزق دیا جاتا ہے مگر وہ اس کے مالک نہیں ہوتے ان میں مالکیت کی صلاحیت ہی نہیں اسی طرح چھوٹے بچے بھی رزق کے مالک نہیں ہوتے مگر ان کو رزق ملتا ہے۔

رزق کے اس عام معنی کے اعتبار سے علماء نے فرمایا کہ رزق حلال بھی ہوتا ہے حرام بھی یعنی جو شخص کسی دوسرے کا مال ناجائز طور پر لے کر کھا گیا تو وہ بھی اس کا رزق بن گیا مگر حرام ہو کر پہنچا، اگر یہ ناجائز طریقہ اختیار نہ کرتا تو جائز طریقے سے اس کو وہی رزق ملتا جو اس کے لئے مقدر تھا اور بطور حلال ملتا۔

سوال: یہاں ایک سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب ہر جاندار کا رزق اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمہ لیا ہے تو پھر بعض اوقات بعض لوگ یا جانور بھوک سے مر جاتے ہیں اور انسان غذا نہ ملنے کے سبب بھوکا پیاسا مر جاتے ہیں اس کے جواب علماء نے متعدد لکھے ہیں۔

جواب: ایک جواب یہ بھی دیا گیا ہے کہ رزق کی ذمہ داری اسی وقت تک ہے جب تک اس کی اجل مقرر یعنی عمر پوری نہیں ہو جاتی، جب عمر پوری ہو گئی تو اس کو موت کا حوالہ کر دیا جاتا ہے وہ اس جہان سے رخصت ہو گیا، جس کا سبب کوئی مرض ہوتا ہے یا کوئی جلنا یا ڈوبنا ہو جاتا ہے اسی طرح بھوک بھی سبب بنتا ہے اسی طرح ایک سبب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اس کا رزق بند کر دیا گیا اس سے موت واقع ہوئی۔

رزق ملنے کا عجیب واقعہ

علامہ آلوسیؒ نے اس آیت کے تحت امام موسیٰ اور ابو یوسف وغیرہ قبیلہ اشعر کا ایک واقعہ ذکر کیا ہے کہ یہ لوگ ہجرت کر کے مدینہ طیبہ پہنچے تو جو کچھ توشہ اور کھانے پینے کا سامان ان کے پاس تھا وہ ختم ہو گیا انہوں نے اپنا ایک آدمی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اس غرض سے بھیجا کہ ان کے کھانے پینے کا کچھ انتظام فرمائیں، یہ شخص جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازہ پر پہنچا تو اندر سے آواز آئی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم یہ آیت پڑھ رہے تھے وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِی الْاَرْضِ اِلَّا عَلَی اللّٰهِ رِزْقُهَا اس شخص کو یہ آیت سن کر خیال آیا کہ جب اللہ نے سب جانداروں کا رزق اپنے ذمہ لے لیا ہے تو پھر ہم اشعری بھی اللہ کے نزدیک دوسرے جانوروں سے گئے گزرے نہیں وہ ضرور ہمیں بھی رزق دیں گے یہ خیال کر کے وہیں سے واپس ہو گیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا کچھ حال نہیں بتلایا، واپس جا کر اپنے ساتھیوں سے کہا کہ خوش ہو جاؤ تمہارے لئے اللہ تعالیٰ کی مدد آ رہی ہے، ان کے اشعری ساتھیوں نے اس کا یہ مطلب سمجھا کہ ان کے قاصد نے حسب قرار داد رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی حاجت کا ذکر کیا ہے اور آپ نے انتظام کرنے کا وعدہ فرما لیا ہے، یہ سمجھ کر مطمئن بیٹھ گئے وہ ابھی بیٹھے ہی تھے کہ دیکھا کہ دو آدمی ایک قصعہ (بڑا پیالہ) گوشت اور روٹیوں سے بھرا ہوا اٹھائے لا رہے ہیں یہ قصعہ ایک بڑا برتن ہوتا ہے جیسے طشت یا بڑی پرات، لانے والوں نے یہ سارا اشعریوں کو دے دیا انہوں نے خوب پیٹ بھر کر کھایا پھر بھی بچ رہا تو ان لوگوں نے یہ مناسب سمجھا کہ باقی کھانا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیج دیں تاکہ آپ اس کو اپنی ضرورت میں صرف فرما لیں، اپنے دو آدمیوں کو یہ کھانا دے کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیج دیا۔

اس کے بعد یہ سب حضرات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ کا بھیجا ہوا کھانا بہت زیادہ اور بہت عمدہ لذیذ تھا، آپ نے فرمایا میں نے تو کوئی کھانا نہیں بھیجا۔

تب انہوں نے پورا واقعہ عرض کیا کہ ہم نے اپنے فلاں آدمی کو آپ کے پاس بھیجا تھا اس نے یہ جواب دیا جس سے ہم نے یہ سمجھا کہ آپ نے کھانا بھیجا ہے یہ سن کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ میں نے نہیں بلکہ اس ذات پاک نے بھیجا ہے جس نے ہر جاندار کا رزق اپنے ذمہ لیا ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے خیال کی اصلاح

بعض روایات میں ہے کہ جس وقت حضرت موسیٰ علیہ السلام آگ کی تلاش میں کوہ طور پر پہنچے اور وہاں آگ کے بجائے تجلیات الٰہی سامنے آئیں اور ان کو نبوت و رسالت عطا کر کے فرعون اور اس کی قوم کی ہدایت کے لئے مصر جانے کا حکم دیا تو خیال آیا کہ میں اپنی بیوی کو جنگل میں تنہا چھوڑ کر آیا ہوں اس کا کون کفیل ہوگا۔ اس خیال کی اصلاح کے لئے حق تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو حکم دیا کہ سامنے پڑی ہوئی چٹان پر اپنی لاٹھی ماریں، انہوں نے تعمیل حکم کی تو یہ چٹان پھٹ کر اس کے اندر سے ایک دوسرا پتھر برآمد ہوا، حکم ہوا اس پر بھی لکڑی ماریں، ایسا کیا تو وہ پتھر پھٹا اور اندر سے تیسرا پتھر برآمد ہوا اس پر بھی لکڑی مارنے کا حکم ہوا تو یہ بھی پھٹا اور اس کے اندر سے ایک جانور برآمد ہوا جس کے منہ میں ہرا پتّہ تھا۔

حق تعالیٰ کی قدرت کاملہ کا یہ تماشا تو موسیٰ علیہ السلام کو پہلے بھی تھا مگر مشاہدہ کا اثر کچھ اور ہی ہوتا ہے، یہ دیکھ کر حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی جگہ سے سیدھے مصر کو روانہ ہو گئے، زوجہ محترمہ کو یہ بتلانے کی بھی ضرورت نہ سمجھی کہ مجھے مصر جانے کا حکم ہوا ہے میں وہاں جا رہا ہوں۔

وَيَعْلَمُ مُسْتَقَرَّهَا وَمُسْتَوْدَعَهَا
اور جانتا ہے جہاں وہ ٹھہرتا ہے اور جہاں سونپا جاتا ہے

ٹھہرنے اور سونپے جانے کا مطلب:

حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں: "مستقر" یعنی ٹھہرتا ہے بہشت و دوزخ میں، مستودع (جہاں سونپا جاتا ہے) اس کی قبر ہے۔ پہلے پہلے "(ما من دابۃ" الخ میں دنیوی زندگی کا بیان تھا۔ یہاں برزخ اور آخرت کا بیان ہوا۔ مطلب یہ ہوا کہ خدا ابتداء سے انتہا تک تمہاری ہستی کے تمام ادوار کا علم رکھتا ہے۔ "مستقر" و "مستودع" کی تعیین میں مفسرین کے بہت اقوال ہیں۔ جیسے سورۂ "انعام" میں بھی ہم لکھ چکے ہیں۔ ابن کثیر نے ہر کہ زمین میں جہاں تک چلے پھرے اس کے ٹھکانے کو مستقر اور پھر جا کر جس جگہ سپرد ہو جائے اسے "مستودع" کہتے ہیں۔ ابن عباس کے نزدیک اس زندگی میں جہاں رہے وہ "مستقر" اور موت کے بعد جہاں دفن کیا جائے وہ "مستودع" ہے۔ مجاہد نے "مستقر" سے رحم مادر اور "مستودع" صلب پدر مراد لی ہے۔ عطاء نے اس کے عکس کا قول کیا ہے۔ بعض محققین کا خیال ہے کہ زمین میں جو اولاد کا ٹھکانا ہے وہ "مستقر" اور جو اس سے پہلے جن مواد و مقامات میں رہ کر آئے "مستودع" کہا گیا ہے۔ یعنی ان کے تمام مختلف مدارج اور اطوار کا [illegible] ہے۔ جن میں سے ہر ایک حیوان گزر کر اپنی موجودہ ہیئت کذائی تک پہنچا [illegible] اپنے علم محیط سے ہر ہر جاندار کی استعداد کے مناسب وجود [illegible] کا فکر کرتا ہے۔ (تفسیر عثمانی)

بغوی نے ابن مسعود کا قول نقل کیا ہے اور یہی قول ایک روایت میں حضرت ابن عباس کا بھی آیا ہے کہ مستقر سے مراد ہے رحم جہاں [illegible] اور مستودع سے مراد ہے [illegible] ہونے کی جگہ۔ حضرت ابن مسعود کے نزدیک مستقر سے مراد ماں کا پیٹ اور مستودع سے مراد باپ کی پشت ہے۔ سعید بن جبیر، علی بن ابی طلحہ اور عکرمہ کی روایت میں حضرت ابن عباس کا بھی یہی قول آیا ہے۔ بعض علماء کے نزدیک مستقر سے مراد جنت یا دوزخ اور مستودع سے مراد قبر ہے کیونکہ حَسُنَتْ مُسْتَقَرًّا جنت کے لئے اور سَاءَتْ مُسْتَقَرًّا دوزخ کے لئے فرمایا ہے۔ (تفسیر مظہری)

كُلٌّ فِي كِتٰبٍ مُّبِينٍ ﴿۶﴾

سب کچھ موجود ہے کھلی کتاب میں

لوح محفوظ میں رکھا ہوا ریکارڈ:

یعنی "لوح محفوظ" میں جو صحیفہ علم الٰہی ہے، ہر ایک چیز پہلے سے موجود ہوگی۔ (تفسیر عثمانی)

اہل سنت کا مسلمہ عقیدہ ہے کہ اللہ پر کوئی عمل واجب نہیں، لیکن اللہ نے از راہ رحمت سے فضل کی بات کا وعدہ فرما لیا تو تکمیل وعدہ واجب ہے جیسے

[illegible] کا جنت میں داخلہ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "آسمانوں اور زمین کو پیدا کرنے سے پچاس ہزار برس پہلے اللہ نے مخلوقات کی قسمتیں لکھ دی تھیں۔ (حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا کہ اس وقت اللہ کا عرش پانی پر تھا۔) (رواہ مسلم)

حضرت ابن مسعود کا بیان ہے کہ صادق و مصدوق رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے فرمایا کہ تم میں سے (ہر) ایک کی تخلیق اس طرح ہوتی ہے کہ چالیس روز ماں کے پیٹ میں نطفہ رہتا ہے پھر اتنی ہی مدت میں بستہ خون (علقہ) ہو جاتا ہے پھر اتنی ہی مدت میں بوٹی (بے جان لوتھڑا) رہتا ہے۔ پھر اللہ ایک فرشتہ کو چار باتیں لکھنے کے لئے مامور فرماتا ہے۔ وہ فرشتہ اس کا عمل، اس کی مدت (یا وقت موت) اور اس کا رزق اور اس کا سعید یا شقی (نیک بخت یا بدبخت) ہونا لکھ دیتا ہے۔ (متفق علیہ)

حضرت ابو درداء کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ ہر بندہ کی پانچ باتیں لکھنے سے فارغ ہو چکا ہے۔ موت، زندگی، اعمال، مقام سکونت، اثر اور رزق۔ رواہ احمد۔

جامع کتاب میں لکھا ہے [illegible] کتاب سے مراد لوح محفوظ ہے جس میں تمام کائنات کی روزی، عمر، عمل وغیرہ کی پوری تفصیلات لکھی ہوئی ہیں جو حسب موقع ضرورت متعلقہ فرشتوں کے سپرد کی جاتی ہیں۔

صحیح مسلم میں روایت حضرت عبداللہ بن عمرو سے منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوق کی تقدیریں آسمان و زمین کی پیدائش سے بھی پچاس ہزار سال پہلے لکھ دی تھیں۔

اور بخاری و مسلم میں حضرت عبداللہ بن مسعود کی روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک طویل حدیث میں فرمایا جس کا خلاصہ یہ ہے کہ انسان اپنی پیدائش سے پہلے مختلف دوروں سے گزرتا ہے جب اس کے اعضاء کی تکمیل ہو جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ ایک فرشتہ کو حکم کرتے ہیں کہ اس کے متعلق چار چیزیں لکھ دے [illegible] اس کی عمر کے سال [illegible] اور یہ کہ وہ کہاں مرے گا اور کہاں دفن ہوگا [illegible] یہ سب اس کی ماں کے پیٹ ہی میں لکھ دیا جاتا ہے (اور لوح محفوظ میں تو ساری مخلوق کی پیدائش سے بھی پہلے لکھا ہوا تھا اس کے حوالہ کر دیا)

ابن عباس نے یوں [illegible] کا یہ مطلب ہے کہ [illegible] صحبت کرنے وقت [illegible] خلوت کرنے میں بھی [illegible] چنانچہ یہ آیت اتری۔ ابن عباس کہتے ہیں کہ لوگ کھلے آسمان کے نیچے خلوت کرنے اور صحبت کرنے سے شرم کرتے [illegible]

[illegible]

لا تکتمن اللہ ما فی نفوسکم ... لیخفی و مہما یکتم اللہ یعلم

یؤخر فیوضع فی کتاب فیدخر ... لیوم الحساب او یعجل فینقم

[illegible]

اللہ کا علم کامل ہے

[illegible]

وَهُوَ الَّذِي خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِيْ

اور وہی ہے جس نے بنائے آسمان اور زمین

سِتَّةِ اَيَّامٍ

چھ دن میں

قدرت الٰہی کا کمال:

[illegible]

وَهُوَ الَّذِي خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ [illegible]

وَّكَانَ عَرْشُهٗ عَلَى الْمَآءِ

اور تھا اس کا تخت پانی پر

عرش الٰہی:

[illegible] وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَآءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ [illegible]

وَّكَانَ عَرْشُهٗ عَلَى الْمَآءِ [illegible]

[illegible]

لِيَبْلُوَكُمْ اَيُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا

تاکہ آزمائے تم کو کہ کون تم میں اچھا کرتا ہے کام

نظام کائنات کا مقصد

[illegible]

لِيَبْلُوَكُمْ اَيُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا [illegible]

[illegible]

مخلوقات کی پیدائش کی ترتیب

[illegible]

دہریوں کا عقیدہ

[illegible]

مخلوق کی ابتداء

[illegible]

اللہ تعالیٰ کہاں تھا

[illegible]

[illegible] فعال عرش پر نور الجلال والاکرام ذوالعزت والسلطان ذوالملک والقدرۃ ذوالحلم والرحمۃ والنعمۃ [illegible]

وَلَئِنْ قُلْتَ إِنَّكُمْ مَبْعُوثُونَ مِنْ بَعْدِ

[illegible]

الْمَوْتِ لَيَقُولَنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا إِنْ هَٰذَا

[illegible]

إِلَّا سِحْرٌ مُبِينٌ

[illegible]

کافروں کی بے یقینی

[illegible]

وَلَئِنْ أَخَّرْنَا عَنْهُمُ الْعَذَابَ إِلَىٰ أُمَّةٍ

[illegible]

مَعْدُودَةٍ لَيَقُولُنَّ مَا يَحْبِسُهُ ۗ أَلَا يَوْمَ

[illegible]

يَأْتِيهِمْ لَيْسَ مَصْرُوفًا عَنْهُمْ وَحَاقَ

[illegible]

بِهِمْ مَا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِئُونَ

[illegible]

عذاب اپنے وقت پر آئے گا

[illegible]

وَلَئِنْ أَذَقْنَا الْإِنْسَانَ مِنَّا رَحْمَةً ثُمَّ نَزَعْنَاهَا

[illegible]

مِنْهُ إِنَّهُ لَيَئُوسٌ كَفُورٌ

[illegible]

انسان بالکل کمزور ہے

[illegible]

[illegible]

مومن [illegible]

[illegible]

[illegible]

وَلَئِنْ أَذَقْنَٰهُ نَعْمَآءَ بَعْدَ ضَرَّآءَ مَسَّتْهُ لَيَقُولَنَّ

اور اگر ہم چکھا دیں اس کو آرام بعد تکلیف کے جو پہنچی تھی اس کو تو بول

ذَهَبَ ٱلسَّيِّـَٔاتُ عَنِّىٓ ۚ إِنَّهُۥ لَفَرِحٌ فَخُورٌ

اٹھے دور ہوئیں برائیاں مجھ سے وہ تو اترانے والا شیخی خور ہے

انسان کی غفلت:

[illegible]

انسان کی بیماری کا علاج:

[illegible]

مومن کی عجیب حالت:

[illegible]

إِلَّا ٱلَّذِينَ صَبَرُوا۟ وَعَمِلُوا۟ ٱلصَّٰلِحَٰتِ

مگر جو لوگ ثابت قدم ہیں اور کرتے ہیں نیکیاں

أُو۟لَٰٓئِكَ لَهُم مَّغْفِرَةٌ وَأَجْرٌ كَبِيرٌ

ان کے واسطے بخشش ہے اور ثواب بڑا

[illegible]

ہیں اسے اولوالعزم نفوس اس کی صفت ہی عظیم الشان [illegible] کی تحقیق ہے۔ (تفسیر [illegible])

فَلَعَلَّكَ تَارِكٌۢ بَعْضَ مَا يُوحٰٓى اِلَيْكَ

سو کہیں تو چھوڑ بیٹھے گا کچھ چیز اس میں سے جو وحی آئی

وَضَآئِقٌۢ بِهٖ صَدْرُكَ اَنْ يَّقُوْلُوْا لَوْلَآ اُنْزِلَ

تیری طرف اور رکا رہے گا اس سے تیرا جی اس بات پر کہ وہ کہتے ہیں

عَلَيْهِ كَنْزٌ اَوْ جَآءَ مَعَهٗ مَلَكٌ ؕ اِنَّمَآ اَنْتَ نَذِيْرٌ ؕ

کیوں نہ اترا اس پر خزانہ یا کیوں نہ آیا اس کے ساتھ فرشتہ تو تو ڈرانے والا ہے

وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ وَّكِيْلٌ ؕ

اور اللہ ہے ہر چیز کا ذمہ دار

مشرکوں کے فضول مطالبات اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا دلگیر ہونا:

مشرکین مکہ [illegible] بہت تنگ کیا کرتے تھے۔ مشرکانہ خرافات [illegible] کی تحقیق و تجہیل [illegible] آپ [illegible] کہ آپ [illegible] معاملہ میں [illegible] ہر سب [illegible] عبادت [illegible] کی تبلیغ [illegible] پر آمادہ [illegible] تو [illegible] عجیب [illegible] فرمائش کرنے لگتے مثلاً یہ کہ آپ سچے نبی اور صاحب رسالت ہیں [illegible] کیوں نہ آپ کے ساتھ [illegible] رسالت کا اعتراف [illegible] چاہتے تھے۔ یا [illegible] کوئی فرشتہ تا جو آپ کے ہمراہ تصدیق کے لئے ہر طرف جایا کرتا۔ لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ كَنْزٌ اَوْ جَآءَ مَعَهٗ مَلَكٌ (یعنی [illegible]) کہ جب آپ کی بات [illegible] مادی طاقت ساتھ [illegible] روحانی [illegible] کس طرح تسلیم کر سکتے ہیں۔ آپ ان بیہودہ شبہات اور فرمائشوں سے سخت متاثر اور دلگیر ہوتے تھے۔ [illegible] کہ ایمان [illegible] دل میں [illegible] ان کے مطالبات کے [illegible] اگر [illegible] اللہ [illegible] ساتھ تو شاید زیادہ [illegible] مفید ہو [illegible] فرمائشیں پوری کر دی جاتیں [illegible] کسی حد تک پوری کر دی جائے [illegible] مسلمان ہو جائیں [illegible] ایمان [illegible] تمام دنیا [illegible] صرف ایک [illegible] جس سے مقام حق [illegible] تصور [illegible] آپ [illegible] طرف سے [illegible] کر رہے تھے۔ کوئی [illegible] کوئی [illegible] کرتا [illegible] اس [illegible]

کر اس [illegible] کی قوت قلب اور ہمت مردانہ کا اندازہ [illegible] جس کا تمام [illegible] [illegible] سب سے بہتر [illegible] تھا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی:

آپ جب [illegible] تو [illegible] پروردگار کی [illegible] کی بات [illegible] ہوتے تھے اس [illegible] حاصل [illegible] کہ آپ ان لوگوں [illegible] فرمائشوں کی [illegible] لوگوں کی [illegible] ہدایت [illegible] کیا [illegible] ممکن ہے کہ [illegible] جو چیزیں آپ کو [illegible] اگر [illegible] آپ کے [illegible] لوگوں کی [illegible] تنگ [illegible] ہرگز نہیں [illegible] پیغمبر [illegible] ہوتے ہیں آپ کا کام [illegible] ہے [illegible] ہدایت کی [illegible] آپ پر [illegible] کے [illegible] معاملہ [illegible] ساتھ [illegible] مقامات کے [illegible] (تفسیر [illegible])

اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ ؕ قُلْ فَاْتُوْا بِعَشْرِ سُوَرٍ

کیا کہتے ہیں کہ بنا لایا ہے قرآن کو تو کہہ دے تم بھی لے

مِّثْلِهٖ مُفْتَرَيٰتٍ وَّادْعُوْا مَنِ اسْتَطَعْتُمْ

آؤ ایک دس سورتیں ایسی بنا کر اور بلاؤ

مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ فَاِلَّمْ

جس کو بلا سکو اللہ کے سوا اگر ہو تم سچے پھر اگر نہ پورا کریں

يَسْتَجِيْبُوْا لَكُمْ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَآ اُنْزِلَ بِعِلْمِ

تمہارا کہنا تو جان لو کہ قرآن تو اترا ہے

اللّٰهِ وَاَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ فَهَلْ اَنْتُمْ

اللہ کی خبر سے اور یہ کہ کوئی حاکم نہیں اس کے سوا پھر اب تم

مُّسْلِمُوْنَ ۝

حکم مانتے ہو

مشرکوں کو منہ توڑ جواب:

[illegible]

سب سے بڑا معجزہ (قرآن) ان کے سامنے ہے اسے مانتے نہیں۔ کہتے ہیں یہ تو (معاذ اللہ) تمہاری بناوٹی جھوٹی حرکت ہے۔ اس کا جواب دیا کہ تم بھی تو عرب ہو فصاحت و بلاغت (دانی) رکھتے ہو سب مل کر ایسی ہی دس سورتیں گھڑ کر پیش کر دو اور اس کام میں مدد دینے کے لئے تمام مخلوق کو بلکہ اپنے ان معبودوں کو بھی بلا لو جنہیں خدائی کا شریک سمجھتے ہو اگر تم نہ کر سکو اور کبھی نہ کر سکو گے تو سمجھ لو کہ ایسا کلام خالق ہی کا ہو سکتا ہے۔ جس کا مثل لانے سے تمام مخلوق عاجز ہو جائے۔ تو یقیناً یہ وہ کلام ہے جو خدا نے اپنے علم کامل سے پیغمبر پر اتارا ہے۔ جیسے کسی کے کلام کا مثل نہیں ہو سکتا اس کی ذات و صفات میں کون شریک ہو سکتا ہے۔ جیسا بے مثال کلام ہے ایسا ہی بے مثال خدا کا ہے جس کا کوئی شریک نہیں۔ کیا ایسے واضح دلائل کے بعد بھی مسلمان ہونے اور خدا کا حکم بردار بننے میں کسی چیز کا انتظار ہے (تنبیہ) اعجاز قرآن کی پوری تفصیل سورۂ یونس میں گزر چکی۔ ابتداءً تحدی پورے قرآن سے تھی۔ پھر دس سورتوں سے ہوئی۔ پھر ایک سورۃ سے جیسا کہ "بقرۃ" اور "یونس" میں گزرا۔ گویا ان کا عجز بتدریج نمایاں کیا گیا۔ (تفسیر عثمانی)

قرآن کے بے مثال ہونے کے دلائل:

اعجاز قرآن پر دلائل تو بے شمار ہیں۔ جس پر علماء دین نے مستقل کتابیں لکھی ہیں۔ اس وقت اجمال اور اختصار کے ساتھ چند دلائل جیسا کہ تحریر کئے ہیں۔

(۱) قرآن کریم نے اصول دین (توحید، رسالت اور قیامت) کی تفصیل اور تکمیل جس شان سے کی ہے وہ بہت اعلیٰ ہے اس کی نظیر کسی کتاب میں نہیں۔

(۲) پھر یہ کہ قرآن کریم اثبات الوہیت و توحید اور اثبات نبوت و رسالت اور اثبات قیامت کے ایسے دلائل عقلیہ اور براہین قطعیہ پر مشتمل ہے کہ جس کے جواب سے دنیا کے حکماء و فلاسفہ عاجز اور درماندہ ہیں اور بڑے بڑے دہری اور مادہ پرست ان دلائل کے سامنے لاجواب ہیں۔

(۳) حرام و حلال کی تفصیل کرتا ہے۔

(۴) قرآن کریم انبیاء سابقین کی امتوں اور ان کے کلمات حکمت و موعظت کا جامع ہے۔

(۵) عقل معاش اور عقل معاد دین اور دنیا کی رہنمائی کرتا ہے۔

(۶) گزشتہ قوموں کے عبرت آموز واقعات بیان کرتا ہے۔ اور آئندہ کے لئے اہل ایمان کو بشارت دیتا ہے کہ انجام کار کافروں کے مقابلہ میں غلبہ عطا فرمائے گا۔

(۷) اور قیامت تک آنے والے حوادث کلیہ کی خبر دیتا ہے کہ زمانہ کس رفتار سے جائے گا اور کس حال میں اس کی ابتدا ہو گی اور کس طرح قیامت قائم ہوگی۔ یہ قرآن کریم کے معنوی اعجاز کے چند وجوہ تھے اور فصاحت و بلاغت کے اعتبار سے اس کے دلائل اور اسرار بلاغت کی کوئی حد نہیں۔

قادیانی دہقان کی گستاخی:

گرفتار قادیان کے ایک دہقان نبی نے اپنی تک بندیوں کے متعلق یہ کہا ہے کہ یہ میری وحی بھی قرآن ہی کی طرح معجزہ ہے آیات قرآنیہ کا سرقہ کرتا ہے۔ اور اس میں ایک آدھ لفظ کا ردوبدل کر کے بے حیائی سے کہتا ہے کہ یہ میری وحی ہے قرآن کی طرح اس پر بھی ایمان لانا فرض ہے۔ لا حول ولا قوۃ الا باللہ اے مسلمانو! ذرا غور کرو کہ جب اہل لسان کے نزدیک مقامات حریری اور مقامات بدیعی معجزہ نہیں تو قادیان کے ایک دہقان کا ہذیان کیسے معجزہ ہو جائے گا۔ (ماخوذ از معارف القرآن)

مَنْ كَانَ يُرِيدُ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا وَزِينَتَهَا
جو کوئی چاہے دنیا کی زندگانی اور اس کی زینت بھگتا دیں گے
نُوَفِّ إِلَيْهِمْ أَعْمَالَهُمْ فِيهَا وَهُمْ فِيهَا
ہم ان کو ان کے عمل دنیا میں اور ان کو اس میں
لَا يُبْخَسُونَ
کچھ نقصان نہیں

دنیا پرستوں کو دنیا ہی ملتی ہے:

یعنی ایسا واضح معجزہ دیکھنے کے بعد بھی قرآن پر ایمان نہ لانا یہی ظاہر کرتا ہے کہ یہ لوگ دنیا کی چند روزہ زندگی اور فانی ٹیپ ٹاپ ہی کو اپنا مقصود و مطمح نظر بنا بیٹھے ہیں۔ اگر بظاہر کوئی نیکی کا کام مثلاً خیرات وغیرہ کرتا ہے تو اس سے بھی آخرت کی بہتری اور خدا کی خوشنودی مقصود نہیں ہوتی محض دنیا کا نام و نمود اور مادی فوائد پیش نظر ہوتے ہیں۔ ایسے لوگوں کی بابت خواہ وہ یہود و نصاریٰ ہوں یا مشرکین یا منافقین یا نام کے مسلمان ارشاد ہوا کہ دنیا میں ان کا بھگتان کر دیا جائے گا۔ جو اعمال اور کوششیں وہ حصول دنیا کے لئے کریں ان کے ثمرات کو ٹھیک ٹھیک رکھتے ہوئے خدا تعالیٰ اپنے علم و حکمت سے جس قدر مناسب جانے گا وہ یہیں ادا فرما دے گا۔ حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ کافر جو خیرات وغیرہ کے کام کرے اس کی جزا فانی صورت میں حسنات جو ان سے بے ایمانی کی حالت میں صادر ہوں دنیا ہی میں دے دی جاتی ہیں۔

ان کے بدلہ میں خدا تعالیٰ تندرستی، مال، اولاد، عزت و حکومت وغیرہ سے گرانبار کر دیتا ہے باقی کر رکھتا ہے مرنے کے بعد دوسری زندگی میں کوئی چیز ان کے کام آنے والی نہیں۔ جس کافر کے لئے جس کی دنیوی بھلائی کا مجموعہ

[illegible] مَنْ كَانَ يُرِيدُ الْعَاجِلَةَ عَجَّلْنَا لَهُ فِيهَا مَا نَشَاءُ لِمَنْ نُرِيدُ ثُمَّ جَعَلْنَا لَهُ جَهَنَّمَ يَصْلَاهَا مَذْمُومًا مَدْحُورًا (بنی اسرائیل رکوع ۲)

[illegible]

کافروں کے اچھے اعمال کی حقیقت

[illegible]

ریاکاری والا عمل:

[illegible]

[illegible] مَنْ كَانَ يُرِيدُ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا وَزِينَتَهَا [illegible]

کافر آخرت میں عمل سے خالی ہوگا:

[illegible]

حرص دنیا کا نتیجہ:

[illegible]

أُولَٰئِكَ	الَّذِينَ	لَيْسَ	لَهُمْ	فِي	الْآخِرَةِ
یہی	ہیں جن	کے واسطے	نہیں	[illegible]	آخرت میں

إِلَّا النَّارُ ۖ
آگ کے سوا

یعنی ان اعمال پر دنیا کے مال اور عیش جیسے کے حق میں، کیونکہ وہ ان ہی کی طلب پر ... سلطان محمود وغیرہ کے لئے۔ پس تو بعض مؤمنین کے ساتھ ... سے معافی فرما دے وہ اللہ بات ہے۔ (تفسیر عثمانی)

وَحَبِطَ مَا صَنَعُوا فِيهَا وَبَاطِلٌ مَّا كَانُوا
اور برباد ہوا جو کچھ کیا تھا یہاں اور خراب گیا
يَعْمَلُونَ
جو کیا تھا

یعنی دنیا میں جو اعمال دنیوی اغراض کے لئے کئے گئے تھے آخرت میں پہنچ کر ظاہر ہوگا کہ وہ سب بیکار ہوئے اور ریاکاری یا دنیوی کی ... کے مشغلہ میں ظاہر جو نیکیاں کمائی تھیں سب وہ بھی خراب گئیں، وہاں کوئی کام نہ آئیں۔ (تفسیر عثمانی)

مؤمن کا مقصد۔

بخاری نے ایک طویل حدیث حضرت عمرؓ کی روایت کر کے بیان کی ہے اس میں حضرت عمرؓ کا یہ بیان مذکور ہے میں نے نظر اٹھا کر دیکھا تو خدا کی قسم مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں سامنے تین کچے چمڑے کے اور کچھ کوئی نظر نہ آیا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ دعا فرمائیے کہ اللہ آپ کی امت کو فراخی عنایت فرما دے فارس و روم کو اللہ نے وسعت دی حالانکہ وہ اللہ کی عبادت نہیں کرتے مگر ان کو دنیا دی گئی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت تکیہ لگائے ہوئے تھے سیدھے ہو کر بیٹھ گئے اور فرمایا ابن خطاب کیا تم اس خیال میں ہو؟ یہ لوگ تو دنیا کے طالب ہیں ان کو دنیوی زندگی میں ان کی لذتیں جلدی دے دی گئی ہیں اور مؤمن کا مقصد دنیا اور آخرت دونوں ہیں اور مراد آخرت غالب ہے اس نے اس کی نیکیوں کا بدلہ دنیا میں بھی دے دیا جاتا ہے اور آخرت میں بھی نیکیوں کا ثواب دیا جائے گا۔

حضرت انسؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ مؤمن پر ظلم نہیں کرتا (اس کی) نیکی کا اجر دنیا میں بھی اس کو دے دیا جاتا ہے اور آخرت میں اس کا ثواب دیا جائے گا اور کافر کو اس کی نیکیوں کے عوض دنیا میں اس کو کھانا دے دیا جاتا ہے پھر جب آخرت میں پہنچے گا تو اس کی کوئی نیکی باقی نہ ہوگی جس کی وجہ سے اس کو کوئی بھلائی دی جائے۔ (رواہ مسلم)

جس کیلئے عمل کیا اسی سے اجر مانگو:

میں کہتا ہوں آیت [illegible] کی تفسیر میں

ہے کہ اس کا نزول کافروں کے حق میں ہوا لیکن باعتبار عموم الفاظ اہل ایمان کا آخرکار جنت میں جانا ثابت ہے بعض علماء کا کہنا ہے کہ آیت کا نزول ریاکاروں (دکھانے کے لئے نیکی کرنے والوں) کے حق میں ہوا۔ حضرت ابوسعید بن فضالہ راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب قیامت کے دن (یعنی اس دن) جس کے آنے میں کوئی شک نہیں اللہ سب اگلوں پچھلوں کو جمع کرے گا تو ایک منادی ندا دے گا جس نے کوئی عمل اللہ کے لئے کیا ہو اور اس میں کسی کو ساتھ شریک کر لیا ہو تو وہ اپنے عمل کا ثواب اسی شریک سے طلب کرے اللہ تو ہر شرک سے بے نیاز ہے۔ رواہ احمد۔

میں کہتا ہوں کہ آیت کا حکم ریاکاروں کے متعلق ہو تو مطلب یہ ہوگا کہ جو اعمال انہوں نے دکھاوٹ کے لئے کئے تھے ان کا بدلہ دنیا میں دیا جائے گا اور کمی نہ ہوگی۔ (تفسیر مظہری)

اس آیت کا ترجمہ یہ ہے کہ ریاکاروں کی نیکیوں کا بدلہ سب کچھ اسی دنیا میں مل جاتا ہے آخرت میں کچھ نہیں ملتا۔ پس جو شخص دکھاوے کے لئے نماز پڑھے یا روزہ رکھے یا تہجد گزاری کرے اس کا اجر اسے دنیا میں ہی مل جاتا ہے آخرت میں وہ خالی ہاتھ اور مفلس بے عمل اٹھتا ہے۔ (تفسیر ابن کثیر)

أَفَمَن كَانَ عَلَىٰ بَيِّنَةٍ مِّن رَّبِّهِ وَيَتْلُوهُ
بھلا ایک شخص جو ہے صاف راستہ پر اپنے رب کے اور اس کے ساتھ ساتھ
شَاهِدٌ مِّنْهُ وَمِن قَبْلِهِ كِتَابُ مُوسَىٰ
ہے ایک گواہ اللہ کی طرف سے اور اس سے پہلے گواہ تھی موسیٰ کی
إِمَامًا وَرَحْمَةً ۚ
کتاب رستہ بتاتی اور بخشواتی (اوروں کی برابر ہے)

مخلص مؤمن:

یعنی وہ مخلص ایماندار جو دنیا داروں کی طرح محض حیات دنیا ہی پر مفتون نہیں بلکہ ... "بینہ" (صاف راستہ) سے مراد وہ ہدایت ہے جس پر انسان اپنی اصلی اور صحیح فطرت سے چلنا چاہتا ہے بشرطیکہ گردوپیش کے حالات و خیالات سے متاثر نہ ہو اور وہ توحید، اسلام، قرآن کا رستہ ہے۔

فَأَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّينِ حَنِيفًا ۚ فِطْرَتَ اللَّهِ الَّتِي فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا ۚ لَا تَبْدِيلَ لِخَلْقِ اللَّهِ ۚ ذَٰلِكَ الدِّينُ الْقَيِّمُ (روم، رکوع ۴)

وفی الحدیث "کل مولود یولد علی الفطرۃ فابواہ یہودانہ او ینصرانہ او یمجسانہ" الحدیث اور

گواہ سے کیا مراد ہے:

شاہد منہ (گواہ اللہ کی طرف سے) [illegible] دین فطرت [illegible] سیدھا راستہ [illegible] قرآن اپنی حقانیت کا خود گواہ ہے۔

آفتاب آمد دلیل آفتاب

چونکہ قرآن کے [illegible] جبریل امین اور [illegible] محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اس اعتبار سے ان کو بھی شاہد کہہ سکتے ہیں۔ بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان تو یہ ہے کہ آپ کے اخلاق، عادات، معجزات [illegible] سے نبوت حق [illegible] آگے وَمِن قَبْلِهِ كِتَابُ مُوسَىٰ إِمَامًا وَرَحْمَةً کا مطلب یہ ہے کہ قرآن سے پہلے [illegible] حضرت موسیٰ علیہ السلام [illegible] الشان کتاب (توراۃ) [illegible] کی حقانیت [illegible] سیدھے راستہ پر چلتے ہیں۔ (تفسیر [illegible])

بقول ابن عباسؓ [illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] حضرت علیؓ [illegible] اس تفسیر کی [illegible]

[illegible] ابن جریر، ابن [illegible] ابن ابی حاتم [illegible] حضرت محمد بن علی بن ابی طالب (یعنی محمد بن حنفیہ) کا بیان نقل کیا ہے [illegible] (حضرت علی) [illegible] وَيَتْلُوهُ شَاهِدٌ مِّنْهُ [illegible] شاہد سے مراد [illegible] صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک [illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] ہے۔

بغوی نے حضرت [illegible] حضرت علیؓ نے فرمایا قریش کے [illegible] آیت [illegible] نازل ہوا [illegible]

حضرت علیؓ کے شاہد ہونے کی وجہ:

[illegible] حضرت ابوبکر صدیقؓ، حضرت عمر فاروقؓ، حضرت عثمان غنیؓ [illegible]

افمن کان علی بینۃ کی تفسیر [illegible] صاحب نے [illegible] کی ہے۔

اس صورت میں بینہ [illegible] محمد صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] آپ کی رسالت [illegible] معجزات [illegible] قرآن مجید [illegible] حضرت [illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کے شاہد ہیں [illegible] معجزات [illegible] رسول اللہ [illegible]

حضرت علیؓ کے مناقب

ترمذی نے حضرت علیؓ [illegible] رسول اللہ [illegible] فرمایا انا دار الحکمۃ وعلی بابھا [illegible] انا مدینۃ العلم وعلی بابھا [illegible] حضرت [illegible] روایت [illegible] اس حدیث [illegible] علم [illegible] (تفسیر مظہری)

حضرت شاہ ولی اللہ کی تحقیق:

حضرت شاہ ولی اللہ [illegible] آیت

أَفَمَن كَانَ عَلَىٰ بَيِّنَةٍ مِّن رَّبِّهِ وَيَتْلُوهُ شَاهِدٌ مِّنْهُ وَمِن قَبْلِهِ كِتَابُ مُوسَىٰ إِمَامًا وَرَحْمَةً ۚ أُولَٰئِكَ يُؤْمِنُونَ بِهِ

کی تفسیر [illegible] شریعت [illegible] شراب خوری [illegible] آپ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible]

نے تفسیر میں مراد [illegible] سے تعبیر فرمایا ہے [illegible] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے [illegible] اپنی آنکھوں سے [illegible] اس طرح [illegible] قرآن [illegible] پہلے تورات [illegible] حضرت موسیٰ [illegible] حضرت [illegible] اور صحابہ [illegible]

طرف اشارہ ہے [illegible]

أُولَٰئِكَ يُؤْمِنُونَ بِهِ ۚ وَمَن يَكْفُرْ بِهِ
یہی لوگ ایمان رکھتے ہیں قرآن پر اور جو کوئی منکر ہو اس سے سب
مِنَ الْأَحْزَابِ فَالنَّارُ مَوْعِدُهُ ۚ
فرقوں میں سے سو دوزخ ہے ٹھکانا اس کا

قرآن کو ماننا ضروری ہے:

[illegible] قرآن [illegible] صحیح مسلم [illegible] آپ نے [illegible]

الاحزاب [illegible] سے مراد (مسلمانوں کے سوا) تمام مذاہب والے [illegible] حضرت ابو ہریرہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم [illegible] محمد صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] یہودی اور عیسائی [illegible] جنت [illegible] قیامت کے دن [illegible]

قتادہ کے نزدیک [illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] قیامت کے دن [illegible] اللہ

قرآن کو کسی نے [illegible]

ان وسب مخلوق کے سامنے [illegible]

فَلَا تَكُ فِي مِرْيَةٍ مِّنْهُ ۚ إِنَّهُ الْحَقُّ مِن
سو تو مت رہ شبہ میں اس سے بیشک وہ حق ہے تیرے
رَّبِّكَ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يُؤْمِنُونَ
رب کی طرف سے اور پر بہت سے لوگ یقین نہیں کرتے

قرآن شک و شبہ سے پاک ہے:

[illegible] قرآن [illegible] صحیح مسلم میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible]

وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ كَذِبًا ۚ
اور اس سے بڑھ کر ظالم کون جو باندھے اللہ پر جھوٹ

قرآن کو جھٹلانا سب سے بڑا ظلم ہے

[illegible] (تفسیر عثمانی)

أُولَٰئِكَ يُعْرَضُونَ عَلَىٰ رَبِّهِمْ وَيَقُولُ
وہ لوگ روبرو آئیں گے اپنے رب کے اور کہیں گے
الْأَشْهَادُ هَٰؤُلَاءِ الَّذِينَ كَذَبُوا عَلَىٰ رَبِّهِمْ ۚ
گواہی دینے والے یہی ہیں جنہوں نے جھوٹ کہا تھا اپنے رب پر

ظالموں کے خلاف گواہی

[illegible] الاشہاد [illegible]

کی شہادتوں کے منتظر کو لے جا چکے اس وقت گواہی دینے والے (ملائکہ یا صالحین بلکہ خود ان کے ہاتھ پاؤں بھی) کہیں گے یہی وہ لوگ ہیں جو ظالم تھے جنہوں نے اپنے پروردگار کی نسبت جھوٹ کہا تھا۔ (تفسیر مظہری)

گواہ:

یہی لفظ اشہاد شہید کی جمع ہے (شاہد کی نہیں) [illegible] مختلف [illegible] قرآن میں آیا ہے، بلکہ انسان کے اپنے اعضاء بھی شہادت دیں گے اللہ نے فرمایا [illegible] دوسری آیت میں ہے [illegible] [illegible] [illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے [illegible] فرمایا [illegible] [illegible] جمع ہو گئی [illegible] سے کہا جائے گا تم بولو۔

تیسرے [illegible] مقامات [illegible] شہادت دیں گے [illegible] سورۃ الزلزال کی آیت يَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ أَخْبَارَهَا کی تفسیر [illegible] میں بھی آیا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا [illegible] شہادت دے گی کہ کس بندے اور کس بندی نے اس کی پشت پر کیا کیا کیا۔

بخاری نے حضرت ابوسعید خدری کی روایت سے بیان کیا ہے کہ مؤذن کی آواز جتنی مسافت پر پہنچے گی اور جہاں تک جن و انس [illegible] قیامت کے دن اس کی شہادت دیں گے۔

ابن خزیمہ کی روایت کے یہ الفاظ ہیں کہ مؤذن کی آواز کو [illegible] اس کی شہادت دے گا [illegible] حضرت ابوہریرہ کی مرفوع حدیث نقل کی ہے کہ مؤذن کی آواز جہاں تک پہنچے گی (اس) کے مطابق اس کی مغفرت کی جائے گی اور ہر خشک و تر اس کی شہادت دے گا۔

ابن المبارک نے حضرت عمر کا قول نقل کیا ہے کہ جو شخص کسی مقام کے قریب [illegible] قیامت کے دن اس کی شہادت دے [illegible] روایت سے بھی [illegible] ہے

ابونعیم نے حضرت معقل بن یسار کی روایت سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو دن آتا ہے وہ پکار کر کہتا ہے میں نیا دن ہوں (یعنی دن خود اعلان کرتا ہے) اے آدم کے بیٹے تو جو کچھ کرے گا کل میں تیرے لیے شہادت دوں گا [illegible] میرے اندر نیکی کر تاکہ کل میں تیرے لیے (اچھی) شہادت دوں [illegible] گزر گیا تو پھر کبھی لوٹ کر نہیں آؤں گا [illegible] رات بھی اسی طرح کہتی ہے۔ مسلم نے حضرت ابوسعید خدری کی روایت سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا [illegible]

خبر دی ہے اور احسان کا اچھا [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] قیامت کے دن [illegible] [illegible] کی روایت سے بیان کیا [illegible] قیامت [illegible] لایا جائے گا [illegible] (تفسیر مظہری)

أَلَا لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الظَّالِمِينَ ۝ الَّذِينَ
سن لو پھٹکار ہے اللہ کی ناانصاف لوگوں پر جو
يَصُدُّونَ عَن سَبِيلِ اللَّهِ وَيَبْغُونَهَا
روکتے ہیں اللہ کی راہ سے اور ڈھونڈتے ہیں اس میں
عِوَجًا وَهُم بِالْآخِرَةِ هُمْ كَافِرُونَ ۝
کجی اور وہی ہیں آخرت سے منکر

ظالموں پر لعنت:

[illegible] ظلم [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] حالت کریں۔ ایسے کافروں پر خدائی [illegible] لعنت ہے۔ (تفسیر مظہری)

أُولَٰئِكَ لَمْ يَكُونُوا مُعْجِزِينَ فِي الْأَرْضِ
وہ لوگ نہیں تھکانے والے زمین میں بھاگ کر
وَمَا كَانَ لَهُم مِّن دُونِ اللَّهِ مِنْ أَوْلِيَاءَ ۘ
اور نہیں ان کے واسطے اللہ کے سوا کوئی حمایتی

[illegible] [illegible] [illegible] عذاب [illegible]

يُضَاعَفُ لَهُمُ الْعَذَابُ ۚ
دونا ہے ان کے لیے عذاب

[illegible]

مَا كَانُوا يَسْتَطِيعُونَ السَّمْعَ وَمَا كَانُوا
نہ طاقت رکھتے تھے سننے کی اور نہ

يُبْصِرُونَ ۝
دیکھتے تھے

یہ ظالم بہرے اور اندھے تھے

[illegible]

أُولَٰئِكَ الَّذِينَ خَسِرُوا أَنفُسَهُمْ وَضَلَّ
یہی ہیں جو ہار بیٹھے اپنی جانیں اور گم ہو گیا
عَنْهُم مَّا كَانُوا يَفْتَرُونَ ۝
ان سے جو بہتان باندھتے تھے

[illegible]

لَا جَرَمَ أَنَّهُمْ فِي الْآخِرَةِ هُمُ الْأَخْسَرُونَ
[illegible]
إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ
[illegible]
وَأَخْبَتُوا إِلَىٰ رَبِّهِمْ أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ الْجَنَّةِ
[illegible]
هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ۝
[illegible]

مومنوں کا اچھا انجام

[illegible]

[illegible]

مَثَلُ الْفَرِيقَيْنِ كَالْأَعْمَىٰ وَالْأَصَمِّ
[illegible]
وَالْبَصِيرِ وَالسَّمِيعِ هَلْ يَسْتَوِيَانِ مَثَلًا
[illegible]
أَفَلَا تَذَكَّرُونَ ۝
[illegible]

مومن و منکر برابر نہیں

[illegible]

وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا نُوحًا إِلَىٰ قَوْمِهِ إِنِّي لَكُمْ
[illegible]
نَذِيرٌ مُّبِينٌ ۝
[illegible]

حضرت نوح کا قوم سے خطاب

یعنی ہم نے حضرت نوح کو ان کی قوم کی طرف بھیجا تاکہ وہ ان سے خطاب کریں اور کہیں کہ میں تم کو کھلے طور پر ڈرانے والا ہوں۔

أَن لَّا تَعْبُدُوٓا۟ إِلَّا ٱللَّهَ

کہ پرستش نہ کرو خدا کے سوا

یعنی وہ صرف خدا کی عبادت کریں اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں۔

إِنِّىٓ أَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ أَلِيمٍ

میں ڈرتا ہوں تم پر ایک دکھ والے دن کے عذاب سے

یعنی قیامت کے دن یا دنیا ہی میں کسی سخت عذاب کے آنے کا ڈر ہے۔ دکھ والے دن سے وہ دن مراد ہے جس میں دردناک اور ہولناک عذاب ہو اور اس وقت کی مصیبت کا کوئی علاج نہ ہو۔

فَقَالَ ٱلْمَلَأُ ٱلَّذِينَ كَفَرُوا۟ مِن قَوْمِهِۦ

پھر بولے سردار جو کافر تھے اس کی قوم کے

مَا نَرَىٰكَ إِلَّا بَشَرًا مِّثْلَنَا وَمَا نَرَىٰكَ ٱتَّبَعَكَ

ہم کو تو تم نہیں آتے مگر ایک آدمی ہم جیسا اور دیکھتے نہیں

إِلَّا ٱلَّذِينَ هُمْ أَرَاذِلُنَا بَادِىَ ٱلرَّأْىِ وَمَا

کوئی تابع ہوا ہو تیرا مگر جو ہم میں نیچ قوم ہیں بے تامل۔

نَرَىٰ لَكُمْ عَلَيْنَا مِن فَضْلٍۭ بَلْ نَظُنُّكُمْ

اور ہم نہیں دیکھتے تم کو اپنے اوپر کچھ بڑائی بلکہ ہم کو تو خیال ہے کہ تم

كَٰذِبِينَ

سب جھوٹے ہو

قوم کے سرداروں کا جواب:

یعنی سرداران قوم نے مقابلہ میں کوئی نمایاں امتیاز نہ دیکھتے ہوئے کہا کہ ہم دیکھتے ہیں کہ تم ہماری طرح بشر ہو اور آسمان کے فرشتے نہیں ہو جس کے سامنے خود بخود لوگوں کی گردنیں جھک جائیں پھر تمہاری پیروی کرنے والے بھی کوئی خاص طبقہ نہیں بلکہ وہ پست اور کم عقل لوگ ہیں جو بے سوچے سمجھے تمہارے پیچھے ہو لئے اور مال و دولت کے لحاظ سے بھی تم کو ہم پر کوئی فضیلت نہیں اس لئے ہم سب کو جھوٹا سمجھتے ہیں۔

مطلب یہ ہے کہ یہ پست اور ادنیٰ طبقہ کے لوگ ہیں جن کے ساتھ بیٹھنا بھی ہم کو شریفوں کے لئے عار معلوم ہوتا ہے یہ لوگ بے سوچے سمجھے تمہارے ساتھ ہو گئے ہیں اگر واقعی خدا نے اپنے منصب رسالت پر کسی کو مقرر کرنا تھا تو ہم جیسے صاحب مال و دولت عقل و فہم کی بات میں کم تھے؟ پھر اس انتخاب اس عہدہ کے لئے تم کو کیا کہا اور تم کو آپ کا اتباع کرنے والے بھی کوئی معزز اور بڑے آدمی ہوتے۔ بھلا ان رذیلوں اور نادانوں کا کیا ٹھکانا؟ آپ کے لئے کیا صاحب فضل و شرف ہونا ہے؟ اور ان کی صداقت کی دلیل ہی کیا ہے جو ایسے ہی لوگوں کا ان کی بات ماننا اور دولت کو پا لینا ہے۔ یہ سب بے سمجھے اور بدون غور و فکر کے فوراً بے سوچے سمجھے تمہارے پیچھے ہو گئے ہیں آپ کا اتباع کر رہے ہیں؟ بہرحال ہم تو تمہیں اور تمہارے ساتھیوں سب کو جھوٹا سمجھتے ہیں کہ تم نے ایک بات بنائی اور یہ بیوقوف لوگ ہیں جو تمہارے ساتھ ہو گئے اور اس طرح تم نے ایک اپنا گروہ بنا کر اقتدار اور بڑائی حاصل کرنی ہے۔ یہ ہے معترضین کی تقریر کا حاصل جس کا جواب آگے آتا ہے۔ (ابن کثیر)

حضرت ابوبکرؓ کی فضیلت

حدیث شریف میں ہے کہ جس کو میں نے بھی اسلام کی دعوت دی اس میں کچھ نہ کچھ جھجک ضرور پائی سوائے ابوبکر کے کہ انہوں نے بلا تردد قبول کر لیا۔ یعنی ابوبکر کو میں نے جو دعوت دی فوراً بلا جھجک قبول فرما لیا۔ (ابن کثیر)

قَالَ يَٰقَوْمِ أَرَءَيْتُمْ إِن كُنتُ عَلَىٰ بَيِّنَةٍ

بولا اے قوم دیکھو تو اگر میں ہوں صاف راہ پر اپنے

مِّن رَّبِّى وَءَاتَىٰنِى رَحْمَةً مِّنْ عِندِهِۦ

رب کے اور اس نے بھیجی مجھ پر رحمت اپنے پاس سے

فَعُمِّيَتْ عَلَيْكُمْ أَنُلْزِمُكُمُوهَا وَأَنتُمْ لَهَا

پھر اس کو تمہاری آنکھ سے مخفی رکھا تو کیا ہم تم کو مجبور کر سکتے ہیں اس پر

كَٰرِهُونَ

اور تم اس سے بیزار ہو

پیغمبر اخلاق و اعمال میں بلند ہوتا ہے نہ مال میں۔

یعنی یہ صحیح ہے کہ پیغمبر عام انسانوں سے بالکل ممتاز ہوتا ہے لیکن وہ امتیاز مال و دولت، ملک و حکومت اور دنیا کی ٹیپ ٹاپ میں نہیں بلکہ اعلیٰ اخلاق اور بہترین صفات تقویٰ، خداترسی، تزکیہ اور حسن اخلاق میں

سے آیت واضحات پیش کرنے سے دین کو امتیاز حاصل ہوتا ہے، ذوق تعالیٰ بہ اتمام حجت اکمال نعمت کے، وہ تم کو عیاں کرنے سے ظاہر فرما ہے، روز الٰہی اور روحانی دلائل روشن ہیں، روشنی میں صاف دکھتے ہیں اور رات خدا کی قسم میں رحمت ان پر بارش کی طرح برستی ہیں۔

تم دل کے اندھے ہو:

نوح علیہ السلام نے فرمایا، یہ سب تجلیات کھلے طور پر موجود ہیں، بلاشبہ موجود تھیں جس طرح اللہ کے نور کی روشنی نظر نہیں آتی، تمہاری آنکھیں بھی اس نور الٰہی کے دیکھنے سے محروم رہیں، تو کیا ہم زبردستی مجبور کر کے تم سے اس نور اور رحمت کا اقرار کرا سکتے ہیں جس سے تم اس قدر نفرت و بیزاری ہو کہ اس کا دیکھنا بھی گوارا نہیں کرتے۔ خدا سے یہ امید کرنی نہ رکھو، یہ قصور تمہارا ہی ہے کہ تمہارے دلوں کی آنکھیں اندھی ہیں، وہ بند ہیں۔ (تفسیر حقانی)

قتادہ نے کہا اگر نبی میں یہ قدرت ہوتی کہ تمام لوگوں کو مومن بنا سکتے تو وہ ایسا بھی کر چکے مگر ان میں یہ قدرت نہیں تھی۔ (تفسیر مظہری)

وَيٰقَوْمِ لَآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ مَالًا ۭ اِنْ اَجْرِيَ

اور اے میری قوم میں نہیں مانگتا تم سے اس پر کچھ مال، میری مزدوری نہیں

اِلَّا عَلَي اللّٰهِ وَمَآ اَنَا بِطَارِدِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۭ

مگر اللہ پر اور میں نہیں ہانکنے والا ایمان والوں کو

اِنَّهُمْ مُّلٰقُوْا رَبِّهِمْ

ان کو ملنا ہے اپنے رب سے

میں غریب مومنوں کو دھتکار نہیں سکتا:

یعنی میں تبلیغ کے کام کی کوئی اجرت تم سے نہیں مانگتا جو کسی خود غرضی کا شبہ ہو۔ میں اپنے پروردگار کا نوکر ہوں اسی کے یہاں سے مزدوری ملے گی۔ بحمد اللہ مجھے تمہارے مال کی طلب ہے نہ ضرورت۔ پھر غریبوں کو چھوڑ کر مالداروں کی طرف کیوں جھکوں۔ اگر تم میرے ان غریب مخلص رفقاء کی افلاس یا پیشہ کی وجہ سے حقیر و ذلیل سمجھتے ہو تو خوب سمجھ لو کہ میں ان کو نہیں جو دولت ایمان کے سرمایہ داروں کو ظاہری خستہ حالی کی بنا پر جانوروں کی طرح دھکے دے کر نکال دوں۔ انہیں ایک روز اپنے پروردگار سے ملنا ہے۔ وہ میری شکایت اس کے روبرو نہ کریں کہ آپ کے پیغمبر نے متکبر مالداروں کی خاطر ہم غریب وفاداروں کو نکال دیا تھا۔ میں ظاہر حال کے خلاف یہ کیسے سمجھ لوں کہ ان کا ایمان محض ظاہری اور سرسری ہے۔ دلوں کو چیر کر دیکھنا میرا کام نہیں۔ یہ

یہ ذرا ان کے یہاں پتہ چلے گا کہ ان کے دلوں کی کیا حالت تھی۔ (تفسیر عثمانی)

وَلٰكِنِّيْٓ اَرٰىكُمْ قَوْمًا تَجْـهَلُوْنَ ۝

لیکن میں دیکھتا ہوں تم لوگ جاہل ہو

غربت کوئی عیب نہیں ہے:

یعنی جہل و حماقت سے انجام پر نظر نہیں کرتے، صرف ان کی ظاہری غربت دیکھ کر حقیر سمجھتے ہو، حالانکہ کل قیامت کے روز یہ لوگ جنت میں جائیں گے تو تم تمہارے پاس آئیں گے۔ نیز غربت اور سب حالات کوئی عیب نہیں بلکہ یہ تو بے حق کے قبول کرنے میں مزاحم نہیں ہوتی۔ حضور سے بھی کفار نے غرباء کو تھوڑی دیر کے لئے مجلس سے دور رکھنے کی درخواست کی تھی، جس پر آیات نازل ہوئیں۔ ہم حال تم نہیں جانتے کہ سب خدا کے پاس پہنچ رہے ہیں وہاں کیا مرتبہ رکھتے ہیں۔ (تفسیر حقانی)

وَيٰقَوْمِ مَنْ يَّنْصُرُنِيْ مِنَ اللّٰهِ اِنْ

اور اے قوم کون چھڑائے مجھ کو اللہ سے اگر ان کو

طَرَدْتُّهُمْ ۭ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ۝

ہانک دوں، کیا تم دھیان نہیں کرتے

مخلص لوگوں کو چھوڑا نہیں جا سکتا:

یعنی میں تمہارے کہنے اور جہالت سے ان غریبوں کا نقصان کروں، اگر تمہاری وجہ سے میں نے خدا کے مخلص بندوں کو دھکے دیئے تو اس کی سزا اور گرفت سے مجھ کو کون بچائے گا۔ (تفسیر عثمانی)

وَلَآ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِيْ خَزَاۗىِٕنُ اللّٰهِ وَلَآ

اور میں نہیں کہتا تم کو کہ میرے پاس ہیں خزانے اللہ کے اور نہ

اَعْلَمُ الْغَيْبَ وَلَآ اَقُوْلُ اِنِّىْ مَلَكٌ وَّلَآ

میں خبر رکھوں غیب کی اور نہ کہوں کہ میں فرشتہ ہوں اور نہ

اَقُوْلُ لِلَّذِيْنَ تَزْدَرِيْٓ اَعْيُنُكُمْ لَنْ يُّؤْتِيَهُمُ

کہوں گا کہ جو لوگ تمہاری آنکھ میں حقیر ہیں نہ دے گا ان کو

اللّٰهُ خَيْرًا ۭ اَللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ

اللہ بھلائی، اللہ خوب جانتا ہے جو کچھ ان کے جی میں ہے

إِنِّيٓ إِذًا لَّمِنَ الظّٰلِمِينَ
[illegible] تو میں بے انصاف ہوں

دولت کے خزانے نہیں مگر خیر سے خالی بھی نہیں:

[illegible]

[illegible] (تفسیر حقانی)

غریب ہیں مگر ایمان کی دولت رکھتے ہیں:

[illegible] (تفسیر عثمانی)

فرشتہ کیسے نبی ہو سکتا ہے:

[illegible]

[illegible]

ہمیشہ غریب ہی پیغمبروں کے پیروکار ہوتے ہیں:

[illegible]

[illegible]

حقیقی کمینہ کون ہے:

[illegible] (صوب قرآنی)

قَالُوا يٰنُوحُ قَدْ جٰدَلْتَنَا فَأَكْثَرْتَ جِدٰلَنَا
بولے اے نوح تم نے ہم سے جھگڑا کیا اور بہت جھگڑا [illegible]
فَأْتِنَا بِمَا تَعِدُنَآ إِن كُنتَ مِنَ الصّٰدِقِينَ
اب لے آ جو تو وعدہ کرتا ہے ہم سے اگر تو سچا ہے

کافروں کے پاس کوئی دلیل نہ رہی:

[illegible]

مگر نوح علیہ السلام انہیں نصیحت کرتے ہر شبہ کا جواب دیتے، تبلیغ، تفہیم اور بحث و مناظرہ کا سلسلہ جاری رہتا۔ اسی جھگڑے میں صدیاں گزر گئیں۔ کفار نے ان کی طولانی بحثوں اور شب و روز کی روک ٹوک سے عاجز ہو کر کہا کہ اب یہ سلسلہ بند کیجئے۔ بس اگر آپ سچے ہیں تو جس عذاب کی دھمکیاں دیتے رہتے ہو وہ لے آؤ تا کہ سارا روز کا جھگڑا ختم ہو۔ (تفسیر عثمانی)

قَالَ اِنَّمَا يَاْتِيْكُمْ بِهِ اللّٰهُ اِنْ شَآءَ وَمَآ
کہا کہ لائے گا تو اس کو اللہ ہی اگر چاہے گا اور
اَنْتُمْ بِمُعْجِزِيْنَ
تم نہ تھکا سکو گے بھاگ کر

عذاب اللہ کے قبضہ میں ہے:

یعنی یہ چیز میرے قبضۂ قدرت میں نہیں۔ خدا جس وقت اپنی حکمت کے موافق چاہے گا عذاب نازل کر دے گا۔ ہمارا فرض صرف آگاہ کر دینا تھا۔ باقی عذاب تو ایسی ہولناک اور عظیم الشان چیز ہے، جس کو لے آنا اور دفع کرنا دونوں بیان تو انسان بشر کے دائرہ سے خارج ہیں۔ جب مشیت الٰہی ہو گی تو کہیں بھاگ کر پناہ نہ لے سکو گے۔ ایسا کون ہے جو خدا کو (معاذ اللہ) تھکا کر عاجز کر سکے۔ (تفسیر عثمانی)

وَلَا يَنْفَعُكُمْ نُصْحِيْٓ اِنْ اَرَدْتُّ اَنْ اَنْصَحَ
اور نہ کارگر ہو گی تم کو میری نصیحت جو چاہوں کہ تم کو نصیحت
لَكُمْ اِنْ كَانَ اللّٰهُ يُرِيْدُ اَنْ يُّغْوِيَكُمْ
کروں اگر اللہ چاہتا ہو گا کہ تم کو گمراہ کرے وہی ہے رب
هُوَ رَبُّكُمْ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ
تمہارا اور اسی کی طرف لوٹ جاؤ گے

تم گمراہی کے شیدائی ہو:

یعنی کفر پر اس قدر اصرار و ضد اور انتہائی درجہ کی ہٹ دھرمی سے نزول عذاب کی استدعا بتلاتی ہے کہ خدا کا ارادہ یہ ہی ہے کہ تم کو گمراہی میں پڑا رہنے دے اور آخرکار ہلاک کر دے۔ پس اگر تمہاری بدکرداری کے سبب سے خدا نے یہ ہی چاہا تو میں کتنا ہی نصیحت و خیر خواہی کر کے تم کو نفع پہنچانا چاہوں، کچھ نافع اور مؤثر نہ ہو گا۔ تمہارا رب وہی ہے جس کے ملک و تصرف میں ہر چیز ہے۔ جیسا جس کے ساتھ معاملہ کرے، کوئی روک نہیں سکتا۔ سب کو اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے وہی سب کے عمل کی جزاء و سزا دینے والا ہے۔ (عثمانی)

حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں "یہاں تک جتنے سوالات و اعتراضات اس قوم کے تھے، وہ ہی تھے حضرت کی قوم کے۔ گویا یہ سب جواب ان کو ملے۔ ایک ان کا یا کافروں کا اعتراض آگے قصہ کے درمیان بیان فرماتے ہیں"۔

اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ
کیا کہتے ہیں کہ بنا لایا قرآن کو

اہل مکہ کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر الزام:

یہ گفتگو کفار مکہ کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہے کہ قرآن آپ خود بنا لائے ہیں۔ خدا کا کلام نہیں ہے۔ حضرت نوح کی کتاب بنلائے تھے جن کی قوم پر بات کہی۔ (کذا فی الموضح) لیکن بعض مفسرین نے اس آیت کو نوح ہی کے قصہ کا جزء بتلایا ہے۔ یعنی نوح کی قوم نے کہا کہ جن باتوں کو نوح خدا کی طرف منسوب کرتے ہیں وہ خود ان کی گھڑی ہوئی ہیں۔ بعض نے کہا کہ گفتگو تو اہل مکہ ہی کی حضور سے ہے مگر اس کا تعلق خاص نوح کے قصہ سے تھا۔ گویا وہ کہتے تھے کہ یہ داستان آپ نے محض دل سے گھڑ لی ہے ورنہ ان قصوں کی کوئی اصل نہیں۔ (تفسیر عثمانی)

قُلْ اِنِ افْتَرَيْتُهٗ فَعَلَيَّ اِجْرَامِيْ وَاَنَا
کہہ دے اگر میں بنا لایا ہوں تو مجھ پر ہے میرا گناہ اور میرا
بَرِيْٓءٌ مِّمَّا تُجْرِمُوْنَ
ذمہ نہیں جو تم گناہ کرتے ہو

الزام کا جواب:

قرآن کو "مفتری" کہنے کا تحقیقی جواب اسی سورت میں ایک رکوع پہلے گزر چکا۔ یہاں آخری بات فرما دی یعنی قرآن کا کلام الٰہی ہونا نہایت واضح و مستحکم دلائل سے بہ بداہت ثابت کیا جا چکا ہے۔ اسی روشن چیز کی تکذیب کر کے جو جرم تم سمیٹ رہے ہو اس کا وبال تمہاری گردن پر ہے، میں اس کی فکر کروں۔ میں کامل تبلیغ کر کے بری الذمہ ہو چکا ہوں۔ اب جو غلطیاں تم کرو ان کا میں ذمہ دار نہیں۔ ہاں بفرض محال اگر میں نے افتراء کیا ہو تو اس کا گناہ مجھ پر پڑ سکتا ہے۔ سو معلوم ہے ایسا ہونا ممکن نہیں۔ (تفسیر عثمانی)

لطائف و معارف

عارف رومی قدس سرہ العالی فرماتے ہیں:

اشقیاء را دیدہ بینا نبود   نیک و بد در دیدہ شان یکساں نمود

یہ بد بخت دل کی آنکھوں سے محروم تھے۔ اس لئے ان کی نظر میں نیک و بد یکساں دکھائی دیتے تھے۔

ہمسری با انبیاء برداشتند — اولیاء را ہمچو خود پنداشتند

انبیاء کرام کی ہمسری کے مدعی تھے اور اولیاء کو اپنے برابر سمجھتے تھے۔

گفتہ اینک ما بشر ایشاں بشر — ما و ایشاں بستۂ خوابیم و خور

اور یہ کہتے تھے کہ ہم بھی انسان ہیں اور انبیاء بھی انسان ہیں کھانے اور سونے کے ہم اور وہ پابند ہیں۔ پھر ہم میں اور ان میں کیا فرق ہے۔

ایں ندانستند ایشاں از عمیٰ — ہست فرقے درمیاں بے منتہیٰ

اور اندھے پن سے یہ نہ سمجھا کہ دونوں میں بے انتہا فرق ہے۔

ہر دو گوں زنبور خوردند از محل — لیک شد زاں نیش وزیں دیگر عسل

دونوں قسم کے زنبور (بھڑ) ایک ہی جگہ سے پھولوں کا رس چوستے ہیں مگر ایک زنبور سے ڈنک پیدا ہوتا ہے اور دوسرے زنبور سے شہد پیدا ہوتا ہے۔

ہر دو گوں آہو گیا خوردند و آب — زیں یکے سرگیں شد وزاں مشک ناب

اس شعر میں ایک مثال ذکر کرتے ہیں کہ دونوں قسم کے ہرن ایک ہی قسم کی گھاس چرتے ہیں اور ایک ہی گھاٹ سے پانی پیتے ہیں لیکن ایک سے تو مینگنیاں نکلتی ہیں اور دوسرے سے خالص مشک نکلتی ہے۔

ہر دو نے خوردند از یک آبخور — ایں یکے خالی و آں پر از شکر

یہ تیسری مثال ہے کہ دونوں قسم کی نے ایک ہی گھاٹ سے سیراب ہوتے ہیں لیکن ایک کھوکلی ہے جبکہ دوسری شکر سے بھری رہتی ہے۔

قوم یہ بات کہتی ہے، اس لئے یہ آیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے متعلق ہے بطور جملہ معترضہ کفار مکہ کے کلام کو درمیان قصہ نوح ذکر فرمایا یہاں تک جتنے سوالات اور جوابات ذکر کئے وہ سب قوم نوح کے متعلق تھے مگر کفار مکہ بھی یہی کہتے تھے اس لئے درمیان قصہ بطور جملہ معترضہ کفار مکہ کا کلام ذکر کر دیا گیا۔ اب آگے پھر نوح کا باقی قصہ ذکر ہوتا ہے۔ (معارف کاندھلوی)

وَاُوْحِيَ اِلٰى نُوْحٍ اَنَّهٗ لَنْ يُّؤْمِنَ مِنْ
اور حکم ہوا طرف نوح کی کہ اب ایمان نہ لائے گا
قَوْمِكَ اِلَّا مَنْ قَدْ اٰمَنَ فَلَا تَبْتَىِٕسْ
تیری قوم میں مگر جو ایمان لا چکا سو تو غمگین نہ رہ ان کاموں پر
بِمَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ ۝
جو کر رہے ہیں

قوم نوح کا آخری انجام:

جب قوم کی ایذائیں حد سے گزر گئیں تو نوح علیہ السلام نے تنگ آ کر ان کے لئے

نافرمانوں کی زبوں حالی دیکھ کر جو کئی تنبیہات کے بعد خدا کے آگے شکوہ کیا اَنِّيْ مَغْلُوْبٌ فَانْتَصِرْ کہ میں مغلوب و ضعیف ہوں آپ ان سے بدلہ لیجئے۔ ارشاد ہوا کہ جن کے مقدر میں ایمان تھا وہ ایمان لا چکے، آئندہ ان میں کوئی ایمان لانے والا نہیں ہے لہٰذا آپ ان کی عداوت، تکذیب اور ایذا رسانی سے رنجیدہ و غمگین نہ ہوں۔ عنقریب خدا کی شمشیر انتقام بے نیام ہونے والی ہے جو سب شرارتوں اور شریروں کا خاتمہ کر دے گی۔ (تفسیر عثمانی)

قوم کی طرف سے تکالیف:

محمد بن اسحاق نے عبید بن عمیر لیثی کی روایت سے لکھا ہے کہ قوم نوح والے حضرت نوح کو پکڑ کر پچھاڑ کر اتنا گلا گھونٹتے تھے کہ آپ بیہوش ہو جاتے تھے جب آپ کو ہوش آتا تو دعا کرتے الٰہی میری قوم کو معاف کر دے وہ نادان ہیں، جب قوم کی نافرمانی بڑھتی چلی گئی اور قوم کے ہاتھوں سے دکھ اور مصیبت میں اضافہ مسلسل ہوتا رہا تو آپ مایوس ہو گئے اور آئندہ نسل کا انتظار کرنے لگے کہ شاید ان کی اگلی نسل ہدایت یاب ہو جائے مگر جو نسل بعد والی چلی وہ پہلی نسل سے زیادہ خبیث ہوتی اور پچھلے لوگ کہنے لگے یہ بڈھا تو ہمارے باپ دادا کے زمانے سے چلا آتا ہے پاگل ہے، اس کو کوئی نہ مانتا تھا۔ آخر حضرت نوح علیہ السلام نے اللہ سے فریاد کی اور عرض کیا رَبِّ اِنِّيْ دَعَوْتُ قَوْمِيْ لَيْلًا وَّنَهَارًا اے میرے رب میں نے اپنی قوم کو رات دن بلایا رَبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْاَرْضِ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ دَيَّارًا اس پر حکم آیا وَاصْنَعِ الْفُلْكَ بِاَعْيُنِنَا وَوَحْيِنَا (تفسیر مظہری)

بغوی نے بروایت ضحاک حضرت ابن عباس کا بیان نقل کیا ہے کہ نوح کی قوم والے آپ کو اتنا مارتے تھے کہ آپ گر پڑتے تھے اور مردہ سمجھ کر لوگ لپیٹ کر گھر ڈال جاتے تھے اور خیال کرتے تھے کہ نوح مر گئے لیکن دوسرے روز آپ پھر باہر آ کر لوگوں کو اللہ کی طرف آنے کی دعوت دیتے تھے۔ یہ بھی روایت میں آیا ہے کہ ایک بوڑھا آدمی لاٹھی کے سہارے سے چل رہا تھا اس کا بیٹا ساتھ تھا۔ بیٹے سے اس نے کہا میرے بیٹے اس دیوانے بڈھے کے دھوکہ میں نہ آ جانا۔ بچے نے کہا باپ مجھے لاٹھی دے دیجئے، باپ نے لاٹھی دے دی۔ بچے نے لاٹھی لے کر حضرت نوح کے سر پر ماری اور آپ کو سخت زخمی کر دیا۔ اس پر حضرت نوح کے پاس اللہ کی وحی آئی وَاُوْحِيَ اِلٰى نُوْحٍ اَنَّهٗ لَنْ يُّؤْمِنَ مِنْ قَوْمِكَ اِلَّا مَنْ قَدْ اٰمَنَ اور نوح کے پاس وحی بھیجی گئی کہ تمہاری قوم کے جو لوگ ایمان لا چکے (لا چکے) اور کوئی ایمان نہیں لائے گا۔ (تفسیر مظہری)

وَاصْنَعِ الْفُلْكَ بِاَعْيُنِنَا وَوَحْيِنَا وَلَا
اور بنا کشتی روبرو ہمارے اور ہمارے حکم سے اور

وَلَا تُخَاطِبْنِي فِي الَّذِينَ ظَلَمُوا ۚ إِنَّهُم

بات نہ کیجو مجھ سے ظالموں کے حق میں بیشک

مُّغْرَقُونَ

غرق ہوں گے

عذاب کی تیاری:

حق تعالیٰ نے نوح علیہ السلام سے فرمایا کہ ایک کشتی ہمارے روبرو (یعنی ہماری حفاظت و نگرانی میں) ہمارے حکم اور تعلیم و الہام کے موافق تیار کرو۔ کیونکہ عنقریب پانی کا طوفان ہونے والا ہے جس میں یہ سب ظالمین (کافرین) غرق کیے جائیں گے۔ ان کے حق میں اب یہ فیصلہ اللہ ہو چکا ہے۔ آپ کسی قسم کی سفارش وغیرہ کے لئے ہم سے کوئی بات نہ کریں۔ آنے والا عذاب ٹلنے والا نہیں ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جب قوم کے حق میں جھگڑا شروع کیا تھا ان کو اسی طرح کا جواب دیا تھا: يَا إِبْرَاهِيمُ أَعْرِضْ عَنْ هَٰذَا ۖ إِنَّهُ قَدْ جَاءَ أَمْرُ رَبِّكَ ۖ وَإِنَّهُمْ آتِيهِمْ عَذَابٌ غَيْرُ مَرْدُودٍ (ھود، رکوع ۷) (تفسیر حقی)

حضرت ابن عباس نے بِأَعْيُنِنَا کا ترجمہ کیا ہے ہماری نگرانی اور حفاظت میں۔ دوسرے تمام حواس سے زیادہ آنکھ سے اس لئے نگرانی کو آنکھ (اعین) کے لفظ سے تعبیر کیا۔

کشتی بنانے کا حکم:

بغوی نے اس قصہ کے ذیل میں لکھا ہے کہ حضرت جبرئیل نے حضرت نوح سے آ کر کہا آپ کا رب آپ کو کشتی بنانے کا حکم دیتا ہے۔ حضرت نوح نے کہا میں کیسے بناؤں (بڑھئی) نہیں ہوں۔ جبرئیل نے کہا آپ کا رب فرماتا ہے تم میری آنکھوں کے سامنے بناؤ (غلطی نہ ہوگی) حضرت نوح نے تیشہ لیا اور ٹھیک ٹھیک ویسا ہی بنایا جیسا ان کو بتایا گیا تو آپ نے کشتی پرندے کے سینہ کی شکل کی (یعنی سینہ ابھرا ہوا بنایا)۔

بغوی نے لکھا ہے اہل توراۃ کا خیال ہے کہ اللہ نے نوح کو حکم دیا تھا کہ ساگوان یا ساکھو کی لکڑی کی کشتی بنائیں جس کو سیدھا کریں گے کشتی کے اندر اور باہر روغن کا پلستر کر دیں۔ کشتی کی لمبائی اسی ہاتھ (گز) اور چوڑائی پچاس گز اور اونچائی تیس گز ہو۔ اور تین منزلیں ہوں، نچلی، درمیانی اور بالائی اور چھت میں پیچھے سوراخ ہوں۔ حضرت نوح نے حکم کے مطابق کشتی بنائی۔ اسحاق بن بشر اور ابن عساکر نے حضرت ابن عباس کی روایت سے بیان کیا کہ اللہ نے جب نوح کو کشتی بنانے کا حکم دیا تو نوح نے عرض کیا میرے مالک تختے کہاں ہیں؟ اللہ نے فرمایا ساگوان کا درخت بو دو۔ نوح نے ساگوان کا درخت بویا۔ بیس سال تک یہ درخت بڑھتا رہا۔ اس مدت میں حضرت نوح نے تبلیغ بند کر دی لوگوں سے کنارہ کشی کر لی۔ جب درخت بڑا ہو گیا تو حسب حکم حضرت نوح نے اس کو کاٹ کر خشک کیا اور عرض کیا اے رب اس سے کشتی کیسے بناؤں؟ حکم ہوا تین شکلوں پر بناؤ۔ اس کا سر مرغ کے سر کی طرح ہو، پچھلا حصہ مرغ کی دم کی طرح اور درمیانی حصہ پرندے کے پیٹ کی طرح ہو اور دونوں پہلوؤں پر دروازے ہوں۔ جو اللہ نے جبرئیل کے ذریعہ سکھا دی۔

ابن عساکر نے سعید بن مسیب کی روایت سے حضرت ابو الحسن کا قول اور حضرت کعب کا بیان بھی نقل کیا ہے۔

کشتی کی لمبائی چوڑائی:

عبد بن حمید اور ابن المنذر اور ابو الشیخ نے قتادہ کی روایت سے بیان کیا ہے کہ کشتی کی لمبائی تین سو ہاتھ اور چوڑائی پچاس ہاتھ اور اونچائی تیس ہاتھ تھی۔ اسی روایت میں آیا ہے کہ عرض میں اس کا دروازہ تھا۔ ثعالبی نے لکھا ہے کہ کشتی کا طول اسی ہاتھ اور عرض پچاس ہاتھ اور بلندی تیس ہاتھ تھی۔

کشتی بنانے کی مدت:

زید بن اسلم کا قول ہے کہ حضرت نوح سو برس تک درخت بوتے اور (لکڑی) کاٹتے رہے اور سو برس میں کشتی بنائی۔ بعض کا قول ہے کہ چالیس برس تک درخت بوتے رہے اور چالیس برس تک لکڑی کو خشک کرتے رہے۔ کعب احبار کا قول آیا ہے کہ نوح نے تیس برس میں کشتی بنائی۔

کشتی کے درجے:

یہ بھی منقول ہے کہ کشتی کی تین منزلیں تھیں۔ نچلا درجہ چوپایوں اور وحشی جانوروں کے لئے تھا، درمیانی منزل میں آدمی تھے اور بالائی میں پرندے۔ جب جانوروں کا پاخانہ زیادہ ہو گیا تو نوح نے ہاتھی کی دم پر ہاتھ پھیرا، ہاتھی کے اندر سے ایک سور اور سورنی نکلے اور انہوں نے گوبر (کھا کر) صاف کر دیا۔ چوہوں نے جب کشتی کو نقصان پہنچایا اور رسیاں کاٹنے لگے تو اللہ کی طرف سے نوح کو حکم ہوا کہ شیر کی آنکھوں کے درمیان ضرب لگاؤ، ضرب لگاتے ہی شیر کی ناک کے سوراخوں سے ایک بلی اور ایک بلا نکل پڑے اور دونوں چوہوں پر جھپٹ پڑے۔ (تفسیر مظہری)

مومنین اور تمام ضروریات کشتی میں سوار کیں:

حضرت نوح علیہ السلام نے حکم کے مطابق کشتی بنائی۔ پھر جب طوفان کا وقت

کی علامت ظاہر ہو جائیں گی کہ تنور سے پانی ابلنے لگا تو نوح علیہ السلام کو حکم دیا گیا کہ خود مع اپنے اہل و عیال کے اور ان لوگوں کے جو آپ پر ایمان لائے ہیں کشتی میں سوار ہو جائیں۔ اور انسانوں کی ضروریات میں جانوروں سے متعلق ہیں جیسے گائے، بیل، بکری وغیرہ ان سب جانوروں کا بھی ایک ایک جوڑا کشتی میں سوار کر لیں۔ حضرت نوح علیہ السلام نے حکم کے مطابق سب کو سوار کر لیا۔

تمام صنعتوں کی ابتداء

تمام ضروری صنعتوں کی ابتداء وحی کے ذریعہ ہوئی۔

حافظ شمس الدین ذہبی کی الطب النبوی میں امام شافعی سے نقل کیا گیا ہے کہ انسان کے لئے جتنی صنعتوں کی ضرورت ہے ان سب کی ابتداء بذریعہ وحی اللہ کسی پیغمبر کے ذریعہ عمل میں آئی ہے۔ پھر حسب ضرورت اس میں ترقیات اور سہولتیں مختلف زمانوں میں ہوتی رہیں۔ سب سے پہلے وحی پیغمبر پر اللہ کی طرف سے جو وحی آتی ہے اس کا بیشتر حصہ زمین کی کاشتکاری اور مختلف صنعتوں سے متعلق ہے، اور جو صنعتیں انسان کے لئے ضروری ہیں ان میں سب سے پہلے حیوانی اور زراعتی اور نقل و حمل کی صنعت ہے۔

کشتی سازی کی صنعت بھی حضرت نوح علیہ السلام کی وحی سے ہے۔ کشتی کے ذریعہ دور دراز کا سفر کرنا اور مال کا لانا لے جانا ممکن ہو گیا، اور آج بھی ہر قسم کی سمندری بحری بیڑوں، آبدوزوں اور جہاز رانی کی ابتداء اسی سے ہوئی، جس نے سب سے پہلے ایجاد کیا وہ پیغمبر تھے اور دنیا بھر کی سمندری تجارت کی ابتداء یہیں سے ہوئی ہے۔ معلوم ہو جاتا ہے کہ یہ ایجاد پیغمبر اولین حضرت نوح علیہ السلام کے ذریعہ وحی الٰہی سے عمل میں آئی ہے۔

اس سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ ضرورت کی صنعت کاری کی اہمیت دینی ہے کہ بطور وحی انبیاء علیہم السلام کو سکھائی گئی ہے۔

حضرت نوح علیہ السلام کو کشتی سازی کی ہدایت دینے کے ساتھ یہ بھی فرما دیا کہ آپ کی قوم پر طوفان آئے گا اور وہ غرق ہو جائے گی۔ اس وقت آپ اپنی شفقت کی بنا پر ان کے بارے میں کوئی سفارش نہ کریں۔ (معارف القرآن)

وَيَصْنَعُ الْفُلْكَ
اور وہ کشتی بناتا تھا

کہتے ہیں کشتی کی ساخت میں بھی تعلیم دی گئی۔ کشتی کی لمبائی چوڑائی اور جس میں کئی درجے تھے۔ مفسرین نے اس کی لمبائی چوڑائی کی بہت تفصیل بیان کی ہے، تو یہ سب اسرائیلیات کی باتیں ہیں جن کی کوئی معتبر سند نہیں۔ (تفسیر عثمانی)

وَكُلَّمَا مَرَّ عَلَيْهِ مَلَأٌ مِّن قَوْمِهِ سَخِرُوا
اور جب گذرتے اس پر سردار اس کی قوم کے

مِنْهُ
ہنسی کرتے اس سے

قوم کی مذاق بازی

قوم کے لوگ گذرتے پیغمبر کے حکم کے مطابق کشتی بناتے دیکھتے تو عجیب قسم کی ہنسی حضرت نوح علیہ السلام سے کرتے کہ یہ کیا بنا رہے ہو۔ آپ فرما دیتے کہ ایک گھر بنا رہا ہوں جو پانی پر چلے گا، اور یہ سب لوگ سن کر ہنسی اڑاتے کہ خشکی پر دریا کا جہاز بنا رہے ہیں۔ (تفسیر عثمانی)

قَالَ إِن تَسْخَرُوا مِنَّا فَإِنَّا نَسْخَرُ مِنكُمْ
بولا اگر تم ہنستے ہو ہم سے تو ہم ہنستے ہیں
كَمَا تَسْخَرُونَ
تم سے جیسے تم ہنستے ہو

حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں: "وہ ہنستے تھے کہ خشکی میں جہاز کا بنانا عجب ہے۔ یہ ہنستے تھے کہ موت سر پر کھڑی ہے اور یہ ہنس رہے ہیں۔" اسی تفسیر کے موافق حضرت نوح علیہ السلام نے فَإِنَّا نَسْخَرُ مِنكُمْ اس کا ترجمہ بیان فرمایا ہے۔ ابن کثیر وغیرہ نَسْخَرُ مِنكُمْ میں مشاکلت کے معنی مراد لیتے ہیں، یعنی جس طرح تم ہم سے ہنستے ہو ہم بھی ایک وقت قریب ہے کہ اس کے جواب میں تمہاری حماقت و جہالت پر تم کو ہنسنے کا موقع دے گا، جب تم اپنے جرائم کی پاداش میں مبتلائے عذاب ہوگے۔ (تفسیر عثمانی)

فَسَوْفَ تَعْلَمُونَ مَن يَأْتِيهِ عَذَابٌ
اب جلد جان لو گے کہ کس پر آتا ہے عذاب
يُخْزِيهِ وَيَحِلُّ عَلَيْهِ عَذَابٌ مُّقِيمٌ
کہ رسوا کرے اس کو اور اترتا ہے اس پر عذاب دائمی

عذاب آنے والا ہے

یعنی اب زیادہ دیر نہیں۔ جلد تم کو معلوم ہو جائے گا کہ دنیا کا رسوا کن اور آخرت کا دائمی عذاب کس پر نازل ہوتا ہے۔ (تفسیر عثمانی)

قوم نوح نے جب ساڑھے نو سو برس تک نصیحت نہ مانی تو آپ نے خدا سے دعا کی کہ ساڑھے نو سو برس کی کافروں کو ہدایت و تبلیغ کی، میں عاجز آ گیا ہوں تو میری مدد کر۔ اسی وقت وحی آئی کہ جو ایمان لا چکے ہیں ان کے سوا اور کوئی ایمان نہ لائے گا، تو ان پر افسوس نہ کر۔ ان کا جو بھی فائدہ خیال کرتے تھے

دیکھتے جاتے تھے [illegible] نے کشتی تیار کر [illegible] کے پاس سے ہم سے کوئی بات [illegible] پوچھا [illegible] حکم ہوا کر [illegible] سوال [illegible] کہ تیاری میں [illegible] سال [illegible] گے۔ ایک قول [illegible] سال لگے [illegible] علم [illegible] مروی [illegible] نقل کرتے ہیں کہ [illegible] کی لکڑی کی یہ کشتی تیار ہوئی۔ [illegible] واللہ اعلم [illegible] [illegible] تھا۔ [illegible] کے [illegible] واللہ اعلم۔ [illegible] تین درجے تھے [illegible] چوپائے اور جنگلی جانور [illegible] پرندے [illegible] کے بیچ میں انسان تھے۔ اوپر کے حصے میں پرندے تھے [illegible] ہوتی۔

کشتی کے بارے میں مزید روایات

ابن جریر نے ایک روایت حضرت ابن عباس سے ذکر کی ہے کہ حواریوں نے حضرت عیسیٰ بن مریم سے عرض کیا کہ اگر آپ کسی ایسے مردے کو زندہ کریں جس نے کشتی دیکھی ہو تو ہمیں اس سے معلومات حاصل ہوں۔ آپ انہیں [illegible] چلے [illegible] ہاتھ میں [illegible] لی [illegible] فرمایا جانتے ہو یہ کون ہے؟ انہوں نے کہا اللہ اور اس کے رسول ہی کو علم ہے۔ آپ نے فرمایا یہ حام بن نوح کی قبر ہے۔ پھر آپ نے اپنی لکڑی اس پر مار کر فرمایا اللہ تعالیٰ کے حکم سے اٹھ کھڑا ہو۔ اسی وقت وہ [illegible] اپنے سر کی خاک جھاڑتا ہوا کھڑا ہو گیا۔ آپ نے اس سے پوچھا کیا تو اسی حالت میں مرا تھا؟ اس نے کہا نہیں میں جوان مرا تھا لیکن اب [illegible] قیامت قائم ہو گئی اس دہشت سے [illegible] آپ نے فرمایا ہمیں (حضرت نوح کی) کشتی کی بابت کچھ معلومات بتاؤ۔ اس نے کہا اس کی لمبائی [illegible] اور چوڑائی [illegible] تھی۔ اس کے تین درجے تھے۔ ایک میں جانور اور چوپائے تھے، دوسرے میں انسان اور تیسرے میں پرندے۔ جب جانوروں کا گوبر بڑھ گیا تو اللہ تعالیٰ نے (حضرت نوح) کی طرف وحی بھیجی کہ ہاتھی کی دم ہلاؤ [illegible] آپ نے ہلائی [illegible] اس سے خنزیر [illegible] نکل [illegible] وہ لید کھانے لگے۔ [illegible] چوہوں نے [illegible] حکم ہوا کہ شیر کی پیشانی پر انگلی لگا۔ اس سے بلی [illegible] ان پر [illegible] پھر پوچھا حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے [illegible] حضرت نوح علیہ السلام کو شہروں کے ڈوب جانے کا علم کیسے ہوا؟ [illegible] آپ نے کوا [illegible] بھیجا [illegible] لیکن وہ [illegible] لاش پر بیٹھ گیا [illegible] آپ نے اس کے لئے [illegible] دعا کی [illegible] اس لئے وہ

گھروں سے مانوس نہیں ہوتا۔ پھر آپ نے کبوتر کو بھیجا وہ اپنی چونچ میں زیتون کی پتی اور پنجوں میں مٹی لے کر آیا [illegible] سے معلوم ہو گیا کہ [illegible] اب [illegible] آپ نے [illegible] دعا کی [illegible] اس لئے وہ [illegible] سے مانوس رہتا ہے [illegible] پھر آپ نے [illegible] کہا [illegible] وہ مٹی کا ڈھیر ہو گیا۔ (تفسیر ابن کثیر)

> **حَتّٰٓى اِذَا جَآءَ اَمْرُنَا وَفَارَ التَّنُّوْرُ**
>
> یہاں تک کہ جب ہمارا حکم آ پہنچا اور تنور جوش مارنے لگا

عذاب کی ابتداء:

حکم الٰہی [illegible] ہے [illegible] کا حکم آ گیا [illegible] [illegible] کے متعلق [illegible] پانی [illegible] پانی [illegible] کی [illegible]

تنور جوش سے اور کہاں تھا:

(تنور) [illegible] کے معنی [illegible] [illegible] حضرت [illegible] کہتے ہیں [illegible] حضرت نوح علیہ السلام کے پاس پہنچا [illegible] [illegible] کشتی میں [illegible] [illegible] "فَارَ التَّنُّوْرُ" [illegible] **عین الوردۃ** [illegible] [illegible] [illegible]

سورۃ [illegible] کہ [illegible] حضرت نوح [illegible] کشتی [illegible] [illegible]

حصہ۔ ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباسؓ کی طرف اسی قول کی نسبت کی ہے کہ آیت میں تنور سے مراد روئے زمین ہے یہ تنور ہند میں ایک چشمہ تھا۔

ایک روایت میں حضرت علیؓ کا قول آیا ہے کہ فار التنور کا مطلب یہ ہے کہ فجر نکل آئی اور صبح کی روشنی ہو گئی۔ حسن، مجاہد اور شعبی نے تنور سے مراد لیا ہے تندور، جس میں روٹی پکائی جاتی ہے۔ اکثر مفسرین کا یہی قول ہے۔ روایت عطیہ حضرت ابن عباسؓ کا بھی یہی قول آیا ہے۔

ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباسؓ نے آیت کا مطلب اس طرح فرمایا جب تم اپنے گھر کے تنور سے پانی نکلتا دیکھو تو یہ تمہاری قوم کی ہلاکت کا پیام ہے۔ حسن نے کہا پتھروں سے بنا ہوا ایک تنور تھا جس میں حضرت حوا روٹی پکایا کرتی تھیں (حضرت حواؑ کے بعد) وہ حضرت نوحؑ کے پاس پہنچ گیا اور آپ کو حکم دیا گیا تھا کہ جب تنور سے پانی ابلتا دیکھو تو اپنے ساتھیوں کو لے کر سوار ہو جانا۔

یہ تنور کہاں تھا؟ مجاہد اور شعبی نے کہا کوفہ کے ایک کنارہ پر تھا۔ شعبی نے قسم کھا کر کہا تنور کوفہ کے کنارہ ہی پر جوش زن ہوا تھا۔ نوحؑ نے کوفہ کی مسجد کے اندر ہی کشتی تیار کی تھی اور باب کندہ کی جانب سے مسجد میں داخل ہونے والے کے دائیں جانب وہ تنور تھا اور تنور سے پانی کا ابلنا حضرت نوحؑ کے لئے (طوفان آنے کی) علامت تھی۔

ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ نے حضرت علی بن ابی طالب کا قول نقل کیا ہے کہ مسجد کوفہ کے اندر باب کندہ کی جانب سے تنور ابلا تھا۔ ابو الشیخ نے بواسطہ شعبی نقل کیا ہے کہ حضرت علیؓ نے فرمایا قسم ہے اس کی جس نے دانہ کو چیرا اور جاندار کو پیدا کیا کہ یہ مسجد کوفہ روئے زمین کی چار مسجدوں میں چوتھی مسجد ہے اور سوائے مسجد حرام (کعبہ) اور مسجد رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے دوسری کسی مسجد میں دو رکعت نماز پڑھنے سے اس مسجد میں دو رکعت پڑھنا مجھے زیادہ محبوب ہے اسی کے دائیں جانب قبلہ کی طرف تنور ابلا تھا۔

مقاتل نے کہا یہ حضرت آدمؑ والا تنور تھا اور شام میں ایک جگہ تھا جس کو عین وردہ کہا جاتا ہے۔ ایک روایت میں حضرت ابن عباسؓ کا قول آیا ہے کہ یہ تنور ہند میں تھا (مطلوم نہیں ہند سے مراد ہندوستان ہے یا وہ مقام جو عراق میں ہے)۔ یہ قول ابن جریر اور ابن المنذر اور ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ اور حاکم نے نقل کیا ہے اور حاکم نے اس کو صحیح قرار دیا ہے۔

بعض نے فرمایا کہ حضرت آدم علیہ السلام کا تنور مقام عین وردہ ملک شام میں تھا وہ مراد ہے جس سے پانی نکلنا تھا۔ بعض نے فرمایا حضرت نوح علیہ السلام کا جو تنور کوفہ میں تھا وہ مراد ہے۔ اکثر مفسرین حضرت حسن، مجاہد، شعبی، حضرت سلیمان رحمہم اللہ وغیرہم نے اسی کو اختیار فرمایا ہے۔

اور شعبی تو قسم کھا کر کہا کرتے تھے کہ یہ تنور شہر کوفہ کے ایک گوشہ میں تھا اور یہ کہ حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی کشتی مسجد کوفہ کے اندر بنائی تھی۔

مسجد کے دروازہ پر یہ تنور تھا۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ حق تعالیٰ نے حضرت نوح علیہ السلام سے فرمایا تھا کہ آپ یہ دیکھیں کہ آپ کے گھر کے تنور سے پانی نکلنے لگا تو سمجھ لیں کہ طوفان آ گیا۔ آگے ارشاد ہوتا ہے:

قُلْنَا احْمِلْ فِيهَا مِنْ كُلٍّ زَوْجَيْنِ
کہا ہم نے چڑھا لے کشتی میں ہر قسم سے
اثْنَيْنِ
جوڑا دو عدد

ہر چیز کا ایک جوڑا لے لو:

یعنی جن جانوروں کی ضرورت ہے اور جن کی نسل باقی رہنا ہے ان میں سے ایک ایک جوڑا (نر اور مادہ دونوں) کو کشتی پر سوار کر لو (تفسیر مظہری)

بغوی نے اس قصہ کے ذیل میں بیان کیا ہے کہ حضرت نوحؑ نے عرض کیا پروردگار میں ہر قسم کا جوڑا کیسے جمع کروں۔ اللہ نے آپ کے سامنے درندوں، پرندوں کو جمع کر دیا اور آپ نے جب دونوں ہاتھ ان پر مارے تو دایاں ہاتھ نر پر اور بایاں ہاتھ مادہ پر پڑا، اس طرح ایک نر اور ایک مادہ آپ کے ہاتھ میں آ گیا اور آپ نے ان کو کشتی میں سوار کر لیا۔

ایک روایت میں حضرت ابن عباسؓ کا قول آیا ہے کہ کشتی میں کل اسی مرد تھے جن میں سے ایک جرہم بھی تھا۔ ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ نے حضرت ابن عباسؓ کا قول نقل کیا ہے کہ نوحؑ کے ساتھ اسی آدمی تھے ان میں سے ایک کی زبان عربی تھی۔

کشتی میں شیطان کا داخلہ:

بغوی نے حضرت ابن عباسؓ کا قول نقل کیا ہے کہ سب سے پہلے چیونٹی کشتی میں داخل ہوئی اور سب سے آخر میں گدھا داخل ہونے لگا اور اس کا سینہ اندر آ گیا تو ابلیس اس کی دم سے لٹک گیا جس کی وجہ سے اس کی ٹانگیں نہ اٹھ سکیں۔ حضرت نوحؑ نے فرمایا ارے اندر آ جا۔ گدھا اٹھ کر اندر نہ جا سکا۔ حضرت نے فرمایا ارے اندر آ جا خواہ شیطان ہی تیرے ساتھ ہو۔ یہ لفظ بے ساختہ آپ کی زبان سے نکل گیا۔ آپ کا یہ کلمہ نکلنا تھا کہ شیطان نے گدھے کو چھوڑ دیا۔ گدھا اندر آ گیا اور شیطان بھی اس کے ساتھ ہی داخل ہو گیا۔ حضرت نوحؑ نے فرمایا او دشمن خدا تجھے کس نے داخل کیا؟ شیطان نے کہا آپ نے (گدھے سے) کہا تھا کہ اندر آ جا خواہ شیطان بھی تیرے ساتھ ہو۔ آپ نے فرمایا اے دشمن خدا نکل جا۔ شیطان نے کہا اب تو مجھے اپنے ساتھ سوار کرنے کے بغیر آپ کے لئے کوئی

[illegible]

سانپ اور بچھو

[illegible]

کشتی میں تمام جوڑے کس طرح تھے

[illegible]

کشتی والوں کی تعداد

[illegible]

وَأَهْلَكَ إِلَّا مَنْ سَبَقَ عَلَيْهِ الْقَوْلُ
اور اپنے گھر والے سوائے اس کے جس پر پہلے بات ہو چکی ہے [illegible]

[illegible]

وَمَنْ آمَنَ وَمَا آمَنَ مَعَهُ إِلَّا قَلِيلٌ
اور سب ایمان والوں کو اور ایمان نہ لائے تھے اس کے ساتھ مگر تھوڑے

[illegible]

حضرت نوح کی بیوی اور بیٹا

[illegible]

وَقَالَ ارْكَبُوا فِيهَا بِسْمِ اللَّهِ مَجْرَاهَا
[illegible]
وَمُرْسَاهَا إِنَّ رَبِّي لَغَفُورٌ رَحِيمٌ
[illegible]

کشتی پر سوار ہونے کا ادب

[illegible]

ہر سواری کا چلنا ٹھہرنا اللہ تعالیٰ کی قدرت سے ہے

[illegible]

[illegible]

طوفان کی کیفیات

[illegible]

وَهِيَ تَجْرِي بِهِمْ فِي مَوْجٍ كَالْجِبَالِ

[illegible]

وَنَادَىٰ نُوحٌ ابْنَهُ وَكَانَ فِي مَعْزِلٍ يَا بُنَيَّ

[illegible]

ارْكَبْ مَعَنَا وَلَا تَكُنْ مَعَ الْكَافِرِينَ

[illegible]

حضرت نوح نے بیٹے کو دعوت دی

[illegible]

قَالَ سَآوِي إِلَىٰ جَبَلٍ يَعْصِمُنِي مِنَ

[illegible]

الْمَاءِ

[illegible]

بیٹے کی ہلاکت

[illegible]

قَالَ لَا عَاصِمَ الْيَوْمَ مِنْ أَمْرِ اللَّهِ إِلَّا

[illegible]

مَنْ رَحِمَ وَحَالَ بَيْنَهُمَا الْمَوْجُ فَكَانَ

[illegible]

مِنَ الْمُغْرَقِينَ

[illegible]

کوئی پہاڑ عذاب سے نہیں بچا سکتا

[illegible]

ڈوبنے سے بچنے کی دعاء:

[illegible] بِسْمِ اللّٰهِ مَجْرٖىهَا وَمُرْسٰىهَا اِنَّ رَبِّيْ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ [illegible]

وَقِيْلَ يٰٓاَرْضُ ابْلَعِيْ مَآءَكِ وَيٰسَمَآءُ

اور حکم آیا اے زمین نگل جا اپنا پانی اور اے آسمان

اَقْلِعِيْ وَغِيْضَ الْمَآءُ وَقُضِيَ الْاَمْرُ

تھم جا اور سکھا دیا گیا پانی اور ہو چکا کام

وَاسْتَوَتْ عَلَى الْجُوْدِيِّ وَقِيْلَ بُعْدًا

اور کشتی ٹھہری جودی پہاڑ پر اور حکم ہوا کہ دور ہو

لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ

قوم ظالم

زمین و آسمان کو تھم جانے کا حکم

[illegible] رَبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْاَرْضِ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ دَيَّارًا (نوح ۲۶) [illegible]

طوفانِ نوح تمام دنیا میں آیا یا خاص علاقوں میں

[illegible] وَجَعَلْنَا ذُرِّيَّتَهٗ هُمُ الْبٰقِيْنَ [illegible]

[illegible]

ظلم کی نحوست اور خباثت اور شامت تمام اہل زمین کے لئے ہے۔ جو زمانہ میں ہر مکان میں اور ہر حال میں قیامت تک رہے گی۔ (تفسیر مظہری ج ۵ ص ۲۸۳)

الغرض جمہور مفسرین اس طرف گئے ہیں کہ یہ طوفان عام اور سب کو گھیرے ہوئے تھا سوائے اہل کشتی کے کوئی متنفس باقی نہ بچا اور سب کے سب ہلاک ہو گئے۔

کسی نے کیا خوب کہا ہے

در بیان و در فصاحت کے بود یکساں سخن
گرچہ گوینده بود چوں جاحظ و چوں اصمعی
در کلام ایزد بیچوں کہ وحی منزل است
کے بود تبت یدا مانند یا ارض ابلعی

([illegible])

کوا اور کبوتر:

بغوی نے لکھا ہے روایت میں آیا ہے کہ حضرت نوحؑ نے زمین کی خبر لانے کے لئے کوے کو بھیجا وہ کسی مردار پر جا بیٹھا اور لوٹ کر نہیں آیا تو آپ نے کبوتر کو بھیجا، کبوتر واپس آیا تو اس کی چونچ میں زیتون کا ایک پتہ تھا اور پاؤں کیچڑ میں آلودہ تھے۔ یہ حالت دیکھ کر حضرت نوحؑ سمجھ گئے کہ پانی خشک ہو گیا۔ کہا گیا ہے کہ آپ نے کوے کو بد دعا دی کہ (جیسا اللہ چاہتا ہے) اسی بد دعا کا اثر ہے کہ کوا گھروں میں نہیں رہتا۔ اور کبوتر کی گردن میں ایک سبز کنٹھا ڈال دیا اور اس کو امن کی دعا دی اسی لئے وہ گھروں میں رہنے کا عادی ہے۔

کشتی کہاں ٹھہری:

چوتھی آیت کے آخر میں فرمایا کہ زمین و آسمان نے احکام کی تعمیل کی تو طوفان کا قصہ ختم ہو گیا اور سفینۂ نوح علیہ السلام جودی پہاڑ پر ٹھہر گیا اور ظالموں کو ہمیشہ کے لئے رحمت سے دور کر دیا گیا۔

جودی پہاڑ اب بھی اسی نام سے معروف ہے اس کا محل وقوع حضرت نوح علیہ السلام کے اصلی وطن عراق موصل کے شمال میں جزیرہ ابن عمر کے قریب آرمینیہ کی سرحد پر ہے۔ یہ ایک کوہستانی سلسلہ ہے جس کے ایک حصہ کا نام جودی ہے، اسی کے ایک حصہ کو ارارات کہا جاتا ہے موجودہ تورات میں کشتی کے ٹھہرنے کا مقام کوہ ارارات کو قرار دیا ہے۔ ان دونوں روایتوں میں کوئی ایسا تضاد نہیں، مگر مشہور قدیم تاریخوں میں بھی یہی ہے کہ نوح علیہ السلام کی کشتی جودی پہاڑ پر آ کر ٹھہری تھی۔

قدیم تاریخوں میں یہ بھی مذکور ہے کہ عراق کے بہت سے مقامات میں اس کشتی کے ٹکڑے اب تک موجود ہیں جن کو تبرک کے طور پر رکھا اور استعمال کیا جاتا ہے۔

کشتی کتنی مدت چلتی رہی:

تفسیر طبری اور بغوی میں ہے کہ نوح علیہ السلام ۱۰ رجب کو کشتی میں سوار ہوئے تھے، چھ مہینے تک یہ کشتی طوفان کے اوپر چلتی رہی، جب بیت اللہ شریف کے مقام پر پہنچی تو سات مرتبہ طواف کیا، اللہ تعالیٰ نے اپنے بیت کو بلند کر کے غرق سے بچا لیا تھا۔ پھر ۱۰ محرم یوم عاشوراء کو طوفان ختم ہو کر کشتی جبل جودی پر ٹھہری، حضرت نوح علیہ السلام نے اس دن شکرانے کے طور پر روزہ رکھا اور کشتی میں جتنے آدمی ساتھ تھے سب کو روزہ کا حکم دیا۔ بعض روایات میں ہے کہ کشتی کے شریک سب جانوروں نے بھی اس دن روزہ رکھا۔ (تفسیر مظہری و قرطبی بحوالہ معارف القرآن)

[illegible] سے روایت ہے کہ ہم سے ذکر کیا گیا کہ رجب کی دسویں تاریخ کو کشتی سب کو لے کر چلی اور ایک سو پچاس دن پانی میں رہی۔ پھر دس محرم کو جودی پر ٹھہری اور ایک مہینہ ٹھہری رہی۔ ابن جریر نے مرفوعاً روایت نقل کیا ہے کہ دس محرم کو کشتی ٹھہری۔ حضرت نوحؑ نے اپنے ساتھ والے سب سے فرمایا آج روزہ رکھو۔ بغوی نے بھی لکھا ہے کہ نوحؑ ۱۰ رجب کو کشتی میں سوار ہوئے تھے۔ چھ مہینے تک کشتی چلتی رہی اور بیت اللہ (کعبہ) کی طرف سے گزری تو اس کے گرد سات مرتبہ چکر لگائے۔ کیونکہ اللہ نے اس کو اوپر اٹھا دیا تھا۔ اس کی جگہ (زمین پر) باقی رہ گئی تھی۔ ۱۰ محرم کو کشتی سے اترے۔ حضرت نوحؑ نے شکرانہ کا روزہ خود بھی رکھا اور ساتھ والوں کو بھی حکم دیا۔

حضرت قتادہ فرماتے ہیں مہینے بھر تک کشتی لگی رہی اور سب اتر گئے اور کشتی لوگوں کی عبرت کے لئے ثابت و سالم رہی یہاں تک کہ اس امت کے اول لوگوں نے بھی اسے دیکھا۔ حالانکہ اس کے بعد کی بہترین اور مضبوط سینکڑوں کشتیاں بنیں بگڑیں بلکہ راکھ اور خاک ہو گئیں۔ ضحاک فرماتے ہیں جودی نام کا پہاڑ موصل میں ہے۔ بعض کہتے ہیں طور پہاڑ کو ہی جودی بھی کہتے ہیں۔ [illegible] کہتے ہیں [illegible] نے پوچھا آپ [illegible] تو آپ نے جواب دیا کہ کشتی نوحؑ یہیں ٹھہری تھی۔ ابن عباس کا قول ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام کے ساتھ کشتی میں بال بچوں سمیت کل اسی آدمی تھے۔ ایک سو پچاس دن تک وہ کشتی میں رہے۔ اللہ تعالیٰ نے کشتی کا منہ مکہ شریف کی طرف کر دیا۔ یہاں چالیس دن تک بیت اللہ شریف کا طواف کرتی رہی۔ پھر اسے اللہ تعالیٰ نے جودی کی طرف روانہ کر دیا۔ وہاں وہ ٹھہر گئی۔

خشکی کی خبر:

حضرت نوح علیہ السلام نے کوے کو بھیجا کہ وہ خشکی کی خبر لائے، وہ ایک مردار کے کھانے میں لگ گیا اور دیر لگا دی۔ آپ نے ایک کبوتر کو بھیجا وہ اپنی چونچ میں زیتون کے درخت کا پتہ اور پنجوں میں مٹی لے کر واپس آیا۔ اس سے حضرت نوح علیہ السلام نے سمجھ لیا کہ پانی سوکھ گیا ہے اور زمین ظاہر ہو گئی ہے۔

[illegible]

زبانوں کو بدلنا

[illegible]

عاشوراء کا روزہ

[illegible]

ماں اور اس کے بچے کا غرق ہونا

[illegible]

ہر چیز میں عقل وشعور ہے

[illegible]

وَنَادَىٰ نُوحٌ رَّبَّهُ فَقَالَ رَبِّ إِنَّ ابْنِي

[illegible]

مِنْ أَهْلِي وَإِنَّ وَعْدَكَ الْحَقُّ وَأَنتَ أَحْكَمُ

[illegible]

الْحَاكِمِينَ ۝ قَالَ يَا نُوحُ إِنَّهُ لَيْسَ مِنْ أَهْلِكَ

[illegible]

إِنَّهُ عَمَلٌ غَيْرُ صَالِحٍ فَلَا تَسْأَلْنِ مَا

[illegible]

لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ ۭ اِنِّىْٓ اَعِظُكَ اَنْ

جو تو (طلب کر) مجھ سے جو تجھ کو معلوم نہیں میں نصیحت کرتا ہوں تجھ

تَكُوْنَ مِنَ الْجٰهِلِيْنَ

کہ مت ہو جائے تو جاہلوں میں

حضرت نوحؑ کی درخواست اور اس کا جواب:

نوح علیہ السلام نے جس وقت عرض کیا کنعان کے غرق ہونے سے پہلے یا غرق ہونے کے بعد، دونوں احتمال ہیں۔ نیز کنعان کو جس کی منافقانہ اتباع اور کچھ ظاہری سے مومن سمجھے ہوئے تھے یا کافر سمجھتے ہوئے یا محض اہل قرابت میں یہ گزارش کی، دونوں باتوں کا احتمال ہے۔ اگر مومن سمجھ کر غرق سے پہلے عرض کیا تھا تو مقصود یہی ہوگا اور شفقت کا طلب اور دعا ہے کہ کنعان کے بچانے کا وعدہ تھا اور اگر غرق کے بعد گفتگو ہوئی تو محض معاملہ کی اصل حقیقت معلوم کرنے کی غرض سے، اس صورت میں دو احتمال پیش ہیں۔ یعنی خدا تعالیٰ نے یہ کیا کہ بظاہر وہ بچ جانے کا اہل تھا۔ مگر کنعان مومن ہونے کی وجہ سے "اِلَّا مَنْ سَبَقَ عَلَيْهِ الْقَوْلُ" کے مستثنیٰ میں بظاہر داخل نہیں۔ پھر اس کی غرقابی کا راز کیا ہے؟ یا جب آپ کا وعدہ سچا ہے کسی کو یہ خیال نہیں گزرنا تھا کہ معاذ اللہ وعدہ خلافی ہوئی ہو، آپ احکم الحاکمین اور شہنشاہ مطلق ہیں۔ مجھ میں آپ کے سامنے کوئی حق نہیں کہ آپ کے فیصلہ کے سامنے دم مار سکے۔ جب آپ کا وعدہ خلافی پر محمول ہونے سے کسی کو یہ منصب ہے کہ آپ سے قسم کھائی کے متعلق کسی قسم کی نزدیکی کرنے، شاید بھی یہ سب کے نظر یقین استعلام واستفسار اس واقعہ کا راز معلوم کرنا چاہتا ہوں۔ جواب ملا کہ وہ تمہارے گھر والوں میں سے نہیں جن کے بچانے کا وعدہ تھا۔ بلکہ "اِلَّا مَنْ سَبَقَ عَلَيْهِ الْقَوْلُ" میں شامل ہے۔ کیونکہ اس کے کفر کا راز تم پر نہیں کھلا، اس نے کفر اختیار کیا ہوا ہے۔ مقام تعجب ہے کہ ظہور نزول عذاب کی رفتی میں صورت اور عمر کرتے ہوئے ایک کافر کا حال مخفی رہا۔ جب اس شخص کا اصلی حال تمہیں معلوم نہیں ان کے دروں کا علم ہم جانتے ہیں اس کا سبب دعا یا اس طرح کی کیفیت مت طلب کرو۔ پیغمبروں کو لائق نہیں کہ ایسے سوال کریں جو ان کے منصب کے لائق نہیں۔ آیت کی یہ تقریر اس صورت میں ہے کہ نوح علیہ السلام کنعان کو مومن سمجھتے تھے اور اگر کافر سمجھتے تھے تب شبہ اس درخواست یا سوال کا منشا یہ ہوگا کہ "اہلک" کے ذکر میں "اہل" کو مومنین سے الگ کر کے بیان فرمایا تھا، اس سے حضرت نوح علیہ السلام نے یہ خیال کیا کہ میرے گھر والے وعدہ عذاب سے محفوظ رکھے جائیں گے خواہ ایمان لائیں یا نہیں اور "اِلَّا مَنْ سَبَقَ عَلَيْهِ الْقَوْلُ" مجمل تھا۔ اس لئے ان کے

صداقت کی تعیین بھی کر سکے۔ صاحب شفقت ہونے کی بنا پر بھی عرض کیا کہ اللہ العالمین! میرا بیٹا بھی میرے اہل میں داخل ہے جس کے بچانے کا آپ وعدہ فرما چکے ہیں۔ پھر یہ غرق کیا جا رہا ہے یا غرق ہو چکا ہے۔ جواب ملا کہ تمہارا بیٹا اس اہل میں شامل نہیں ہے جس کے بچانے کا وعدہ تھا اس میں یہ داخل نہیں۔ کیونکہ اس نے کفر اختیار کیا ہوا ہے۔ تو "اِلَّا مَنْ سَبَقَ عَلَيْهِ الْقَوْلُ" کے مصداق ہوا تو اس کا تم کو علم نہیں۔ اس لئے جس چیز کا علم نہ ہو اس کی حقیقت کی دعا ہیں مت کیا کرو۔ اس کا سوال یا درخواست کرنا تمہارے شایان شان نہیں۔ (تفسیر عثمانی)

حضرت نوحؑ کی بیوی کی خیانت:

حضرت ابن عباسؓ سے سوال کیا گیا کہ "فَخَانَتٰهُمَا" کا کیا مطلب ہے؟ آپ نے فرمایا اس سے مراد زنا نہیں بلکہ حضرت نوحؑ کی بیوی کی خیانت یہ تھی کہ لوگوں سے کہتی تھی کہ یہ مجنون ہے اور حضرت لوطؑ کی بیوی کی خیانت یہ تھی کہ جو مہمان آپ کے ہاں آتے ان کی قوم کو خبر دیتی۔ پھر آپ نے یہ آیت "اِنَّهٗ عَمَلٌ غَيْرُ صَالِحٍ" پڑھی۔ حضرت سعید بن جبیر سے جب حضرت نوحؑ کے لڑکے کے بارے میں سوال ہوا تو آپ نے فرمایا کہ خدا سچ ہے۔ اس نے اسے حضرت نوحؑ کا لڑکا فرمایا ہے۔ جیسے وہ فرماتا ہے "وَنَادٰى نُوْحُ ابْنَهٗ" کا ثبوت نسب فرماتا ہے۔ دیکھو علماء کی ایک جماعت کا قول ہے کہ کسی نبی کی بیوی نے کبھی زنا نہیں کیا۔ ایسا ہی حضرت مجاہد سے مروی ہے۔ وہ بھی ابن جریر کی ایک روایت ہے اور یہی ٹھیک ہے اور یہی بات مجھے بھی پسند ہے۔ (تفسیر ابن کثیر)

علامہ ابو جعفر جصاص رحمہ اللہ نے فرمایا: حضرت نوحؑ کی بیوی کا بیٹا تھا حضرت نوحؑ کا بیٹا تھا اس کی نسبت آپ کی طرف۔ نیز اہل (سے مراد یعنی حقیقی بیوی اور ان کا) بیٹا (اسی طرح) انہی میں داخل تھا۔ (تفسیر مظہری)

کافر اور ظالم کے لئے دعا جائز نہیں:

اسی سے یہ مسئلہ بھی معلوم ہوا کہ دعا کرنے کے لئے یہ ضروری ہے کہ دعا کرنے والا پہلے یہ معلوم کر لے کہ جس کام کی دعا کرتا ہے وہ جائز و حلال ہے۔ اگر جائز نہیں یا مشتبہ حالت میں ہو تو اس سے منع فرمایا گیا ہے۔ تفسیر روح المعانی میں بحوالہ قاضی بیضاوی نقل کیا ہے کہ جب اس آیت سے مشتبہ حال کے لئے دعا کرنے کی ممانعت معلوم ہوئی تو جس معاملہ کا ناجائز یا حرام ہونا معلوم ہو اس کے لئے دعا کا ناجائز ہونا بدرجہ اولیٰ ثابت ہو گیا۔

اس سے معلوم ہوا کہ آج کل کے مشائخ میں جو یہ عام رواج ہو گیا ہے کہ جو شخص کسی دعا کے لئے آتا ہے ان کے پاس آئے، تو اسے دعا دیتے ہیں اور دعا کرتے ہیں حالانکہ اکثر ان کو یہ بھی معلوم نہیں ہوتا کہ جس مقدمہ کے لئے یہ دعا کرا رہا ہے

اس کی وجہ یہ تھی کہ یہ پیغام ہے یا کہ اپنے مقاصد کے لئے دعا کرو جا رہا ہے جو اس کے لئے حلال تھا کہ قوم کی طاعت اور طلب ہے جس میں [illegible] کی وجہ سے کہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو سکے۔

اس لئے دعا سے پہلے حالت معلوم ہونے کی صورت میں تو حرام یا جائز تھی، اگر حالت اشتباہ کی ہو تب بھی ہو تو تحقیق حال اور صورت کے جائز ہونے کا علم حاصل کئے بغیر دعا کے لئے اقدام کرنا بھی مناسب نہیں۔

دینی یا نسبی بنیاد پر قومیت کی تعمیر

دوسرا مسئلہ اس سے یہ معلوم ہوا کہ مومن اور کافر کے درمیان اگرچہ رشتہ قرابت کا ہو مگر دینی اور معاشی معاملات میں اس رشتہ داری کا کوئی اثر نہیں ہوتا کوئی نسبی تعلق رشتہ دار نہیں ہو سکتے [illegible] یہاں تک کہ سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد میں داخل ہے جو کافر ہو، اگر وہ مومن نہیں ہے تو دینی معاملات میں قوم اور کا ایمان اور اسلام قومیت پر ہے جس کا اعلان سے [illegible] اور ایک ہے [illegible] قرآن نے لیں تو ہر ایک کا [illegible]

مگر دنیوی معاملات میں بھی ان رشتہ داروں کی رعایت ہوتی ہے [illegible] میدانوں میں بھائی بھائی کی تلوار چلی [illegible] سب کے سب ایک ہی خاندانوں کے افراد کے درمیان جنگ آئے [illegible] دینی قومیت کی [illegible] (معارف القرآن)

قَالَ رَبِّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ أَنْ أَسْأَلَكَ مَا لَيْسَ

بولا اے رب میں پناہ لیتا ہوں تیری اس سے کہ پوچھوں (تجھ سے)

لِي بِهِ عِلْمٌ

جو معلوم نہ ہو مجھ کو

حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں کہ "آدمی وہی پوچھتا ہے جو معلوم ہو اور [illegible] معلوم ہونا چاہئے یا [illegible] مرضی پوچھنے سے پہلے [illegible] مرضی کیوں نہ تھی" [illegible] بیان کر چکے ہیں (تفسیر عثمانی)

وَإِلَّا تَغْفِرْ لِي وَتَرْحَمْنِي أَكُن مِّنَ الْخَاسِرِينَ

اور اگر تو نہ بخشے مجھ کو اور رحم نہ کرے تو میں ہوں نقصان والوں میں

توبہ کا ادب: حضرت نوح کا اپنے بیٹے کی [illegible] پر کہ بعد [illegible] ذکر کا کہیں [illegible] مقصود ہے۔ جواب اسی کی یہ مانگے کہ مجھ سے [illegible] کہ حضرت آپ علیہ السلام نے نوح علیہ السلام سے عرض کی تو [illegible] نہیں [illegible]

قِيلَ يَا نُوحُ اهْبِطْ بِسَلَامٍ مِّنَّا وَبَرَكَاتٍ عَلَيْكَ

حکم ہوا اے نوح اتر سلامتی کے ساتھ ہماری طرف سے اور برکتوں کے

وَعَلَىٰ أُمَمٍ مِّمَّن مَّعَكَ ۚ وَأُمَمٌ سَنُمَتِّعُهُمْ ثُمَّ

ساتھ تجھ پر اور ان فرقوں پر جو تیرے ساتھ ہیں اور [illegible] فرقے ہیں کہ ہم فائدہ دیں گے ان کو پھر

يَمَسُّهُم مِّنَّا عَذَابٌ أَلِيمٌ

ہم فائدہ دیں گے ان کو پھر پہنچے گا ان کو ہماری طرف سے عذاب دردناک

حضرت نوح کو اترنے کا حکم اور برکت کی بشارت

یعنی کشتی سے "جودی" پہاڑ پر اور "جودی" سے زمین پر [illegible] سلامتی کے ساتھ اترو تم پر اور ان قوموں پر جو تمہارے ساتھ ہیں یا جو ان سے پیدا ہونے والی ہیں۔ [illegible] ہماری برکتیں نازل ہوں [illegible] اور ان کی روزی و برکت جو [illegible] کشتی سے [illegible] ساری نوع انسانی [illegible] قیامت سے پہلے [illegible] (تفسیر عثمانی)

طوفان کا خاتمہ:

امام ابن اسحاق کا بیان ہے کہ جب اللہ نے پانی کے شور سے [illegible] بند کرنے کا ارادہ فرمایا تو [illegible] سے زمین کے تمام [illegible] اور اس کا اختتام ہو گیا [illegible] آسمان [illegible] اب تک پانی [illegible] نہ گئی [illegible] پانی کم ہونا شروع ہو گیا [illegible] کشتی [illegible] پہاڑوں کی چوٹیاں نکل آئیں [illegible] کے لئے بھیجا [illegible] [illegible] آپ نے سمجھ لیا کہ زمین [illegible] ایک سال [illegible]

[illegible]

تِلْكَ مِنْ أَنْبَاءِ الْغَيْبِ نُوحِيهَا إِلَيْكَ

یہ باتیں منجملہ غیب کی خبروں کے ہیں جو ہم بھیجتے ہیں

مَا كُنْتَ تَعْلَمُهَا أَنْتَ وَلَا قَوْمُكَ مِنْ قَبْلِ هَٰذَا

تیری طرف نہ تو جانتا تھا ان کو اور نہ تیری قوم اس سے پہلے

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سچائی کی دلیل:

[illegible]

فَاصْبِرْ إِنَّ الْعَاقِبَةَ لِلْمُتَّقِينَ

سو صبر کر البتہ انجام بھلا ہے ڈرنے والوں کا

آخر کار آپ کا غلبہ ہوگا [illegible]

وَإِلَىٰ عَادٍ أَخَاهُمْ هُودًا قَالَ يَا قَوْمِ اعْبُدُوا

اور عاد کی طرف ہم نے بھیجا ان کے بھائی

اللَّهَ مَا لَكُمْ مِنْ إِلَٰهٍ غَيْرُهُ إِنْ أَنْتُمْ إِلَّا

بولا اے قوم بندگی کرو اللہ کی کوئی تمہارا حاکم نہیں اس کے سوا

مُفْتَرُونَ

تم سب جھوٹ کہتے ہو

[illegible]

يَا قَوْمِ لَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا إِنْ أَجْرِيَ

اے قوم میں تم سے نہیں مانگتا اس پر مزدوری میری مزدوری

إِلَّا عَلَى الَّذِي فَطَرَنِي

اسی پر ہے جس نے مجھ کو پیدا کیا

پیغمبروں کی ایک مشترکہ صفت:

[illegible]

أَفَلَا تَعْقِلُونَ

پھر کیا تم نہیں سمجھتے

مخلص جھوٹا نہیں ہوتا:

[illegible]

وَيَا قَوْمِ اسْتَغْفِرُوا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوبُوا إِلَيْهِ

اور اے قوم گناہ بخشواؤ اپنے رب سے پھر رجوع کرو اس کی طرف

[illegible]

يُرْسِلِ السَّمَاءَ عَلَيْكُمْ مِدْرَارًا

چھوڑ دے آسمان سے تم پر دھاریں

قوم کو استغفار کی ترغیب:

[illegible]

وَيَزِدْكُمْ قُوَّةً إِلَىٰ قُوَّتِكُمْ وَلَا تَتَوَلَّوْا

اور زیادہ دے گا تم کو زور پر زور اور نہ پھر جاؤ

مُجْرِمِينَ

گنہگار ہو کر

[illegible]

[illegible] (تفسیر حقانی)

قَالُوا يَا هُودُ مَا جِئْتَنَا بِبَيِّنَةٍ وَمَا نَحْنُ

بولے اے ہود تو ہمارے پاس کوئی سند لے کر نہیں آیا اور ہم نہیں

بِتَارِكِي آلِهَتِنَا عَن قَوْلِكَ وَمَا نَحْنُ لَكَ

چھوڑنے والے اپنے ٹھاکروں (معبودوں) کو تیرے کہنے سے اور

بِمُؤْمِنِينَ ۝

ہم نہیں تجھ کو ماننے والے

قوم عاد کی ہٹ دھرمی:

[illegible] (تفسیر حقانی)

إِن نَّقُولُ إِلَّا اعْتَرَاكَ بَعْضُ آلِهَتِنَا بِسُوءٍ

ہم تو یہی کہتے ہیں کہ تجھ کو آسیب پہنچایا ہے کسی ہمارے ٹھاکر نے بری طرح

[illegible] (تفسیر حقانی)

قَالَ إِنِّي أُشْهِدُ اللَّهَ وَاشْهَدُوا أَنِّي بَرِيءٌ

بولا میں گواہ کرتا ہوں اللہ کو اور تم گواہ رہو کہ میں بیزار ہوں ان سے

مِّمَّا تُشْرِكُونَ ۝ مِن دُونِهِ ۖ فَكِيدُونِي

جن کو تم شریک کرتے ہو اس کے سوائے سو برائی کرو میرے حق میں تم

جَمِيعًا ثُمَّ لَا تُنظِرُونِ ۝ إِنِّي تَوَكَّلْتُ عَلَى

سب مل کر پھر مجھ کو مہلت نہ دو میں نے بھروسہ کیا اللہ پر جو رب ہے میرا

اللَّهِ رَبِّي وَرَبِّكُم ۚ مَّا مِن دَابَّةٍ إِلَّا هُوَ

اور تمہارا کوئی نہیں زمین پر پاؤں دھرنے والا مگر اللہ کے ہاتھ میں ہے

آخِذٌ بِنَاصِيَتِهَا ۚ إِنَّ رَبِّي عَلَىٰ صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ

چوٹی اس کی بیشک میرا رب ہے سیدھی راہ پر

بت کچھ نہیں بگاڑ سکتے:

[illegible]

میرا بھروسہ فقط اللہ پر ہے:

[illegible] (تفسیر حقانی)

فَإِن تَوَلَّوْا فَقَدْ أَبْلَغْتُكُم مَّا أُرْسِلْتُ بِهِ

پھر اگر تم منہ پھیرو گے تو میں پہنچا چکا تم کو

يُلَيْكُمْ وَيَسْتَخْلِفُ رَبِّي قَوْمًا غَيْرَكُمْ وَلَا

جو مجھے دے کر بھیجا گیا تھا تمہیں پہنچا دیا اور [illegible] قوم [illegible]

تَضُرُّونَهُ شَيْئًا إِنَّ رَبِّي عَلَىٰ كُلِّ

[illegible] بے شک میرا رب [illegible]

شَيْءٍ حَفِيظٌ

ہر چیز کا نگہبان ہے

میرا کوئی نقصان نہیں تم اپنی فکر کرو۔

[illegible] (تفسیر [illegible])

وَلَمَّا جَاءَ أَمْرُنَا نَجَّيْنَا هُودًا وَالَّذِينَ

اور جب پہنچا ہمارا حکم بچا دیا ہم نے ہود کو اور

آمَنُوا مَعَهُ بِرَحْمَةٍ مِنَّا وَنَجَّيْنَاهُمْ مِنْ

جو لوگ ایمان لائے تھے ساتھ اس کے اپنی رحمت سے اور بچا دیا ان کو

عَذَابٍ غَلِيظٍ

ایک بھاری عذاب سے

قوم عاد پر آندھی کا عذاب۔

[illegible]

[illegible] (تفسیر [illegible])

وَتِلْكَ عَادٌ جَحَدُوا بِآيَاتِ رَبِّهِمْ وَعَصَوْا

اور یہ تھے عاد [illegible] اپنے رب کی باتوں سے اور [illegible]

رُسُلَهُ وَاتَّبَعُوا أَمْرَ كُلِّ جَبَّارٍ عَنِيدٍ ۝

کہنا اس کے رسولوں کا اور مانا حکم ان کا جو سرکش تھے مخالف

عاد سے عبرت پکڑو۔

[illegible]

وَأُتْبِعُوا فِي هَٰذِهِ الدُّنْيَا لَعْنَةً وَيَوْمَ

اور پیچھے سے آتی رہی ان کو اس دنیا میں پھٹکار اور

الْقِيَامَةِ

قیامت کے دن بھی

ان کو دنیا و آخرت کی لعنت ملی۔

یعنی خدا کی لعنت (پھٹکار) [illegible] (تفسیر [illegible])

أَلَا إِنَّ عَادًا كَفَرُوا رَبَّهُمْ أَلَا بُعْدًا لِعَادٍ

سن لو عاد منکر ہوئے اپنے رب سے، سن لو پھٹکار ہے عاد کو

قَوْمِ هُودٍ ۝

جو قوم تھی ہود کی

بعض مفسرین نے کہا کہ قیامت کے دن یوں پکارا جائے گا أَلَا إِنَّ عَادًا كَفَرُوا الخ (تفسیر [illegible]) [illegible]

[illegible]

وَلَهُ الْحَمْدُ فِي الْأُولَىٰ [illegible]

وَإِلَىٰ ثَمُودَ أَخَاهُمْ صَالِحًا

[illegible]

قَالَ يَا قَوْمِ اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُم مِّنْ إِلَٰهٍ

[illegible]

غَيْرُهُ هُوَ أَنشَأَكُم مِّنَ الْأَرْضِ

[illegible]

وَاسْتَعْمَرَكُمْ فِيهَا فَاسْتَغْفِرُوهُ ثُمَّ تُوبُوا إِلَيْهِ

[illegible]

إِنَّ رَبِّي قَرِيبٌ مُّجِيبٌ

[illegible]

حضرت صالح علیہ السلام کی دعوت

[illegible]

قَالُوا يَا صَالِحُ قَدْ كُنتَ فِينَا مَرْجُوًّا قَبْلَ هَٰذَا

[illegible]

أَتَنْهَانَا أَن نَّعْبُدَ مَا يَعْبُدُ آبَاؤُنَا وَإِنَّنَا لَفِي

[illegible]

شَكٍّ مِّمَّا تَدْعُونَا إِلَيْهِ مُرِيبٍ

[illegible]

قوم کا جواب

[illegible]

قَالَ يَا قَوْمِ أَرَأَيْتُمْ إِن كُنتُ عَلَىٰ بَيِّنَةٍ

[illegible]

مِّن رَّبِّي وَآتَانِي مِنْهُ رَحْمَةً فَمَن يَنصُرُنِي

[illegible]

مِنَ اللَّهِ إِنْ عَصَيْتُهُ

[illegible]

[illegible]

فَمَا تَزِيدُونَنِي غَيْرَ تَخْسِيرٍ

سو تم کچھ نہیں بڑھاتے میرا سوائے نقصان کے

تم مجھے نقصان پہنچانا چاہتے ہو:

یعنی بجائے اس کے کہ اپنے سچے خیر خواہ اور محسن کی قدر کرتے مجھے فرائض رسالت و تبلیغ سے روک دینے کا مشورہ دے کر کامل نقصان پہنچانا چاہتے ہو۔ بعض سلف نے اس جملہ کا مطلب یہ لیا ہے کہ تمہاری گفتگو سے بجز اس کے کوئی چیز نہیں بڑھتی کہ میں یقین کر لوں کہ تم اپنا نقصان کر رہے ہو۔ تمہاری باتیں سب بیکار ہیں۔ (تفسیر عثمانی)

وَيٰقَوْمِ هٰذِهٖ نَاقَةُ اللّٰهِ لَكُمْ اٰيَةً فَذَرُوْهَا

اور اے قوم یہ اونٹنی ہے اللہ کی تمہارے لئے نشانی

تَاْكُلْ فِيْٓ اَرْضِ اللّٰهِ وَلَا تَمَسُّوْهَا بِسُوْٓءٍ

سو چھوڑ دو اس کو کھاتی پھرے اللہ کی زمین میں

فَيَاْخُذَكُمْ عَذَابٌ قَرِيْبٌ ﴿۶۴﴾ فَعَقَرُوْهَا

اور مت ہاتھ لگاؤ اس کو بری طرح پھر آ پکڑے گا تم کو عذاب بہت

فَقَالَ تَمَتَّعُوْا فِيْ دَارِكُمْ ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ

جلد پھر اس کے پاؤں کاٹے تب کہا فائدہ اٹھا لو اپنے

ذٰلِكَ وَعْدٌ غَيْرُ مَكْذُوْبٍ ﴿۶۵﴾

گھروں میں تین دن یہ وعدہ ہے جو جھوٹا نہ ہوگا

صالح علیہ السلام کا معجزہ:

حضرت صالح علیہ السلام سے قوم نے معجزہ طلب کیا تھا، وہ انہیں دکھلا دیا گیا۔ اس واقعہ کی پوری تفصیل سورۃ الاعراف کی آیت ۷۳ اور ۷۷ میں گزر چکی ہے، وہاں ملاحظہ کر لی جائے۔ (تفسیر عثمانی)

فَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا نَجَّيْنَا صٰلِحًا وَّالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

پھر جب پہنچا حکم ہمارا بچا دیا ہم نے صالح کو اور جو ایمان لائے

مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَمِنْ خِزْيِ يَوْمِئِذٍ

اس کے ساتھ اپنی رحمت سے اور اس دن کی رسوائی سے

قوم ثمود پر عذاب:

یعنی جب حکم عذاب پہنچا تو ہم نے صالح کو مع ان کے ساتھیوں کے بچا لیا اور سب سے بڑھ کر یہ کہ اس دن کی رسوائی سے۔ "وَمِنْ خِزْيِ يَوْمِئِذٍ" ... کی تفصیل ہے۔ (تفسیر عثمانی)

اِنَّ رَبَّكَ هُوَ الْقَوِيُّ الْعَزِيْزُ ﴿۶۶﴾

بیشک تیرا رب وہی ہے زور والا زبردست

یعنی جسے چاہے ہلاک کرے اور جسے چاہے بچا لے۔ (تفسیر عثمانی)

وَاَخَذَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوا الصَّيْحَةُ فَاَصْبَحُوْا فِيْ

اور پکڑ لیا ان ظالموں کو ہولناک آواز نے پھر صبح کو رہ گئے اپنے

دِيَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ ﴿۶۷﴾ كَاَنْ لَّمْ يَغْنَوْا فِيْهَا

گھروں میں اوندھے پڑے ہوئے جیسے کبھی رہے ہی نہ تھے وہاں

بے نام و نشان کر دیے گئے:

یعنی بے نام و نشان ہو گئے۔ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں ان پر عذاب یہ آیا کہ آسمان سے ایک ہولناک آواز (چنگھاڑ) سے سب کے جگر پھٹ گئے۔ بعض آیات میں جو لفظ آیا ہے "رجفہ" یعنی زلزلہ سے ہلاک ہوئے۔ سورۃ الاعراف میں ان کے متعلق تطبیق کی صورت لکھ چکے ہیں۔ (تفسیر عثمانی)

اَلَآ اِنَّ ثَمُوْدَا۟ كَفَرُوْا رَبَّهُمْ ۭ اَلَا بُعْدًا لِّثَمُوْدَ ﴿۶۸﴾

سن لو ثمود منکر ہوئے اپنے رب سے سن لو پھٹکار ہے ثمود کو

منکروں کا یہی انجام ہوتا ہے:

یعنی جو اپنے پروردگار کی آیات و احکام سے منکر ہوئے ان کی یہ گت بنی ہے اور ایسی پھٹکار پڑی ہے جس سے عبرت حاصل کرو۔ (تفسیر عثمانی)

سورۂ ہود کے گزشتہ مضامین کا خلاصہ:

سورۂ ہود کی مذکورہ مکمل پچاس آیتوں میں اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ پیغمبر حضرت ہود علیہ السلام کا ذکر ہے جن کے نام سے یہ سورت موسوم ہے۔ اس سورت میں نوح علیہ السلام سے لے کر حضرت موسیٰ علیہ السلام تک قرآن کریم کے خاص طرز میں سات انبیاء علیہم السلام اور ان کی امتوں کے واقعات مذکور ہیں۔ جن میں عبرت و موعظت کے ایسے مظاہر موجود ہیں کہ جس دل میں ذرا بھی حیات اور شعور باقی ہو وہ ان سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ عبرت کے علاوہ ایمان اور اعمال صالحہ کے متعلق بہت سے اصول و فروع اور

انسانوں کے لئے عبرت و نصیحت ہوتی ہیں۔ [illegible]

قصص و واقعات قرآنی میں سات پیغمبروں کے [illegible]

[illegible] حضرت [illegible] علیہ السلام کے قصہ کو [illegible] حاصل ہے۔

[illegible]

ڈالے گئے [illegible]

جب اس قوم پر عذاب [illegible] اللہ تعالیٰ نے [illegible]

[illegible] عذاب سے بچا لیے [illegible] عذاب آنے سے پہلے ان کو [illegible] نکل جانے کا حکم دے دیا گیا۔

قوم [illegible] عذاب [illegible] عبرت حاصل [illegible] تلقین کرنے کے لئے [illegible] اپنے رب کی [illegible] بیٹھے رہ گئے [illegible]

اس کا نتیجہ [illegible] ساتھ [illegible] قیامت میں بھی اسی طرح ساتھ [illegible]

حضرت جبرئیل علیہ السلام کی آواز:

[illegible] آواز تھی [illegible] برداشت نہیں کر سکا [illegible] پھٹ گئے اور سب کے سب ہلاک ہو گئے۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ قوم صالح [illegible] جیسی سورۂ اعراف میں ان کے متعلق آیت ہے فَأَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ [illegible] معلوم ہوتا ہے [illegible] عذاب [illegible] آیا تو [illegible]

وَلَقَدْ جَاءَتْ رُسُلُنَا إِبْرَاهِيمَ بِالْبُشْرَىٰ

اور البتہ تحقیق آئے ہمارے بھیجے ہوئے ابراہیم کے

قَالُوا سَلَامًا ۖ قَالَ سَلَامٌ ۖ فَمَا لَبِثَ أَنْ

پاس خوشخبری لے کر [illegible]

[illegible]

[illegible]

حضرت ابراہیم اور حضرت لوط اور ان کی قوم

[illegible]

[illegible]

[illegible]

حضرت ابراہیم کی مہمان نوازی:

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

فرشتوں کی میزبانی

[illegible]

حضرت ابراہیم کے خوف کی وجہ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

مہمان داری کے چند اصول

فَمَا لَبِثَ أَنْ جَاءَ بِعِجْلٍ حَنِيذٍ [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

ایسے شخص نے پرایا کھانا نہیں کھاتے تو یہ ... [illegible]

کھانے کی قیمت

[illegible]

[illegible]

فلما رآ ایدیھم لا تصل الیہ نکرھم

پھر جب دیکھا ان کے ہاتھ نہیں آتے کھانے پر

واوجس منھم خیفۃ

تو کھٹکا دل میں ان سے اور ڈرا

حضرت ابراہیمؑ کا خوف

[illegible]

انا ارسلنا الی قوم لوط [illegible]

قالوا لا تخف انا ارسلنا الی قوم لوط

وہ بولے مت ڈر ہم بھیجے ہوئے آئے ہیں طرف قوم لوط کی

فرشتوں کا تسلی دینا

[illegible]

[illegible]

وامرأتہ قائمۃ فضحکت فبشرنھا باسحق

اور اس کی عورت کھڑی تھی تب وہ ہنس پڑی پھر ہم نے اس کو خوشخبری دی اسحق کی

ومن وراء اسحق یعقوب

اور اسحق کے پیچھے یعقوب کی

حضرت اسحٰق کی ولادت کی خوشخبری

[illegible]

[illegible] وَمِنْ وَرَاءِ إِسْحَاقَ يَعْقُوبَ [illegible]

[illegible]

حضرت سارہ کی ہنسی کی وجہ

[illegible] کی قیمت [illegible]

[illegible]

قَالَتْ يَا وَيْلَتَىٰ أَأَلِدُ وَأَنَا عَجُوزٌ وَهَٰذَا

[illegible]

بَعْلِي شَيْخًا

[illegible]

حضرت سارہ کا تعجب

[illegible]

[illegible] اس وقت [illegible] سال کی [illegible]

[illegible]

اِنَّ هٰذَا لَشَيْءٌ عَجِيْبٌ

[illegible]

قَالُوْا اَتَعْجَبِيْنَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ رَحْمَتُ

[illegible]

اللّٰهِ وَبَرَكٰتُهٗ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الْبَيْتِ اِنَّهٗ

[illegible]

حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ

فرشتوں نے ان کے تعجب [illegible]

[illegible]

ازواج اہل بیت میں شامل ہیں

[illegible] رَحْمَتُ اللّٰهِ وَبَرَكٰتُهٗ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الْبَيْتِ [illegible]

[illegible] اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا [illegible]

[illegible]

جیسا کہ ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بطور دعا کے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بھی شامل فرمایا اور یہ بھی ثابت ہے کہ اہل بیت کے لئے جمع کا صیغہ رَحْمَتُ اللّٰهِ وَبَرَكٰتُهٗ عَلَيْكُمْ واحد کے لئے بطور تعظیم جمع کا استعمال ہو گیا۔ اسی طرح بعض تفسیر میں ایک خطاب بھی واحد کے صیغے اور مونث کے لئے بجائے تذکیر کے استعمال کیے گئے۔

بعض علماء نے لکھا ہے کہ قرآن میں جو بعض جگہ ترتیب بدل جاتا ہے یہاں کے مقامات کی نسبت سے ہے۔ (تفسیر مظہری)

فَلَمَّا ذَهَبَ عَنْ اِبْرٰهِيْمَ الرَّوْعُ وَجَآءَتْهُ
پھر جب جاتا رہا ابراہیم سے ڈر اور آئی اس کو
الْبُشْرٰى يُجَادِلُنَا فِيْ قَوْمِ لُوْطٍ ۝ اِنَّ
خوشخبری جھگڑنے لگا ہم سے قوم لوط کے حق میں
اِبْرٰهِيْمَ لَحَلِيْمٌ اَوَّاهٌ مُّنِيْبٌ ۝ يٰٓاِبْرٰهِيْمُ
البتہ ابراہیم تحمل والا نرم دل ہے رجوع رکھنے والا۔ اے ابراہیم
اَعْرِضْ عَنْ هٰذَا ۚ اِنَّهٗ قَدْ جَآءَ اَمْرُ رَبِّكَ ۚ
چھوڑ یہ خیال وہ تو آ چکا حکم تیرے رب کا
وَاِنَّهُمْ اٰتِيْهِمْ عَذَابٌ غَيْرُ مَرْدُوْدٍ ۝
اور ان پر آتا ہے عذاب جو لوٹایا نہیں جاتا

حضرت ابراہیم کی شفقت بھری کوشش:

یعنی ادھر سے مطمئن ہوئے تو لوط کی قوم کے متعلق فرشتوں سے بحث شروع کر دی۔ جس کا خلاصہ سورۃ "عنکبوت" میں بیان فرمایا کہ فرشتوں نے ابراہیم کو مطلع کیا کہ ہم ان بستیوں کو ہلاک کرنے آئے ہیں۔ ابراہیم کہنے لگے ان میں تو خود لوط علیہ السلام موجود ہیں۔ (جواب ملا) ہم کو ان کی موجودگی کے ہوتے ہوئے کیسے ہلاک کر سکتے ہیں؟ فرشتوں نے کہا ہم سب کو جانتے ہیں جو وہاں رہتے ہیں۔ لوط اور ان کے متعلقین کو وہاں سے علیحدہ کر کے عذاب نازل کیا جائے گا۔ غرض ابراہیم اس بحث کی جو غایت ہوتی ہے اللہ جانے کہاں تک گئی۔ بہرحال اسی بحث کو مبالغہ کے لفظ "مجادلہ" سے تعبیر فرمایا۔ جس سے صاف مترشح ہوتا ہے کہ ابراہیم علیہ السلام کی فطری شفقت، نرم دلی اور حوصلہ نے اس قوم پر ترس کھا کر حق تعالیٰ کی

جناب میں کچھ عرض کرنا چاہتے تھے ارشاد ہوا کہ اس خیال کو چھوڑ دیجئے ان لوگوں کا پیمانہ لبریز ہو چکا ہے اب خدا کا حکم واپس نہیں ہو سکتا۔ عذاب آ چکا کوئی طاقت یا سفارش اس کو نہیں ٹال سکتی۔ (تفسیر عثمانی)

حضرت ابراہیم نے قوم لوط کو ہلاک کرنے کے متعلق جو اصرار کے ساتھ جھگڑا کیا اس کی وجہ آپ سب کی ہمدردی تھی۔ آپ حلیم تھے آپ کے دل میں ان سے ہمدردی تھا۔ آپ مجرم سے انتقام لینے میں جلدی پسند نہیں کرتے تھے۔ (تفسیر مظہری)

وَلَمَّا جَآءَتْ رُسُلُنَا لُوْطًا سِيْٓءَ بِهِمْ وَضَاقَ
اور جب پہنچے ہمارے بھیجے ہوئے لوط کے پاس غمگین ہوا ان کے
بِهِمْ ذَرْعًا وَّقَالَ هٰذَا يَوْمٌ عَصِيْبٌ ۝
آنے سے اور تنگ ہوا دل میں اور بولا آج دن بڑا سخت ہے

حضرت لوط کے پاس فرشتوں کی آمد:

فرشتے نہایت حسین و جمیل بے ریش نوجوانوں کی شکل میں تھے۔ ابتداء حضرت لوط نے نہ پہچانا کہ فرشتے ہیں۔ معمولی مہمان سمجھے۔ ادھر اس قوم کی بے حیائی اور خوئے بد معلوم تھی۔ سخت فکرمند اور تنگدل ہوئے کہ یہ بدمعاش ان مہمانوں کو چھیڑیں گے۔ مہمانوں کو چھوڑنا بھی مشکل اور ان خبیثوں کے ہاتھوں سے چھڑانا بھی دشوار ہے گویا ساری قوم سے مقابلہ ہے۔ (تفسیر عثمانی)

وَجَآءَهٗ قَوْمُهٗ يُهْرَعُوْنَ اِلَيْهِ ۭ وَمِنْ قَبْلُ
اور آئی اس کے پاس قوم اس کی دوڑتی بے اختیار اور آگے سے
كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ السَّيِّاٰتِ ۭ
کر رہے تھے برے کام

قوم والوں کا بھاگ کر آنا:

یعنی اس قوم کو جو خلاف وضع فطرت افعال شنیعہ کی عادت پڑ چکی تھی جس سے کبھی باز نہ رہتے تھے۔ جب انہوں نے خوبصورت لڑکوں کی خبر پائی تو نہایت بے حیائی کے ساتھ لوط علیہ السلام کے مکان پر دوڑتے آئے اور نہایت شدت سے مطالبہ کیا کہ مہمانوں کو ہمارے حوالے کر دیجئے کیونکہ ہم پہلے ہی منع کر چکے ہیں کہ تم کسی مرد کو مہمان نہ بنایا کرو۔ یہاں سے وہ اپنی غرض پوری کرنا چاہتے تھے۔ (تفسیر عثمانی)

قَالَ يٰقَوْمِ هٰٓؤُلَآءِ بَنَاتِيْ هُنَّ اَطْهَرُ لَكُمْ

کہا اے قوم یہ میری بیٹیاں حاضر ہیں یہ پاک ہیں تم کو ان سے

فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَلَا تُخْزُوْنِ فِيْ ضَيْفِيْ ؕ

سو ڈرو اللہ سے اور مت رسوا کرو مجھ کو میرے مہمانوں

اَلَيْسَ مِنْكُمْ رَجُلٌ رَّشِيْدٌ ۝

کیا تم میں ایک مرد بھی نہیں نیک چلن

مہمانوں کی آبرو بچانے کی کوشش

حضرت لوط نے مہمانوں کی آبرو بچانے کے لئے ہر قسم کی کوشش کی۔ فرمایا دیکھو یہ میری قوم کی بیٹیاں ... تمہاری شہوت پوری کرنے کے لئے حاضر ہیں ان سے نکاح کر کے جائز طریق سے ... اپنی حاجت پوری کرو ... اللہ سے ڈرو ... میری بات مان لو ... غیر فطری طریقہ چھوڑ دو ... خلاف فطرت کاموں سے باز آ جاؤ ... تم میری رسوائی کرو گے ... ان معزز مہمانوں کے سامنے شرمندہ ... مہمان کی رسوائی میزبان کی ہی رسوائی ہے۔ کیا تم میں سے ایک شخص بھی ایسا نہیں جو سیدھی باتوں کو سمجھ لے ... اختیار کرے۔ (مصنف) هٰٓؤُلَآءِ بَنَاتِيْ ... سے مراد ... اس قوم کی ... بیٹیاں ہیں ... کو بیٹیاں کہا گیا ہے۔ کیونکہ پیغمبر امت کے حق میں ... باپ کی طرح ہوتا ہے ... امت کی عورتیں بھی قوم کی ... بیٹیاں ... سب کی ... اپنی بیٹیاں ... پکار سکتے ہیں۔ ... حضرت لوط علیہ السلام کی بیٹیاں ... معزز لوگوں کے نکاح کے لئے پیش کی ہوں گی ... اس وقت کفر کی حالت میں نکاح ... جائز تھا۔ ... نے فرمایا کہ ... علیہ السلام کا مقصود ... قوم سے نکاح ... تھا۔ ... قول سے ... مہمانوں کی آبرو بچانے کی ... انتہائی تو اضع ... ہے۔ ... ان میں غیرت ... نہ ... تو دیکھ ... کوئی ... ان کو ... باز رکھے ... اختیار نہ کی۔ ... بے حیا اور ... کہ ... پر ... نہ ... ۔ ... سے تو وہ بے ... کہ ... بے تابی کا مظاہرہ کرنے لگے۔

قَالُوْا لَقَدْ عَلِمْتَ مَا لَنَا فِيْ بَنٰتِكَ مِنْ

بولے تو تو جانتا ہے ہم کو تیری بیٹیوں سے کچھ غرض نہیں

حَقٍّ ۚ وَاِنَّكَ لَتَعْلَمُ مَا نُرِيْدُ ۝

اور تجھ کو تو معلوم ہے جو ہم چاہتے ہیں

پھر انہی بے حیائی کا اعادہ کیا ... ہم ... پاک ... کے بجائے ... کے لئے ... آئے ہیں۔

قَالَ لَوْ اَنَّ لِيْ بِكُمْ قُوَّةً اَوْ اٰوِيْٓ اِلٰى رُكْنٍ

کہنے لگا کاش مجھ کو تم سے مقابلہ کی زور ہوتا یا جا بیٹھتا

شَدِيْدٍ ۝

کسی مضبوط پناہ میں

حضرت لوط علیہ السلام کی پریشانی

لوط علیہ السلام کی زبان سے انتہائی مجبوری اور پریشانی میں بے ساختہ یہ الفاظ نکلے کہ کاش مجھ میں طاقت ہوتی اور تم سب سے ... مقابلہ کرنے کی طاقت ... کوئی طاقتور ... مضبوط ... پناہ ... ہوتا ... حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یرحم اللہ لوطا لقد کان یاوی الی رکن شدید ... اللہ لوط پر رحم فرمائے، بیشک وہ مضبوط ... پناہ حاصل کئے ہوئے تھے یعنی خود اللہ تعالیٰ کی ... اس وقت ... ضیق کی وجہ سے ... بے ساختہ ظاہر ... آپ ... لوط کے ... ہوتے ہوئے ... تھے۔

بخاری و مسلم نے صحیحین میں حضرت ابو ہریرہ کی روایت سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ ... بھائی لوط پر رحم فرمائے ... شدید ... ہونے ... ایک روایت میں ... ۔ (بخاری)

... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ... کے متعلق ... اللہ تعالیٰ ... ماننے والے ... کے ساتھ ... تھا کہ حضرت لوط علیہ السلام ... اللہ تعالیٰ ... ان کی ... قبیلہ ... حمایت ... (قرآن ... رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ... مکہ ... آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ... آپ کی حمایت کی ... آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ... قریش کے ... ادا ... تھا۔

[illegible]

قَالُوا يَا لُوطُ إِنَّا رُسُلُ رَبِّكَ لَن يَصِلُوا إِلَيْكَ

[illegible]

فرشتوں نے حقیقت ظاہر کر دی

[illegible]

صبح قوم لوط [illegible]

[illegible]

[illegible]

فَأَسْرِ بِأَهْلِكَ بِقِطْعٍ مِّنَ اللَّيْلِ وَلَا يَلْتَفِتْ

[illegible]

مِنكُمْ أَحَدٌ إِلَّا امْرَأَتَكَ إِنَّهُ مُصِيبُهَا مَا

[illegible]

أَصَابَهُمْ

[illegible]

مومنین کو بچا کر لے جانا

[illegible]

إِنَّ مَوْعِدَهُمُ الصُّبْحُ أَلَيْسَ الصُّبْحُ

[illegible]

بِقَرِيبٍ

[illegible]

عذاب کی آمد

[illegible]

تھیں۔ حضرت جبرئیل فرماتے تھے کہ اللہ کا حکم یہ تھا کہ جب تک حضرت لوط علیہ السلام تین مرتبہ ان کی بداعمالی کی شہادت نہ دے دیں ان پر عذاب نہ کیا جائے۔ آپ جب انہیں لے کر چلے تو چلتے ہی فرمایا کہ یہاں کے لوگ بڑے ہی [illegible] میں کسی [illegible] کیا تمہیں اس بستی کے لوگوں کی برائی کی خبر نہیں؟ [illegible] تو میں تمہیں کہاں لے جاؤں؟ میری قوم تو [illegible] ہے۔ اس وقت جبرئیل نے فرشتوں سے کہا دیکھو ایک مرتبہ ہو چکا۔ پھر آپ اپنے گھر کے دروازے پر پہنچے [illegible] اور کہنے لگے میری قوم تمام مخلوق سے بدتر ہے۔ تمہیں کیا معلوم نہیں؟ روئے زمین پر کوئی بستی اس بستی سے بدتر نہیں۔ اس وقت حضرت جبرئیل علیہ السلام نے پھر فرشتوں سے فرمایا دیکھو تین مرتبہ یہ اپنی قوم کی بداعمالی کی شہادت دے چکے ہیں۔ وعدہ ثابت ہو گیا، اب عذاب [illegible] گھر میں گئے تو [illegible] آپ کی بیوی [illegible] کپڑا ہلانے لگی جسے دیکھتے ہی بستی کے بدکار دوڑ پڑے۔ پوچھا کیا بات ہے۔ اس نے کہا لوط کے ہاں مہمان آئے ہیں میں نے تو ان سے زیادہ خوبصورت اور ان سے زیادہ خوشبو والے لوگ کبھی دیکھے ہی نہیں۔ اب کیا تھا، دوڑتے بھاگتے [illegible] حضرت لوط کے گھر گئے۔ چاروں طرف سے آپ کے گھر کو گھیر لیا۔ آپ نے انہیں قسمیں دے دے کر سمجھایا، فرمایا کہ [illegible] بہت ہیں [illegible] اپنی شرارت اور اپنے ارادے سے باز آ جاؤ۔ اس وقت حضرت جبرئیل علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے ان کے عذاب کی اجازت چاہی۔ اللہ کی جانب سے اجازت مل گئی۔ آپ نے اپنی صورت کا پر کھول دیا [illegible] آپ کے دانت صاف چمکتے ہوئے ہیں۔ آپ کی پیشانی اونچی اور بلند ہے۔ سر کے بال [illegible] اور آپ کے پاؤں سبزی کی طرف ہیں۔ حضرت لوط علیہ السلام سے آپ نے فرمایا کہ ہم تو تیرے پروردگار کے بھیجے ہوئے ہیں یہ لوگ تم تک نہیں پہنچ سکتے۔ آپ یہاں سے نکل جائیے۔ پھر اپنا پر ان کے منہ پر مارا جس سے وہ اندھے ہو گئے، راستہ تک انہیں نہیں سوجھتا تھا۔ حضرت لوط علیہ السلام اپنی اہل کو لے کر راتوں رات [illegible] حکم بھی تھا [illegible] کعب، قتادہ، سدی وغیرہ کا بھی یہی بیان ہے۔ (تفسیر ابن کثیر)

فَلَمَّا جَاۤءَ اَمْرُنَا جَعَلْنَا عَالِيَهَا سَافِلَهَا
پھر جب پہنچا حکم ہمارا کر ڈالی ہم نے وہ بستی
وَاَمْطَرْنَا عَلَيْهَا حِجَارَةً مِّنْ سِجِّيْلٍ ۙ
اور برسائے ہم نے اس پر پتھر کنکر کے

بستیوں کی اینٹ سے اینٹ بجا دی گئی:

جبرئیل علیہ السلام نے ان بستیوں کو الٹ کر آسمان [illegible] چلے [illegible] اسی طرح سب بستیاں تہ و بالا ہو گئیں۔ پھر ان کی [illegible] اور وبال کی [illegible] ان پر پتھر برسائے گئے۔ [illegible] کی آبادی سے الگ [illegible] اور اس قوم کے جس قدر [illegible] تھے وہ بھی پتھروں سے ہلاک ہو گئے۔ (الفتوحات الالٰہیہ جلد ۲ [illegible]) [illegible]

بغوی نے لکھا ہے قوم لوط کی پانچ بستیاں تھیں حضرت جبرئیل نے بستیوں کے نیچے اپنا پر [illegible] اٹھا لیا [illegible] مرغوں کی بانگ اور کتوں کے بھونکنے کی آوازیں [illegible] کا کوئی برتن بھی نہ الٹا [illegible] سویا ہوا [illegible] پانچوں شہروں کی آبادی چار لاکھ [illegible] ان بستیوں کے نام [illegible] (بستیاں [illegible])

روایات میں ہے کہ یہ چار بڑے بڑے شہر تھے جن کو سدوم کہا جاتا تھا۔ انہی بستیوں کو قرآن کریم میں دوسری جگہ مؤتفکات سے [illegible] ہے۔ جب اللہ تعالیٰ کا حکم ہوا تو جبرئیل امین نے اپنا پر سب شہروں کی زمین کے نیچے [illegible] سب کو اس طرح اوپر اٹھا لیا کہ ہر چیز اپنی جگہ رہی، پانی کے برتن سے پانی بھی نہیں گرا، آسمان کی طرف سے کتوں اور جانوروں اور انسانوں کی آوازیں آ رہی تھیں ان سب بستیوں کو آسمان کی طرف سیدھا اٹھا کر [illegible] پلٹ دیا جانا ان کے عمل خبیث کے مناسب حال تھا۔ (معارف القرآن)

مَّنْضُوْدٍ ۙ
تہ بہ تہ

"منضود" کے معنی [illegible] تہ بہ تہ کے ہیں۔ بعض نے یہ معنی لیے کہ پتھر مسلسل یکے بعد دیگرے برس رہے تھے۔

مُّسَوَّمَةً عِنْدَ رَبِّكَ
نشان کیے ہوئے تیرے رب کے پاس

مخصوص پتھر ہے:

یعنی کوئی خاص علامت ان پر تھی جو عام پتھروں سے [illegible] ظاہر کرتی تھی [illegible] بعض کہتے ہیں کہ ہر پتھر پر [illegible] کا نام درج تھا جس کی ہلاکت کا وہ سبب [illegible] (ماخوذ تفسیر حقانی)

[illegible]

[illegible]

وَمَا هِيَ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ بِبَعِيْدٍ

اور وہ (بستی) ان ظالموں سے کچھ دور نہیں

عبرت پکڑو!

[illegible] "وَمَا هِيَ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ بِبَعِيْدٍ" [illegible]

اب بھی ظالم تباہ ہوں گے

[illegible]

[illegible]

[illegible]

وَاِلٰى مَدْيَنَ اَخَاهُمْ شُعَيْبًا ۚ قَالَ يٰقَوْمِ

اور مدین کی طرف ان کے بھائی شعیب کو (بھیجا) انہوں نے کہا اے میری قوم

اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ۭ وَلَا تَنْقُصُوا

[illegible]

الْمِكْيَالَ وَالْمِيْزَانَ

اور کم نہ کرو ناپ اور تول

[illegible]

اِنِّىْٓ اَرٰىكُمْ بِخَيْرٍ وَّاِنِّىْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ

[illegible]

عَذَابَ يَوْمٍ مُّحِيْطٍ

عذاب سے ایک گھیر لینے والے دن کے

حضرت شعیب کی دعوت

[illegible]

وَيٰقَوْمِ اَوْفُوا الْمِكْيَالَ وَالْمِيْزَانَ بِالْقِسْطِ

اور اے قوم پورا کرو ناپ اور تول انصاف سے

[illegible]

ناپ تول کا نظام درست رکھو:

ان بستی میں بسنے والوں پر ناپ تول کم کرنے کا جرم بھی تھا۔ اس طرح کم تول کر جو بھی مال لیتے وہ بھی حرام ہو گا کہ قصداً ناپ تول میں کمی سے اجتناب کرنا ہی کافی نہیں ہے بلکہ پورا پورا دینے کی کوشش کرنا بھی ضروری ہے۔ کیونکہ وہ عموماً ایسی چیزیں ہیں جس کے بغیر یہ ناپ تول کا مقصد پورا نہیں ہوتا۔ اس لئے امام ابوحنیفہ نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی چیز کسی نے ناپ تول کر دی اور بعد میں پتہ چلا کہ ناپ تول کم تھی تو جب تک خریدار خود اس کی کمی پوری نہ کر لے یا معاف نہ کرے (اس کا استعمال کرنا) بے جا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (فرمایا ہے کہ) اللہ کو پسند ہے کہ اس وقت تک رہتا ہے جب تک دو بار (ایک بار بائع نے دوسری بار مشتری نے) اپنے پیمانوں سے اس کو ناپ تول نہ کر لیا ہو۔ (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں غلے کی فروخت کا رواج تھا اور غلہ ناپ کر فروخت کیا جاتا تھا) حضرت جابر کی روایت سے ابن ماجہ اور ابن ابی شیبہ نے نقل کی ہے اس کی سند میں ایک راوی عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ ہے جس کی وجہ سے محدثین نے اس حدیث کو ضعیف قرار دیا ہے۔ حضرت ابوہریرہ کی روایت سے بھی ایسی ہی حدیث نقل کی ہے۔ حضرت انس اور حضرت ابن عباس کی روایت سے یہ حدیث منقول ہے لیکن یہ روایت بھی ضعیف ہے۔ ابن ہمام نے لکھا ہے کہ یہ حدیث بہت سندوں سے آئی ہے اور ائمہ نے اس کو قبول کیا ہے۔ اس لئے قابل حجت ہے۔ امام مالک، امام شافعی اور امام احمد بھی اسی کے قائل ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ وزن کر کے دو اور جھکتا ہوا دو۔ کیونکہ ہم گروہ انبیاء اسی طرح تولتے ہیں۔ رواہ احمد وابوداؤد والترمذی والنسائی وابن ماجہ والحاکم وابن حبان۔ حسن صحیح ہے۔ حاکم نے اس کو صحیح کہا ہے۔ (تفسیر مظہری)

> وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ اَشْيَآءَهُمْ
>
> اور مت گھٹا دو لوگوں کو ان کی چیزیں

یعنی صرف ناپ تول ہی میں نہیں بلکہ کسی چیز میں بھی لوگوں کے حقوق کم مت کرو۔ (تفسیر مظہری)

> وَلَا تَعْثَوْا فِى الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ (۸۵)
>
> اور مت پھرو زمین میں فساد

فساد نہ پھیلاؤ:

یعنی شرک، کفر سے یا کم ناپنے تولنے سے یا دوسرے طریقے سے اتلاف حقوق اور ظلم و ستم کر کے زمین میں فساد مت پھیلاتے پھرو۔ وہ لوگ ڈکیتی ڈالتے تھے اور راستوں میں خیانت کرتے تھے۔ (تفسیر مظہری)

> بَقِيَّتُ اللّٰهِ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۚ
>
> جو بچ رہے اللہ کا دیا وہ بہتر ہے تم کو اگر ہو تم ایمان والے

حلال کی کمائی میں خیر ہے:

ایک پیسہ جو حلال طریقہ سے کمایا جائے وہ حقوق ادا کرنے کے بعد بچ رہے وہ ان لاکھوں سے بہتر ہے جو حرام طریقہ سے حاصل کئے جائیں یا جس میں لوگوں کے حقوق دبا لئے گئے ہوں۔ حلال میں جو تھوڑا ناپ تول کر لیا جائے وہ تھوڑا سا بھی برکت والا ہوتا ہے اور خدا کے یہاں جمع رہتا ہے۔ (تفسیر مظہری)

بَقِيَّتُ اللّٰهِ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۚ وَمَآ اَنَا عَلَيْكُمْ بِحَفِيْظٍ یعنی لوگوں کے حقوق ناپ تول پورا کرنے اور ادا کرنے کے بعد جو کچھ رب تمہارے لئے بچا رکھے وہی بہتر ہے اگر تم میری بات مانو، اور اگر میری نہ مانو گے تو یاد رکھو میں اس کا ذمہ دار نہیں کہ تم پر کوئی عذاب نہ آئے۔

حضرت شعیب نے دعوت میں انتہا کر دی:

حضرت شعیب علیہ السلام کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ خطیب الانبیاء تھے۔ آپ نے اپنی بہترین بیان سے اپنی قوم کو سمجھانے اور راہ پر لانے کی پوری کوشش میں انتہا کر دی لیکن سب کچھ سننے کے بعد قوم نے اس کا جواب دیا جو جاہل قوموں نے پیغمبروں کو دیا کرتی ہیں۔ ان پر کچھ بھی اثر نہیں ہوا۔ (معارف القرآن)

> وَمَآ اَنَا عَلَيْكُمْ بِحَفِيْظٍ (۸۶)
>
> اور میں نہیں ہوں تم پر نگہبان

لیکن میں نے تم کو نصیحت کر دی۔ آگے اس کا ذمہ دار نہیں کہ تم سے زبردستی اس کو چھڑوا دوں۔ (تفسیر مظہری)

> قَالُوْا يٰشُعَيْبُ اَصَلٰوتُكَ تَاْمُرُكَ اَنْ
>
> بولے اے شعیب کیا تیری نماز نے تجھ کو یہ سکھایا
>
> نَّتْرُكَ مَا يَعْبُدُ اٰبَآؤُنَآ اَوْ اَنْ نَّفْعَلَ فِىْٓ
>
> کہ ہم چھوڑ دیں جن کو پوجتے رہے ہمارے باپ دادے یا چھوڑ دیں
>
> اَمْوَالِنَا مَا نَشٰٓؤُا ۭ اِنَّكَ لَاَنْتَ الْحَلِيْمُ
>
> ویسا جو کچھ کرتے ہیں اپنے مالوں میں تو ہی بڑا با وقار ہے

الرَّشِيدُ
نیک چلن

حضرت شعیبؑ کا قوم نے مذاق اڑایا:

یہ بطور استہزاء و تمسخر کہتے تھے کہ بس وہ وہ ہی ایک عقلمند رہ گئے کیا ساری قوم میں ایک آپ ہی بڑے عقلمند، ہوشیار اور نیک چلن رہ گئے ہیں؟ باقی ہم اور ہمارے بزرگ سب جاہل اور احمق ہی رہے۔ حضرت شعیب علیہ السلام نماز بہت کثرت سے پڑھتے تھے، کہتے تھے کہ کیا آپ کی نماز یہ حکم دیتی ہے کہ ہم ان چیزوں کو چھوڑ دیں جن کو ہمارے باپ دادا پوجتے تھے اور اپنے اموال میں ہمارا اختیار نہ رہے۔ بس آپ اپنی نماز پڑھتے جائیے، ہمارے عقائد و دنیاوی معاملات اور ناپ تول کے قصوں میں دخل دینے کی ضرورت نہیں۔

حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں: "جاہلوں کا دستور ہے کہ جس کے کام آپ نہ کر سکیں تو نہیں کر سکتے۔ یہی فرصت ہے کہ کر رہی۔" بعض مفسرین نے "إِنَّكَ لَأَنتَ الْحَلِيمُ الرَّشِيدُ" کو استہزاء پر نہیں، واقعیت پر محمول کیا ہے یعنی تو آپ ہم میں بردبار اور نیک چلن آدمی ہے۔ پھر یہ کیسی بے موقع باتیں کرنے لگا جیسے صالح علیہ السلام کو کہا تھا "قد كنت فينا مرجوا قبل هذا اتنهانا ان نعبد ما يعبد آباؤنا الخ" (تفسیر عثمانی)

قَالَ يَا قَوْمِ أَرَأَيْتُمْ إِن كُنتُ عَلَىٰ بَيِّنَةٍ
بولا اے قوم دیکھو تو اگر مجھ کو سمجھ آ گئی اپنے
مِّن رَّبِّي وَرَزَقَنِي مِنْهُ رِزْقًا حَسَنًا
رب کی طرف سے اور اس نے روزی دی مجھ کو نیک روزی

حضرت شعیبؑ نے کہا ہدایت کی ناشکری نہیں ہو سکتی:

یا تو ظاہری روزی مراد ہے یعنی ناپ تول میں کمی بیشی کے بدون حلال و طیب طریقہ سے روزی کی وسعت فرمائی یا باطنی روزی یعنی علم و حکمت اور نبوت عطا کی۔ خلاصہ یہ ہے کہ حق تعالیٰ نے مجھ کو فہم و بصیرت دی اور صاف راستہ دکھلا دیا جو تم کو نظر نہیں آتا اور اس دولت سے وافر حصہ دیا بس اب تمہیں بتلاؤ کیا اس کا حق یہی ہے کہ میں "معاذ اللہ" تمہاری طرح اندھا بن جاؤں، اور خدا کے دئے کو ضائع کروں۔ کیا میں تمہارے استہزاء و تمسخر سے گھبرا کر نصیحت کرنا اور کہنا چھوڑ دوں؟ ہرگز نہیں۔ (تفسیر عثمانی)

وَمَا أُرِيدُ أَنْ أُخَالِفَكُمْ إِلَىٰ مَا أَنْهَاكُمْ عَنْهُ
اور میں یہ نہیں چاہتا کہ بعد کو خود کروں وہ کام جو تم سے چھڑاؤں

اپنی نصیحت کا پہلے خود پابند ہوں:

یعنی میں یہ نہیں چاہتا کہ تم کو جن باتوں سے منع کروں خود ان کے خلاف کروں، تم کو تو کم تولنے سے منع کروں اور خود ناپ تول میں کمی کروں۔ جس نصیحت کی میں تم کو دعوت دیتا ہوں، میں خود سب سے پہلے اس کا پابند ہوں، تم یہ الزام مجھ پر نہیں رکھ سکتے کہ جو نصیحت میں کرتا ہوں خود اس پر عمل نہیں کرتا۔ (تفسیر حقانی)

وَمَا أُرِيدُ أَنْ أُخَالِفَكُمْ إِلَىٰ مَا أَنْهَاكُمْ عَنْهُ یعنی میں یہ نہیں چاہتا کہ جس چیز سے تمہیں روکتا ہوں خود اس کو کروں، تو اس سے یہ بات نہیں جانی جاتی کہ میں تمہیں منع کرتا ہوں اور خود اس کا ارتکاب کرتا ہوں تمہارے سے شبہ کا جواب ہو گیا۔

واعظ کیلئے عمل ضروری ہے:

اس سے معلوم ہوا کہ داعی اور واعظ کے لئے ضروری ہے کہ جو وعظ و نصیحت میں بیان کرتا ہے، خود بھی اس پر عمل کرے ورنہ اس کی بات کا اثر نہیں ہوتا۔ پھر فرمایا إِنْ أُرِيدُ إِلَّا الْإِصْلَاحَ مَا اسْتَطَعْتُ یعنی میرا مقصد اس ساری جد و جہد سے تمہیں رنج پہنچانا یا اپنی بڑائی نہیں، بلکہ مقصد صرف اصلاح کی کوشش کرنا ہے اور جہاں تک میرا بس چلے۔ یہ بات بھی حقیقت میں اپنے اختیار سے نہیں بلکہ وَمَا تَوْفِيقِي إِلَّا بِاللَّهِ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْهِ أُنِيبُ یعنی میں جو کچھ کرتا ہوں وہ سب اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی توفیق سے کرتا ہوں اسی پر میرا بھروسہ ہے اور اسی کی طرف ہر حال میں رجوع کرتا ہوں۔ (معارف القرآن)

إِنْ أُرِيدُ إِلَّا الْإِصْلَاحَ مَا اسْتَطَعْتُ وَمَا
میں تو چاہتا ہوں سنوارنا جہاں تک ہو سکے اور بن آنا ہے فضل سے
تَوْفِيقِي إِلَّا بِاللَّهِ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْهِ أُنِيبُ
ہے اسی پر میں نے بھروسہ کیا ہے اور اسی کی طرف میں رجوع کرتا ہوں

میں تو فقط تمہاری اصلاح چاہتا ہوں:

میری غرض تو کوشش یہ ہے کہ تمہاری دینی و دنیوی حالت درست ہو جائے۔ موجودہ بری حالت سے نکل کر ایمان و عرفان کی طرف آنے کی کوشش کرو۔ اس مقصد اصلاح کے سوا دوسرا مقصد نہیں ہے میں اپنے مقدور و استطاعت کے موافق اس حال میں چھوڑ سکتا۔ باقی یہ کہ کہاں تک بات بن آئے اور اپنی کوشش میں کامیاب ہو جاؤں، یہ سب خدا وند قدوس کے قبضہ میں ہے اسی کی امداد و توفیق سے سب کام انجام پا سکتے ہیں۔ میرا بھروسہ اسی پر ہے اور ہر معاملہ میں اسی کی طرف رجوع کرتا ہوں۔ (تفسیر عثمانی)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قیدیوں کو رہا کر دیا

[illegible]

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کا ارشاد

[illegible]

[illegible]

حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کا واقعہ

[illegible]

وَيٰقَوْمِ لَا يَجْرِمَنَّكُمْ شِقَاقِيْٓ اَنْ يُّصِيْبَكُمْ

[illegible]

مِّثْلُ مَآ اَصَابَ قَوْمَ نُوْحٍ اَوْ قَوْمَ هُوْدٍ

[illegible]

اَوْ قَوْمَ صٰلِحٍ ۭ وَمَا قَوْمُ لُوْطٍ مِّنْكُمْ

[illegible]

بِبَعِيْدٍ

[illegible]

اے قوم! پچھلی امتوں سے عبرت پکڑو

[illegible]

وَاسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَيْهِ ۭ اِنَّ رَبِّيْ

[illegible]

رَحِيْمٌ وَّدُوْدٌ

[illegible]

توبہ و استغفار کرو

[illegible]

[illegible] معاف [illegible] ثابت ہونے لگا ہے۔ (تفسیر [illegible])

قَالُوْا يٰشُعَيْبُ مَا نَفْقَهُ كَثِيْرًا مِّمَّا تَقُوْلُ

بولے اے شعیب ہم نہیں سمجھتے بہت باتیں جو تو کہتا ہے

قوم کی بے پروائی:

کہنے لگے [illegible] باتیں [illegible] ہم نہیں سمجھتے [illegible]

وَاِنَّا لَنَرٰىكَ فِيْنَا ضَعِيْفًا

اور ہم تو دیکھتے ہیں کہ تو ہم میں کمزور ہے

قوم نے کہا تم تو کمزور ہو:

[illegible]

حضرت شعیب کا رونا

[illegible]

وَلَوْلَا رَهْطُكَ لَرَجَمْنٰكَ وَمَا اَنْتَ عَلَيْنَا

اور اگر نہ ہوتے تیرے بھائی بند تو تجھ کو ہم سنگسار کر ڈالتے اور ہماری

بِعَزِيْزٍ

نگاہ میں تیری کچھ عزت نہیں

قوم نے کہا ہم تیرے قبیلہ کا لحاظ کرتے ہیں

[illegible]

نظام مالیات میں شریعت کی مداخلت

[illegible]

ہے۔ اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَاۗءِ وَالْمُنْكَرِ تحقیق نماز فحشاء اور منکرات سے روکتی ہے۔ اسی لئے شعیب علیہ السلام کی نماز ان کو بار بار کھٹکتی تھی اور ... اور ...

قَالَ يٰقَوْمِ اَرَهْطِيْٓ اَعَزُّ عَلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ
بولے اے میری قوم کیا میرے بھائی بندوں کا دباؤ تم پر خدا سے زیادہ ہے
وَاتَّخَذْتُمُوْهُ وَرَاۗءَكُمْ ظِهْرِيًّا ۭ اِنَّ رَبِّيْ بِمَا
اور اس کو تم نے پیٹھ پیچھے ڈال رکھا ہے تحقیق میرا رب سب کو گھیرے
تَعْمَلُوْنَ مُحِيْطٌ
جو کچھ تم کرتے ہو

اے قوم! تم خدا کا لحاظ نہیں کرتے؟

... اور تعجب ہے کہ تم میری قوم کی رعایت کرتے ہو ... نہیں کرتے ... خدا کا ... اپنی پیٹھ کے پیچھے ڈال رکھا ہے ... میرے خاندان کی عزت اور اس کا پاس ... قدر ... خدا کی عظمت ... ایسی قوم ... (سورۃ ...) ... کے متعلق ... تم کو کام ... کر ... حالت میں ... اس کے مقابلہ میں ...

وَيٰقَوْمِ اعْمَلُوْا عَلٰي مَكَانَتِكُمْ اِنِّىْ عَامِلٌ
اور اے میری قوم تم کام کئے جاؤ اپنی جگہ میں بھی کام
سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ مَنْ يَّاْتِيْهِ عَذَابٌ يُّخْزِيْهِ
کرتا ہوں آگے معلوم کر لو گے کس پر آتا ہے عذاب رسوا کرنے والا
وَمَنْ هُوَ كَاذِبٌ ۭ وَارْتَقِبُوْٓا اِنِّىْ مَعَكُمْ
اور کون ہے جھوٹا اور تاکتے رہو میں بھی تمہارے ساتھ تاکتا
رَقِيْبٌ
ہوں

تو پھر فیصلہ ہونے والا ہے

... تم اپنی ضد اور ہٹ پر ... خدا کی ... سے ...

... قوم ... جب ... ہم ... کہ ... اور ... کا ... اب ہم اور تم دونوں ... (تفسیر حقانی)

وَلَمَّا جَاۗءَ اَمْرُنَا نَجَّيْنَا شُعَيْبًا وَّالَّذِيْنَ
اور جب پہنچا ہمارا حکم بچا دیا ہم نے شعیب کو اور
اٰمَنُوْا مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَاَخَذَتِ الَّذِيْنَ
جو ایمان لائے تھے اس کے ساتھ اپنی مہربانی سے
ظَلَمُوا الصَّيْحَةُ فَاَصْبَحُوْا فِيْ دِيَارِهِمْ
اور آ پکڑا ان ظالموں کو کڑک نے پھر صبح کو رہ گئے اپنے گھروں میں
جٰثِمِيْنَ كَاَنْ لَّمْ يَغْنَوْا فِيْهَا
اوندھے پڑے ہوئے گویا کبھی وہاں بسے ہی نہ تھے

قوم شعیب کی ہلاکت:

یہاں قوم شعیب کا "کڑک" (قراءت کی) سے ہلاک ہونا ذکر ہوا ... "عذاب" ... "رجفہ" کا لفظ آیا ہے یعنی زلزلہ ... سورۂ شعراء میں "عَذَابُ يَوْمِ الظُّلَّةِ" آیا ہے۔ ... کا مطلب یہ ہے کہ عذاب ... سائبان کی طرح ان پر چھا گئے ... سمجھتے ہیں کہ ... عذاب اس قوم پر ... جمع کر دیئے گئے تھے، پھر ہر صورت میں ... کے مناسب عذاب کا ذکر کیا گیا۔ "اعراف" میں ... ان لوگوں نے شعیب سے کہا کہ ہم تم کو اور تمہارے ساتھیوں کو اپنی سرزمین سے نکال دیں گے۔ وہاں بتلا دیا گیا کہ جس زمین سے نکالنا چاہتے تھے ... زلزلہ سے ہلاک ہوئے ... مقامات کا ذکر ... "صیحۃ" (کڑک) ... سب آوازیں گم ہو گئیں۔ سورۂ شعراء میں ان کا یہ قول نقل کیا ہے۔ فَاَسْقِطْ عَلَيْنَا كِسَفًا مِّنَ السَّمَاۗءِ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ یعنی اگر تو سچا ہے تو ہم پر آسمان کا ایک ٹکڑا گرا دے۔ اس کے مقابلہ میں "عذاب یوم الظلۃ" کا تذکرہ فرمایا۔ (تفسیر عثمانی)

سکوں کو توڑنا حرام ہے:

حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ... کے سکوں کو توڑنا حرام قرار دیا ہے اور آیت وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ اَشْيَاۗءَهُمْ وَلَا تَعْثَوْا فِي الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ کی تفسیر میں ... حضرت ...

اسلام سے پہلے فرمایا ہے کہ جو اس نے ہم کو دیا ... کو اس نے خود قبول فرمایا کرتے تھے پھر قرآن نے ان کو قائم فرما دیا ہے۔

حضرت عمر بن عبد العزیز کی خلافت کے زمانہ میں ایک شخص کو اس جرم میں گرفتار کیا گیا کہ وہ ہم کو ناپ تول میں دھوکہ دیتا ہے ... اور مروہ ... کو سخت سزا دی ... (تفسیر قرطبی کا حاشیہ ختم ہوا)

أَلَا بُعْدًا لِّمَدْيَنَ كَمَا بَعِدَتْ ثَمُودُ

سن لو پھٹکار ہے مدین کو جیسے پھٹکار ہوئی تھی ثمود کو

یعنی وہ قوم "ثمود" کی طرح ہلاک ہوئے۔ (تفسیر عثمانی)

وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا مُوسَىٰ بِآيَاتِنَا وَسُلْطَانٍ

اور بھیج چکے ہیں ہم موسیٰ کو اپنی نشانیاں اور سند

مُّبِينٍ

واضح کر

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نشانیاں

نشانیوں سے مراد معجزات ہیں ... جن کا ذکر وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَىٰ تِسْعَ آيَاتٍ میں ہوا ہے۔ ان میں سے معجزہ عصا ... بہت ظاہر اور قاہر تھا اسے سُلْطَانٍ مُّبِينٍ " (واضح سند) فرمایا "سُلْطَانٍ مُّبِينٍ" سے وہ روشن دلائل مراد ہیں جو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرعون کے سامنے خدا تعالیٰ کے وجود اور توحید ... کے متعلق پیش کئے ... آخر دوسرے مقامات میں ... اور ممکن ہے سلطان مبین سے اس کے لفظی معنی (کھلی ہوئی ...) مراد لئے گئے ہوں۔ کیونکہ فرعونیوں کے مقابلہ میں ہر بار حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نمایاں غلبہ اور تسلط حاصل ہوتا رہا۔ (تفسیر عثمانی)

إِلَىٰ فِرْعَوْنَ وَمَلَئِهِ فَاتَّبَعُوا أَمْرَ

فرعون اور اس کے سرداروں کے پاس پھر وہ چلے حکم پر

فِرْعَوْنَ ۖ وَمَا أَمْرُ فِرْعَوْنَ بِرَشِيدٍ

فرعون کے اور نہیں بات فرعون کی کچھ کام کی

فرعون اور وزیروں کی جہالت:

یعنی کھلے کھلے نشان دیکھ کر بھی فرعونیوں نے موسیٰ علیہ السلام کی بات نہ مانی، اسی فرعون کے حکم پر چلتے رہے۔ حالانکہ اس کی کوئی بات ٹھکانے کی نہ تھی، جسے مان کر انسان بھلائی حاصل کر سکتا۔ (تفسیر عثمانی)

یعنی یہی فرعون ... جہالت و حماقت کا ... ہے کہ فرعون الوہیت کا مدعی تھا اور اپنے مصاحبین کی طرح ... تمام طلبا بن کفر و شرک اور ظلم و ستم ... موسیٰ علیہ السلام کی بات ... تھے۔ آپ کا قول ہی دلیل تھا۔ عقل و نقل کی شہادت اور معجزات ... آپ کے قول کی تائید کرتے تھے پھر بھی فرعون کے ... تھی ایسے لوگوں کے ... جیسے روشنی ... سے ... دور اور فرعون جیسے ... کی ... کے ... تھے۔ (تفسیر ...)

يَقْدُمُ قَوْمَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَأَوْرَدَهُمُ النَّارَ ۖ

آگے ہوگا اپنی قوم کے قیامت کے دن پھر پہنچائے گا ان کو آگ پر

وَبِئْسَ الْوِرْدُ الْمَوْرُودُ

اور برا گھاٹ ہے جس پر پہنچے

فرعون قیامت میں جہنمیوں کا راہبر ہوگا

جس طرح یہاں فرعون کفر و تکذیب میں ان کا امام تھا قیامت کے دن بھی امام ہوگا۔ جو لوگ ... اس کی اندھی تقلید ... کرتے تھے وہاں ... پیچھے پیچھے آخری منزل (جہنم) تک پہنچ جائیں گے۔ ... وہ جماعت ... جہاں ... سے ... وہاں ... ملا بجھا کر پیچھے والے ... سے ... (تفسیر عثمانی)

اور وہ گھاٹ ... جو ... میں ... کر ... پانی ... سے اس میں داخل ہو ... اور وہ ... ایک ... جا ... جس ... فرعون آگے آگے اور اس کے ... پیچھے ... سب ... جہاں ... پیچھے پیچھے اس میں اتریں گے۔ (تفسیر عثمانی)

وَأُتْبِعُوا فِي هَٰذِهِ لَعْنَةً وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ ۚ

اور پیچھے سے ملتی رہی اس جہان میں لعنت اور دن قیامت کے

بِئْسَ الرِّفْدُ الْمَرْفُودُ

برا انعام ہے جو ان کو ملا

ان پر ہمیشگی لعنت ہے

یعنی دنیا میں ... لوگ فرعون اور فرعونیوں پر لعنت بھیجتے رہیں گے۔ پھر قیامت میں ... بہت ... لعنت ... جو ... سے ... پھٹکار ... (تفسیر ...)

جاہلیت کے شعروں کا امام:

... صلی اللہ علیہ وسلم ... قیامت کے دن

[illegible]

ذَٰلِكَ مِنْ أَنبَاءِ الْقُرَىٰ نَقُصُّهُ عَلَيْكَ

[illegible]

مِنْهَا قَائِمٌ وَحَصِيدٌ

[illegible]

پچھلی قوموں کے قصے قابل غور ہیں

یہ تو پچھلی قوموں کے قصے ہم تم کو سناتے ہیں کہ کس طرح انہوں نے [illegible]

وَمَا ظَلَمْنَاهُمْ وَلَٰكِن ظَلَمُوا أَنفُسَهُمْ ۖ فَمَا

[illegible]

أَغْنَتْ عَنْهُمْ آلِهَتُهُمُ الَّتِي يَدْعُونَ

[illegible]

مِن دُونِ اللَّهِ مِن شَيْءٍ لَّمَّا جَاءَ أَمْرُ

[illegible]

رَبِّكَ

[illegible]

انہیں اپنے ظلم نے مار دیا

[illegible]

وَمَا زَادُوهُمْ غَيْرَ تَتْبِيبٍ

[illegible]

اور ان ظالم معبودوں نے [illegible]

[illegible]

وَكَذَٰلِكَ أَخْذُ رَبِّكَ إِذَا أَخَذَ الْقُرَىٰ وَهِيَ

[illegible]

ظَالِمَةٌ ۚ إِنَّ أَخْذَهُ أَلِيمٌ شَدِيدٌ

[illegible]

خدا کی پکڑ [illegible]

[illegible]

وَكَذَٰلِكَ أَخْذُ رَبِّكَ إِذَا أَخَذَ الْقُرَىٰ وَهِيَ ظَالِمَةٌ إِنَّ أَخْذَهُ أَلِيمٌ شَدِيدٌ

إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً لِّمَنْ خَافَ عَذَابَ

[illegible]

الْآخِرَةِ

عذاب کا

دنیا کا عذاب آخرت کی یاد دلانے والا ہے:

[illegible] (تفسیر عثمانی)

ذَٰلِكَ يَوْمٌ مَّجْمُوعٌ لَّهُ النَّاسُ وَذَٰلِكَ يَوْمٌ

وہ ایک دن ہے جس میں جمع ہوں گے سب لوگ اور وہ دن ہے سب

مَّشْهُودٌ ﴿۱۰۳﴾

کے حاضر ہونے کا

جب سب کا فیصلہ ہوگا:

[illegible] (تفسیر عثمانی)

وَمَا نُؤَخِّرُهُ إِلَّا لِأَجَلٍ مَّعْدُودٍ ﴿۱۰۴﴾

اور اس کو ہم جو دیر کرتے ہیں سو ایک وعدہ کے لئے جو مقرر ہے

بس میعاد پوری ہونے کی دیر ہے:

[illegible] (تفسیر عثمانی)

يَوْمَ يَأْتِ لَا تَكَلَّمُ نَفْسٌ إِلَّا بِإِذْنِهِ ۚ فَمِنْهُمْ

جس دن وہ آئے گا بات نہ کر سکے گا کوئی جاندار مگر اس کے حکم سے سو

شَقِيٌّ وَسَعِيدٌ ﴿۱۰۵﴾

ان میں سے بعض بدبخت ہیں اور بعض نیک بخت

اس دن کوئی بول نہ سکے گا

[illegible]

[illegible] (تفسیر عثمانی)

عمل کیے جاؤ:

[illegible]

فَأَمَّا الَّذِينَ شَقُوا فَفِي النَّارِ [illegible]

[illegible]

فَأَمَّا الَّذِينَ شَقُوا فَفِي النَّارِ لَهُمْ فِيهَا

سو جو لوگ بدبخت ہیں وہ تو آگ میں ہیں ان کو وہاں چیخنا ہے

زَفِيرٌ وَشَهِيقٌ ﴿۱۰۶﴾ خَالِدِينَ فِيهَا مَا دَامَتِ

اور دھاڑنا ہمیشہ رہیں اس میں جب تک رہے

السَّمَاوَاتُ وَالْأَرْضُ إِلَّا مَا شَاءَ رَبُّكَ ۚ إِنَّ

آسمان اور زمین مگر جو چاہے تیرا رب بیشک

رَبَّكَ فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيدُ ﴿۱۰۷﴾ وَأَمَّا الَّذِينَ

تیرا رب کر ڈالتا ہے جو چاہے اور جو لوگ

سُعِدُوا فَفِي الْجَنَّةِ خَالِدِينَ فِيهَا

نیک بخت ہیں سو جنت میں ہیں ہمیشہ رہیں اس میں

مَا دَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ اِلَّا مَا شَآءَ

جب تک رہے آسمان اور زمین مگر جو چاہے

رَبُّكَ عَطَآءً غَيْرَ مَجْذُوْذٍ

[illegible]

آیت کے دو مطلب

اس آیت ... [illegible] ... آسمان و زمین ... [illegible]

... مَا دَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ ... [illegible]

... السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ ... یا آسمان و زمین سے ... [illegible]

... [illegible] ...

[illegible]

خدا کا ہمیشہ رہنا اور مخلوق کا ہمیشہ رہنا

[illegible]

... مَا دَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ ... [illegible]

اِنَّ رَبَّكَ فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيْدُ ... [illegible]

اللہ تعالیٰ جنت والوں کی طرف جھانکیں گے

[illegible]

... سَلٰمٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِيْمٍ ... [illegible]

[illegible] (رواہ ... [illegible])

ہر شخص کی جنت

حضرت ... [illegible] ... یوسف کے ساتھ ... [illegible] ... ہر شخص کی جنت ... [illegible] ... صلی اللہ علیہ وسلم نے ... جنت ... [illegible] ... سبحان اللہ و الحمد للہ و لا الہ الا اللہ ... [illegible]

[illegible]

اپنی قدرت کا اظہار مقصود ہے

[illegible] ... اِلَّا مَا شَاۗءَ رَبُّكَ ... [illegible] ... اِنَّ رَبَّكَ فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيْدُ ... [illegible]

[illegible] ... اِلَّا مَا شَاۗءَ رَبُّكَ ... [illegible] ... عَطَاۗءً غَيْرَ مَجْذُوْذٍ ... [illegible] ... اِلَّا مَا شَاۗءَ رَبُّكَ ... [illegible] ... عَطَاۗءً غَيْرَ مَجْذُوْذٍ ... [illegible]

نیک بختی اور بدبختی کی نشانیاں

[illegible]

جنت اور جہنم کی زندگی ابدی ہے

[illegible]

[illegible]

گناہ گار مسلمان جنت میں آجائیں گے

[illegible]

دوزخ کے دو سانس

[illegible]

فَلَا تَكُ فِي مِرْيَةٍ مِّمَّا يَعْبُدُ هَٰؤُلَاءِ ۚ مَا

سو تو نہ رہ دھوکے میں ان چیزوں سے جن کو پوجتے ہیں

يَعْبُدُونَ إِلَّا كَمَا يَعْبُدُ آبَاؤُهُم مِّن

یہ لوگ کچھ نہیں پوجتے مگر ویسا ہی جیسا کہ پوجتے تھے ان کے باپ دادا اس سے

قَبْلُ ۚ وَإِنَّا لَمُوَفُّوهُمْ نَصِيبَهُمْ غَيْرَ

پہلے اور ہم دینے والے ہیں ان کو ان کا حصہ یعنی عذاب

مَنقُوصٍ

بے نقصان

مہلت سے دھوکا نہ کھاؤ

[illegible]

وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ فَاخْتُلِفَ فِيهِ ۚ

اور ہم نے دی تھی موسیٰ کو کتاب پھر اس میں پھوٹ پڑ گئی

وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِن رَّبِّكَ لَقُضِيَ

اور اگر نہ ہوتا ایک لفظ کہ پہلے نکل چکا تیرے رب کی طرف سے تو فیصلہ ہو جاتا ان

بَيْنَهُمْ ۚ وَإِنَّهُمْ لَفِي شَكٍّ مِّنْهُ مُرِيبٍ

میں اور ان کو اس میں شبہ ہے کہ مطمئن نہیں ہونے دیتا

اختلاف کا فیصلہ قاعدے کے مطابق ہوگا

[illegible]

[illegible]

وَإِنَّ كُلًّا لَّمَّا لَيُوَفِّيَنَّهُمْ رَبُّكَ أَعْمَالَهُمْ ۚ إِنَّهُ

اور جتنے لوگ ہیں جب وقت آیا پورا دے گا ان کو تیرا رب ان کے اعمال اس کو

بِمَا يَعْمَلُونَ خَبِيرٌ

ان کے سب کاموں کی خبر ہے

وقت پر روز روز کا حساب ہوگا

[illegible]

فَاسْتَقِمْ كَمَا أُمِرْتَ وَمَن تَابَ مَعَكَ وَلَا تَطْغَوْا ۚ

سو تو سیدھا چلا جا جیسا تجھ کو حکم ہوا اور جس نے توبہ کی تیرے ساتھ اور حد سے نہ بڑھو

إِنَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ

بیشک وہ دیکھتا ہے جو کچھ تم کرتے ہو

آپ سیدھی راہ پر چلتے رہیں

[illegible]

نے شرک وغیرہ سے توبہ کر کے آپ کی بیعت اختیار کر لی اور حق تعالیٰ کی طرف رجوع کیا اور اسلام پر نہایت پابندی اور استقلال کے ساتھ جمے رہے۔ عقائد، اخلاق، عبادات، معاملات، معاشرت، تعلیم وغیرہ میں فرمایا گیا ہے کہ وہ جو کرتے تھے استقامت کی راہ سیدھے چلے جاؤ کسی معاملہ میں افراط و تفریط کی جانب اختیار نہ کرو ... یقین رکھو کہ حق تعالیٰ ہر ایک کے اعمال کو دیکھ رہا ہے۔ (تفسیر عثمانی)

(۱) اعتقادی استقامت یعنی اللہ کی ذات کو تمام صفات کمالیہ کا جامع سمجھنا (صفات ... کا انکار نہ کرنا) مگر اس کی صفات کو مخلوق کی صفت کے مشابہ بھی قرار نہ دینا (یعنی یہ عقیدہ رکھنا کہ اللہ کی کوئی صفت مخلوق کی صفت کی طرح نہیں ہے اس کی صفات کامل ہیں اور بندوں کو بالکل مجبور بھی نہ سمجھنا (یعنی انسان ... اپنی ... بے اختیار بھی نہ سمجھنا ... مستقل ... [illegible] جب چاہے ... (...)

(۲) اعمال کی استقامت یعنی دین اور شریعت کو پورا پورا بیان کرنا اس میں کمی زیادتی نہ کرنا۔

(۳) عبادات و معاملات اور ان کے حقوق کے موافق ... [illegible] ... قرار دے دی جائے ... [illegible] ...

حضرت عمر بن خطاب نے فرمایا استقامت سے مراد یہ ہے کہ اوامر و نواہی پر قائم ہو جائے اور ... صراط مستقیم سے ... نہ ہٹے۔

استقامت کی اہمیت:

استقامت بہت ... [illegible] ... کا قول ہے۔ استقامت کا مرتبہ کرامت ... [illegible] ... بغوی نے حضرت عبداللہ بن عباس کا یہ قول نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر پورے قرآن کی مدت میں اس آیت سے زیادہ سخت کوئی آیت نازل نہیں ہوئی اسی لئے ... [illegible] ... حضرت ابن عباس کے اس قول سے معلوم ہوتا ہے ... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بوڑھا کر دیا ... بلکہ اس سورۃ کی یہی آیت ہے جس میں استقامت کا حکم دیا گیا ہے ... حضور صلی اللہ علیہ وسلم ... استقامت ... کہ آپ پر ایمان لانے والے اور آپ کا اتباع کرنے والے ... [illegible] ... آپ ... بوڑھا کر دیا ... کے لئے استقامت ... [illegible]

... [illegible] ...

... [illegible] ...

ہر ایک طرف کی ... [illegible] ... اپنے ... [illegible]

عذرت اختیار نہ کرو

حضرت ابوہریرہ راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ... [illegible] ... عذرت اختیار کرے گا ... [illegible] ... لہٰذا تم سیدھی راہ ... [illegible] ... (...)

... [illegible] ...

بعض کہتے ہیں اس حدیث سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بوڑھا کر دینے والا استقامت تھا۔ (تفسیر مظہری)

استقامت کا مفہوم

"استقامت" کے معنی سیدھا کھڑا رہنے کے ہیں جس میں کسی طرف ذرا بھی جھکاؤ نہ ہو ... [illegible] ... ایک ... کی طرح کھڑا رکھتے ہیں ... [illegible] ... کسی طرف ... [illegible] ... تمام ... [illegible] ...

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ... [illegible] ... ہر حال میں استقامت پر ... کا حکم فرمایا گیا ہے، استقامت ... [illegible] ... اپنے ... [illegible] ... اخلاق، معاشرت ... [illegible] ... کسی ایک طرف جھکاؤ ... تو استقامت باقی نہیں رہتی۔

تمام گمراہیوں کی بنیاد:

دین میں جتنی گمراہیاں ... [illegible] ... استقامت ... [illegible] ...

... [illegible] ...

گمراہی میں کھو گئے۔ عبادات اور تقرب الی اللہ کے لئے جو طریقے قرآن کریم اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے متعین کر دیئے ہیں ان میں اپنی طرف سے کوئی زیادتی کرنا اور بدعات میں مبتلا ہونا بھی استقامت کے خلاف ہے اسی طرح ان میں اپنی طرف سے کوئی زیادتی بھی استقامت کو برباد کرنے والی ہے۔ بدعات میں مبتلا کر دیتی ہے جو بڑی نیک نیتی سے کی جاتی ہیں۔ بہت سے لوگ انہیں کار ثواب سمجھ کر کرتے ہیں اور یہی وہ گمراہی کا سبب ہے۔ یہی وجہ ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کو بدعات و محدثات سے بڑی تاکید کے ساتھ منع فرمایا ہے اور اس کو شدید گمراہی قرار دیا ہے۔ اس لئے انسان پر لازم ہے کہ جب وہ کوئی کام عبادت اور اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی رضاجوئی کے لئے کرنے کو ہو تو کرنے سے پہلے اس کی پوری تحقیق کر لے کہ یہ کام رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام سے اس کیفیت و صورت کے ساتھ ثابت ہے یا نہیں۔ اگر ثابت نہیں تو اس میں اپنا وقت اور توانائی ضائع نہ کرے۔

کیا طرح عبادات، اخلاق و معاشرت کے تمام ابواب میں قرآن کریم کے بتائے ہوئے اصول پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی تعلیم کے ذریعہ ایک معتدل اور صحیح راستہ قائم کر دیا ہے، جس میں لاحق ہونے والی خرابی، تنگی، تفریط، افراط، غلو اور کوتاہی سے محفوظ رہنا ممکن ہے، اور ترک اسباب اور توکل اللہ تعالیٰ کا اور اسباب کے ساتھ ہی اللہ تعالیٰ کی ذات پر نظر رکھتے ہوئے سب چیزوں میں ایک ایسا معتدل صراط مستقیم مسلمانوں کو دیا ہے کہ اس کی نظیر عالم میں نہیں مل سکتی جس کو اختیار کرنے سے ہی انسان انسان کامل بنتا ہے اس میں استقامت سے دور کرنے ہی کے نتیجہ میں دنیا میں فساد و مفاسد پیدا ہوتے ہیں۔

خلاصہ یہ ہے کہ استقامت ایک ایسا جامع لفظ ہے کہ دین کے تمام اجزاء و ارکان اور ان پر صحیح عمل اسی کی تعبیر ہے۔

جامع عمل

سفیان بن عبداللہ ثقفی نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ مجھے اسلام کے بارے میں کوئی ایسی جامع بات بتلا دیجئے کہ آپ کے بعد مجھے کسی سے کچھ پوچھنے کی ضرورت نہ رہے۔ آپ نے فرمایا: قل آمنت باللہ ثم استقم، یعنی اللہ پر ایمان لاؤ اور پھر اسی پر مستقیم رہو۔ (رواہ مسلم، قرطبی)

حضرت عبداللہ بن عباس کی نصیحت:

ابو خالد بن ابو عبدالرحمن فرماتے ہیں کہ میں نے ایک مرتبہ ترجمان القرآن حضرت عبداللہ بن عباس سے عرض کیا کہ مجھے کوئی نصیحت فرما دیجئے۔ آپ نے فرمایا: علیک بتقوی اللہ والاستقامۃ اتبع ولا تبتدع (رواہ الدارمی فی مسندہ، قرطبی) یعنی تم تقویٰ اور خوف خدا کو لازم پکڑو اور استقامت کو بھی، جس کا طریقہ یہ ہے کہ دین کے معاملہ میں شریعت

کا اتباع کرو اپنی طرف سے کوئی بدعت ایجاد نہ کرو۔

ان ابیاش سب سے زیادہ دشوار کام استقامت ہی ہے اس لئے محققین صوفیاء نے فرمایا ہے کہ استقامت کا مقام کرامت سے بالاتر ہے یعنی جو شخص دین کے کاموں میں استقامت اختیار کئے ہوئے ہے اگرچہ اس سے عمر بھر کوئی کرامت صادر نہ ہو وہ اعلیٰ درجہ کا ولی ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کس چیز نے بوڑھا کر دیا:

حضرت عبداللہ بن عباس نے فرمایا کہ پورے قرآن میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر اس آیت سے زیادہ سخت اور شاق کوئی آیت نازل نہیں ہوئی۔ اسی لئے فرمایا کہ جب صحابہ کرام نے ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ڈاڑھی مبارک میں کچھ سفید بال دیکھ کر بطور حسرت و افسوس کے عرض کیا کہ آپ پر جلدی سے بڑھاپے کے آثار آگئے تو آپ نے فرمایا کہ مجھے سورۂ ہود نے بوڑھا کر دیا ہے جس میں ان قوموں پر عذاب اور حشر و حساب کے ہولناک واقعات مذکور ہیں اور یہی اس کا سبب ہو سکتے ہیں مگر ابن عباس نے فرمایا کہ یہ آیت ہی اس کا سبب ہے۔

تفسیر قرطبی میں ابوعلی سری سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے خواب میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی تو عرض کیا کہ کیا آپ نے ایسا فرمایا ہے کہ مجھے سورۂ ہود نے بوڑھا کر دیا؟ آپ نے فرمایا ہاں! میں نے دریافت کیا کہ اس سورت میں جو انبیاء علیہم السلام کے واقعات اور ان کی قوموں کے عذاب کا ذکر ہے اس نے آپ کو بوڑھا کیا؟ فرمایا نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد نے فَاسْتَقِمْ كَمَا أُمِرْتَ۔

ظاہر ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم تو انسان کامل کی مثالی صورت ہی کر دنیا میں تشریف لائے تھے اور فطری طور پر استقامت آپ کی عادت تھی پھر اس قدر بار کیوں ہوا اس لئے محسوس فرمایا کہ آیت میں مطلق استقامت کا حکم نہیں بلکہ حکم یہ ہے کہ مراد الٰہی کے مطابق استقامت ہو جو چاہئے انبیاء علیہم السلام پر جس قدر خوف و خشیت حق کا غلبہ ہوتا ہے وہ سب کو معلوم ہے اس خشیت ہی کا یہ اثر تھا کہ باوجود کامل استقامت کے یہ فکر لگی رہتی تھی کہ خدائے تعالیٰ کی استقامت مطلوب تھی وہ پوری ہوئی یا نہیں۔

اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ آپ کو اپنی استقامت کی تو زیادہ فکر نہ تھی کیونکہ وہ بحمداللہ حاصل تھی مگر اس آیت میں پوری امت کو اسی حکم میں شامل کیا ہے امت کا استقامت پر قائم رہنا دشوار ہے یہ فکر آپ پر طاری ہوا۔

تاکیدی حکم:

حکم استقامت کے بعد فرمایا وَلَا تَطْغَوْا یعنی حد سے نہ نکلو طغیان سے مراد ہے اس کے کسی حد سے نکل جانے کے ہیں جو ضد ہے استقامت کی۔ آیت میں استقامت کا حکم مثبت انداز میں صادر فرمانے پر کفایت نہیں فرمایا بلکہ اس

[illegible]

وَلَا تَرْكَنُوا إِلَى الَّذِينَ ظَلَمُوا فَتَمَسَّكُمُ

اور مت جھکو ان کی طرف جو ظالم ہیں پھر تم کو لگے گی

النَّارُ وَمَا لَكُم مِّن دُونِ اللَّهِ مِنْ أَوْلِيَاءَ

آگ اور کوئی نہیں تمہارا اللہ کے سوا مددگار

ثُمَّ لَا تُنصَرُونَ

پھر کہیں مدد نہ پاؤ گے

ظالموں سے ذرا سا بھی تعلق نہ رکھو

[illegible]

[illegible] (تسہیل)

[illegible]

اس آیت کی اہمیت:

[illegible]

ناپسندیدہ عالم:

[illegible]

[illegible]

ظالم کی نحوست

[illegible]

ظالموں سے دوستی نہ کرو

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] (مظہری)

[illegible]

وَأَقِمِ الصَّلَاةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفًا

اور قائم کر نماز کو دونوں طرف دن کے اور کچھ ٹکڑوں میں

[illegible] اول

[illegible]

اللہ کی معرفت [illegible]

[illegible]

قرآن کریم کا انداز خطاب

[illegible]

پوری امت کو نماز کی اقامت کا حکم

[illegible]

[illegible] وَ اَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ [illegible]

ایک وقت میں دو نمازیں جائز نہیں

[illegible]

امام ابوحنیفہ نے اپنے استدلال میں حضرت ابن مسعودؓ کی وہ روایت پیش کی ہے جو صحیحین میں ذکر کی ہے حضرت عبداللہ نے فرمایا: میں نے نہیں دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی نماز غیر وقت میں پڑھی ہو سوائے مزدلفہ کے۔ مزدلفہ میں تو حضور نے مغرب اور عشاء کو جمع کر کے پڑھا تھا اور دوسرے دن فجر کی نماز روز کے وقت سے پہلے پڑھی تھی۔ شاید حضرت ابن مسعودؓ کی مراد یہ ہے کہ معمولاً فجر کی نماز جس وقت پڑھتے تھے اس سے پہلے مزدلفہ میں پڑھ لی تھی۔ عرفہ میں دو نمازوں کو جمع کرنے کا مسئلہ چونکہ مشہور ہے اس لئے شاید حضرت ابن مسعودؓ نے عرفہ کا ذکر نہیں کیا (صرف مزدلفہ کا ذکر کیا)۔

لیلۃ التعریس والی (جب کہ یہ بات کہ ایک جگہ سفر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑاؤ کیا تھا اور بلال کو جاگتے رہنے اور فجر کے لئے بیدار کرنے کا حکم دے کر خود سو گئے تھے اور صحابہ بھی سو گئے اور آخر کار بلال بھی سو گئے اور سب کی نماز قضا ہو گئی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حدیث فرمائی۔ اس حدیث میں یہ الفاظ بھی ہیں کہ سونے کی حالت میں (نماز قضا ہونے میں) کوئی قصور نہیں قصور تو اس بات میں ہے کہ بیداری کی حالت میں نماز میں اتنی تاخیر کر دی جائے کہ دوسری نماز کا وقت آ جائے۔ امام ابوحنیفہ نے اس حدیث سے استدلال کیا ہے۔ (تفسیر مظہری)

إِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ ۚ ذَٰلِكَ
البتہ نیکیاں دور کرتی ہیں برائیوں کو یہ یادگاری ہے
ذِكْرَىٰ لِلذَّاكِرِينَ
یاد رکھنے والوں کو

نیکیاں برائیوں کو مٹاتی ہیں:

یعنی نمازوں کا قائم رکھنا خدا کی یادگاری ہے جیسے دوسری جگہ فرمایا أَقِمِ الصَّلَاةَ لِذِكْرِي۔ یہ مطلب ہے۔ إِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ کا مطلب یاد رکھنے والوں کے لئے اور کسی چیز سے نصیحت ماننا چاہئے۔ کیونکہ اس سے مومن کو نیکیوں کی طرف خاص ترغیب ہوتی ہے۔ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں کہ نیکیاں دور کرتی ہیں برائیوں کو یعنی جو آدمی نیکیاں کرے اس کی برائیاں معاف ہوں اور جو نیکی اختیار کرے اس سے خو برائی کی چھوٹے اور جس ملک میں نیکیوں کا رواج ہوتا ہے تو برائی مٹتی ہے یعنی جگہ نہیں رہتی غالب ہوتی ہے۔ "جتنا نکل آتا ہے" (تفسیر عثمانی)

سنن میں ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں جس مسلمان سے کوئی گناہ ہو جائے پھر وضو کر کے دو رکعت نماز پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس کے گناہ معاف فرما دیتا ہے۔ ایک مرتبہ حضرت عثمانؓ بھی اسی طرح وضو کر کے فرمانے لگے اسی طرح میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو وضو کرتے دیکھا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو میرے اس وضو جیسا وضو کرے پھر دو رکعت نماز ادا کرے جس میں اپنے دل سے باتیں نہ کرے تو اس کے تمام اگلے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔ مسند میں ہے کہ آپ نے پانی منگوایا، وضو کیا پھر فرمایا میرے اسی وضو کی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وضو کیا کرتے تھے۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو میرے اس وضو جیسا وضو کرے اور کھڑا ہو کر ظہر کی نماز ادا کرے اس کی صبح سے اب تک کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ پھر عصر کی نماز پڑھے تو ظہر سے عصر تک کے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں پھر مغرب کی نماز ادا کرے تو عصر سے مغرب تک کے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔ پھر عشاء کی نماز سے مغرب سے عشاء تک کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ پھر یہ ممکن ہے کہ رات بھر کروٹیں بدلتا رہے پھر اٹھ کر وضو کر کے صبح کی نماز پڑھ لے تو عشاء سے صبح تک کے سب گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔ یہی ہیں وہ بھلائیاں جو برائیوں کو دور کر دیتی ہیں۔

پانچ نمازوں کی مثال:

صحیح حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بتلاؤ تو اگر تم میں سے کسی کے مکان کے دروازے پر ہی نہر جاری ہو اور وہ اس میں ہر دن پانچ مرتبہ غسل کرتا ہو کیا اس کے جسم پر ذرا سا بھی میل کچیل رہ جائے گا؟ لوگوں نے کہا ہرگز نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہی مثال پانچ نمازوں کی ہے کہ ان کی وجہ سے اللہ تعالیٰ خطائیں اور گناہ معاف فرما دیتا ہے۔ صحیح مسلم میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں پانچوں نمازیں اور جمعہ جمعہ تک اور رمضان رمضان تک کا کفارہ ہے جب تک کہ کبیرہ گناہوں سے پرہیز کیا جائے۔ مسند میں ہے ہر نماز اپنے سے پہلے کی خطاؤں کو مٹا دیتی ہے۔

یہ اصول پوری امت کیلئے ہے:

بخاری میں ہے کہ کسی شخص نے ایک عورت کا بوسہ لے لیا پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے آ کر اپنے اس گناہ کی ندامت ظاہر کی اس پر یہ آیت اتری۔ اس نے کہا کیا یہ میرے لئے ہی مخصوص ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا نہیں بلکہ میری ساری امت کے لئے یہی حکم ہے۔ ایک اور روایت میں ہے کہ اس نے کہا میں نے باغ میں ایک عورت سے سب کچھ کیا بجز جماع کے۔ اب میں حاضر ہوں جو سزا میرے لئے آپ تجویز فرمائیں میں برداشت کر لوں گا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے کوئی جواب نہ دیا اور وہ چلا گیا۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے اس کی پردہ پوشی کی تھی اگر یہ بھی اپنے نفس کی پردہ پوشی کرتا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم برابر اسی شخص کی طرف دیکھتے رہے

فرمایا کہ اللہ کی جب وہ چلا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی آیت کی تلاوت فرمائی۔ اس پر حضرت معاذ نے دریافت کیا کہ کیا یہ اسی کے لئے ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں بلکہ سب لوگوں کے لئے ہے۔

حضرت ابوالیسر کا واقعہ

مسند احمد میں ہے کہ ایک شخص حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور کہا کہ ایک عورت سودا لینے کے لئے آئی تھی میں اسے کوٹھڑی میں لے جا کر اس کے ساتھ سوائے جماع کے ہر طرح لطف اندوز ہوا۔ اب جو حکم ہو وہ مجھ پر جاری کیا جائے۔ آپ نے فرمایا شاید اس کا خاوند غیر حاضر ہوگا؟ اس نے کہا جی ہاں یہی بات تھی۔ آپ نے فرمایا جاؤ حضرت ابوبکر صدیق سے یہ مسئلہ پوچھو۔ حضرت صدیق نے بھی یہی سوال کیا۔ اور آپ نے بھی حضرت عمر کی طرح فرمایا۔ پھر وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنی حالت بیان کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شاید اس کا خاوند موجود نہیں ہوگا؟ پھر قرآن کریم کی یہ آیت اتری اور وہ کہنے لگا کہ یہ خاص میرے لئے ہی ہے؟ تو حضرت عمر نے اس کے سینے پر ہاتھ مار کر فرمایا کہ اس طرح سے تیری آنکھیں ٹھنڈی نہیں ہوسکتیں بلکہ یہ سب لوگوں کے لئے عام ہے۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عمر سچے ہیں۔ ابن جریر میں ہے کہ ایک عورت مجھ سے ایک درہم کی کھجوریں خریدنے آئی تھی میں نے اس سے کہا کہ اندر کوٹھڑی میں اس سے بہت اچھی کھجوریں ہیں وہ اندر آئی۔ میں نے بھی اندر جا کر اسے چوم لیا۔ پھر وہ حضرت عمر کے پاس گیا تو آپ نے فرمایا اللہ سے ڈرو اور اپنے نفس پر پردہ ڈالو۔ حضرت ابوالیسر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں مجھ سے صبر نہ ہوسکا۔ میں نے جا کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے واقعہ بیان کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا افسوس تو نے ایک غازی مرد کی اس کی غیر حاضری میں ایسی خیانت کی۔ میں نے تو یہ سن کر اپنے تئیں جہنمی سمجھ لیا اور میرے دل میں خیال آنے لگا کہ کاش کہ میرا اسلام اس کے بعد کا ہوتا! حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ذرا سی دیر نیچی گردن کر لی۔ اسی وقت حضرت جبرئیل یہ آیت لے کر اترے۔ ابن جریر میں ہے کہ ایک شخص نے آ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی کہ مجھ پر حد قائم کیجئے۔ ایک دو دفعہ اس نے یہی کہا لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے منہ موڑ لیا۔ پھر نماز کھڑی ہوئی۔ جب فارغ ہو کے تو دریافت فرمایا کہ وہ شخص کہاں ہے؟ اس نے کہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم میں موجود ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو نے اچھی طرح وضو کیا اور ہمارے ساتھ نماز پڑھی؟ اس نے کہا جی ہاں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بس تو تو ایسا ہی ہے جیسے اپنی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا تھا۔ خبردار پھر ایسی حرکت نہ کرنا اور اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری۔

نمازوں سے گناہ جھڑ جاتے ہیں:

حضرت ابوعثمان کہتے ہیں کہ میں حضرت سلمان کے ساتھ ایک درخت کے نیچے تھا۔ انہوں نے ایک خشک شاخ پکڑ کر ہلائی تو اس کے پتے جھڑ گئے پھر فرمایا ابوعثمان تم پوچھتے نہیں ہو کہ میں نے یہ کیوں کیا؟ میں نے کہا جناب ارشاد فرمایئے۔ فرمایا اسی طرح میرے سامنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا پھر فرمایا جب بندہ مسلمان اچھی طرح وضو کر کے پانچوں نمازیں ادا کرتا ہے تو اس کے گناہ ایسے ہی جھڑ جاتے ہیں جیسے اس خشک شاخ کے پتے جھڑ گئے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی آیت تلاوت فرمائی۔ مسند میں ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں برائی کر گزرنے والے کو چاہئے کہ اس کے بعد نیکی کرے۔ اور لوگوں سے خوش اخلاقی سے پیش آئے۔ اور حدیث میں ہے جب تجھ سے کوئی گناہ ہو جائے تو اس کے پیچھے ہی نیکی کر لیا کر تاکہ وہ مٹ جائے۔ میں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا لا الہ الا اللہ پڑھنا بھی نیکی ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ تو بہترین اور افضل نیکی ہے۔ ابویعلیٰ میں ہے کہ جس وقت بھی کوئی لا الہ الا اللہ پڑھے اس کے نامہ اعمال میں سے برائیاں مٹ جاتی ہیں یہاں تک کہ ان کی جگہ ویسی ہی نیکیاں ہو جاتی ہیں۔ لیکن اس کی سند میں ضعف ہے۔ (ابن کثیر)

طبرانی نے ضعیف سند سے حضرت ابن عباس کی روایت سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کی یاد ہو یا کسی طرح کی نیکی کرنی ہو ساتھ ہی کرلی تو اپنی نیکی کے ساتھ موجود گناہ ختم ہو جاتے ہیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ اِنَّ الْحَسَنٰتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّاٰتِ

وَاصْبِرْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ ۝

اور صبر کر اللہ تعالیٰ ضائع نہیں کرتا ثواب نیکی کرنے والوں کا

اللہ کی مدد حاصل کرنے کا طریقہ

قرآن کریم میں غور کرنے سے ظاہر ہوتا ہے کہ حق تعالیٰ کی مدد اور اعانت حاصل کرنے میں دو چیزوں کو خاص دخل ہے۔ صبر و صلوٰۃ اور وَاسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ (۴۵:۲) یہاں بھی صلوٰۃ کے بعد صبر کا حکم دیا۔ مطلب یہ ہے کہ تمام فرائض و احکام الٰہیہ کی بجا آوری میں کسی قسم کی کوتاہی نہ ہو۔ حسب فرمان حضرت مرسل رسولوں کی جگہ کی یہ جو ضائع نہیں ہوگی۔ بلکہ اجر و ثواب علماء سے (تفسیر عثمانی)

بعض مفسرین نے کہا کہ صبر سے یہ مراد ہے کہ مجاہدہ و نفس کشی بیش ہو۔ لہٰذا فرمایا کہ آپ کفار کی باتوں پر صبر کیجئے۔ اس آیت میں عام سخت حالات پر صبر کا اور نیکی پر دوام کا حکم ہے۔ اور صبر کرنے والوں کا ثواب مقرر ہے۔ (تفسیر مظہری)

فَلَوْلَا كَانَ مِنَ الْقُرُونِ مِنْ قَبْلِكُمْ

سو کیوں نہ ہوئے ان جماعتوں میں جو تم سے پہلے تھیں

أُولُوا بَقِيَّةٍ يَنْهَوْنَ عَنِ الْفَسَادِ فِي الْأَرْضِ

ایسے لوگ جن میں اثر خیر رہا ہو کہ منع کرتے رہتے بگاڑ کرنے سے ملک میں

إِلَّا قَلِيلًا مِمَّنْ أَنْجَيْنَا مِنْهُمْ وَاتَّبَعَ الَّذِينَ

مگر تھوڑے کہ جن کو ہم نے بچا لیا ان میں سے اور چلے وہ لوگ جو

ظَلَمُوا مَا أُتْرِفُوا فِيهِ وَكَانُوا مُجْرِمِينَ ﴿۱۱۶﴾

ظالم تھے وہی راہ جس میں عیش پایا تھا اور تھے گنہگار

نیکی کا حکم کرنا اور برائی سے روکنا ضروری ہے:

یہ پچھلی امتوں کا حال سنا کر امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا گیا ہے کہ ان میں "امر بالمعروف" "نہی عن المنکر" کرنے والی ایک جماعت موجود رہنی چاہئے۔ گزشتہ قومیں اسی لئے تباہ ہوئیں کہ عام طور پر لوگ عیش و عشرت کے نشے میں چور ہو کر جرائم کا ارتکاب کرتے رہے اور … ایسے لوگ جن میں کچھ اثر خیر کا باقی تھا … سے منع کرتے … کفر و معاصی اور ظلم و طغیان سے … حالت … مگر تھوڑے … "امر بالمعروف" کی … منع کرنے والے عذاب سے محفوظ رہے باقی سب قوم تباہ ہو گئی۔ شاہ صاحب لکھتے ہیں "نیک لوگ غالب ہوتے تو قوم ہلاک نہ ہوتی۔ تھوڑے تھے وہ آپ بچ گئے"۔ حدیث صحیح میں ہے … ظالم کا ہاتھ پکڑ کر ظلم سے نہ روکا جائے … "امر بالمعروف" و "نہی عن المنکر" ترک کر دیں تو قریب ہے کہ حق تعالیٰ ایسا عام عذاب بھیجے جو کسی کو نہ چھوڑے۔ (فوائد عثمانی)

وَمَا كَانَ رَبُّكَ لِيُهْلِكَ الْقُرَى بِظُلْمٍ وَأَهْلُهَا

اور تیرا رب ہرگز ایسا نہیں کہ ہلاک کرے بستیوں کو زبردستی سے اور

مُصْلِحُونَ ﴿۱۱۷﴾

لوگ وہاں کے نیک ہوں

اللہ خواہ مخواہ ہلاک نہیں کرتے:

یعنی جس بستی کے لوگ … اصلاح کی طرف متوجہ ہوں … ظلم … تو خدا … کی یہ شان نہیں کہ خواہ مخواہ بستی کو پکڑ کر ہلاک کر دے۔ عذاب اسی وقت آتا ہے جب لوگ کفر و معصیت، ظلم و طغیان میں حد سے نکل جائیں۔ (فوائد عثمانی)

نیک لوگ:

طبرانی اور ابو الشیخ نے حضرت جریر بن عبد اللہ کی روایت سے بیان کیا ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (مصلحون کی) توضیح میں فرمایا باہم انصاف کرتے ہوں (تو اللہ ان کو ہلاک نہیں کرتا)

شرک کی وجہ سے ہلاک نہ کرنے کی وجہ

شرک کی وجہ سے ہلاک نہ کرنے کی وجہ یہ ہے کہ اللہ جل شانہ … اپنے حقوق … اور بندوں کے حقوق … (کہ بندوں کے حقوق … اللہ کی حق تلفی ہوتی ہو) تو انہوں نے حقوق العباد کی ادائیگی کو ترجیح قرار دیا ہے۔ ایک مشہور مقولہ ہے کہ حکومت شرک کے ساتھ تو باقی رہ سکتی ہے ظلم کے ساتھ باقی نہیں رہ سکتی۔ (مظہری)

گزشتہ چند آیات کا خلاصہ

تیسری اور چوتھی آیتوں میں پچھلی اقوام پر عذاب الٰہی نازل ہونے کی وجہ اور لوگوں کو اس سے بچنے کی ہدایت اس طرح دی گئی ہے کہ فرمایا

"ان پچھلی قوموں میں ایسا کیوں نہ ہوا کہ ان میں … سمجھدار نیک لوگ ہوتے جو اپنی قوم کو فساد کرنے سے باز رکھتے، بجز تھوڑے سے لوگوں کے جنہوں نے انبیاء علیہم السلام کا اتباع کیا، وہ عذاب سے محفوظ رہے اور باقی پوری قوم دنیا کی لذتوں میں پھنس کر جرائم پیشہ بن گئی۔"

اس آیت میں … سمجھدار لوگوں کو "اولو بقیہ" سے تعبیر کیا ہے … لفظ بقیہ … چیز کے لئے بولا جاتا ہے … انسان کی عادت ہے کہ جو چیز سب سے زیادہ عزیز و محبوب ہوتی ہے … بچا کے محفوظ رکھتا ہے … اہتمام کرتا ہے … ضرورت … ساری چیزیں … اس لئے عقل و بصیرت کو "بقیہ" کہا گیا ہے کہ وہ سب سے … ہے۔

چوتھی آیت میں فرمایا کہ آپ کا رب شہروں اور بستیوں کو ظلم سے ہلاک نہیں کرتا جبکہ ان کے رہنے والے … اصلاح … ہوں۔ مطلب یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کے یہاں … کوئی امکان نہیں … ہلاک کیا جائے … حق … ہیں۔ اور بعض حضرات نے فرمایا کہ اس آیت میں ظلم سے مراد شرک ہے اور مصلحون سے مراد وہ لوگ ہیں کہ باوجود مشرک ہونے کے معاملات اور اخلاق اچھے رکھتے ہیں، کسی کو نقصان و ایذا نہیں پہنچاتے … تو مطلب آیت کا یہ ہے کہ دنیا کا عذاب … قوم

پھل کھانے سے مشرک ہونے کی وجہ سے کبھی آپ کا تعاقب کیا گیا، اول رااطلاق میں بھی اپنے قوم پر قوت کی سختی سے دشمن کی تھی۔ پھلا ہے کبھی کبھی قوموں پر عذاب آئے ان کے عقائد فاسد الاعمال یہ ان کا سبب بنے قوم نوح علیہ السلام نے طویل عمر کی سرکشی کرکے فساد پھیلایا، قوم لوط علیہ السلام نے بدترین قسم کی بدکاری کی، قوم موسیٰ وعیسیٰ علیہما السلام نے پیغمبروں پر ظلم ڈھائے قرآن کریم نے دیا ہے ان پر عذاب آنے کا سبب ان کی اعمال وافعال کو قرار دیا ہے کفر وشرک کی وجہ سے دنیا میں عذاب نہیں آتا اس کی سزا تو جہنم کی دائمی آگ ہے، اسی لئے بعض علماء نے فرمایا کہ ملک وسلطنت کفر وشرک کے ساتھ تو چل سکتے ہیں مگر ظلم وجور کے ساتھ نہیں چل سکتے۔

کون سا اختلاف برا ہے:

پانچویں آیت میں جو ارشاد فرمایا کہ اگر اللہ چاہتا تو سب انسانوں کو ایک ہی امت وملت بنا دیتا، مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ چاہتے تو تمام انسانوں کو زبردستی قبول اسلام پر مجبور کر ڈالتے، سب کے سب مسلمان ہی ہو جاتے ان میں کوئی اختلاف نہ رہتا مگر تقاضائے حکمت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کسی کو کسی عمل پر مجبور نہیں کرتے بلکہ اس نے انسان کو ایک قسم کا اختیار سپرد کر دیا ہے اس کے ماتحت وہ اچھا یا برا جو چاہے عمل کر سکتا ہے اور انسان کی طبائع مختلف ہیں اس لئے راہیں مختلف ہوتی ہیں اور عمل مختلف ہوتے ہیں، اسی کا نتیجہ یہ ہے کہ لوگ ہمیشہ دین حق سے اختلاف کرتے ہی رہیں گے بجز ان لوگوں کے جن پر اللہ تعالیٰ نے رحمت فرمائی یعنی انبیاء علیہم السلام کا اتباع کرنے والے۔

اس سے معلوم ہوا کہ اختلاف سے مراد اس جگہ دین حق اور تعلیم انبیاء کی مخالفت ہے، اجتہادی اختلاف جو ائمہ دین اور فقہا میں اسلام میں ہونا اور یہ سب اور عہد صحابہؓ سے ہوتا آیا ہے، وہ اس میں داخل نہیں، نہ وہ رحمت الٰہی کے خلاف ہے بلکہ مقتضائے حکمت ورحمت ہے، جن حضرات نے ائمہ مجتہدین کے اختلاف کو اس آیت کی رو سے مذموم اور خلاف رحمت قرار دیا ہے، یہ خود سیاق آیت کے بھی خلاف ہے اور صحابہ وتابعین کے تعامل کے بھی۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔ (معارف القرآن مفتی اعظم)

وَلَوْ شَآءَ رَبُّكَ لَجَعَلَ النَّاسَ اُمَّةً

اور اگر چاہتا تیرا رب کر ڈالتا لوگوں کو ایک

وَّاحِدَةً وَّلَا يَزَالُوْنَ مُخْتَلِفِيْنَ ۙ اِلَّا

رستہ پر اور ہمیشہ رہتے ہیں اختلاف میں مگر جن پر رحم

مَنْ رَّحِمَ رَبُّكَ

کیا تیرے رب نے

تکوینی حکمت:

یعنی جیسا کہ دوسری جگہ لکھا جا چکا ہے اللہ تعالیٰ کی حکمت تکوینی اس امر کو مقتضی نہیں ہوئی کہ ساری دنیا کو ایک ہی راستہ پر ڈال دے، اس لئے حق کے قبول کرنے نہ کرنے میں ہمیشہ اختلاف رہا ہے اور رہے گا، تکوینی الحقیقت اختلاف وہ کھوٹ ڈالنے والے وہ لوگ ہیں جو مشورہ صاف اور صریح فطرت کے خلاف حق کو ٹکراتے ہیں۔ اگر فطرت سلیمہ سے موافقت ہوتی سب چاہے تو کوئی اختلاف نہ ہوتا۔ اسی لئے **اِلَّا مَنْ رَّحِمَ رَبُّكَ** سے متنبہ فرمایا کہ جن پر خدا نے ایک تو فطرت اور ہدایت کی ہو، ہم کیا وہ اختلاف کرنے والوں سے مستثنیٰ ہیں۔ (تفسیر عثمانی)

اللہ کی مشیت اور حکم:

اس سے معلوم ہو رہا ہے کہ اللہ کی مشیت الگ چیز ہے اور حکم جدا ہے۔ مشیت وکتابت اور دونوں ایک نہیں ہیں۔ اللہ نے ہر شخص کو اسلام لانے کا امر فرمایا ہے لیکن اگر وہ چاہتا تو اپنی مشیت کے مطابق ضرور ہو جاتا۔

سیدھا راستہ:

حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا ہمارے سامنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک سیدھی لکیر کھینچی اور فرمایا یہ اللہ کا راستہ ہے پھر دائیں بائیں کچھ خطوط (ترچھے) کھینچے اور فرمایا کہ مختلف راستے ہیں جن میں سے ہر راستہ پر شیطان بیٹھا اپنی طرف بلا رہا ہے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (یہ آیت) تلاوت فرمائی۔

وَاَنَّ هٰذَا صِرَاطِيْ مُسْتَقِيْمًا فَاتَّبِعُوْهُ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ

رواہ احمد والدارمی۔ (تفسیر مظہری)

وَلِذٰلِكَ خَلَقَهُمْ ۭ وَتَمَّتْ كَلِمَةُ رَبِّكَ

اور اسی واسطے ان کو پیدا کیا ہے اور پوری ہوئی

لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ

بات تیرے رب کی کہ البتہ بھر دوں گا دوزخ جنوں سے

اَجْمَعِيْنَ

اور آدمیوں سے اکٹھے

دنیا کو پیدا کرنے کی غرض:

یعنی دنیا کی آفرینش سے غرض یہی ہے کہ حق تعالیٰ کی ہر قسم کی صفات [illegible] کا ظہور ہو، اس لئے مقتضائے حکمت ہوا کہ [illegible] ایک جماعت اپنے مالک کی وفاداری اور اطاعت سے لطف و رحمت [illegible] وغیرہ کا مظہر بنے، جو إِلَّا مَنْ رَحِمَ رَبُّكَ کی مصداق ہے، اور دوسری جماعت اپنی بغاوت و غداری سے اس کی صفت عدل و انتقام کا مظہر بن کر [illegible] جس پر یہ بات پوری ہو "لَأَمْلَأَنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ" بہرحال آفرینش عالم کا غرض مقصود عبادت ہے، وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ (الذاریات۔ رکوع ۳) اور تکوینی غرض یہ ہے کہ [illegible] اپنے کسب و اختیار سے [illegible] کرنے والے دو گروہ ایسے موجود ہوں جو حق تعالیٰ کی صفات جمالیہ و جلالیہ [illegible] کے مظہر بن سکیں۔

[illegible]

[illegible]

(تفسیر عثمانی)

جنت و دوزخ کی گفتگو: صحیحین میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جنت و دوزخ میں گفتگو ہوئی۔ جنت نے کہا مجھ میں تو صرف ضعیف اور گرے پڑے لوگ ہی داخل ہوتے ہیں۔ دوزخ نے کہا مجھ میں تکبر اور تجبر کرنے والوں کے ساتھ خصوصیت کی گئی ہے، اللہ تعالیٰ عزوجل نے جنت سے فرمایا تو میری رحمت ہے جسے چاہوں تجھ سے نوازوں گا اور جہنم سے فرمایا تو میرا عذاب ہے جس سے میں جن سے چاہوں انتقام لوں گا۔ تم دونوں پر ہو جاؤ گی۔ جنت میں تو برابر زیادتی رہے گی یہاں تک کہ اس کے لئے اللہ تعالیٰ ایک نئی مخلوق پیدا کرے گا اور اسے اس میں بسائے گا اور جہنم بھی برابر زیادتی طلب کرتی رہے گی یہاں تک کہ اس پر اللہ رب العزت اپنا قدم رکھ دے گا۔ تب وہ کہے گی تیری عزت کی قسم اب بس ہے بس ہے۔ (تفسیر ابن کثیر)

وَكُلًّا نَّقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ أَنبَاءِ الرُّسُلِ

اور سب چیز بیان کرتے ہیں ہم تیرے پاس رسولوں کے

مَا نُثَبِّتُ بِهِ فُؤَادَكَ ۚ وَجَاءَكَ فِي هَٰذِهِ

احوال سے جس سے تسلی دیں تیرے دل کو اور آئی تیرے پاس اس

الْحَقُّ وَمَوْعِظَةٌ وَذِكْرَىٰ لِلْمُؤْمِنِينَ ﴿۱۲۰﴾

سورت میں تحقیق بات اور نصیحت اور یادداشت ایمان والوں کو

بعض واقعات بیان کرنے کی حکمت:

[illegible] قصص مذکور ہوئے تھے۔ سب آخر سورت میں [illegible] بعض حکمتوں پر تنبیہ فرماتے ہیں [illegible] پیغمبر علیہ السلام کا قلب [illegible] ان سے تسلی پاتا ہے [illegible] تحقیقی علوم ہوتی ہیں [illegible] نصیحت و تذکیر کا سامان ہے۔ [illegible] جب [illegible] لوگ [illegible] قرآن کریم میں قصص کا حصہ [illegible] ایمان والوں کے لئے [illegible] آدمیت [illegible] اور خوف خدا [illegible] دل میں [illegible] باقی قصص [illegible] دوسرے مضامین کی تکرار جو قرآن کریم میں پائی جاتی ہے [illegible] ہم نے "متشابہات" کے ابتدائی رکوع میں ایک مستقل مضمون [illegible] تفسیر حقانی [illegible]

وَقُلْ لِّلَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ اعْمَلُوا عَلَىٰ

اور کہدے ان کو جو ایمان نہیں لاتے کام کئے جاؤ

مَكَانَتِكُمْ إِنَّا عَامِلُونَ ﴿۱۲۱﴾ وَانتَظِرُوا إِنَّا

اپنی جگہ پر ہم بھی کام کرتے ہیں اور انتظار کرو

مُنتَظِرُونَ ﴿۱۲۲﴾

ہم بھی منتظر ہیں

حق و باطل کا فیصلہ ہو جانے کا صبر کرو:

اس مضمون کی آیات پہلے کئی جگہ گذر چکی ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ [illegible] میری بات نہیں مانتے تو جو جی چاہے کرو، میں اپنے مقام پر مستقیم ہوں۔ تم بھی میرے لئے [illegible] کا انتظار کرتے رہو، میں بھی تمہارے انجام کا منتظر ہوں [illegible] کس پر [illegible] "يَتَرَبَّصُ بِكُمُ الدَّوَائِرَ ۚ عَلَيْهِمْ دَائِرَةُ السَّوْءِ"

وَلِلَّهِ غَيْبُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَإِلَيْهِ

اور اللہ کے پاس ہے چھپی بات آسمانوں کی اور زمین کی اور اسی کی

يُرْجَعُ الْأَمْرُ كُلُّهُ فَاعْبُدْهُ وَتَوَكَّلْ عَلَيْهِ ۚ

[illegible]

وَمَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُونَ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

سورۂ یوسف

[illegible]

معارف و مسائل

سورۃ کا تعارف

[illegible]

[illegible]

[illegible]

ان فہم والوں کے لئے خاص ہدایت ہیں کہ بیان میں [illegible] اختصار ہوتا ہے۔ جس سے بہت سی باتیں نکل جاتی ہیں۔

اور بنا کا طول ہونا چاہیے کہ ان کو پڑھنا اور وقت منتقل ہو جائے جیسے کہ اس قصے کو قرآنی بیان سے واضح ہوتا ہے۔ (معارف مفتی اعظم)

سُوْرَةُ يُوْسُفَ مَكِّيَّةٌ [illegible]
سورۂ یوسف مکہ میں نازل ہوئی اس میں ایک سو گیارہ آیتیں اور بارہ رکوع ہیں
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے
الٓرٰ ۚ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ﴿۱﴾
یہ آیتیں ہیں واضح کتاب کی

محاسن احکام:

جس کا مضمون واضح ہے اور جس احکام و شرائع یا سوالات [illegible] نصائح پر وہ مشتمل ہے نہایت روشن اور صاف ہیں۔ (تفسیر عثمانی)

اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ قُرْءٰنًا عَرَبِيًّا لَّعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿۲﴾
ہم نے اس کو اتارا ہے قرآن عربی زبان کا تاکہ تم سمجھو

عربی قرآن:

یعنی عربی زبان میں جو تمام زبانوں میں زیادہ فصیح و وسیع اور منضبط و پر شوکت زبان ہے نزول قرآن کے لئے تجویز کی گئی۔ جب خود پیغمبر عربی ہیں تو ظاہر ہے کہ [illegible] اس کے اولین مخاطب عرب ہوں گے۔ پھر عرب کے ذریعہ سے چاروں طرف یہ روشنی پھیلے گی۔ اسی کی طرف لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ میں اشارہ فرمایا کہ تمہاری زبان میں اتارنے کی ایک وجہ یہ ہے کہ تم جو پیغمبر علیہ السلام کی قوم ہو اس کے مضامین و معارف کو خوب سمجھ کر دوسروں کو سمجھاؤ۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ ابن کثیر لکھتے ہیں "انزل اشرف الکتب باشرف اللغات علی اشرف الرسل بسفارة اشرف الملائکة وکان ذلک فی اشرف بقاع الارض وابتدئ انزاله فی اشرف شهور السنة وهو رمضان فکمل من کل الوجوه" (تفسیر عثمانی)

نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ اَحْسَنَ الْقَصَصِ
ہم بیان کرتے ہیں تیرے پاس بہت اچھا بیان

بِمَآ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ هٰذَا الْقُرْاٰنَ ۖ وَاِنْ كُنْتَ
اس واسطے کہ بھیجا ہم نے تیری طرف یہ قرآن اور تو تھا
مِنْ قَبْلِهٖ لَمِنَ الْغٰفِلِيْنَ ﴿۳﴾
اس سے پہلے البتہ بے خبروں میں

نہایت سبق آموز انداز بیان:

یعنی یہ ایک [illegible] قرآن [illegible] سورت میں [illegible] نازل ہوئی ہے۔ ہم ایک نہایت ایمان افروز [illegible] طرز میں [illegible] بیان کرتے ہیں۔ جس سے اب تک آپ کی قوم کی طرح آپ بھی بے خبر تھے گو یہ واقعہ کتب تاریخ اور بائبل میں پہلے سے مذکور تھا مگر محض ایک افسانہ کی صورت میں تھا۔ قرآن کریم نے اس کے ضروری اور مفید اجزاء کو ایک عجیب ترتیب اور بلیغ و موثر انداز میں بیان فرمایا۔ جس سے نہ صرف پہلے تذکرہ نویسوں کی غلطیوں پر متنبہ کیا بلکہ موقع بہ موقع نہایت ہی اعلیٰ تعلیم کی طرف رہنمائی کی اور قصے کے ضمن میں بہت سے عبرت و ہدایت کے ابواب مفتوح کر دیے [illegible] کہ قدرت کی تقدیر کو کوئی [illegible] نہیں [illegible] جب کسی پر فضل کرنا چاہے تو سارا جہاں [illegible] [illegible] اور [illegible] سے [illegible] صبر و استقامت [illegible] کامیابی کی کلید ہے، حسد و عداوت کا انجام ندامت و [illegible] کے سوا کچھ نہیں۔ عقل انسانی ایک شریف جوہر ہے جس کی بدولت آدمی بہت سی مشکلات پر غالب [illegible] زندگی کا [illegible] [illegible] اور [illegible] انسان کو دشمنوں اور حاسدوں کی نظر میں بھی معزز [illegible] اسی قسم کے بیشمار حقائق ہیں جن پر احسن القصص کے لقب نے متنبہ فرمایا ہے۔ مفسرین نے اس سورت کے شان نزول میں کئی روایتیں نقل کی ہیں۔ سب کا حاصل یہ ہے کہ یہود نے آزمانے کے لئے [illegible] سے امتحاناً سوال کیا کہ حضرت ابراہیم اور ان کی اولاد تو شام میں رہتی تھی، بنی اسرائیل مصر میں کیسے پہنچ گئے [illegible] مقابلہ [illegible] مسلمانوں [illegible] [illegible] [illegible] اس قصے کے ضمن میں [illegible] یوسف علیہ السلام کی طرح [illegible] آپ [illegible] [illegible] بہت [illegible] اور [illegible] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے [illegible] مکہ [illegible] [illegible] [illegible] تفصیل سے قرآن کریم میں بیان [illegible] [illegible] [illegible]

[illegible]

عجیب قصہ

[illegible]

جنت والے پوچھیں گے

[illegible]

بہترین قصہ اور بہترین بات

[illegible]

اب پچھلی کتابوں کے پڑھنے کی ضرورت نہیں رہی

[illegible]

[illegible]

جو تم پر اترنے والے نہیں تمہیں بہکا دیتی ہیں۔ یہ بھی ہے کہ حضرت عمرؓ کے
پاس ایک شخص آئے تھے جن سے سورۂ یوسف پڑھی ہے۔ کہا ان کو نے کہا آپ صلی
اللہ علیہ وسلم نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہونے کی شکایت پر رہ رہا شخص ان سے
ملی ہو۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر تشریف لائے۔ اس کے ایک راوی
عبدالرحمٰن بن اسحاق وہ بہت ضعیف کہتے ہیں۔ امام بخاری ان کی اس حدیث کو
صحیح نہیں لکھتے۔ میں کہتا ہوں اس کا ایک شاہد اور سند سے حافظ ابوبکر احمد بن
ابراہیم اسماعیلی لائے ہیں کہ حضرت فاروق کے زمانے میں آپ نے عبدالقیس کے
چند آدمی بلائے ان میں ایک شخص وہ تھے جو مشہور ہے ہمارا ان سے پوچھا کہ
تم عرب کے عبدالقیس ہو، اس نے کہا ہاں اپنے رشتہ دار کے ساتھ حضرت عمرؓ سے
روایات کریں گے کہ آپ نے جو ذات الحزم کی طرف کی گئی اور یا تھا
بس وہ لے گئے تھے وہاں سے مجھ کو بیٹھے رہے گئے۔ یہاں آپ نے کہا کہ
امیر المومنین! یہودیوں سے اہل علم اس نے سنتے ہیں کہ جس سے ہم مرد
ہو گئے ہیں مر جاتے ہیں۔ تم ہو وہ تم ان سے نہیں پوچھا کہ وہ
لیں تو آپ نے کہا شاید تم نے ان کی کچھ کتابیں لکھی ہیں۔ دو ماہ بھی اس
میں فیصلہ کی ... حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ... دیتے تھے تم
کتاب کے ایک یہودی ہیں۔ مجھے بہت پسند آئیں۔ کہا کہ تم نے
ان خواہشات کی وجہ سے وہ باتیں لکھ لی ہیں۔ میں نے دیکھا کہ حضور صلی
اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پڑھو تو پڑھی
تو میں دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے پر ناراضگی ہے۔ آپ نے
ان کا یہ حصہ ترک کر دیا۔ جو وہاں کی روایت میں ہیں نے کہا تھا تو دیکھا کہ
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تحت ناراضگی تھی۔ میری زبان سے بھی ایک حرف
بھی نہ نکلا اور مارے خوف کے میرا دل لرزنے لگا۔ میری یہ حالت دیکھ کر
اب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان تحریروں کو لے لیا اور ان کا ایک ایک حرف
مٹانا شروع کیا اور ساتھ ہی فرماتے جاتے تھے کہ دیکھو ان
کی تابعداری نہ کرنا یہ گمراہ ہیں اور لوگوں کو بھی
بہکاتے ہیں۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سب کو مٹا دیا اور ایک حرف
بھی باقی نہ رہا۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر تم بھی ان
کی تحریریں لکھتے ہوتے تو تمہیں ایسی سزا کرتا کہ دوسروں کے لیے عبرت
ہو جاتی۔ انہوں نے کہا اللہ کی قسم میں کبھی نہ لکھوں گا۔ وہ آئے
اور اپنی گھر جا کر انہوں نے اپنی وہ تحریریں ڈھونڈ کر مٹا دیں۔ اسی
طرح دوسری کی حضرت عمرؓ سے ... کی روایت بھی ہے۔ (تفسیر ابن کثیر)

إِذْ قَالَ يُوسُفُ لِأَبِيهِ يَا أَبَتِ إِنِّي رَأَيْتُ

جب کہ یوسف نے اپنے باپ سے کہا کہ ابا جی میں نے دیکھا

أَحَدَ عَشَرَ كَوْكَبًا وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ رَأَيْتُهُمْ

خواب میں گیارہ ستاروں کو اور سورج کو اور چاند کو میں نے دیکھا

لِي سَاجِدِينَ

کہ وہ سب مجھے سجدہ کر رہے ہیں

یوسف علیہ السلام کا خواب

گیارہ ستارے سے مراد یوسف علیہ السلام کے گیارہ بھائی ہیں اور سورج
چاند سے مراد آپ کے والد اور والدہ ہیں۔ یہ خواب لڑکپن میں دیکھا تھا۔ جب نے چالیس برس کے بعد
یہ پورا ہوا۔ (تفسیر ابن کثیر)

امام احمد اور بخاری نے حضرت ابن عمر کی روایت سے بیان کیا ہے کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کریم ابن کریم ابن کریم ابن کریم یوسف
بن یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم ہیں۔

خواب میں نظر آنے والے ستارے

سعید بن منصور نے سنن میں اور بزار اور ابو یعلیٰ نے اپنی اپنی مسندوں میں
اور ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، ابو الشیخ، ابن مردویہ نے اپنی اپنی تفسیروں
میں اور عقیلی اور ابن حبان نے ضعفاء میں اور حاکم نے مستدرک میں اور ابو نعیم
اور بیہقی نے دلائل النبوۃ میں حضرت جابر کی روایت سے بیان کیا ہے اور حاکم
نے اس کو شرط مسلم پر صحیح بھی قرار دیا ہے کہ ایک یہودی نے خدمت گرامی
میں حاضر ہو کر عرض کیا (سہیلی نے اس یہودی کا نام بستان لکھا ہے) محمد صلی
اللہ علیہ وسلم ان ستاروں کے متعلق وضاحت کریں جو یوسف علیہ السلام نے
(خواب میں) دیکھے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم خاموش رہے اور جبرئیل
نے نازل ہو کر آپ کو بتا دیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں
تجھے بتا دوں تو مسلمان ہو جائے گا۔ یہودی نے جواب دیا ہاں، آپ نے فرمایا (گیارہ
ستارے) جریان، الطارق، الذیال، ذو الکتفین، قابس، وثاب، عمودان، الفیلق، المصبح،
الضروح، الفرغ، ضیاء اور نور آسمان میں تھے۔ ان کو اور سورج اور چاند کو یوسف
نے دیکھا تھا کہ وہ سجدہ کر رہے ہیں۔ یہ سن کر یہودی نے کہا
بیشک خدا کی قسم ان ستاروں کے یہی نام تھے۔ (روح المعانی)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت یوسف علیہ السلام میں مشابہت

(رب) گزشتہ صورت میں مذکور ہو چکی ہے کہ یہ قصہ بطور تمثیل بیان فرمایا گیا ہے
جیسے حضور نے اپنے اہل و اصحاب کے قصے بیان کیے اسی طرح سورۂ یوسف میں بھی
یوسف علیہ السلام کا قصہ تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔ پہلے آنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم کے حال سے بہت مشابہت حضرت یوسف علیہ السلام کے حال کی ہے۔

کی بہت [illegible] کی دعا سے ساتھ ہے جیسا کہ [illegible] رضی اللہ عنہ [illegible]

روایت میں ہے اول علامت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت [illegible]

الرؤیا الصالحۃ فکان لا یری رؤیا الا جاءت مثل فلق الصبح۔

یہی جیسا کہ یوسف علیہ السلام کی نبوت کا آغاز رؤیا [illegible] سے ہوا

إِنِّي رَأَيْتُ أَحَدَ عَشَرَ كَوْكَبًا وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ رَأَيْتُهُمْ لِي سَاجِدِينَ

اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا آغاز رؤیائے صادقہ سے ہوا [illegible]

(معارف [illegible])

قَالَ يَا بُنَيَّ لَا تَقْصُصْ رُؤْيَاكَ عَلَىٰ إِخْوَتِكَ

کہا اے بیٹے مت بیان کرنا خواب اپنا اپنے بھائیوں کے آگے

فَيَكِيدُوا لَكَ كَيْدًا ۖ إِنَّ الشَّيْطَانَ لِلْإِنسَانِ

پھر وہ بنائیں گے تیرے واسطے کچھ فریب البتہ شیطان ہے انسان کا

عَدُوٌّ مُّبِينٌ

صریح دشمن

خواب کی تعبیر باپ کی نصیحت

[illegible] ہر وقت انسان کی گھات میں لگا ہے [illegible] کر کے بھائیوں کو [illegible] خلاف [illegible] کیونکہ خواب کی تعبیر بہت [illegible] یوسف جیسا [illegible] بھائیوں [illegible] خاندان [illegible] میں سے تھے [illegible] خواب کا [illegible] گیارہ بھائی [illegible] وقت یوسف علیہ السلام کی [illegible] صورت میں [illegible] کی طرف اشارہ [illegible] حضرت یعقوب علیہ السلام [illegible] بشارت [illegible] یوسف کے [illegible] کے علاوہ [illegible] خواب سن پائے تو شیطان [illegible] حسد [illegible] یوسف [illegible] اپنا خواب بھائیوں [illegible] [illegible] سے بھائی کا [illegible] کی طرح [illegible] ہو گے

(تنبیہ) [illegible] اور [illegible] کہ تعبیر [illegible] [illegible] (تفسیر [illegible])

حضرت یوسف کا یہ خواب [illegible] یعقوب علیہ السلام نے تاکید [illegible] بھائیوں [illegible] اس خواب کی تعبیر [illegible] بھائی [illegible] [illegible] تعبیر [illegible] ہو جائے [illegible] خواب [illegible]

مسند احمد [illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] میں خواب کی تعبیر [illegible] [illegible] بیان [illegible]

[illegible]

خواب کیوں اور کیسے آتے ہیں

[illegible]

[illegible]

خواب کی قسمیں

[illegible]

صوفیوں کی تحقیق

[illegible]

خواب کیا ہیں

[illegible]

مومن کا خواب

[illegible]

بیان کیا ہے کہ نیک مسلمان کا خواب نبوت کے ستر اجزاء میں سے ایک جزء ہے۔ ترمذی نے حضرت [illegible] کی روایت سے بیان کیا کہ مومن کا خواب نبوت کے چالیس اجزاء میں سے ایک جزء ہے۔ طبرانی نے حضرت [illegible] عبدالمطلب کی روایت سے حدیث کے یہ الفاظ نقل کیے ہیں [illegible] کا خواب اللہ کی طرف سے بشارت اور نبوت کے پچاس اجزاء میں سے ایک جزء ہے۔ ابن النجار کی روایت میں حضرت ابن عمر کی (بیان کردہ) حدیث میں نبوت کے چھیالیس اجزاء میں سے ایک جزء فرمایا ہے۔

ترمذی نے بسند صحیح حضرت ابو رزین کی روایت سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مومن کا خواب نبوت کے چالیس اجزاء میں سے ایک جزء ہے اور خواب جب تک بیان نہ کیا جائے پرندہ کے پاؤں پر (معلق) رہتا ہے جب بیان کر دیا جاتا ہے تو [illegible] سوائے دوست [illegible] یا حبیب کے کسی سے خواب بیان نہ کرو۔ بعض روایات میں حبیب کی جگہ صاحب کا لفظ آیا ہے۔

اچھا اور برا خواب:

مسلم نے حضرت ابو قتادہ کی روایت سے لکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اچھا خواب اللہ کی طرف سے ہوتا ہے اور برا خواب شیطان کی طرف سے۔ جو شخص برا خواب دیکھے تو بائیں طرف تین بار تھوک دے اور شیطان سے اللہ کی پناہ کا خواستگار ہو اور کسی سے بیان نہ کرے خواب سے اس کو ضرر نہیں پہنچے گا اور اگر اچھا خواب دیکھے تو خوش ہو اور سوائے اس کے جس سے محبت ہو اور کسی سے بیان نہ کرے۔

بخاری و مسلم نے صحیحین میں اور ابوداؤد نے سنن میں اور ترمذی نے جامع میں حدیث ان الفاظ کے ساتھ نقل کی ہے اچھا خواب اللہ کی طرف سے ہے اور برا خواب شیطان کی طرف سے اگر کوئی شخص کوئی برا خواب دیکھے تو بیدار ہونے کے بعد بائیں طرف تین بار تھتکارے اور اس کے شر سے اللہ کی پناہ مانگے خواب سے اس کو ضرر نہ ہوگا۔

بات یہ ہے کہ خواب اگر شیطان کی طرف سے ہو تو [illegible] ہو جاتا ہے اور اگر [illegible] کی طرف سے ہو تو [illegible] صورت [illegible] معلق رہتی ہے [illegible] کوشش کرنی چاہئے [illegible] ہونے کا احتمال ہو [illegible] تو [illegible] اللہ کی پناہ مانگنی چاہئے [illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے [illegible] خواب کو بیان نہ کرنے اور [illegible] نماز پڑھنے کی ہدایت فرمائی ہے [illegible] کی تعبیر سے خواہ تو رنج ہوگا اس لئے مناسب یہی ہے کہ

خود مراد [illegible] رجوع کرے اور اللہ سے [illegible]۔

برا خواب بیان نہ کرنے کی حیثیت:

بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت [illegible] کی روایت سے [illegible] حضرت [illegible] کی روایت سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (معلق) [illegible] خواب [illegible] [illegible] کی مخالفت [illegible] (یعنی [illegible]) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] (سے پہلے) کے متعلق فرمایا تھا کہ [illegible] خواب [illegible] تعبیر [illegible] [illegible] اور مصیبت سے [illegible] بھی مصیبت ہے۔ آیت وَإِذْ غَرَّتْهُمْ لَفْتَنَةٌ [illegible] کی تفسیر میں یہ حدیث ذکر کی ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں اپنے منبر پر [illegible] دیکھا [illegible] آپ نے یہ خواب بیان [illegible] اللہ کی تفسیر میں ہم نے یہ حدیث ذکر کی ہے۔

جس روز امام حسین کو شہید کیا گیا اسی روز حضرت ابن عباس نے آپ کو شہید ہوتے خواب میں دیکھ لیا اور آپ نے یہ خواب بیان کر دیا [illegible] انا للہ وانا الیہ راجعون کثرت سے پڑھا۔

خواب بیان نہ کرنے کی حکمت

میں کہتا ہوں سب سے خواب کو بیان کرنے کی ممانعت [illegible] کی وجہ سے ہے کہ [illegible] خوش نہ ہوں۔ اور اچھے خواب [illegible] یا حبیب کے [illegible] بیان کرنے کی ممانعت کی یہ وجہ ہے کہ [illegible] کر کے [illegible] حسد کرنے لگیں [illegible] حضرت یعقوب [illegible] کو بھائیوں کے سامنے خواب بیان کرنے سے منع [illegible] فرمایا [illegible]۔

مومن کا خواب نبوت کا حصہ کیوں ہے:

[illegible] کی [illegible] صفات اور کمال ایمان کے [illegible] مسلمان کا خواب نبوت کا [illegible] جز [illegible] کہ کوئی [illegible] پچاس جز [illegible] مسلمان کا خواب نبوت کا حصہ [illegible]

مقصد یہ [illegible] کہ [illegible] کو حاصل [illegible] کی قوت [illegible] خلاف [illegible] کا ایک جز [illegible] آیا۔

قادیانی دجال کے ایک مغالطہ کی تردید:

جہاں [illegible] کو ایک عجیب مغالطہ یہ [illegible] نبوت [illegible]

[illegible]

سچے خواب سب قسم کی صورت [illegible] نبوت کا [illegible] حصہ [illegible]

صحیح بخاری کی ایک حدیث میں ہے [illegible] لم یبق من النبوۃ الا المبشرات [illegible]

[illegible]

کسی کافر فاسق آدمی کا خواب بھی سچا ہو سکتا ہے

[illegible] قرآن میں حضرت یوسف علیہ السلام [illegible]

[illegible]

خواب کی حیثیت:

[illegible]

خواب ہر شخص سے بیان کرنا درست نہیں

مسئلہ: [illegible]

[illegible]

تین طرح کا خواب:

[illegible]

مسئلہ: [illegible]

ہے کہ یہ مخالفت کسی شفقت و ہمدردی کی بنا پر ہے بغرض حسد نہیں، اس لئے اگر آپ نے جان بوجھ کر کوئی گناہ نہیں، کیونکہ وہ بعد میں جگہ دی ہے ۔ حضرت جابر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میری زرہ کی حفاظت کرنے والی ہوں، اور میں نے ایک گائے کو ذبح ہوتے دیکھا ہے جس کی تعبیر حضرت حمزہ کی شہادت اور بہت سے مسلمانوں کی شہادت تھی، وہ بڑا حادثہ ہے مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس خواب کو سب سے پہلے بیان فرما دیا تھا۔ (قرطبی)

مسئلہ: اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مسلمان کو دوسرے کے شر سے بچانے کے لئے دوسرے کی کسی بری خصلت یا نیت کا اظہار کر دیا جائے، یہ غیبت میں داخل نہیں، مثلاً کسی شخص کو معلوم ہو جائے کہ فلاں آدمی کسی دوسرے آدمی کے گھر میں چوری کرنے یا اس کو قتل کرنے کا منصوبہ بنا رہا ہے تو اس کو چاہیے کہ اس شخص کو باخبر کر دے، یہ غیبت حرام میں داخل نہیں، جیسا کہ یعقوب علیہ السلام نے یوسف علیہ السلام سے یہ واضح کر دیا کہ بھائیوں سے تمہاری جان کو خطرہ ہے۔

مسئلہ: اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جس شخص سے کسی نعمت پر حسد کا خطرہ ہو تو اس کو اپنی دولت اور راحت کا ذکر نہ کرے، تاکہ اس کو حسد ہو کر نقصان پہنچانے کی فکر نہ ہو، اور اسی لئے اپنے نعمتوں کو چھپانا ہے، جیسا کہ حدیث میں ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ

"اپنے مقاصد کو کامیاب بنانے کیلئے ان کو راز میں رکھ کر مدد حاصل کرو کیونکہ دنیا میں ہر صاحب نعمت سے حسد کیا جاتا ہے"

مسئلہ: تفسیر قرطبی میں ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ یوسف علیہ السلام کے اس خواب کی تعبیر چالیس سال بعد ظاہر ہوئی، اس سے معلوم ہوا کہ تعبیر کا فوراً ظاہر ہونا کوئی ضروری نہیں۔

یہودیوں کا سوال:

روایت ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ میں تشریف فرما تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خبر مدینہ طیبہ میں پہنچی تو یہاں کے یہودیوں نے اپنے چند آدمی اس کام کیلئے مکہ مکرمہ بھیجے کہ وہ جا کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آزمائش کریں۔ تو انہوں نے یہ سوال ایک مبہم انداز میں اس طرح کیا کہ اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سچے نبی ہیں تو یہ بتلایئے کہ وہ کون پیغمبر ہے جس کا ایک بیٹا ملک شام سے مصر لے جایا گیا اور باپ اس کے غم میں روتے روتے نابینا ہو گئے۔

یہ واقعہ یہودیوں نے اس لئے منتخب کیا تھا کہ نہ اس کی کوئی عام شہرت تھی، نہ مکہ میں کوئی اس واقعہ سے واقف تھا، اور اس وقت مکہ میں اہل کتاب میں سے بھی کوئی نہ تھا جس سے تورات و انجیل میں سے قصہ کا کوئی جز معلوم ہو سکتا، ان کے اس سوال پر ہی پوری سورۂ یوسف نازل ہوئی۔

سب بڑے بھائیوں نے بلاوجہ ان کے حق میں بدسلوکی شروع کی، حالانکہ ان کی قسمت میں اس کو کنواں میں ڈال کر جہاں سے جہاں پہنچایا، اور جس طرح ان کی حفاظت کی اور اپنے خاص بندوں کو اپنے احکام کی پابندی کا کس قدر کامل نمونہ بنا دیا، یہ سب بھائیوں کے ہاتھوں ہی ہوا، کیونکہ بھائیوں کی حسد و عداوت ہی اس کا سبب ہوا۔ حق تعالیٰ کی قدرت کے کرشمے ایک ایسے ہی بیان ہوئے ہیں جو مختلف اس پر ظاہر ہوتے ہیں۔

بنی اسرائیل کی بنیاد:

اس واقعہ میں یوسف علیہ السلام کے بارہ بھائی تھے جن کا ذکر ہے، حضرت یعقوب علیہ السلام کے یوسف علیہ السلام سمیت بارہ بیٹے تھے، ان میں سے ہر ایک صاحب اولاد ہوا سب کے خاندان پھیلے، چونکہ یعقوب علیہ السلام کا لقب اسرائیل تھا، اس لئے یہ سب بارہ خاندان بنی اسرائیل کہلائے۔

حضرت یعقوب علیہ السلام کا خطرہ:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے ایک روایت میں منقول ہے کہ یعقوب علیہ السلام کو اس خواب کی بنا پر یوسف کے بھائیوں سے خطرہ تھا کہ بھائیوں کو اپنے بھائی کی بعثت کا علم ہوگا تو حسد کریں گے۔ (قرطبی)

حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنی پیغمبرانہ فراست سے اندازہ کر لیا تھا، اس بات کو کھول کر کہے کہ خطرہ خود تمہاری بات سے ہے، بلکہ اس کے بجائے یہ فرمایا کہ شیطان تمہارے باپ کے بیٹوں کے بہکانے کا خطرہ ہے، تو کچھ بھائیوں کی طرف سے ہو جائے گی، اس وقت تیرا زبان کے کہنے سے کیا بات کہی جائے گی، اس لئے اس بات کو کسی سے بیان نہ کرنا، تاکہ اس کو کوئی تکلیف نہ پہنچے، مگر بھائیوں نے باپ کی نصیحت سے بے پرواہ ہو کر ان کی محبت کی دوسری صورت کی طرف تدبیر کر ڈالی، یہاں تک کہ بھائیوں نے حسد کی آگ میں یوسف علیہ السلام کو اپنے سے جدا کرنے کی ٹھان لی، اور باپ کی محبت سب بیکار رہی، تب حضرت یعقوب علیہ السلام بھی ان کو رخصت کرنے پر مجبور ہو گئے۔

بھائیوں کی سخت دلی:

قرطبی نے بعض روایات کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ جب یوسف حضرت یعقوب علیہ السلام کی نظروں سے اوجھل ہو گئے تو یہ واقعہ یوسف علیہ السلام سے بھائیوں کے دل کے سخت ہو گئے، بھائیوں نے ان کو پیٹنا شروع کر دیا، یوسف علیہ السلام چیخ چیخ کر پکارتے رہے مگر کسی نے ان کے ساتھ رحم نہ کیا، جب وہ ایک بھائی کے پاس جاتے تو وہ دوسرے کی طرف بھگا دیتا، بالآخر سب نے یہ طے کیا کہ ان کو کنویں میں ڈال دیا جائے، جب وہ کنویں میں ڈالے جانے لگے تو انہوں نے اپنے بھائیوں کو ان کی بے رحمی کا واسطہ دیا مگر کسی نے ان کی فریاد نہ سنی۔

ترجمہ: یہ خواب کی وجہ سے فرمایا کہ ان سے معلوم ہوا کہ بھائیوں کو کسی طرح حضرت یوسف علیہ السلام کا خواب معلوم ہو گیا تو وہ خواب ان کے حسد میں زیادتی کا سبب ہوا۔

یہودا کی رحمدلی

ترجمہ: یوسف علیہ السلام نے یہودا سے کہا کہ آپ جانتے ہیں آپ میری کمزوری اور صغر سنی اور اپنے والد ضعیف کے حال پر رحم کریں [illegible] آپ نے [illegible] جب تک میں زندہ ہوں یہ [illegible] تجھے کوئی تکلیف نہ پہنچا سکیں گے۔

یہودا کے دل میں اللہ تعالیٰ نے رحمت اور شفقت کی تحریک ڈالی کہ تو یہودا نے اپنے دوسرے بھائیوں کو خطاب کر کے کہا کہ کسی کا ناحق قتل بہت بڑا گناہ ہے اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور اس بچہ کو اس کے والد کے پاس پہنچا دو اور اس سے یہ عہد لے لو کہ والد سے تمہاری کوئی شکایت نہ کرے۔

یوسف علیہ السلام کے بھائی انبیاء نہیں تھے

بھائیوں نے جواب دیا کہ ہم جانتے ہیں تمہارا کیا مطلب ہے تم چاہتے ہو کہ باپ کے دل میں تمہارا رتبہ سب سے زیادہ ہو جائے سن لو اگر تم نے ہمارے ارادے میں مزاحمت کی تو ہم تمہیں بھی قتل کر دیں گے۔

یہ دلیل ہے اس بات کی کہ یوسف علیہ السلام کے یہ بھائی انبیاء نہیں تھے کیونکہ انہوں نے اس واقعہ میں بہت سے کبیرہ گناہوں کا ارتکاب کیا ایک بے گناہ کے قتل کا ارادہ، والد کی ایذا رسانی، معاہدہ کی خلاف ورزی، جھوٹی سازش وغیرہ انبیاء علیہم السلام سے قبل نبوت بھی جمہور کے نزدیک ایسے گناہ سرزد نہیں ہو سکتے۔ (معارف [illegible])

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دلیل

یہ واقعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت اور صداقت کی دلیل ہے کہ آپ وحی الٰہی سے ایسے صحیح واقعات بیان فرماتے ہیں جو آپ نے نہ دیکھے اور نہ کسی سے سنے اور نہ کہیں پڑھے اور بعض حضرات نے کہا ہے کہ اس قصہ کو احسن القصص اس لئے فرمایا کہ یہ قصہ ان آدمیوں کا ہے جو سب آدمیوں میں احسن اور اجمل تھے۔ اور بعض نے کہا ہے کہ احسن القصص کے معنی عجیب القصص کے ہیں یعنی یہ قصہ بہت عجیب ہے۔

اچھا خواب:

رؤیائے صالحہ یعنی درست خواب کہ وہ مہمل شیطانی اور نفسانی [illegible] نہ ہو [illegible] خواب [illegible] تعبیر ہوتا ہے

اور چونکہ یہ خواب بعد میں پیش آنے والے حالات و واقعات کی [illegible] کا خواب الہام ربانی ہوتا ہے اور خود حدیث [illegible] اور محدثین [illegible] فرماتے ہیں کہ [illegible] اس کا مطلب یہ ہے کہ جب انسان سوتا ہے اور اس کے حواس ظاہرہ معطل ہو جاتے ہیں نیند کی حالت میں [illegible] اور [illegible] اس کا کلام [illegible] کی حقیقت [illegible] سے [illegible] جس سے آئندہ واقعات کی طرف [illegible] تمثیل و تشبیہ [illegible] مقصود ہوتی ہے جیسے یوسف علیہ السلام [illegible] دکھلائے گئے [illegible] سے [illegible] کا [illegible]۔

یونانیوں کی نادانی

یونان کے فلاسفہ سے [illegible] کی صحت [illegible] جو شخص [illegible] ان کا [illegible] خواب [illegible] کی حالت میں [illegible] ظاہری حواس [illegible] خواب کی حقیقت [illegible] خواب کی کوئی حقیقت رکھتے ہیں [illegible] خواب ایک حقیقت [illegible] ربانی کا [illegible]

یعقوب علیہ السلام کا خواب:

یعقوب علیہ السلام نے خواب میں دیکھا کہ [illegible]

یوسف علیہ السلام پر حملہ کیا [illegible]

وَكَذَٰلِكَ يَجْتَبِيكَ رَبُّكَ

اور اسی طرح برگزیدہ کرے گا تجھ کو تیرا رب

نبوت کی بشارت:

یعنی جس طرح یہ اچھا خواب دکھلایا اسی طرح تم کو اللہ تعالیٰ اپنی بارگاہ قرب میں تجھ کو خصوصی مقام عطا کر دیا، چنانچہ نبوت عطا فرمائی اور [illegible] (تفسیر [illegible])

وَيُعَلِّمُكَ مِن تَأْوِيلِ الْأَحَادِيثِ

اور سکھلائے گا تجھ کو ٹھکانے پر لگانا باتوں کا

علم و حکمت کی تعلیم

مثلاً تعبیر رؤیا یعنی خواب کی [illegible] فراست سے [illegible] بات کے [illegible] اور [illegible] کے [illegible]

[illegible] تاویل الاحادیث کے [illegible]

وَيُتِمُّ نِعْمَتَهُ عَلَيْكَ وَعَلَىٰ آلِ يَعْقُوبَ

اور پورا کریگا اپنا انعام تجھ پر اور یعقوب کے گھر پر

اور بہت ساری نعمتیں دیں گی:

[illegible]

كَمَا أَتَمَّهَا عَلَىٰ أَبَوَيْكَ مِن قَبْلُ إِبْرَاهِيمَ

جیسا پورا کر چکا ہے تیرے دو باپ دادوں پر اس سے پہلے ابراہیم

وَإِسْحَاقَ

اور اسحاق پر

جیسا کہ باپ دادوں کو ملیں:

حضرت یعقوب [illegible] ... الکریم ابن الکریم ابن الکریم ابن الکریم یوسف بن یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم

([illegible]) حضرت یعقوب علیہ السلام نے [illegible]

إِنَّ رَبَّكَ عَلِيمٌ حَكِيمٌ

البتہ تیرا رب خبردار ہے حکمت والا

[illegible] (تفسیر [illegible])

علم اور حکمت

[illegible]

لَّقَدْ كَانَ فِي يُوسُفَ وَإِخْوَتِهِ آيَاتٌ

البتہ ہیں یوسف کے قصہ میں اور اس کے بھائیوں کے قصہ میں نشانیاں

لِّلسَّائِلِينَ

پوچھنے والوں کیلئے

ہدایت و عبرت کا سامان

[illegible]

علیہ وسلم کی برادری نے آپ کے متعلق ناپاک منصوبے باندھے اور کو چھپانے اور جد و جہد پر حملے کئے حتیٰ کہ وطن چھوڑنے پر مجبور کیا لیکن چند روز میں آخر کار غالب وطن سے تھے جو کر آپ کی کامیابی اور رفعت شان کا آفتاب چمکا۔ اور چند سال کے بعد فتح مکہ کا تاریخی دن آپہنچا، جبکہ آپ نے اپنی قوم اور اپنی بھائیوں کی گذشتہ تقصیرات پر بعینہ حضرت یوسف والے کلمات لا تثریب علیکم الیوم فرما کر قلم عفو کھینچ دیا۔ (تفسیر عثمانی)

یعقوب علیہ السلام کی اولاد:

حضرت یعقوب کے ماموں کی بیٹی لیا بنت لیان کے بطن سے آپ کے چھ بیٹے اور ایک بیٹی تھی۔ سب سے بڑا روبیل تھا دوسرا شمعون تیسرا لاوی چوتھا یہودا پانچواں ایساخر، چھٹا زبولون اور چار بیٹے زلفہ اور بلہہ دو لونڈیوں کے بطن سے تھے دان نفتالی جاد اشر۔ کہا جاتا ہے بغوی نے یہ بھی لکھا ہے کہ لیا کے مرنے کے بعد حضرت یعقوب نے اس کی بہن راحیل سے نکاح کر لیا تھا جس کے بطن سے دو بیٹے یوسف اور بنیامین پیدا ہوئے اس طرح کل بارہ بیٹے ہو گئے۔

بیضاوی میں لکھا ہے کہ شریعت اسرائیل میں ایک وقت میں دو بہنوں سے نکاح درست تھا حضرت یعقوب کے نکاح میں ایک ہی زمانے میں دو بہنیں (لیا اور راحیل) تھیں۔

سوال کرنے والے:

آیت للسائلین کی تشریح میں بغوی نے لکھا ہے کہ یہودیوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت یوسف کا قصہ دریافت کیا تھا۔

بعض علماء نے لکھا ہے کہ کنعان سے مصر کو اولاد یعقوب کے منتقل ہونے کی وجہ دریافت کی تھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جو قصہ بیان فرمایا تو یہودیوں نے اس بیان کو توریت کے بیان کے موافق پایا۔ بعض کے نزدیک سائلین سے مراد (صرف) یہودی ہی نہیں بلکہ جو بھی سوال کرے اس کیلئے اس قصہ میں توحید و نبوت کی نشانیاں ہیں۔ (تفسیر مظہری)

إِذْ قَالُوا لَيُوسُفُ وَأَخُوهُ أَحَبُّ إِلَىٰ أَبِينَا

جب کہنے لگے البتہ یوسف اور اس کا بھائی زیادہ پیارا ہے باپ کو ہم سے

وَنَحْنُ عُصْبَةٌ إِنَّ أَبَانَا لَفِي ضَلَالٍ

اور ہم قوت والے لوگ ہیں البتہ ہمارا باپ

مُّبِينٍ

صریح خطا پر ہے

بھائیوں کی ناگواری:

حضرت یعقوب علیہ السلام یوسف اور ان کے چھوٹے بھائی بنیامین سے بہت زیادہ محبت کرتے تھے کیونکہ یہ دونوں بیٹے علاتی بھائیوں سے چھوٹے تھے اور ان کی والدہ کا انتقال ہو چکا تھا اور خاص حضرت یوسف کی نسبت اپنے نور فراست یا الہام ربانی سے سمجھ چکے تھے کہ ان کا مستقبل نہایت درخشاں ہے اور نبوت کا خاندانی سلسلہ ان کی ذات سے وابستہ ہونے والا ہے۔ خود یوسف علیہ السلام کا حسن صورت و سیرت اور کمال ظاہری و باطنی جو بزرگوار کی محبت خصوصی کو اپنی طرف جذب کرتا تھا۔ دوسرے بھائیوں کو یہ چیز ناگوار تھی۔ وہ کہتے تھے کہ بڑے ہو کر ہم ہی کام آنے والے ہیں ہم ایک طاقتور جتھا ہیں جو باپ کی خدمت میں کام آ سکتا ہے ان چھوٹے بچوں سے کیا امید ہو سکتی ہے؟ انہی خیالات کے ماتحت اپنے والد بزرگوار کی محبت کو سمجھتے تھے کہ وہ اس معاملہ میں سخت غلطی اور صریح خطا پر ہیں۔ اپنے نفع نقصان کا صحیح موازنہ نہیں کرتے۔ (تفسیر عثمانی)

یوسفؑ سے زیادہ محبت کی وجہ:

فائدہ: یعقوب علیہ السلام کا یوسف علیہ السلام سے زیادہ محبت کرنا معاذ اللہ محض حسن ظاہری کی وجہ سے نہ تھا بلکہ حسن صورت کے ساتھ حسن سیرت اور جمال نبوت و صدیقیت اور نور علم و فراست اور نور معرفت بھی ان کے ساتھ شامل تھا اور ان محاسن و شمائل اور کمالات و فضائل میں کوئی بھائی ان کا شریک نہ تھا۔ یوسف علیہ السلام ان فضائل و شمائل میں سب پر فوقیت رکھتے تھے، یعقوب علیہ السلام نور نبوت اور چشم بصیرت سے ان باطنی محاسن کو بھی دیکھتے تھے اس لئے وہ ان کی نظر میں زیادہ محبوب تھے۔

نیز یوسف علیہ السلام حسن و جمال ظاہری میں جمال کے اس مرتبہ پر تھے کہ زنان مصر کی زبان سے بے ساختہ یہ نکلا۔ مَا هَٰذَا بَشَرًا إِنْ هَٰذَا إِلَّا مَلَكٌ كَرِيمٌ بلکہ یوسف علیہ السلام کا حسن و جمال اہل جنت کے حسن و جمال کی جنس سے تھا اور حور و غلمان کے حسن و جمال کی قسم سے تھا۔ غرض یہ کہ یوسف علیہ السلام کا حسن و جمال اخروی حسن و جمال کا نمونہ تھا اور از قسم جمال اخروی تھا۔ اس لئے یعقوب علیہ السلام ان کی طرف زیادہ مائل تھے کیونکہ یوسف علیہ السلام کا باطنی حسن و جمال یعنی علم و حکمت اور ان کی بے مثال عصمت و عفت اور زہد و تقویٰ یہ باطنی محاسن یعقوب علیہ السلام کے بیٹوں میں تھے اور دوسرے بھائی ان کی طرح ان کے محاسن سے متصف نہ تھے اور حسن سیرت اور حسن صورت دونوں سے آراستہ تھے نیز یوسف علیہ السلام کا حسن و جمال آخرت کے حسن و جمال کا ایک نمونہ تھا اس لئے وہ باپ کی نظر میں زیادہ محبوب تھے۔

یعقوبؑ نے کسی بیٹے سے زیادتی نہیں کی:

قرآن سے کہیں یہ ثابت نہیں کہ یعقوب علیہ السلام نے یوسف علیہ السلام

[illegible]

اقْتُلُوا يُوسُفَ أَوِ اطْرَحُوهُ أَرْضًا يَخْلُ لَكُمْ

[illegible]

وَجْهُ أَبِيكُمْ

تمہارے باپ کی

قتل کا پروگرام:

[illegible]

وَتَكُونُوا مِنْ بَعْدِهِ قَوْمًا صَالِحِينَ

اور ہو جاؤ اس کے بعد نیک لوگ

بھائیوں کی خوش فہمی:

[illegible]

قَالَ قَائِلٌ مِنْهُمْ لَا تَقْتُلُوا يُوسُفَ وَأَلْقُوهُ

[illegible]

فِي غَيَابَتِ الْجُبِّ يَلْتَقِطْهُ بَعْضُ السَّيَّارَةِ إِنْ

[illegible]

كُنْتُمْ فَاعِلِينَ

[illegible]

یہودا کا مشورہ:

[illegible]

بھائیوں کے جرائم:

[illegible]

اللہ نے بچالیا:

[illegible]

قَالُوا يَا أَبَانَا مَا لَكَ لَا تَأْمَنَّا عَلَى يُوسُفَ

[illegible]

وَإِنَّا لَهُ لَنَاصِحُونَ ۝

اور ہم تو اس کے خیر خواہ ہیں

باپ سے اجازت:

یعنی ایسے خوبصورت بچے کو تو گھر میں خالی پڑے رہنے سے بے کار ہوئے جاتے ہیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ پہلے بھی وہ باپ سے اس قسم کی درخواست کر چکے تھے مگر ان کا دل ان کے ساتھ بھیجنے پر مطمئن نہیں ہوا۔ (تفسیر عثمانی)

أَرْسِلْهُ مَعَنَا غَدًا يَرْتَعْ وَيَلْعَبْ وَإِنَّا لَهُ

بھیج اس کو ہمارے ساتھ کل کو خوب کھائے اور کھیلے اور ہم تو اس کے

لَحَافِظُونَ ۝

نگہبان ہیں

اجازت مانگنے کا عذر:

یعنی ایسے خوبصورت بچے کو تو گھر میں خالی پڑے رہنے سے بے کار ہوئے جاتے ہیں مناسب ہے کہ ہمارے ساتھ جنگل بھیج دیجئے۔ وہاں جنگل کے پھل پھول خوب کھائیگا اور کھیل کود سے جسمانی ورزش بھی ہو جائیگی۔ کہتے ہیں ان کا کھیل بھاگ دوڑ اور تیر اندازی تھی۔ ایسے ہی بچوں کے لئے مناسب حد تک کھیلنا جیسا کہ ابن جریر نے کہا سب شافعی کو مستحب ہے۔ غرض یعقوب علیہ السلام سے یوسف کو ساتھ لیجانے کی بڑی زور دار درخواست کی اور نہایت موکد طریقہ سے اطمینان دلایا کہ ہم برابر اس کی حفاظت کریں گے۔ مفسرین نے لکھا ہے کہ خود یوسف کو بھی جانے کا شوق پیدا ہو گیا تھا اور باپ سے اجازت لینے کی ترغیب دی۔ (تفسیر عثمانی)

اس آیت میں حضرت یعقوب علیہ السلام سے سیر و تفریح اور آزادی سے کھانے پینے کھیلنے کودنے کی اجازت مانگی گئی ہے۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نے ان کو اس کی کوئی ممانعت نہیں فرمائی، صرف یوسف علیہ السلام کو ساتھ بھیجنے میں تردد کا اظہار کیا، جو اگلی آیت میں آرہا ہے اس سے معلوم ہوا کہ سیر و تفریح کھیل کود جائز حدود کے اندر جائز اور مباح ہیں، احادیث صحیحہ سے بھی اس کا جواز معلوم ہوتا ہے۔ مگر یہ شرط ہے کہ اس کھیل کود میں شرعی حدود سے تجاوز نہ ہو اور کوئی ناجائز عمل اس میں شامل نہ ہو۔ (قرطبی وغیرہ)

یعقوب علیہ السلام کا جواب:

یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے جب والد سے یہ درخواست کی کہ یوسف کو کل ہمارے ساتھ تفریح کے لئے بھیج دیجئے تو حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرمایا کہ ان کو بھیجنا دو وجہ سے پسند نہیں کرتا اول تو مجھے اس نور نظر کے بغیر چین نہیں آتا، دوسرے یہ خطرہ ہے کہ جنگل میں کہیں ایسا نہ ہو کہ تمہاری غفلت کے وقت اس کو بھیڑیا کھا جائے۔

یعقوب علیہ السلام کو بھیڑیے کا خطرہ یا تو اس وجہ سے ہوا کہ کنعان میں بھیڑیوں کی کثرت تھی اور یا اس وجہ سے کہ انہوں نے خواب میں دیکھا تھا کہ وہ کسی پہاڑی کے اوپر ہیں اور یوسف علیہ السلام اس کے دامن میں نیچے ہیں اچانک دس بھیڑیوں نے ان کو گھیر لیا اور ان پر حملہ کرنا چاہا مگر ایک بھیڑیے نے مدافعت کر کے چھڑا دیا پھر یوسف علیہ السلام زمین کے اندر چھپ گئے۔

کسی شخص کا گمشدہ مال کسی کو مل جائے تو اس کی شرعی ذمہ داری صرف اتنی نہیں کہ اس کو چرائے نہیں، بلکہ یہ بھی اس کے ذمہ ہے کہ اس کی حفاظت سے اٹھا کر رکھے اور اعلان کر کے مالک کی تلاش کرے، جب مالک مل جائے اور علامات وغیرہ بیان کرنے سے یہ اطمینان ہو جائے کہ یہ مال اسی کا ہے تو اس کو دے دے اور اعلان و تلاش کے باوجود مالک کا پتہ نہ چلے اور مال کی حیثیت کے مطابق یہ اندازہ ہو جائے کہ اب مالک اس کو تلاش نہ کرے گا اس وقت اگر وہ خود غریب مفلس ہے تو اپنے صرف میں لے آئے ورنہ صدقہ کر دے اور دونوں صورتوں میں مالک کی طرف سے صدقہ قرار دیا جائے گا اس کا ثواب اس کو ملے گا گویا آخرت کے بیت المال میں اس کے نام پر جمع کر دیا گیا۔ (معارف القرآن ملخصا)

قَالَ إِنِّي لَيَحْزُنُنِي أَنْ تَذْهَبُوا بِهِ وَأَخَافُ

بولا مجھ کو غم ہوتا ہے اس سے کہ تم اس کو لے جاؤ اور ڈرتا ہوں

أَنْ يَأْكُلَهُ الذِّئْبُ وَأَنْتُمْ عَنْهُ غَافِلُونَ ۝

اس سے کہ کھا جائے اس کو بھیڑیا اور تم اس سے بے خبر رہو

تم غفلت کرو گے:

یعنی یوسف کی جدائی اور تمہارے ساتھ جانے کا تصور ہی مجھے غمگین بنا دیتا ہے اور یہ خوف مزید برآں ہے کہ تمہاری بے خبری اور غفلت میں بھیڑیا وغیرہ کوئی درندہ پھاڑ کھائے کیونکہ اس جنگل میں بھیڑیے کثرت سے تھے۔ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں کہ "ان کو آگے خیال کر بھیڑیے کا بیان کر دیا وہی ان کے دل میں خوف آیا"۔ بعض محققین کا خیال ہے کہ "أَخَافُ أَنْ يَأْكُلَهُ الذِّئْبُ" فرمانا حضرت یعقوب جیسے پیغمبر کے مقام توکل بالکلیہ سے ذرا نازل بات تھی۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ذکر کرنے سے گویا ان کے منہ میں سے بات نکالی۔ چنانچہ یہی بہانہ انہوں نے واقعہ کر کے آگے بنایا (تفسیر عثمانی)

قَالُوا لَئِنْ أَكَلَهُ الذِّئْبُ وَنَحْنُ عُصْبَةٌ

[illegible]

إِنَّا إِذًا لَّخٰسِرُوْنَ

[illegible]

بیٹوں کا جواب

[illegible]

فَلَمَّا ذَهَبُوا بِهِ وَأَجْمَعُوا أَنْ يَجْعَلُوهُ فِي

[illegible]

غَيَابَتِ الْجُبِّ وَأَوْحَيْنَا إِلَيْهِ لَتُنَبِّئَنَّهُمْ

[illegible]

بِأَمْرِهِمْ هَٰذَا وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ

[illegible]

قرآن کا طرز بیان

[illegible]

بھائی ساتھ لے گئے

[illegible]

بھائیوں کا ظلم اور یوسف علیہ السلام کی فریاد

[illegible]

کنویں میں ڈال دیا

[illegible]

بھائیوں کو جس کی پیدا ہوئی وہ یوسف کو آبادی کے باہر صحرا میں لے گئے وہاں روایت میں ہے کہ یوسف کو ڈول میں بٹھا کر ڈول کو کنویں میں لٹکا دیا نصف کنویں تک ڈول پہنچا تو رسی ہاتھ سے چھوڑ دی تاکہ یوسف گر کر مر جائیں۔ کنویں میں پانی تھا تو یوسف پانی میں گر گئے پھر ایک پتھر پر کھڑے ہو گئے اور روتے رہے پھر راہ گیر نکل رہے تھے کہ آ پہنچے جیسا کہ اللہ نے فرمایا ہے۔

امام احمد نے الزہد میں اور ابن عبدالحکم نے فتوح مصر میں اور ابن ابی شیبہ اور ابن جریر اور ابن المنذر اور ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ اور ابن مردویہ نے حسن بصری کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ اس وقت حضرت یوسف کی عمر سترہ برس کی تھی بعض نے کہا اٹھارہ برس کی، کہ قریب تھے آپ کے پاس جوانی سے پہلے وحی آ گئی تھی۔ جیسی حضرت یحییٰ اور حضرت عیسیٰ کے پاس آ گئی تھی۔

ابراہیم علیہ السلام کا کرتہ:

قصہ یوسف کی بعض روایت میں آیا ہے کہ حضرت ابراہیم کو جب آگ میں ڈالا گیا تھا تو آپ کے کپڑے اتار لئے گئے تھے۔ حضرت جبرائیل نے جنت سے لا کر ایک ریشمی کرتہ آپ کو پہنا دیا تھا۔ حضرت ابراہیم سے وہ کرتہ حضرت اسحاق کو پہنچا تھا اور حضرت اسحاق سے حضرت یعقوب کو حضرت یعقوب نے اس کا تعویذ کر کے حضرت یوسف کے گلے میں ڈال دیا تھا حضرت جبرائیل نے وہی کرتہ نکال کر حضرت یوسف کو پہنا دیا۔

وَجَآءُوْٓ اَبَاهُمْ عِشَآءً يَّبْكُوْنَ
اور آئے اپنے باپ کے پاس اندھیرا پڑے روتے ہوئے

بھائیوں کی واپسی:

پھر گھر پہنچے اندھیرا ہو گیا تھا جان بوجھ کر اندھیرے میں آئے تاکہ دن کے اجالے میں باپ کو روتے دکھانا زیادہ مشکل تھا اور رات کی سیاہی چہرے کی بے چینی، شرمندگی اور جھوٹی آہ و بکا کی حد تک پردہ پوشی کر سکتی تھی۔ کسی شاعر نے خوب فرمایا ہے برادران یوسف کا گریہ و بکا دیکھنے کے بعد ہم کسی شخص کا محض چشم اشکبار سے سچا نہیں سمجھ سکتے۔ (تفسیر حقانی)

حضرت عبداللہ بن عباس نے فرمایا کہ مصر پہنچنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے یوسف علیہ السلام کو بذریعہ وحی اس بات سے منع کر دیا تھا کہ وہ اپنے حال کی خبر باپ کو بھیجیں (قرطبی) یہی وجہ تھی کہ یوسف علیہ السلام جیسے پیغمبر خدا نے جیل سے رہائی اور ملک مصر کی حکومت ملنے کے بعد بھی کوئی ایسی صورت نہیں نکالی جس کے ذریعہ والد صاحب کو اپنی سلامتی کی خبر دے کر مطمئن کر دیتے۔

اللہ جل شانہ کی حکمتوں کو کون جان سکتا ہے جو اس طرز عمل میں مخفی تھیں۔ شاید یہ بھی منظور ہو کہ یعقوب علیہ السلام کو غیر اللہ کے ساتھ اتنی محبت کے نتیجہ ہوتے

یہ ختم کیا جائے اور یہ کہ بھائیوں کا جو جرم ہے کہ انہوں نے یوسف علیہ السلام کے مرنے پیش آنے کے بعد ان کے قتل کی تدبیر اور ان کو بھی دینا مقصود تھا۔ (معارف القرآن)

قَالُوْا يٰٓاَبَانَآ اِنَّا ذَهَبْنَا نَسْتَبِقُ وَتَرَكْنَا
کہنے لگے اے باپ ہم تو دوڑنے آگے نکلنے کو اور چھوڑا
يُوْسُفَ عِنْدَ مَتَاعِنَا فَاَكَلَهُ الذِّئْبُ
یوسف کو اپنے اسباب کے پاس پھر اس کو کھا گیا بھیڑیا

والد کے سامنے بیان:

یعنی ہم نے حفاظت میں کچھ کوتاہی نہیں کی، ہمارے کپڑے لتے وغیرہ قابل حفاظت چیزیں جہاں رکھی تھیں وہیں یوسف کو بٹھلایا اور آپس میں ایک دوسرے سے آگے نکلنے کو بھاگ دوڑ شروع کی۔ بس ذرا آنکھ سے اوجھل ہوا تھا کہ بھیڑیے نے یوسف کو آ دبوچا۔ ایسا موقع پر اتفاق دراز کا احتمال بھی تھا کہ بھیڑیا بچی کر یوسف کو شکار کر لے گا (تفسیر عثمانی)

دوڑ کا مقابلہ:

احکام القرآن میں فرمایا کہ باہمی مسابقت (دوڑ) شریعت میں مشروع اور اچھی خصلت ہے جو جنگ و جہاد میں کام آتی ہے اسی لئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بنفس نفیس خود بھی مسابقت کرنا احادیث صحیحہ میں ثابت ہے اور گھوڑوں کی مسابقت کرانا (یعنی گھوڑ دوڑ) بھی ثابت ہے۔ صحابہ کرام میں سے سلمہ بن اکوع نے ایک شخص کے ساتھ دوڑ میں مسابقت کی تو سلمہ غالب آئے۔

آیت مذکورہ اور ان روایت سے اصل گھوڑ دوڑ کا جائز ہونا ثابت ہے اور گھوڑ دوڑ کے علاوہ دوڑ میں، تیراندازی کے نشانے وغیرہ میں بھی باہمی مقابلہ اور مسابقت جائز ہے اور اس مسابقت میں غالب آنے والے کو کسی تیسرے کی طرف سے انعام دے دینا بھی جائز ہے لیکن آپس میں ہار جیت کی کوئی رقم اور شرط ٹھہرانا جوا اور قمار ہے، جس کو قرآن کریم نے حرام قرار دیا ہے آج کل جتنی صورتیں گھوڑ دوڑ کی رائج ہیں وہ کوئی بھی جوئے اور قمار سے خالی نہیں اس لئے سب حرام و ناجائز ہیں۔ (معارف مفتی صاحب)

وَمَآ اَنْتَ بِمُؤْمِنٍ لَّنَا وَلَوْ كُنَّا صٰدِقِيْنَ
اور تو باور نہ کرے گا ہمارا کہنا اور اگرچہ ہم سچے ہوں

اپنے منہ میاں مٹھو:

یعنی یوسف کے معاملہ میں پہلے ہی سے آپ کو ہماری طرف بدگمانی ہے۔ اگر آپ کے نزدیک ہم بالکل سچے بھی ہوں تب بھی اس معاملہ خاص

[illegible] ہماری بات کا یقین نہیں کر سکتے۔ (تیسیر القرآن)

وَجَآءُوْ عَلٰى قَمِيْصِهٖ بِدَمٍ كَذِبٍ

اور وہ لائے یوسف کے کرتے پر جھوٹا خون

جھوٹا خون:

[illegible]

قَالَ بَلْ سَوَّلَتْ لَكُمْ اَنْفُسُكُمْ اَمْرًا فَصَبْرٌ

[illegible] بات بنا لی ہے۔ [illegible]

جَمِيْلٌ وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰى مَا تَصِفُوْنَ

[illegible] پر اللہ ہی سے مدد مانگتا ہوں

یعقوب علیہ السلام کی دانائی اور صبر:

[illegible]

(تیسیر القرآن)

بھائیوں کی قتل سے پرواہ:

وَجَآءُوْ عَلٰى قَمِيْصِهٖ بِدَمٍ كَذِبٍ [illegible]

[illegible]

وَجَآءَتْ سَيَّارَةٌ فَاَرْسَلُوْا وَارِدَهُمْ فَاَدْلٰى

[illegible]

دَلْوَهٗ قَالَ يٰبُشْرٰى هٰذَا غُلٰمٌ

[illegible]

یوسف علیہ السلام قافلہ کے ہاتھ:

[illegible]

حضرت یوسف [illegible] گئے۔ [illegible] نے دیکھا کہ آپ [illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا [illegible] حسن کا آدھا حصہ دیا گیا تھا۔ [illegible]

یوسف علیہ السلام کا حسن

[illegible] حضرت یوسف [illegible] حضرت سارہ [illegible] حسن [illegible] یوسف [illegible] حسن [illegible]

قافلہ والوں کی خوشی

قَالَ يَا بُشْرَىٰ [illegible] (لوگو تم کو) بشارت ہو [illegible] بعض علماء نے [illegible] بشریٰ [illegible] جیسے [illegible] بشریٰ کو پکارا تھا۔

هَٰذَا غُلَامٌ یہ لڑکا ہے۔ [illegible] یوسف کنویں سے [illegible] (تفسیر مظہری)

قافلہ: وَجَاءَتْ سَيَّارَةٌ فَأَرْسَلُوا وَارِدَهُمْ فَأَدْلَىٰ دَلْوَهُ [illegible] قافلہ [illegible] پانی [illegible] قافلہ [illegible] مصر [illegible] ملک شام [illegible] کنویں پر پہنچ [illegible]

[illegible] یوسف [illegible] جو تاریخ کا بہت بڑا [illegible] یوسف [illegible]

یوسف علیہ السلام کا کرتہ

[illegible] نے فرمایا کہ [illegible] یوسف بھی عجائب [illegible]

[illegible] یوسف علیہ السلام [illegible]

[illegible] (تفسیر [illegible])

آ [illegible] ان کی [illegible] یوسف [illegible] حضرت ابن عباس [illegible]

وَأَسَرُّوهُ بِضَاعَةً

اور چھپا لیا اسے پونجی بنا کر

یوسف علیہ السلام غلام بن گئے

[illegible] یوسف [illegible] غلام [illegible]

وَأَسَرُّوهُ بِضَاعَةً [illegible] یوسف [illegible] حضرت [illegible] یوسف [illegible] قافلہ [illegible] مصر [illegible] یوسف [illegible] قافلہ والوں [illegible] یوسف [illegible] یوسف کو کنویں [illegible] بھائی [illegible] یوسف دستیاب [illegible] یوسف کا اپنا بھائی [illegible] حضرت یوسف [illegible] (تفسیر مظہری)

وَاللَّهُ عَلِيمٌ بِمَا يَعْمَلُونَ

اور اللہ خوب جانتا ہے جو وہ کرتے ہیں

ارادۂ خداوندی

یعنی بھائی [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible] مصر کا [illegible] (تفسیر [illegible])

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے بشارت

[illegible] نے فرمایا [illegible] رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے [illegible] آپ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible]

[illegible]

یہ واقعات محض اتفاقی نہ تھا:

ان تمام حالات و واقعات [illegible] عام انسان [illegible] [illegible] حقیقت [illegible] کائنات [illegible] اسباب و حالات پیدا کر دیتے ہیں [illegible] تو انسان ان کو اتفاقی حوادث [illegible] ہے۔

[illegible]

[illegible]

[illegible]

وَشَرَوْهُ بِثَمَنٍ بَخْسٍ دَرَاهِمَ مَعْدُودَةٍ

[illegible]

بھائیوں نے بھائی کو بیچ ڈالا

[illegible]

معارف و مسائل

[illegible]

[illegible]

وَكَانُوا فِيهِ مِنَ الزَّاهِدِينَ

[illegible]

وہ بھائی سے بیزار تھے

[illegible]

کو جاتا کہ ... چلی ... اور یا مہ بیٹھ ... گویا کہ ... کر بیٹھے۔ ... (بھگوڑا) ہونے کا عیب سن چکے تھے اس لیے سستے داموں بیچ دیا ... (تفسیر مظہری)

حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ... سب نے کہا کہ یہ بھی معروف ... تو یہ بھی دیکھ ... سے کہے گئے ... بھاگ نکلے گی ... بجائے ... تھی ... بھاگ نہ جائے۔ ... مصر تک پہنچا ... آپ ... ڈر ... لگے۔ اس وقت حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا مجھے ... کا خوف ... یا مصر ... (تفسیر ابن کثیر)

زاہد کا ... وَكَانُوا فِيهِ مِنَ الزَّاهِدِينَ ... سے متعلق ... بے رغبتی ... صورت میں ... مال و دولت سے ... کیا جاتا ہے ... کے ... یوسف اس معاملہ میں ... مال کے ... تھا اس کا اصل مقصد یوسف علیہ السلام کو باپ سے جدا کرنا تھا اس ... (معارف القرآن)

وَقَالَ الَّذِي اشْتَرَاهُ مِن مِّصْرَ لِامْرَأَتِهِ

اور کہا جس شخص نے خریدا اس کو مصر سے اپنی عورت کو ...

أَكْرِمِي مَثْوَاهُ عَسَىٰ أَن يَنفَعَنَا أَوْ نَتَّخِذَهُ وَلَدًا

کہ اس کو عزت سے رکھ شاید ہمارے کام آئے یا ہم کر لیں اس کو بیٹا

مصر میں فروخت:

کہتے ہیں مصر پہنچ کر غلام ... مصر ... اس کا ... کو ... ہوئی ... اس نے اپنی عورت (زلیخا یا راعیل) سے کہا کہ ... اچھی صورت ... معلوم ... کو ... عزت ... رکھو ... شاید ... ہمارے کام آئے ... اپنا ... (تفسیر مظہری)

مصر کی قیمت:

مطلب یہ ہے کہ ... مصر لے جا کر فروخت کر نے کا اعلان ... قیمت ... یوسف علیہ السلام کے وزن کے برابر سونا ... مقابل ... ریشمی کپڑے قیمت لگی۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے عزیز مصر کے مقدر میں ... اس نے ... قیمت میں ... یوسف علیہ السلام کو خرید لیا۔

مصری خریدار:

ابن کثیر نے ... کو ... مصر میں یوسف علیہ السلام کو خریدا وہ ملک مصر کا وزیر ... تھا جس کا نام قطفیر یا اطفیر کہا جاتا ہے ... مصر میں ... بادشاہ ... وہ ... (اور بعد میں حضرت یوسف علیہ السلام نے ...) ... یوسف علیہ السلام کی ... میں ... کر دیا ... اور عزیز مصر ... اس کی بیوی کا نام راعیل ... زلیخا ... مصر ... نے یوسف علیہ السلام کے ... کی ... کی ... طرف ... کے ... ہے۔

ابن ... قتادہ نے فرمایا کہ ... یوسف علیہ السلام کو ... مصر ... کی ... فراست ... سے ... جو ... حضرت موسیٰ علیہ السلام ... حضرت مریم ... کے ... یوسف ...

... یوسف علیہ السلام کو ... فروخت ... کی ... کر دیا ... اس ... کو کیا ... تھی۔

... یوسف علیہ السلام ... قیمت ... خریدا ... یوسف علیہ السلام کے برابر ... اور ... کو ... عزیز مصر نے ... قیمت ... خرید لیا ... عزیز مصر کے ... تمام ... کا ... تھا اور بادشاہ مصر کا بہت مقرب تھا اس کا نام قطفیر تھا اور اس کی بیوی کا نام زلیخا تھا اس کا نام راعیل تھا۔

یوسفؑ کو بیٹا بنا لیا

خرید کر یوسف علیہ السلام کو اپنے گھر لے گیا اور ... مصر ... نے ... عزیز مصر نے ... اپنے ساتھ ... اپنی بیوی کے سپرد ... بیوی سے کہا کہ اس کا ... اچھا کرنا ... عزت ... سے رکھنا ... غلام کی طرح ... شاید ... ہم کو ... جانتا ... بنا لیں ... مصر ... یوسف ... بیٹا ... کے ... یوسف علیہ السلام ... کر ... کے ... سے مراد ... عطا ...

دنیا کے ذہین ترین شخص:

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ دنیا میں سب سے زیادہ صاحب فراست تین شخص گزرے۔ اول عزیز مصر جس نے یوسف علیہ السلام کو دیکھتے ہی تاڑ لیا (ان کی فہم فراست کا اندازہ لگا لیا) اور اپنی بیوی سے کہا اَکْرِمِیْ مَثْوٰىهُ عَسٰۤى اَنْ يَّنْفَعَنَاۤ اَوْ نَتَّخِذَهٗ وَلَدًا دوم حضرت شعیب علیہ السلام کی صاحبزادی جس نے موسیٰ علیہ السلام کی قوت و امانت کو دیکھ کر اپنے باپ سے کہا يٰۤاَبَتِ اسْتَاْجِرْهُ اِنَّ خَيْرَ مَنِ اسْتَاْجَرْتَ الْقَوِيُّ الْاَمِيْنُ اے ابا ان کو نوکر رکھ لیجئے بہترین شخص جس کو نوکر رکھا جائے وہ ہے جو صاحب قوت اور صاحب امانت ہو۔ سوم حضرت ابوبکر صدیق جنہوں نے حضرت عمر کی فہم فراست کا اندازہ لگایا اور اپنے بعد ان کو اپنا جانشین بنایا۔ (معارف القرآن بحوالہ مظہری)

وَكَذٰلِكَ مَكَّنَّا لِيُوسُفَ فِي الْاَرْضِ
اور اسی طرح جگہ دی ہم نے یوسف کو اس ملک میں اور اس واسطے کہ اس کو
وَلِنُعَلِّمَهٗ مِنْ تَاْوِيْلِ الْاَحَادِيْثِ
سکھائیں کچھ ٹھکانے پر بٹھانا باتوں کا

سربلندیوں کے سامان:

یعنی ہم نے اپنی قدرت کاملہ اور تدبیر لطیف سے یوسف کو بھائیوں کی حاسدانہ تدبیروں اور کنوئیں کی تہ سے نکال کر عزیز مصر کے یہاں پہنچا دیا۔ پھر اس کے دل میں یوسف کی محبت و وقعت القاء فرمائی اسی طرح ہم نے ان کو مصر میں ایک معزز جگہ دی اور اہل مصر کی نظروں میں ان کو محبوب بنا دیا۔ تا کہ آئندہ ترقیات اور سربلندیوں کا پیش خیمہ ہو اور بنی اسرائیل کو مصر میں بسانے کا ذریعہ بنے۔ ساتھ ہی یہ بھی منظور تھا کہ عزیز مصر کے یہاں وہ رہ کر بڑے بڑے سرداروں کی صحبت دیکھیں، معاملات کے رموز و اشارات سمجھیں اور تمام باتوں کو ان کے ٹھکانے پر بٹھانے کا کامل سلیقہ اور تجربہ حاصل ہو۔

(تنبیہ) اس سورت کے پہلے رکوع میں "تاویل الاحادیث" کا لفظ گزر چکا ہے وہاں ان کی تفسیر دیکھ لی جائے۔ (تفسیر عثمانی)

وَاللّٰهُ غَالِبٌ عَلٰۤى اَمْرِهٖ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ
اور اللہ زور آور رہتا ہے اپنے کام میں ولیکن اکثر لوگ
لَا يَعْلَمُوْنَ
نہیں جانتے

تدبیر الٰہی: یعنی بھائیوں نے یوسف کو گرانا چاہا خدا نے اس کو اس وقت پر پہنچایا کہ لوگ اس کو رشک کی نظر سے دیکھتے تھے۔ کیسی انسانی تدبیروں کے مقابلہ میں کس طرح خدا کا زبردست ہاتھ غالب آ کر رہتا ہے۔

وَلَمَّا بَلَغَ اَشُدَّهٗۤ اٰتَيْنٰهُ حُكْمًا وَّعِلْمًا
اور جب پہنچ گیا اپنی قوت کو دیا ہم نے اس کو حکم اور علم

علم و حکمت کا حصول:

یعنی جب یوسف کے تمام قویٰ اور صفات کمال کو پہنچ گئے تو خدا کی طرف سے عظیم الشان علم و حکمت کا فیض پہنچا، بہت مشکل واقعات اور الجھے ہوئے معاملات حل کر دیتے تھے۔ بڑی خوبی اور دانائی سے لوگوں کے تنازعات چکا دیتے، دینی و دنیوی گتھیاں سلجھا دیتے۔ جو ان سے ملتے ان کے گرویدہ ہو جاتے۔ نیز اعلیٰ اخلاق سے متصف اور علوم و معارف کا خزانہ تھے اور خصوصاً تعبیر رؤیا کا علم خصوصی مرحمت ہوا۔ (تفسیر عثمانی)

وَكَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ
اور ایسا ہی بدلہ دیتے ہیں ہم نیکی والوں کو

صالحیت پر انعام: جو لوگ احسان کی صفت سے متصف ہیں اور تقویٰ اختیار کرتے، حسنہ اعمال و عادات پر ہمیشہ رہ کر عمدہ اخلاق اور نیک چال چلن اختیار کرتے ہیں حق تعالیٰ ان پر ایسے ہی انعام فرماتا ہے۔ (تفسیر عثمانی)

وَرَاوَدَتْهُ الَّتِيْ هُوَ فِيْ بَيْتِهَا عَنْ نَّفْسِهٖ
اور پھسلایا اس کو اس عورت نے جس کے گھر میں تھا
وَغَلَّقَتِ الْاَبْوَابَ وَقَالَتْ هَيْتَ لَكَ
اپنا جی تھامنے سے اور بند کر دیے دروازے اور بولی شتابی کر

امتحان یوسف: ادھر تو الطاف غیبی حضرت یوسف کی اس طرح تربیت فرما رہے تھے، ادھر عزیز کی بیوی (زلیخا) کے ہاتھ سے ایک نہایت ہی سخت اور نازک امتحان کا موقع پیش آیا۔ یعنی حضرت یوسف کے حسن و جمال پر زلیخا مفتون ہو گئی اور اس کی وجہ سے عشق نے سارے ناموس کو خاک میں ملا دیا، چاہا کہ یوسف کے دل کو ان کے قابو سے باہر کر دے۔ شیطانی جذبات کے مقابلہ میں پاکدامنی کا امتحان تھا۔ حضرت یوسف علیہ السلام جو زلیخا کے گھر میں موجود تھے ان کا نہایت سخت امتحان ہوا، تنہائی کے وقت خود عورت کی طرف سے ایسی درخواست، کسی تدبیر کے بغیر سب دروازے بند کر دیے گئے، جوانی اور قوت کا زمانہ، مزاج کا اعتدال، سب اسباب جمع تھے۔

قَالَ مَعَاذَ اللّٰهِ اِنَّهٗ رَبِّیْۤ اَحْسَنَ مَثْوَایَ

اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ

حضرت یوسف کی کامیابی:

زلیخا کا جواب

[illegible]

زلیخا اور یوسف علیہ السلام کے قصہ میں فرق تھا

[illegible]

انبیاء گناہ سے محفوظ ہیں

[illegible]

وَلَقَدْ هَمَّتْ بِهٖ وَهَمَّ بِهَا

[illegible]

[illegible]

تفسیر قرطبی میں لفظ "ھم" کا معنی [illegible]

[illegible]

لَوْلَآ اَنْ رَّاٰ بُرْهَانَ رَبِّهٖ

اگر [illegible] اپنے رب [illegible]

خدائی برہان:

[illegible] اِنَّهٗ رَبِّيْٓ اَحْسَنَ مَثْوَايَ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ [illegible]

حضرت یوسف علیہ السلام کی شان [illegible]

[illegible]

كَذٰلِكَ لِنَصْرِفَ عَنْهُ السُّوْٓءَ وَالْفَحْشَآءَ

[illegible]

اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُخْلَصِيْنَ

[illegible]

یوسف علیہ السلام کی عظمت:

[illegible]

برائی نے قصد کیا تھا یوسف نے نہیں کیا تھا:

[illegible] لِنَصْرِفَ عَنْهُ السُّوْٓءَ وَالْفَحْشَآءَ [illegible]

[illegible]

[illegible] سوء اور فحشاء کا قصد نہیں کیا اس لئے [illegible] کا نام اور قصد بھی سوء اور فحشاء [illegible] آیت میں [illegible] سوء اور فحشاء کو یوسف علیہ السلام سے دور [illegible] آیت میں [illegible] ذٰلِكَ لِيَعْلَمَ أَنِّي لَمْ أَخُنْهُ بِالْغَيْبِ [illegible] یوسف علیہ السلام اور [illegible] عزیز [illegible] تھا۔

لہٰذا [illegible] یوسف علیہ السلام نے اپنے نفس [illegible] (تفسیر [illegible] صفحہ ۱۵)

وَاسْتَبَقَا الْبَابَ وَقَدَّتْ قَمِيصَهُ مِن

اور دونوں دوڑے دروازے کو اور عورت نے [illegible] کا کرتہ پیچھے

دُبُرٍ وَأَلْفَيَا سَيِّدَهَا لَدَى الْبَابِ

سے [illegible] اور دونوں نے عورت کے خاوند کو دروازے کے پاس [illegible]

یوسف علیہ السلام کا باہر نکلنا:

آگے یوسف تھے [illegible] دروازہ کھول کر نکل جائیں۔ اور پیچھے زلیخا [illegible] کے لئے [illegible]۔ اتفاقاً یوسف کے قمیص کا پچھلا دامن [illegible] کے ہاتھ میں آ گیا۔

اس نے [illegible] کھینچا [illegible] مگر یوسف جوں توں کر کے مکان سے نکلنے میں کامیاب ہو گئے۔ ادھر یہ دونوں آگے پیچھے دروازے پر پہنچے، ادھر عورت کا خاوند عزیز مصر بھی پہنچ گیا۔ عورت نے [illegible] (تفسیر [illegible])

[illegible] یوسف علیہ السلام [illegible] کا مشاہدہ کرتے [illegible] یوسف علیہ السلام کا کرتہ [illegible] پیچھے سے [illegible] یوسف علیہ السلام [illegible]

زلیخا کی چالاکی:

جب یہ دونوں دروازے سے باہر آئے تو دیکھا کہ عزیز مصر سامنے [illegible] اس کی بیوی [illegible] یوسف علیہ السلام [illegible] آپ کی بیوی کے ساتھ برے کام کا ارادہ [illegible]

[illegible] ہے۔

حضرت یوسف علیہ السلام [illegible] تو مجبوراً انہوں نے حقیقت کا اظہار کیا کہ **هِيَ رَاوَدَتْنِي عَن نَّفْسِي** [illegible] مطلب [illegible] کے لئے مجھے پھسلا رہی تھی۔

معصوم بچے کی گواہی:

حضرت مریم پر جب [illegible] تہمت [illegible] ایسے [illegible] بچے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو حق تعالیٰ نے [illegible] بنی اسرائیل کے ایک بزرگ [illegible] تہمت [illegible] حضرت موسیٰ علیہ السلام [illegible] موسیٰ علیہ السلام کو بچپن میں فرعون سے [illegible]

ٹھیک اسی طرح یوسف علیہ السلام کے واقعہ میں حضرت [illegible] عباس اور حضرت ابو ہریرہ کی روایت کے مطابق ایک [illegible] بچے [illegible] اور پھر اس [illegible] دنیا کو [illegible] کائنات [illegible]

قَالَتْ مَا جَزَاءُ مَنْ أَرَادَ بِأَهْلِكَ سُوءًا

بولی اور کچھ سزا نہیں ایسے شخص کی جو چاہے تیرے گھر میں [illegible]

إِلَّا أَن يُسْجَنَ أَوْ عَذَابٌ أَلِيمٌ

مگر یہی کہ قید کیا جائے یا عذاب دردناک

عورت نے الزام یوسف پر [illegible]

قَالَ هِيَ رَاوَدَتْنِي عَن نَّفْسِي وَشَهِدَ

یوسف بولا اسی نے خواہش کی مجھ سے [illegible] اور گواہی دی

شاهدٌ مِن اهلها

[illegible]

چار بچے

[illegible]

تین بچے

[illegible]

گیارہ بچے

[illegible]

تکلم فی المهد النبی محمد	ومبری جریج ثم شاهد یوسف
وطفل علیه مر بالامة	وماشطة فی عهد فرعون طفلها
ویحیی وعیسی والخلیل ومریم	وطفل لدی الاخدود یرویه مسلم
التی یقال لها تزنی ولا تتکلم	وفی زمن الهادی المبارک یختم

[illegible]

بچے کی تحقیقات

[illegible]

احکام و مسائل

[illegible]

مولانا ناروی

[illegible]

[illegible]

إِنْ كَانَ قَمِيصُهُ قُدَّ مِنْ قُبُلٍ

[illegible]

فَصَدَقَتْ وَهُوَ مِنَ الْكٰذِبِينَ ۝ وَإِنْ

[illegible]

كَانَ قَمِيصُهُ قُدَّ مِنْ دُبُرٍ فَكَذَبَتْ

[illegible]

وَهُوَ مِنَ الصّٰدِقِينَ ۝ فَلَمَّا رَاٰ قَمِيصَهُ

[illegible]

قُدَّ مِنْ دُبُرٍ قَالَ إِنَّهُ مِنْ كَيْدِكُنَّ إِنَّ

[illegible]

كَيْدَكُنَّ عَظِيمٌ ۝ يُوسُفُ أَعْرِضْ عَنْ

[illegible]

هٰذَا وَاسْتَغْفِرِي لِذَنْبِكِ إِنَّكِ كُنْتِ

[illegible]

مِنَ الْخٰطِئِينَ ۝

[illegible]

علماء کا قول ہے شیطان سے زیادہ عورتوں سے ڈر لگتا ہے، اللہ نے شیطان کے مکر کو ضعیف فرمایا ہے۔ ارشاد فرمایا ہے إِنَّ كَيْدَ الشَّيْطَانِ كَانَ ضَعِيفًا اور عورتوں کے متعلق فرمایا ہے إِنَّ كَيْدَكُنَّ عَظِيمٌ تمہارا مکر بڑا ہے۔

يُوسُفُ أَعْرِضْ عَنْ هَٰذَا اے یوسف اس قصہ سے درگزر کرو یعنی اس کا تذکرہ نہ کرنا۔ کسی سے اس کا ذکر نہ کیا جائے۔

عزیز بردبار آدمی تھا مجرم تم بھی اس لیے زلیخا سے نرم لہجہ میں بات کی۔

(تفسیر مظہری)

مسئلہ: اس میں یہ ہے کہ مقدمات اور تنازعات کے فیصلہ میں قرائن اور علامات سے کام لیا جا سکتا ہے جیسا کہ قمیص کے پیچھے سے پھٹے ہونے کی علامت سے قرار دیا کہ یوسف علیہ السلام سچے ہیں عورت جھوٹی ہے۔

عورت کا اثر: پہلے زلیخا کو مخاطب کر کے کہا إِنَّهُ مِن كَيْدِكُنَّ یعنی یہ سب تمہارا مکر حیلہ ہے کہ اپنی خطا دوسرے کے سر ڈالنا چاہتی ہو، پھر کہا کہ عورتوں کا مکر بہت بڑا ہے جس سے نکلنا آسان نہیں ہوتا کیونکہ ظاہر ان کا نرم و نازک اور ضعیف ہوتا ہے دیکھنے والے کو ان کی بات کا یقین جلدی آجاتا ہے مگر عقل و دیانت کی کمی کے سبب یہ بات اکثر فریب ہوتی ہے (مظہری)

عزیز مصر نے زلیخا کی خطا بتلانے کے بعد یوسف علیہ السلام سے کہا يُوسُفُ أَعْرِضْ عَنْ هَٰذَا یعنی اے یوسف تم اس واقعہ کا تذکرہ کسی سے نہ کرو، پھر زلیخا کو خطاب کر کے کہا وَاسْتَغْفِرِي لِذَنبِكِ إِنَّكِ كُنتِ مِنَ الْخَاطِئِينَ یعنی تو مردِ شہزادی سے تم اپنی غلطی کی معافی مانگو۔ اس سے ظاہر یہ مراد ہے کہ وہ اپنے شوہر سے معافی مانگے اور یہ معنی بھی ہو سکتے ہیں کہ یوسف علیہ السلام سے معافی مانگے کہ خود خطا کی اور تہمت ان کے سر ڈالی۔

فائدہ: یہاں یہ بات غور طلب ہے کہ شوہر کے سامنے اپنی بیوی کی ان خیانت اور بے حیائی ثابت ہو جانے پر اس کا مشتعل نہ ہونا اور سکون و اطمینان سے باتیں کرنا انسانی فطرت سے بہت قابل تعجب ہے۔

عزیز مصر کا غصہ سے مشتعل نہیں ہوتے ورنہ عام عادت کے مطابق ایسے موقع پر انسان تحقیق و تفتیش کے بغیر ہی ہاتھ چھوڑ بیٹھتا ہے اور قتل تک کی نوبت معمولی بات ہے اگر عام انسانی عادت کے مطابق عزیز مصر مشتعل ہو جاتا تو ممکن ہے کہ اس کے ہاتھ سے یا زبان سے یوسف علیہ السلام کی شان کے خلاف کوئی بات سرزد ہو جاتی، یہ قدرت حق کے کرشمے ہیں کہ اللہ کے حق پر قائم رہنے والے کی قدم قدم پر کس طرح حفاظت کی جاتی ہے۔ هُوَ الَّذِي أَحْسَنَ مَثْوَايَ

مسئلہ: اس سے یہ ثابت ہوا کہ کسی شخص پر کوئی غلط تہمت باندھی جائے تو اپنی صفائی پیش کرنا سنت انبیاء ہے یہ کوئی توکل یا بزرگی کے منافی نہیں ...

... لیکن اگر آپ کو مجبور ہی کیا جائے تو ... (تفسیر عثمانی)

حضرت یوسف اپنے بچاؤ کے لیے دروازہ کی طرف بھاگے اور عورت ان کو پکڑنے کے لیے آپ کے پیچھے بھاگی، پیچھے سے کرتا اس کے ہاتھ میں آگیا، عورت نے اپنی طرف کھینچا جس سے حضرت یوسف پیچھے کی طرف گرنے کے قریب ہوگئے لیکن آپ نے اپنی کشمکش جاری رکھی، اس میں کرتا پیچھے سے بالکل پھٹ گیا۔ دونوں دروازے پر پہنچے تو دیکھتے ہیں کہ عورت کا خاوند دروازے پر کھڑا ہے ... حضرت یوسف علیہ السلام کی پاک دامنی بلکہ عصمت و مظلومیت ثابت کی ... اپنے خاوند سے اپنی چالاکی ظاہر کر کے ... کرتے ہوئے کہنے لگی ... اس کی سزا ہونی چاہیے ... تہمت ... قید ... حضرت یوسف نے اپنی براءت ظاہر کرنے ... اور خیانت کی بدترین تہمت ... صاف اور سچی حقیقت کے اظہار کرنے سے ...

حقیقت یہ ہے کہ ... پیچھے پھٹا ہے ... یہاں تک کہ ... عورت کے قبیلے ... گواہی دی ... کہا کہ ... اگر ... سامنے ... ظاہر ہے کہ عورت ... اپنی طرف ... بچانا چاہتے ... اور ... پیچھے سے پھٹا ہوا ... عورت اس پر مائل تھی ... اپنی طرف کھینچا اس سے دامن پیچھے کی طرف سے پھٹ گیا۔

عزیز کی سمجھداری:

پھر حضرت یوسف سے کہا کہ آپ اس قصہ کو بالکل بند رکھئے اس معاملہ کا کسی سے تذکرہ نہ کیجئے۔ پھر اپنی بیوی سے کہا کہ تم اپنے گناہ سے استغفار کرو۔ ... تمام اخلاق ... خطا کرنے والوں میں سے تھی ... ہی کے لیے ... عورت ... شہر کی ...

وَقَالَ نِسْوَةٌ فِي الْمَدِينَةِ امْرَأَتُ الْعَزِيزِ							
اور	کہنے	لگیں	عورتیں	میں	شہر	عورت	عزیز کی

تُرَاوِدُ فَتٰىهَا عَنْ نَّفْسِهٖ قَدْ شَغَفَهَا حُبًّا

[illegible]

اِنَّا لَنَرٰىهَا فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ

[illegible]

[illegible]

فَلَمَّا سَمِعَتْ بِمَكْرِهِنَّ

[illegible]

شہرت کیوں ہوئی

[illegible]

اَرْسَلَتْ اِلَیْهِنَّ وَ اَعْتَدَتْ لَهُنَّ مُتَّكَاً

[illegible]

وَّ اٰتَتْ كُلَّ وَاحِدَةٍ مِّنْهُنَّ سِكِّیْنًا وَّ قَالَتِ

[illegible]

اخْرُجْ عَلَیْهِنَّ فَلَمَّا رَاَیْنَهٗۤ اَكْبَرْنَهٗ

[illegible]

وَ قَطَّعْنَ اَیْدِیَهُنَّ

[illegible]

جدائی ختم کرنے کی تدبیر

[illegible]

یوسف علیہ السلام کا حسن

[illegible]

[illegible]

عورتوں کے ہوش اڑ گئے

[illegible]

بھیج کر بلوایا اور ایک مجلس اور محفل اور بیٹھک درست کرلی جہاں تکیہ لگے تھے اور میوہ بہت تھا اس نے تراش تراش کر پھل چھیل چھیل کر کھانے کیلئے ایک ایک تیز چاقو سب کے ہاتھ میں دے دیا۔ یہ تھا ان عورتوں کے دھوکے کا جواب انہوں نے عورتوں کے ذکر جمال یوسف دیکھنا چاہا اس نے اپنے حقیقی مقصد ظاہر کرنے کیلئے انہیں خود دعوت کرلیا اور مہمان ہی کے ہاتھ سے۔ حضرت یوسف علیہ السلام سے کہا کہ آپ بے ساختہ باہر آجائیں کہ کا حکم ماننے سے کیسے انکار ہو سکتا تھا اسی وقت جس کمرے میں تھے وہاں سے آگئے عورتوں کی نگاہ جو آپ کے چہرے پر پڑی تو سب کی سب دہشت زدہ ہو گئیں ہیبت جلال اور رعب حسن سے بے خود ہو گئیں، اور بجائے اس کے کہ ان تیز چاقو سے پھل کاٹتیں ان کے ہاتھ اور انگلیاں کٹ گئیں۔

حضرت زید بن اسلم کہتے ہیں کہ ضیافت باقاعدہ پہلے ہو چکی تھی اب تو صرف میوے سے تواضع ہو رہی تھی ہاتھوں میں چاقو تھے کہ یہ پوچھا اس نے کیا یوسف کو دیکھنا چاہتی ہو؟ سب یک زبان ہو کر بول اٹھیں ہاں ہاں ضرور۔ اسی وقت حضرت یوسف سے کہلا بھیجا کہ تشریف لائیے۔ آپ آئے، پھر اس نے کہا جائیے آپ چلے گئے آتے جاتے سامنے سے پیچھے سے ان سب عورتوں نے پوری طرح آپ کو دیکھا دیکھتے ہی سب کے سب کے ہوش و حواس جاتے رہے۔ بجائے میوہ کے اپنے ہاتھ کاٹ لئے اور کوئی احساس تک نہ ہوا۔ ہاں جب حضرت یوسف چلے گئے تب ہوش آیا اور تکلیف محسوس ہوئی تب پتہ چلا کہ بجائے پھل کے ہاتھ کاٹ لیا ہے۔ اس پر عزیز کی بیوی نے کہا دیکھا ایک ہی مرتبہ کے جمال نے تمہیں ایسا از خود رفتہ کردیا پھر بتاؤ میرا کیا حال ہوگا۔ عورتوں نے کہا واللہ یہ انسان نہیں یہ تو فرشتہ ہے۔ اور فرشتہ بھی بڑے مرتبہ والا۔ آج کے بعد ہم کبھی تمہیں ملامت نہ کریں گی۔ ان عورتوں نے حضرت یوسف جیسا تو کہاں ان کے قریب ان کے مشابہ بھی کوئی شخص نہیں دیکھا تھا۔ آپ کو آدھا حسن قدرت نے عطا فرما رکھا تھا۔ چنانچہ معراج کی حدیث میں ہے تیسرے آسمان میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ملاقات حضرت یوسف علیہ السلام سے ہوئی جنہیں آدھا حسن دیا گیا تھا۔ اور روایت میں ہے کہ حضرت یوسف اور آپ کی والدہ صاحبہ کو آدھا حسن قدرت کی فیاضیوں نے عنایت فرمایا تھا۔

عرش کے سایہ میں جگہ پانے والے:

بخاری و مسلم میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں سات قسم کے لوگ ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ عزوجل اپنے سائے کے سایہ دے گا۔ جس دن کوئی سایہ سوائے اس کے سایہ کے نہ ہوگا۔ عادل بادشاہ، وہ نوجوان جس نے اپنی جوانی خدا کی عبادت میں گزاری، وہ شخص جس کا دل مسجد میں لگا ہوا ہو جب مسجد سے نکلے مسجد کی دھن میں ہے یہاں تک کہ پھر وہاں جائے، وہ دو شخص جو آپس میں محض اللہ کے لئے محبت رکھتے ہیں اسی پر جمع ہوتے ہیں اور اسی پر جدا ہوتے ہیں، وہ شخص جو صدقہ دیتا ہے لیکن اس پوشیدگی سے کہ دائیں ہاتھ کے خرچ کی خبر بائیں ہاتھ کو نہیں ہوتی، وہ شخص جسے کوئی جاہ و منصب والی جمال و صورت والی عورت اپنی طرف بلائے اور وہ کہہ دے کہ میں اللہ سے ڈرتا ہوں، وہ شخص جس نے تنہائی میں اللہ تعالیٰ کو یاد کیا پھر اس کی دونوں آنکھیں بہہ نکلیں۔ (تفسیر ابن کثیر)

وَقُلْنَ حَاشَ لِلّٰهِ مَا هٰذَا بَشَرًا ۭ اِنْ هٰذَآ

اور کہنے لگیں حاشا للہ نہیں ہے یہ آدمی یہ تو کوئی

اِلَّا مَلَكٌ كَرِيْمٌ

فرشتہ ہے بزرگ

یہ تو فرشتہ ہے:

محض حسن و جمال اور نورانی صورت کے اعتبار سے فرشتہ معلوم ہوتا ہے۔ کسی نے خوب کہا ہے۔

قوم اذا قوبلوا کانوا ملائکۃ
حسنا وان قوتلوا کانوا عفاریتا

با حیا دامنت اور پاک دامنی جو چہرہ سے عیاں تھی حال سے ظاہر ہوتی تھی اسے دیکھ کر کہا کہ یہ انسان نہیں کوئی معزز فرشتہ معلوم ہوتا ہے۔ (تفسیر حقانی)

قَالَتْ فَذٰلِكُنَّ الَّذِيْ لُمْتُنَّنِيْ فِيْهِ

بولی یہ وہی ہے کہ طعنہ دیا تھا تم نے مجھ کو جس کے واسطے

زلیخا نے اپنی برأت کردی:

اب زلیخا کو موقع ملا کہ عورتوں کے طعن و تشنیع کا جواب ان ہی کی طرح ترکی بترکی دے، کہ اس وقت فَذٰلِكُنَّ الَّذِيْ لُمْتُنَّنِيْ فِيْهِ کہہ کر اسی شعر کا خلاصہ ادا کردی تھی

ایں است کہ خون خوردہ و دل بردہ بسے را
بسم اللہ اگر تاب نظر ہست کسے را

(تفسیر ماجدی)

وَلَقَدْ رَاوَدْتُّهٗ عَنْ نَّفْسِهٖ فَاسْتَعْصَمَ

اور میں نے لینا چاہا تھا اس سے اس کا جی پھر اس نے تھام رکھا

زلیخا نے اصل بات بتادی

[illegible]

وَلَئِن لَّمْ يَفْعَلْ مَا آمُرُهُ لَيُسْجَنَنَّ

اور اگر اس نے وہ نہ کیا جو میں اس کو کہتی ہوں

وَلَيَكُونًا مِّنَ الصَّاغِرِينَ

[illegible]

زلیخا کی دھمکی

[illegible]

قَالَ رَبِّ السِّجْنُ أَحَبُّ إِلَيَّ مِمَّا يَدْعُونَنِي إِلَيْهِ

[illegible]

وَإِلَّا تَصْرِفْ عَنِّي كَيْدَهُنَّ أَصْبُ

[illegible]

إِلَيْهِنَّ وَأَكُن مِّنَ الْجَاهِلِينَ

[illegible]

تمام عورتیں یوسف کو بہلانے لگیں

[illegible]

یوسف کی پاکدامنی

[illegible]

عنایت کی دعا کرنی چاہیے

[illegible]

اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا کوئی ایسی دعا ہے جو میں اللہ سے مانگوں فرمایا عافیت دنیا و آخرت میں اللہ تعالیٰ سے طلب کرو۔

یوسف کی التجاء:

وَاِلَّا تَصْرِفْ عَنِّيْ كَيْدَهُنَّ اَصْبُ اِلَيْهِنَّ وَاَكُنْ مِّنَ الْجٰهِلِيْنَ ۝ اور اگر تو ان کی مکاریوں کا رخ میری طرف سے نہیں پھیرے گا۔ (اور مجھے عصمت پر ثابت قدم نہیں رکھے گا) تو میں ان کی (خواہش کو قبول کرنے کی) طرف جھک جاؤں گا اور ارتکاب گناہ کی وجہ سے نادانوں میں سے ہو جاؤں گا۔ یعنی طبیعت بشری پر غالب آ جائے گا اور خواہش نفس کی طرف جھکاؤ۔ بے حیائی کا کام کرنا نادانوں کا کام ہے۔ دانشمند ایسا کام نہیں کرتا یا جاہلوں سے مراد ہیں وہ جاننے والے جو حق کے باوجود علم کے مطابق عمل نہیں کرتے۔ ایسے لوگ جاہلوں کے حکم میں ہیں۔ بغوی نے کہا اس فقرہ سے ثابت ہو رہا ہے کہ مومن اگر کسی گناہ کا ارتکاب کرتا ہے تو محض جہالت اور نادانی کی وجہ سے کرتا ہے۔ (تفسیر مظہری)

فَاسْتَجَابَ لَهٗ رَبُّهٗ فَصَرَفَ عَنْهُ كَيْدَهُنَّ
سو قبول کر لی اس کی دعا اس کے رب نے پھر دفع کیا اس سے ان کا فریب

دعاء کی قبولیت:

یعنی ان کو عصمت و عفت پر پوری طرح ثابت قدم رکھا اس کا فریب چلنے نہ دیا۔ (تفسیر عثمانی)

واقعہ یہ ہوا کہ جب یوسف علیہ السلام کی برأت اور پاکی بالکل واضح ہو جانے کے باوجود عزیز مصر اور اس کی بیوی نے رسوائی کا چرچا ختم کرنے کے لئے کچھ مدت کیلئے یوسف علیہ السلام کو جیل میں بھیج دینے کا فیصلہ کر لیا تو درحقیقت یوسف علیہ السلام کی دعا اور خواہش کی تکمیل تھی کیونکہ عزیز مصر کے گھر میں رہ کر عصمت بچانا ایک سخت مشکل معاملہ ہو گیا تھا۔

یوسف کا حسن خلق:

یوسف علیہ السلام جیل میں داخل ہوئے تو آپ نے پیغمبرانہ اخلاق اور رحمت و شفقت کے سبب سے قیدیوں کی دلداری اور خبر گیری کرتے تھے جو بیمار ہو گیا اس کی عیادت و خدمت کرتے جس کو غمگین دیکھتے اس کو تسلی دیتے صبر کی تلقین اور رہائی کی امید سے اس کا دل بڑھاتے خود تکلیف اٹھا کر دوسروں کو آرام دینے کی فکر کرتے اور رات بھر اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مشغول رہتے تھے ان کے یہ حالات دیکھ کر جیل کے سب قیدی آپ کی بزرگی کے معتقد ہو گئے جیل کا افسر بھی متاثر ہوا اس نے کہا کہ اگر میرے اختیار میں ہوتا تو میں آپ کو چھوڑ دیتا اب اتنا ہی کر سکتا ہوں کہ آپ کو یہاں کوئی تکلیف نہ پہنچے۔ (معارف مفتی اعظم)

اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝
البتہ وہی ہے سننے والا جاننے والا

یعنی سب کی دعا سننا اور حالات جاننا اسی کا کام ہے۔ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں "ظاہر معلوم ہوتا ہے کہ اپنی دعا سے قید میں پڑے یعنی دعا میں اللہ تعالیٰ سے التجا کی کہ ان کا فریب دفع کر دے یہ قید میں ہونا قسمت میں تھا۔ آدمی کو چاہئے کہ صبر کرے اپنے حق میں برائی نہ مانگے پوری بھلائی مانگے کہ جو کچھ قسمت میں ہے۔" ترمذی شریف میں ہے کہ ایک شخص کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا مانگتے سنا "اللهم انی اسئلک الصبر" (اے اللہ میں تجھ سے صبر مانگتا ہوں)۔ آپ نے فرمایا "سألت الله البلاء فسله العافية" (تو نے اللہ سے بلا طلب کی کیونکہ صبر تو بلا پر ہوتا ہے اب اس سے عافیت طلب کر)۔

ثُمَّ بَدَا لَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا رَاَوُا الْاٰيٰتِ
پھر یوں سمجھ میں آیا لوگوں کو ان نشانیوں کے دیکھنے پر کہ
لَيَسْجُنُنَّهٗ حَتّٰى حِيْنٍ ۝
قید رکھیں اس کو ایک مدت

یوسف کو جیل بھیجنے کی وجہ:

یعنی باوجودیکہ حضرت یوسف کی براءت و نزاہت کے بہت سے نشان دیکھ چکے تھے۔ پھر بھی ان کی مصلحت یہی ہوئی کہ یوسف کو ایک مدت تک قید میں رکھا جائے۔ تاکہ عام لوگ سمجھیں کہ قصور یوسف ہی کا تھا۔ عورت بے قصور تھی اور بدنام ہوئی۔ عورت نے تیوری چڑھا رکھی تھی اسے چپ کرنے کی بھی لوگوں کی غرض تو یہ ہوگی کہ عورت سے یہ چرچا زائل ہو نیز ایک مدت تک یوسف اس کی نظر سے دور رہیں اور عورت کا مطلب یہ ہوگا کہ شاید قید کی سختیوں سے گھبرا کر یوسف کچھ نرم پڑ جائیں اور اس طرح اپنا مطلب نکال سکوں۔ (تفسیر عثمانی)

مختلف نشانیاں دیکھنے کے بعد ان لوگوں کی یہی رائے ہوئی کہ یوسف کو ایک مدت کیلئے قید میں رکھیں۔ لہم سے مراد عزیز اور اس کے ساتھیوں کا گروہ مراد ہے۔ مِّنْۢ بَعْدِ مَا رَاَوُا الْاٰيٰتِ یعنی یوسف کی پاکدامنی اور عصمت کی نشانیاں دیکھنے کے بعد۔ بچہ کا کلام اور قمیص کا پیچھے سے پھٹنا اور عورتوں کا ہاتھوں کو کاٹنا اور یوسف کا ان سے باعصمت رہنا۔ جب انہوں نے دیکھ لیا تو یہ رائے قرار پائی کہ کچھ مدت کے لئے یوسف کو قید کر دیا جائے۔ زلیخا کا شوہر زن پرست تھا شوہر کی مہار زلیخا کے ہاتھ میں تھی وہ جس طرف چاہتی موڑ دیتی اس نے شوہر کو ادھر ہی چلا رکھا تھا اس کو خیال تھا کہ یوسف قید کی سختی

سے تنگ آ کر کہیں ہو جائے گا۔ پھر رسوائی ہو جانے کی وجہ سے دوسروں سے شرمندگی بھی ہوگی۔ [illegible] اس لئے اس نے یوسف علیہ السلام کو قید کرنا ہی مناسب سمجھا جب یہ ارادہ مصمم کر لیا [illegible] اظہار [illegible] اس نے شوہر سے کہا کہ اس عبرانی غلام نے مجھے لوگوں میں رسوا کر دیا ہے [illegible] کہ میں نے اس کو غلط کام کی طرف کھینچنا چاہا تھا۔ یا تو آپ مجھے اجازت دیں کہ میں گھر سے نکل کر لوگوں سے جا کر اپنی بے گناہی ظاہر کروں یا پھر آپ اس کو قید کر دیں تاکہ لوگوں کا یہ چرچا ختم ہو جائے [illegible] (تفسیر مظہری)

حضرت یوسف علیہ السلام کی پاکدامنی کا راز سب پر کھل گیا لیکن باوجود ان لوگوں نے مصلحت اسی میں سمجھی کہ کچھ مدت تک حضرت یوسف علیہ السلام کو جیل خانہ میں ہی رکھیں۔ جب تک بادشاہ نے [illegible] سے بلکہ [illegible] دنیا پر ظاہر کیا آپ جیل خانہ سے [illegible] ایک [illegible] جس میں [illegible] خدا پاک [illegible] اور معصوم [illegible] اور حضرت یوسف علیہ الصلوۃ والسلام کی طرف سے [illegible] کرنے کی [illegible] (تفسیر [illegible])

وَدَخَلَ مَعَهُ السِّجْنَ فَتَيَانِ قَالَ أَحَدُهُمَا

اور داخل ہوئے قید خانہ میں اس کے ساتھ دو جوان کہنے لگا

إِنِّي أَرَانِي أَعْصِرُ خَمْرًا وَقَالَ الْآخَرُ إِنِّي

ان میں سے ایک میں دیکھتا ہوں کہ میں نچوڑتا ہوں

أَرَانِي أَحْمِلُ فَوْقَ رَأْسِي خُبْزًا تَأْكُلُ

شراب اور دوسرے نے کہا میں دیکھتا ہوں کہ اٹھا رہا ہوں اپنے سر پر

الطَّيْرُ مِنْهُ نَبِّئْنَا بِتَأْوِيلِهِ إِنَّا نَرَاكَ مِنَ

روٹی کہ پرندے کھاتے ہیں اس میں سے بتا ہم کو اس کی تعبیر ہم

الْمُحْسِنِينَ ﴿٣٦﴾

دیکھتے ہیں تجھ کو نیکی والا

دونو جوان قیدی

یعنی اسی زمانہ میں دو جوان قیدی جیل خانہ میں لائے گئے۔ جن میں ایک بادشاہ مصر (ریان بن الولید) کا نانبائی اور دوسرا ساقی (شراب پلانے والا) تھا دونوں [illegible] کے الزام میں ماخوذ تھے۔ قید خانہ میں یوسف علیہ السلام کی مروت، امانت، دیانت، نرمی، حسن اخلاق، کثرت عبادت، معرفت تعبیر اور [illegible] کا شہرہ تھا۔ یہ دونوں قیدی حضرت یوسف سے بہت مانوس ہو گئے اور بڑی محبت کا اظہار کرتے تھے۔ ایک روز دونوں نے اپنا اپنا خواب بیان کیا۔ ساقی نے کہا کہ میں خواب میں دیکھتا ہوں کہ بادشاہ کو شراب پلا رہا ہوں۔ نانبائی نے کہا کہ میں نے دیکھا کہ میرے سر پر روٹیاں ہیں جن میں سے پرندے نوچ نوچ کر کھا رہے ہیں۔ یوسف علیہ السلام [illegible] تعبیر [illegible] (تفسیر مظہری)

وَدَخَلَ مَعَهُ السِّجْنَ فَتَيَانِ اور یوسف کے ساتھ قید خانہ میں دو جوان داخل ہوئے تھے (اس [illegible]) [illegible] مصر کے غلام تھے [illegible] ساقی [illegible] بادشاہ [illegible]

بغوی نے لکھا ہے کہ [illegible] بادشاہ [illegible] کے لئے [illegible] ساقی [illegible] کھانے میں زہر ملا [illegible] بادشاہ [illegible] ساقی [illegible] بادشاہ نے [illegible] جانور کے سامنے ڈال دو [illegible] جیل خانہ [illegible] یوسف [illegible] خواب [illegible]

قیدیوں کے خواب

غرض ساتھ داخل ہونے والے دونوں قیدیوں [illegible] عبرانی غلام [illegible] خواب [illegible] حضرت ابن مسعود نے [illegible] حضرت یوسف [illegible] ان دونوں بادشاہ کے مصاحب تھے ہم نے خواب دیکھے [illegible] پریشان ہیں۔ یوسف [illegible] بیان کرو۔

قَالَ أَحَدُهُمَآ إِنِّيٓ أَرَىٰنِيٓ أَعْصِرُ خَمْرًا ایک نے یعنی ساقی نے کہا میں نے دیکھا کہ میں (انگور نچوڑ رہا ہوں اور اس کو) نچوڑ کر شراب بنا رہا ہوں۔ انگور سے شراب بنتی ہے۔ انگور مآل کار شراب ہو جاتے ہیں اس لئے انگور کی جگہ لفظ خمر ذکر کیا۔ خمر سے مراد انگور ہیں۔ قاموس میں خمر کا معنی لکھا ہے یعنی وہ چیز جس کو نچوڑ کر شراب بنائی جاتی ہے۔ اصمعی نے کہا اہل عمان کے محاورہ میں خمر انگور کو کہتے ہیں۔ تفصیل خواب اس نے اس طرح بیان کیا: میں نے دیکھا کہ میں ایک باغ میں درخت انگور کی جڑ کے پاس ہوں درخت میں تین خوشے لگے ہیں، میرے ہاتھ میں بادشاہ کا پیالہ ہے میں نے وہ انگور نچوڑ کر پیالے میں ڈال دیا اور بادشاہ کو دیا۔ بادشاہ نے اس کو پی لیا۔

تعبیر ... دوسرے نے یعنی باورچی نے کہا میں نے دیکھا کہ میں اپنے سر پر روٹیاں اٹھائے ہوئے ہوں اور پرندے (اوپر سے نوچ نوچ کر) ان میں سے کھا رہے ہیں۔

اس نے خواب کی تفصیل اس طرح بیان کی تھی کہ میں نے دیکھا میرے سر پر تین ٹوکریاں ہیں جن میں روٹیاں اور طرح طرح کے کھانے ہیں اور شکاری پرندے ان کو نوچ نوچ کر کھا رہے ہیں۔

نَبِّئْنَا بِتَأْوِيلِهِۦٓ إِنَّا نَرَىٰكَ مِنَ ٱلْمُحْسِنِينَ آپ ہم کو ہر ایک کے خواب کی تعبیر بتا دیجئے ہمارے خیال میں آپ صحیح تعبیر دینے والوں میں سے ہیں یا آپ اہل علم میں سے ہیں۔ اس صورت میں احسان سے مراد ہوگا علم اور دل ... یا محسن سے مراد ہوگا اچھی تعبیر دینے والا، یا یہ مطلب ہے کہ آپ قیدیوں سے اچھا سلوک کرتے ہیں، ہم پر بھی احسان کیجئے اور ہمارے خواب کی تعبیر بتا دیجئے۔

قیدیوں پر یوسف علیہ السلام کا احسان:

ضحاک بن مزاحم سے پوچھا گیا: آیت إِنَّا نَرَىٰكَ مِنَ ٱلْمُحْسِنِينَ میں کس احسان کا تذکرہ ہے یوسف کیا احسان کرتے تھے؟ ضحاک نے جواب دیا: جب کوئی قیدی بیمار ہو جاتا تو آپ اس کی عیادت اور نگہداشت کرتے تھے، اگر کسی قیدی کی جگہ تنگ ہوتی تو آپ اس کو کشادہ جگہ دے دیتے، اگر کسی کو کسی چیز کی ضرورت ہوتی تو وہ چیز فراہم کر دیتے اور ان تمام باتوں کے باوجود عبادت کی بہت زیادہ کوشش کرتے اور راتوں کو نماز میں کھڑے رہتے۔

یہ بھی کہا گیا ہے کہ جب آپ قید خانہ میں داخل ہوئے تو لوگوں کو دیکھا مصیبت کی وجہ سے غمگین ہیں، ہر شخص امید ختم کر بیٹھا ہے۔ آپ ان کو تسلی دینے لگے فرمایا: خوش رہو پریشان نہ ہو۔ قیدیوں نے کہا: خدا آپ کو برکت عطا فرمائے آپ کا چہرہ کیسا حسین ہے، اخلاق کتنے اچھے ہیں اور آپ کی بات کیسی پیاری ہے۔ آپ کے پڑوس میں رہنے سے ہم کو برکت حاصل ہوئی۔ آپ کا نام کیا ہے اور آپ کون ہیں؟ آپ نے کہا: میں یوسف بن یعقوب صفی اللہ بن اسحاق ذبیح اللہ بن ابراہیم خلیل اللہ ہوں (اس روایت میں اسحاق کا لقب ذبیح اللہ ذکر کیا گیا ہے مگر جمہور علماء کے نزدیک ذبیح اللہ حضرت اسماعیل تھے، یہی قول اکثر احادیث سے ثابت ہے اور قرآنی آیات بھی شہادت دے رہی ہیں کہ حضرت اسماعیل کو ذبح کرنے کا حکم حضرت ابراہیم کو خواب میں دیا گیا تھا۔ مترجم)۔

جیلر نے کہا: نوجوان اگر میرے اختیار میں ہوتا تو میں تجھے آزاد کر دیتا (مگر میرے اختیار میں نہیں ہے) بہرحال میں تیرا حق مصاحبت اچھی طرح ادا کروں گا تجھ سے اچھا سلوک کروں گا، جیل خانہ کی جس جگہ میں تو چاہے رہنا پسند کرے رہ سکتا ہے۔

روایت میں آیا ہے کہ دونوں (خواب دیکھنے والے) جوانوں نے یوسف سے کہا: یوسف ہم کو اسی وقت سے آپ سے محبت ہو گئی ہے جب ہم نے آپ کو دیکھا تھا۔ یوسف نے فرمایا: میں تم کو خدا کی قسم دیتا ہوں کہ مجھ سے محبت نہ کرو۔ خدا کی قسم جس نے مجھ سے محبت کی اس کی محبت سے مجھ پر مصیبت ہی آئی، میری پھوپھی نے مجھ سے محبت کی تو مجھ پر مصیبت آئی، میرے باپ نے مجھ سے محبت کی تو مجھے کنوئیں میں ڈالا گیا، عزیز کی بیوی نے مجھ سے محبت کی تو مجھے قید ہو گئی۔

غرض جب دونوں قیدیوں نے اپنا اپنا خواب یوسف سے بیان کیا تو حضرت یوسف کو تعبیر دینا مناسب معلوم نہیں ہوا کیونکہ ایک کی تعبیر تکلیف دہ تھی، اس کو مصیبت زدہ بنانے والی تھی، اس لئے آپ نے تعبیر کی طرف کوئی توجہ نہیں کی اور پہلے دوسرے معجزات ظاہر کرنے اور توحید کی دعوت دینے لگے، فرمایا:

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا کہ خواب جھوٹا تھا، انہوں نے یوسف علیہ السلام کی پیغمبری اور سچائی کی آزمائش کے لئے خواب بنایا تھا۔

بہرحال ان میں سے ایک یعنی شاہی ساقی نے تو کہا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ میں انگور سے شراب نکال رہا ہوں اور دوسرے یعنی باورچی نے کہا کہ میں نے دیکھا کہ میرے سر پر روٹیوں کا ٹوکرا ہے، اس میں سے پرندے نوچ نوچ کر کھا رہے ہیں، آپ ہم کو ان دونوں خوابوں کی تعبیر بتا دیجئے۔

پیغمبرانہ شفقت کی عجیب مثال:

... ... فرمایا ... دونوں ... الگ الگ تھے ... ایک کی تعبیر اچھی تھی اور دوسرے کی غمگین، تاکہ شاہی ساقی یعنی دوبارہ اپنی ملازمت پر بحال ہو جائے گا اور دوسرے کو سولی دی جائے گی، مگر پیغمبرانہ شفقت و رافت کی وجہ سے متعین کر کے نہیں بتایا کہ تم میں سے فلاں کو سولی دی جائے گی تاکہ وہ ابھی سے غم میں نہ گھلے، بلکہ اجمالی طور پر یوں فرمایا کہ تم میں سے ایک، یعنی بادشاہ کو شراب پلائے گا اور دوسرے کو سولی دی جائے گی۔ (معارف مفتی اعظم)

قَالَ لَا يَأْتِيكُمَا طَعَامٌ تُرْزَقَانِهِ إِلَّا نَبَّأْتُكُمَا

[illegible]

بِتَأْوِيلِهِ قَبْلَ أَن يَأْتِيَكُمَا ذَٰلِكُمَا مِمَّا

[illegible]

عَلَّمَنِي رَبِّي إِنِّي تَرَكْتُ مِلَّةَ قَوْمٍ

[illegible]

لَّا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَهُم بِالْآخِرَةِ هُمْ كَافِرُونَ ۳۷

[illegible]

پہلے یوسف کی تبلیغ اور دعوت توحید

[illegible]

پیغمبروں کا کام

[illegible]

[illegible]

وَاتَّبَعْتُ مِلَّةَ آبَائِي إِبْرَاهِيمَ وَإِسْحَاقَ

[illegible]

وَيَعْقُوبَ مَا كَانَ لَنَا أَن نُّشْرِكَ بِاللَّهِ

[illegible]

مِن شَيْءٍ ذَٰلِكَ مِن فَضْلِ اللَّهِ عَلَيْنَا

[illegible]

وَعَلَى النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا

يَشْكُرُوْنَ

احسان نہیں مانتے

عقیدۂ توحید کا تاریخی تسلسل

[illegible]

وَاتَّبَعْتُ مِلَّةَ اٰبَآءِیْٓ اِبْرٰهِیْمَ وَاِسْحٰقَ وَیَعْقُوْبَ [illegible]

مسئلہ [illegible]

[illegible]

يٰصَاحِبَيِ السِّجْنِ ءَاَرْبَابٌ مُّتَفَرِّقُوْنَ خَيْرٌ

[illegible]

اَمِ اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ

[illegible]

حکیمانہ انداز [illegible]

[illegible]

مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖٓ اِلَّآ اَسْمَآءً

[illegible]

سَمَّيْتُمُوْهَآ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمْ مَّآ اَنْزَلَ

[illegible]

اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ

[illegible]

[illegible]

اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ اَمَرَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا

[illegible]

اِلَّآ اِيَّاهُ

[illegible]

صرف اللہ کی عبادت کرو

[illegible]

[illegible]

ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ

[illegible]

يٰصَاحِبَيِ السِّجْنِ اَمَّآ اَحَدُكُمَا فَيَسْقِيْ رَبَّهٗ خَمْرًا ۚ وَاَمَّا الْاٰخَرُ فَيُصْلَبُ فَتَاْكُلُ الطَّيْرُ مِنْ رَّاْسِهٖ ۭ قُضِيَ الْاَمْرُ الَّذِيْ فِيْهِ تَسْتَفْتِيٰنِ

[illegible]

دو خوابوں کی تعبیر

[illegible]

وَقَالَ لِلَّذِيْ ظَنَّ اَنَّهٗ نَاجٍ مِّنْهُمَا اذْكُرْنِيْ عِنْدَ رَبِّكَ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

فَاَنْسٰىهُ الشَّيْطٰنُ ذِكْرَ رَبِّهٖ فَلَبِثَ فِي السِّجْنِ بِضْعَ سِنِيْنَ

[illegible]

شیطان نے قیدی کو بھلوا دیا

[illegible]

بھلانے کی نسبت شیطان کی طرف اس لئے کی گئی کہ وہ ایسا کرنے کا سبب اور ذریعہ ہے جو سبب بنتا ہے نسیان کا۔ حضرت موسیٰ کے رفیق سفر نے کہا تھا "وَمَا اَنْسٰىنِیْهُ اِلَّا الشَّیْطٰنُ اَنْ اَذْكُرَهٗ" (کہف، رکوع ۹) لیکن یہ ایک قرینہ [illegible] فراموشی کا پہلو نکلتا ہے۔ یہاں بھی کوئی نسیان کا نتیجہ قید کی صورت میں ظاہر ہوا۔

پیغمبرانہ شان کی نزاکت

مگر حضرت شاہ صاحب کی نکتہ آفرینی کے موافق اس میں یہ تنبیہ ہوئی کہ ایک پیغمبر کو ظاہری اسباب پر نظر نہیں رکھنا چاہیے۔ چنانچہ ابن جریر اور بغوی وغیرہ نے بعض سلف سے نقل کیا ہے کہ وہ "فَاَنْسٰىهُ الشَّیْطٰنُ ذِكْرَ رَبِّهٖ" کی ضمیر یوسف علیہ السلام کی طرف راجع کرتے ہیں۔ گویا "ذکر ربہ" [illegible] ایک طرح کی غفلت تھی جو یوسف علیہ السلام کو عارض ہوئی۔ انہوں نے تھوڑی دیر کے لئے [illegible] حالانکہ چاہئے تھا کہ سب عالم اسباب چھوڑ کر [illegible] اپنے رب سے فریاد کرتے۔ چونکہ [illegible] وقت [illegible] ظاہری [illegible] اور اسباب کی مباشرت مطلقاً حرام نہیں لیکن [illegible] حسنات [illegible] کی جاتی ہے۔ [illegible] انبیاء علیہم السلام کے منصب عالی کے اعتبار سے [illegible] ایک قسم کی تقصیر [illegible] شان [illegible] عزیمت کی راہ چلیں۔ چونکہ حضرت یوسف (علیہ السلام) کا "اذْكُرْنِیْ عِنْدَ رَبِّكَ" کہنا عزیمت کے خلاف تھا [illegible] قید [illegible] "انساء" کی نسبت شیطان کی طرف کی گئی۔ واللہ اعلم بالصواب۔ زیادہ تفصیل روح المعانی میں ہے۔ (تفسیر عثمانی)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اللہ میرے بھائی یوسف پر رحم کرے اگر وہ (ایک انسان سے) "اذْكُرْنِیْ عِنْدَ رَبِّكَ" نہ کہتے تو جیل سے [illegible] نکل آتے۔ [illegible]

مالک بن دینار [illegible] جب یوسف نے ساقی سے فرمایا کہ اپنے آقا سے میرا تذکرہ کرنا تو (اللہ کی طرف سے) کہا گیا یوسف تم نے مجھے چھوڑ کر [illegible] کو وکیل (کارساز) بنایا اب میں ضرور تیری قید طویل کروں گا۔ حضرت یوسف رو پڑے [illegible] مصائب کی کثرت نے [illegible] غلامی [illegible] "[illegible] نے مجھے ایک بات کہلوادی" [illegible]

جبرئیل کی گفتگو

حسن بصری نے کہا حضرت جبرئیل قید خانے کے اندر حضرت یوسف کے پاس آئے آپ نے ان کو پہچان لیا اور فرمایا یا اخا المنذرین (اے ڈرانے والوں کے بھائی)

سے بیان ہوا [illegible] خطاکاروں کے زمرہ میں آپ کو (دیکھ) رہا ہوں [illegible] حضرت جبرئیل نے فرمایا [illegible] پاک [illegible] سے تم کو [illegible] فرمایا ہے کہ تم [illegible] آدمیوں سے [illegible] کی خواہش کی [illegible] قسم [illegible] چند سال قید خانہ میں رکھوں گا۔ حضرت یوسف نے فرمایا کیا [illegible] حضرت جبرئیل نے [illegible] وہاں حضرت یوسف نے فرمایا تو پھر مجھے کوئی پروا نہیں۔

کعب کا بیان ہے کہ حضرت جبرئیل نے حضرت یوسف سے [illegible] فرمایا [illegible] حضرت نے جواب دیا [illegible] جبرئیل نے کہا اللہ فرماتا ہے تجھے باپ کا پیارا کس نے بنایا؟ یوسف نے جواب دیا اللہ نے۔ جبرئیل نے کہا (اللہ فرماتا ہے) تجھے کنویں کی تکلیف سے کس نے نجات دی؟ یوسف نے جواب دیا اللہ نے۔ جبرئیل نے کہا (اللہ فرماتا ہے) تجھے خواب کی تعبیر کس نے سکھائی؟ یوسف نے کہا اللہ نے۔ جبرئیل نے کہا (اللہ فرماتا ہے) تجھ سے گناہ کا رخ کس نے پھیرا؟ یوسف نے کہا اللہ نے۔ جبرئیل نے کہا اللہ فرماتا ہے پھر تو نے میرے سوا دوسرے آدمی سے کیسے سفارش کی درخواست کی۔

[illegible] حدیث [illegible] طبرانی [illegible] حضرت ابن عباس کی روایت سے بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر ایک بات (یوسف نے) نہ کہی ہوتی [illegible] مصیبت کی درخواست کی تو قید خانہ میں (اتنی مدت) نہ رہتا۔

مصر کے بادشاہ کا خواب

غرض جب سات سال گزر گئے اور حضرت یوسف کی رہائی کا وقت قریب آگیا تو مصر کے شاہ اعظم نے (جس کا نام ریان بن ولید تھا) ایک عجیب خواب دیکھا [illegible] دریا [illegible] سات موٹی گائیں [illegible] ان کے پیچھے سات دبلی [illegible] گائیں [illegible] موٹی گایوں کو کھا گئیں [illegible] گایوں کے پیٹ میں [illegible] سات سبز بالیں [illegible] سات خشک [illegible] لپٹ گئیں [illegible] خواب دیکھ [illegible] کیا [illegible] سارا خواب بھول گیا

بغوی نے لکھا ہے کہ [illegible] بادشاہ کے [illegible]

میں ایک ایسی ہے جو خواب کی تعبیر دیا کرتا ہے مجھے اس کے پاس جانے کی اجازت دیجئے۔ بادشاہ نے اس کو یوسف کے پاس بھیجا اور حضرت یوسف نے تعبیر بیان فرمائی جو بعد میں ظاہر ہوئی تھی۔

معجزہ کا اظہار ضروری ہے:

ولی پر اپنی کرامت کا اظہار ضروری نہیں مگر نبی پر اپنے معجزہ اور کرامت کا اظہار ضروری ہے کیونکہ معجزہ اور کرامت نبوت کی دلیل ہے اور جس طرح نبوت کا اعلان ضروری ہے اسی طرح دلائل نبوت کا اظہار اور اعلان بھی واجب اور ضروری ہے اس لئے حضرت یوسف علیہ السلام نے خواب کی تعبیر سے پہلے اپنے معجزہ اور کرامت کو اس طرح بیان فرمایا:

لَا يَأْتِيكُمَا طَعَامٌ تُرْزَقَانِهِ إِلَّا نَبَّأْتُكُمَا بِتَأْوِيلِهِ قَبْلَ أَنْ يَأْتِيَكُمَا

تاکہ پہلے نبوت ثابت کرے اس کے بعد ان کو توحید اور دعوت الی اللہ کی دعوت دے سکیں۔ (معارف کاندھلوی)

احکام و مسائل

آیات مذکورہ سے بہت سے احکام و مسائل اور فوائد و ہدایات حاصل ہوتے ہیں ان میں غور کیجئے۔

پہلا مسئلہ: یہ ہے کہ یوسف علیہ السلام جیل میں بھیجے گئے جو مجرموں اور بدمعاشوں کی بستی ہوتی ہے مگر یوسف علیہ السلام نے ان کے ساتھ بھی حسن اخلاق و حسن معاشرت کا وہ معاملہ کیا جس سے سب گرویدہ ہو گئے۔ اس سے معلوم ہوا کہ مصلحین کے لئے لازم ہے کہ مجرموں اور خطاکاروں سے شفقت و ہمدردی کا معاملہ کر کے ان کو اپنے سے مانوس اور قریب کریں تب ہی ان پر اصلاحی اثرات کا اظہار ہو سکتا ہے۔

دوسرا مسئلہ: آیت کے جملہ إِنَّا نَرَاكَ مِنَ الْمُحْسِنِينَ سے یہ معلوم ہوا کہ تعبیر خواب ایسے ہی لوگوں سے دریافت کرنا چاہیے جن کے نیک صالح اور ہمدرد ہونے پر اعتماد ہو۔

تیسرا مسئلہ: یہ معلوم ہوا کہ حق کی دعوت دینے والوں اور مصلحین کی خدمت کرنے والوں کا طرز عمل یہ ہونا چاہیے کہ پہلے اپنے حسن اخلاق اور علمی و عملی کمالات کے ذریعے مخاطب کا اعتماد اپنے اوپر قائم کریں اس کے لئے اگر اپنی کمالات کا اظہار بھی کرنا پڑے تو جائز ہے جیسا یوسف علیہ السلام نے اس موقع پر اپنا معجزہ بھی ذکر کیا اور اپنا خاندانی نبوت کا ایک فرد ہونا بھی ظاہر کیا۔ یہ گویا دلیل ہے کہ اگر اصلاح خلق کی نیت سے اپنی ذاتی کمالات کا اظہار کرے تو یہ اس خود ستائی میں داخل نہیں جس کی ممانعت قرآن کریم میں آئی ہے۔ فَلَا تُزَكُّوا أَنْفُسَكُمْ یعنی اپنی پاکی نفس کا اظہار نہ کرو۔ (تفسیر مظہری)

چوتھا مسئلہ: تبلیغ و ارشاد کا ایک اہم اصل یہ بتایا گیا ہے کہ داعی اور مبلغ کا فرض ہے کہ ہر وقت ہر حال میں اپنے وظیفہ دعوت و تبلیغ کو سب کاموں سے مقدم رکھے کوئی اس کے پاس کسی کام کے لئے آئے وہ اپنے اصلی کام کو نہ بھولے۔

پانچواں مسئلہ: یہ بھی ہے کہ اور جو رواج ہے کہ مصلحت کے ساتھ اور وقت کی ضرورت کے لئے خطاب کے مختلف ہو گئے۔

چھٹا مسئلہ: اس سے یہ ثابت ہوا کہ جو شخص مخاطب کے لئے تکلیف دہ اور ناگوار ہو اس کا اظہار ضروری ہو تو مخاطب کے سامنے جہاں تک ممکن ہو اپنے خواب سے ذکر کیا جائے کہ اس کو تکلیف کم سے کم پہنچے۔

ساتواں مسئلہ: یہ ہے کہ یوسف علیہ السلام نے جیل سے رہائی کے لئے اس قیدی سے کہا کہ جب بادشاہ کے پاس جاؤ تو میرا بھی ذکر کرنا کہ ایک بے قصور جیل میں ہے اس سے معلوم ہوا کہ کسی مصیبت سے رہائی کے لئے کسی شخص کو کوشش کا واسطہ بنانا توکل کے خلاف نہیں۔ **آٹھواں مسئلہ:** یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک برگزیدہ مقبولوں کے لئے معمولی کوتاہی بھی قابل مؤاخذہ ہے کیونکہ ان کے اور حق تعالیٰ کے درمیان قرب کا بڑا خاص مقام ہے۔ (معارف القرآن)

وَقَالَ الْمَلِكُ إِنِّي أَرَىٰ سَبْعَ بَقَرَاتٍ سِمَانٍ

اور کہا بادشاہ نے میں خواب میں دیکھتا ہوں سات گائیں موٹی

يَأْكُلُهُنَّ سَبْعٌ عِجَافٌ وَسَبْعَ سُنْبُلَاتٍ

جن کو کھاتی ہیں سات دبلی اور سات بالیں

خُضْرٍ وَأُخَرَ يَابِسَاتٍ

ہری اور دوسری سوکھی

دو سوکھی باتیں ہری بالوں پر لپٹی ہیں اور انہیں خشک کر دیتی ہیں۔ یہ خواب بادشاہ مصر ریان بن ولید نے دیکھا جو قریب حضرت یوسف علیہ السلام کی رہائی اور عزت کا سبب بنا۔ یوسف علیہ السلام کے قصہ میں یہاں اس پر متنبہ فرمایا گیا کہ حق تعالیٰ جب کوئی بات چاہتا ہے تو غیر متوقع طور پر اس کے اسباب فراہم کر دیتا ہے جن کا کسی کو گمان بھی نہیں ہوتا۔

يَا أَيُّهَا الْمَلَأُ أَفْتُونِي فِي رُؤْيَايَ إِنْ كُنْتُمْ

اے دربار والو مجھ کو مطلب کہو میرے خواب کا اگر ہو تم

لِلرُّؤْيَا تَعْبُرُونَ

خواب کی تعبیر دینے والے

یعنی اگر اس فن میں مہارت رکھتے ہو تو مجھے خواب کی تعبیر بتلاؤ۔

قَالُوْٓا اَضْغَاثُ اَحْلَامٍ ۚ وَمَا نَحْنُ بِتَاْوِيْلِ

بولے یہ خیالی خواب ہیں اور ہم کو ایسے

الْاَحْلَامِ بِعٰلِمِيْنَ ۝۴۴

خوابوں کی تعبیر معلوم نہیں

درباری تعبیر نہ بتا سکے:

معلوم ہوتا ہے کہ وہ لوگ اس فن سے جاہل تھے۔ اپنے جہل کا صاف لفظوں میں اقرار کرتے۔ حیلہ کر کے تو یوں بات ٹال دی کہ یہ کوئی خواب نہیں، محض پریشان خیالات ہیں، جیسے حالات انسان کو پیش آتیں، ایک صورت میں تبدیل ہو جاتی ہیں تو ان کی کوئی حقیقت نہیں، نہ ہم ایسے خوابوں کی تعبیر کا علم رکھتے ہیں۔ کیونکہ علم تعبیر رؤیا کے اصول کے ماتحت نہیں ہوتے۔ (تفسیر عثمانی)

وَقَالَ الَّذِيْ نَجَا مِنْهُمَا وَادَّكَرَ بَعْدَ

اور بولا وہ جو بچا تھا ان دونوں میں سے اور یاد آ گیا

اُمَّةٍ اَنَا اُنَبِّئُكُمْ بِتَاْوِيْلِهٖ فَاَرْسِلُوْنِ ۝

مدت کے بعد میں بتاؤں تم کو اس کی تعبیر سو تم مجھ کو بھیجو

اب ساقی کو یوسفؑ یاد آئے:

اب خواب کے سلسلے میں ساقی کو جو قید سے چھوٹ کر آیا تھا مدت کے بعد حضرت یوسفؑ یاد آئے اس نے بادشاہ اور اہل دربار سے کہا کہ اگر مجھے ذرا جانے کی اجازت ہو تو میں اس خواب کی تعبیر لا سکتا ہوں۔ قید خانہ میں ایک مقدس بزرگ فرشتہ صورت موجود ہے جو فن تعبیر کا ماہر ہے (ممکن ہے اس خواب کا تذکرہ بھی ذکر کیا ہو) میں تعبیر لینے کے لئے اس کی خدمت میں حاضر ہوتا ہوں۔ چنانچہ اجازت دی گئی۔ اس نے یوسف علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا جو آگے آتا ہے۔ (تفسیر عثمانی)

يُوْسُفُ اَيُّهَا الصِّدِّيْقُ

جا کر کہا اے یوسف اے سچے

تعبیروں کی صداقت:

اَيُّهَا الصِّدِّيْقُ کہنے سے یہ غرض تھی کہ آپ مجسم سچ ہیں، جو بات بھی آپ کی زبان سے نکلی سچ ہو کر رہی۔ امید ہے جو تعبیر اس خواب کی دیں گے وہ بھی پوری ہو کر رہے گی۔ یہ لفظ بتلا رہا ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے صدق و دیانت کا نقش کس طرح عام رفقاء کے قلوب پر بیٹھ جاتا ہے۔

يُوْسُفُ اَيُّهَا الصِّدِّيْقُ: یعنی اس شخص نے قید خانہ پہنچ کر حضرت یوسف علیہ السلام سے واقعہ کا اظہار اس طرح شروع کیا کہ پہلے یوسف علیہ السلام کے صدق میں قول و فعل میں سچا ہونے کا اقرار کیا، پھر درخواست کی کہ مجھے ایک خواب کی تعبیر بتا دیجئے، خواب یہ ہے کہ بادشاہ نے یہ دیکھا ہے کہ سات بیل فربہ تندرست ہیں جن کو دوسرے سات بیل کھا رہے ہیں جو کھانے والے بیل لاغر کمزور ہیں۔ نیز یہ دیکھا کہ سات خوشے گندم کے سرسبز ہرے بھرے ہیں اور سات خشک ہیں۔ (معارف مفتی اعظم)

اَفْتِنَا فِيْ سَبْعِ بَقَرٰتٍ سِمَانٍ يَّاْكُلُهُنَّ

حکم دے ہم کو اس خواب میں

سَبْعٌ عِجَافٌ وَّسَبْعِ سُنْۢبُلٰتٍ خُضْرٍ

سات گائیں موٹی جن کو کھائیں سات دبلی

وَّاُخَرَ يٰبِسٰتٍ ۙ لَّعَلِّيْٓ اَرْجِعُ اِلَى النَّاسِ

اور سات بالیں ہری اور دوسری سوکھی تاکہ لے جاؤں میں لوگوں

لَعَلَّهُمْ يَعْلَمُوْنَ ۝۴۶

کے پاس شاید ان کو معلوم ہو

خواب کی تفصیل:

یعنی خواب کی تعبیر ان ہی کے ذریعے سے آپ کی قدر و منزلت معلوم ہو۔ (تفسیر عثمانی)

اس شخص نے خواب بیان کرنے کے بعد کہا۔

لَّعَلِّيْٓ اَرْجِعُ اِلَى النَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَعْلَمُوْنَ: یعنی آپ تعبیر بتلا دیں گے تو ممکن ہے کہ میں ان لوگوں کے پاس جاؤں اور ان کو تعبیر بتلاؤں اور ممکن ہے کہ اس طرح آپ کے فضل و کمال سے واقف ہو جائیں۔

تفسیر مظہری میں ہے کہ واقعات کی جو صورتیں عالم مثال میں ہوتی ہیں وہی انسان کو خواب میں نظر آتی ہیں۔ اس عالم مثال میں صورتوں کے خاص معنی ہوتے ہیں لیکن تعبیر خواب کا سارا دارومدار اسی پر ہے کہ ان صورت مثالی سے اس خواب میں کیا مراد ہوتی ہے اللہ تعالیٰ نے حضرت یوسف علیہ السلام کو یہ فن مکمل عطا فرمایا تھا آپ نے خواب سن کر سمجھ لیا کہ سات بیل فربہ

اور سات خوشے ہرے بھرے سے مراد سات سال ہیں جن میں پیداوار خوب بھرپور ہوئی۔ چنانچہ غلہ کو خشک کے بعد محفوظ کرتے اور غلہ اگانے میں خاص محنت ہے اسی طرح سات دبلی گائیں اور سات خشک خوشوں سے مراد یہ ہے کہ پہلے سات سال کے بعد سات سال سخت قحط کے آئیں گے اور گائیں اور سات دبلوں کے فربہ بیلوں کو کھا لینے سے یہ مراد ہے کہ پچھلے سات سال میں جو ذخیرہ غلہ وغیرہ کا جمع ہوگا وہ سب ختم ہو جائے گا۔ گر ماؤں میں غرض ہوگی صرف بیج کے لئے بچا رہے گا۔

بادشاہ کے خواب میں تو اتنا ہی معلوم ہوتا تھا کہ سات سال اچھی پیداوار کے ہونگے پھر سات سال قحط کے مگر حضرت یوسف علیہ السلام نے اس پر ایک اضافہ یہ بھی بیان فرمایا کہ قحط کے سال کے بعد پھر ایک سال خوب بارش اور پیداوار کا ہوگا۔ اس کا علم یوسف علیہ السلام کو یا تو اس سے ہوا کہ جب قحط کا زمانہ کل سات ہی ہیں تو عادت اللہ کے مطابق آٹھواں سال بارش اور پیداوار کا ہوگا۔ اور حضرت قتادہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے بذریعہ وحی یوسف علیہ السلام کو اس پر مطلع کر دیا تاکہ تعبیر خواب سے بھی کچھ زیادہ خبر ان کو پہنچے جس سے یوسف علیہ السلام کا فضل و کمال ظاہر ہو کر ان کی رہائی کا سبب بنے۔ اور اس پر مزید یہ ہوا کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے صرف تعبیر خواب ہی پر اکتفا نہیں فرمایا بلکہ اس کے ساتھ ایک حکیمانہ اور ہمدردانہ مشورہ بھی دیا وہ یہ کہ پہلے سات سال میں جو زیادہ پیداوار ہو اس کو گندم کے خوشوں ہی میں رکھا جائے تاکہ گندم پرانا ہو جانے کے بعد کیڑا نہ لگ جائے۔ یہ تجربہ کی بات ہے کہ جب تک غلہ خوشے کے اندر رہتا ہے غلہ کو کیڑا نہیں لگتا۔ ارشاد حق سبحانہ ہے۔

قَالَ تَزْرَعُونَ سَبْعَ سِنِينَ دَأَبًا فَمَا

کہا تم کھیتی کرو گے سات برس جم کر سو جو کاٹو

حَصَدتُّمْ فَذَرُوهُ فِي سُنبُلِهِ إِلَّا قَلِيلًا

اس کو چھوڑ دو اس کی بال میں مگر تھوڑا سا

مِّمَّا تَأْكُلُونَ ۝ ثُمَّ يَأْتِي مِن بَعْدِ ذَٰلِكَ

جو تم کھاؤ پھر آئیں گے اس کے بعد

سَبْعٌ شِدَادٌ يَأْكُلْنَ مَا قَدَّمْتُمْ

سات برس سختی کے کھا جائیں گے جو رکھا تم نے

لَهُنَّ إِلَّا قَلِيلًا مِّمَّا تُحْصِنُونَ ۝ ثُمَّ يَأْتِي

ان کے واسطے مگر تھوڑا سا جو روک رکھو گے بیج کے واسطے پھر آئے گا

مِن بَعْدِ ذَٰلِكَ عَامٌ فِيهِ يُغَاثُ

اس کے پیچھے ایک برس اس میں مینہ برسے

النَّاسُ وَفِيهِ يَعْصِرُونَ ۝

لوگوں پر اور اس میں رس نچوڑیں گے

بادشاہ کے خواب کی تعبیر:

یوسف علیہ السلام نے تعبیر بتلانے میں دیر نہیں لگائی تو وہ کامل سے اس شخص کو شرمندہ کیا کہ تھوڑی مدت کے بعد ہی بے اختیار تم یاد آئے۔ اس سے انبیاء علیہم السلام کے اخلاق و مروت کا اندازہ ہوتا ہے۔ پھر وہ صرف خواب کی تعبیر مانگنا تھا آپ نے تین چیزیں ارشاد فرمائیں۔ تعبیر، تدبیر، تنظیم۔ آپ کے کلام کا ماحصل یہ تھا کہ سات موٹی گائیں سات ہری بالیں سات برس ہیں جن میں متواتر خوشحالی رہیگی۔ کھیتی خوب پیداوار ہوگی، مزروعات اور باغات خوب پھلیں گے۔ اس کے بعد سات برس قحط کے آئیں گے اور پچھلا اندوختہ کھا کر ختم کر ڈالیں گے۔ صرف تھوڑا سا تخم ریزی کے لئے جو محفوظ کیا باقی رہ جائیگا۔ یہ سات سال دبلی گائیں اور سوکھی بالیں ہیں جو موٹی گائیوں اور ہری بالوں کو ختم کر دینگی۔ تعبیر بتلانے کے ساتھ ہی تدبیر بھی بتلائی تاکہ حفاظت و ہمدردی خلائق ایک تدبیر کی تلقین فرمائی کہ اول سات سال میں جو پیداوار ہو سب بالوں سمیت حفاظت سے رکھو اور کفایت شعاری سے اتنا کھانے کے لئے جس قدر غلہ کی ضرورت ہو اسے بالوں سے جدا کر لو۔ تھوڑا تھوڑا احتیاط سے کھاؤ۔ بالیوں میں غلہ رکھنے سے غلہ کو کیڑا نہیں لگے گا۔ بچت ہو سکے۔ اور سات سال تک پیداوار رہیگی ان سے بچا کر رکھو گے تو قحط کا مقابلہ کر سکو گے۔ یہ تعبیر و تدبیر بتلانے کے بعد ایسی بشارت بھی سنا دی کہ پھر اللہ تعالیٰ سے سعود دنوں کی سات سال رہنے کے بعد جو سال آئیگا اس میں حق تعالیٰ کی طرف سے فریاد رسی ہوگی اور خوب مینہ برسے گا۔ کھیتیاں بارش سے نہایت خوشحالی پیدا ہوجائیں گے۔ جانوروں کے تھن دودھ سے بھر جائیں گے۔ لوگ انگور، کھجور وغیرہ نچوڑ کر شیرہ نکالیں گے۔ یہ آخری بات ساتھ سال کی بشارت تعبیر خواب سے زائد تھی۔ (تفسیر عثمانی)

حضرت یوسف نے فرمایا سات موٹی اور دبلی گائیں اور سات ہرے اور سات خشک خوشوں سے مراد یہ ہے کہ سات سال ہوں گے موٹی گائیں اور ہرے خوشوں سے مراد سات سال خوشحالی کے ہیں اور دبلی گائیں اور خشک خوشوں سے قحط کے سال مراد ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ بادشاہ نے تو صرف اپنے خواب کی تعبیر پوچھی تھی مگر آپ نے تعبیر کے ساتھ ہی بشارت کا تعلق کر دیا اور تدبیر بھی بتلا دی۔

لئے ہی آئی۔ گائے کے سات دبلی کی تعداد پیداوار کے سالوں سے تعبیر ہے [illegible] اور اسی طرح تعبیر میں غلطی نہ ہو جائے کیونکہ بیل گائیوں اور خشک بالوں کی تعداد بھی سات ہی تھی اگرچہ سوال میں بھی تھی کہ سات سے ایک [illegible] جیسا کہ بیضاوی نے لکھا ہے شاید آپ کو وحی [illegible] آنے والی قحط سالی سے [illegible] فراست ایمانی سے سمجھا ہو [illegible] اور حفاظت کی ہے کہ تنگی کے بعد فراخی عادتاً ہے اس لئے کال کے بعد پیداوار کا ہونا ضروری ہے۔ (تفسیر مظہری)

مقام عبرت: اس ایک واقعہ میں مقام عبرت کی طرف بھی اشارہ ہے کہ ایک نبی کو جیل میں بھیجا گیا [illegible] قوت فیصلہ [illegible] نفس کا [illegible] حکومت میں جیل [illegible] اور ان کا [illegible] سب سمجھا ہو۔ مگر [illegible] اگر [illegible] اپنی صلاحیتوں سے [illegible] عصمت [illegible] کار ان کی [illegible] سکتی۔

وَقَالَ الْمَلِكُ ائْتُونِي بِهِ ۖ فَلَمَّا جَاءَهُ

اور کہا بادشاہ نے لے آؤ اس کو میرے پاس پھر جب پہنچا اس کے

الرَّسُولُ قَالَ ارْجِعْ إِلَىٰ رَبِّكَ فَاسْأَلْهُ

پاس بھیجا ہوا آدمی کہا لوٹ جا اپنے خاوند (مالک) کے پاس اور پوچھ

مَا بَالُ النِّسْوَةِ اللَّاتِي قَطَّعْنَ أَيْدِيَهُنَّ ۚ

اس سے کیا حقیقت ہے ان عورتوں کی جنہوں نے کاٹے تھے ہاتھ اپنے

دربار میں حضرت یوسف علیہ السلام کی طلبی

بادشاہ نے جو پہلے ساقی سے تذکرہ [illegible] حضرت کا معتقد ہو گیا [illegible] بڑا مائل [illegible] تعبیر اور عالی [illegible] کے علم و فضل، عقل و دانش اور حسن اخلاق کا [illegible] دل پر بیٹھ گیا۔ فوراً حکم دیا کہ ایسے شخص کو میرے پاس لاؤ تاکہ [illegible] کے مرتبہ و قابلیت کے موافق عزت کریں۔

یوسف نے پہلے اپنے معاملہ کی صفائی طلب کی

قاصد پیام شاہی لے کر حضرت یوسف علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ مگر یوسف کی نظر میں اپنی دینی و اخلاقی پوزیشن کی [illegible] اور صفائی الٰہی سے عالی دنیوی عزت و وجاہت سے زیادہ [illegible] آپ چاہتے تھے کہ حضرت یوسف [illegible] ان لوگوں کی جو [illegible] برائی [illegible] کے عام [illegible] بڑی جرأت [illegible] ہے۔ اگر [illegible] پابندی فرمان کے موافق [illegible] قید خانہ سے نکل کر [illegible] تہمت کے [illegible] قید و بند کی [illegible] تو بہت ممکن ہے کہ بعد [illegible] عصمت کے متعلق [illegible] جائیں [illegible] کے بعد [illegible] اثرات سے [illegible] خلاف [illegible] ان سب پر نظر کرتے ہوئے [illegible] انتقال میں جلدی نہ کی بلکہ نہایت صبر و استقلال کا مظاہرہ کرتے ہوئے قاصد کو کہا کہ تو اپنے مالک (بادشاہ) کے پاس واپس جا اور پوچھ کہ تجھ کو ان عورتوں کے قصہ کی کچھ حقیقت معلوم ہے جنہوں نے دعوت کے موقع پر اپنے ہاتھ کاٹ لئے تھے۔ حضرت یوسف کو ان عورتوں کے [illegible] کی تحقیق [illegible] معلوم ہوگی [illegible] ضرور عام شہرت حاصل کر چکا ہے۔ اس لئے واقعہ [illegible] ہوئے) کو ظاہر کر کے بادشاہ کو توجہ دلائی کہ اس [illegible] معروف قصہ کی تحقیق کرے [illegible] تحقیق کر سکتا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے [illegible] حدیث میں حضرت یوسف [illegible] صبر و تحمل کی اس طرح داد دی ہے [illegible] السجن ما لبث یوسف [illegible] لاجبت الداعی [illegible] میں اتنی مدت قید میں رہتا جتنا یوسف رہے تو بلانے والے کی دعوت کو جلدی قبول کر لیتا [illegible] میں حضرت یوسف کے صبر و تحمل کی تعریف اور لطیف رنگ میں اپنی تواضع کا اظہار ہے۔ ہم نے اس مضمون کی تفصیل شرح صحیح مسلم میں کی ہے۔ یہاں [illegible] (عثمانی)

[illegible] آقا کے پاس لوٹ کر جا اور اس سے پوچھ کہ ان عورتوں نے اپنے ہاتھ کاٹ لئے تھے [illegible] (یعنی [illegible])۔

مسئلہ: اس آیت سے یہ مسئلہ استنباط کیا جا سکتا ہے کہ جس شخص پر ناحق تہمت لگائی جائے اس کو تہمت کو دور کرنے کی کوشش کر لینی چاہئے۔ خصوصاً [illegible] اور مقتدا ہو تو اس کیلئے بہت ہی ضروری ہے کہ الزام کی تہمت سے اپنی [illegible] کرے۔ آپ نے خزینہ کی [illegible] (تفسیر مظہری)

یوسف علیہ السلام کا صبر اور کرم

اسحاق بن راہویہ نے مسند میں اور طبرانی [illegible] حضرت [illegible] روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے اپنے بھائی یوسف کے صبر اور کرم پر تعجب ہے اللہ ان کی مغفرت

کرنے کے لئے ان کے پاس خواب کی تعبیر لینے آیا تھا (اور نہوں نے کچھ نہیں دیکھا) اگر میں ان کی جگہ ہوتا تو جب تک جیل خانے سے چھوٹ جانا [illegible] اور پوچھنے لگے اسی لئے بھی ترجیح دی جا سکتی [illegible] کہ ان کے پاس معافی کی غرض سے گئے تو ان سے پہلے نہوں نے باہر نکلنے سے انکار کر دیا اور معاملہ صاف کرانا چاہا (ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ) چونکہ اگر کوئی بات یوسف کے بارے میں باقی رہ جاتی تو وہ قید خانہ میں (برسوں) سالہا سال کے لئے پڑے رہتے اس کے علاوہ دوسرے سے محبت ظاہر کرنے کی خواہش کی۔

عبدالرزاق، ابن جریر نے اپنی تفسیروں میں عکرمہ کی روایت سے مرفوعاً نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے یوسف کے صبر و کرم پر تعجب ہے اللہ ان کو بخشے، جب ان سے بادشاہ کے خواب کی تعبیر پوچھی گئی (تو انہوں نے بغیر کسی شرط کے تعبیر دے دی) اگر میں ان کی جگہ ہوتا تو جب تک قید سے نکلنے کی شرط نہ کر لیتا تعبیر نہ بتاتا اور مجھے تعجب ہے کہ جب قاصد (بادشاہ کا پیغام) طلب کرنے آیا تو ان کے صبر اور تحمل پر تعجب ہے کہ پلٹ آئے پاس لوٹ کر جا اگر میں ان کی جگہ ہوتا اور اتنی مدت جیل میں رہ کر اس طرح چھوٹنے کی صورت سامنے آتی تو فوراً قبول کر لیتا [illegible] سے پہلے چلا جاتا اور عذر و معذرت کا طالب نہ ہوتا بلاشبہ وہ صاحب صبر اور بڑے بردبار تھے۔ (ابن کثیر) (تفسیر مظہری)

اِنَّ رَبِّیۡ بِکَیۡدِہِنَّ عَلِیۡمٌ ﴿۵۰﴾

میرا رب تو ان کا فریب سب جانتا ہے

حضرت یوسف نے "سب کا فریب" فرمایا حالانکہ فریب کرنے والی ایک تھی سب اس کی مددگار تھیں اور سب فریب والی کا نام لینا پسند نہ تھا اسی وجہ سے کوئی حال ظاہر نہ کیا اور حقیقت ظاہر ہو جائے کہ عفیف کون ہے۔ (تفسیر مظہری)

حضرت یوسف علیہ السلام کی فضیلت

اس موقع پر صحیح بخاری اور جامع ترمذی میں بروایت حضرت ابوہریرہ ایک حدیث میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد منقول ہے کہ اگر میں اتنی مدت جیل میں رہتا جتنا حضرت یوسف علیہ السلام رہے تھے اور پھر مجھے رہائی کیلئے بلایا جاتا تو فوراً قبول کر لیتا۔

امام بغوی کی روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ یوسف کا صبر و تحمل اور کریمانہ اخلاق قابل تعجب ہیں جب ان سے جیل میں بادشاہ کے خواب کی تعبیر دریافت کی گئی اگر میں ان کی جگہ ہوتا تو تعبیر بتلانے میں یہ شرط لگا دیتا کہ پہلے

قید سے نکالو پھر تعبیر بتاؤں گا پھر جب قاصد [illegible] آیا تو اگر میں ہوتا تو فوراً جیل سے دروازے کی طرف چل پڑتا۔ (قرطبی)

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد حضرت یوسف علیہ السلام کی عظمت کی شان کو اور بھی زیادہ واضح کرنے کے معنی میں ہے

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی افضلیت

اس کے علاوہ جیسا تفسیر قرطبی میں فرمایا گیا ہے یہ بھی ہو سکتا ہے کہ یوسف علیہ السلام کے طریق کار مقام صبر و تحمل اور کریمانہ اخلاق کا عظیم الشان مظاہرہ ہے اور اپنی جگہ قابل تعریف ہے لیکن رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جس طریق کار کی طرف اشارہ فرمایا وہ تعلیم امت اور عوام کیلئے زیادہ مناسب اور افضل ہے کیونکہ بادشاہوں کے مزاج کا کوئی اعتبار نہیں ہوتا ایسے موقع پر شرطیں لگانا یا دیر کرنا عام لوگوں کے لئے مناسب نہیں — اور یہ بھی احتمال ہے کہ پھر دوبارہ قید کا خیال پیدا ہو جائے اور پھر جیل کی مصیبت میں مبتلا رہ جائیں حضرت یوسف علیہ السلام کو تو پیغمبرانہ طور پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ بھی معلوم ہو سکتا ہے کہ ان کو اس میں کوئی نقصان نہیں پہنچے گا لیکن دوسروں کو یہ مقام حاصل نہیں رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے عوام کی مصلحت کا خیال فرمایا اور اس طرح حضرت یوسف کی عظمت شان بھی باقی رہی اس لئے فرمایا کہ مجھے موقع ملتا تو دیر نہ کرتا۔ (معارف مفتی اعظم)

قَالَ مَا خَطۡبُکُنَّ اِذۡ رَاوَدۡتُّنَّ یُوۡسُفَ

کہا بادشاہ نے عورتوں کو کیا حقیقت ہے تمہاری جب تم نے پھسلایا یوسف کو

عَنۡ نَّفۡسِہٖ

اس کے جی کو (اپنی خواہش کی طرف)

بادشاہ کی عورتوں سے تفتیش

بادشاہ نے عورتوں سے جن کا یہ معاملہ تھا یہ پوچھا کہ وہ پچھلے سے ظاہر کہ کیا تمہیں محبت یوسف کی مدت میں حضرت یوسف علیہ السلام کی عفت و پاکدامنی کا پتہ چلا کہ بادشاہ نے براءت کے متعلق جب حضرت یوسف نے کہا تھا "اِنَّ رَبِّیۡ بِکَیۡدِہِنَّ عَلِیۡمٌ" کیونکہ ان سب نے یہ ملکہ فرمایا ہے اس لئے رسول اللہ نے تفتیش کی تاکہ ان کی اور یوسف کی عفت و پاکدامنی کا ظہور ہو جائے۔ (تفسیر مظہری)

قُلۡنَ حَاشَ لِلّٰہِ مَا عَلِمۡنَا عَلَیۡہِ مِنۡ

بولیں حاشا للہ ہم کو معلوم نہیں اس پر کچھ برائی

قَالَتِ امْرَاَتُ الْعَزِيْزِ الْـٰٔنَ حَصْحَصَ الْحَقُّ اَنَا رَاوَدْتُّهٗ عَنْ نَّفْسِهٖ وَاِنَّهٗ لَمِنَ الصّٰدِقِيْنَ

بولی عورت عزیز کی اب کھل گئی سچی بات میں نے پھسلایا تھا اس کو اس کے جی سے اور وہ سچا ہے

سب عورتوں نے یوسف کی پاکدامنی کا اقرار کرلیا

سب عورتوں کی متفقہ شہادت کے بعد عزیز کی عورت نے بھی صاف اقرار کر دیا [illegible]

[illegible]

ذٰلِكَ لِيَعْلَمَ اَنِّيْ لَمْ اَخُنْهُ بِالْغَيْبِ وَاَنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِيْ كَيْدَ الْخَآئِنِيْنَ

یوسف نے کہا یہ اس واسطے کہ عزیز معلوم کرلے کہ میں نے اس کی چوری نہیں کی چھپ کر اور یہ کہ اللہ نہیں چلاتا فریب دغابازوں کا

اس تحقیق و تفتیش کا مقصد

یعنی اتنی تحقیق و تفتیش اس لئے کرائی کہ عزیز مصر پر حضرت یوسف کی بے گناہی واضح ہو جائے اور اسے معلوم ہو کہ میں نے اس کی غیر موجودگی میں اس کی امانت میں خیانت نہیں کی اور یہ بھی معلوم ہو جائے کہ اللہ خیانت کرنے والوں کے فریب کو چلنے نہیں دیتا۔ [illegible] (تفسیر حقانی)

یا یہ بھی ممکن ہے کہ یہ جواب وہیں قاصد کے سامنے دیا ہو جس نے اس لئے کہ [illegible] (یعنی عزیز مصر) یقین کے ساتھ معلوم ہو جائے کہ میں نے اس کے پس پشت اس کی غیر حاضری میں (اس کی آبرو میں) کوئی خیانت نہیں کی اور یہ بھی (معلوم ہو جائے) کہ اللہ خیانت کرنے والوں کے فریب کو چلنے نہیں دیتا۔ (تفسیر مظہری)

اور یہ کہ ذٰلِکَ لِیَعۡلَمَ اَنِّیۡ لَمۡ اَخُنۡہُ بِالۡغَیۡبِ یعنی یہ اس لئے تھا کہ اس کو یعنی عزیز مصر کو یقین ہو جائے کہ میں نے اس کی غیر موجودگی میں اس کے حق میں کوئی خیانت نہیں کی

عزیز مصر کو یقین دلانے کی زیادہ فکر اس لئے ہوئی کہ یہ بہت بڑی مروت کی بات ہے کہ اس کو میری طرف سے شبہات رہیں اور پھر شاہی وزارت جب وہ دیکھے کہ میں وزارت کے عہدہ پر فائز ہوں تو اس کا خیال اس کو ستائے اور اس کی تکلیف دور ہو گی۔

اگر اسی اشتباہ کی حالت میں یوسف علیہ السلام کو شاہی اعزاز دیا جاتا تو دیکھنے والوں کا یہ خیال ہوتا کہ کسی خیانت کرنے والے کو بھی یہ عہدے مل سکتے ہیں اس سے ان کے اعتقاد میں فرق آتا اور خیانت کی برائی ان کی نظر سے گر جاتی۔ (معارف مفتی محمد شفیع)

عورتوں کے بیانات

بادشاہ نے تحقیق کے لئے فوراً ان تمام عورتوں کو جنہیں عزیز کی بیوی نے اپنے ہاں دعوت پر جمع کیا تھا اور خود اسے بھی دربار میں طلب کیا۔ پھر ان تمام عورتوں سے پوچھا کہ ضیافت والے دن کیا گزری تھی۔ سب بیان کرو۔ انہوں نے جواب دیا کہ ماشاللہ یوسف پر کوئی الزام نہیں۔ اس پر ہم کو بہت سے واقعات خوب یاد ہیں کہ یوسف نے کوئی برائی نہیں کی۔ اس وقت عزیز کی بیوی کو بھی بولنا پڑا کہ اب حق ظاہر ہو گیا اور کھل گیا۔ حقیقت تو یہ ہے کہ خود میں ہی اس کا قصور وار تھی میں نے ہی بات چھیڑی تھی اس نے تو اس وقت کہا تھا کہ یہ صورت مجھے ناپسند ہے۔ اس لئے میں اس کی پاکبازی کا اقرار کرتی ہوں اور اپنا قصور آپ بیان کرتی ہوں تا کہ عزیز مصر یہ بات بھی جان لیں کہ میں نے ان کی کوئی خیانت درحقیقت نہیں کی، یوسف کی پاکدامنی کی وجہ سے کوئی شر اور برائی مجھ سے ظہور میں نہیں آئی۔ [illegible]

عورتوں نے بھی بچ بچ بات کہہ دی [illegible] اور [illegible] سے صاف ظاہر ہو جانے سے خواہ جانتے تھے [illegible] ہوتی ہے باطل کی بات کو خیانت کرنے والوں کی سعی و پیروی اللہ تعالیٰ قبول نہیں کرتا اس کی دغابازی کوئی کام نہیں آتی۔ (تفسیر [illegible])

وَمَاۤ اُبَرِّئُ نَفۡسِیۡ ۚ اِنَّ النَّفۡسَ لَاَمَّارَةٌ
اور میں اپنے نفس کو پاک نہیں کہتا بے شک نفس تو سکھاتا ہے
بِالسُّوۡٓءِ اِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّیۡ ؕ اِنَّ رَبِّیۡ غَفُوۡرٌ
برائی مگر جو رحم کیا میرے رب نے بے شک میرا رب بخشنے والا
رَّحِیۡمٌ
مہربان

یوسف نے فخر نہیں کیا

چونکہ حضرت یوسف نے اپنی ذات پر بہت ہی [illegible] اس سے فخر و غرور کا خیال پیدا ہو سکتا تھا۔ حضرت یوسف نے اپنی [illegible] کی حقیقت کو واضح کر دیا کہ میں اپنے نفس کو پاک نہیں کہتا۔ [illegible] کی بہت ساری [illegible] برائی سے [illegible] ہے یہ جو بہت عصمت ہے وہ اللہ ہی کی رحمت سے ہے [illegible] ہی کے فضل سے اور نفس انسانی کا کام تو برائی ہی کی طرف دھکیلنا ہے۔ [illegible] نفس ہی [illegible] اِنَّ رَبِّیۡ غَفُوۡرٌ رَّحِیۡمٌ سے اشارہ کر دیا کہ نفس اور [illegible] میں جو ہے تو وہ اس کی ہلکی تقصیرات معاف فرما دیتا ہے۔ بلکہ [illegible] سے "رحمت" کے درجہ تک پہنچا دیتا ہے۔

(تفسیر [illegible] مولانا شبیر احمد عثمانی) — ذٰلِکَ لِیَعۡلَمَ اَنِّیۡ لَمۡ اَخُنۡہُ بِالۡغَیۡبِ وَاَنَّ اللّٰہَ لَا یَہۡدِیۡ کَیۡدَ الۡخَآئِنِیۡنَ تک یہ مقولہ [illegible] [illegible] بعض مفسرین کے نزدیک [illegible] معلوم ہوتا ہے کہ اس نے یہ کہا کہ یوسف کی پیٹھ پیچھے بڑی خیانت نہیں کی یعنی یوسف کو جیل بھجوا دیا تو مگر میری مراد ان کی بدنامی نہیں تھی۔ اگر میں نے خیانت کی ہوتی تو ضرور اس کا [illegible] ہوتا کیونکہ خائنوں کا مکر و فریب چلتا نہیں۔ ہاں میں اپنے نفس کو پاک نہیں کرتی [illegible] میں [illegible] کا اقرار کرتی ہوں۔ [illegible] کے مطابق [illegible] نفس سے مکر کیا گیا۔ [illegible] یوسف جیسا پاکباز انسان [illegible]

[illegible] گمراہ کر ڈالے۔ پس یہ خدا کی خاص مہربانی اور رحمت ہے (ابو حیان)۔ لیکن [illegible] نے اسی کو مختار قرار دیا ہے [illegible] اور [illegible] نے تفسیر کیا ہے [illegible] کے جانب داری [illegible] لیکن یہ خطا معاف [illegible] تاکہ معلوم ہو جائے کہ [illegible] کوئی خطا [illegible] نہیں [illegible] کی طرف منسوب کیا۔ واللہ اعلم۔ (تفسیر حقانی)

[illegible] (یعنی ذات نبوت) اپنے نفس کو پاک نہیں قرار دیتا [illegible] کلام کی تعبیر ہے [illegible] سے [illegible] عصمت [illegible] کیجئے۔

عناصر اربعہ کی خاصیتیں:

اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَةٌ بِالسُّوْٓءِ بیشک نفس تو (انسان کو) برائی ہی بتلاتا ہے [illegible] نفس سے مراد ہے [illegible] جو عناصر اربعہ (مادیہ) [illegible] عالم امر [illegible] لطائف [illegible] قلب اور روح کا [illegible] اس نفس کو [illegible] عناصر اربعہ [illegible] (حیوانی) خواہشات [illegible] اخلاق رذیلہ کی جانب [illegible] غضب [illegible] خاک [illegible] کی خصوصیت ہے [illegible]۔ (تفسیر مظہری)

زلیخا کی ندامت:

بالآخر زلیخا (عزیز مصر کی بیوی) نے کہا کہ میں اپنے نفس کو پاک نہیں کہتی [illegible] نفس [illegible] بہت سے خیالات [illegible] آتے ہیں [illegible] نفس کے [illegible] میں آ کر [illegible] یوسف کو [illegible] (مگر [illegible]) کیونکہ نفس برائی ہی بتاتا ہے مگر جس کو اللہ رحم فرمائے (اس کو بچا لیتا ہے) بیشک میرا رب بخشنے والا مہربان ہے۔ یہ قول عزیز مصر کی بیوی زلیخا کا ہے [illegible] مشہور اور قابل [illegible] قول ہے اور واقعہ کے سیاق و سباق سے بھی [illegible] زیادہ مناسبت رکھتی ہے اور معنوی لحاظ سے بھی [illegible] مطابق معلوم ہوتی ہے [illegible] نے [illegible] تفسیر میں بیان کیا ہے اور [illegible] ایک مستقل کتاب تصنیف کی ہے [illegible] اس قول کی پوری حمایت [illegible] ہے لیکن بعض [illegible] یہ بھی کہتے ہیں کہ یہ قول حضرت یوسف کا ہے (یعنی ذٰلک [illegible]) [illegible] مطلب یہ ہے کہ یوسف نے کہا کہ [illegible] عزیز مصر جان لے کہ [illegible] اس کی بیوی کے بارے میں [illegible]

[illegible] نے اس کی ادنیٰ خیانت نہیں کی۔ (تفسیر [illegible])

عجیب ساتھی:

ایک حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرامؓ سے ایک سوال فرمایا کہ اپنے ساتھی کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے کہ [illegible] اگر تم اس کا اکرام و احترام کرو، کھانا کھلاؤ، کپڑے پہناؤ تو وہ تمہیں بلاء و مصیبت میں ڈال دے، اور اگر تم اس کی توہین کرو [illegible] تو تمہارے ساتھ بھلائی کا معاملہ کرے؟ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اس سے زیادہ برا تو دنیا میں کوئی ساتھی ہو ہی نہیں سکتا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ تمہارا نفس جو تمہارے پہلو میں ہے وہ ایسا ہی ساتھی ہے (قرطبی) اور ایک حدیث میں ہے کہ تمہارا سب سے بڑا دشمن خود تمہارا نفس ہے جو تمہیں برے کاموں میں مبتلا کر کے ذلیل و خوار بھی کرتا ہے اور طرح طرح کی مصیبتوں میں بھی گرفتار کرتا ہے۔

نفس کا تقاضا:

مذکورہ آیت اور دوسری روایات حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نفس انسانی برے ہی کاموں کا تقاضا کرتا ہے لیکن سورۂ قیامہ میں اسی نفس انسانی کو لوامہ کا لقب دے کر اس کو یہ عزت بخشی ہے کہ حق تعالیٰ نے اس کی قسم کھائی ہے: لَآ اُقْسِمُ بِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَلَآ اُقْسِمُ بِالنَّفْسِ اللَّوَّامَةِ اور سورۃ الفجر میں اسی نفس انسانی کو نفس مطمئنہ کا لقب دے کر جنت کی بشارت دی ہے: يٰٓاَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِيْٓ اِلٰى رَبِّكِ [illegible] اس طرح نفس [illegible] لَاَمَّارَةٌ بِالسُّوْٓءِ [illegible]۔

نفس کی تین قسمیں:

توجیہ اس کی یہ ہے کہ ہر نفس انسانی اپنی ذات میں تو لَاَمَّارَةٌ بِالسُّوْٓءِ یعنی برے کاموں کا تقاضا کرنے والا ہے لیکن جب انسان خدا اور آخرت کے خوف سے اس کے تقاضے پر عمل نہ کرے تو اس کا نفس لوامہ بن جاتا ہے یعنی برے کاموں پر ملامت کرنے والا اور ان سے توبہ کرنے والا جیسے عام صلحاء مومنین کے نفوس ہیں اور جب کوئی انسان نفس کے خلاف مجاہدہ کرتے کرتے اپنے نفس کو اس حالت پر پہنچا دے کہ اس میں برے کاموں کا تقاضا ہی نہ رہے تو یہ نفس مطمئنہ ہو جاتا ہے۔ صلحاء امت کو یہ حال مجاہدہ و ریاضت سے حاصل ہو سکتا ہے اور پھر بھی اس حالت کا ہمیشہ قائم رہنا یقینی نہیں مگر حضرات انبیاء علیہم السلام کو [illegible] خدا داد طور سے ابتداء ہی سے نفس مطمئنہ بغیر کسی سابقہ مجاہدہ کے عطا ہوتا ہے اور وہ ہمیشہ اسی حالت پر رہتا ہے۔ اس طرح نفس کی تین حالتوں کے اعتبار سے تین طرح کے افعال اس کی طرف منسوب کئے گئے ہیں۔

حضرت یوسفؑ کی دعاء

امام بغوی نے نقل کیا ہے کہ جب بادشاہ کا قاصد دوسری مرتبہ یوسف علیہ السلام کے پاس دربار میں بلانے کے لئے پہنچا تو یوسف علیہ السلام سب اہل جیل کے لئے دعاء کی، اور غسل کر کے نئے کپڑے پہنے، جب دربار شاہی پر پہنچے تو یہ دعا کی: حسبی ربی من دنیای وحسبی ربی من خلقه عز جاره وجل ثناؤه ولا اله غیره، یعنی میری دنیا کے لئے میرا رب مجھے کافی ہے اور ساری مخلوق کے مقابلے میں میرا رب میرے لئے کافی ہے، جو اس کی پناہ میں آ گیا وہ محفوظ ہے، اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔"

جب دربار میں پہنچے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے بادشاہ پر رعب طاری ہو گیا اور عربی زبان میں کہا السلام علیکم ورحمۃ اللہ اور بادشاہ کے لئے عبرانی زبان میں دعاء کی۔

بادشاہ اگرچہ بہت سی زبانیں جانتا تھا مگر عربی اور عبرانی زبانوں سے واقف نہ تھا، یوسف علیہ السلام نے بتلایا کہ سلام تو عربی زبان میں کیا گیا ہے اور دعاء عبرانی زبان میں۔

بادشاہ سے گفتگو:

اس روایت میں یہ بھی ہے کہ بادشاہ نے یوسف علیہ السلام سے مختلف زبانوں میں گفتگو کی، یوسف علیہ السلام نے اس کو اسی زبان میں جواب دیا، اور عربی اور عبرانی دو زبانیں مزید سنائیں جن سے بادشاہ واقف نہ تھا، اس واقعہ سے بادشاہ کے دل میں یوسف علیہ السلام کی غیر معمولی عظمت قائم ہو گئی۔

پھر شاہ مصر نے کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ میں آپ سے اپنے خواب کی تعبیر براہ راست سنوں، یوسف علیہ السلام نے پہلے اس کے خواب کی ایسی تفصیلات بتلائیں جو آج تک بادشاہ نے کسی سے ذکر نہیں کی تھیں، پھر تعبیر بتلائی۔

شاہ مصر نے کہا کہ مجھے تعبیر سے زیادہ اس پر حیرت ہے کہ یہ تفصیلات آپ کو کیسے معلوم ہوئیں۔

یوسف علیہ السلام کا مشورہ:

اس کے بعد شاہ مصر نے مشورہ طلب کیا کہ اب مجھے کیا کرنا چاہئے؟ یوسف علیہ السلام نے مشورہ دیا کہ پہلے سات سال جن میں خوب بارشیں ہونے والی ہیں ان میں آپ زیادہ سے زیادہ کاشت کرنے کا انتظام کریں اور سب لوگوں کو ہدایت کریں کہ اپنی زمینوں میں زیادہ سے زیادہ کاشت کریں، اور جتنا غلہ حاصل ہو اس کا پانچواں حصہ اپنے پاس ذخیرہ کرتے رہیں۔

اس طرح اہل مصر کے پاس قحط کے سات سال کے لئے بھی ذخیرہ جمع ہو جائے گا اور آپ ان کی طرف سے بے فکر ہوں گے، اور حکومت کو جس قدر غلہ سرکاری محاصل سے یا سرکاری زمینوں سے حاصل ہو اس کو باہر کے لوگوں کے لئے جمع رکھیں کیونکہ یہ قحط دور دراز تک پھیلا ہوا ہوگا، باہر کے لوگ اس وقت آپ کے محتاج ہوں گے، اس وقت آپ غلہ دے کر خلق خدا کی امداد کریں اور معمولی قیمت بھی رکھیں تو سرکاری خزانہ میں اتنا مال جمع ہو جائے گا جو اس سے پہلے کبھی نہیں ہوا، بادشاہ مصر اس مشورہ سے بہت مسرور و مطمئن ہوا مگر کہنے لگا کہ اس عظیم منصوبہ کا انتظام کیسے ہو اور کون کرے، اس پر یوسف علیہ السلام نے فرمایا

مسئلہ: حضرت یوسف علیہ السلام کے قول وما ابری نفسی سے ثابت ہوا کہ مشائخ اور نیک لوگوں کے لئے یہ ہدایت ہے کہ جب ان کو کسی گناہ سے بچنے کی توفیق ہو جائے تو اس پر ناز نہ کریں، اس کے بالمقابل گناہگاروں کو حقیر نہ سمجھیں۔

مسئلہ: اجعلنی علی خزائن الارض سے یہ معلوم ہوا کہ کسی سرکاری عہدہ یا منصب کا طلب کرنا بعض صورتوں میں جائز ہے۔

عہدہ کی طلب

صحیح مسلم کی ایک حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبدالرحمن بن سمرہ سے فرمایا کہ کبھی کوئی عہدہ طلب نہ کرو، کیونکہ اگر تم نے خود سوال کر کے عہدہ حاصل کیا تو اللہ تعالیٰ کی تائید تمہیں حاصل نہ ہوگی جس کے ذریعہ تم لغزشوں اور خطاؤں سے بچ سکو، اور اگر بغیر درخواست و طلب کے تمہیں کوئی عہدہ مل گیا تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے تائید و اعانت ہوگی جس کی وجہ سے تم اس عہدہ کے پورے حقوق ادا کر سکو گے۔

اسی طرح صحیح مسلم کی ایک اور حدیث میں ہے کہ ایک شخص نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی عہدہ کی درخواست کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: انا لن نستعمل علی عملنا من اراده، یعنی ہم اپنا عہدہ کسی ایسے شخص کو نہیں دیا کرتے جو خود اس کا طالب ہو۔

اگر آج بھی کوئی شخص یہ محسوس کرے کہ کوئی عہدہ یا منصب ایسا ہے جس کے فرائض کو کوئی دوسرا آدمی صحیح طور پر انجام نہیں دے سکتا، اور خود اس کو یہ اندازہ ہو کہ میں اس کو صحیح انجام دے سکتا ہوں تو اس پر واجب ہے کہ اس عہدہ کی خود درخواست کرے، مگر اپنے جاہ و مال کے لئے نہیں بلکہ خدمت خلق کے لئے، جس کا تعلق قلب کی نیت اور ارادہ سے ہے، جو اللہ تعالیٰ پر خوب روشن ہے۔ (قرطبی)

حضرات خلفائے راشدین نے خلافت کی ذمہ داری اسی وجہ سے قبول فرمائی تھی کہ ان کو معلوم تھا کہ کوئی دوسرا اس وقت اس بار کو اٹھا نہیں سکے گا، اسی طرح حضرت علی اور حضرت امیر معاویہ اور حضرت حسین اور حضرت عبداللہ بن زبیر وغیرہ کے جو اختلافات پیش آئے وہ سب اسی پر مبنی تھے کہ ان میں سے ہر ایک یہ خیال کرتا تھا کہ اس وقت امور خلافت کو میں اپنے مقابل سے زیادہ صلاحیت اور قوت

کے ساتھ جوڑ کر کسی کا جاہ و مال کی طلب کسی کا مقصود بھی نہ تھا۔

کیا کسی کافر حکومت کا عہدہ قبول کرنا جائز ہے؟

تیسرا مسئلہ یہ ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے بادشاہ مصر کی ملازمت قبول فرمائی حالانکہ وہ کافر تھا جس سے معلوم ہوا کہ کافر یا فاسق حکمران کی حکومت کا عہدہ قبول کرنا بعض حالات میں جائز ہے۔

امام تفسیر مجاہد نے تو یہ قرار دیا ہے کہ بادشاہ مصر اس وقت مسلمان ہو چکا تھا، لیکن قرآن و سنت میں اس کی کوئی دلیل موجود نہیں، اس لئے عام مفسرین نے اس کی وجہ یہ قرار دی ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام بادشاہ مصر کے معاملات سے یہ معلوم کر چکے تھے کہ وہ ان کے کام میں دخل نہ دے گا، اور کسی خلاف شرع قانون جاری کرنے پر ان کو مجبور نہ کرے گا، بلکہ ان کو مکمل اختیارات دے گا، جس کے ذریعہ وہ اپنی صوابدید اور قانون حق کے مطابق کام کر سکیں گے، ایسے مکمل اختیار کے ساتھ کہ کسی خلاف شرع قانون پر مجبور ہونے کا خطرہ نہ ہو کسی کافر یا ظالم کی ملازمت اختیار کر لے تو اگرچہ اس کافر ظالم کے ساتھ تعاون کرنے کی قباحت پھر بھی موجود ہے مگر جن حالات میں کہ اس کو اقتدار سے ہٹانا قدرت میں نہ ہو اور اس کا عہدہ قبول نہ کرنے کی صورت میں خلق اللہ کے حقوق ضائع ہونے یا ظلم و جور کا خطرہ ہو تو مجبوری سے اتنا تعاون کی گنجائش حضرت یوسف علیہ السلام کے عمل سے ثابت ہو جاتی ہے جس میں خود کسی خلاف شرع امر کا ارتکاب نہ کرنا پڑے، کیونکہ درحقیقت یہ اس کے گناہ میں اعانت نہیں ہوگی، گو بعید کے طور پر اس سے بھی اس کی اعانت کا فائدہ حاصل ہو جائے اعانت کے ایسے اسباب بعیدہ کے بارے میں بضرورت مذکورہ شرعی گنجائش ہے۔ جس کی تفصیل حضرات فقہاء نے بیان فرمائی ہے سلف صالحین صحابہ و تابعین میں بہت سے حضرات کا ایسے ظالم و جابر حکمرانوں کا عہدہ قبول کر لینا ثابت ہے۔ (قرطبی، مظہری)

تفسیر قرطبی میں ہے کہ جہاں یہ معلوم ہو کہ علماء صلحاء اگر یہ عہدہ قبول نہ کریں گے تو لوگوں کے حقوق ضائع ہو جائیں گے انصاف نہ ہو سکے گا وہاں ایسا عہدہ قبول کر لینا جائز بلکہ ثواب ہے۔ بشرطیکہ اس عہدہ میں خود اس کو خلاف شرع امور کے ارتکاب پر مجبوری پیش نہ آئے۔

مسئلہ: حضرت یوسف علیہ السلام کے قول اِنِّیْ حَفِیْظٌ عَلِیْمٌ سے یہ بات معلوم ہوئی کہ ضرورت کے موقع پر اپنے کسی کمال یا فضیلت کا ذکر کرنا جائز ہے، محض تفاخر کے لئے ہو تو ممنوع ہے جس کی قرآن کریم میں ممانعت آئی ہے بشرطیکہ اس کا ذکر کرنا تعلّی اور فخر کے طور پر نہ ہو بلکہ کسی ضرورت سے ہو۔

وَقَالَ الْمَلِكُ ائْتُوْنِيْ بِهٖٓ اَسْتَخْلِصْهُ لِنَفْسِيْ

اور کہا بادشاہ نے لاؤ اس کو میرے پاس میں خاص کر رکھوں اس کو اپنے کام میں

میں میرا مشیر خاص رہے گا۔ (تفسیر مدنی)

جب یوسف کی بے گناہی بادشاہ پر ظاہر ہو گئی اور آپ کے علم و امانت کا مرتبہ بھی اس کو معلوم ہو گیا تو اس نے یوسف کو طلب کیا اور کہا میں براہ راست ان سے بات کرنا چاہتا ہوں۔

دربار میں آنے کی تیاری:

حسب الحکم قاصد آپ کے پاس پہنچا اور کہا کہ بادشاہ نے طلب کیا ہے، عبدالحکم نے فتوح مصر میں بطریق کلبی بواسطہ ابوصالح حضرت ابن عباس کا یہ بیان نقل کیا ہے کہ قاصد نے یوسف کے پاس پہنچ کر کہا کہ اب قید خانہ کے کپڑے اتار کر نئے کپڑے پہنئے اور بادشاہ کے پاس چلئے۔ ابن ابی شیبہ اور ابن المنذر نے عکرمہ کی روایت سے بیان کیا کہ یوسف نے جب عزیز مصر کو دعا دی کہ جس گھر میں آپ تھے اس کی خیر کے لئے دعا کی کہ طلب گار رہے۔ اور اس نے قید سے نکلے جیل کے دروازہ پر کھڑا ہو کر یوں بیان کیا کہ آپ کہہ دیجئے اور قید خانہ کے لئے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ لوگوں کے دلوں کو ان پر مہربان کر دے۔ (شیخ وکاکسی) اسی لئے ان پر پوشیدہ خبر ہے کہ ہر شہر کی خبر اب سے وہاں کے قیدیوں کو بہت زیادہ باخبر ہوتے ہیں۔ قید خانہ سے نکلے تو قید خانہ کے دروازہ پر یہ بات لکھ دی یہ زندوں کا قبرستان ہے غموں کا گھر ہے، دوستوں کی آزمائش اور دشمنوں کی خوشی کا مقام ہے پھر آپ نے قید خانہ کا میل کچیل دھویا، بدن صاف کیا اور خوبصورت کپڑے پہن کر بادشاہ کے پاس جانے کے ارادہ سے نکل پڑے۔

دربار میں پہنچے:

دروازہ پر پہنچ کر آپ نے فرمایا میرا رب میرے لئے کافی ہے۔ جب شاہی دروازہ پر پہنچے تو فرمایا میرا رب میرے لئے دنیا سے بے نیاز کرنے والا ہے میرا رب میرے لئے کافی ہے بڑی عزت ہے جو اس کی پناہ چاہے اس کی ثنا بڑی ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اس کے بعد محل کے اندر داخل ہوئے اور بادشاہ کے سامنے پہنچے تو دعا کی اے اللہ میں تیری بھلائی کے ذریعہ سے اس کی بھلائی مانگتا ہوں اور اس کے شر سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔ جب بادشاہ نے آپ کی طرف دیکھا تو آپ نے اس کو عربی میں سلام کیا بادشاہ نے کہا یہ کیا زبان ہے فرمایا میرے چچا اسماعیل کی زبان ہے پھر آپ نے بادشاہ کو عبرانی زبان میں دعا دی بادشاہ نے پوچھا یہ کون سی زبان ہے فرمایا میرے باپ دادا کی زبان ہے۔ بادشاہ ان دونوں زبانوں سے ناواقف تھا اگرچہ ستر زبانوں میں گفتگو کر سکتا تھا جس زبان میں بات کرتا تھا آپ اسی زبان میں جواب دیتے تھے مگر عبرانی اور عربی بادشاہ نہیں جانتا تھا جن سے بادشاہ واقف نہ تھا، حضرت یوسف کی اس وقت عمر تیس سال کی تھی اس نوعمری میں آپ

کے بہ مارت [illegible] ہو گیا [illegible] بنایا [illegible]

فَلَمَّا كَلَّمَهُ قَالَ إِنَّكَ الْيَوْمَ لَدَيْنَا مَكِينٌ

پھر جب اس سے بات چیت کی [illegible] آج سے ہمارے [illegible]

أَمِينٌ

[illegible] معتبر ہو کر

کہ پہلے سے [illegible] تھا۔ [illegible] بالکل [illegible] ہو گیا اور حکم دیا [illegible] سے آپ ہمارے پاس [illegible] عزت [illegible] ہو کر بیٹھے۔ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں کہ "اب [illegible] علاقہ [illegible] اپنی حکومت میں رکھ" (تفسیر حقانی)

یوسف نے خود تعبیر بتائی۔

جب وہ [illegible] سے کہا کہ آپ [illegible] آئی (۔۔) [illegible] ہیں [illegible] بادشاہ نے حضرت یوسف سے [illegible] خواب آپ [illegible] سامنے سننا چاہتا ہوں [illegible] بہت [illegible] آپ نے خواب میں دیکھا سات سفید رنگ کی خوبصورت گائیں [illegible] اور [illegible] سے [illegible] آپ کے سامنے [illegible] تھیں ان کے [illegible] تھے [illegible] کھڑی [illegible] تھیں [illegible] کے [illegible] تھے [illegible] جیسے [illegible] دانت [illegible] کی طرح [illegible] تھے [illegible] کی [illegible] نہیں تھیں [illegible] سوکھی [illegible] بے [illegible] ہو [illegible] کو [illegible] کر [illegible] آپ تعجب [illegible] رہے تھے [illegible] ایک [illegible] کی سات سبز بالیں اور سات سیاہ (خشک) بالیں [illegible] سب [illegible] کے اندر [illegible] آپ [illegible] دیکھ رہے تھے اور تعجب کر رہے تھے [illegible] ایک [illegible] سب سے [illegible] خوشنما [illegible] ہو گئیں [illegible] ایک [illegible] خشک بالوں کے [illegible] سبز خوشنما بالوں پر [illegible] بالوں میں [illegible] ہو گئیں [illegible] آپ [illegible] ہو گئے اور [illegible] ہو گئے۔ بادشاہ نے کہا [illegible] خواب [illegible] عجیب تھا مگر اس کی [illegible] اس بیان سے [illegible] نہیں [illegible] آپ [illegible] اب اس خواب کے متعلق [illegible] مشورہ [illegible] آپ نے فرمایا [illegible]

[illegible] آپ [illegible] بہت [illegible] اور [illegible] اور پیدا [illegible] اور [illegible] (اور [illegible] اور [illegible] اپنے [illegible] اور [illegible] اس طرح [illegible] سال [illegible] انسان [illegible] پاس [illegible] ہو جائے [illegible] آپ [illegible] کریں گے [illegible] مصر کے لئے کافی ہو جائے [illegible] اور [illegible] کے اطراف سے [illegible] آپ کے پاس [illegible] طلب [illegible] آپ کے پاس [illegible] آپ سے پہلے [illegible] کے بادشاہوں [illegible] کے پاس [illegible] بادشاہ نے [illegible] کون [illegible] کرے [illegible] کی طرف سے [illegible] (تفسیر مظہری)

قَالَ اجْعَلْنِي عَلَىٰ خَزَائِنِ الْأَرْضِ إِنِّي

یوسف نے کہا کہ [illegible] ملک کے خزانوں پر [illegible]

حَفِيظٌ عَلِيمٌ

خوب جانتا ہوں

یوسف علیہ السلام نے اپنی خدمت پیش کر دی

[illegible] بات کی [illegible] آمدنی [illegible] حساب و کتاب سے خوب واقف [illegible] یوسف نے [illegible] درخواست کی [illegible] [illegible] خصوصاً [illegible] انتہائی [illegible] مخلوق کی [illegible] اور حکومت کی مالی [illegible] [illegible] بھی کامل [illegible] مخلوق کے لئے [illegible] کے [illegible] کی [illegible] گئے۔ [illegible] کوئی [illegible] منصب [illegible] اور [illegible] مسافروں کی [illegible] مخلوق [illegible] کی [illegible] کر سکتا ہے [illegible] عبدالرحمن بن سمرہ کی ایک حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جو شخص از خود امارت طلب کرے [illegible] اس کے [illegible] کے [illegible] تعین [illegible] (تفسیر مظہری)

عہدہ طلب کرنے کا مقصد:

یوسف ... (مصر) ... اور اہل ... [illegible] ... کا ... بعثت کرنے ... حضرت یوسف نے ... عہدہ طلب ... [illegible] ... کے احکام ... [illegible] ... اور عدل ... کام ... [illegible] ... آپ کو معلوم تھا ... کام ... [illegible] ... آپ نے ... اللہ کی ... حاصل کرنے ... [illegible] ... حضرت علی ... حضرت ... [illegible] ... حضرت ... آپ کو ... صلاحیت ... [illegible] ... زیادہ تھی۔

... آپ نے ... [illegible] ... آپ نے ... [illegible] ... اور سب ... سے مستفید ہو گئے تھے

... [illegible] ... طلب ... [illegible] ... کام ... [illegible] ... آپ ... [illegible] ... پاس ... [illegible] ... (حالانکہ یوسف ... تھے) ... [illegible] ... اجعلنی علیٰ خزائن الارض ... [illegible] ... یوسف ... پاس ... [illegible]

تخت شاہی پر جلوہ افروزی:

... سے حضرت ... [illegible] ... حضرت یوسف ... درخواست ... [illegible]

... [illegible] ... آپ کو ... [illegible] ... ختم ... [illegible] ... آپ ... [illegible] ... یوسف ... [illegible]

... [illegible] ... مصر کے پاس ... [illegible] ... تھے ... [illegible]

زلیخا سے نکاح:

... [illegible] ... بادشاہ ... [illegible] ... یوسف کا نکاح ... [illegible] ... آپ ... [illegible] ... صدیق ... [illegible] ... آپ ... [illegible]

... حکومت ... [illegible] ... آپ ... [illegible]

... [illegible] ... یوسف صدیق ... [illegible] ... آپ ... [illegible]

سلطنت کی دولت اور راحت تو ایک حصہ ہے یوسف علیہ السلام نیکوکاری اور پرہیزگاری کی بدولت تھوڑا ہے [illegible] آخرت میں جو اجر و ثواب ان کیلئے مقدر ہے وہ اس سے کہیں بڑھ کر اور زیادہ ہے۔

[illegible]

خدا کی قدرت کا کرشمہ دیکھو کہ کہاں سے کہاں پہنچا کنوئیں سے نکال کر مصر کا [illegible] شاہ عبدالقادر لکھتے ہیں یہ جواب ہوا ان کے سوال کا کہ اولاد ابراہیم اس طرف شام سے مصر میں کیوں آئی اور یہاں ہو کر بھائیوں نے یوسف علیہ السلام کو گھر سے دور پھینکا مگر [illegible] عزت دی اور ملک پر [illegible] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (موضح قرآن) [illegible]

وَكَذَٰلِكَ مَكَّنَّا لِيُوسُفَ فِي الْأَرْضِ يَتَبَوَّأُ

اور یوں قدرت دی ہم نے یوسف کو اس زمین میں جگہ پکڑتا تھا

مِنْهَا حَيْثُ يَشَاءُ

اس میں جہاں چاہتا

حکومت میں آپ کا مقام و مرتبہ

یہاں جو چاہتے اقرار کرتے اور جو چاہتے تصرف کرتے [illegible] بادشاہ تھا حقیقت میں یوسف بادشاہی کرتے [illegible] جاتے تھے جیسے کرتے تھے۔ بعض علماء نے لکھا ہے کہ بادشاہ آپ کے ہاتھ پر مسلمان ہو گیا۔ نیز اسی زمانہ میں عزیز مصر کا انتقال ہوا تو اس کی عورت زلیخا نے آپ سے شادی کر لی۔ واللہ اعلم۔ محققین اس پر اعتماد نہیں کرتے۔ (تفسیر حقانی)

تفسیر مظہری میں ہے کہ بادشاہ مصر نے یوسف علیہ السلام کو [illegible] کرنے کے بعد ایک جشن منایا جس میں تمام ارکان سلطنت اور معززین کو شریک کیا گیا۔ یوسف علیہ السلام کے سر پر تاج رکھ کر مجلس میں لایا گیا [illegible] پورے ملک کا نظام ان کے سپرد کر کے خود گوشہ نشین ہو گیا (قرطبی مظہری وغیرہ)

حضرت یوسف علیہ السلام نے امور سلطنت کو ایسے سنبھالا کہ کسی کو کوئی شکایت باقی نہ رہی سارا ملک آپ کا گرویدہ ہو گیا اور پورے ملک میں امن اور خوش حالی عام ہو گئی خود حضرت یوسف علیہ السلام کو حکومت کی وجہ سے ذمہ داری میں کوئی دشواری یا رنج و تکلیف پیش نہیں آئی۔

امام تفسیر مجاہد نے فرمایا کہ یوسف علیہ السلام کے پیش نظر چونکہ اس سلطنت و اقتدار سے صرف خلق خدا کی خدمت اور [illegible] دین کی اقامت تھی [illegible] کسی وقت اس سے غافل نہیں ہوئے کہ بادشاہ مصر کو اسلام و ایمان کی دعوت دیں یہاں تک کہ مسلسل دعوت و کوشش کا یہ نتیجہ ظاہر ہوا کہ بادشاہ مصر بھی مسلمان ہو گیا۔ (معارف مفتی اعظم)

نُصِيبُ بِرَحْمَتِنَا مَن نَّشَاءُ ۖ وَلَا نُضِيعُ

پہنچا دیتے ہیں ہم رحمت اپنی جس کو چاہیں اور ضائع نہیں کرتے

أَجْرَ الْمُحْسِنِينَ ۝ وَلَأَجْرُ الْآخِرَةِ

اجر بھلائی والوں کا اور ثواب آخرت کا

خَيْرٌ لِّلَّذِينَ آمَنُوا وَكَانُوا يَتَّقُونَ ۝

بہتر ہے ان کو جو یقین لائے اور رہے پرہیزگاری میں

بھلائی اور نیکی کا انعام

جو بھلائی اور نیکی کی راہ اختیار کرے خدا اس کا اجر کبھی ضائع نہیں [illegible] خود ذات [illegible] حضرت یوسف کو یہ سب کچھ [illegible] عطا فرمایا [illegible] آخرت کا [illegible] آپ اس [illegible] کے لئے [illegible] حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں [illegible] اولاد [illegible] شام سے مصر میں [illegible] بھائیوں نے حضرت یوسف کو [illegible] دی۔ ملک پر [illegible]

آخرت سے مراد [illegible]

[illegible] المحسنین سے [illegible] مراد ہیں۔ مجاہد وغیرہ نے کہا حضرت یوسف [illegible] بادشاہ کو اسلام کی دعوت دیتے رہے آخر بادشاہ مسلمان ہو گیا [illegible] حضرت یوسف [illegible]

یوسف علیہ السلام کی حسن تدبیر

جب حضرت یوسف [illegible] کے ساتھ حکومت پر [illegible] کے تو انہوں نے [illegible] کرنے کی تدبیر کی [illegible] اور آئندہ سالوں [illegible] کے مطابق [illegible] کیا [illegible] کثرت [illegible]

روایت میں ہے کہ حضرت یوسف [illegible] بادشاہ اور بادشاہ کے مصاحبین کے لئے [illegible] صرف ایک [illegible] دوپہر کے وقت کھانا [illegible] قحط سالی کے [illegible] سب سے پہلے [illegible] بادشاہ نے [illegible] حضرت یوسف نے فرمایا [illegible] کے [illegible]

گئے۔ حضرت نے نقد روپیہ لے کر غلہ دے دیا اور اس طرح مصر کا سارا سونا اور روپیہ آپ کے پاس آ گیا، دوسرے سال زیور اور جواہرات لے کر اناج فروخت کیا، تیسرے سال چوپائے اور مویشی دے کر لوگوں نے غلہ لیا، چوتھے سال غلام اور باندیاں دے کر غلہ حاصل کیا، پانچویں سال جائیدادیں زمینیں اور گھر بھی غلے کے عوض بیچ ڈالے۔ چھٹے سال بچے فروخت کر دیئے اور ساتویں سال خود اپنی جانوں کو غلام کر دیا، یہاں تک کہ نقد جنس، زیور اور جانور، باندی غلام سب کچھ یوسف کا ہو گیا۔ اہل مصر کی کوئی چیز نہیں رہی اور آخر میں اولاد اپنی جانیں دیں، گویا ہر شخص یوسف کا غلام ہو گیا۔

لوگوں نے یہ حالت دیکھ کر کہا ایسا جلال اور ایسا بادشاہ۔ ملک کا بادشاہ اور کوئی نہیں دیکھا جو ساری دنیا کے جان و مال اور اولاد کا مالک ہو گیا ہو۔ یوسف نے بادشاہ سے کہا اب آپ کی کیا رائے ہے؟ بادشاہ نے کہا جو آپ کی رائے وہی میری رائے۔ ہم تو آپ کے تابع ہیں۔ حضرت نے فرمایا تو میں اللہ کو اور آپ کو گواہ کر کے کہتا ہوں کہ تمام اہل مصر کو میں نے آزاد کر دیا اور ان کی ساری املاک (زمین و جائیداد زیور جواہر مویشی وغیرہ) ان کو واپس کرتا ہوں۔

روایت میں آیا ہے کہ حضرت یوسف اس زمانے میں خود بھی بھوکے رہتے تھے، لوگوں نے کہا سارا خزانہ مصر کا تو آپ کے قبضے میں ہے اور آپ بھوکے رہتے ہیں۔ فرمایا میرا پیٹ بھرا ہوا ہو تو اندیشہ ہے کہ میں بھوکے کو بھول جاؤں اور یہی عمل کو بھی آپ نے حکم دے دیا تھا کہ بادشاہ کے لئے صرف دوپہر کو ہی کھانا تیار کریں تاکہ پیٹ بھرنے کے بعد بادشاہ بھوکوں کو بھول نہ جائے۔ اسی بنا پر بادشاہ چاشت دوپہر کو کرتے ہیں (کہ صبح سے دوپہر تک بھوکے رہیں اور بھوکوں کو بھول نہ جائیں)

اہل مصر کے علاوہ چاروں طرف سے لوگ حضرت یوسف کے پاس غلہ لینے آتے تھے مگر آپ کسی کو خواہ وہ کتنا ہی بڑا آدمی ہو بار شتر سے زیادہ اناج نہیں دیتے تھے تاکہ تھوڑا تھوڑا سب لوگوں کو پہنچ جائے۔ لوگوں کے آپ کے پاس لمبی قطاریں لگی رہتی تھیں اور آپ سب کو دیتے تھے۔ کنعان اور شام کے باشندے بھی قحط میں مبتلا ہو گئے۔ حضرت یعقوب اور آپ کے اہل و عیال بھی قحط سے متاثر ہوئے۔ کنعان کے لوگوں کی روزی تنگ ہو گئی تو حضرت یعقوب نے اپنے بیٹوں کو غلہ لینے کے لئے مصر بھیجا اور فرمایا مجھے اطلاع ملی ہے کہ مصر کا بادشاہ بڑا صالح ہے لوگوں کے ہاتھ غلہ فروخت کرتا ہے تم بھی تیار ہو جاؤ اور مصر جا کر غلہ۔ تو آپ نے یوسف کے بھائی بنیامین کو اپنے پاس روک لیا اور دوسرے بیٹوں کو روانہ ہو جانے کا حکم دے دیا۔ (تفسیر مظہری)

حضرت یوسف علیہ السلام کی شادی اور اولاد:

اہل تاریخ کہتے ہیں کہ آپ کو خریدنے والے کا نام اطفیر تھا۔ یا تھی دنوں میں انتقال کر گیا۔ اس کے بعد بادشاہ نے اس کی بیوی راعیل سے حضرت یوسف علیہ السلام کا نکاح کر دیا۔ جب آپ ان سے ملے تو فرمایا کیا یہ اس سے بہتر نہیں جو تمہارا ارادہ تھا؟ انہوں نے جواب دیا اے صدیق مجھے ملامت نہ کیجئے، آپ کو معلوم ہے کہ میں حسن و خوبصورتی والی، مال و دولت والی عورت تھی، میرے شوہر مردمی سے محروم تھے وہ عورتوں سے مل ہی نہیں سکتے تھے۔ ادھر آپ کو قدرت نے جس حسن و جمال کے ساتھ مالا مال کیا ہے وہ بھی ظاہر ہے پس مجھے اب ملامت نہ کیجئے۔ کہتے ہیں کہ واقعی حضرت یوسف علیہ السلام نے انہیں کنواری پایا پھر ان سے آپ کے دو لڑکے ہوئے افرائیم اور میشا۔ افرائیم کے ہاں نون پیدا ہوئے جو حضرت یوشع کے والد ہیں اور رحمت نامی صاحبزادی ہوئی جو حضرت ایوب علیہ السلام کی بیوی ہیں۔ حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ عزیز کی بیوی راستے میں کھڑی تھیں جو حضرت یوسف علیہ السلام کی سواری نکلی تو بے ساختہ زبان سے نکل گیا کہ الحمدللہ شان خدا کی قربان جس نے اپنی فرمانبرداری کی وجہ سے غلاموں کو بادشاہی پر پہنچایا اور اپنی نافرمانی کی وجہ سے بادشاہوں کو غلامی پر لا کھڑا کیا۔ (تفسیر ابن کثیر)

وَجَآءَ إِخْوَةُ يُوسُفَ فَدَخَلُوا عَلَيْهِ
اور آئے بھائی یوسف کے پھر داخل ہوئے اس کے پاس
فَعَرَفَهُمْ وَهُمْ لَهُ مُنكِرُونَ ۝
تو اس نے پہچان لیا ان کو اور وہ نہیں پہچانتے

بھائیوں کا مصر میں آنا:

موضح القرآن میں ہے "جب حضرت یوسف ملک "مصر" پر مختار ہوئے خواب کے موافق سات برس خوب آبادی کی اور غلہ کا اناج جمع کرتے گئے۔ پھر سات برس کے قحط میں ایک پیمانہ باندھ کر دیا اپنے ملک والوں کو اور پردیسیوں کو سب کو ہر ایک شخص کو ایک اونٹ ... دیتے تھے۔ اس شہر قحط کنعان میں بھی پڑا ... اناج منگانے ان کے بھائی ... بیان القرآن میں ہے ... حضرت یوسف ... بھائیوں کا ... دریافت کیا ہوگا جیسا کہ سلاطین و امراء سے ملاقات کرنے میں ہوا کرتا ہے۔ ... انہوں نے یوسف علیہ السلام سے ... بیان کیا۔ ... یوسف علیہ السلام جدائی کے وقت چھوٹے بہت تھے اور بھائیوں کو پہلے سے ادھر خیال بھی نہ تھا کہ بادشاہوں

تے یہاں عام آدمیوں کی یہ عادت ہوتی ہے کہ ان کا نام نسب وغیرہ دریافت کریں، اس لئے وہ یوسف کو نہ پہچان سکے۔ (قرطبی)

اور یوسف کے حال آ گئے اور یوسف کے پاس پہنچے تو یوسف نے ان کو پہچان لیا اور وہ یوسف کو نہ پہچان سکے [illegible] بھائی یوسف کے پاس پہنچے۔ حضرت ابن عباس کا کہنا ہے کہ حضرت یوسف نے [illegible] حسن سے تمہارا [illegible] کرایا تو پہچان لیا۔

بھائی یوسف علیہ السلام کو کیوں نہ پہچان سکے:

حضرت ابن عباس نے بھائیوں کے یوسف کو نہ پہچاننے کی یہ وجہ بیان کی [illegible] حضرت یوسف اس وقت شاہی تخت پر [illegible] بھائی نہ پہچان سکے۔

احوال کی پہچان بین

حضرت یوسف نے بھائیوں کو دیکھا تو انہوں نے عبرانی زبان میں کلام کیا آپ نے فرمایا کہ تم کون لوگ ہو اور تمہارا کیا کام ہے، میں تم کو نہیں جانتا۔ بھائیوں نے کہا ہم ملک شام کے رہنے والے ہیں، قحط کی تکلیف میں [illegible] آپ کے پاس غلہ لینے آئے ہیں۔ حضرت نے فرمایا [illegible] یہاں کے احوال [illegible] جاسوس نہیں ہیں [illegible] سب ایک باپ کی اولاد ہیں [illegible] بارہ (بھائی) تھے [illegible] ایک بھائی [illegible] جنگل [illegible] ہلاک ہو گیا، باپ کی نظر میں وہ سب سے پیارا تھا، آپ نے پوچھا یہاں تم کتنے ہو [illegible] باپ کے پاس [illegible] جب [illegible] بیٹا بھائی ہمارے باپ دادا [illegible] تسلی کی خاطر [illegible] فرمایا [illegible] تم [illegible] ملک [illegible] جاننے والا کوئی نہیں ہے۔ تو حضرت یوسف نے ہر ایک کو ان کی مقدار کے مطابق ایک ایک اونٹ غلے کا دے دیا اور سب کا سامان [illegible] (تفسیر مظہری)

دس بھائی کنعان سے چل کر مصر پہنچے، یوسف علیہ السلام شاہی [illegible] کی شاہانہ [illegible] کے مالک ہونے کی حیثیت میں [illegible] تھے۔ [illegible] کی سات سال عمر میں کنواں والوں کے ہاتھ [illegible] اس وقت حضرت عبداللہ بن عباس کی روایت کے مطابق چالیس سال ہو چکے تھے۔ (قرطبی)

[illegible] تو ان سے پوچھا کہ آپ لوگ مصر کے رہنے والے نہیں آپ کی زبان کی [illegible] جب آپ یہاں کیسے پہنچے؟ انہوں نے [illegible] ہمارے ملک میں قحط عظیم ہے اور ہم نے آپ کی تعریف سن [illegible] سے غلہ حاصل کرنے چلے آئے ہیں۔ یوسف علیہ السلام نے [illegible] جاسوس ہو [illegible] بھائیوں نے [illegible] کیا کہ معاذ اللہ ہم سے یہ [illegible] نہیں ہو سکتا۔ [illegible] یعقوب علیہ السلام کے بیٹے ہیں [illegible] کنعان [illegible] ہیں۔

یوسف علیہ السلام کا ان سوالات سے مقصد [illegible] یہ تھا [illegible] جب یوسف علیہ السلام نے دریافت کیا [illegible] سوالات کے [illegible] بارہ بھائی تھے جن میں سے ایک چھوٹا بھائی جنگل میں گم ہو گیا [illegible] والد [illegible] سب سے زیادہ اسی سے محبت تھی [illegible] اس کے چھوٹے حقیقی بھائی کے ساتھ [illegible] محبت [illegible] اسی لئے اس وقت بھی [illegible] ساتھ نہیں بھیجا [illegible] ہے۔

بھائیوں کا خاص اکرام

یوسف علیہ السلام [illegible] مہمان کی حیثیت سے ٹھہرایا [illegible] مطابق غلہ دیا [illegible]

تفسیر [illegible] یوسف علیہ السلام نے شاہانہ [illegible] تھا [illegible] کسی ایک شخص کو ایک اونٹ کے بار سے زیادہ [illegible] تھے۔

[illegible] بھائیوں نے [illegible] قیمت کے طور پر [illegible]

اور بعض روایات میں ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے چہرہ پر نقاب [illegible] رکھتے تھے [illegible] جب بھائی یوسف کے سامنے [illegible] یوسف علیہ السلام نے ان کو پہچان لیا [illegible] عبرانی زبان [illegible] ان سے پوچھا کہ تم [illegible] معارف القرآن [illegible]

جو تفسیر بیان کی ... اسرائیلی روایات سے ... [illegible]

... [illegible]

خواب کا دوسرا حصہ:

[illegible]

[illegible]

فلسطین میں آپ کی شہرت:

[illegible]

وَلَمَّا جَهَّزَهُم بِجَهَازِهِمْ قَالَ ائْتُونِي

اور جب تیار کر دیا ان کو ان کا سامان ... [illegible]

بِأَخٍ لَّكُم مِّنْ أَبِيكُمْ ۚ أَلَا تَرَوْنَ أَنِّي أُوفِي

... [illegible]

الْكَيْلَ وَأَنَا خَيْرُ الْمُنزِلِينَ

... [illegible]

بنیامین کی طلب

[illegible]

[illegible]

[illegible]

پچھلے واقعات کا ظہور:

[illegible]

پھر تم اس کے آگے پیچھے دونوں کو باپ کے پاس گئے اور وہاں جا کر ان سے کہہ دیا کہ تم سے پہلے جو بھیجا سب نے کھا لیا۔ اب تو ہم پیچھے ہو گئے اور انہوں نے کہا شاید جاتے ہوئے بھاگ جو بہت کیا اس جام سے تو تمام ہی جیسا تم بادشاہ سے کہہ دیں یہ بات کچھ ہے جو آپ کو کچھ میں اس کی اصل کی اس کے کہنے کو دیکھ تو اس کی بے شعوری میں چلا جائے گا۔ (تفسیر ابن کثیر)

فَإِن لَّمْ تَأْتُونِي بِهِ فَلَا كَيْلَ لَكُمْ عِندِي

پھر اگر اس کو نہ لائے میرے پاس تو تمہارے لئے بھرتی نہیں

وَلَا تَقْرَبُونِ

میرے نزدیک اور میرے پاس نہ آئیو

نیا میں نہ آیا تو تمہیں بھی نہیں ملے گا:

یعنی نہ لائے تو سمجھا جائیگا کہ تم جھوٹ بول کر اور دھوکہ دے کر غلہ زیادہ لینا چاہتے تھے اس کی سزا یہ ہو گی کہ آئندہ تمہارا حصہ بھی ضبط ہو جائیگا۔ بلکہ میرے پاس یا میرے قلمرو میں آنے کی بھی اجازت نہ ہوگی۔ (تفسیر عثمانی)

قَالُوا سَنُرَاوِدُ عَنْهُ أَبَاهُ وَإِنَّا لَفَاعِلُونَ

بولے ہم خواہش کریں گے اس کے باپ سے اور ہم کو یہ کام کرنا ہے

یعنی گو باپ سے اس کا جدا کرنا سخت مشکل ہے پر ہم پوری کوشش کریں گے کہ باپ کو کسی تدبیر سے راضی کر لیں امید ہے کہ کسی نہ کسی طرح ہم اپنے مقصد میں کامیاب ہو کر رہیں گے۔ (تفسیر عثمانی)

وَقَالَ لِفِتْيَانِهِ اجْعَلُوا بِضَاعَتَهُمْ

اور کہہ دیا اپنے خدمت گاروں کو رکھ دو ان کی پونجی

فِي رِحَالِهِمْ لَعَلَّهُمْ يَعْرِفُونَهَا إِذَا انقَلَبُوا

ان کے اسباب میں شاید اس کو پہچانیں جب

إِلَىٰ أَهْلِهِمْ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ

پھر کر پہنچیں اپنے گھر شاید وہ پھر آ جائیں

قیمت بھی واپس کر دی:

یعنی جو پونجی دے کر غلہ خریدا تھا حکم دیا کہ وہ بھی چپکے سے ان کے اسباب میں رکھ دو تاکہ گھر جا کر جب اسباب کھولیں اور پونجی دیکھیں تو خوشی کے ساتھ قیمت بھی واپس دیکھ کر دوبارہ آئیں اور آنے کی ترغیب ہو یہ کہ ایسے کریم بادشاہ کہاں ملتے ہیں اور ممکن ہے قیمت نہ ہونے کی وجہ سے دوبارہ آنے سے مجبور رہتے اس لئے قیمت بھی واپس کر دی بعض نے کہا کہ یوسف علیہ السلام نے باپ بھائیوں سے قیمت لینا مروت اور کرم کے خلاف سمجھا۔ (تفسیر عثمانی)

قیمت واپس کرنے کی وجہ:

بعض علماء نے کہا کہ حضرت یوسف نے تحمل، احسان اور تقاضائے شرافت کے جذبہ سے یہ پوری جائز ہی تھیلا کا سامان واپس رکھوا دیا کہ وہ جانتے تھے کہ ان کا مشغول ہے یہ بات ثابت ہے کہ اس نے صلہ رحمی کی خاطر کیا اور اسی خیال سے قیمت واپس کی اور جو آدمی بعض نے کہا حضرت یوسف نے باپ اور بھائیوں سے متعلق قیمت وصول کرنا مناسب نہ سمجھا کیونکہ ایسی حالت میں کہ باپ اور بھائی تنگ دست تھے قیمت لینے کو گوارا نہیں کیا۔ بعض نے کہا یوسف کو اندیشہ تھا کہ شاید باپ کے پاس اور پونجی نہ ہو اس وجہ سے یہ لوگ دوبارہ نہ آسکیں گے۔ بعض نے کہا حضرت یوسف کو علم تھا کہ یہ لوگ دیانتدار ہیں مال دیانت سے واپس کرنے کے لئے ضرور آئیں گے کیونکہ اس مال کو اپنے لئے حلال نہ سمجھیں گے۔ (تفسیر مظہری)

فَلَمَّا رَجَعُوا إِلَىٰ أَبِيهِمْ قَالُوا يَا أَبَانَا مُنِعَ

پھر جب پہنچے اپنے باپ کے پاس بولے اے باپ روک دی گئی

مِنَّا الْكَيْلُ فَأَرْسِلْ مَعَنَا أَخَانَا نَكْتَلْ

ہم سے بھرتی سو بھیج ہمارے ساتھ بھائی کو کہ بھرتی لے آئیں

وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ

اور ہم اس کے نگہبان ہیں

یعنی یوسف کی طرح اس کے متعلق فکر نہ کیجئے۔ اب ہم پورے ہو گئے جیسا چاہئے ویسی طرح حفاظت کریں گے۔ (تفسیر عثمانی)

قَالَ هَلْ آمَنُكُمْ عَلَيْهِ إِلَّا كَمَا أَمِنتُكُمْ

کہا میں کیا اعتبار کروں تمہارا اس پر مگر وہی جیسا اعتبار کیا تھا

عَلَىٰ أَخِيهِ مِن قَبْلُ ۖ فَاللَّهُ خَيْرٌ حَافِظًا ۖ

اس کے بھائی پر اس سے پہلے، سو اللہ بہتر ہے نگہبان۔

وَهُوَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ

اور وہی ہے سب مہربانوں سے مہربان

یعقوب علیہ السلام نے فرمایا کیسے اعتبار کروں؟

[illegible]

وَلَمَّا فَتَحُوا مَتَاعَهُمْ وَجَدُوا بِضَاعَتَهُمْ

[illegible]

رُدَّتْ إِلَيْهِمْ ۖ قَالُوا يَا أَبَانَا مَا نَبْغِي ۖ هَٰذِهِ

[illegible]

بِضَاعَتُنَا رُدَّتْ إِلَيْنَا ۖ وَنَمِيرُ أَهْلَنَا وَنَحْفَظُ

[illegible]

أَخَانَا وَنَزْدَادُ كَيْلَ بَعِيرٍ

[illegible]

ذَٰلِكَ كَيْلٌ يَسِيرٌ

[illegible]

بنیامین کو لے جانے کی کوشش

[illegible]

قَالَ لَنْ أُرْسِلَهُ مَعَكُمْ حَتَّىٰ تُؤْتُونِ مَوْثِقًا

[illegible]

مِنَ اللَّهِ لَتَأْتُنَّنِي بِهِ إِلَّا أَنْ يُحَاطَ بِكُمْ

[illegible]

فَلَمَّا آتَوْهُ مَوْثِقَهُمْ قَالَ اللَّهُ عَلَىٰ مَا

[illegible]

نَقُولُ وَكِيلٌ

[illegible]

آخر کار بنیامین کو بھیج دیا

[illegible]

ہدایات وصیت کی

[illegible]

اس سے معلوم ہوا کہ اولاد سے کوئی گناہ و خطا سرزد ہو جائے تو باپ کو چاہئے کہ تربیت کرتے ان کی اصلاح کی فکر کرے، اور بالآخر جب [illegible] سے جب ہوئے ہاں اگر اصلاح سے مایوس ہو جائے اور ان کے ساتھ تعلق قائم رکھنے میں دوسروں کے دین کا ضرر محسوس ہو تو پھر قطع تعلق کر لینا مناسب ہے۔

دوسری ہدایت: اس میں معاملہ حسن ظن کی ہے کہ یہاں حضرت یعقوب علیہ السلام نے [illegible] بیٹوں کے اس تجربہ کے [illegible] ان کا معاملہ کیا [illegible] چھوٹے بھائی کو ساتھ لے جانے کی درخواست کرنے کی جرأت کر سکے۔

تیسری ہدایت: یہ بھی ہے کہ ایسی صورت میں [illegible] خطاکار کو [illegible] مناسب ہے [illegible] معاملہ [illegible] کہ تمہارا [illegible] بھائی [illegible] یعقوب علیہ السلام نے اول جملہ [illegible] کیا جیسا [illegible] یوسف کے معاملہ میں [illegible] اللہ کی حفاظت پر توکل کیا اور بچے کو ان کے ساتھ روانہ کر دیا۔

چوتھی ہدایت یہ ہے کہ کسی انسان کے عہد و حفاظت پر مکمل طور سے بھروسہ نہ کرنا چاہئے، اصل بھروسہ صرف اللہ تعالیٰ پر رہنا چاہئے وہی حقیقی کارساز اور مسبب الاسباب ہیں، اسباب کو پیدا کرنا پھر ان میں تاثیر دینا سب انہی کی قدرت میں ہے، اسی لئے یعقوب علیہ السلام نے فرمایا **فَاللّٰهُ خَيْرٌ حٰفِظًا**

تفسیر قرطبی میں ہے کہ [illegible] حضرت یعقوب علیہ السلام نے [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible] مجھے قسم ہے میری عزت و جلال کی کہ اب میں آپ کے دونوں بیٹوں کو آپ کے پاس واپس پہنچا دوں گا۔

پانچواں مسئلہ: [illegible] بچے کا سامان [illegible] ان کے سامان میں [illegible] رکھ دیا ہے تو [illegible] تصرف کرنا جائز ہے [illegible] حضرت یعقوب علیہ السلام نے اس رقم کی واپسی [illegible] شاید [illegible] بھول سے [illegible] اس کا استعمال [illegible] نہیں۔

چھٹا مسئلہ: اس میں یہ ہے کہ کسی شخص کو کسی [illegible] حلف لینا جائز ہے جس کا پورا کرنا اس کے قبضہ میں ہو جیسے حضرت یعقوب علیہ السلام نے بیٹوں سے [illegible] قسم [illegible] اس معاہدہ سے مستثنیٰ کر دیا [illegible] خود [illegible] ہیں۔ اس لئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے جب صحابہ کرام نے [illegible] اطاعت کا عہد لیا تو خود اس میں استطاعت کی قید لگا دی یعنی جہاں تک ہماری قدرت و استطاعت میں داخل ہے ہم آپ کی پوری اطاعت کریں گے۔

ساتواں مسئلہ: [illegible] اس سے معلوم ہوتا ہے کہ [illegible] بالکل جائز ہے [illegible] کسی مقصد [illegible] کی حفاظت [illegible] درست ہے۔ (قرطبی)

وَقَالَ يٰبَنِيَّ لَا تَدْخُلُوْا مِنْۢ بَابٍ

اور کہا اے بیٹو نہ داخل ہونا ایک دروازہ سے

وَّاحِدٍ وَّادْخُلُوْا مِنْ اَبْوَابٍ مُّتَفَرِّقَةٍ

اور داخل ہونا کئی دروازوں سے جدا جدا

وَمَآ اُغْنِيْ عَنْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ اِنِ

اور میں نہیں بچا سکتا تم کو اللہ کی کسی بات سے

الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَعَلَيْهِ

حکم کسی کا نہیں سوائے اللہ کے اسی پر مجھ کو بھروسہ ہے اور اسی پر

فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُوْنَ

چاہئے بھروسہ کرنے والوں کو

نظر بد اور حسد وغیرہ سے حفاظت

برادران یوسف جب [illegible] تمام [illegible] بلا امتیاز شہر میں داخل ہو گئے تھے [illegible] یوسف علیہ السلام کی خاطر [illegible] لوگوں کی نظر [illegible] یوسف کی [illegible] حفاظت [illegible] یعقوب علیہ السلام [illegible] (یوسف) کی طرف [illegible]

کہ ان سے ٹال نہیں سکتا تھا لیکن یعقوب کے جی میں ایک ارمان تھا جو ایک حقیقت ہے (وہ ارمان یعقوب علیہ السلام کے بیٹوں کی حفاظت کا تھا جس کو انہوں نے ظاہر کر دیا) یعقوب علیہ السلام نے بیٹوں کو نظر بد اور حسد وغیرہ سے بچانے کے لئے یہ علیحدہ علیحدہ داخل ہونے کی تلقین فرمائی جو ظاہری تدبیر کے معمولی حیثیت سے تھی کہ مختلف دروازوں سے داخل ہوں کیونکہ ظاہری تدبیر کرنا بھی اللہ کی طرف سے مامور ہے مگر تدبیر پر بھروسہ نہ کرنا کیونکہ تدبیر کے فیصلہ الٰہی پر کچھ اثر نہیں، حکم صرف خدا کا چلتا ہے، سب تدبیرات حکم الٰہی کے مقابلہ میں بیکار ہیں۔ ہاں ظاہری تدبیر کرنا بھی اسی نے تعلیم کیا ہے اور جائز ہے، آدمی کو چاہئے کہ تدبیر کرے مگر بھروسہ خدا پر رکھے کہ یہ تدبیر کسی طرح تقدیر کو بدل نہیں سکتی، حفاظت بھی اسی کی طرف سے ہے۔ (تفسیر روح)

(پھر جب حضرت یعقوب کے پاس سے جانے لگے تو) یعقوب نے کہا میرے بیٹو شہر کے ایک دروازہ سے مت (سب ساتھ جانا) بلکہ علیحدہ علیحدہ دروازوں سے جانا۔ حضرت یعقوب کے دس بیٹے بڑے حسین و تندرست بھی تھے، بہت خوبصورت، جوان تھے اور ملک مصر کے نزدیک ان کی عزت اور وقار تھا، اس وجہ سے حضرت یعقوب کو خیال ہوا کہ کہیں (ایک ہی جگہ سب داخل ہوتے دیکھ کر) کسی کی نظر نہ لگ جائے۔

حضرت عائشہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا احتیاط تقدیر سے نہیں بچاتی۔ روایت کیا ہے امام احمد نے حضرت عائشہ کی روایت سے اور بزار نے حضرت ابوہریرہ کی روایت سے ایسی ہی حدیث نقل کی ہے۔ (تفسیر مظہری)

معارف و مسائل

آیات مذکورہ میں بیان ہے کہ یوسف علیہ السلام کے چھوٹے بھائی کو ساتھ لے کر دوبارہ یہ لوگ مصر کو روانہ ہوئے، اس وقت حضرت یعقوب علیہ السلام نے مصر میں داخل ہونے کے لئے ایک خاص وصیت یہ فرمائی کہ جب تم گیارہ بھائی مصر پہنچو تو شہر کے ایک ہی دروازہ سے سب داخل نہ ہونا بلکہ شہر پناہ کے مختلف دروازوں سے متفرق ہو کر داخل ہونا۔

سبب اس وصیت کا یہ اندیشہ تھا کہ یہ سب تو جوان اور ماشاء اللہ حسین و تندرست، صاحب جمال اور صاحب وجاہت تھے، جب لوگوں کو یہ معلوم ہوگا کہ یہ سب ایک ہی باپ کی اولاد اور بھائی بھائی ہیں تو کسی کی نظر لگ جائے جس سے ان کو کوئی تکلیف پہنچے یا یہ کہ بہت سے آدمیوں کا جتھا دیکھ کر لوگوں کو حسد ہو اور تکلیف پہنچائیں۔

حضرت یعقوب علیہ السلام نے ان کو یہ وصیت پہلی مرتبہ نہیں کی، دوسرے مرتبہ ہی کی ہے، کیونکہ پہلی مرتبہ یہ لوگ اپنی ایک بے سروسامانی اور خستہ حالت میں آئے تھے، کوئی ان کو پہچانتا نہ تھا، اور حکومت کی طرف سے ان پر کوئی خاص توجہ نہ تھی، مگر اب پہلی ہی مرتبہ میں ملک مصر کے عزیز نے ان کا غیر معمولی اکرام کیا جس سے یہ لوگ حکومت کی اور عوام کی نظروں میں آ گئے، اس وقت نظر لگ جانے کا خطرہ ہو گیا اور خصوصاً اس وجہ سے کہ پہلا صدمہ یوسف کا اٹھا چکے تھے اب چھوٹے بیٹے کو ساتھ بھیجنا بھی دل پر گراں تھا اس لئے اس مرتبہ یہ وصیت فرمائی۔

نظر بد کا اثر حق ہے:

اس سے معلوم ہوا کہ انسان کی نظر لگ جانا اور اس سے کسی دوسرے انسان یا جانور وغیرہ کو تکلیف یا نقصان پہنچ جانا حق ہے، محض جاہلانہ وہم و خیال نہیں اسی لئے حضرت یعقوب علیہ السلام کو اس کی فکر ہوئی۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اس کی تصدیق فرمائی ہے، ایک حدیث میں ہے کہ نظر بد ایک انسان کو قبر میں اور ایک اونٹ کو ہنڈیا میں داخل کر دیتی ہے، اسی لئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جن چیزوں سے پناہ مانگی اور امت کو پناہ مانگنے کی تعلیم فرمائی ہے ان میں من کل عین لامۃ بھی ہے یعنی پناہ مانگتا ہوں نظر بد سے۔ (قرطبی)

نظر بد کا علاج:

صحابہ کرام میں سہل بن حنیف کا واقعہ معروف ہے کہ انہوں نے ایک موقع پر غسل کرنے کے لئے کپڑے اتارے تو ان کے سفید رنگ تندرست بدن پر عامر بن ربیعہ کی نظر پڑ گئی اور ان کی زبان سے نکلا کہ میں نے تو آج تک اتنا حسین بدن کسی کا نہیں دیکھا، یہ کہنا تھا کہ فوراً سہل بن حنیف کو شدید بخار چڑھ گیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب اس کی اطلاع ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ علاج تجویز کیا کہ عامر بن ربیعہ کو حکم دیا کہ وہ وضو کریں اور وضو کا پانی کسی برتن میں جمع کریں، یہ پانی سہل بن حنیف کے بدن پر ڈالا جائے، ایسا ہی کیا گیا تو فوراً بخار اتر گیا اور وہ بالکل تندرست ہو گئے، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عامر بن ربیعہ کو تنبیہ فرمائی، اس واقعہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عامر بن ربیعہ کو یہ بھی فرمایا

علام یقتل احدکم اخاہ الا برکت ان العین حق

یعنی کوئی آدمی اپنے بھائی کو کیوں قتل کرتا ہے، تم نے ایسا کیوں نہ کیا کہ جب ان کا بدن تمہیں خوب نظر آیا تو برکت کی دعا کر دیتے، نظر کا لگ جانا حق ہے۔

اچھی چیز میں برکت کی دعا کرو

اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جب کسی شخص کو کسی دوسرے کی جان

[illegible]

تقدیر کا لکھا پورا ہو کر رہا

[illegible]

وَلَمَّا دَخَلُوا مِنْ حَيْثُ أَمَرَهُمْ أَبُوهُم

[illegible]

مَّا كَانَ يُغْنِي عَنْهُم مِّنَ اللَّهِ مِن شَيْءٍ إِلَّا

[illegible]

حَاجَةً فِي نَفْسِ يَعْقُوبَ قَضَاهَا ۚ وَإِنَّهُ

[illegible]

لَذُو عِلْمٍ لِّمَا عَلَّمْنَاهُ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ

[illegible]

لَا يَعْلَمُونَ

[illegible]

احکام و مسائل

[illegible]

ڈال لیا گیا) تقدیر دفع نہیں ہوتی۔ مومن کو علم ہے ان کو تقدیر کا یقین اور اسباب کا بچاؤ دونوں حاصل ہو سکتے ہیں لیکن سب سے ایک علاقہ ہے۔ صرف اسباب پر نگاہ کر کے تقدیر کا انکار کر بیٹھنا ہے یا تقدیر پر یقین رکھنے کے بہانے سے اسباب کو معطل کر دیا جائے۔ عارف اور باخبر لوگ تقدیر و تدبیر دونوں کو برابر ملحوظ رکھتے ہیں۔

وَلَمَّا دَخَلُوا عَلَىٰ يُوسُفَ آوَىٰ إِلَيْهِ أَخَاهُ
اور جب داخل ہوئے یوسف کے پاس اپنے پاس رکھا اپنے بھائی کو
قَالَ إِنِّي أَنَا أَخُوكَ فَلَا تَبْتَئِسْ بِمَا كَانُوا
کہا تحقیق میں ہوں بھائی تیرا سو غمگین مت ہو ان کاموں سے جو
يَعْمَلُونَ
انہوں نے کیے ہیں

راز و نیاز کی باتیں:

حضرت یوسف نے بنیامین کے ساتھ "خصوصی" معاملہ کیا اور خلوت میں آہستہ سے آگاہ کر دیا کہ میں تمہارا حقیقی بھائی (یوسف) ہوں۔ جن ظالم بھائیوں نے ستم پر کمر باندھی کہ مجھے باپ سے جدا کر کے کنوئیں میں ڈالا۔ ... باپ بھائی وغیرہ ... کے سب میں ... اب جہاں آ گئے ہو تمہارے ساتھ کوئی سختی کی ان باتوں سے غمگین مت ہو ... ہمارے سب غم غلط ہو جائیں اور ... کے بعد حق تعالیٰ راحت و عزت نصیب فرمائے۔ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں "اس بھائی کو حضرت یوسف نے ... سے بلایا اور اس کو ... آپس میں ... بات پر ... اور ... حضرت یوسف نے تسلی کر دی"۔ (موضح)

بنیامین کے ساتھ خصوصی معاملہ:

وَلَمَّا دَخَلُوا عَلَىٰ يُوسُفَ اور جب برادران یوسف، یوسف کے پاس پہنچے تو کہا آپ نے جو بھائی کو لانے کا حکم دیا تھا ہم اس کو لے آئے ہیں۔ حضرت یوسف نے کہا تم نے بہت اچھا کیا اور تم کو عنقریب اس کا اچھا بدلہ ملے گا پھر آپ نے ان کو عزت اور اکرام کے ساتھ ٹھہرایا اور ان کی مہمانی کی اور دسترخوان بچھوایا اور حکم دیا کہ (دو دو ساتھ) بیٹھیں (یعنی دو دو شریک ہو جائیں) حکم کی تعمیل کی گئی (اور دو دو بیٹھ گئے) بنیامین تنہا رہ گئے اور رونے لگے اور کہنے لگے اگر میرا بھائی یوسف زندہ ہوتا تو مجھے اپنے ساتھ بٹھاتا۔ حضرت یوسف نے فرمایا تمہارا بھائی اکیلا رہ گیا ہے میں اس کو اپنے ساتھ بٹھاؤں گا۔ چنانچہ آپ نے بنیامین کو اپنے ساتھ دسترخوان پر بٹھا لیا۔ پھر رات ہوئی تو آپ نے بستر لانے کا حکم دے دیا اور فرمایا ہر دو بھائی ایک بستر پر ساتھ سو جائیں۔ بنیامین اس وقت بھی تنہا رہ گئے تو حضرت نے فرمایا یہ میرے ساتھ میرے بستر پر سو جائے گا۔ رات بھر بنیامین یوسف سے چمٹے رہے اور ان کی خوشبو سونگھتے رہے صبح تک یہی کرتے رہے۔ صبح ہوئی تو (بھائیو) ہم نے تو کبھی یہ بات نہیں دیکھی ... بادشاہ مصر ... اور بنیامین پر خصوصی عنایت۔ آخر حضرت یوسف نے بھائیوں سے فرمایا کہ ... ہے اس ... اس کے ... ہے ... تم ... سے بعد آپ ... اس ... کا حکم یا اور فرمایا ... ۔

آوَىٰ إِلَيْهِ أَخَاهُ اور اپنے ساتھ اپنے بھائی (بنیامین) کو جگہ دی۔ اور اپنے ہی ساتھ ان کو ٹھہرایا۔ جب تنہائی میسر آئی اور تنہائی کا وقت آیا تو بنیامین سے پوچھا تمہارا کوئی ماں جایا بھائی ہے؟ بنیامین نے ... یوسف سے پوچھا بنیامین کا کیا ہوا۔ بنیامین نے کہا مر گیا (حسب محل کی حالت میں بنیامین کی والدہ کا انتقال ہو گیا تھا) حضرت یوسف نے کہا کیا تم پسند کرو گے کہ تمہارے مرحوم بھائی کی جگہ میں تمہارا بھائی بن جاؤں بنیامین نے کہا بادشاہ جیسا بھائی کس کو نصیب ہے لیکن آپ یعقوب اور راحیل کے بیٹے نہیں ہیں یہ سن کر حضرت یوسف رو پڑے اور ان کو گلے لگا لیا اور

قَالَ إِنِّي أَنَا أَخُوكَ کہا میں (حقیقت میں) تمہارا بھائی ہوں یعنی یوسف ہوں۔

فَلَا تَبْتَئِسْ بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ اب تم ان کی ان حرکات سے رنجیدہ نہ ہو جو (ماضی میں) ہمارے ساتھ یہ لوگ کرتے رہے ہیں۔ ... تم ... معاملہ میں سے تم ... ہے اس کی خبر ان کو نہ دینا۔ اس کے بعد آپ نے ہر بھائی کو ایک بار شتر غلہ دے دیا اور بنیامین کو بھی اس نے ... واپس ... دیا۔ (تفسیر مظہری)

فَلَمَّا جَهَّزَهُم بِجَهَازِهِمْ جَعَلَ السِّقَايَةَ
پھر جب تیار کر دیا ان کے واسطے اسباب
فِي رَحْلِ أَخِيهِ ثُمَّ أَذَّنَ مُؤَذِّنٌ أَيَّتُهَا
ان کا رکھ دیا پینے کا پیالہ اسباب میں اپنے بھائی کے پھر پکارا پکارنے
الْعِيرُ إِنَّكُمْ لَسَارِقُونَ
والے نے اے قافلہ والو تم تو البتہ چور ہو

سگے بھائی کی محبت کی مجبوری:

یعنی اب یوسف علیہ السلام نے حکم دیا کہ ان کو غلہ دیا جائے اور سب سرتیار کیا گیا تو ایک بوری کے اندر اپنے بھائی بنیامین کے اسباب میں بلا اطلاع رکھ دیا۔ جس وقت قافلہ روانہ ہونے لگا تو کسی نے آواز لگائی تو ان کا قافلہ تھوڑی دور نکلا تھا کہ قافلہ کے پیچھے سے آواز دی گئی کہ تم لوگ بے شک چور ہو۔

(تنبیہ) حضرت یوسف کے حکم سے منادی نے یہ خطاب کیا کہ کیا ان کا مال ان کے باپ کی چوری سے پہلے بھی ثابت تھا۔ (تفسیر) برتن کیسا تھا:

فَلَمَّا جَهَّزَهُمْ بِجَهَازِهِمْ جَعَلَ السِّقَايَةَ فِيْ رَحْلِ اَخِيْهِ

جب ان کو سامان دے کر تیار کر دیا تو پانی پینے کا کٹورا اپنے بھائی (بنیامین) کے سامان میں رکھ دیا۔ یعنی غلاموں کو حکم دے دیا کہ کٹورا بنیامین کے سامان میں چھپادیں، چنانچہ انہوں نے چھپا دیا۔

سقایہ اور صواع دونوں سے مراد ایک ہی چیز ہے۔ سقایہ پانی پینے کا برتن جس میں بادشاہ پانی پیتا تھا۔ حضرت ابن عباس نے فرمایا یہ برتن زبرجد کا تھا۔ کسی نے کہا وہ سونے کا تھا، کسی نے کہا چاندی کا تھا مگر صحیح قول یہ ہے کہ اس کا تعلق حضرت یوسف نے اس کو صاع کا درجہ دے رکھا تھا جس میں آپ پانی بھی پیتے تھے۔ سدی نے کہا بھائی کے سامان میں رکھا، پوشیدہ طور پر اور بعض نے بتایا کہ بھی کہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ جب حضرت یوسف نے بنیامین سے کہا میں تمہارا بھائی ہوں تو بنیامین نے کہا اب تو میں آپ کو چھوڑ کر نہیں جاؤں گا۔ آپ نے فرمایا مجھے اندیشہ ہے کہ میری وجہ سے باپ کو غم ہوگا اور اب اگر میں تم کو روک لوں کا تو ان کا غم اور بڑھ جائے گا اور جب تک میں تم کو بدنام کر کے مشہور نہ کر دوں اس کا طریقہ چوری کی تمہاری طرف نسبت کرنا ہے اور اس حرکت کا مرتکب قرار دے دوں اس وقت تک میں تم کو روک بھی نہیں سکتا (روک لینے کی کوئی قانونی صورت نہیں) بنیامین نے کہا جو کچھ بھی ہو مجھے پرواہ نہیں جو بات آپ چاہیں کریں، میں آپ کے ساتھ ہوں۔ حضرت یوسف نے کہا تو میں پیالہ تمہارے سامان میں پوشیدہ کر کے رکھ دوں گا پھر تم پر چوری کا الزام قائم کروں گا تاکہ تم کو روک سکوں (اور واپس نہ جانے دوں)۔ اس کے بعد پھر کوئی الزام ہے نہ مشکل ہوگی جیسا کہ آپ چاہتے ہیں ویسا ہی کروں گا۔

قافلے کی روانگی:

ثُمَّ اَذَّنَ مُؤَذِّنٌ اَيَّتُهَا الْعِيْرُ اِنَّكُمْ لَسٰرِقُوْنَ

کیا آپ اللہ ہی کے لئے اس قدر جانتے ہیں کہ (الخ)

اور اللہ بھی اسی طرح ہے واللہ تعالیٰ اعلم (تفسیر)

ایک صحابی کا واقعہ ہے کہ ایک مرتبہ تنگی میں تھے آواز آئی کہ کیا ہو گیا ان سے پیچھے کوئی دوڑا کسی نے پیچھے سے تنگ کیا ... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو ماشاء اللہ اور کہو ... جب ... کسی میں ... کا ... یہ ... ہے۔

یوسف علیہ السلام نے بنیامین کو اپنا بھائی یوسف ہوں بتلایا تو بنیامین ساتھ رہنے پر راضی ہو گئے کیونکہ اب کسی سے کچھ نہ رہا تھا۔ بھائیوں نے جب کہا کہ اب ہم اللہ کی وجہ سے اور ... تم کو لے کر منزل پر پہنچ گئے ... اور ... کے شہر کا قصد ہے بنیامین نے بات پر ... خوشی ... اور ... جانے پر ... تھے۔

کیا کیا دکھ ... ہیں یہ دل کے ... بے حساب
خوشی ... اور ... رحمت ... پر ... کے ... تاب

یوسف علیہ السلام سے بنیامین کو تسلی ہوئی اور وہ کب سے ... اپنے پاس رکھنے کی تدبیر کریں گے۔

حیلہ اور توریہ کا مسئلہ:

قرآن کریم کا یہ ارشاد جَعَلَ السِّقَايَةَ فِيْ رَحْلِ اَخِيْهِ اس امر کی دلیل ہے کہ کسی جائز غرض کے حصول کے لئے تدبیر کرنا جو بظاہر بالکل حق یا مطلق باطل کے ہے جائز ہے اور یہی فقہا کا مذہب ہے کہ حق اور حکم کے موافق ہے نکلنے کے لئے حیلہ ہے تو ... حیلہ سے ... حضرت ابراہیم کا قول بَلْ فَعَلَهٗ كَبِيْرُهُمْ قرآن کریم میں مذکور ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے اور ... کا ... کرنے ... کی اجازت دی ... سے ... ہے اس ... کو ایک قسم کا حیلہ کی ... ثابت ... حیلہ ... میں ... اور یوسف علیہ السلام کا حیلہ بھی بھائی نے سامان میں رکھ کر ... بحکم خداوندی ہی تھا۔ كَذٰلِكَ كِدْنَا لِيُوْسُفَ صراحت اس کی وضاحت کرتا ہے کہ یہ حیلہ اللہ ... حکمت ... اور ان کی مرضی کے مطابق تھا اور اس نے ... حق تعالیٰ کو ... نَرْفَعُ دَرَجٰتٍ مَّنْ نَّشَآءُ ۗ وَفَوْقَ كُلِّ ذِيْ عِلْمٍ عَلِيْمٌ ... کہ اس قسم کا حیلہ ... کرتا ہے جس ... اللہ تعالیٰ کی طرف سے ... حکم ... حضرت ... اور ... حکم ... رخ ... ہے

اور قرآن کریم میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایوب علیہ السلام کو حکم دیا وَخُذْ بِيَدِكَ ضِغْثًا فَاضْرِب بِّهِ وَلَا تَحْنَثْ "پکڑ لے اپنے ہاتھ میں تنکوں کا ایک مٹھا اور اس سے مار اور قسم نہ توڑ" یہ بھی ایک قسم کا حیلہ تھا جس کا اللہ تعالیٰ نے ایوب علیہ السلام کو حکم دیا اور حضرت امام اعظم نے حیلہ کے متعلق فرمایا ... جائز کہتے ہیں ... حضرت ... علیہ السلام کے اس حیلہ کو ... (تفسیر مظہری)

قَالُوا وَأَقْبَلُوا عَلَيْهِم مَّاذَا تَفْقِدُونَ ﴿٧١﴾
کہنے لگے منہ کر کے ان کی طرف تمہاری کیا چیز گم ہوگئی

یعنی ہم کو خواہ مخواہ چور کیوں بناتے ہو، اگر تمہاری کوئی چیز گم ہوئی ہے تو بتلاؤ (ہم کبھی گئے نہیں ہو) ہمارے اسباب میں تلاش کر لو۔ (تفسیر عثمانی)

قَالُوا نَفْقِدُ صُوَاعَ الْمَلِكِ وَلِمَن جَاءَ بِهِ
بولے ہم نہیں پاتے بادشاہ کا پیمانہ اور جو کوئی اس کو لاوے اس کو ملے
حِمْلُ بَعِيرٍ وَأَنَا بِهِ زَعِيمٌ ﴿٧٢﴾
ایک بوجھ اونٹ کا اور میں ہوں اس کا ضامن

ملازمین نے کہا بادشاہ کے پانی پینے کا پیالہ یعنی ناپنے کا پیمانہ گم ہو گیا ہے۔ اگر چہ وہ تلاش میں ہیں، مگر جو کوئی شخص حاضر کر دے گا تو غلہ کا ایک اونٹ انعام دیا جائے گا، میں اس کا ذمہ دار ہوں۔ (تفسیر مظہری)

قَالُوا تَاللَّهِ لَقَدْ عَلِمْتُم مَّا جِئْنَا لِنُفْسِدَ فِي
بولے قسم اللہ کی تم کو معلوم ہے ہم شرارت کرنے کو نہیں آئے
الْأَرْضِ وَمَا كُنَّا سَارِقِينَ ﴿٧٣﴾
ملک میں اور نہ ہم کبھی چور تھے

یعنی مصر میں ہمارا چال چلن ... معلوم ہے کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ ہم نے یہاں کبھی کوئی شرارت کی؟ ہم شریروں کے لئے یہاں آئے اور چوروں کے ... سے ہیں۔ (تفسیر عثمانی)

قَالُوا فَمَا جَزَاؤُهُ إِن كُنتُمْ كَاذِبِينَ ﴿٧٤﴾
بولے پھر کیا سزا ہے اس کی اگر تم نکلے جھوٹے

ملازمین نے کہا کہ اگر تم لوگ جھوٹے ثابت ہوئے، اگر مال مسروقہ تمہارے پاس سے برآمد ہو گیا تو کیا سزا ہوگی۔ (تفسیر مظہری)

قَالُوا جَزَاؤُهُ مَن وُجِدَ فِي رَحْلِهِ فَهُوَ
کہنے لگے اس کی سزا یہ ہے کہ جس کے اسباب میں سے ہاتھ آئے
جَزَاؤُهُ ۚ كَذَٰلِكَ نَجْزِي الظَّالِمِينَ ﴿٧٥﴾
وہی اس کے بدلے میں جائے ہم یہی سزا دیتے ہیں ظالموں کو

اس دور میں چوری کی سزا شریعت ابراہیمی میں چور کی سزا تھی یعنی جس کے پاس سے چوری نکلے وہ ایک سال تک غلام ہو کر رہے۔ برادران یوسف نے اپنے قانون شرعی کے موافق یہ سزا تجویز کر دی چونکہ انہیں یقین تھا کہ ہم چور نہیں، نہ چوری کا مال ہمارے پاس سے برآمد ہو سکتا ہے اس طرح اپنے اقرار سے قید ہو گئے۔ (تفسیر عثمانی)

فَبَدَأَ بِأَوْعِيَتِهِمْ قَبْلَ وِعَاءِ أَخِيهِ ثُمَّ
پھر شروع کیں یوسف نے ان کی خرجیاں دیکھنی اپنے بھائی کی خرجی
اسْتَخْرَجَهَا مِن وِعَاءِ أَخِيهِ ۚ
سے پہلے آخر کو وہ برتن نکالا اپنے بھائی کی خرجی سے

پیالہ برآمد ہو گیا۔

یعنی اس گفتگو کے بعد ملازمین ان کو عزیز مصر (یوسف علیہ السلام) کے پاس لے گئے اور سب ماجرا کہہ سنایا انہوں نے تفتیش کا حکم دیا۔ پہلے دوسرے بھائیوں کی خرجیاں (تھیلیں اور اسباب وغیرہ) دیکھے گئے۔ پیالہ برآمد نہ ہوا۔ آخر میں بنیامین کے اسباب کی تلاشی ہوئی چنانچہ پیالہ اسی میں سے نکل آیا۔ (تفسیر عثمانی)

فَبَدَأَ بِأَوْعِيَتِهِمْ قَبْلَ وِعَاءِ أَخِيهِ یعنی اپنے بھائی کے تھیلے سے پہلے دوسرے بھائیوں کے تھیلوں کی تلاشی شروع کی یعنی بنیامین کے سامان کی تلاشی سے پہلے ایک ایک کر کے بھائیوں کے سامان کی تلاشی لی اور انہیں کی تلاشی سے آغاز کیا تا کہ کسی کو شبہ نہ ہو ... کہ ہم سے بہانہ بنایا گیا ہے کہ جب بھی کسی کے سامان کو کھولتے اور اس کے تھیلے کے اندر دیکھتے تو جھوٹی تہمت لگانے کے گناہ کے خوف سے استغفر اللہ کہتے تھے (کیونکہ جانتے تھے کہ یہ ... بے قصور ہیں) جب سب کی تلاشی ہو چکی اور صرف بنیامین باقی رہا تو بولے میرے خیال میں اس نے نہیں لیا ہوگا

[illegible]

بنیامین کو بھائیوں کی ملامت:

[illegible]

كَذٰلِكَ كِدْنَا لِيُوسُفَ

[illegible]

مَا كَانَ لِيَأْخُذَ أَخَاهُ فِي دِينِ الْمَلِكِ إِلَّا

[illegible]

أَنْ يَشَاءَ اللَّهُ

[illegible]

یہ تدبیر اللہ نے کی:

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

نَرْفَعُ دَرَجَاتٍ مَنْ نَشَاءُ

[illegible]

اللہ کی کارسازی:

[illegible]

معارف و مسائل

[illegible]

وَفَوْقَ كُلِّ ذِي عِلْمٍ عَلِيمٌ

[illegible]

[illegible]

احکام و مسائل

[illegible]

[illegible]

دوسرے نَرْفَعُ دَرَجٰتٍ سے معلوم ہوا کہ کسی شخص کی دوسرے شخص کی طرف … ایسی صورت کا … جیسے فقہا … ہے کہ … حق کو اختیار … ہے کہ وہ بجائے اصل … سے یا ضابطے … سے جس … کر سکتے ہیں اگر … اصول پایہ … کوئی … جس قدر وہاں اس سے لیا گیا ہے وہ اصل صورت سے … (تفسیر قرطبی ملخصاً)

تیسرے كَذٰلِكَ كِدْنَا لِيُوْسُفَ سے معلوم ہوا کہ کسی شرعی مصلحت کی وجہ سے معاملہ کی صورت میں کوئی ایسی تبدیلی اختیار کرنا جس سے احکام بدل جائیں جس کو فقہا کی اصطلاح میں حیلہ شرعیہ کہا جاتا ہے یہ شرعاً جائز ہے بشرطیکہ اس سے شرعی احکام کا ابطال لازم نہ آتا ہو ورنہ ایسے حیلے بالاتفاق حرام ہیں جیسے زکوٰۃ سے بچنے کیلئے کوئی حیلہ کرنا رمضان سے پہلے کوئی غیر ضروری سفر اس لئے اختیار کرنا کہ روزہ نہ رکھنے کی گنجائش مل جائے بالاتفاق حرام ہے ایسے ہی حیلے کرنے پر بعض اقوام پر عذاب بھی آیا ہے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے حیلوں سے منع فرمایا ہے اور باتفاق امت حرام ہیں … کرنے سے کوئی کام جائز نہیں ہو جاتا بلکہ دوہرا گناہ لازم آتا ہے ایک تو اصل ناجائز کام کا دوسرے یہ ناجائز حیلہ ایک حیثیت سے اللہ اور رسول کے ساتھ چالبازی کا معاملہ ہے اسی طرح کے حیلوں کے ناجائز ہونے کو امام بخاری نے کتاب الحیل میں ثابت کیا ہے۔ (ملخصاً)

وَفَوْقَ كُلِّ ذِيْ عِلْمٍ عَلِيْمٌ

اور ہر جاننے والے سے اوپر ہے ایک جاننے والا

یعنی دنیا میں ایک آدمی سے زیادہ اور دوسرے سے زیادہ تمیز جاننے والے ہیں مگر سب سے اوپر وہ ایک جاننے والا ہے جسے "عالم الغیب والشہادۃ" کہتے ہیں۔

یوسف علیہ السلام نے خلاف واقعہ کچھ نہیں کہا

(تنبیہ) واضح ہو کہ اس تمام واقعہ میں حضرت یوسف علیہ السلام کی زبان سے کوئی لفظ خلاف واقعہ نہیں نکلا، نہ کوئی حرکت خلاف شرع ہوئی زیادہ سے زیادہ انہوں نے "توریہ" کیا "توریہ" کا مطلب ہے کہ ایسی بات کہنا جس سے سمجھنے والے کے ذہن میں ایک ظاہری اور قریبی مطلب آئے لیکن متکلم کی مراد دوسرا غیر ظاہری مطلب ہو … توریہ کسی نیک اور محمود مقصد کے لئے کیا جائے تو اس کے جائز بلکہ محمود ہونے میں شبہ نہیں … کسی … غرض … تو یہ … نہیں …

اور طرح … یہاں حق تعالیٰ کا منشاء یہ تھا کہ یعقوب علیہ السلام کے صبر و امتحان کی تکمیل کر دی جائے۔ یوسف کے بعد بنیامین کو بھی ان سے جدا کر … کے بچھڑے ہوئے دونوں حقیقی بھائی آپس میں مل جائیں۔ یوسف کو … سے ملا لئے کے بعد … بھائی … سب کچھ … دوسری طرف بنیامین یوسف سے جو … چھوڑ کر … علیہ السلام کو … توریہ کرنے کی اجازت ہوئی جس سے پیالہ … کے اسباب میں رکھا۔ … کی چوری کا الزام … قانون کو چوری کی سزا میں … ہیں … چال … بنیامین نے … اپنے بھائی کے پاس … کے ساتھ … اپنے … امتحان کئے جن کے … تدبیر … حکمت کی نسبت اگر … تو … اصل مقصد فوت ہو جاتا۔ واللہ اعلم۔ (تفسیر عثمانی)

علمی برتری

وَفَوْقَ كُلِّ ذِيْ عِلْمٍ عَلِيْمٌ "اور ہر جاننے والے سے اوپر ہے ایک جاننے والا" … مرتبہ … زیادہ … ہے یہ … کا کلیہ ہے بہت … علم رکھنے والا (مراد … ہر ذی علم مخلوق سے اوپر دوسری ذی علم مخلوق ہے۔ … نبوت کی حیثیت سے … حضرت خضر … حضرت موسیٰ پر علمی فوقیت حاصل تھی (اگرچہ حضرت موسیٰ کی برتری … صاحب شریعت تھے اور حضرت خضر پر علمی برتری رکھتے تھے مگر بعض کائناتی واقعات کا انکشاف حضرت خضر کو تھا حضرت موسیٰ کو نہ تھا) اسی بنا پر حضرت خضر نے حضرت موسیٰ سے کہا تھا موسیٰ جو علم مجھے اللہ نے عطا فرمایا ہے اس سے تم واقف ہو اور جو علم تم کو اللہ نے عطا فرمایا ہے اس کو میں نہیں جانتا۔ یہ حدیث بخاری نے حضرت خضر و موسیٰ کے طویل قصہ کے ذیل میں نقل کی ہے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تم اپنی دنیا کے کاموں (دنیوی امور) کو مجھ سے زیادہ جانتے ہو۔ آیت کا یہ مطلب نہیں ہے کہ کوئی شخص ہر اعتبار سے اور ہر حیثیت سے دوسرے سے بڑھ کر ہو … تسلسل علمی لازم آئے گا … جائے اور ہر جزئی مخلوق میں باہم علمی برتری اور کامل برتری کا سلسلہ قائم کیا جائے تو یہ برتری کہاں جا کر ختم ہوگی۔ علمی تسلسل کا … ہے) حضرت ابن عباس نے فرمایا ہر عالم کے اوپر دوسرا عالم ہے اور یہ سلسلہ اللہ کی ذات پر جا کر ختم ہوتا ہے یعنی اللہ ہر عالم سے بڑھ کر عالم ہے۔ (تفسیر مظہری)

قَالُوْٓا اِنْ يَّسْرِقْ فَقَدْ سَرَقَ اَخٌ لَّهٗ مِنْ

کہنے لگے کہ اگر اس نے چرایا تو چوری کی تھی اس کے ایک بھائی نے بھی

قَبْلُ

اس سے پہلے

بھائیوں نے اپنا دامن صاف کر دکھایا:

یہ اشارہ یوسف علیہ السلام کی طرف تھا۔ اپنی بے گناہی جتانے کے لئے محض باتیں کرتے تھے۔ بنیامین کے جرم کو [illegible] واقعہ کے بعد بھی یوسف معصوم پر جھوٹی تہمت لگانے سے نہ شرمائے۔ مفسرین نے اس موقع پر کئی قصے بیان کئے ہیں جن کی طرف برادران یوسف نے چوری کے منسوب کیا تھا۔ ان کے نقل کی یہاں حاجت نہیں۔ (تفسیر عثمانی)

قَالُوْٓا اِنْ يَّسْرِقْ فَقَدْ سَرَقَ اَخٌ لَّهٗ مِنْ قَبْلُ برادران یوسف نے کہا اگر یہ (بنیامین) چوری کرتا ہے تو (کوئی تعجب نہیں) اس سے پہلے اس کے ایک بھائی نے بھی چوری کی تھی۔ یعنی یوسف نے بھی چوری کی تھی [illegible] یاد تھا

یوسفؑ نے بت توڑا تھا:

سعید بن جبیر اور قتادہ نے کہا حضرت یوسف کے نانا کا ایک بت تھا اس کی پوجا کرتا تھا حضرت یوسف نے خفیہ طور پر اس کو لے لیا اور توڑ کر راستہ میں پھینک دیا کہ نانا اس کی پوجا نہ کریں۔ [illegible] ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے سعید بن جبیر کی روایت سے بھی اسی طرح بیان کیا ہے۔

کھانا چرانا:

بغوی نے عطیہ عوفی کی سند سے بیان کیا ایک روز ایک سائل آیا حضرت یوسف دسترخوان سے (چھپا کر) کچھ کھانا اٹھا لیتے تھے اور فقیروں کو دیدیتے تھے اس روز بھی ایسا ہی کیا۔

بعض کہتے ہیں حضرت یوسف گھر سے کھانا لے کر جاتے تھے اور فقیروں کو دیتے تھے حضرت یعقوب [illegible] اسی وجہ سے چوری کا [illegible] بھائیوں نے یوسف کو [illegible] کی وجہ سے اس کو چوری کہا۔

یوسف علیہ السلام کی پرورش:

محمد بن اسحاق نے مجاہد کے حوالے سے بیان کیا کہ حضرت یوسف کی والدہ راحیل کا انتقال ہو گیا تو آپ اپنی پھوپھی بنت اسحاق کے پاس رہتے تھے پھوپھی کو آپ سے بڑی محبت تھی اور پھوپھی کی [illegible] جب آپ بڑے ہو گئے حضرت یعقوب کو آپ سے بہت زیادہ محبت ہو گئی اور آپ نے اپنی بہن سے کہا کہ اب تم یوسف کو مجھے دیدو، خدا کی قسم یوسف کا ایک ساعت بھی میری نظر سے غائب ہونا [illegible] بہن نے کہا ایسا نہیں ہو سکتا حضرت یعقوب نے اصرار کیا [illegible] بہن نے کہا پھر تو چند روز [illegible] شاید [illegible] کے بعد اللہ مجھے اس کی طرف سے صبر دیدے۔ حضرت یعقوب نے [illegible] حضرت اسحاق کا کمر کا پٹکا تھا جو اولاد میں بڑی اولاد کو ملتا تھا حضرت یعقوب کی بہن آپ سے بڑی تھیں اس لئے وہ پٹکا ان کے پاس تھا۔ بہن نے وہ پٹکا حضرت یوسف کی کمر سے [illegible] پھر کہا پٹکا گم ہو گیا [illegible] تلاشی لی جائے گی، چنانچہ سب کی تلاشی لی گئی تو حضرت یوسف کے پاس پٹکا برآمد ہوا، حضرت یعقوب کی بہن نے کہا اب تو یہ میرا ہی رہے گا۔ حضرت یعقوب نے فرمایا اگر ایسا کیا ہے تو [illegible] (حضرت اسحاق کی شریعت میں چور کا [illegible]) حضرت یعقوب کی بہن نے حضرت یوسف کو مرتے دم تک اپنے پاس رکھا۔ یہی بات آپ کے بھائیوں نے آپ سے متعلق کہی اِنْ يَّسْرِقْ فَقَدْ سَرَقَ اَخٌ لَّهٗ مِنْ قَبْلُ (تفسیر مظہری)

فَاَسَرَّهَا يُوْسُفُ فِيْ نَفْسِهٖ وَلَمْ يُبْدِهَا لَهُمْ ۚ قَالَ

تب آہستہ سے کہا یوسف نے اپنے جی میں اور ان کو نہ جتایا کہا جی میں

اَنْتُمْ شَرٌّ مَّكَانًا ۚ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا تَصِفُوْنَ

کہ تم بدتر ہو درجہ میں اور اللہ خوب جانتا ہے جو تم بیان کرتے ہو

یوسف علیہ السلام کا حوصلہ:

یعنی ایسا سخت حملہ سن کر بھی یوسف نے تحمل کیا [illegible] الفاظ [illegible] دل میں رکھی۔ جواب دیکر ان کے اتہام کی حقیقت نہ کھولی۔ جی میں کہا کہ اَنْتُمْ شَرٌّ مَّكَانًا وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا تَصِفُوْنَ [illegible] کہ تم نے کسی کی چوری کی [illegible] بھائی کو باپ سے [illegible] باقی میری چوری کا حال اللہ کو معلوم ہے۔ بعض حضرات [illegible] قَالَ اَنْتُمْ شَرٌّ مَّكَانًا کا مطلب یہ لیا ہے کہ یوسف نے ان کو خطاب کر کے کہا کہ تم بڑے ہی برے لوگ ہو [illegible] [illegible] جب یک جمال کے سبب [illegible] کے ساتھ [illegible]

کوئی چوری کرنا تمہارا عادی پیشہ ہے (العیاذ باللہ) خدا خوب جانتا ہے کہ تم اپنے بیان میں کہاں تک سچے ہو۔ یعنی تم کو اللہ بیانات کی مراد کا ۔ (تفسیر حقانی)

روبیل کا غصہ:

جب حضرت یوسف نے بنیامین پر قبضہ کر لیا تو بھائی غضبناک ہو گئے۔ اولاد یعقوب کو غصہ آتا تھا تو ان کے غصہ کو برداشت کرنے کی تاب کسی کو نہیں ہوتی تھی۔ روبیل کی تو یہ حالت تھی کہ اس کے غصہ کے سامنے کوئی چیز ٹھہری نہیں رہتی تھی جب وہ غصہ سے چیختا تھا تو حاملہ عورتوں کے حمل وحشت کی وجہ سے گر جاتے تھے لیکن یہ بھی ان کی خصوصیت تھی کہ غصہ کی حالت میں اگر نسل یعقوب میں سے کوئی شخص ان کے ہاتھ سے چھو دیتا تھا تو غصہ فرو ہو جاتا تھا۔ بعض روایات میں آیا ہے کہ یہ خصوصیت اور حالت شمعون کی تھی۔

غرض سب بھائی یوسف کے پاس پہنچے روبیل نے کہا تم ہمارے بھائی کو واپس دو ورنہ میں ایسی چیخ ماروں گا کہ مصر کی ہر حاملہ عورت کا حمل گر جائے گا غصہ سے روبیل کے بدن کے بال کھڑے ہو گئے اور کپڑوں سے باہر نکل آئے حضرت یوسف کا ایک چھوٹا بچہ تھا آپ نے بچے سے فرمایا روبیل کے برابر جا کر اس کو ہاتھ سے چھو دو دوسری روایت میں آیا ہے کہ آپ نے بچے سے فرمایا اس کا ہاتھ پکڑ کر میرے پاس لے آ۔ بچے نے جا کر روبیل کو ہاتھ لگا دیا۔ بچے کا ہاتھ لگنا تھا کہ روبیل کا غصہ جاتا رہا کہنے لگا یہاں یعقوب کے تخم کا کوئی فرد موجود ہے۔ حضرت یوسف نے فرمایا (یعقوب کے تخم کا کون ہے) یعقوب کا بیٹا موجود ہے۔ اس روایت میں آیا ہے کہ روبیل کو دوبارہ غصہ آیا تو حضرت یوسف نے اس کے ایک ٹھوکر ماری اور گریبان سے پکڑ کر زمین پر گرا دیا اور فرمایا عبرانی! تم گمان کرتے ہو کہ تم سے زیادہ طاقتور (دنیا میں) کوئی نہیں ہے جب معاملہ یہاں تک پہنچ گیا اور بھائی سمجھ گئے کہ بنیامین کو کسی طرح چھڑا نہیں سکتے تو عاجزی کرنے لگے اور نرم پڑ گئے۔ (تفسیر مظہری)

قَالُوْا يٰۤاَيُّهَا الْعَزِيْزُ اِنَّ لَهٗۤ اَبًا شَيْخًا كَبِيْرًا
کہنے لگے اے عزیز اس کا ایک باپ ہے بڑا بوڑھا (تو) اس کی جگہ ہم میں سے ایک کو
فَخُذْ اَحَدَنَا مَكَانَهٗ ۚ اِنَّا نَرٰىكَ مِنَ الْمُحْسِنِيْنَ
ہم میں سے ایک کو رکھ لیجئے ہم تو آپ کو بڑا احسان کرنے والا

بھائیوں کی منت سماجت

یعنی جب کہ باپ بوڑھا اور سب بیٹوں سے زیادہ اس کا دل اس کے بھائی یوسف کو چاہتے تھے۔ یوسف کے بعد اب اسی سے اپنے دل کو تسلی دیتے ہیں اب آپ اگر اس کی جگہ ہم میں سے کسی ایک کو رکھ لیں تو بڑی مہربانی ہوگی۔ آپ ہمیشہ لوگوں پر احسانات کرتے ہیں اور ہم پر خصوصی احسان فرماتے رہے ہیں امید ہے کہ ہم پر بھی کرم سے یہ احسان فرمائیں گے۔ (تفسیر عثمانی)

قَالَ مَعَاذَ اللّٰهِ اَنْ نَّاْخُذَ اِلَّا مَنْ وَّجَدْنَا
یوسف نے کہا اللہ پناہ دے کہ ہم کسی کو پکڑیں مگر جس کے پاس پائی
مَتَاعَنَا عِنْدَهٗۤ
ہم نے اپنی چیز

یوسف علیہ السلام نے کہا ہم بے انصافی نہیں کر سکتے:

یعنی خدا کی پناہ کہ ہم کسی کو بے سبب دوسرے کے بدلے میں پکڑ لیں۔ ہم تو صرف اسی شخص کو روک سکتے ہیں جس کے پاس سے اپنی چیز ملی ہے۔ (وہ بنیامین ہے جو حقیقی بھائی ہونے کی حیثیت سے ہمارے پاس رہے گا) یہاں بھی اِلَّا مَنْ وَّجَدْنَا مَتَاعَنَا عِنْدَهٗۤ کی جگہ "الا من سرق" نہیں فرمایا جو مختصر تھا۔ کیونکہ واقعہ کے خلاف تھا۔ (تفسیر عثمانی)

یوسف علیہ السلام نے کہا خدا کی پناہ! خدا بے انصافی سے بچائے کہ ہم اس شخص کے سوا جس کے پاس ہم نے اپنا مال پایا ہے کسی دوسرے شخص کو پکڑ لیں اگر ہم ایسا کریں تو ہمارے ظالم ہونے میں کوئی شک نہیں کہ جس کے پاس سے مال ملا ہے اس کو چھوڑ دیں اور اس کی جگہ دوسرے کو بے سبب پکڑ لیں تو تمہارے دین کے اعتبار سے بھی یہ صریح ظلم اور بے انصافی ہے جاننا چاہئے کہ یوسف علیہ السلام کی یہ تمام کارروائی خداوند تعالیٰ کے حکم سے تھی بھائی کو روکنے کے لئے خدائے تعالیٰ نے یہ حیلہ بتلایا۔

چوں قضا آید شود دانش بخواب ۔۔۔ خائف بود قضا عت بعد ازیں

وحی کا اتباع ضروری ہے:

اس لئے یوسف علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر میں اللہ کی وحی اور اس کے حکم کے خلاف کروں تو ظالموں میں سے ہوں گا اللہ تعالیٰ نے بذریعہ وحی کے مجھ کو بنیامین کے روکنے کا حکم دیا ہے پس اگر اس کو چھوڑ دوں اور اس کے بدلے دوسرے کو لوں تو اللہ کے نزدیک ظالم ٹھہروں گا۔ نبی پر یہ فرض ہے کہ اپنی وحی اور الہام کا اتباع کرے اگرچہ بظاہر وہ شریعت کے خلاف نظر آئے جیسا کہ قرآن کریم میں حضرت خضر علیہ السلام اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قصہ سے معلوم ہوتا ہے کہ جو افعال حضرت خضر علیہ السلام سے صادر ہوئے ان میں اکثر قتل صغیر تھیں اور خوب سمجھ لو کہ یہ حکم ان لوگوں کی وحی اور الہام کا ہے جن کا شریعت خداوندی ہونا کسی نص قطعی سے ثابت ہو چکا ہو۔ اولیاء قیامت تک کسی کا الہام کتاب و سنت کے خلاف حجت تو کیا ہوتا قابل التفات بھی نہیں۔

[illegible]

[illegible]

إِنَّا إِذًا لَّظَالِمُونَ

تو ہم بے انصاف ہوئے

[illegible]

فَلَمَّا اسْتَيْأَسُوا مِنْهُ خَلَصُوا نَجِيًّا ۖ قَالَ

پھر جب اس سے ناامید ہوگئے تو الگ ہو کر باہم مشورہ کرنے لگے

كَبِيرُهُمْ أَلَمْ تَعْلَمُوا أَنَّ أَبَاكُمْ قَدْ أَخَذَ

ان میں کا بڑا بولا کیا تم کو معلوم نہیں کہ تمہارے باپ نے

عَلَيْكُم مَّوْثِقًا مِّنَ اللَّهِ وَمِن قَبْلُ مَا

تم سے اللہ کا عہد لیا ہے اور اس سے پہلے جو قصور کر چکے ہو یوسف کے بارے میں

فَرَّطتُمْ فِي يُوسُفَ ۖ فَلَنْ أَبْرَحَ الْأَرْضَ

پس میں تو اس سرزمین سے ٹلتا نہیں

حَتَّىٰ يَأْذَنَ لِي أَبِي أَوْ يَحْكُمَ اللَّهُ لِي ۖ وَهُوَ

یہاں تک کہ میرا باپ مجھ کو اجازت دے یا اللہ تعالیٰ میرے لئے فیصلہ کر دے

خَيْرُ الْحَاكِمِينَ

اور وہی خوب فیصلہ کرنے والا ہے

بڑے بھائی نے جانے سے انکار کر دیا

[illegible]

[illegible]

ارْجِعُوا إِلَىٰ أَبِيكُمْ فَقُولُوا يَا أَبَانَا إِنَّ ابْنَكَ

تم واپس اپنے باپ کے پاس جاؤ اور کہو کہ اے ابا آپ کے صاحبزادے نے

سَرَقَ وَمَا شَهِدْنَا إِلَّا بِمَا عَلِمْنَا وَمَا

چوری کی اور ہم تو وہی بیان کرتے ہیں جو ہم کو معلوم ہوا

كُنَّا لِلْغَيْبِ حَافِظِينَ

اور ہم غیب کی باتوں کے حافظ نہ تھے

تم جا کر ابا کو اطلاع دو

[illegible]

بعض علماء نے کہا کہ حضرت یعقوب نے ان سے فرمایا کہ عزیز مصر کو یہ معلوم ہوتا کہ چور کو چوری کی سزا میں غلام بنایا جاتا ہے یہ بات اس کو تمہارے قول سے معلوم ہوئی اس کے جواب میں بھائیوں نے کہا کہ ہم نے تو عزیز مصر سے وہی بات کہی جو ہم کو (اپنے مذہب سے) معلوم تھی۔ حضرت یعقوب ... آپ کی اولاد کا یہ ... متعلق شرعی فیصلہ بھی یہی تھا۔

وَمَا كُنَّا لِلْغَيْبِ حٰفِظِيْنَ یعنی غیب کی باتوں کے تو ہم واقف نہ تھے (یعنی یہ ہم کو معلوم نہ تھا کہ باطنی احوال کیا ہیں ہم محض ظاہر کے ذمہ دار تھے) [illegible] ہم نے جو آپ کے سامنے عہد کیا تھا وہ ظاہر حال کے اعتبار سے تھا غیب کی ہم کو خبر نہ تھی کہ ان کے سامان میں چوری کا مال نکل آئے گا (اور یہ بھی ہم کو معلوم نہ تھا) [illegible] ہم نے عہد کیا تھا تو ہم کو علم نہ تھا کہ آپ کا بیٹا آخر چوری کرے گا (اور پکڑا جائے گا) اور آپ پر ایسی کڑی مصیبت آ پڑے گی ہم نے اپنے امکان کی حد تک پوری حفاظت کی تھی۔

وَسْـَٔلِ الْقَرْيَةَ الَّتِيْ كُنَّا فِيْهَا اور اس بستی سے پوچھ لیجئے جہاں ہم تھے آپ دریافت کر لیں۔ قریہ سے مراد ہے مصر۔ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا مصر کا وہ گاؤں مراد ہے جہاں قافلہ ٹھہرا کرتا تھا اور اس جگہ سے سامان کو مصر والوں [illegible] (تفسیر مظہری)

معارف و مسائل

ان سے پہلی آیت میں ذکر تھا کہ مصر میں یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائی بنیامین کے سامان میں ایک شاہی برتن چھپا کر رکھ دیا اور پھر ان کے سامان سے برآمد کر کے ان پر چوری کا جرم عائد کر دیا گیا تھا۔

مذکورہ آیت میں سے پہلی آیت کا یہ ہے کہ جب برادران یوسف کے سامنے بنیامین کے سامان سے مال مسروقہ برآمد ہو گیا اور شرم سے ان کی آنکھیں جھک گئیں تو جھلا کر کہنے لگے اِنْ يَّسْرِقْ فَقَدْ سَرَقَ اَخٌ لَّهٗ مِنْ قَبْلُ

مسئلہ: وَمَا شَهِدْنَآ اِلَّا بِمَا عَلِمْنَا سے ثابت ہوا کہ انسان [illegible] کسی معاملہ میں جو بات دیکھی ہو اسی کے مطابق شہادت دے [illegible] جن پر ... نہیں ... برادران یوسف نے والد سے جو حفاظت کا وعدہ کیا تھا وہ اپنے اختیاری امور کے متعلق تھا اس معاملہ کا ان پر چوری کا الزام آگیا اور ان کی گرفتاری ہو گئی اس سے معاہدہ پر کچھ اثر نہیں پڑتا۔

دوسرا مسئلہ: تفسیر قرطبی میں ہے اس آیت سے یہ ثابت کیا گیا ہے کہ [illegible] کا جو ... ظاہر ہے ... علم یقینی ... یہ معاملہ شہادت دی جا سکتی ہے۔ اس لئے کہ واقعہ شہادت دینا [illegible]

اس کو کسی طرح ... کسی طرح کی ... ہو سکتی ہے اسی طرح کی ... [illegible] ہو سکتی ہے کہ ... [illegible] ... [illegible] ... احوال کی ... [illegible] بحالی ... کو بھی جائز قرار دیا ہے۔

مسئلہ: آیات مذکورہ سے یہ بھی ثابت ہوا کہ ... [illegible] ... کہ کچھ دیکھنے والوں کو کسی بات کا شبہ ہو سکتا ہے تو اس ... مشتبہ ہو ... کر دے تاکہ دیکھنے والے ... بدگمانی ... میں جیسے اس واقعہ بنیامین میں ... ہو کیا تو اس لئے ... کی صفائی ... کی ... اس کی وضاحت کی ...

... صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے عمل سے ... تاکید فرمائی ... حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا ... ایک گلی میں ... کے پاس ... تھے ... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ... ایسی ... کی ... اس ... تھی ... آپ نے ... کی ... ہیں ... شیطان ... کی ... روایت ... میں ... (قرطبی)

وَسْـَٔلِ الْقَرْيَةَ الَّتِيْ كُنَّا فِيْهَا وَالْعِيْرَ الَّتِيْٓ

اور پوچھ لے اس بستی سے جس میں ہم تھے اور اس قافلہ سے کہ

اَقْبَلْنَا فِيْهَا ۭ وَاِنَّا لَصٰدِقُوْنَ

جس میں ہم آئے ہیں اور ہم بے شک سچ کہتے ہیں

... ان سے پوچھ لو۔

... حضرت یوسف ... بات ... [illegible]

... [illegible] ... باطل ... [illegible]

قَالَ بَلْ سَوَّلَتْ لَكُمْ اَنْفُسُكُمْ اَمْرًا ۭ

کہا کوئی نہیں، بنا لی ہے تمہارے جی نے ایک بات

فَصَبْرٌ جَمِيْلٌ ۭ عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّاْتِيَنِيْ

اب صبر ہی بہتر (ہے) شاید اللہ لے آئے [illegible]

يَأْتِيَنِي بِهِمْ جَمِيعًا إِنَّهُ هُوَ الْعَلِيمُ الْحَكِيمُ ﴿۸۳﴾

میرے پاس ان سب کو، وہی ہے خبردار، حکمتوں والا

یعقوب علیہ السلام کا صبر و توکل:

قتل ہونے کی بے اختیاری سے اس مرتبہ بھی حضرت یعقوب نے بیٹوں کا اعتبار نہ کیا۔ لیکن ان کا کلام جھوٹ نہیں۔ بیٹوں کی بھلائی بات تھی۔ حضرت یوسف بھی بیٹے تھے۔ فَلَنْ اَبْرَحَ الْاَرْضَ۔ گویا "تم" کا خطاب بعض اولاد کی طرف ہے۔ واللہ اعلم۔ بعض مفسرین نے یہ مطلب لیا ہے کہ تم یہاں سے حفاظت کے کیسے وعدے کر کے اصرار کے ساتھ لے گئے تھے اور پھر اتنا بھی نہ کہا کہ اس کے اسباب میں سے پیالہ برآمد ہونے سے چوری کیسے ثابت ہوگی، شاید کسی اور نے چھپا دیا ہو۔ وضاحت تو کیا کرتے یہ کہہ کر کہ پہلے اس کے بھائی نے بھی چوری کی تھی اس کے جرم کو ثابت کر دیا۔ تمہارے دل میں کھوٹ نہ ہوتا تو یہ طرز عمل اختیار نہ کرتے۔ اب باتیں بنانے کیلئے آئے ہو۔ بہر حال میں تو اس پر بھی صبر ہی کروں گا کوئی حرف شکایت زبان پر نہ لاؤں گا۔ خدا کی قدرت و رحمت سے کیا بعید ہے کہ یوسف، بنیامین اور وہ بھائی جو بنیامین کی وجہ سے رہ گیا ہے سب کو میرے پاس جمع کر دے۔ وہ سب کے احوال سے خبردار ہے اور ہر ایک کے ساتھ اپنی حکمت کے موافق معاملہ کرتا ہے۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ ہر قسم کے یاس انگیز احوال اور مرور دہور کے بعد بھی انبیاء کے قلوب مایوس نہیں ہوتے۔ وہ ہمیشہ خدا کی رحمت واسعہ پر اعتماد کرتے اور لطف و فضل کے امیدوار رہتے ہیں۔ (تفسیر عثمانی)

وَتَوَلَّىٰ عَنْهُمْ وَقَالَ يَا أَسَفَىٰ عَلَىٰ يُوسُفَ

اور الٹا پھرا ان کے پاس سے اور بولا اے افسوس یوسف پر

یعقوب علیہ السلام کا غم:

نیا زخم لگا کر پرانا زخم ہرا ہو گیا۔ بے اختیار پکار اٹھے
وَقَالَ يَا أَسَفَىٰ عَلَىٰ يُوسُفَ "(ہائے افسوس یوسف)" (تفسیر عثمانی)

وقال یا اسفی علی یوسف اور رنج و حسرت سے کہنے لگے ہائے یوسف۔ اسف کا معنی ہے انتہائی حزن و اندوہ۔ اسف اصل میں اسفی یا اسفا تھا۔ عبدالرزاق، ابن جریر نے حضرت سعید بن جبیر کا قول نقل کیا ہے کہ اس امت سے پہلے کسی امت کو مصیبت کے وقت اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ کہنے کی تعلیم نہیں دی گئی۔ حضرت یعقوب پر بھی جب پڑی تو انہوں نے اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ نہیں کہا بلکہ حسرت و افسوس کا اظہار کیا۔ بیہقی نے بھی یہ روایت شعب الایمان میں نقل کی ہے اور یہ بھی لکھا ہے کہ ضعیف سند میں بروایت حضرت ابن عباس اس کو مرفوعاً بیان کیا گیا ہے۔ بیہقی نے سعید بن جبیر کے طریق سے اس کو مرفوعاً بیان کیا ہے۔

قتادہ نے کہا حضرت یعقوب نے بیٹے کے غم کو چھپا لیا، زبان سے کوئی برا کلمہ نہیں کہتے تھے۔ حسن نے کہا جس وقت سے یوسف باپ کی گود سے جدا ہوئے اس روز سے باہم ملاقات تک اسی سال گزر گئے اور اس مدت میں یعقوب کا آنسو ٹپکنا بند نہیں ہوا تھا اور آپ کے زمانے میں روئے زمین پر اللہ کے نزدیک کسی کی عزت آپ سے زیادہ نہ تھی۔

افسوس کا اظہار:

یہ آیت دلالت کر رہی ہے کہ مصیبت پر رونا اور اظہار افسوس کرنا جائز ہے بشرطیکہ اس میں نوحہ، واویلا یا کوئی دوسری چیز شامل نہ ہو، جیسے سینہ کوبی، گریبان پھاڑنا وغیرہ جو نوحہ کی صف میں آتا ہے۔ رونا اور افسوس و حسرت کا اظہار غیر اختیاری چیز ہے اور غیر اختیاری چیز سے بچنے کا آدمی مکلف نہیں۔

صاحبزادہ ابراہیم رضی اللہ عنہ کی وفات:

صحیحین میں حضرت انس کا بیان آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادے حضرت ابراہیم سکرات کی حالت میں تھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حالت دیکھی تو دونوں آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔ حضرت عبدالرحمن بن عوف نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ (روتے ہیں)؟ فرمایا اے ابن عوف یہ دل کی رقت ہے۔ اس کے بعد آپ دوسری حالت پر ہو گئے تو فرمایا آنکھ روتی ہے، دل غمزدہ ہے، ہم زبان سے ایسی کوئی بات نہیں کہتے جس سے ہمارا رب ناراض ہو، اے ابراہیم ہم تیری جدائی سے غمگین ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آنسو:

صحیحین میں حضرت اسامہ بن زید کی روایت سے ذکر ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک نواسے پر نزع کی حالت تھی، سانس اکھڑ رہا تھا، اسی حالت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم پہنچ گئے، یہ حالت دیکھ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔ حضرت سعد نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ کیا؟ تو آپ نے فرمایا یہ دل کی رقت ہے جو اللہ نے اپنے بندوں کے دلوں میں رکھ دی ہے، اللہ اپنے رحم دل بندوں پر ہی رحم فرماتا ہے۔

صحیحین میں حضرت ابن عمر کی روایت سے آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک اللہ آنکھ کے رونے اور دل کے غمگین ہونے پر عذاب نہیں دیتا لیکن اس کی وجہ سے عذاب دیتا ہے یا رحم کرتا ہے اور اس کے لفظ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے زبان کی طرف

[illegible]

فَهُوَ كَظِيْمٌ

[illegible]

انبیاء کی آزمائش

[illegible]

یعقوب علیہ السلام کی محبت

[illegible]

[illegible]

یوسف [illegible] جہاں [illegible]

[illegible]

گریبان پھاڑنا

[illegible]

وَابْيَضَّتْ عَيْنَاهُ مِنَ الْحُزْنِ

[illegible]

یعقوب علیہ السلام نابینا ہو گئے

[illegible]

بیٹوں کی طرف سے تسلی

[illegible]

[illegible]

قَالُوا تَاللَّهِ تَفْتَؤُا تَذْكُرُ يُوسُفَ حَتَّىٰ

بیٹے کہنے لگے قسم اللہ کی تو تو یوسف کو ہی یاد کرتا رہے گا

تَكُونَ حَرَضًا أَوْ تَكُونَ مِنَ الْهَالِكِينَ ۝

یہاں تک کہ گھل جائے یا مر جائے

قَالَ إِنَّمَا أَشْكُو بَثِّي وَحُزْنِي إِلَى اللَّهِ

بولا میں تو کھولتا ہوں اپنا غم اور دکھ اللہ کے سامنے

وَأَعْلَمُ مِنَ اللَّهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ ۝

اور جانتا ہوں اللہ کی طرف سے جو تم نہیں جانتے

یعقوب علیہ السلام کا توکل:

[illegible]

جبریل نے یوسف کو ملاقات کی خبر دی:

[illegible]

وَأَعْلَمُ مِنَ اللَّهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ [illegible]

عزرائیل سے ملاقات:

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

يٰبَنِيَّ اذْهَبُوْا فَتَحَسَّسُوْا مِنْ يُّوْسُفَ وَاَخِيْهِ

[illegible]

وَلَا تَايْــَٔسُوْا مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ ۭ اِنَّهٗ لَا يَايْــَٔسُ

[illegible]

مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْكٰفِرُوْنَ

[illegible]

مومن مایوس نہیں ہوتا

[illegible]

یوسف و بنیامین کی تلاش

[illegible]

احکام و مسائل

[illegible]

[illegible]

یعقوب علیہ السلام کا [illegible]ب

[illegible]

فَلَمَّا دَخَلُوْا عَلَيْهِ قَالُوْا يٰٓاَيُّهَا الْعَزِيْزُ مَسَّنَا

[illegible]

وَاَهْلَنَا الضُّرُّ وَجِئْنَا بِبِضَاعَةٍ مُّزْجٰىةٍ

[illegible]

فَاَوْفِ لَنَا الْكَيْلَ وَتَصَدَّقْ عَلَيْنَا ۭ اِنَّ اللّٰهَ

[illegible]

يَجْزِي الْمُتَصَدِّقِينَ

حل لغات، خیرات کرنے والوں

بھائیوں کی تیسری مرتبہ مصر روانگی:

[illegible]

صدقہ کا بدلہ:

[illegible]

قَالَ هَلْ عَلِمْتُمْ مَّا فَعَلْتُمْ بِيُوسُفَ وَأَخِيهِ

کہا کچھ خبر ہے کہ کیا کیا تم نے یوسف سے اور اس کے بھائی سے [illegible]

[illegible]

یعقوب علیہ السلام کا خط:

[illegible]

خط کا اثر:

[illegible]

قَالَ هَلْ عَلِمْتُمْ مَّا فَعَلْتُمْ بِيُوسُفَ وَأَخِيهِ إِذْ أَنْتُمْ جَاهِلُونَ [illegible]

[illegible]

إِذْ أَنْتُمْ جَاهِلُونَ

جب تم نادان تھے

یوسف علیہ السلام کی مروت

[illegible]

قَالُوا أَإِنَّكَ لَأَنْتَ يُوسُفُ

کیا تو ہی یوسف ہے

اب بھائیوں نے پہچان لیا

[illegible]

قَالُوا أَإِنَّكَ لَأَنْتَ يُوسُفُ [illegible]

[illegible]

کیسے پہچانا

[illegible]

سورۂ حجرات کی آیت صرف حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مخصوص ہو جیسا کہ امام قرطبی سے یہ ہی ایک قول ہے۔ (بیان القرآن)

قَالَ أَنَا يُوسُفُ وَهَٰذَا أَخِي

کہا میں یوسف ہوں اور یہ ہے میرا بھائی

یعنی جس سے تم کو جدا کیا تھا آج میرے پاس بیٹھا ہے۔ (تفسیر عثمانی)

قَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَيْنَا

اللہ نے احسان کیا ہم پر

جدائی کو ملاپ سے، ذلت کو عزت سے، تکلیف کو راحت سے، تنگی کو فراخی سے بدل دیا۔ جو غلام بنا کر چند درہم میں فروخت کیا گیا تھا آج خدا نے اسے ملک مصر کی حکومت بخشی۔ (تفسیر عثمانی)

إِنَّهُ مَن يَتَّقِ وَيَصْبِرْ فَإِنَّ اللَّهَ لَا يُضِيعُ

البتہ جو کوئی ڈرتا ہے اور صبر کرتا ہے تو اللہ ضائع نہیں کرتا

أَجْرَ الْمُحْسِنِينَ

حق نیکی والوں کا

اللہ کی نعمتوں کو یاد کرے:

حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں۔ "جس پر تکلیف پڑے پھر وہ دور ہو جائے تو مناسب ہے کہ پچھلی تکلیف کو یاد نہ کرے، نعمت کو یاد کرے۔" (تفسیر عثمانی)

قَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَيْنَا سے ثابت ہوا کہ جب انسان کو تکلیف، مصیبت میں گرفتار ہونے کے بعد حق تعالیٰ اس سے نجات عطا فرما کر اپنی نعمت سے نوازے تو اب اس کو گذشتہ مصائب کا ذکر کرنے کے بجائے اللہ تعالیٰ کے ان انعام و احسان ہی کا ذکر کرنا چاہیے جو اب حاصل ہوا ہے۔ مصیبت سے نجات ہو جانے اور انعام الٰہی کے حصول کے بعد بھی پچھلی تکلیف و مصیبت کو یاد کرتے رہنا ناشکری ہے، ایسے ہی ناشکر کو قرآن عزیز میں کنود کہا گیا ہے إِنَّ الْإِنسَانَ لِرَبِّهِ لَكَنُودٌ کنود کہتے ہیں اس شخص کو جو انعامات کو یاد نہ رکھے صرف تکلیفوں اور مصیبتوں کو یاد رکھے۔

اسی لئے یوسف علیہ السلام کو بھائیوں کے ظلم سے عرصہ دراز تک جن مصیبتوں سے سابقہ پڑا تھا ان کا اس وقت کوئی ذکر نہیں کیا، بلکہ اللہ تعالیٰ کے انعامات ہی کا ذکر فرمایا۔

صبر و تقویٰ ہر مصیبت کا علاج ہے:

اس میں یتق و یصبر سے معلوم ہوا کہ تقویٰ یعنی گناہوں سے بچنا اور تکلیفوں پر صبر و ثبات قدم، یہ دو صفتیں ایسی ہیں جو انسان کو ہر بلا و مصیبت سے نکال دیتی ہیں۔ قرآن کریم نے بہت سے مواقع میں انہی دو صفتوں پر انسان کی فلاح و کامیابی کا مدار رکھا ہے، ارشاد ہے وَإِن تَصْبِرُوا وَتَتَّقُوا لَا يَضُرُّكُمْ كَيْدُهُمْ شَيْئًا یعنی اگر تم نے صبر و تقویٰ اختیار کر لیا تو دشمنوں کی مخالفانہ تدبیریں تمہیں کوئی نقصان نہ پہنچا سکیں گی۔"

یہاں بظاہر یہ شبہ معلوم ہوتا ہے کہ یوسف علیہ السلام نے اپنی مدح و ستائش کا ذکر فرمایا کہ ہم نے صبر و تقویٰ اختیار کیا جس کی وجہ سے ہمیں مشکلات سے نجات اور درجات عالیہ نصیب ہوئے، مگر حقیقت میں یہ اپنے تقویٰ کا ذکر نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے انعام کا ذکر ہے۔ (معارف القرآن)

قَالُوا تَاللَّهِ لَقَدْ آثَرَكَ اللَّهُ عَلَيْنَا وَإِن

بولے قسم اللہ کی البتہ پسند کر لیا تجھ کو اللہ نے ہم سے

كُنَّا لَخَاطِئِينَ

اور ہم تھے چوکنے والے

بھائیوں کی شرمساری:

یعنی تجھ کو ہر حیثیت سے ہم پر فضیلت دی اور تو ہی اس لائق تھا، ہماری غلطی اور بھول تھی کہ تیری قدر نہ پہچانی، آخر تیرا خواب سچا اور ہمارا حسد بیکار ثابت ہوا۔ (تفسیر عثمانی)

قَالَ لَا تَثْرِيبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ يَغْفِرُ اللَّهُ

کہا کچھ الزام نہیں تم پر آج بخشے اللہ

لَكُمْ

تم کو

یوسف علیہ السلام کی کریمی:

یوسف علیہ السلام بھائیوں سے اتنا بھی سننا نہیں چاہتے تھے۔ فرمایا: تم کو ملامت کرنا تو کیا آج میں تمہیں کوئی الزام بھی نہیں دیتا۔ تمہاری سب خطائیں معاف کر چکا ہوں۔ جو الفاظ میں نے کہے محض حق تعالیٰ کا احسان اور صبر و تقویٰ کا نتیجہ ظاہر کرنے کی نیت سے کہے، آج کے بعد تمہاری تقصیر کا ذکر بھی نہ ہوگا، میں دعا کرتا ہوں کہ تم نے جو خطائیں حق تعالیٰ کی کی ہیں وہ بھی معاف کر دے۔ (تفسیر عثمانی)

وَهُوَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ

اور وہ ہے سب مہربانوں سے مہربان

[illegible]

اذْهَبُوا بِقَمِيصِي هَٰذَا فَأَلْقُوهُ عَلَىٰ

[illegible]

وَجْهِ أَبِي يَأْتِ بَصِيرًا وَأْتُونِي بِأَهْلِكُمْ

[illegible]

أَجْمَعِينَ

[illegible]

یعقوب کی آنکھیں کیسے ٹھیک ہوگئیں

[illegible]

یہ قمیص کہاں سے آیا تھا

[illegible]

تمام کنبہ کی دعوت

[illegible]

خوشبو تو [illegible] لا کر [illegible] ایک روایت [illegible] یوسف [illegible] کے پاس [illegible] لڑکے [illegible] کو ان کا [illegible] اب اس کا [illegible] معلوم [illegible]

[illegible] جب حضرت یوسف نے [illegible] تعارف کرا دیا [illegible] اب کا حال [illegible] بھائیوں نے [illegible] آنکھیں [illegible] حضرت یوسف نے [illegible] فرمایا۔

> **وَلَمَّا فَصَلَتِ الْعِيرُ قَالَ أَبُوهُمْ إِنِّي**
>
> اور جب جدا ہوا قافلہ کہا ان کے باپ نے میں
>
> **لَأَجِدُ رِيحَ يُوسُفَ**
>
> پاتا ہوں بو یوسف کی

خوشبوئے یوسف

خدا کی قدرت [illegible] یوسف کی خوشبو [illegible] یعقوب [illegible] یوسف کے [illegible] قمیص [illegible] (تفسیر [illegible])

> **لَوْلَا أَن تُفَنِّدُونِ**
>
> اگر نہ کہو مجھ کو کہ بوڑھا بہک گیا

کتنے فاصلے سے خوشبو آئی

[illegible] بات [illegible] (تفسیر [illegible])

[illegible] حضرت ابن عباس نے [illegible] یوسف کی خوشبو [illegible] معلوم ہوا کہ [illegible]

[illegible] یوسف [illegible] خوشبو [illegible] ہوئی [illegible]

بازگشتن برادران یوسف علیہ السلام

از سفر سوم و بشارت بردن

قال اللہ تعالیٰ وَلَمَّا فَصَلَتِ الْعِيرُ قَالَ أَبُوهُمْ

الیٰ [illegible]

(ربط) [illegible] یوسف علیہ السلام [illegible] بھائی [illegible] حضرت [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible] یعقوب علیہ السلام [illegible] حضرت یوسف [illegible] مصر [illegible] یعقوب علیہ السلام [illegible]

انبیاء کے معجزات

[illegible] یوسف [illegible] یعقوب علیہ السلام [illegible] شیخ سعدی [illegible]

یکے پرسید ازاں گم کردہ فرزند	کہ اے روشن گہر پیر خردمند
ز مصرش بوئے پیراہن شنیدی	چرا در چاہ کنعانش ندیدی
بگفت احوال ما برق جہان است	دمے پیدا و دیگر دم نہان است
گہے بر طارم اعلیٰ نشینم	گہے بر پشت پائے خود نہ بینم

حضرت فاروق اعظمؓ کی کرامت:

فاروق اعظمؓ جس وقت مدینہ منورہ میں خطبہ دے رہے تھے اور مجاہدین کا لشکر نہاوند میں مشغول جہاد تھا ایک دفعہ فاروق اعظمؓ نے سردار لشکر ساریہ کو خطاب فرمایا یا ساریۃ الجبل، یعنی اے ساریہ پہاڑ کی طرف پشت کر لو۔ لشکر میں تمام لشکر نے حضرت فاروق اعظمؓ کی آواز سنی۔ یہ حضرت عمرؓ کی کرامت تھی کہ جو ساریہ کو معلوم ہو گئی۔ ایسے ہی یعقوب علیہ السلام کا معاملہ ہے کیونکہ کرامت اور معجزہ حق تعالیٰ کا فعل ہے اس طرح معجزہ بھی اللہ کا فعل ہے نبی کا اس میں دخل نہیں۔ اور حقیقت پر موقوف ہے جیسا کہ یعقوبؑ کو کنعان میں یوسف کی خوشبو آ گئی اور جب یوسف قریب کنویں میں تھے تو معلوم نہ ہوا۔ (تفسیر معارف القرآن)

قَالُوْا تَاللّٰهِ اِنَّكَ لَفِیْ ضَلٰلِكَ الْقَدِیْمِ
لوگ بولے قسم اللہ کی تو تو اپنی اسی قدیم غلطی میں ہے

بیٹوں کا انکار:

یعنی یوسف کی محبت اس قدر تمہارے دل میں جم گئی ہے۔ اور تمہیں اب تک یہی خیالات ہیں جو یوسف کی خوشبو محسوس ہو رہی ہے۔ (تفسیر عثمانی)

فَلَمَّاۤ اَنْ جَآءَ الْبَشِیْرُ اَلْقٰىهُ عَلٰى وَجْهِهٖ
پھر جب پہنچا خوشخبری دینے والا اس نے وہ کرتہ ان کے منہ پر ڈالا
فَارْتَدَّ بَصِیْرًا
پھر لوٹ کر ہو گیا دیکھنے والا

بینائی لوٹ آئی:

یعنی بینائی واپس آ گئی اور وہ سب سے پہلے نظر آنے لگا۔ (تفسیر حقانی)

پھر جب بشارت دینے والا یوسف کے پاس سے یعقوب کے پاس پہنچا تو کرتہ یعقوب کے چہرے پر ڈالا تو آنکھیں بینا ہو گئیں۔

حضرت یوسفؑ نے مصر سے روانہ کرتے وقت کہا تھا کہ پہلے بشارت دینے والا حضرت یعقوب کے پاس پہنچے۔ یہودا نے عرض کیا کہ جو کرتہ لے کر آپ کے پاس گیا تھا وہ میں تھا۔ یوسف کو بھیڑیا کھا گیا اب میں ہی یہ کرتہ لے کر جاؤں گا اور

معلوم ہوا کہ یہ بات یوسفؑ کی تعلیم میں تھی کہ اس کرتہ کو ساتھ لے جاؤ۔ جو نبی کرتہ آیا تو عقیدت ہوئی اور اپنی صاحب زادی سے صحبت کی باتیں کرنے لگا اور ان کے پاس پہنچا۔ اس نے وہ کرتہ دیتے ہوئے کہا فَارْتَدَّ بَصِیْرًا کا مطلب یہ ہے کہ یعقوب اسی وقت بینا ہو گئے اور طاقت اور جوانی لوٹ آئی۔

یعقوب نے جب یوسف کے ملنے کی خبر سنی تو اپنے بیٹوں سے کہا کہ میں تم کو نہ کہتا تھا کہ یہ سب کچھ ہونے والا ہے۔ مجھے اللہ تعالیٰ نے پہلے ہی سے بتلا دیا تھا کہ یوسف زندہ ہے۔

یعقوب علیہ السلام کی فکر:

یعنی کہا یعقوب نے کیا میں نے تم سے نہ کہا تھا۔ حضرت یعقوب نے یوسف کے حال کی خوشخبری دینے والے سے پوچھا یوسف کس دین پر ہے۔ حضرت یعقوب نے فرمایا اللہ کا شکر ہے کہ اسلام پر ہے۔ تم نے یہ سب دیکھ لیا کہ اللہ تعالیٰ کی نعمت کامل ہو گئی۔ (تفسیر مظہری)

قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ ۚۙ اِنِّیْۤ اَعْلَمُ مِنَ
بولا میں نے نہ کہا تھا تم کو کہ میں جانتا ہوں
اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ
اللہ کی طرف سے جو تم نہیں جانتے

یعنی میں نے کہا تھا کہ مجھے یوسف کی خوشبو آ رہی ہے۔ تم کہتے تھے کہ یوسف کو بھیڑیا کھا گیا اور اللہ کی رحمت سے کیا بعید ہے کہ اللہ یوسف کو پھر ملا دے۔ دیکھو وہی صورت ہو گئی۔ (تفسیر عثمانی)

قَالُوْا یٰۤاَبَانَا اسْتَغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَاۤ اِنَّا كُنَّا
بولے اے باپ بخشوا ہمارے گناہوں کو بے شک ہم تھے
خٰطِئِیْنَ
چوکنے والے

گناہ بخشوانے کی درخواست:

یعنی توبہ کرتے ہوئے کہا کہ آپ خدا سے ہمارے گناہ معاف کرا دیجئے۔ ہم سے بڑی بھاری غلطیاں ہوئی ہیں۔ مطلب یہ تھا کہ پچھلے آپ معاف کر دیں۔

[illegible] (مظہری)

قَالَ سَوْفَ أَسْتَغْفِرُ لَكُمْ رَبِّي إِنَّهُ هُوَ

[illegible] تمہارے لیے اپنے رب سے [illegible] بے

الْغَفُورُ الرَّحِيمُ

بخشنے والا مہربان

تاخیر کا مقصد:

بعض اہل تفسیر کا قول ہے کہ [illegible] اپنے [illegible] تمہارے لیے [illegible] وقت [illegible] (مظہری)

[illegible] سَوْفَ أَسْتَغْفِرُ لَكُمْ [illegible] مطلب ہے کہ [illegible] یوسف سے معاف کروا [illegible] حضرت یعقوب [illegible]

مصر جانے کی تیاری

[illegible] حضرت یوسف [illegible] حضرت [illegible] مصر جانے [illegible] حضرت یوسف [illegible] حضرت یعقوب [illegible] (مظہری)

فَلَمَّا دَخَلُوا عَلَىٰ يُوسُفَ آوَىٰ إِلَيْهِ

پھر جب داخل ہوئے یوسف کے پاس [illegible]

أَبَوَيْهِ وَقَالَ ادْخُلُوا مِصْرَ إِن شَاءَ اللَّهُ

[illegible] مصر میں [illegible]

آمِنِينَ

[illegible]

استقبال

[illegible] حضرت یوسف [illegible] حضرت یعقوب [illegible]

[illegible] حضرت یوسف [illegible] مصر [illegible]

[illegible] حضرت یوسف [illegible]

[illegible] حضرت یعقوب [illegible]

یوسف کی ماں

[illegible] تفسیر کا قول ہے [illegible] اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ [illegible] حضرت یعقوب [illegible] حضرت یوسف [illegible]

[illegible] حضرت یعقوب [illegible]

باپ بیٹے کی ملاقات:

بغوی نے لکھا ہے روایت ہے کہ حضرت یوسف اور حضرت یعقوب دونوں نے اتر کر معانقہ کیا اور ہر ایک نے دوسرے کے گلے سے لگا اور دونوں رونے لگے یوسف نے کہا ابا جان! آپ میرے غم میں اتنا روئے کہ آپ کی نظر جاتی رہی کیا آپ کو یقین نہ تھا کہ قیامت کے دن ہم دونوں ضرور ملیں گے حضرت یعقوب نے فرمایا بیٹے یقین کیوں نہ تھا لیکن اس بات کا اندیشہ تھا کہ کہیں تیرا مذہب نہ بدل گیا ہو اور پھر (قیامت کے دن) میرے اور تیرے درمیان رکاوٹ حائل ہو جائے۔

شہر میں داخلہ:

وَقَالَ ادۡخُلُوۡا مِصۡرَ اِنۡ شَآءَ اللّٰهُ اٰمِنِيۡنَ

اور کہا (چلو) مصر کے اندر امن کے ساتھ اللہ نے چاہا تو رہو۔

یعنی تمام کو شہر کے اندر داخل ہونے کی اجازت کی ضرورت نہیں۔ شاہی اجازت لینے کے بغیر اس زمانہ میں کوئی مصر میں داخل نہیں ہو سکتا تھا یہ مطلب ہے کہ آپ کی اور دوسری سہاروں کا آپ لوگوں کو کوئی اندیشہ نہیں۔ (تفسیر مظہری)

وَرَفَعَ اَبَوَيۡهِ عَلَى الۡعَرۡشِ وَخَرُّوۡا
اور اونچا بٹھایا اپنے ماں باپ کو تخت پر اور سب گرے اس کے آگے
لَهٗ سُجَّدًا
سجدہ میں

تعظیم یوسف علیہ السلام:

یوسف نے اپنی طرف سے والدین کی تعظیم کی تخت پر بٹھایا لیکن خدا کو یوسف کی جو تعظیم کرانی تھی اسے یوسف کب روک سکتے تھے۔ اس وقت کے دستور کے موافق ماں باپ اور سب بھائی یوسف علیہ السلام کے آگے سجدہ میں گر پڑے۔ یہ سجدہ تحیہ تھا، جو بقول حافظ عماد الدین ابن کثیر آدم کے زمانہ سے مسیح علیہ السلام کے عہد تک جائز رہا۔ البتہ شریعت محمدیہ نے مطلقاً حرام قرار دے دیا۔ جیسا کہ احادیث کثیرہ اس پر شاہد ہیں۔ بلکہ حضرت شاہ عبدالقادر رحمہ اللہ نے وَلَا تَسۡجُدُوۡا لِلشَّمۡسِ الخ سے حرمت کا اشارہ نکالا ہے۔ بعض مفسرین نے اس جگہ سجدہ کے معنی تواضع مراد لئے ہیں، یعنی جھک جانے کے معنی لئے ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ یہ سجدہ یوسف کو نہ تھا بلکہ یوسف کی عزت و عظمت دیکھ کر سب نے خدا کے سامنے سجدہ شکر ادا کیا۔ اس تقدیر پر "وَخَرُّوۡا لَهٗ" میں لام سببیہ ہوگا۔ یعنی یوسف کے عروج و اقتدار کے سبب سے خدا کے آگے سجدہ میں گر پڑے۔

سجدہ اور تعظیم:

(تنبیہ) تعظیم اور عبادت دو الگ الگ چیزیں ہیں۔ تاہم غیر اللہ کی تعظیم کوئی ممنوع نہیں، البتہ غیر اللہ کی عبادت شرک جلی ہے جس کی اجازت ایک لمحہ کے لئے بھی کبھی نہیں ہوئی، نہ ہو سکتی ہے۔" کیونکہ عبادت" یعنی غیر اللہ کو کسی درجہ میں نفع و ضرر کا مستقل مالک سمجھ کر سجدہ کرنا شرک جلی ہے جس کی اجازت کبھی کسی مذہب سماوی میں نہیں ہوئی۔ ہاں" سجدۂ تعظیم" یعنی عقیدہ مذکورہ بالا سے خالی ہو کر محض تعظیم و تکریم کے طور پر سر جھکا دینا شرائع سابقہ میں جائز تھا، شریعت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام نے اس کی بھی جڑ کاٹ دی۔ حضرت شاہ ولی اللہ نے" حجۃ اللہ البالغہ" میں اقسام شرک پر جو نفیس بحث کی ہے اسے دیکھنا چاہیے۔ (تفسیر عثمانی)

بعض نے کہا زمین پر پیشانی رکھنا ہی مراد ہے مگر یہ سجدہ عبادت نہ تھا سجدہ احترام و تعظیم تھا اور اس زمانہ میں احترام و تعظیم کا یہی طریقہ رائج تھا اور گذشتہ امتوں کے لئے بھی غیر اللہ کو سجدہ تعظیمی کرنا جائز تھا۔ ہماری شریعت نے منسوخ کر دیا (اب کسی قسم کا سجدہ اللہ کے سوا کسی کو نہیں کیا جا سکتا) حضرت ابن عباس کا قول اس آیت کی تفسیر میں اس طرح آیا ہے وہ اللہ کے لئے سجدہ میں گر پڑے یوسف کے سامنے ادائے شکر کے طور پر لہ کی ضمیر اللہ کی طرف راجع ہے (یوسف کی طرف راجع نہیں ہے) میں کہتا ہوں گویا حضرت ابن عباس کی تفسیر پر یوسف بمنزلہ قبلہ کے تھے اور مسجود حقیقی اللہ تھا، یوسف کا قبلہ بننا اور سجدہ اللہ کے حکم سے تھا جیسے ہمارے لئے کعبہ کا حکم الٰہی قبلہ بنا دیا گیا ہے۔ اور جیسے آدم کو فرشتوں کے لئے قبلہ سجدہ بنا دیا گیا۔ (تفسیر مظہری)

وفات یعقوب:

امام قرطبی فرماتے ہیں کہ اہل تاریخ کا بیان ہے کہ یعقوب علیہ السلام مصر میں یوسف علیہ السلام کے پاس ۲۴ برس تک نہایت خوش حالی اور فارغ البالی کے ساتھ حضرت کے ساتھ رہے جب ان کی وفات کا وقت آیا تو حضرت یوسف علیہ السلام کو وصیت کی کہ ان کے جسد مطہر کو شام کی مقدس زمین میں ان کے باپ اسحاق علیہ السلام کی قبر کے پاس دفن کرنا جب یعقوب علیہ السلام نے مصر میں وفات پائی تو یوسف علیہ السلام ان کی وصیت کے مطابق ساج کے ایک تابوت میں ان کے جسد کو رکھ کر شام لے گئے جس روز شام پہنچے اتفاق سے اسی روز یعقوب علیہ السلام کے بھائی عیص نے انتقال کیا، دونوں بھائی ایک ہی قبر میں دفن کئے گئے اور ایک ہی ساتھ دونوں پیدا ہوئے تھے اور ہر ایک کی عمر ایک سو سینتالیس ۱۴۷ برس ہوئی یوسف علیہ السلام اپنے باپ اور چچا کو دفن کر کے فارغ ہو کر مصر واپس آ گئے۔ (معارف القرآن)

سجدہ کا مقصد

وَخَرُّوا لَهُ سُجَّدًا [illegible]

[illegible]

وَقَالَ يَا أَبَتِ هَٰذَا تَأْوِيلُ رُؤْيَايَ مِن

اور کہا اے باپ یہ بیان ہے میرے اس پہلے خواب کا

قَبْلُ قَدْ جَعَلَهَا رَبِّي حَقًّا

اس کو میرے رب نے سچ کر دیا

خواب کی تعبیر پوری ہوئی

[illegible]

احکام و مسائل

[illegible]

[illegible]

وَقَدْ أَحْسَنَ بِي إِذْ أَخْرَجَنِي مِنَ السِّجْنِ

[illegible]

وَجَاءَ بِكُم مِّنَ الْبَدْوِ مِن بَعْدِ أَن نَّزَغَ

[illegible]

الشَّيْطَانُ بَيْنِي وَبَيْنَ إِخْوَتِي إِنَّ رَبِّي

[illegible]

لَطِيفٌ لِّمَا يَشَاءُ إِنَّهُ هُوَ الْعَلِيمُ الْحَكِيمُ

[illegible]

احسانات خداوندی کا شکریہ

[illegible]

یعقوب علیہ السلام کا شکوہ

[illegible]

[illegible]

یعقوب علیہ السلام کی تدفین

[illegible]

[illegible]

رَبِّ قَدْ آتَيْتَنِي مِنَ الْمُلْكِ وَعَلَّمْتَنِي

[illegible]

مِن تَأْوِيلِ الْأَحَادِيثِ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَاۗءِ وَالصّٰلِحِيْنَ ۚ وَحَسُنَ اُولٰۗىِٕكَ رَفِيْقًا

[illegible]

[illegible]

معارف و مسائل

[illegible]

کوشش یہ ہوتی ہے کہ ان کی جانب سے ان کے متعلقین کو بھی جو ان کی وفات کے بعد رہ جاتے ہیں کچھ ملتا رہے، وہ بھی اپنے عمل کے ساتھ ان کو یاد کر کے دعا کرتے رہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کی روح کو خوش رکھے اور باطنی طور پر ان کے درجات میں بلندی اور اضافہ ہوتا ہے۔

تفسیر ابن کثیر میں حضرت حسنؒ کی روایت سے نقل کیا ہے کہ یوسف علیہ السلام کو جس وقت بھائیوں نے کنوئیں میں ڈالا تو ان کی عمر سترہ سال کی تھی، پھر اسّی سال والد سے غائب رہے، پھر والدین کی ملاقات کے بعد تیئس سال زندہ رہے اور ایک سو بیس سال کی عمر میں وفات پائی۔ ان کو مصر ہی میں دفن کیا گیا اور حضرت اسحاق اور یعقوب علیہم السلام کے پاس دفن کر دیا۔ (مظہری)

حضرت یوسف علیہ السلام کے بعد قوم عمالقہ کے فراعنہ مصر پر مسلط ہو گئے اور بنی اسرائیل ان کی حکومت میں رہتے ہوئے دین یوسف علیہ السلام پر قائم رہے مگر ان کو غیر ملکی سمجھ کر طرح طرح کی ایذائیں دیا کرتے تھے۔ یہاں تک کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے ان کو اس عذاب سے نکالا۔ (تفسیر مظہری)

ہدایات اور احکام

آیات مذکورہ میں ایک مسئلہ تو یہ معلوم ہوا کہ والدین کی تعظیم و تکریم واجب ہے جیسے کہ یوسف علیہ السلام کے واقعہ سے ثابت ہوا، دوسرا مسئلہ یہ معلوم ہوا کہ یوسف علیہ السلام کی شریعت میں سجدہ تعظیمی جائز تھا، اسی لئے والدین اور بھائیوں نے سجدہ کیا مگر شریعت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم میں سجدہ کو خالص عبادت کی علامت قرار دے کر غیر اللہ کے لیے حرام قرار دے دیا، قرآن مجید میں فرمایا لا تسجدوا للشمس ولا للقمر اور حدیث میں ہے کہ حضرت معاذؓ جب ملک شام گئے تو وہاں دیکھا کہ نصاریٰ اپنے بزرگوں کو سجدہ کرتے ہیں تو واپس آ کر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے سجدہ کرنے لگے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا اور فرمایا کہ اگر میں کسی کو سجدہ کرنے کی اجازت دیتا تو عورت کو حکم کرتا کہ اپنے شوہر کو سجدہ کیا کرے، اسی طرح حضرت سلمان فارسیؓ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سجدہ کرنا چاہا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لا تسجد لی یا سلمان واسجد للحی الذی لا یموت "یعنی اے سلمان! مجھے سجدہ مت کر بلکہ سجدہ صرف اس ذات کو کرو جو ہمیشہ زندہ ہے جس کو کبھی فنا نہیں"۔ (ابن کثیر)

اس سے معلوم ہوا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے سجدہ جائز نہیں تو اور کسی بزرگ یا پیر کے لئے کیسے جائز ہو سکتا ہے۔

فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اَنْتَ وَلِيّٖ فِي
اے پیدا کرنے والے آسمانوں اور زمین کے تو ہی میرا کارساز ہے

الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ تَوَفَّنِيْ مُسْلِمًا
دنیا میں اور آخرت میں موت دے مجھ کو اسلام پر

موت کی تمنا

یا تو کا مطلب کے شوق میں فی الحال موت کی تمنا ہے یا یہ مطلب ہے کہ جب بھی موت آئے اسلام (یعنی کامل تسلیم و رضا) پر آئے۔

(تنبیہ) حدیث میں آیا ہے کہ کوئی شخص کسی مصیبت اور تکلیف سے گھبرا کر موت کی تمنا نہ کرے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ طلب الٰہی یا کسی غرض صالح کی وجہ سے موت کی تمنا درست ہے۔ جیسے ساحرین فرعون نے دعا کی تھی "ربنا افرغ علینا صبرا و توفنا مسلمین" اور حضرت مریمؑ نے یا لیتنی مت قبل ھذا وکنت نسیا منسیا اور معاذؓ کی حدیث میں ہے "واذا اردت بقوم فتنۃ فاقبضنی الیک غیر مفتون" اور مسند احمد میں حدیث ہے یکرہ الموت والموت خیر للمؤمن من الفتن۔ حضرت علیؓ نے نزع روح کے وقت دعا کی اللھم خذنی الیک فقد سئمتھم وسئمونی۔ امام بخاریؒ کو جب بعض فتنہ پرستوں کے ساتھ مجبوراً ٹھیرنا پڑا تو دعا کی اللھم توفنی الیک۔ حدیث میں ہے کہ قرب قیامت فتنوں کے وقت ایک شخص کسی کی قبر پر گذرے گا اور قبر پر لوٹ کر کہے گا "یالیتنی مکانک" کاش کہ میں تیری جگہ ہوتا۔

وَاَلْحِقْنِيْ بِالصّٰلِحِيْنَ
اور ملا مجھ کو نیک بختوں میں

آپؐ کی رفاقت کا شوق

یہ ایسا ہے جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مرض الموت میں فرماتے تھے "اللھم فی الرفیق الاعلیٰ" حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں "معلوم کمال پا چکا حال باقی نہ رہا، اب شوق ہوا کہ جلد اپنے مولا سے مل جاؤں گویا واَلحِقنی بالصالحین" سے یہ غرض ہوئی کہ میرا مرتبہ اسلاف ابراہیم کے مراتب سے ملادے۔ حضرت یعقوبؑ کی زندگی تک تمکن تھا، بعد میں اب ان کی وفات کے بعد اپنے اختیار سے چھوڑ دیا۔ مفسرین لکھتے ہیں کہ حضرت یعقوب نے وصیت فرمائی تھی کہ میری نعش "شام" لے جا کر دفن کرنا، چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ حضرت یوسف نے فرمایا تھا کہ جب بنی اسرائیل مصر سے نکلیں گے اس وقت میری لاش بھی اپنے ساتھ لے جانا۔ چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام جب بنی اسرائیل کو مصر سے لے کر نکلے، حضرت یوسفؑ کا تابوت بھی ساتھ لے گئے۔ (تفسیر عثمانی)

[illegible]

ابن کثیر نے لکھا ہے کہ جب حضرت یوسف علیہ السلام کی وفات کا وقت آیا تو آپ نے فرمایا کہ ایک وقت آئے گا کہ بنی اسرائیل مصر سے نکل کر جائیں گے اس وقت میرا تابوت بھی اپنے ہمراہ لے جائیں گے۔

وفات یوسف

یوسف علیہ السلام نے ایک سو دس سال یا ایک سو سات سال کی عمر میں وفات پائی [illegible] کے ہاں دو لڑکے ہوئے اور ایک لڑکی لڑکوں کے نام افرائیم اور میشا تھے اور لڑکی کا نام رحمت تھا۔ جو حضرت ایوب علیہ السلام کے عقد میں آئی۔ جب آپ نے وفات پائی تو اہل مصر نے آپ کے دفن کے متعلق اختلاف کیا ہر شخص یہ چاہتا تھا کہ ہمارے محلہ میں دفن ہوں تاکہ ان کی برکات سے مستفیض ہوں بالآخر ان کو ایک سنگ مرمر یا سفید پتھر کے صندوق میں رکھ کر دریائے نیل کے قریب دفن کر دیا گیا۔

موسیٰ علیہ السلام آپ کا تابوت شام لے گئے:

اور جب حسب وصیت موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کو لے کر مصر سے نکلے تو حضرت یوسف کا تابوت بھی ساتھ لے گئے اور شام میں لے جا کر ان کے آباء کے پہلو میں ان کو دفن کیا۔ [illegible] یوسف علیہ السلام کے [illegible] [illegible]

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آخری دعا:

صحیحین میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے ثابت ہے کہ انتقال کے وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی انگلی اٹھائی اور [illegible] کی دعا کی۔

یوسف کی دعا کا مقصد:

یہ بھی ہو سکتا ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کی اس دعا کا مقصد یہ ہے کہ جب بھی وفات ہو اسلام پر ہو اور نیکوں میں مل جاؤں۔ یہ نہیں کہ اس وقت آپ نے اپنی موت کے لئے دعا کی ہو۔ [illegible] جیسے کوئی کسی کو دعا دیتے ہوئے کہتا ہے کہ اللہ تجھے اسلام پر موت دے [illegible] یہ مراد نہیں ہوتی کہ [illegible] موت آ جائے [illegible] اللہ [illegible] اسلام پر [illegible] [illegible] وفات [illegible] [illegible] [illegible]

[illegible] [illegible] اشتیاق [illegible] حضرت یوسف [illegible] سب سے پہلے [illegible] [illegible] سب سے پہلے [illegible]

بخاری و مسلم کی اس حدیث میں [illegible] [illegible] زندگی [illegible] [illegible] حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ نے ہمیں وعظ و نصیحت کی [illegible] حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ [illegible] [illegible] موت کی تمنا [illegible] [illegible]

چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] دعا کی [illegible]

معارف ومسائل

وَمَا أَكْثَرُ النَّاسِ وَلَوْ حَرَصْتَ

بِمُؤْمِنِينَ

کیا کوئی شریف [illegible] آپ [illegible] اور [illegible]
[illegible] (تفسیر مظہری)

وَمَا تَسْـَٔلُهُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ ۚ إِنْ هُوَ

اور تو مانگتا نہیں ان سے اس پر کچھ بدلہ یہ تو اور کچھ نہیں

إِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعَٰلَمِينَ

مگر نصیحت سارے عالم کو

آپ کو کوئی نقصان نہیں:

یعنی نہیں مانتے نہ سہی، آپ کا کیا نقصان ہے کیونکہ تبلیغ کی اجرت تو آپ ان سے مانگتے نہ تھے۔ وہ بد نصیبی سے نصیحت اور فہمائش بھی [illegible] ہے۔ (تفسیر عثمانی)

یعنی آپ کتنی ہی ان کے مومن ہو جانے کی خواہش کریں اور کتنے ہی معجزات کا اظہار کریں لیکن اللہ نے چونکہ ان کے کافر رہنے کا فیصلہ کر دیا ہے اس لئے وہ ایمان نہیں لائیں گے اور آپ ان سے اس قرآن کی تبلیغ کرنے پر کوئی اجرت بھی تو نہیں مانگتے (کہ اس پر تاوان کا بوجھ پڑتا ہو) قرآن تو محض ایک عمومی نصیحت نامہ ہے (جس کو [illegible]) جو اس کو مانے گا [illegible] اور جو ایمان لانے والے ہیں ان کے لئے رحمت و نصیحت ہے۔ (تفسیر مظہری)

وَكَأَيِّن مِّنْ ءَايَةٍ فِى ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلْأَرْضِ

اور بہتیری نشانیاں ہیں آسمان اور زمین میں جن پر ہو کر گذرتے ہیں

يَمُرُّونَ عَلَيْهَا وَهُمْ عَنْهَا مُعْرِضُونَ

یہ لوگ اور ان پر دھیان نہیں کرتے

تکوینی نشانیاں:

یعنی جس طرح آیات تنزیلیہ کو یہ نہیں مانتے ایسے ہی آیات تکوینیہ کو دیکھ کر ان میں توجہ کا حق ادا نہیں کرتے [illegible] آیات اللہ میں غور و فکر کرتے تو [illegible] (تفسیر عثمانی)

معارف و مسائل:

پچھلی آیتوں میں انبیاء علیہم السلام کے بھیجنے اور [illegible] کے واقعات سے متعلق [illegible]

آیت میں اس پر تنبیہ ہے کہ [illegible] کی مخالفت [illegible]
[illegible]
[illegible] کا انجام [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] (روح المعانی)

وَمَا يُؤْمِنُ أَكْثَرُهُم بِٱللَّهِ إِلَّا وَهُم

اور نہیں ایمان لاتے بہت لوگ اللہ پر مگر ساتھ ہی

مُّشْرِكُونَ

شریک بھی کرتے ہیں

مکہ والوں سے شرک:

یعنی زبان سے سب کہتے ہیں کہ خالق و مالک اللہ تعالیٰ ہے مگر اس کے باوجود دوسری چیزوں کو خدائی کا حصہ دار ٹھہراتے ہیں چنانچہ مشرکین عرب تلبیہ میں یوں کہا کرتے تھے "لبیک اللھم لبیک لا شریک لک الا شریکا ھو لک تملکہ وما ملک" [illegible] کوئی [illegible] کے اختیارات دے رکھے ہیں [illegible] توحید [illegible] غرض ایمان کا دعویٰ کرنے والے بہت ہیں جو عقیدہ یا عمل کے درجہ میں شرک کی کسی قسم کا ارتکاب نہیں کرتے (اعاذنا اللہ من سائر انواع الشرک) (تفسیر عثمانی)

بدشگونی کا کفارہ:

مسند میں ہے [illegible] جس شخص کو کسی بدشگونی نے اپنے کام سے روک دیا وہ مشرک ہو گیا۔ صحابہ نے دریافت کیا حضور پھر اس کا کفارہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا یہ کہنا: اللھم لا خیر الا خیرک ولا طیر الا طیرک ولا الہ غیرک [illegible]

شرک کی باریکیاں اور تحفظ:

مسند [illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible] اللھم انی اعوذ بک ان اشرک بک شیئا وانا اعلمہ واستغفرک لما لا اعلم۔

[illegible] اللھم انی اعوذ بک ان اشرک بک وانا اعلم واستغفرک لما لا اعلم [illegible] اللھم فاطر السموات والارض عالم الغیب والشھادۃ رب کل شئی وملیکہ اشھد ان لا الہ الا انت اعوذ بک من شر نفسی ومن شر الشیطان وشرکہ [illegible] وان اقترف علی نفسی سوءا او اجرہ الی مسلم۔ [illegible]

اَفَاَمِنُوْٓا اَنْ تَاْتِيَهُمْ غَاشِيَةٌ مِّنْ عَذَابِ اللّٰهِ اَوْ تَاْتِيَهُمُ السَّاعَةُ بَغْتَةً وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ

[illegible]

بے خوف کیوں ہو

[illegible]

[illegible] (تفسیر طبری)

مشرک، منافق اور ریاکار

[illegible]

قُلْ هٰذِهٖ سَبِيْلِيْٓ اَدْعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ عَلٰى بَصِيْرَةٍ اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِيْ وَسُبْحٰنَ اللّٰهِ وَمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ

[illegible]

پیغمبروں کی راہ

[illegible] سُبْحٰنَ اللّٰهِ وَمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ [illegible] اَدْعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ [illegible]

[illegible] ... حضرت ابن عباس نے فرمایا ... [illegible] ... حضرت ابن مسعود نے فرمایا ... [illegible] ... اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ... [illegible] ... (ابن کثیر) [illegible] ... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ... [illegible]

وَمَا أَرْسَلْنَا مِن قَبْلِكَ إِلَّا رِجَالًا نُّوحِي

اور ہم نے آپ سے پہلے ... جتنے بھی پیغمبر بھیجے

إِلَيْهِم مِّنْ أَهْلِ الْقُرَىٰ ۗ أَفَلَمْ يَسِيرُوا فِي

[illegible]

الْأَرْضِ فَيَنظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِينَ

[illegible] ... ان لوگوں کا انجام ... [illegible]

مِن قَبْلِهِمْ ۗ وَلَدَارُ الْآخِرَةِ خَيْرٌ لِّلَّذِينَ

[illegible]

اتَّقَوْا ۗ أَفَلَا تَعْقِلُونَ

کیا ... نہیں سمجھتے

کبھی کوئی فرشتہ نبی نہیں بنا

[illegible] ... آسمان سے فرشتوں کو نبی بنا کر نہیں بھیجا ... [illegible]

[illegible] ... کوئی عورت نبی نہیں بنی ... حضرت مریم ... قرآن نے صدیقہ کا مرتبہ دیا ہے ... [illegible]

کوئی عورت نبی یا رسول نہیں بنی

وَمَا أَرْسَلْنَا مِن قَبْلِكَ إِلَّا رِجَالًا نُّوحِي إِلَيْهِم مِّنْ أَهْلِ الْقُرَىٰ

اس آیت میں اللہ تعالیٰ کے رسولوں کے متعلق ... [illegible] ... کوئی عورت نبی یا رسول نہیں ہوئی۔

[illegible] ... اللہ تعالیٰ نے کسی عورت کو نبی یا رسول نہیں بنایا ... [illegible] ... حضرت ابراہیم ... حضرت موسیٰ ... حضرت مریم ... [illegible]

رسول شہر والوں سے بھیجے

[illegible] ... اہل القریٰ سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے ... [illegible]

[illegible]

[illegible]

پچھلے منکروں سے عبرت پکڑو

[illegible]

حَتّٰٓى اِذَا اسْتَيْـَٔسَ الرُّسُلُ وَظَنُّوْٓا

یہاں تک کہ جب ناامید ہونے لگے رسول اور خیال

اَنَّهُمْ قَدْ كُذِبُوْا جَآءَهُمْ نَصْرُنَا

کرنے لگے کہ ان سے جھوٹ کہا گیا تھا پہنچی

فَنُجِّيَ مَنْ نَّشَآءُ وَلَا يُرَدُّ بَاْسُنَا عَنِ الْقَوْمِ

ان کو ہماری مدد پھر بچا دیا جن کو ہم نے چاہا اور پھرتا نہیں عذاب

الْمُجْرِمِيْنَ

ہمارا قوم گنہگار سے

مہلت سے دھوکہ نہ کھاؤ: [illegible]

پیغمبروں کیلئے حالات کی سختی

[illegible]

پیغمبر کس چیز سے مایوس ہوئے

[illegible]

[illegible]

…کی تفسیر

[illegible]

لَقَدْ كَانَ فِي قَصَصِهِمْ عِبْرَةٌ لِّأُولِي الْأَلْبَابِ

ان قصوں سے عبرت حاصل کرو

[illegible]

مَا كَانَ حَدِيثًا يُفْتَرَىٰ وَلَٰكِن تَصْدِيقَ
کچھ بنائی ہوئی بات نہیں لیکن موافق ہے اس کلام کے
الَّذِي بَيْنَ يَدَيْهِ وَتَفْصِيلَ كُلِّ شَيْءٍ
جو اس سے پہلے ہے اور بیان ہر چیز کا
وَهُدًى وَرَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ
اور ہدایت اور رحمت ان لوگوں کو جو ایمان لاتے ہیں

قرآن ذریعہ ہدایت:

یعنی قرآن کریم جس میں یہ قصص بیان ہوئے کوئی جھوٹی بنائی ہوئی بات نہیں بلکہ تمام پہلی کتابوں کی تصدیق کرنے والا اور ہر ضروری چیز کو مفصل کر کے بیان کرنے والا ہے۔ چونکہ ایماندار اس سے نفع اٹھاتے ہیں اس لحاظ سے ان کے حق میں خاص طور پر ذریعہ ہدایت و رحمت ہے۔ نفعنا اللہ بعلومہ ورزقنا تلاوتہ آناء اللیل وآناء النہار وجعلہ حجۃ لنا لا علینا آمین تم سورۃ یوسف علیہ السلام بعون اللہ تعالیٰ۔ (تفسیر عثمانی)

(یہ قرآن) نہیں ہے تراشی ہوئی بات (کہ اس سے عبرت (نصیحت نہ ہو) بلکہ اس سے پہلے کی (آسمانی) کتابوں کی تصدیق کرنے والا ہے اور ہر (ضروری) بات کی تفصیل کرنے والا ہے اور ایمان والوں کے لئے ذریعہ ہدایت و رحمت ہے غرض یہ خود بھی بنائی تراشی ہوئی۔ الَّذِي بَيْنَ يَدَيْهِ سے مراد ہے توریت و انجیل۔ کل شیء سے مراد ہے ہر ضروری دینی بات۔ جس کی بندوں کو حاجت ہوتی ہے ہر دینی امر کا ثبوت قرآن سے ملتا ہے خواہ بلاواسطہ یا حدیث کی اجماع اور اجتہاد کے واسطہ سے۔ جو مسئلہ حدیث سے ثابت ہے وہ قرآن سے بھی ثابت ہے اللہ نے فرمایا ہے وَمَا أَرْسَلْنَا مِن رَّسُولٍ إِلَّا لِيُطَاعَ بِإِذْنِ اللَّهِ ہم نے ہر پیغمبر کو اس لئے بھیجا کہ بحکم خدا اس کی اطاعت کی جائے۔ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ اللہ کی اطاعت کرو اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرو۔ ما آتاکم الرسول فخذوہ وما نہاکم عنہ فانتہوا رسول اللہ جو کچھ تم کو دیں وہ لے لو اور جس چیز سے روک دیں رک جاؤ۔ جو مسئلہ اجماع سے ثابت ہے وہ بھی قرآن سے ہی ثابت ہے اللہ نے فرمایا ہے وَمَن يُشَاقِقِ الرَّسُولَ مِن بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدَىٰ وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ نُوَلِّهِ مَا تَوَلَّىٰ جو ہدایت ظاہر ہونے کے بعد جو شخص رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے کٹ جائے گا اور اہل ایمان کے راستہ کو چھوڑ کر دوسرے راستے پر چلے گا تو ہم اس کو اسی کے اختیار کردہ راستے پر چلنے دیں گے۔ اور جو مسئلہ قیاس سے ثابت ہے وہ بھی قرآن سے ثابت ہے۔

اللہ نے فرمایا ہے فَاعْتَبِرُوا يَا أُولِي الْأَبْصَارِ اے عقل والو نصیحت حاصل کرو عبرت پکڑو۔

چونکہ اہل ایمان ہی قرآن سے نفع اندوز ہوتے ہیں اس لئے انہی کا خاص طور پر ذکر کیا (گرچہ قرآن کی راہنمائی ہر شخص کیلئے ہے)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے صبر کی تلقین:

شیخ ابو منصور ماتریدی نے فرمایا حضرت یوسف اور ان کے بھائیوں کے قصہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے صبر کی تلقین ہے۔ یوسف کے بھائی تو یوسف کے ساتھ دین میں موافق تھے اور سب ایک باپ کے بیٹے تھے یوسف کے ساتھ انہوں نے بدسلوکی کی اور یوسف نے صبر کیا اور بوقت اقتدار ان کی خطاؤں سے درگزر کی اور معاف کر دیا لیکن آپ تو اپنی قوم کی ایذاء رسانیوں پر زیادہ صبر کرنا چاہئے آپ کی قوم تو کافر اور جاہل ہے۔

وہب کا قول ہے کہ اللہ نے جو کتاب نازل کی اس میں قرآن کی طرح پوری سورت یوسف نازل فرمائی۔ (تفسیر مظہری)

مَا كَانَ حَدِيثًا يُفْتَرَىٰ وَلَٰكِن تَصْدِيقَ الَّذِي بَيْنَ يَدَيْهِ "یعنی نہیں ہے یہ قصہ کوئی گھڑی ہوئی بات۔ بلکہ تصدیق ہے ان کتابوں کی جو اس سے پہلے نازل ہو چکی ہیں، کیونکہ توراۃ، انجیل میں بھی یہ قصہ یوسف علیہ السلام کا مذکور ہے۔ اور حضرت وہب بن منبہ فرماتے ہیں کہ جتنی آسمانی کتابیں اور صحیفے نازل ہوئے ہیں یوسف علیہ السلام کے قصہ سے کوئی خالی نہیں۔ (مظہری)

کامل رہنمائی:

وَتَفْصِيلَ كُلِّ شَيْءٍ وَهُدًى وَرَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ "یعنی یہ قرآن تفصیل ہے ہر چیز کی مراد یہ ہے کہ قرآن کریم میں ہر اس چیز کی تفصیل موجود ہے جس کی دین میں انسان کو ضرورت ہے عبادات، معاملات، اخلاق، معاشرت، حکومت، سیاست وغیرہ انسانی زندگی کے ہر انفرادی یا اجتماعی حال سے متعلق احکام و ہدایات اس میں موجود ہیں اور فرمایا کہ یہ قرآن ہدایت اور رحمت ہے ایمان لانے والوں کے لئے۔" اس میں ایمان لانے والوں کی تخصیص اس لئے کی گئی کہ اس کا نفع ایمان والوں ہی کو پہنچ سکتا ہے کافروں کے لئے بھی اگرچہ قرآن رحمت اور ہدایت ہی ہے مگر ان کی اپنی بدعملی اور نافرمانی کے سبب یہ رحمت و ہدایت ان کے لئے وبال بن گئی۔

شیخ ابو منصور نے فرمایا کہ پوری سورۃ یوسف اور اس میں مندرج شدہ قصہ یوسف کے بیان سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دینا مقصود ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جو ایذائیں اپنی قوم کے ہاتھوں پہنچ رہی ہیں پچھلے انبیاء کو بھی پہنچتی رہیں مگر انجام کار اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبروں کو غالب فرمایا اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا معاملہ بھی انجام کار غالب ہونے والا ہے۔ (معارف مفتی اعظم)

سورۃ الرعد

یعنی خواب میں ان کی وفات ... اس کی تحقیق ہے ... قول ہے کہ آپ کی وفات قریب ہو گئی ...

سُوْرَةُ الرَّعْدِ مَدَنِيَّةٌ وَّهِيَ ثَلٰثٌ وَّاَرْبَعُوْنَ اٰيَةً وَّسِتُّ رُكُوْعَاتٍ
سورۃ رعد مدینہ میں نازل ہوئی اس میں تینتالیس آیات اور چھ رکوع ہیں
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے
الٓمّٓرٰ ۣ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ ۭ وَالَّذِيْٓ اُنْزِلَ
یہ آیتیں ہیں کتاب کی اور جو کچھ اترا
اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ الْحَقُّ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ
تجھ پر تیرے رب سے سو حق ہے لیکن بہت لوگ
لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝
نہیں مانتے

عظیم الشان کتاب:

یعنی جو آیتیں اس سورت میں پڑھی جانے والی ہیں وہ عظیم الشان کتاب کی آیتیں ہیں۔ یہ کتاب جو آپ کے پروردگار کی طرف سے اتاری گئی بالکل سچی اور حق ہے لیکن تعجب ہے کہ ایسی صاف اور واضح حقیقت سے بھی بہت لوگ انکار کرتے ہیں۔ (تفسیر عثمانی)

تنبیہ: بعض علماء نے کہا ہے ... ان کی تحقیق ... سب نہیں

حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم بھی قرآن کی طرح وحی الٰہی ہے

پہلی آیت میں قرآن کریم کے کلام الٰہی اور حق ہونے کا بیان ہے۔ کتاب سے مراد قرآن ہے اور وَالَّذِيْٓ اُنْزِلَ اِلَيْكَ سے بھی ... ہے کہ قرآن ہی مراد ہے ... حرف عطف ... پایا جاتا ہے کہ کتاب اور ... تک اللہ ... اس صورت میں کتاب سے

مراد قرآن اور الَّذِيْٓ اُنْزِلَ اِلَيْكَ سے مراد وہ وحی ہوئی جو قرآن کے علاوہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر آئی ہے ... رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر جو وحی آئی ... خود قرآن کریم میں ہے وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو کچھ بولتے ہیں وہ اپنی خواہش سے نہیں کہتے بلکہ وحی ہوتی ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کو بھیجی جاتی ہے ... کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جو قرآن کے علاوہ ... احکام ... وہ بھی منزل من اللہ ہیں ... فرق صرف یہ ہے کہ قرآن ... الفاظ ... ان کی تلاوت نہیں ہوتی ... اور الفاظ اور معانی اللہ کی طرف سے ہیں ... حدیث میں جو کلام آپ صلی اللہ علیہ وسلم ... ہیں ... اگرچہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہی نازل ہوتے ہیں ... منزل من اللہ ... ہوتے ... ان کی تلاوت نہیں کی جاتی ... تیسری

اَللّٰهُ الَّذِيْ رَفَعَ السَّمٰوٰتِ بِغَيْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا
اللہ وہ ہے جس نے اونچے بنائے آسمان بغیر ستون دیکھتے ہو

دنیا کی چھت:

یعنی اس دنیا کی ایک عظیم الشان ... چھت بغیر ستون ... جاتی جیسے تم دیکھتے ہو۔ اور لطف یہ ہے کہ کوئی ستون یا کھمبا دکھائی نہیں دیتا ... کھڑی کی گئی ... جائے کہ کسی قدرت کے غیر مرئی ستونوں کے سہارے ان کا قیام ہے۔ وَيُمْسِكُ السَّمَاۗءَ اَنْ تَقَعَ عَلَي الْاَرْضِ اِلَّا بِاِذْنِهٖ (حج ۶۵)

نظریہ کشش:

کشش اجسام کا نظریہ اگر صحیح ہو تو اس آیت کے منافی نہیں ... کشش کو عمود کہہ لیجئے اور اگر کہا جائے تو مرئی نہیں ہے۔ روی عن ابن عباس ومجاهد والحسن وقتادة وغير واحد انهم قالوا لها عمد ولكن لا ترى (ابن کثیر)

یعنی ان بزرگوں نے فرمایا کہ آسمانوں کے ستون ہیں جو نظر نہیں آتے۔ واللہ اعلم (تفسیر عثمانی)

کرسی، عرش اور آسمان:

حدیث شریف میں ہے کہ ساتوں آسمان اور ان میں جو کچھ ہے کرسی کے مقابلہ میں ایسے ہیں جیسے ایک چٹیل میدان میں کوئی حلقہ

[illegible] عرش [illegible] بے، عرش [illegible]
[illegible] بعض سلف کا بیان ہے کہ عرش [illegible]
[illegible] کا ہے۔ عرش [illegible] ہیں آسمان کے [illegible]
[illegible] فرماتے ہیں [illegible]
[illegible] قرآن کی طرح [illegible]
[illegible]
[illegible]
قدر بلند سجا [illegible] بے کمال قدرت۔

امیہ بن ابی الصلت کے اشعار:

امیہ بن ابی الصلت کے [illegible] ہے جس کے [illegible] حدیث میں ہے کہ اس کے اشعار [illegible] اور [illegible] روایت ہے کہ [illegible] (حضرت [illegible] عمرو بن [illegible]) [illegible] ہیں [illegible] ہے۔

وأنت الذي من فضل منّ ورحمة	بعثت إلى موسى رسولاً مناديا
فقلت له فاذهب وهارون فادعوا	إلى الله فرعون الذي كان طاغيا
وقولا له هل أنت سويت هذه	بلا وتد حتى اطمأنت كما هيا
وقولا له أأنت رفعت هذه	بلا عمد أرفق إذاً بك بانيا
وقولا له هل أنت سويت وسطها	منيراً إذا ما جنّك الليل هاديا
وقولا له من ينبت الحب في الثرى	فيصبح منه البقل يهتز رابيا
وقولا له من يرسل الشمس غدوة	فيصبح ما مست من الأرض ضاحيا
ويخرج منه حبه في رؤوسه	ففي ذاك آيات لمن كان واعيا

[illegible] ہے جس نے آسمانوں [illegible] دیکھ رہے [illegible]
[illegible] ہے۔

کیا آسمان آنکھوں سے نظر آتا ہے؟

[illegible] ہے کہ یہ [illegible] نظر آتا ہے آسمان کا رنگ ہے [illegible] کہ [illegible] روشنی اور اندھیری [illegible] ہے [illegible] ہے [illegible] جیسے [illegible] قرآن کریم کی [illegible] آیت [illegible] خلاف ہیں [illegible] دوسری آیت میں [illegible] کے [illegible] ہے کہ [illegible] کا رنگ [illegible] روشنی اور اندھیری

[illegible] سے ثابت ہے کہ گویا [illegible]

ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ

پھر قائم ہوا عرش پر

"استوی علی العرش" سے متعلق [illegible] سورۂ اعراف [illegible] ہے [illegible]

وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ كُلٌّ يَّجْرِيْ لِاَجَلٍ

اور کام میں لگا دیا سورج اور چاند کو، ہر ایک چلتا ہے ایک

مُّسَمًّى

مقرر پر (تک)

چاند اور سورج کا دورہ

[illegible] "یجری لاجل مسمی" کے معنی وقت مقرر تک [illegible] تو یہ مطلب ہوگا کہ چاند سورج کی طرح چلتے رہیں گے [illegible] کیا خوب کہا ہے۔

والأرض فيها عبرة للمعتبر	تخبر عن صنع مليك مقتدر

(ترجمہ) اور زمین میں عبرت [illegible] عبرت حاصل کرنے والے کے [illegible] ملیک مقتدر [illegible] ہے۔

تسقى بماء واحد شجرها	وبقعة واحدة قرارها

(ترجمہ) ایک پانی سے [illegible] ایک [illegible]

والشمس والهواء ليس يختلف	وأكلها مختلف لا يأتلف

(ترجمہ) [illegible] مختلف ہیں [illegible]

لو أن ذا من عمل الطبائع	أو أنه صنعة غير صانع
لم يختلف وكان شيئاً واحداً	[illegible]

[illegible]
پھلوں میں [illegible] اور قرآن [illegible]

[illegible]

سیاروں کی رفتار اور مدار:

[illegible]

يُدَبِّرُ الْأَمْرَ يُفَصِّلُ الْآيٰتِ لَعَلَّكُمْ

تدبیر کرتا ہے کام کی ظاہر کرتا ہے نشانیاں کہ (تم کو) شاید

بِلِقَاءِ رَبِّكُمْ تُوقِنُوْنَ

تم اپنے رب سے ملنے کا یقین کرو

تدبیر کائنات و نشانِ قیامت:

[illegible]

[illegible]

ہر چیز کی تدبیر درحقیقت اللہ تعالیٰ ہی کا کام ہے، انسانی تدبیر برائے نام ہے

يُدَبِّرُ الْأَمْرَ [illegible]

لَعَلَّكُمْ بِلِقَاءِ رَبِّكُمْ تُوقِنُوْنَ [illegible]

وَهُوَ الَّذِي مَدَّ الْأَرْضَ وَجَعَلَ فِيهَا رَوَاسِيَ

اور وہی ہے جس نے پھیلائی زمین اور رکھے اس میں بوجھ (پہاڑ)

وَأَنْهَارًا

اور ندیاں

یعنی پہاڑ جو ایک جگہ گڑے ہیں اور دریا جو ہر وقت چلتے رہتے ہیں۔ (تفسیر حقانی)

وَهُوَ الَّذِي مَدَّ الْأَرْضَ وَجَعَلَ فِيهَا رَوَاسِيَ وَأَنْهَارًا۔ اور وہی ذات ہے جس نے زمین کو پھیلایا اور اس میں پہاڑ اور نہریں بنائیں۔ زمین کا گول ہونا، زمین کا پھیلاؤ اس کے گول ہونے کے منافی نہیں کیونکہ گول چیز جب بہت بڑی ہو تو اس کا ہر ایک حصہ الگ الگ ایک پھیلی ہوئی سطح نظر آتا ہے اور قرآن اپنے مخاطب لوگوں سے انہی کی نظروں کے مطابق بات کرتا ہے۔ ظاہر دیکھنے والا اس کو ایک پھیلی ہوئی سطح دیکھتا ہے اس لئے اس کو پھیلانے سے تعبیر کر دیا۔

پہاڑ اور نہریں:

پہاڑ زمین کا توازن قائم رکھنے کے لئے بنائے گئے ہیں جیسے دوسرے فوائد کے لئے بھی ہیں۔ پہاڑ زمین کا توازن قائم رکھتے ہیں، دوسری طرف مخلوق کو پانی پہنچانے کا انتظام کرتے ہیں۔ پانی کا بہت بڑا ذخیرہ ان کی چوٹیوں پر منجمد (برف) کی شکل میں رکھا ہوا ہے جس کے لئے نہ کوئی ٹینک ہے اور نہ گندگی ہونے کی نوبت، ... (معارف القرآن)

وَمِن كُلِّ الثَّمَرَاتِ جَعَلَ فِيهَا

اور ہر میوے کے رکھے اس میں

زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ

جوڑے دو دو قسم

یعنی چھوٹا بڑا، کھٹا میٹھا، سیاہ سفید، گرم سرد وغیرہ ... کے مطابق ہر ایک میں نر و مادہ بھی پائے جاتے ہیں۔

يُغْشِي اللَّيْلَ النَّهَارَ

ڈھانکتا ہے دن پر رات کو

اس کے متعلق سورۂ اعراف میں آٹھویں پارے کے خاتمہ پر بیان ہو چکا وہاں دیکھ لیا جائے۔ (تفسیر عثمانی)

إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ ۝ وَفِي

اس میں نشانیاں ہیں ان لوگوں کے واسطے جو کہ دھیان کرتے ہیں

الْأَرْضِ قِطَعٌ مُّتَجَاوِرَاتٌ وَجَنَّاتٌ مِّنْ

اور زمین میں کھیت ہیں مختلف ایک دوسرے سے متصل (پاس پاس)

أَعْنَابٍ وَزَرْعٌ وَنَخِيلٌ صِنْوَانٌ وَغَيْرُ

اور باغ ہیں انگور کے اور کھیتیاں ہیں اور کھجوریں ہیں

صِنْوَانٍ يُسْقَىٰ بِمَاءٍ وَاحِدٍ وَنُفَضِّلُ

ایک کی جڑ دوسری سے ملی ہوئی اور بعضی بن ملی ان کو پانی بھی ایک

بَعْضَهَا عَلَىٰ بَعْضٍ فِي الْأُكُلِ ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ

دیا جاتا ہے اور ہم ہیں کہ بڑھا دیتے ہیں ان میں ایک کو ایک

لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَعْقِلُونَ ۝

سے میوہ میں، ان چیزوں میں نشانیاں ہیں ان کو جو غور کرتے ہیں

قدرت کے کارنامے:

پہلی آیت میں ... قابل دید ... کا ذکر کیا ... آسمان کے ... کا بیان ہوا تھا ... ایک کر ... دوسرے کی ... سے روشن ... زمین کے مختلف حوال ... مختلف چیزوں کا ذکر فرمایا کہیں پہاڑ کھڑے ہیں کہیں دریا بہتے ہیں ... پھل پیدا ہوتے ہیں ... شکل صورت رنگ ... نر و مادہ کا ... کبھی زمین ... روشن ہو جاتی ہے کبھی رات کی سیاہ نقاب ... ہے۔ پھر فرمایا ... ایک دوسرے سے متصل ہیں ایک ہی پانی سے سیراب ہوتے ہیں ایک ... سب ... ایک ہی ... مختلف ... ہیں ... جو دیکھنے والوں کو حیرت ... غور و فکر کرنے ... کی دلیل ہو ...

بکھرے لیتے ہیں کہ ایک ہی طرح کی زمین ... پیداوار ایک ہی ... [illegible] سے ... اس میں ... [illegible] ... ہے ... [illegible] قدرت کاملہ ... اسباب ... تمام مخلوق کے ... اپنے قبضہ میں لئے ہوئے ہے۔ ... استعداد کے موافق ان کے بارہ ... بہت ... ہے۔ پھر ایسے ... قدرت و اختیار رکھنے والے ... کیا مشکل ہے کہ مرنے کے بعد دوبارہ ... عالم کے ... [illegible] ... ان کے مستقر میں پہنچائے۔ (تفسیر عثمانی)

گلہائے رنگ رنگ:

وَفِي الْأَرْضِ قِطَعٌ مُّتَجٰوِرٰتٌ۔ اور زمین میں پاس پاس ملے ہوئے (مختلف) قطعات ہیں کوئی عمدہ (اور پیداواری) ہے اور کوئی شور ... کوئی سخت، کوئی نرم ... درخت ہونے کے قابل نہیں ... [illegible] ... (تفسیر ...) ... اختلاف کیوں ہے ... [illegible] ... اسباب کی تاثیر بھی ایک ... ہے ... اس کی کوئی ... ایک ... کی حیثیت کی کارفرمائی ... ماننی پڑتی ہے۔ اور یہ سب اختلاف ... ہے۔

... کی مثال ایسی ہے جیسے ایک باپ سے سب آدمی پیدا ... لیکن ... [illegible] ... انسانوں کے ... ایک ... نے اپنے دست قدرت سے ... آسمان سے پانی برسایا ... ایک ... [illegible] ... سب ... کی طرح ... پانی ... کی حالت ... سب کے لئے ہدایت ... [illegible] ... (تفسیر مظہری)

وَإِن تَعْجَبْ فَعَجَبٌ قَوْلُهُمْ أَإِذَا كُنَّا

اور اگر تو عجیب بات چاہے تو عجب ہے ان کا کہنا کہ کیا جب ہو گئے

تُرَابًا أَإِنَّا لَفِي خَلْقٍ جَدِيدٍ

ہم مٹی کیا نئے سرے سے بنائے جائیں گے

قابل تعجب بات:

یعنی اس سے زیادہ ... بات ... دوبارہ ... (تفسیر ...)

یہ آیت کا مطلب ہے کہ ... [illegible] ... اس کے ... کہ ... تعجب کے لائق ہے کہ ہم ... مر جائیں گے ... [illegible] ... ہے۔

... [illegible] ... قدرت ... مختلف تصرفات ... (تفسیر ...)

مشرکین کی منطق:

حقیقت یہ ہے کہ انہوں نے خدا تعالیٰ کی قدرت ... نہیں ... اپنی قدرت ... زمین اور ... اپنی حیثیت کا ... ہیں ...

[illegible]

أُولَٰئِكَ الَّذِينَ كَفَرُوا بِرَبِّهِمْ ۖ وَأُولَٰئِكَ الْأَغْلَالُ

وہی ہیں جو منکر ہو گئے اپنے رب سے اور وہی ہیں

فِي أَعْنَاقِهِمْ ۖ وَأُولَٰئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ ۖ هُمْ

کہ طوق ہیں ان کی گردنوں میں اور وہ ہیں دوزخ والے وہ

فِيهَا خَالِدُونَ

اسی میں رہا کریں گے

منکروں کا انجام:

... "بعث بعد الموت" کا ... [illegible]

سے مکر ہیں۔ تو ایسے باغوں کا مجانا بھی ہے جو رنگ میں جدا جدا اور ہم
پانی میں مختلف رنگ اور مزہ والے پیدا کر دیتی ہے ان میں ڈال دیتے ہیں
جو حقیقت میں ایسی ہی چیزوں سے بنایا گیا ہے۔ (تفسیر عثمانی)

وَيَسْتَعْجِلُونَكَ بِالسَّيِّئَةِ قَبْلَ الْحَسَنَةِ
اور یہ جلدی مانگتے ہیں تجھ سے برائی کو پہلے بھلائی سے

یعنی یہ لوگ ایمان نہیں لاتے بلکہ عذاب آنے سے پہلے بھلائی کے منکر ہو کر
رہتے ہیں اور جلدی میں عذاب مانگتے ہیں۔

وَقَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِمُ الْمَثُلٰتُ ۗ وَإِنَّ
اور گزر چکے ہیں ان سے پہلے بہت سے عذاب (مثالیں) اور
رَبَّكَ لَذُو مَغْفِرَةٍ لِّلنَّاسِ عَلٰى ظُلْمِهِمْ ۖ
تیرا رب معاف بھی کرتا ہے لوگوں کو باوجود ان کے ظلم کے۔
وَإِنَّ رَبَّكَ لَشَدِيدُ الْعِقَابِ ﴿۶﴾
اور تیرے رب کا عذاب بھی سخت ہے

عذاب کوئی مشکل نہیں

یعنی پہلے بھی قوموں پر عذاب آ چکے ہیں۔ خدا سے اگر یہ مشکل تو بات صرف یہ ہے کہ خدا اپنی شان حلم و عفو سے ہر چھوٹے بڑے جرم پر فوراً گرفت نہیں کرتا۔ وہ لوگوں کے ظلم پر، جب وہ حد سے گزر جاتے ہیں، عذاب بھیجتا ہے۔ اس کو عذاب سے بچنے کی کوئی صورت نہیں رہتی۔ (تفسیر عثمانی)

علیٰ ظلمہم کی بابت یہ ہے کہ وہ ظلم کرتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ یہ آیت کفر و شرک کے متعلق ہے اور شرک پر قیامت کی مغفرت نہیں بلکہ گناہ کی مغفرت ہے، بلکہ ظلم سے مراد وہ گناہ ہے جو شرک سے کم ہے۔ یہ بھی احتمال ہے کہ مراد دنیا میں عذاب نہ بھیجنا ہے اور عذاب میں تاخیر کرنا ہے، حالانکہ وہ عذاب آنے کے مستحق ہیں۔

گناہگاروں کیلئے امید گاہ

یعنی شاید یہ رَبَّكَ لَذُو مَغْفِرَةٍ لِّلنَّاسِ عَلٰى ظُلْمِهِمْ گناہگاروں کے لئے بہت بڑی امید ہے۔ قرآن کریم میں کسی آیت کو گناہگاروں کو امید مغفرت دلانے والی نہیں کہا گیا جیسا کہ اس آیت میں عَلٰى ظُلْمِهِمْ کا لفظ امید دلاتا ہے کہ ظلم کے باوجود بھی مغفرت ممکن ہے۔

تو یہ سب کا ظلم پر بھی بخشنا کرم ہے کیونکہ اللہ کے عذاب کا ڈر بھی ہے جیسا کہ حدیث حضرت ابن مسیب کی روایت سے حاکم نے بیان کی ہے۔

ابن ابی حاتم نے نقل کیا ہے کہ حضرت سعید بن مسیب نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر اللہ کی طرف سے معافی اور درگزر نہ ہوتی تو کسی کی زندگی خوشگوار نہ ہوتی اور اگر اس کی طرف سے عذاب کی دھمکی نہ ہوتی تو ہر ایک بے فکری سے ہر ایک پر ٹکیہ لگا بیٹھتا۔ (تفسیر مظہری)

الاحسان رزدی کا خواب

ابن عساکر نے لکھا ہے کہ حسن بن عثمان ابو الحسن رزدی نے خواب میں اللہ تعالیٰ عزوجل کا دیدار کیا۔ دیکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سامنے کھڑے ہیں اور آپ اپنی امت کی شفاعت کر رہے ہیں جس پر قرآن پاک کی آیت پڑھی گئی کہ تجھے کافی نہیں کہ میں نے سورۂ رعد میں تجھ پر آیت وان ربک لذو مغفرۃ للناس علی ظلمہم نازل فرمائی ہے۔ ابو الحسن کہتے ہیں کہ اس کے بعد میری آنکھ کھل گئی۔ (تفسیر مظہری)

وَيَقُولُ الَّذِينَ كَفَرُوا لَوْلَا أُنزِلَ عَلَيْهِ
اور کہتے ہیں کافر کیوں نہ اتری اس پر کوئی نشانی
آيَةٌ مِّن رَّبِّهِ ۗ
اس کے رب سے

یعنی جو نشانی ہم مانگتے ہیں وہ کیوں نہیں اتری، جسے دیکھ کر ہم ایمان لانے پر مجبور ہو جاتے۔

إِنَّمَا أَنتَ مُنذِرٌ ۖ وَلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ ﴿۷﴾
تیرا کام تو ڈر سنا دینا ہے اور ہر قوم کے لئے ہوا ہے راہ بتانے والا

منہ مانگی نشانیاں دکھانا پیغمبر کا کام نہیں ہے

معجزات کا دکھانا آپ کے قبضہ میں نہیں، یہ خدا کا کام ہے جو ہر وقت پیغمبر کی تصدیق کے لئے مناسب ہو دکھلائے۔ آپ کا فرض اسی قدر ہے کہ بیر قوم کی بات سنا دیں اور نافرمانی کے انجام سے لوگوں کو ڈرا دیں۔ پہلے بھی ہر قوم کی طرف ہادی "راہ بتانے والے" اور منذر "ڈرانے والے" آتے رہے ہیں۔ ان میں سے کسی کا یہ دعویٰ نہیں ہوا کہ جو نشان معاندین طلب کریں گے ضرور دکھلا دیں گے۔ ہاں خدا تعالیٰ اور تمہارا ان کا کام صرف یہی رہا ہے۔ چنانچہ وہ خدا کا پیغام قوم تک پہنچاتے

اللہ علیہ وسلم ہر قوم کی طرف بھیجے گئے ہیں۔ (تفسیر مظہری)

سعید بن جبیر کے نزدیک ہادی سے مراد اللہ ہے۔ یعنی ہر قوم کو ہدایت [illegible] ہدایت پر قدرت رکھنے والا اللہ ہی ہے [illegible] ہدایت پر قادر ہے۔ اِنَّکَ لَا تَہۡدِیۡ مَنۡ اَحۡبَبۡتَ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ یَہۡدِیۡ مَنۡ یَّشَآءُ عکرمہ نے کہا ہادی سے مراد ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعنی آپ تو صرف ڈرانے والے اور ہر قوم کو راستہ دکھانے والے ہیں۔

رافضیوں کا غلط استدلال:

رافضی کہتے ہیں اس آیت میں وَلِکُلِّ قَوۡمٍ ہَادٍ سے حضرت علی مراد ہیں [illegible] ہادی بھی ہیں [illegible] اِنَّمَاۤ اَنۡتَ مُنۡذِرٌ [illegible] معصوم کی ضرورت [illegible] قرآن کے محافظ اِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوۡنَ فرمایا ہے یعنی قرآن کی حفاظت کرنے والے ہیں۔ اگر بغرض محال ان کے قول کو مان بھی لیا جائے تو پھر اصل آیت کی رو سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی حضرت علی کی فضیلت لازم آتی ہے [illegible] آیت سے ہوتا ہے کہ آپ تو صرف ڈرانے والے ہیں اور ہر قوم کے ہادی تو علی ہیں (یعنی آپ ہدایت کے ذمہ دار تو نہیں یہ کام علی کا ہے)

فراستیں عذر کی علامت ہیں:

اللہ کا علم ان چیزوں [illegible] کے [illegible] کوئی چیز باہر نہیں [illegible] الرحمٰن اور فرمان مطلق [illegible] کوئی [illegible] بھی [illegible] مگر عالم الغیب کی فراست سے [illegible] ہر محمل [illegible] فراستیں [illegible] جاتی [illegible] نہیں کرتا اور ہر کوئی ان کے کام [illegible] ہر فیصلہ پیچھے [illegible] ہدایت یاب ہونے [illegible] ان تمام مضامین کو آیت ذیل واضح کرتی ہیں۔ (مظہری)

> اَللّٰہُ یَعۡلَمُ مَا تَحۡمِلُ کُلُّ اُنۡثٰی
>
> اللہ جانتا ہے جو پیٹ میں رکھتی ہے ہر مادہ

کہ ذکر ہے یا مؤنث، پورا یا ادھورا، تنہا ہے یا دو [illegible] دنگ میں

الاحوال [illegible]

حمل کی کم از کم مدت:

[illegible] حمل کی مدت کم سے کم چھ ماہ ہے ایک شخص نے کسی عورت سے نکاح کیا چھٹے مہینے اس عورت کے بچہ پیدا ہو گیا حضرت عثمان نے عورت [illegible] کا حکم دیا [illegible] حضرت علی [illegible] عالم [illegible] قرآن [illegible] تیس مہینے ہے [illegible] وَحَمۡلُہٗ وَفِصٰلُہٗ ثَلٰثُوۡنَ شَہۡرًا [illegible] حمل [illegible] وَالۡوٰلِدٰتُ یُرۡضِعۡنَ اَوۡلَادَہُنَّ حَوۡلَیۡنِ کَامِلَیۡنِ [illegible] حمل [illegible] چھ ماہ [illegible] تشریح [illegible] فرمادی [illegible] حکم [illegible] روایت [illegible] قیامت [illegible]۔

زیادہ سے زیادہ مدت

امام ابوحنیفہ کے نزدیک زیادہ سے زیادہ مدت حمل دو سال ہے [illegible] دارقطنی اور بیہقی نے سنن میں [illegible] بن عبدالرحمٰن [illegible] حضرت عائشہ نے فرمایا [illegible] ماں کے پیٹ میں [illegible] زیادہ [illegible] حمل [illegible]

[illegible] حضرت عائشہ [illegible] حدیث [illegible] حضرت [illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] قول [illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قول ہے۔

ایک شبہ: [illegible] [illegible] حضرت عمر [illegible] نہیں [illegible] ہے [illegible] حضرت عمر نے [illegible] عورت [illegible] حمل [illegible]

جواب: [illegible] تسلیم کر لیا [illegible]

کا شمار ہوتا ہو گا ہے۔ پس وہ کوئی چیز نہ ناقص ہو گی نہ زائد ہو جائے گا شمار ہی (کا) ہی کے مقررہ وقت سے موقوف کروں۔

عجیب تر:

امام شافعی نے فرمایا یمن میں مجھ سے ایک شیخ نے بیان کیا تھا کہ اس کی بیوی کے پانچ بطن ہوئے اور ہر بطن میں پانچ پانچ بچے ہوئے میں کہتا ہوں ہندوستان میں ایک خبر مشہور ہوئی کہ چوبیس طرف قاضی فضل علی کے یہاں ایک بطن میں چھ بچے ہوئے اور سب زندہ ہے۔ (تفسیر مظہری)

حمل کا یقینی علم:

روح المعانی میں ہے تمام کائنات (مخلوقات) کے ذرہ ذرہ سے واقف اور ہر ذرہ کے ہر لحظہ بدلتے ہوئے حالات سے باخبر ہیں اس کے ساتھ ہی تخلیق انسان کے ہر دور اور ہر تغیر اور ہر صفت سے پوری طرح واقف ہونے کا ذکر ہے کہ حمل کا یقینی علم صرف اسی کو ہوتا ہے کہ لڑکا ہے یا لڑکی یا دونوں یا کچھ بھی نہیں صرف پانی ہوا ہے۔ قرآن مجید نے کوئی تعیین یا انحصار جو کچھ اس معاملہ میں دیا ہے اس کی حیثیت ایک گمان اور اندازہ سے زیادہ نہیں ہوتی اور اوقات واقعہ اس کے خلاف نکلتا ہے اکثر سب کا یہ جد ہے کہ ابھی اس حقیقت کو کھولنے سے قاصر ہے۔ (معارف القرآن)

صحیحین کی حدیث میں فرمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ تم میں سے ہر ایک کی پیدائش چالیس دن تک اس کی ماں کے پیٹ میں جمع ہوتی رہتی ہے۔ پھر اتنے ہی دنوں تک خون بستہ کی صورت میں رہتا ہے۔ پھر اتنے ہی دنوں تک وہ گوشت کا لوتھڑا رہتا ہے۔ پھر اللہ تبارک و تعالیٰ خالق کل ایک فرشتے کو بھیجتا ہے اسے چار باتوں کے لکھنے کا حکم ہوتا ہے۔ اس کا رزق اس کی عمر اس کے عمل اور اس کا نیک و بد ہونا لکھ لیتا ہے۔ اور حدیث میں ہے وہ پوچھتا ہے خدایا مرد ہو گا یا عورت؟ شقی ہو گا یا سعید؟ روزی کیا ہے؟ عمر کتنی ہے؟ اللہ تعالیٰ بتاتا ہے اور وہ لکھ لیتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں غیب کی پانچ کنجیاں ہیں جنہیں بجز اللہ تعالیٰ علیم و خبیر کے اور کوئی نہیں جانتا کل کی بات اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ بیٹ کیا گھٹتے بڑھتے ہیں اور یا گھٹتے ہیں کوئی نہیں جانتا۔ بارش کب برسے گی اس کا علم بھی کسی کو نہیں۔

کوئی شخص نہیں جانتا کہ کس جگہ اسے موت آئے گی سوائے اللہ کے کوئی نہیں جانتا۔ قیامت کب قائم ہو گی اس کا علم بھی اللہ ہی کو ہے۔ پیٹ کیا گھٹاتے ہیں اس سے مراد حمل کا ساقط ہو جانا ہے اور رحم میں بڑھنا یا رہ جانا جیسے پورا ہونا ہے یہ بھی اللہ ہی کو معلوم ہوتا ہے۔ دیکھو کوئی عورت دس مہینے تک پیٹ میں بچہ رکھتی ہے کوئی نو کا مل گزارتا ہے کسی کا حمل گھٹتا ہے کسی کا بڑھتا ہے۔ پس یہی قول اللہ تعالیٰ کے علم کے ساتھ ہے۔ (تفسیر ابن کثیر)

وَمَا تَغِيضُ الْأَرْحَامُ وَمَا تَزْدَادُ وَكُلُّ
اور جو سکڑتے ہیں پیٹ اور جو بڑھتے ہیں اور
شَيْءٍ عِنْدَهُ بِمِقْدَارٍ
ہر چیز کا اس کے یہاں اندازہ ہے

اللہ کے ہاں ہر چیز حکمت کے تحت ہے:

یعنی عورت کے پیٹ میں ایک بچہ ہے یا زیادہ، پورا ہے یا ناقص، پورے دنوں میں پیدا ہو گا یا تھوڑی مدت میں پیدا ہو گا یا زیادہ میں۔ غرض رحم سے جو کچھ نکلنے کے قریب ہو اس کی پوری حالت جو اس کے پیدا ہونے کے بعد عالم وجود میں آتی ہے اس کے علم کی طرف آتا ہے اور پیدا ہونے کے بعد جو حالت اس پر آتی ہے وہ اس کے ناقص اور پورے ہونے کے موافق جس قدر اس کی عمر کے حالات لکھے گئے ہیں وہ بھی ہیں جس وقت جس قدر وہ آدمی کی استعداد و صلاحیت کے مطابق نشوونما کا ظاہر ہونا مقدر تھا اس میں کمی بیشی ہوئی۔ یعنی تبدیلی کر کے اور مختلف ہو سکتا ہے وقوع کا تقاضا ہے کہ جو بچہ بیٹ سے پیدا ہونے والے ہیں کے اقوال حالات اعتبار سے بہت کی بنا پر مختلف ہوتے ہیں۔ (تفسیر عثمانی)

وَكُلُّ شَيْءٍ عِنْدَهُ بِمِقْدَارٍ یعنی اللہ تعالیٰ کے نزدیک ہر چیز کا ایک خاص اندازہ اور مقدار مقرر ہے نہ اس سے کم ہو سکتی ہے نہ زیادہ۔ بچے کے تمام حالات بھی اس میں داخل ہیں کہ اس کی عمر کتنی ہو گی کتنی مدت تک وہ اس دنیا میں رہے گا پھر کتنے دن زندہ رہے گا کتنا رزق اس کو حاصل ہو گا۔ اللہ جل شانہ کا یہ بے مثال علم اسی کی توحید کی واضح دلیل ہے۔ (معارف القرآن)

عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الْكَبِيرُ الْمُتَعَالِ
جاننے والا پوشیدہ اور ظاہر کا سب سے بڑا برتر

علم الٰہی لامحدود ہے:

یہ علم الٰہی کی وسعت اور اس کا زمان و مکان اور جزئی و کلی ہر چیز کو محیط ہونا بیان فرمایا اور یہ بھی کہ ہر چیز اس سے پوشیدہ نہیں اور تمام عالم اس کے زیر تصرف ہے۔ (تفسیر حقانی)

عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الْكَبِيرُ الْمُتَعَالِ غیب سے مراد وہ چیز ہے جو انسانی حواس سے غائب ہے اور شہادت سے مراد وہ ہے جو آنکھوں سے دیکھی یا حواس سے معلوم کی جا سکتی ہیں

سَوَآءٌ مِّنكُم مَّنْ أَسَرَّ ٱلْقَوْلَ وَمَن جَهَرَ بِهِۦ وَمَنْ هُوَ مُسْتَخْفٍۭ بِٱلَّيْلِ وَسَارِبٌۢ بِٱلنَّهَارِ

تمہارے اعمال بھی معلوم ہیں

لَهُۥ مُعَقِّبَٰتٌ مِّنۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهِۦ يَحْفَظُونَهُۥ مِنْ أَمْرِ ٱللَّهِ

ہر آدمی کے ساتھ فرشتے مقرر ہیں

کتنے فرشتے مقرر ہیں

فرشتوں کی ڈیوٹیاں اور کارگزاری:

[illegible]

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے [illegible] کا [illegible] ہوگا [illegible] اور جو مسلمانوں پر [illegible] ہے [illegible] حضور صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] قوم [illegible] (پیچھے سے) [illegible] باتوں [illegible] وقت [illegible] کہا [illegible] حضور [illegible] صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] باتیں کرنے لگے [illegible] اور [illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] آپ وہاں چلے آئے [illegible] چلے گئے [illegible] پہنچے تو جسم [illegible] اور [illegible] کر دیا [illegible] آیت [illegible] (تفسیر طبری)

[illegible] حدیث میں ہے کہ فرشتوں کی [illegible] حفاظت کے لئے مقرر [illegible] کے لئے [illegible] اور [illegible] اور عصر کی نماز [illegible] صبح کی نماز کے بعد رات کے [illegible] رخصت ہو جاتے ہیں [illegible] عصر کی [illegible] رخصت [illegible] فرشتے [illegible] ہوتے ہیں۔

حفاظت کے فرشتے

ابوداؤد کی ایک حدیث میں ہے [illegible] ہے کہ ہر انسان کے ساتھ حفاظت کرنے والے فرشتے مقرر ہیں [illegible] حفاظت کرتے [illegible] بچاتے [illegible] جب [illegible] اور [illegible] تکلیف [illegible] پہنچائے [illegible] کو [illegible] حفاظت [illegible] لئے [illegible] فرشتے [illegible]

ابن جریر کی ایک حدیث سے بروایت [illegible] معلوم ہوتا ہے کہ ان [illegible] فرشتوں کا کام [illegible] اور [illegible] انسان کے [illegible] اور [illegible] کرتے رہتے ہیں [illegible] جب [illegible] غفلت [illegible] کرتے ہیں [illegible]

حاصل یہ ہے کہ [illegible] فرشتے [illegible] انسان کی [illegible] قوت [illegible] سے [illegible] کی [illegible] حفاظت [illegible] بلکہ [illegible] (ابن کثیر)

[illegible] فرشتے [illegible] میں [illegible] اور [illegible] قول [illegible] طرف [illegible] ہیں۔

دس فرشتے

[illegible] روایت میں [illegible] حضور صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] فرشتے [illegible] اور [illegible] اور [illegible] فرشتے [illegible] صاحب [illegible] ایک فرشتہ [illegible] فرشتے [illegible] حفاظت کرتے ہیں۔ ایک فرشتہ [illegible] فرشتے [illegible] فرشتے [illegible]

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرشتہ

[illegible]

ہے۔ لوگوں نے کہا آپ کے ساتھ بھی؟ فرمایا ہاں لیکن اللہ نے اس پر میری مدد کی ہے وہ مجھے بھلائی کے سوا کچھ نہیں کہتا (مسلم) یہ فرشتے بحکم خدا اس کی نگہبانی رکھتے ہیں۔ بعض قراتوں میں من امر اللہ کے بدلے بامر اللہ ہے۔

اگر فرشتے نہ ہوں

کعب کہتے ہیں اگر ابن آدم کے لئے ہر نرم و سخت کھل جائے تو البتہ ہر چیز اسے خود نظر آنے لگے اور اگر خدا کی طرف سے یہ کافظ فرشتے مقرر نہ ہوں جو کھانے پینے اور شرمگاہوں کی حفاظت کرنے والے ہیں تو واللہ تم تو اچک لئے جاؤ۔

تقدیر اور تدبیر:

ابوامامہ فرماتے ہیں ہر آدمی کے ساتھ محافظ فرشتہ ہے جو تقدیری امور کے سوا اور تمام بلاؤں کو اس سے دفع کرتا رہتا ہے۔ قبیلہ مراد کا ایک شخص حضرت علی کے پاس آیا۔ انہیں نماز میں مشغول دیکھا تو کہا کہ قبیلہ مراد کے آدمی آپ کے قتل کا ارادہ کر چکے ہیں آپ پہرہ چوکی مقرر کر لیجئے۔ آپ نے فرمایا ہر شخص کے ساتھ دو فرشتے اس کے محافظ مقرر ہیں وہ بغیر تقدیر کے لکھے کی بلائی کو انسان تک پہنچنے نہیں دیتے۔ سنو! اجل ایک مضبوط قلعہ ہے اور عمدہ ڈھال ہے۔ اور کہا گیا ہے کہ بحکم خدا وہ بحکم خدا اس کی حفاظت کرتے رہتے ہیں۔ جیسے حدیث شریف میں ہے۔ لوگوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ یہ جھاڑ پھونک جو ہم کرتے ہیں کیا اس سے خدا کی مقرر کی ہوئی تقدیر ٹل جاتی ہے؟ آپ نے فرمایا وہ خود اللہ کی مقرر کردہ ہے۔ (تفسیر ابن کثیر)

إِنَّ اللَّهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتَّىٰ يُغَيِّرُوا
اللہ نہیں بدلتا کسی قوم کی حالت کو جب تک وہ نہ بدلیں
مَا بِأَنفُسِهِمْ ۗ وَإِذَا أَرَادَ اللَّهُ بِقَوْمٍ
جو ان کے جیوں میں ہے، اور جب چاہتا ہے
سُوءًا فَلَا مَرَدَّ لَهُ ۚ وَمَا لَهُم مِّن دُونِهِ
اللہ کسی قوم پر آفت تو وہ نہیں پھرتی، اور کوئی نہیں ان کا اس کے
مِن وَالٍ ﴿١١﴾
سوا مددگار

قوموں کا عروج و زوال:

یعنی حق تعالیٰ اپنی نعمتیں اور مہربانی سے جو محض اس کی طرف سے ہوتی ہے کسی قوم کو محروم نہیں کرتا۔ جب تک وہ اپنے تئیں اللہ کے ساتھ معاملہ ٹھیک رکھتے ہیں۔ جب وہ ان سے بدلتی ہے تب آفت آتی ہے۔ پھر کسی کے ٹالے نہیں ٹلتی۔ نہ کوئی مدد اس وقت کام آتی ہے۔ (عثمانی) یہاں قوموں کے عروج و زوال کا قانون بتایا ہے۔ اشخاص اور افراد کا نہیں۔ قومیں اپنی حالت متعین کرنے میں اگرچہ مشروط ہیں مگر قانون یہ ہے۔ (تفسیر حقانی)

یہ شعر مشہور ہے

خدا نے آج تک اس قوم کی حالت نہیں بدلی
نہ ہو جس کو خیال آپ اپنی حالت کے بدلنے کا

یہ بات اگرچہ ایک حد تک صحیح ہے مگر آیت مذکورہ کا یہ مفہوم نہیں۔ وہ ان کا حکم دراصل ایک عام قانون کی حیثیت سے ہے کہ جو شخص خود اپنے حالات کی اصلاح کا ارادہ نہیں کرتا۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھی اس کی امداد و نصرت کا وعدہ نہیں بلکہ یہ وعدہ اسی حالت میں ہے جب کوئی خود بھی اصلاح کی فکر کرے جیسا کہ آیت کریمہ وَالَّذِينَ جَاهَدُوا فِينَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہدایت کے راستے جب ہی کھلتے ہیں جب خود ہدایت کی طلب موجود ہو لیکن انعامات الہیہ اس قانون کے پابند نہیں، بسا اوقات اس کے بغیر بھی انعام ہوتے ہیں

داد حق را قابلیت شرط نیست بلکہ شرط قابلیت داد حق است

خود ہمارا وجود اور اس میں بیشمار نعمتیں ہماری کوشش کا نتیجہ ہیں نہ ہم نے کبھی اس کے لئے دعا کی تھی کہ ہمیں ایسا وجود عطا کیا جائے جس کی آنکھ، ناک، کان اور سب قوتیں درست ہوں یہ سب نعمتیں بے مانگے ملی ہیں

ما نبودیم و تقاضا ما نبود لطف تو ناگفتۂ ما می شنود

(معارف کاندھلوی)

هُوَ الَّذِي يُرِيكُمُ الْبَرْقَ خَوْفًا وَطَمَعًا
وہی ہے کہ تم کو دکھلاتا ہے بجلی ڈر (ڈرانے کو) اور امید کو
وَيُنشِئُ السَّحَابَ الثِّقَالَ ﴿١٢﴾
اور اٹھاتا ہے بادل بھاری

شان انعام و انتقام:

پہلے شان رحمت و حفاظت کا ذکر تھا اور پھر ان آیتوں سے جو آفت و مصیبت آتی ہے اس کا ذکر ہوا۔ معلوم ہوا کہ خدا کی ذات شان انتقام و انعام دونوں رکھتی ہے۔ اس مناسبت سے یہاں بعض ایسے مظاہر قدرت کی طرف توجہ دلائی جن میں بیک وقت امید و خوف کی دونوں جہتیں ہوا کرتی ہیں مثلاً بجلی جب چمکتی ہے تو امید بندھتی ہے کہ بارش آئے گی اور ڈر بھی لگتا ہے کہ

ويسبح الرعد بحمده والملائكة من

خيفته

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

ہے ۔ ان کی سند میں ایک راوی غیر معروف ہے ۔ (الجمع بن ...)

رعد، برق و تسبیح

وَيُسَبِّحُ الرَّعْدُ بِحَمْدِهِ وَالْمَلَائِكَةُ مِنْ خِيفَتِهِ اور اس کے خوف سے اور دوسرے فرشتے اس کی پاکی اس کی تعریف کے ساتھ ساتھ بیان کرتے ہیں ۔ یعنی سبحان الله وبحمده کہتے ہیں ۔ ترمذی اور نسائی نے [illegible]

[illegible]

ایک فرشتہ ہے جو بادل پر مامور ہے اس کے پاس آگ کے کوڑے ہوتے ہیں [illegible]

[illegible]

اور جیبت الٰہی کے خوف سے خالق کی حمد اللہ کی طرف لوٹ رہی [illegible] ملائکہ سے مراد وہ فرشتے ہیں جو [illegible] ہوئے ہیں [illegible]

[illegible]

یعنی سب کی سب اس کے خوف سے اس کی حمد و تسبیح کرتے ہیں ۔

کڑک کے وقت کی دعا

[illegible] سبحان الذي يسبح الرعد بحمده والملائكة من خيفته وهو على كل شيء قدير [illegible]

[illegible] سبحان من يسبح الرعد بحمده والملائكة من خيفته اور فرماتے تھے یہ زمین والوں کے لئے سخت دھمکی ہے ۔

کڑک کیسے پیدا ہوتی ہے

ترمذی، احمد اور نسائی نے بیان کیا اور ترمذی نے اس کو صحیح قرار دیا کہ حضرت ابن عباس نے فرمایا یہودیوں نے عرض کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ... [illegible] کہ جب فرمایا وہ ان فرشتوں میں سے [illegible]

[illegible] سمجھی ہوئی ہے جو اس کو چلاتی ہے ۔ ... یہ اس کی آواز ہوتی ہے ۔ [illegible] روایت حضرت جابر کی ... سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

یعنی سبحان الله والحمد لله [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

وَيُرْسِلُ الصَّوَاعِقَ فَيُصِيبُ بِهَا مَنْ

[illegible]

يَشَاءُ وَهُمْ يُجَادِلُونَ فِي اللَّهِ وَهُوَ

[illegible]

شَدِيدُ الْمِحَالِ

[illegible]

ایک گستاخ کو نقد سزا

ابن جریر نے ... حضرت انس سے روایت کیا [illegible] صلی اللہ علیہ وسلم نے عرب کے ایک شخص کو بلایا [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر کہا کہ ہم اسلام لاتے ہیں بشرطیکہ آپ کے بعد خلافت ہم کو ملے۔ آپ نے انکار فرما دیا۔ دونوں یہ کہہ کر لوٹے کہ ہم "مدینہ" کی وادی کو آپ کے مقابلہ میں پیدل اور سواروں سے بھر دیں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تم کو روک دے گا اور "انصار مدینہ" روکیں گے۔ دونوں چلے، راستہ میں "اربد" پر بجلی گری اور عامر طاعون کی گلٹی سے ہلاک ہوا۔ (فائدہ) رعد کی آواز سن کر کہنا چاہئے۔ "سبحان من یسبح الرعد بحمدہ والملائکۃ من خیفتہ اللھم لا تقتلنا بغضبک ولا تھلکنا بعذابک وعافنا قبل ذلک" (تفسیر عثمانی)

خوف اور امید:

ابن عباسؓ نے ایک سائل کے جواب میں کہا تھا کہ برق پانی ہے۔ مسافر اس کو دیکھ کر اپنی ایذا اور مشقت کے خوف سے گھبراتا ہے اور مقیم برکت و نفع کی امید اور روزی کی زیادتی کا لالچ کرتا ہے وہی بوجھل بادلوں کو پیدا کرتا ہے جو بوجہ پانی کے بوجھ کے زمین سے قریب ہوتے ہیں۔ پس ان میں بوجھ پانی کا ہوتا ہے۔ پھر فرمایا کہ کڑک بھی اس کی تسبیح و تعریف کرتی ہے اور جگہ ہے کہ ہر چیز اللہ کی تسبیح ادا کرتی ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ بادل پیدا کرتا ہے جو اچھی طرح بولتے ہیں اور ہنستے ہیں۔ ممکن ہے بولنے سے مراد کڑک اور ہنسنے سے مراد بجلی کا ظاہر ہونا ہو۔ سعد بن ابراہیم کہتے ہیں اللہ تعالیٰ بارش بھیجتا ہے اس سے اچھی بولی والا اور اس سے اچھی ہنسی والا کوئی اور نہیں۔ اس کی ہنسی بجلی ہے اور بولی کڑکڑاہٹ ہے۔

برق فرشتہ:

محمد بن مسلم کہتے ہیں کہ ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ برق ایک فرشتہ ہے جس کے چار منہ ہیں ایک انسان جیسا ایک بیل جیسا ایک گدھ جیسا ایک شیر جیسا۔ وہ جب دم ہلاتا ہے تو بجلی ظاہر ہوتی ہے۔

اگر بندے فرمانبردار ہوتے:

مسند احمد میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ تمہارا رب عزوجل فرماتا ہے اگر میرے بندے میری پوری اطاعت کرتے تو میں راتوں کو بارشیں برساتا اور دن کو سورج چڑھاتا اور انہیں کڑک کی آواز تک نہ سناتا۔ طبرانی میں ہے آپ فرماتے ہیں کہ کڑک سن کر اللہ کا ذکر کرو کیونکہ ذکر کرنے والوں پر کڑاکا نہیں گرتا۔ کڑاکا بھیجتا ہے جسے چاہے اس پر عذاب کرتا ہے اس لئے آخر زمانہ میں کثرت سے بجلیاں گریں گی۔ مسند کی حدیث میں ہے کہ قیامت کے قریب بجلی کثرت سے گرے گی یہاں تک کہ ایک شخص اپنی قوم سے آکر پوچھے گا کہ صبح کس پر بجلی گری؟ وہ کہیں گے فلاں فلاں پر۔ (تفسیر ابن کثیر)

لَهٗ دَعْوَةُ الْحَقِّ ۭ وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ
اسی کا پکارنا سچا ہے اور جن لوگوں کو یہ پکارتے ہیں
دُوْنِهٖ لَا يَسْتَجِيْبُوْنَ لَهُمْ بِشَيْءٍ اِلَّا كَبَاسِطِ
اس کے سوا وہ نہیں کام آتے ان کے کچھ بھی مگر جیسے کسی نے پھیلائے
كَفَّيْهِ اِلَى الْمَاۗءِ لِيَبْلُغَ فَاهُ وَمَا هُوَ بِبَالِغِهٖ ۭ
دونوں ہاتھ پانی کی طرف کہ آپہنچے اس کے منہ تک اور وہ کبھی نہ پہنچے
وَمَا دُعَاۗءُ الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ (۱۴)
اور جتنی پکار ہے کافروں کی سب گمراہی ہے

غیر اللہ کو پکارنا بے سود ہے:

یعنی پکارنا اسی کو چاہئے جو ہر قسم کے نفع و ضرر کا مالک ہے۔ دوسروں کو پکارنے سے کیا حاصل؟ جن کے قبضہ میں نہ نفع ہے نہ ضرر۔ غیر اللہ کو اپنی مدد کے لئے بلانا ایسا ہے جیسے کوئی پیاسا کنویں کی منڈیر پر کھڑا ہو کر پانی کی طرف ہاتھ پھیلائے اور خوشامد کرے کہ میرے حلق میں پہنچ جا۔ ظاہر ہے قیامت تک پانی اس کی فریاد کو پہنچنے والا نہیں۔ بلکہ اگر پانی اس کی مٹھی میں ہو تب بھی خود چل کر منہ تک نہیں جا سکتا۔ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں کہ "کافر جن کو پکارتے ہیں بعضے محض خیالات اور وہم ہیں بعضے جن اور شیاطین ہیں اور بعضی چیزیں ہیں کہ ان میں کچھ خواص ہیں لیکن اپنے خواص کی مالک نہیں۔ پھر ان کے پکارنے سے کیا حاصل؟ جیسے آگ یا پانی اور شاید ستارے بھی اسی قسم میں ہوں۔" (تفسیر عثمانی)

دعوت حق:

یہ بھی کہا گیا ہے کہ حق سے مراد اللہ ہے۔ اللہ ہی کی پکار حق کی طرف بلاوا ہے۔ بغوی نے ذکر کیا ہے کہ حضرت علیؓ نے فرمایا دعوت حق توحید ہے۔ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا دعوت حق لا الٰہ الا اللہ کی شہادت ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اللہ ہی کے لئے خاص ہے توحید اور عبادت کی دعوت۔

وَمَا هُوَ بِبَالِغِهٖ (ظاہر ہے کہ) پانی اس کے منہ تک از خود پہنچنے والا نہیں وہ تو بے جان اور بے شعور چیز ہے اس کو سمجھ بھی نہیں کہ کون اس کو پکار رہا ہے اور کس کے بلانے پر وہ قبول کر کے پکار اور دعوت پر آسکتا ہے۔ کافروں کے معبودوں کی بھی یہی حالت ہے کہ کافر جن کو پکارتے ہیں ان کو ان کی پکار کا پتہ بھی نہیں ہوتا وہ بے شعور و بے جان ہیں وہ ان کی دعا قبول نہیں کر سکتے۔

مطلب کی یہ تشریح مجاہد اور عطاء نے کی ہے اور حضرت علی سے بھی یہی تفسیر منقول ہے۔ (تفسیر مظہری)

وَلِلّٰهِ يَسْجُدُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ طَوْعًا
اور اللہ کو سجدہ کرتا ہے جو کوئی ہے آسمان اور زمین میں خوشی سے
وَّكَرْهًا وَّظِلٰلُهُمْ بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ
اور زور سے اور ان کی پرچھائیاں صبح اور شام

ہر چیز اللہ کو سجدہ کرتی ہے:

حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں "جو بندہ یقین یا خوشی سے سر رکھتا ہے تو اس کے تحمل پر اور جو نہ یقین لایا آخر اس پر بھی بے اختیاری کا حکم جاری ہے اور پرچھائیں صبح اور شام زمین پر پڑ جاتی ہیں یہی ہے ان کا سجدہ" مطلب یہ ہے کہ تمام جسمانی اور روحانی کوئی چیز اللہ کے حکم کی تکوین سے باہر نہیں ہو سکتی۔ ان کے ظل و اقتدار کے سامنے سب متذلل اور سر بسجود ہیں۔ سایہ کا گھٹنا بڑھنا بے اختیاری سب اسی کے زور اور مشیت سے ہے۔ صبح شام کا ذکر شاید اس لئے کیا کہ ان وقتوں میں زمین پر سایہ کا پھیلاؤ زیادہ نمایاں ہوتا ہے۔ (تفسیر عثمانی)

قُلْ مَنْ رَّبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ قُلِ
پوچھ کون ہے رب آسمان اور زمین کا کہہ دے اللہ ہے کہہ
اللّٰهُ ۭ قُلْ اَفَاتَّخَذْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَاۗءَ لَا
پھر کیا تم نے پکڑے ہیں اس کے سوا ایسے حمایتی
يَمْلِكُوْنَ لِاَنْفُسِهِمْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا ۭ
جو مالک نہیں اپنے بھلے اور برے کے

جو رب ہے وہی معبود ہے۔

یعنی جب ربوبیت کا اقرار صرف خدا کیلئے کرتے ہو پھر دوسروں کے سے حاجتیں کیوں مانگتے ہو۔ حالانکہ وہ خود اپنے نفع نقصان کا مستقل اختیار نہیں رکھتے۔

قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الْاَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ ڏ اَمْ
کہہ کیا برابر ہوتا ہے اندھا اور دیکھنے والا یا

هَلْ تَسْتَوِي الظُّلُمٰتُ وَالنُّوْرُ ڬ
کہیں برابر ہے اندھیرا اور اجالا

موحد اور مشرک:

یعنی موحد و مشرک میں ایسا فرق ہے جیسے بینا اور نابینا میں اور توحید و شرک کا مقابلہ ایسا سمجھو جیسے نور کا ظلمت سے۔ تو کیا ایک اندھا مشرک جو شرک کی اندھیریوں میں پڑا ہوا ٹھوکریں کھا رہا ہو اس موحد کے برابر ہو سکتا ہے جو بصیرت اور انبیاء علیہم السلام کی روشنی میں فطرت انسانی کے صاف راستہ پر چل رہا ہے۔ ہرگز دونوں ایک حکم میں نہیں ہو سکتے۔ (تفسیر عثمانی)

بے بصیرت اور صاحب بصیرت آدمی:

نابینا سے مراد ہے بے بصیرت ... بصیر سے مراد وہ بصیرت مند آدمی جو اپنی بصیرت سے عبادت کی حقیقت اور تقاضوں کو سمجھتا ہو اور جانتا ہو کہ عبادت کا سزاوار کون ہے کس کی عبادت کی جائے اور کس کی عبادت ... ظلمات سے مراد ... اور نور سے مراد ... (تفسیر مظہری)

اَمْ جَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَاۗءَ خَلَقُوْا كَخَلْقِهٖ
کیا ٹھہرائے ہیں انہوں نے اللہ کے لئے شریک کہ انہوں نے کچھ
فَتَشَابَهَ الْخَلْقُ عَلَيْهِمْ ۭ قُلِ اللّٰهُ خَالِقُ
پیدا کیا ہے جیسے پیدا کیا اللہ نے پھر مشتبہ ہو گئی پیدائش ان کی نظر
كُلِّ شَيْءٍ وَّهُوَ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ
میں کہہ اللہ ہے پیدا کرنے والا ہر چیز کا اور وہی ہے اکیلا زبردست

کیا بتوں نے بھی مخلوق پیدا کی ہے:

یعنی جیسی مخلوقات خدا تعالیٰ نے پیدا کی، کیا تمہارے دیوتاؤں نے ایسی کوئی چیز پیدا کی ہے جسے دیکھ کر تم کو ان پر خدائی کا شبہ ہونے لگا۔ وہ تو ایک مکھی یا ایک مچھر کی ٹانگ بھی نہیں بنا سکتے۔ تمام چیزیں اسی طرح خود ان کی ہستی بھی خدا کی مخلوق ہیں۔ پھر ایسی عاجز مجبور چیزوں کو خدائی کے تخت پر بٹھا دینا کس قدر گستاخی اور شرمناک شرک ہے۔ (تفسیر عثمانی)

خدا کے سوا کوئی خالق نہیں ... جس کو وہ چاہتا ہے پیدا کرتا ہے اگر وہ کسی چیز کو پیدا کرنا چاہے تو اس کا پیدا

[illegible]

شرک سے حفاظت

[illegible]

[illegible]

أَنزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَسَالَتْ أَوْدِيَةٌ

اتارا اس نے آسمان سے پانی پھر بہنے لگے نالے

بِقَدَرِهَا فَاحْتَمَلَ السَّيْلُ زَبَدًا رَّابِيًا

اپنی اپنی موافق پھر اوپر لے آیا وہ نالہ جھاگ پھولا ہوا

وَمِمَّا يُوقِدُونَ عَلَيْهِ فِي النَّارِ ابْتِغَاءَ

اور جس چیز کو دھکاتے ہیں آگ میں واسطے زیور کے

حِلْيَةٍ أَوْ مَتَاعٍ زَبَدٌ مِّثْلُهُ ۚ كَذَٰلِكَ

یا اسباب کے اس میں بھی جھاگ ہے ویسا ہی یوں

يَضْرِبُ اللَّهُ الْحَقَّ وَالْبَاطِلَ ۚ فَأَمَّا الزَّبَدُ

بیان (ظاہر) کرتا ہے اللہ حق اور باطل کو سو وہ جھاگ

فَيَذْهَبُ جُفَاءً ۖ وَأَمَّا مَا يَنفَعُ النَّاسَ

تو جاتا رہتا ہے سوکھ کر اور وہ جو کام آتا ہے لوگوں کے

فَيَمْكُثُ فِي الْأَرْضِ ۚ كَذَٰلِكَ يَضْرِبُ

سو باقی رہتا ہے زمین میں یوں بیان کرتا ہے

اللَّهُ الْأَمْثَالَ

[illegible]

حق و باطل کی مثال

[illegible]

خیر اور راحت کی مثال

[illegible]

نے آگ جلائی۔ جب آگ نے اپنے آس پاس کی چیزیں روشن کر دیں تو پتنگے اور پروانے (وغیرہ) کیڑے اس میں گر کر جان دینے لگے۔ وہ شخص ہر چند روکتا ہے لیکن وہ پھر بھی اس میں گرے جاتے ہیں۔ یہی مثال میری اور تمہاری ہے کہ میں تمہاری کمر پکڑ کر تمہیں روکتا ہوں اور کہہ رہا ہوں کہ آگ سے پرے ہٹو لیکن تم میری نہیں سنتے نہیں مانتے۔ مجھ سے چھوٹ چھوٹ کر آگ میں گرے چلے جاتے ہو۔ (تفسیر ابن کثیر)

لِلَّذِينَ اسْتَجَابُوا لِرَبِّهِمُ الْحُسْنَىٰ
جنہوں نے مانا اپنے رب کا حکم ان کے واسطے بھلائی ہے

ایمان و عمل کا اجر:

یعنی ایمان و عمل صالح اختیار کیا ان کے لئے دنیا و آخرت کی بھلائی ہے حقیقی خوشی اور کامیابی حقیقت میں ان کے سوا کسی کو حاصل نہیں ہوگی۔

وَالَّذِينَ لَمْ يَسْتَجِيبُوا لَهُ لَوْ أَنَّ لَهُمْ مَا
اور جنہوں نے اس کا حکم نہ مانا اگر ان کے پاس ہو جو کچھ
فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا وَمِثْلَهُ مَعَهُ لَا
کہ زمین میں ہے سارا اور اتنا ہی اس کے ساتھ اور تو سب دے ڈالیں
فْتَدَوْا بِهِ
(اپنے) بدلے (چھڑانے) میں

انکار کی سزا: یعنی یہاں تو خیر جس طرح گذر گئی لیکن آخرت میں ان کی حالت ایسی پریشانی اور گھبراہٹ کی ہوگی کہ اگر تمام دنیا کے خزانے ان کے ہاتھ میں ہوں بلکہ اتنے ہی اور بھی تو تمنا کریں گے کہ ہم یہ سب فدیہ میں دے کر اس پریشانی سے چھوٹ جائیں مگر اس کا موقع کہاں۔

أُولَٰئِكَ لَهُمْ سُوءُ الْحِسَابِ
ان لوگوں کے لئے ہے برا حساب

یعنی حساب میں کسی قسم کی رعایت اور درگزر نہ ہوگی ایک ایک بات پر پوری طرح پکڑے جائیں گے۔

وَمَأْوَاهُمْ جَهَنَّمُ وَبِئْسَ الْمِهَادُ أَفَمَنْ
اور ٹھکانا ان کا دوزخ ہے اور وہ بری (جا بچھونا) آرام کی جگہ ہے بھلا

يَعْلَمُ أَنَّمَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ الْحَقُّ
جو شخص جانتا ہے کہ جو کچھ اترا تجھ پر تیرے رب سے حق ہے برابر
كَمَنْ هُوَ أَعْمَىٰ إِنَّمَا يَتَذَكَّرُ أُولُو الْأَلْبَابِ
ہو سکتا ہے اس کے جو اندھا ہے سمجھتے وہی ہیں جن کو عقل ہے

حکمت کا تقاضا:

مومن و کافر (اندھے) کا الگ الگ انجام ذکر فرمانے کے بعد متنبہ کرتے ہیں کہ ایسا ہونا عین عقل و حکمت کے موافق ہے۔ کوئی عقل مند سوچے کہ کیا ایک بینا اور اندھا جسے کچھ نظر نہ آئے یکساں ہو سکتے ہیں؟ اہل حق اور اہل باطل میں بھی جو انکار کر رہا ہو اس شخص کی برابری کر سکتا ہے جس کے دل کی آنکھیں کھلی ہیں اور پوری بصیرت کے ساتھ حق کی روشنی سے مستفید ہو رہا ہے۔

الَّذِينَ يُوفُونَ بِعَهْدِ اللَّهِ وَلَا يَنْقُضُونَ
وہ لوگ جو پورا کرتے ہیں اللہ کے عہد کو اور نہیں
الْمِيثَاقَ
توڑتے اس عہد کو

ایفائے عہد:

یعنی اللہ سے جو عہد ازل میں ہو چکا ہے (عہد الست) جس پر انسان کی فطرت خود گواہ ہے اور جو انبیاء کی زبانی عہد لئے گئے ان سب کو پورا کرتے ہیں، کسی کو توڑتے نہیں۔ جو جو عہد خود کسی معاملہ میں خدا سے یا بندوں سے کر لیں یا باندھتے ہیں (بشرطیکہ معصیت نہ ہو) اس کی خلاف ورزی نہیں کرتے۔ (تفسیر عثمانی)

صحابہ کرام کا ایفائے عہد:

ابوداؤد نے بروایت عوف ابن مالکؓ یہ حدیث نقل کی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرامؓ سے اس پر عہد اور بیعت لی کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں گے اور پانچ وقت نماز کو پابندی سے ادا کریں گے اور اپنے امراء کی اطاعت کریں گے اور کسی سے کوئی چیز سوال نہ کریں گے۔

جو لوگ اس بیعت میں شریک تھے ان کا عمل پابندی عہد میں یہ تھا کہ اگر گھوڑے پر سواری کے وقت ان کے ہاتھ سے کوڑا گر جاتا تو کسی انسان

[illegible] سے ناز کرتے تھے۔

یہ تو آپ نے سنا ہوگا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت و عقیدت اور جذبہ اطاعت کا [illegible] یہ ظاہر تھا کہ اس طرح [illegible] ہر صحابی [illegible] حکم فرمانے کا منتظر رہتا تھا جیسے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ ایک مرتبہ مسجد میں داخل ہو رہے تھے اور [illegible] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ دے رہے تھے اور اتفاق سے ان کے داخلِ مسجد کے وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے یہ کلمہ نکلا کہ ’’بیٹھ جاؤ‘‘ عبداللہ بن مسعودؓ جانتے تھے کہ اس کا یہ مطلب نہیں کہ جو کوئی جہاں ہو وہیں بیٹھ جائے [illegible] مگر جذبہ اطاعت نے ان کو آگے قدم نہ بڑھانے دیا اور دروازے سے باہر ہی جہاں یہ آواز کان میں پڑی اسی جگہ بیٹھ گئے۔ (معارف القرآن)

وَالَّذِيْنَ يَصِلُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ يُّوْصَلَ
اور وہ لوگ جو ملاتے ہیں جس کو اللہ نے فرمایا ملانا

صلہ رحمی:

یعنی صلہ رحمی کرتے ہیں یا ایمان و عمل کے ساتھ یا حقوق العباد کو حقوق اللہ کے ساتھ ملاتے ہیں یا اسلامی اخوت کو قائم رکھتے ہیں۔ یا انبیاء علیہم السلام میں تفریق نہیں کرتے کہ کسی کو مانیں کسی کو نہ مانیں۔ (تفسیر عثمانی)

قطع رحمی کی سزا:

حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ کا بیان ہے میں نے خود سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے تھے اللہ نے فرمایا ہے میں ہی اللہ ہوں میں ہی رحمن ہوں میں نے رحم کو پیدا کیا ہے اور اپنے نام (رحمن) سے نکال کر اس کا نام رکھا ہے جو اس کو جوڑے رکھے گا میں اس کو (اپنے ساتھ) جوڑے رکھوں گا اور جو اس کو کاٹے گا میں اس سے قطع تعلق کر لوں گا۔ رواہ ابوداؤد۔ حضرت ابوہریرہؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ نے مخلوق کو پیدا کیا۔ جب [illegible] فارغ ہو گیا تو رحم [illegible] اللہ نے فرمایا [illegible] رحم نے عرض کیا یہ اس کی جگہ ہے جو قطع تعلق سے تیری پناہ چاہتا ہے اللہ نے فرمایا کیا تو اس بات سے خوش نہیں کہ جو تجھے جوڑے رکھے گا میں اس سے (اپنا تعلق) جوڑے رکھوں گا اور جو تجھے توڑے گا میں اس سے قطع تعلق کر لوں گا۔ رحم نے عرض کیا بیشک میں اس پر راضی ہوں اللہ نے فرمایا پس یہ (تیرے لئے) ہے۔ (متفق علیہ)

بغوی [illegible] نے حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ کی روایت سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن تین چیزیں عرش کے نیچے ہوں گی۔ قرآن مجید [illegible] قرآن [illegible] سے [illegible]

[illegible] آپ [illegible] جنت [illegible] (ترمذی) [illegible]

حضرت انس بن مالکؓ راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص چاہتا ہو کہ اللہ اس کے رزق میں وسعت اور عمر میں درازی عطا کرے تو اس کو چاہئے کہ رشتہ داروں سے اچھا سلوک کرے۔ (متفق علیہ)

حضرت ابو ایوب انصاریؓ راوی ہیں کہ ایک اعرابی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری کی لگام پکڑ لی اور عرض کیا مجھے کوئی ایسا عمل بتا دیجئے جو مجھے جنت سے قریب اور دوزخ سے دور کر دے۔ فرمایا اللہ کی عبادت کر، کسی چیز کو اس کا شریک نہ قرار دے، نماز قائم کر، زکوٰۃ ادا کر اور رشتہ داروں [illegible] (مسلم)

صلہ رحمی کا مطلب:

حضرت عبداللہ بن عمروؓ راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رشتہ داری جوڑنے والا وہ نہیں جو بدلہ میں [illegible] بلکہ جوڑنے والا وہ ہے کہ [illegible] (بخاری) [illegible]

سب سے پہلا حقدار:

حضرت ابوہریرہؓ کی روایت ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری طرف سے حسن سلوک کا سب سے زیادہ مستحق کون ہے؟ فرمایا تیری ماں، اس نے عرض کیا اس کے بعد؟ فرمایا تیری ماں، اس نے عرض کیا اس کے بعد؟ فرمایا تیری ماں، اس نے عرض کیا اس کے بعد؟ فرمایا تیرا باپ۔ دوسری روایت میں [illegible] کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پھر قرابت دار جس قدر قریب ہو۔ (متفق علیہ)

حضرت [illegible] راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا [illegible]

حضرت [illegible] راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے نسب [illegible] رشتہ داروں [illegible]

وَيَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ وَيَخَافُوْنَ سُوْٓءَ الْحِسَابِ
اور ڈرتے ہیں اپنے رب سے اور اندیشہ رکھتے ہیں برے حساب کا

خوفِ خدا: یعنی حق تعالیٰ کی عظمت و جلال کا تصور کر کے [illegible]

رہتے ہیں اور یہ اندیشہ لگا رہتا ہے کہ دیکھئے وہاں جب دو دو ہاتھ کا حساب ہوگا کیا صورت پیش آئے گی۔ (تفسیر عثمانی)

وَالَّذِیْنَ صَبَرُوا ابْتِغَآءَ وَجْهِ رَبِّهِمْ
اور وہ لوگ جنہوں نے صبر کیا خوشی کو اپنے رب کی

تکلیفوں پر صبر:

یعنی مصائب و شدائد اور دنیا کی کروہات پر صبر نہیں۔ کسی تنگی سے گھبرا کر طاعت کے راستے سے قدم نہیں ہٹایا نہ معصیت کی طرف جھکے۔ وہ یہ صبر و استقلال محض اللہ تعالیٰ کی رضا و خوشنودی حاصل کرنے کے لئے دکھلایا۔ اس لئے نہیں کہ دنیا انہیں بہت صابر اور مستقل مزاج کہے۔ نہ اس لئے کہ بجز صبر کے چارہ نہ پاتا مجبور ہو گئے تو صبر کر کے بیٹھ رہے۔ (تفسیر عثمانی)

کون سا صبر مفید ہے:

صبر کے ساتھ ابْتِغَآءَ وَجْهِ رَبِّهِمْ کی قید نے یہ بتلایا کہ مطلق صبر کوئی فضیلت کی چیز نہیں، کیونکہ کبھی نہ کبھی تو بے صبر سے انسان کو بھی بالآخر ایک وقت کے بعد صبر آ ہی جاتا ہے، جو صبر غیر اختیاری ہوا اس کی کوئی خاص فضیلت نہیں۔ اس لئے غیر اختیاری تکلیف کا اللہ تعالیٰ کسی کو حکم دیتے ہیں، اسی لئے حدیث میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا الصبر عند الصدمة الاولی۔ یعنی اصلی اور معتبر صبر تو وہی ہے جو ابتداء صدمہ کے وقت اختیار کر لیا جائے ورنہ بعد میں تو کبھی نہ کبھی طبعی طور پر انسان کو صبر آ ہی جاتا ہے، بلکہ قابل مدح وہ صبر ہے کہ اپنے اختیار سے خلاف طبع امر کو برداشت کرے، خواہ وہ اطاعت و واجبات کی ادائیگی ہو یا محرمات و مکروہات سے بچنا ہو۔

اسی لئے اگر کوئی شخص چوری کی نیت سے کسی مکان میں داخل ہو گیا مگر وہاں چوری کا موقع نہ ملا مجبور کر کے واپس آ گیا تو یہ غیر اختیاری صبر کوئی مدح و ثواب کی چیز نہیں، ثواب جب ہے کہ گناہ سے بچنا اللہ کے خوف اور اس کی رضا جوئی کے سبب سے ہو۔ (معارف القرآن)

وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ
اور قائم رکھی نماز اور خرچ کیا ہمارے دیئے میں سے پوشیدہ (چھپے)
سِرًّا وَّعَلَانِيَةً
اور ظاہر (کھلے)

قیام نماز و ادائیگی زکوٰۃ و صدقات:

پوشیدہ کو شاید اس لئے مقدم رکھا کہ پوشیدہ خیرات کرنا افضل ہے۔ الا یہ کہ کہیں مصلحت شرعی علانیہ دینے میں ہو۔ (تفسیر عثمانی)

سِرًّا وَّعَلَانِيَةً چھپا کر اور کھلم کھلا۔ نفل خیرات چھپا کر دینی افضل ہے۔ (۲) اگر شہرت طلبی کا شائبہ بھی نہ ہو، اور دوسروں کی بد ظنی دور کرنے اور دوسروں کو ترغیب دینے کے لئے ہو تو کھلم کھلا دینی بہتر ہے۔ مسلمان پر زکوٰۃ کا وجوب بہت کم ہوتا ہے کیونکہ اتفاق ہی نہیں ہوتا کہ کوئی صاحب نصاب ہو اور سال بھی گزرے۔ مگر اس کے اسلام کا تقاضا ہے کہ پیسے ہی سے ادا کرے گویا مسلمان نفل خیرات کرتا ہی رہتا ہے (نفل کی ادائیگی زیادہ ہوتی ہے اور زکوٰۃ کم ہی واجب ہوتی ہے) اس لئے سرا کو علانیہ سے پہلے ذکر کیا (وجوب زکوٰۃ کی ادائیگی دوسری خیرات پر مقدم ہے، اس لئے علانیہ کا اظہار سرا سے پہلے ہی چاہئے تھا) (تفسیر مظہری)

وَيَدْرَءُوْنَ بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ
اور کرتے ہیں برائی کے مقابلہ میں بھلائی

برائی کے بدلے اچھائی:

یعنی برائی کا جواب بھلائی سے دیتے ہیں۔ سختی کے مقابلہ میں نرمی برتتے ہیں کوئی ظلم کرتا ہے یہ معاف کرتے ہیں (بشرطیکہ معافی سے برائی کے ترقی کرنے کا اندیشہ نہ ہو) بدی سے بچ کر نیکی اختیار کرتے ہیں۔ اگر کبھی کوئی برا کام ہو جاتا ہے تو اس کے مقابلہ میں بھلا کام (یعنی توبہ اور اس گناہ کی تلافی) کرتے ہیں۔ (تفسیر عثمانی)

اِنَّ الْحَسَنٰتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّاٰتِ بلاشبہ نیکیاں گناہوں کو دور کر دیتی ہیں۔ حضرت معاذ راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم سے کوئی گناہ ہو جائے تو اس کے پیچھے نیکی کر، یہ اس کو مٹا دے گی۔ (رواہ احمد)

گناہ کے بعد نیکی:

ابن مبارک نے حضرت اسود کی مرسل روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم گناہ کر بیٹھو تو (فوراً) ایک نیکی بھی (ایسی) کرو جس سے گناہ دھل جائے۔

حضرت عقبہ بن عامر راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص گناہوں کے بعد نیکیاں کر لیتا ہے اس کی حالت ایسی ہے جیسے کسی نے کوئی اتنی تنگ زرہ پہن رکھی ہو جس نے اس کا گلا گھونٹ رکھا ہو (یعنی اسے گناہ کرنے کے ہلاکت کے قریب پہنچا دیا) پھر اس نے ایک نیکی کر لی تو (زرہ کی) ایک کڑی ٹوٹ گئی پھر دوسری کڑی ٹوٹ گئی (اس طرح نیکیاں کرتے کرتے سب کڑیاں ایک کے بعد ایک ٹوٹ گئیں) یہاں تک کہ وہ زمین پر گر پڑی۔ (رواہ البغوی)

ابن کیسان نے کہا آیت کا معنی یہ ہے کہ گناہ کر کے توبہ سے دفع کر دیتے ہیں (یعنی حسنات مراد توبہ ہے) ابوداؤد نے مرسلاً روایت نقل

[illegible]

برائی کے بدلے اچھائی کا اجر

[illegible]

[illegible] (تفسیر طبری)

[illegible]

اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عُقْبَى الدَّارِ ۝ جَنّٰتُ عَدْنٍ

ان لوگوں کیلئے ہے آخرت کا گھر یعنی رہنے کے

ہمیشگی کی جنتیں [illegible] (تفسیر طبری)

عدن کیا ہے: [illegible]

[illegible] (تفسیر طبری)

يَّدْخُلُوْنَهَا وَمَنْ صَلَحَ مِنْ اٰبَآئِهِمْ

داخل ہوں گے ان میں اور جو نیک ہوئے ان کے باپ دادوں میں

وَاَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّيّٰتِهِمْ

اور جوروؤں میں اور اولاد میں

قرابت کا فائدہ

[illegible]

[illegible]

ایک شبہ

[illegible]

جواب [illegible]

[illegible]

[illegible]

والملٰئکۃ یدخلون علیھم من کل

اور فرشتے ان کے پاس ہر دروازے سے

باب سلٰم علیکم بما صبرتم فنعم

[illegible]

عقبی الدار

[illegible]

مجاہدین کا اعزاز

[illegible]

مومن کا اعزاز

[illegible]

سب سے پہلے جنت میں جانے والے

[illegible]

انتہائی مغرور تھے بادشاہوں سے بھی نہیں جھکتے تھے۔ تو ہم نے یہ طے کیا ہے۔ جنت کو روز قیامت اللہ تعالیٰ اپنے سامنے بلائے گا۔ وہ اپنی خوشنمائی اور تمام نعمتوں اور زینتوں کے ساتھ حاضر ہوگی۔ اس وقت ندا ہوگی کہ میرے وہ بندے جو میری راہ میں جہاد کرتے تھے۔ میری راہ میں ستائے جاتے تھے۔ میری راہ میں لڑتے بھڑتے تھے۔ وہ کہاں ہیں۔ آؤ بغیر حساب و عذاب کے جنت میں چلے جاؤ۔ اس وقت فرشتے رب کے سامنے سجدے میں گر پڑیں گے اور عرض کریں گے کہ پروردگار ہم تو صبح و شام تیری تسبیح و تقدیس میں لگے رہے۔ یہ کون ہیں جنہیں آج تو نے ہم پر بھی فضیلت عطا فرمائی۔ اللہ رب العزت فرمائے گا یہ میرے وہ بندے ہیں جنہوں نے میری راہ میں جہاد کیا۔ میری راہ میں تکلیفیں برداشت کیں۔ اب تو فرشتے جلدی کر کے ان کے پاس ہر ہر دروازے سے پہنچیں گے۔ سلام کریں گے اور مبارکباد پیش کریں گے کہ تمہیں تمہارے صبر کا بدلہ کتنا اچھا ملا۔ (تفسیر ابن کثیر)

مسند کی حدیث میں ہے جانتے بھی ہو کہ سب سے پہلے جنت میں کون جائیں گے؟ لوگوں نے کہا اللہ کو خبر ہے اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو۔ فرمایا سب سے پہلے جنتی مسکین مہاجر ہیں جو دنیا کی لذتوں سے دور تھے۔ جو تکلیفوں میں مبتلا تھے۔ جن کی امنگیں دلوں میں ہی رہ گئیں اور قضا آگئی۔ رحمت کے فرشتوں کو حکم ہوتا ہے کہ جاؤ انہیں مبارکباد دو۔ فرشتے کہیں گے کہ باری تعالیٰ ہم تیرے آسمانوں کے رہنے والے تیری بہترین مخلوق ہیں۔ کیا تو ہمیں حکم دیتا ہے کہ ہم جا کر انہیں سلام کریں اور انہیں مبارکباد پیش کریں۔ جناب باری جواب دے گا یہ میرے وہ بندے ہیں جنہوں نے صرف میری عبادت کی۔ میرے ساتھ کسی کو شریک نہ کیا۔ دنیوی راحتوں سے محروم رہے۔ مصیبتوں میں مبتلا رہے۔ کوئی مراد پوری نہ ہونے پائی اور یہ صابر و شاکر رہے۔ اب تو فرشتے جلدی جلدی شوق سے ان کی طرف دوڑیں گے۔ ادھر ادھر کے ہر دروازے سے گھسیں گے اور سلام کر کے مبارکباد پیش کریں گے۔ (تفسیر ابن کثیر)

حدیث میں ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب شہداء کی قبروں پر جاتے تو یہ کہتے: سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ۔ ابو بکر و عمر اور حضرت ابو بکر و عمر و عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی کیا کرتے تھے۔ ([illegible])

وَالَّذِيْنَ يَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللّٰهِ مِنْ
اور جو لوگ توڑتے ہیں عہد خدا کا مضبوط کرنے کے
بَعْدِ مِيْثَاقِهٖ وَيَقْطَعُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ
بعد اور قطع کرتے ہیں اس چیز کو جس کو جوڑنے کا حکم دیا اللہ نے
بِهٖٓ اَنْ يُّوْصَلَ وَيُفْسِدُوْنَ فِي الْاَرْضِ
جوڑنے کا اور فساد اٹھاتے ہیں ملک میں، یہی لوگ ان کے واسطے
اُولٰٓئِكَ لَهُمُ اللَّعْنَةُ وَلَهُمْ سُوْۗءُ الدَّارِ ؀
ہے لعنت اور ان کے لئے ہے برا گھر

بد عہدی:

نیکوں کے مقابل یہ بدبختوں کی عادت و خصلت اور انجام بیان ہو رہا ہے۔ یہ اللہ کا عہد ہے کہ جس تعالیٰ سے عہد کیا اور جن چیزوں کے جوڑنے کا حکم تھا انہیں توڑ دیا۔ ملک میں فساد کی آگ بھڑکا دی۔ دوسروں پر اور اپنی جانوں پر ظلم کرنے سے نہ رکے۔ یہی لوگ ہیں جو خدا کی رحمت سے دور پھینک دیے گئے اور سب سے برا ٹھکانہ اور مقام پر پہنچنے والے ہیں۔ (تفسیر ابن کثیر)

بغاوت اور قطع رحم:

حضرت ابو بکرہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آخرت میں جو سزا رکھی گئی ہے اس کے ساتھ دنیا میں بھی جن گناہوں کی سزا اللہ کی طرف سے جلد ملنے کا استحقاق ہو جاتا ہے ان میں بغاوت اور قطع رحم سے زیادہ جلد عذاب دینے والا کوئی گناہ نہیں۔ رواہ احمد و البخاری فی الادب والترمذی وابن ماجہ والحاکم وابن حبان۔ حضرت جبیر بن مطعم راوی ہیں میں نے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرما رہے تھے رحم کو کاٹنے والا جنت میں نہیں جائے گا۔ متفق علیہ۔

حضرت عبداللہ بن ابی اوفیٰ راوی ہیں میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے ان لوگوں پر اللہ کی رحمت نازل نہیں ہوتی جن میں قرابت رحم کو کاٹنے والا موجود ہو۔ رواہ البیہقی فی شعب الایمان۔ حضرت عبداللہ بن عمرو کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا احسان جتانے والا جنت میں داخل نہیں ہوگا۔ نہ ماں باپ کا نافرمان اور نہ ہمیشہ کا شرابی۔ رواہ النسائی والدارمی (تفسیر مظہری)

عہد کی تفسیر:

الَّذِيْنَ يَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللّٰهِ مِنْ بَعْدِ مِيْثَاقِهٖ یعنی جو لوگ اللہ تعالیٰ کے عہد کو پختہ کرنے کے بعد توڑ دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے میثاق کے عہد کی تاکید ... [illegible] تمام پیدا کرنے والی روحوں سے لیا گیا تھا جس کو قرار ... [illegible] اقرار کے ساتھ پختہ کر لیا ... [illegible]

... [illegible]

میں انسان پر لازم ہو چکی ہے۔ کیونکہ کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دراصل ایک عظیم معاہدہ کا عنوان ہے جس کے تحت میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بتلائے ہوئے تمام احکام کی پابندی اور جن چیزوں سے منع کیا گیا ہے ان سے پرہیز بھی آ جاتا ہے۔ اس لئے جب کوئی انسان کسی حکم خداوندی یا حکم رسول سے انحراف کرتا ہے تو اس معاہدہ ایمانی کی عہد شکنی کرتا ہے۔

یہ معلوم ہوا کہ عہد شکنی اور رشتہ داروں، عزیزوں سے قطع رحمی لعنت اور جہنم کا سبب ہے، نعوذ باللہ منہ۔

جزائے صلہ رحمی:

اور صحیح مسلم کی ایک حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بڑی صلہ رحمی یہ ہے کہ آدمی اپنے باپ کے انتقال کے بعد ان کے دوستوں سے وہی تعلقات قائم رکھے جو باپ کے سامنے تھے۔

اور بخاری، مسلم کی حدیث میں بروایت انس مذکور ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص یہ چاہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے رزق میں وسعت اور کاموں میں برکت عطا فرمادے تو اس کو چاہئے کہ صلہ رحمی کرے۔ صلہ رحمی کے معنی یہی ہیں کہ جن سے رشتہ داری کے خصوصی تعلقات ہیں ان کی خبر گیری اور بقدر گنجائش امداد و اعانت کرے۔

اور حضرت ابو ایوب انصاری فرماتے ہیں کہ ایک گاؤں والا اعرابی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مکان پر حاضر ہوا اور سوال کیا کہ مجھے یہ بتلا دیجئے کہ وہ عمل کونسا ہے جو مجھے جنت سے قریب اور جہنم سے دور کر دے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ، اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو اور صلہ رحمی کرو۔ (بغوی)

اور صحیح بخاری میں بروایت حضرت عبداللہ بن عمرؓ مذکور ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ صلہ رحمی اتنی بات کا نام نہیں کہ تم دوسرے عزیز کے احسان کا بدلہ ادا کر دو اور جس نے تمہارے ساتھ کوئی احسان کیا ہے تو تم اس پر احسان کرو، بلکہ اصل صلہ رحمی یہ ہے کہ تمہارا رشتہ دار عزیز تمہارے حقوق میں کوتاہی کرے، تم سے تعلق نہ رکھے تم پھر بھی محض اللہ کے لئے اس سے تعلق کو قائم رکھو اور اس پر احسان کرو۔

صلہ رحمی کے فوائد:

رشتہ داروں کے حقوق ادا کرنے اور ان کے تعلقات کو نبھانے ہی کے خیال سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنے نسب ناموں کو محفوظ رکھو، جن کے ذریعہ تمہیں اپنی رشتہ داریاں محفوظ رہ سکیں، اور تم ان کے حقوق ادا کر سکو۔ پھر ارشاد فرمایا کہ صلہ رحمی کے فوائد یہ ہیں کہ اس سے آپس میں محبت پیدا ہوتی ہے اور مال میں برکت اور زیادتی ہوتی ہے اور عمر میں برکت ہوتی ہے (یہ حدیث ترمذی نے روایت کی ہے)۔

اسلام کی تعلیم راہبانہ انداز سے ترک تعلقات کی نہیں، بلکہ ضروری تعلقات کو قائم رکھنا اور ان کے حقوق ادا کرنے کو ضروری قرار دیا گیا ہے۔ ماں باپ کے حقوق، اولاد، بیوی اور بہن بھائیوں کے حقوق، دوسرے رشتہ داروں اور پڑوسیوں کے حقوق اللہ تعالیٰ نے ہر انسان پر لازم کئے ہیں۔ ان کو نظر انداز کر کے نفلی عبادت میں یا کسی دینی خدمت میں لگ جانا بھی جائز نہیں، دوسرے کاموں میں لگ کر ان کو نظر انداز کرنا تو کیسے جائز ہوگا۔ (معارف القرآن)

اَللّٰهُ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ
اللہ کشادہ کرتا ہے روزی جس کو چاہے اور تنگ کرتا ہے

دنیا کے عیش معیار نہیں ہے:

یعنی دنیا کے عیش و فراخی کو دیکھ کر سعادت و شقاوت کا فیصلہ نہیں ہو سکتا۔ نہ یہ ضروری ہے کہ جس کو دنیا میں خدا نے روزی اور عیش زیادہ دیا ہے وہ اس کی بارگاہ میں مقبول ہے۔ بہت سے مقبول بندے بھوکے رہ کر اور تنگ حالی میں زندگی بسر کرتے ہیں اور بہت سے مجرموں کو ڈھیل دی جاتی ہے وہ مزے اڑاتے ہیں۔ یہ ہی دلیل اس کی ہے کہ اس زندگی کے بعد کوئی دوسری زندگی ہے جہاں ہر شخص کو اس کے نیک و بد اعمال کا پورا پھل مل کر رہے گا۔ بہر حال دنیا کی تنگی و فراخی مقبول و مردود ہونے کا معیار نہیں بن سکتی۔

[illegible] [illegible]

اللہ تعالیٰ وسعت کے ساتھ روزی دیتا ہے جس کو چاہتا ہے اور جس کے لئے چاہتا ہے تنگ کرتا ہے۔ روزی کا کم اور زیادہ ہونا کفر اور ایمان پر موقوف نہیں اور کفار اترائے ہوئے ہیں دنیاوی زندگی پر اور اس کی عیش و عشرت پر اور ان کا یہ اترانا بالکل فضول ہے۔ اس لئے کہ دنیاوی زندگی آخرت کے مقابلہ میں کچھ بھی نہیں مگر بہت تھوڑا سامان۔ حدیث میں ہے کہ دنیا آخرت کے مقابلہ میں ایسی ہے جیسے کوئی اپنی انگلی سمندر میں ڈبو کر نکالے اور دیکھے کہ کیا لائی۔ (رواہ مسلم بحوالہ کشاف القرآن)

وَفَرِحُوْا بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۭ وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا
اور فریفتہ ہیں دنیا کی زندگی پر اور دنیا کی زندگی کچھ نہیں
فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا مَتَاعٌ
آخرت کے آگے مگر متاع حقیر

دنیا پر نہ اترائیں:

یعنی اس کو مقصود سمجھ کر اتراتے اور اکڑتے ہیں۔ حالانکہ آخرت کے

مقابلہ میں دنیا کی زندگی کچھ نہیں ہے جیسے ایک شخص اپنی انگلی سے سمندر کو چھوئے تو دیکھے کہ انگلی کو کتنی تری سمندر کے مقابلے میں حقیقت رکھتی ہے۔ دنیا کی آخرت کے مقابل اتنی بھی حقیقت نہیں۔ لہٰذا عقلمند کو چاہئے کہ فانی پر باقی کو مقدم رکھے۔ حقیقت یہ ہے کہ دنیا آخرت کی کھیتی ہے یہ بات خود مقصود نہیں۔ یہاں کے سامانوں سے اس طرح تمتع کرو جو آخرت کی کامیابی کا ذریعہ بنے جیسے صحابہ رضی اللہ عنہم نے کیا۔

وَيَقُولُ الَّذِينَ كَفَرُوا لَوْلَا أُنزِلَ عَلَيْهِ آيَةٌ
اور کہتے ہیں کافر کیوں نہ اتری اس پر کوئی نشانی اس کے رب سے
مِّن رَّبِّهِ ۗ قُلْ إِنَّ اللَّهَ يُضِلُّ مَن
کہہ دے اللہ گمراہ (بھٹکاتا) ہے کرتا ہے جس کو چاہے اور راہ
يَشَاءُ وَيَهْدِي إِلَيْهِ مَنْ أَنَابَ
دکھلاتا ہے اپنی طرف اس کو جو رجوع ہوا

کافروں کی فرمائش کا جواب:

سینکڑوں نشان دیکھتے تھے مگر ہٹ دھرمی کرنے کی ایک ہی رٹ لگی ہوئی تھی کہ جو ہم کہتے جائیں وہ نشان دکھاؤ۔ مثلاً مکہ کے پہاڑوں کو اپنی جگہ سے ہٹا کر کھیتی باڑی کے لئے زمین وسیع کر دو۔ یا زمین کو پھاڑ کر چشمے اور نہریں نکال دو یا ہمارے باپ دادوں کو زندہ کر دو کہ ہم ان سے بات چیت کرلیں۔ غرض کوئی نشان دیکھ دکھاؤ جو ہم کو ایمان لانے پر مجبور کر دے۔ اس کا جواب دیا کہ بیشک خدا ایسے نشان دکھلانے پر قدرت رکھتا ہے لیکن اس کی حکمت و عادت مقتضی نہیں کہ تمہاری فرمائشیں پوری کیا کرے۔ پیغمبروں کی تصدیق کے لئے جس قدر ضرورت ہے اس سے زائد نشانات دکھلا چکا اور دکھلا رہا ہے۔ بعض سے سینکڑوں معجزات سے آپ تعلق رکھ کے کیا قرآن ہی کیا عظیم الشان نشان پیغمبر کی صداقت کا ہے۔ جب تم ان نشانوں کو دیکھ کر راہ راست پر نہ آئے اور حق کی طرف رجوع نہ ہوئے تو معلوم ہوا کہ تم کو قانون کے مطابق خدا کی مشیت یہی ہے کہ تم کو تمہاری پسند کردہ گمراہی میں چھوڑ دے۔ بالفرض اگر تمہاری فرمائشیں نشان دیکھ کر اس کی طرف رجوع ہوتے تو ہدایت کے سوا تم کو نہ دکھاتے جو سامان اور کامیابی کے رستے کی راہیں کھلتیں۔ جب تم نے خود سے راہ ہدایت کی طرف بھی سنا کو مقتضی نہ ہو تمہیں مجبور کرے۔ پھر فرمائشی نشان دکھلانے کی کیا ضرورت رہی۔ بلکہ ان دکھلانے میں تمہارا فائدہ ہے کیونکہ سنت اللہ یہ ہے کہ فرمائشی نشان اس وقت دکھلائے جاتے ہیں جب کسی قوم کا جڑ سے اکھیڑنا مقصود ہو۔

حدیث میں ہے کہ حق تعالیٰ نے فرمایا اے محمد! اگر تم چاہو تو ہم ان کو فرمائشی نشان دکھلا دیں پھر اس پر بھی نہ مانیں تو ایسا عذاب بھیجا جائے کہ کسی پر ایسا نہ بھیجا گیا ہو۔ اور اگر تم چاہو تو رحمت و توبہ کا دروازہ کھلا رہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسری شق کو اختیار فرمایا۔ چنانچہ بہت سے معاندین فرمائش کرنے والے بعد کو مسلمان ہوئے۔ (ابن کثیر)

الَّذِينَ آمَنُوا وَتَطْمَئِنُّ قُلُوبُهُم
وہ لوگ جو ایمان لائے اور چین پاتے ہیں ان کے دل
بِذِكْرِ اللَّهِ
اللہ کی یاد سے

اطمینان حاصل کرنے کا نسخہ:

یعنی خدا کی طرف رجوع ہونے والوں کا ایمان جو لوگ حق کی طرف رجوع ہوتے ہیں ان کو نصیب ہوتی ہے۔ اور ذکر اللہ (خدا کی یاد) سے چین اطمینان حاصل ہوتے ہیں کیونکہ سب سے بڑا ذکر قرآن ہے۔ قرآن کریم کو پڑھ کر ہی اہل ایمان کے دل مطمئن ہوتے ہیں جو قرآن کے دلائل سے یقین کی کیفیت پیدا ہوتی ہے۔ شبہات اور وساوس شیطانیہ دور ہو کر سکون و اطمینان میسر آتا ہے۔ ایک معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی محبت و عبادت دلوں میں جب دوست پیدا کرتی ہے تو ادھر کی طرف رجوع ہو جاتا ہے۔ حضرت کا ذکر بھی سکون و راحت کے سامان بہم پہنچاتا ہے۔ غرض دل ہر طرف سے ہٹ کر ایک خدا کی طرف جم جاتا ہے۔ ذکر اللہ کی دولت سے قلب ہر طرح کی دنیوی آفات سے مطمئن ہو جاتا ہے۔ (فوائد عثمانی)

وَتَطْمَئِنُّ قُلُوبُهُم بِذِكْرِ اللَّهِ اور ان کے دل اللہ کی یاد سے مطمئن ہو جاتے ہیں۔ یعنی ان کے دلوں میں ایمان پختہ ہو جاتا ہے۔ اور شک و شبہ زائل ہو جاتا ہے۔ ذکر سے مراد ہے قرآن مجید اور اطمینان سے مراد ہے ایمان۔ کیونکہ ایمان دلوں کا سکون ہے اور شک دلوں کی بے چینی۔ یہ مطلب ہے کہ اللہ کی یاد سے شیطانی وسوسے زائل ہو جاتے ہیں (یہ مطلب بھی ہو سکتا ہے کہ وسوسوں کی جگہ قرآن مراد ہو)۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آدمی کے دل کے دو خانے ہیں ایک خانہ میں فرشتہ (کا قبضہ) ہوتا ہے اور دوسرے میں شیطان کا (تسلط)۔ جب آدمی اللہ کی یاد کرتا ہے تو شیطان پیچھے ہٹ جاتا ہے اور جب یاد نہیں کرتا تو شیطان اپنی چونچ آدمی کے دل میں ڈال کر وسوسہ ڈالتا ہے۔ رواہ ابن ابی شیبہ فی المصنف۔ ... ... شیطان آدمی کے دل پر چمٹا رہتا ہے ...

ہے تو شیطان پیچھے کو کھسک جاتا ہے اور جب اللہ کی یاد سے غافل ہوتا ہے تو شیطان اس کے دل میں وسوسہ ڈالنے لگتا ہے۔

دلوں کی روشنی:

اس آیت کا یہ مطلب ہے کہ اہل ایمان کے پاک صاف دلوں کی ... ذکر الٰہی سے ان کو سکون اور چین ملتا ہے، جیسے مچھلی کو پانی میں اور وحشی جانوروں کو جنگل میں لیکن اگر غفلت آ جائے اور کوئی ... دل میں آ جاتا ہے یا اہل غفلت کی صحبت اختیار ہو جاتی ہے تو دلوں کا سکون جاتا رہتا ہے اور بے چینی اور اضطراب پیدا ہو جاتا ہے جیسے پانی سے باہر مچھلی اور وحشی کے ... پانی کے اندر اور وحشی جانور کو پنجرے میں اضطراب ہوتا ہے۔

صوفیائے کرام نے ... کے لئے اس حالت کا مشاہدہ بالکل دیکھا ہے ... مرشد کی صحبت ... ان حالات کو دیکھتے ہیں اس مطلب پر الَّذِينَ آمَنُوا سے مراد ان کے پاک باطن روشن دل صوفیہ۔ (تفسیر مظہری)

أَلَا بِذِكْرِ اللَّهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوبُ ؕ

سمجھنا چاہیے اللہ کی یاد ہی سے سکون پاتے ہیں دل

ذکر اللہ:

یعنی دولت، حکومت، منصب، جاگیر، فریبانہ تعلقات کا ... چیز انسان کو حقیقی سکون و اطمینان سے ہم آغوش نہیں کر سکتی۔ صرف یاد الٰہی ہے جو حقیقی تسکین کا باعث ہوتی ہے جو دلوں کے اضطراب و وحشت کو دور کر سکتا ہے۔ (تفسیر جمل)

أَلَا بِذِكْرِ اللَّهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوبُ - خوب سن لو اللہ کی یاد سے ہی (پاک صاف) دلوں کو سکون ملتا ہے۔

شبہ: بغوی نے اس جگہ ایک شبہ اور اس کا جواب لکھا ہے شبہ کیا جا سکتا ہے کہ اللہ نے دوسری آیت میں فرمایا ہے إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ إِذَا ذُكِرَ اللَّهُ وَجِلَتْ قُلُوبُهُمْ ۔ پس مومن وہی ہیں کہ جب اللہ کا ذکر کیا جائے تو ان کے دل ڈر جاتے ہیں اور اس جگہ ذکر الٰہی کو مومن کے قلب کا اطمینان قرار دیا گیا ہے ایک حالت میں خوف اور اطمینان اکٹھے کیسے جمع ہو سکتے ہیں۔

جواب: اس شبہ کا جواب اس طرح دیا گیا ہے کہ عذاب کے ذکر کے وقت مومن کا دل ڈر جاتا ہے اور ثواب کے وعدوں کے ذکر کے وقت اس کے اندر اطمینان پیدا ہو جاتا ہے۔ وہ جانتا ہے اللہ کے انصاف اور عذاب سے ... میں کہتا ہوں اس جواب کا حاصل یہ ہے کہ اطمینان اور خوف میں باہم تضاد ہے اس لئے ایک حالت میں دونوں کا اجتماع نہیں ہوتا اطمینان کی حالت جدا ہوتی ہے اور خوف کی جدا۔

میرے نزدیک طمانیت اور خوف میں کوئی تضاد نہیں طمانیت قلب سے پیدا ہوتی ہے اور انس خوف کی حالت میں بھی ہوتا ہے بلکہ خوف و امید بھی ایک حالت میں جمع ہو سکتے ہیں۔ حضرت انس راوی ہیں کہ ایک جوان کے مرنے کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے پاس تشریف لے گئے اور پوچھا تجھے اپنے دل کی کیا کیفیت محسوس ہوتی ہے۔ اس نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اللہ سے امید رکھتا ہوں اور اپنے گناہوں کا مجھے خوف بھی ہے۔ فرمایا ایسے موقع پر جس بندے کے دل میں یہ دونوں باتیں اکٹھی ہو جائیں تو اللہ ضرور اس کی امید کے مطابق عطا فرماتا ہے اور جس چیز سے اس کو خوف ہوتا ہے اس چیز سے محفوظ رکھتا ہے۔ رواہ الترمذی وابن ماجہ ترمذی نے اس روایت کو غریب کہا ہے۔ (تفسیر مظہری)

الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ طُوبَىٰ

جو لوگ ایمان لائے اور نیک کام کئے ان کے لئے خوشحالی (طوبیٰ) ہے

لَهُمْ وَحُسْنُ مَآبٍ

ان کے واسطے اور اچھا ٹھکانا

طوبیٰ کیا ہے:

حضرت ... نے طوبیٰ سے ... کہتے ہیں ... جنت کا ... درخت بھی ... حدیث میں ... طوبیٰ کے نام سے ذکر کیا جاتا ہے۔ (تفسیر مظہری)

حضرت ابن عباس نے طوبیٰ کا ترجمہ کیا ہے خوشی اور آنکھ کی ٹھنڈک۔

حضرت عتبہ راوی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے طوبیٰ کا ذکر آیا تو فرمایا ابوبکر کیا تم کو معلوم ہے کہ طوبیٰ کیا ہے حضرت ابوبکر نے عرض کیا اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہی خوب جانتے ہیں۔

فرمایا طوبیٰ جنت میں ایک درخت ہے جس کی لمبائی سے اللہ ہی واقف ہے ... اس کے ایک شاخ کے نیچے ... سوار ... چلتا رہے ... (ابن ابی حاتم)

سعید بن جبیر نے کہا حبشی زبان میں طوبیٰ باغ (جنت) کو کہتے ہیں۔ مغیث کا بیان ہے کہ حضرت اسماء اور حضرت ابو ہریرہ ... نے فرمایا طوبیٰ جنت میں ایک درخت ہے جو تمام جنتوں پر سایہ فگن ہے۔

عبید بن عمیر نے کہا طوبیٰ جنت عدن کے اندر ... (جنتی) مکان میں ایک درخت ہے جس کی شاخیں ... ہر جنتی ...

[illegible]

طوبیٰ درخت کا پھیلاؤ

[illegible]

درخت سے اونٹنی برآمد

[illegible]

[illegible]

گھوڑوں اور طوطوں کی پرورش

[illegible]

طوبیٰ کا تفصیلی تعارف

[illegible]

[illegible]

[illegible]

كذلك ارسلنك في امة قد خلت من

[illegible]

قَبۡلِهَآ أُمَمٌ لِّتَتۡلُوَاْ عَلَيۡهِمُ ٱلَّذِيٓ

اس سے پہلے بہت امتیں ہو چکی ہیں تاکہ تو انہیں وہ پڑھ کر سنائے جو

أَوۡحَيۡنَآ إِلَيۡكَ

ہم نے تیری طرف

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کا مقصد:

یعنی جس طرح تجھے ہم نے اپنی طرف بلانے والا بنا کر ان لوگوں کی طرف بھیجا ہے اسی طرح تجھ سے پہلے بھی امتوں میں رسول بھیجے تھے جنہوں نے اپنی امتوں کو اللہ کا پیغام پہنچایا اور انہیں اپنی رحمت کاملہ سے تیری طرف وحی کر کے تجھے مبعوث کیا ہے تاکہ تو انہیں وہ کلام سنا دے جو ہم نے تیری طرف اتارا ہے۔ جیسے پہلے بھی تجھ سے پہلے امتوں کی طرف نبی بھیجے جا چکے ہیں اسی طرح تجھے بھی بھیجا ہے اور جس طرح ان لوگوں کو جھٹلانے کا حشر ہوا ان لوگوں کو بھی ڈرنا چاہیے۔

وَهُمۡ يَكۡفُرُونَ بِٱلرَّحۡمَٰنِۚ

اور وہ منکر ہو رہے ہیں رحمٰن سے

قریش رحمٰن کے منکر تھے

یعنی رحمن سے (اپنی رحمت کاملہ سے قرآن اتارا "وَإِذَا قِيلَ لَهُمُ ٱسۡجُدُواْ لِلرَّحۡمَٰنِ قَالُواْ وَمَا ٱلرَّحۡمَٰنُ" اور آپ کو تمام عالم کے لیے رحمت بنا کر بھیجا) مگر یہ لوگ اس رحمت بھرے رحمن کے منکر ہو گئے بلکہ اس نام سے بھی وحشت کرنے لگے اسی لیے حدیبیہ کے صلح نامہ میں بسم اللہ الرحمن الرحیم لکھنے پر جھگڑا کیا۔ "قُلِ ٱدۡعُواْ ٱللَّهَ أَوِ ٱدۡعُواْ ٱلرَّحۡمَٰنَۖ أَيّٗا مَّا تَدۡعُواْ فَلَهُ ٱلۡأَسۡمَآءُ ٱلۡحُسۡنَىٰ" (قرآن سورہ بنی اسرائیل ۱۱۰) تفسیر جلالین

ابن جریر یا ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ نے بھی قتادہ کا یہ بیان نقل کیا ہے اس کی توضیح اس طرح ہے کہ جب قریش اور حضور کے درمیان صلح نامہ لکھے جانے پر اتفاق ہو گیا اور سہیل بن عمرو قریش کی طرف سے آئے جیسا کہ سورۃ الفتح میں تفصیل سے آئے گا تو حضور نے لکھوایا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی سے فرمایا لکھو بسم اللہ الرحمن الرحیم، قریش بولے ہم تو الرحمن کو نہیں جانتے ہم تو صرف یمامہ والے رحمن (یعنی مسیلمہ کذاب) کو جانتے ہیں (بسم اللہ الرحمن نہیں بلکہ) وہی لکھو جو پہلے لکھتے تھے یعنی باسمک اللھم (اے اللہ تیرے نام سے شروع کرتا)

وَهُمۡ يَكۡفُرُونَ بِٱلرَّحۡمَٰنِ کا یہی مطلب ہے (یعنی یہ لوگ اللہ کے رحمن ہونے کا انکار کرتے ہیں) (تفسیر مظہری)

قُلۡ هُوَ رَبِّي لَآ إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ عَلَيۡهِ تَوَكَّلۡتُ

تو کہہ دے وہی میرا رب ہے کوئی معبود نہیں اس کے سوا اسی پر میں نے

وَإِلَيۡهِ مَتَابِ ۝

بھروسہ کیا ہے اور اسی کی طرف مجھے رجوع کرنا ہے۔

توکل علی اللہ:

یعنی تم جس رحمن سے انکار کرتے ہو وہی میرا رب ہے جو وحدہٗ لاشریک اللہ ہے جس کا کوئی شریک نہیں۔ "قُلِ ٱدۡعُواْ ٱللَّهَ أَوِ ٱدۡعُواْ ٱلرَّحۡمَٰنَۖ أَيّٗا مَّا تَدۡعُواْ فَلَهُ ٱلۡأَسۡمَآءُ ٱلۡحُسۡنَىٰ" (بنی اسرائیل: ۱۱۰)

میرا آغاز و انجام سب اسی کے ہاتھ میں ہے میں اسی پر توکل کرتا ہوں تم سب اللہ کو چھوڑ کر اپنے بتوں کی طرف جاتے ہو، میں اللہ کی ہی طرف رجوع کرتا ہوں۔ (تفسیر مظہری)

طبرانی وغیرہ نے حضرت ابن عباس کے حوالے سے لکھا ہے کہ قریش نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا اگر جو کچھ آپ کہتے ہیں اگر وہ سچ ہے تو ہمارے مردہ اسلاف کو ہمارے سامنے لا کر کھڑا کر دیجئے ہم ان کو دیکھیں اور ان سے باتیں کریں اور وہ تمہاری تصدیق کریں۔

وَلَوۡ أَنَّ قُرۡءَانٗا سُيِّرَتۡ بِهِ ٱلۡجِبَالُ أَوۡ

اور اگر کوئی قرآن ایسا ہوتا کہ جس سے پہاڑ چلا دیئے جاتے یا

قُطِّعَتۡ بِهِ ٱلۡأَرۡضُ أَوۡ كُلِّمَ بِهِ ٱلۡمَوۡتَىٰۗ

اس سے زمین ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتی یا مردوں سے باتیں کرا دی جاتیں (تو بھی یہ ایمان نہ لاتے)

بَل لِّلَّهِ ٱلۡأَمۡرُ جَمِيعًاۗ

بلکہ سب کام اللہ ہی کے ہاتھ میں ہیں

قرآن پاک: یہاں قرآن سے مراد عام کتاب ہے جیسے کہ ایک حدیث میں ہے کہ حضرت داؤد پر قرآن آسان کر دیا گیا ہے یعنی زبور۔ کوئی کتاب ایسی اتری ہوتی جس کی تلاوت سے پہاڑ اپنی جگہ سے ہٹ جاتے تو وہ یہی قرآن ہے کہ ساری کتابوں میں بھی یہی قرآن اس وصف کا زیادہ مستحق ہے جس کے سامنے زمین پھٹ جائے یا مردے زندہ ہو جائیں کی طرح یہ بڑے بڑے لوگوں کو ان کی جہالت سے ہٹا دیا۔ سب نبی اپنی معجزوں پر بھروسہ کرتے ہیں مگر حضرت کا ایک بڑا معجزہ یہی ہے کہ دین اللہ کے راستے میں چلنے والوں کی جگہ لوگوں کو بلا تے رہے، اور وہ لوگ بھی جو اس میں پڑے ہوئے تھے، زندگی کی راہ پر چل پڑے۔ جب ایسے قرآن سے ہر گز ایمان نہیں لاتے تو یہ محض ان کی ضد ہے۔ قریش کہتے تھے کہ اگر قرآن ہمارے مطالبے کے مطابق ہو یعنی پہاڑ ہٹا دے یا زمین پھاڑ دے تو ہم ایمان لے آئیں مگر سب بے فائدہ ہے کیونکہ یہ ایمان لانے والے نہیں۔ یہ مقدمات اور قرآن کی یہ نشانیاں سب تم نے دیکھ لیں۔

[illegible] ایمان [illegible] (تفسیر عثمانی)

[illegible]

[illegible] (تفسیر عثمانی)

أَفَلَمْ يَيْأَسِ الَّذِينَ آمَنُوا أَن لَّوْ يَشَاءُ
سو کیا خاطر جمع نہیں ایمان والوں کو اس پر کہ اگر چاہے
اللَّهُ لَهَدَى النَّاسَ جَمِيعًا
اللہ تو راہ دے سب لوگوں کو

بعض مسلمانوں کے خیال کی تصحیح

[illegible]

[illegible]

أَفَلَمْ يَيْأَسِ الَّذِينَ آمَنُوا [illegible]

[illegible] (تفسیر عثمانی)

وَلَا يَزَالُ الَّذِينَ كَفَرُوا تُصِيبُهُم بِمَا
اور برابر پہنچتا رہے گا منکروں کو ان کی [illegible]
صَنَعُوا قَارِعَةٌ أَوْ تَحُلُّ قَرِيبًا مِّن
[illegible]
دَارِهِمْ حَتَّىٰ يَأْتِيَ وَعْدُ اللَّهِ ۚ إِنَّ اللَّهَ
[illegible] جب تک کہ پہنچے وعدہ اللہ کا بے شک اللہ
لَا يُخْلِفُ الْمِيعَادَ
خلاف نہیں کرتا اپنا وعدہ

ان کا علاج جہاد ہے

[illegible]

[illegible]

وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِّن قَبْلِكَ فَأَمْلَيْتُ
[illegible]
لِلَّذِينَ كَفَرُوا ثُمَّ أَخَذْتُهُمْ فَكَيْفَ
[illegible]
كَانَ عِقَابِ
[illegible]

ڈھیل سے بے خوف نہ ہو

[illegible]

أَفَمَنْ هُوَ قَائِمٌ عَلَىٰ كُلِّ نَفْسٍ بِمَا
[illegible]
كَسَبَتْ وَجَعَلُوا لِلَّهِ شُرَكَاءَ
[illegible]

خدا کسی سے غافل نہیں

[illegible]

[illegible]

قُلْ سَمُّوهُمْ
[illegible]

[illegible]

أَمْ تُنَبِّئُونَهُ بِمَا لَا يَعْلَمُ فِي الْأَرْضِ
[illegible]

خدا کا کوئی شریک نہیں ہے

[illegible]

[illegible]

أَم بِظَاهِرٍ مِّنَ الْقَوْلِ
[illegible]

شرک کی کوئی حقیقت نہیں ہے

[illegible]

بَلْ زُيِّنَ لِلَّذِينَ كَفَرُوا مَكْرُهُمْ

بلکہ بھلے دکھا دیئے ہیں منکروں کو ان کے فریب

وَصُدُّوا عَنِ السَّبِيلِ

اور وہ روک دیئے گئے ہیں راہ سے

نفس دھوکہ ہے:

یعنی جو بھی شخص شرک کی نجاست میں ان کی مستعدی اور توجہ کے تقاضہ میں اس قدر بے حد جاہلی نفس کا دھوکہ اور شیطان کا فریب ہے اسی نے ان کو راہ حق سے روک رکھا ہے۔

وَمَنْ يُضْلِلِ اللَّهُ فَمَا لَهُ مِنْ هَادٍ

اور جس کو گمراہ کرے اللہ سو کوئی نہیں اس کو راہ بتانے والا

ہدایت اللہ کے پاس ہے:

یعنی جسے خدا ہدایت کی توفیق نہ دے اسے کون راہ پر لا سکتا ہے اور وہی اس کو توفیق دیتا ہے جو اختیار خود ہدایت کے راستے کی طرف بڑھے کرے۔

لَهُمْ عَذَابٌ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا

ان کو مار پڑتی ہے دنیا کی زندگی میں

مجاہدین کے ہاتھوں سے یا براہ راست قدرت کی طرف سے۔

وَلَعَذَابُ الْآخِرَةِ أَشَقُّ وَمَا لَهُمْ مِنَ

اور آخرت کی مار تو بہت ہی سخت ہے اور کوئی نہیں ان کو

اللَّهِ مِنْ وَاقٍ

اللہ سے بچانے والا

یعنی بے مزہ دے ہیں دنیا کا عذاب بھی ان کی سزا کا کیا ہی پوچھنا۔

مَثَلُ الْجَنَّةِ الَّتِي وُعِدَ الْمُتَّقُونَ تَجْرِي

حال جنت کا جس کا وعدہ ہے پرہیزگاروں سے بہتی ہیں

مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ أُكُلُهَا دَائِمٌ

اس کے نیچے نہریں میوہ اس کا ہمیشہ ہے

جنت کا تعارف:

جنت کی کوئی نعمت کبھی ختم نہ ہو گی اور ہمیشہ رہے گی۔ جیسا کہ جنتیوں کی خواہش کریں گے۔ "لا مقطوعۃ ولا ممنوعۃ" (الواقعہ: ۳۳) (تفسیر عثمانی)

تلک عقبی اس کے کئی بیان ہوں گے کئی متفقہ روایتیں ہیں۔ طبرانی کی روایت ہے کہ حضرت ثوبان نے فرمایا کہ میں نے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ جنتی شخص بھی جنت کا کوئی پھل توڑے گا تو اس کی جگہ دوسرا پھل ویسا ہی پیدا ہو جائے گا (تفسیر مظہری)

صحیحین میں ہے کہ سورج گہن کی نماز میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے آپ آگے بڑھے اور ہم بھی پیچھے ہٹے ہم نے پوچھا کہ آپ نے کوئی چیز لینے کا ارادہ کیا پھر آپ پیچھے ہٹ آئے نماز کے بعد حضرت ابی بن کعب نے دریافت کیا کہ آج ہم نے آپ کو یہ کام کرتے ہوئے دیکھا کہ پہلے کبھی نہ دیکھا تھا آپ نے فرمایا ہاں میرے سامنے جنت پیش کی گئی جو تروتازگی سے پُر تھی میں نے چاہا کہ اس میں سے ایک خوشہ انگور کا توڑ لاؤں تمہیں دوں درمیان آڑ کر دی گئی اگر میں اسے توڑ لاتا تو تمام دنیا کھاتی پھر بھی ذرا سا بھی کم نہ ہوتا۔ ایک دیہاتی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ جنت میں انگور ہوں گے؟ آپ نے فرمایا ہاں اس نے کہا کتنے بڑے خوشے ہوں گے فرمایا کہ اگر کوئی کوا مہینہ بھر تک اڑتا رہے تب بھی اس کو طے نہ کر سکے۔ حدیث میں ہے کہ جنتی جب کوئی پھل توڑے گا اسی وقت اس کی جگہ دوسرا لگ جائے گا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں جنتی خوب کھائیں پئیں گے لیکن نہ تھوک آئے گی نہ ناک نہ پاخانہ پیشاب۔ خوشبودار پسینہ سے کھانا ہضم ہو جائے گا اور جس طرح سانس بے تکلف چلتا ہے اسی طرح تسبیح و تحمید کا الہام ہوگا (مسلم وغیرہ) ایک اہل کتاب نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ آپ فرماتے ہیں جنتی کھائیں پئیں گے؟ آپ نے فرمایا ہاں اس کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے کہ ہر شخص کو کھانے پینے اور جماع اور شہوت میں سو آدمیوں کی قوت دی جائے گی۔ اس نے کہا کہ کھانے پینے والے کو تو حاجت بھی ہوگی پھر جنت میں گندگی کہاں؟ آپ نے فرمایا ایک خوشبودار پسینہ آئے گا جس سے پیٹ خالی ہو جائے گا (مسند و نسائی) فرماتے ہیں کہ جس پرند کی طرف کھانے کے ارادے سے جنتی نظر اٹھائے گا اسی وقت بھنا بھنایا اس کے سامنے گر پڑے گا بعض روایتوں میں ہے کہ پھر وہ اسی طرح بحکم خدا زندہ ہو کر اڑ جائے گا قرآن میں ہے وہاں بکثرت میوے ہوں گے کہ نہ ختم ہوں نہ کم ہوں نہ ... سایہ

ہمیشہ رہنے والے ہیں اسی طرح جنتی سایہ بھی ہمیشگی والے ہوں گے۔ (تفسیر مظہری)

وَظِلُّهَا
اور سایہ بھی

جنت کے سائے:

جنتی سایہ بھی ہمیشہ آرام دہ اور سہانا ہوگا نہ دھوپ کی تپش ہوگی نہ سردی کی تکلیف۔ "لَا يَرَوْنَ فِيهَا شَمْسًا وَلَا زَمْهَرِيرًا" (دہر رکوع ۱) (تفسیر [illegible])

خطیب دمشق حضرت بلال بن سعد فرماتے ہیں کہ اے بندگان خدا کیا تمہارے کسی عمل کی قبولیت کا یا کسی گناہ کی معافی کا کوئی پروانہ تمہیں مل گیا؟ کیا تم نے یہ گمان کر لیا ہے کہ تم بیکار پیدا کئے گئے ہو اور تم خدا کے ہاں پھر آنے والے نہیں ہو؟ واللہ اگر اطاعت خداوندی کا بدلہ دنیا میں ہی ملتا تو تم تمام نیکیوں پر جم جاتے، کیا تم دنیا پر ہی فریفتہ ہو گئے ہو؟ کیا اسی کے پیچھے مر مٹو گے؟ کیا تمہیں جنت کی رغبت نہیں؟ جس کے پھل اور جس کے سائے ہمیشگی رہنے والے ہیں۔ (ابن ابی حاتم) (تفسیر ابن کثیر)

تِلْكَ عُقْبَى الَّذِينَ اتَّقَوْا ۖ
یہ بدلہ ہے ان کا جو ڈرتے رہے

یعنی خدا سے ڈر کر شرک و کفر کو چھوڑے رکھے۔

وَّعُقْبَى الْكَافِرِينَ النَّارُ ﴿٣٥﴾
اور بدلہ منکروں کا آگ ہے

یعنی حق اور اہل باطل کا انجام ایک دوسرے کے بالمقابل بیان فرمایا۔ "وبضدها تتبين الاشياء"

وَالَّذِينَ آتَيْنَاهُمُ الْكِتَابَ يَفْرَحُونَ بِمَا
اور وہ لوگ جن کو ہم نے دی ہے کتاب خوش ہوتے ہیں اس سے
أُنْزِلَ إِلَيْكَ
جو نازل ہوا تجھ پر

قرآن خوشی کا پیغام ہے:

جن کو اب قرآن دیا ہے (یعنی مسلمان) اور جن کو پہلے تورات و انجیل وغیرہ دی گئی (یعنی یہود و نصاریٰ) اس چیز کو سن کر خوش ہوتے ہیں جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر [illegible] مسلمانوں کا خوش ہونا تو ظاہر ہے کہ وہ [illegible] پر ایمان لا کر اسی کی [illegible] تھے۔ باقی یہود و نصاریٰ میں جو لوگ اہل علم و انصاف اور قبول حق پر تیار تھے ان کے لئے بھی [illegible] مسرت کا موقع تھا چونکہ وہ جانتے تھے کہ قرآن کریم بھی [illegible] ان کی اصل کتابوں کی تصدیق [illegible] مطلب [illegible] ہے کہ [illegible] "وَإِنَّ فَرِيقًا مِّنْهُمْ لَيَكْتُمُونَ الْحَقَّ" [illegible] منصف مزاج [illegible] مشرف باسلام ہوئے۔

وَمِنَ الْأَحْزَابِ مَنْ يُنْكِرُ بَعْضَهُ ۚ
اور بعضے فرقے نہیں مانتے اس کی بعض بات

اہل کتاب کا انکار:

یعنی یہود و نصاریٰ و عرب کے جاہلوں میں وہ جماعتیں بھی ہیں جو قرآن [illegible] اس لئے ناخوش ہیں کہ [illegible] ان کی خواہشوں [illegible] کے خلاف [illegible]

قُلْ إِنَّمَا أُمِرْتُ أَنْ أَعْبُدَ اللَّهَ وَلَا أُشْرِكَ
کہہ مجھ کو یہی حکم ہوا ہے کہ بندگی کروں اللہ کی اور شریک نہ کروں
بِهِ ۚ إِلَيْهِ أَدْعُو وَإِلَيْهِ مَآبِ ﴿٣٦﴾
اس کا اسی کی طرف بلاتا ہوں اور اسی کی طرف ہے میرا ٹھکانا

کسی کی خوشی کی پرواہ نہیں:

یعنی کوئی خوش ہو یا ناخوش میں تو اسی خدائے واحد لاشریک لہ کی بندگی کرتا ہوں جس کو سب انبیاء اور [illegible] مانتے چلے آئے ہیں [illegible] احکام [illegible] دنیا [illegible] اسی کی طرف [illegible] مقصود [illegible]

وَكَذَٰلِكَ أَنْزَلْنَاهُ حُكْمًا عَرَبِيًّا ۚ
اور اسی طرح اتارا ہم نے یہ کلام حکم عربی زبان میں

علم و حکمت کا خزانہ:

یعنی جیسے پہلی دوسری کتابیں اتاری گئیں اسی وقت یہ قرآن [illegible] علم [illegible] حکم [illegible] حق و باطل کا آخری فیصلہ کرنے والا ہے [illegible]

پیغمبر کی اپنی زبان میں کتاب دی گئی جو اس کی قوم کی زبان تھی اسی طرح محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کو عربی قرآن دیا گیا تاکہ قرآن جیسی معجزانہ کتاب لوگوں کی اپنی زبان میں نازل ہو ... اسی طرح معتزلہ کی خواہشات ... جیسے کہ ہم ...

وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ أَهْوَاءَهُمْ بَعْدَ مَا

اور اگر تو چلے ان کی خواہش کے موافق بعد اس علم کے

جَاءَكَ مِنَ الْعِلْمِ مَا لَكَ مِنَ اللَّهِ مِنْ

جو تجھ کو پہنچ چکا کوئی نہیں تیرا اللہ سے حمایتی

وَلِيٍّ وَلَا وَاقٍ ﴿۳۷﴾

اور نہ بچانے والا

فقط قرآن کی پیروی کرو:

یعنی ان کے اقوال و خواہش کی قطعاً پرواہ مت کرو۔ حق تعالیٰ نے جو علم عظیم تم کو دیا ہے اس کی پیروی کرتے رہو۔ اگر بالفرض تم ان لوگوں کی خواہشات کی طرف جھک گئے تو اس ... سے کون بچا سکتا ہے۔ یہ خطاب بطریق فرض کے ہے ورنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم معصوم ہیں تو آپ کے سامنے دکھا کر دوسروں کو سنانا مقصود ہے جیسا کہ پہلے متعدد مواضع میں اس کی مثالیں گزر چکیں۔

وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّن قَبْلِكَ وَجَعَلْنَا

اور بھیج چکے ہیں ہم کتنے رسول تجھ سے پہلے

لَهُمْ أَزْوَاجًا وَذُرِّيَّةً ۚ وَمَا كَانَ لِرَسُولٍ

اور ہم نے دی تھیں ان کو جوروئیں اور اولاد اور نہیں ہوا کسی رسول

أَن يَأْتِيَ بِآيَةٍ إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ ۗ لِكُلِّ

سے کہ وہ لے آئے کوئی نشانی مگر اللہ کے اذن سے ہر

أَجَلٍ كِتَابٌ ﴿۳۸﴾

وعدہ ہے لکھا ہوا

پیغمبر پر نکتہ چینی بلاوجہ ہے:

یعنی پیغمبر پر ایسی نئی کتاب اور نئے احکام دے کر بھیجا گیا اور تعجب کی بات ہو گئی جو ایسی نکتہ چینیاں کی جاتی ہیں۔ قرآن سے پہلے بھی جس قدر پیغمبر بھیجے وہ آسمان کے فرشتے نہ تھے اسی دنیا کے رہنے والے آدمی تھے جو کھانا کھاتے اپنی ضروریات اپنے ہاتھوں سے انجام دیتے اور بیوی بچے رکھتے تھے۔ نہ ان میں کسی کو یہ قدرت دی گئی کہ لوگ جو نشانی مانگیں ضرور دکھلا دے بلکہ ہر ایک پیغمبر کی طرف سے ہر چیز کی حدایات حکیم کے مقرر کیے ہوئے تھے وہی نشانیاں دکھاتے اور وہی احکام سناتے تھے جس کا اذن خدا کے یہاں سے ہوتا۔ خدا تعالیٰ کا قاعدہ ہے کہ ہر چیز کے یہاں ہر وقت اور ہر قرآن کے مناسب جدا گانہ حکم لکھا ہوا ہے۔ ایک وقت ظاہر ہوتا ہے جس کو خدا کی ازلی حکمت نے مقرر کیا ہے۔ پھر ایک پیغمبر اپنے زمانہ کے مناسب احکام لاتے اور اپنی صداقت ... تمہارے زمانے میں پبلک کی خواہشات کے تابع نہیں رہے۔ خیر وہ لوازم بشری اور تعلقات معاشرت سے پاک ہو کر ظاہر کیا تو اسی طرح چیزوں کا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں پایا جانا ان کو نبوت کی دلیل سمجھنا حق ہے۔ (تفسیر عثمانی)

کفار و مشرکین کا نظریہ:

کفار و مشرکین کا رسول و نبی کے متعلق ایک عام تخیل یہ تھا کہ وہ جنس بشر و انسان کے علاوہ کوئی مخلوق مثل فرشتوں کے ہونی چاہئے۔ جس کی وجہ سے عام انسانوں سے ان کی برتری واضح ہو جائے۔ قرآن کریم نے ان کے اس خیال فاسد کا جواب متعدد آیات میں یہ دیا ہے کہ تم نے نبوت و رسالت کی حقیقت اور حکمت کو ہی نہیں سمجھا اس لئے ایسے تخیلات کے درپے ہو گئے۔ کیونکہ رسول کو حق تعالیٰ ایک نمونہ بنا کر بھیجتے ہیں کہ امت کے سارے انسان ان کی پیروی کریں ان کے جیسے اعمال و اخلاق سیکھیں اور یہ ظاہر ہے کہ کوئی انسان اپنے ہم جنس انسان ہی کی پیروی اور اتباع کر سکتا ہے۔ جو اس کی جنس کا نہ ہو اس کی پیروی انسان سے ناممکن ہے مثلاً فرشتہ کو نہ بھوک لگے نہ پیاس نہ نفسانی خواہشات سے اس کا کوئی واسطہ ہو ان کو نیند آ سکتی ہے ... اگر انسان کو ان کے اتباع اور پیروی کا حکم دیا جاتا تو ان کے لئے ان کی تعمیل سے زیادہ تکلیف ہو جاتی۔ اس جگہ بھی مشرکین کا یہی اعتراض پیش ہوا جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے تعدد ازدواج سے کیا جاتا ہے ... اس کا جواب یہ دیا گیا کہ جملہ انبیاء کو اللہ نے ایک بیوی سے زیادہ نکاح کرنے اور بیوی بچوں والا ہونے کا حکم دیا ہے کسی نبی نے بھی نبوت و رسالت کے خلاف نہیں کیا۔ اللہ تعالیٰ کو ... اگر یہ بات کبھی منع ہوتی تو وہ اپنے پیغمبروں کو صاحب اہل و عیال بنانے کیوں جیسے تمام انبیاء علیہم السلام پہلے گزرے ہیں وہ اہل و عیال سے تعلق کی عادت کے قائم بھی قائل ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت:

صحیح بخاری و مسلم میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تو روزہ بھی رکھتا ہوں اور افطار بھی کرتا ہوں (یعنی یہ نہیں کہ ہمیشہ روزے سے رہا کروں)

[illegible]

ہر چیز کا وقت مقرر ہے

[illegible]

يَمْحُو اللَّهُ مَا يَشَاءُ وَيُثْبِتُ ۖ وَعِنْدَهُ

مٹاتا ہے اللہ جو چاہے اور باقی رکھتا ہے [illegible]

أُمُّ الْكِتَابِ

اصل کتاب

[illegible]

اللہ جو چاہے مٹا دے جو چاہے باقی رکھے

[illegible]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ جو
چاہتا ہے مٹا دیتا ہے اور جو چاہتا ہے قائم رکھتا ہے مگر [illegible] اور بدبختی
اور [illegible] موت سے [illegible] کوئی تبدیلی نہیں ہوتی [illegible]
حضرت ثوبان کی روایت ہے حضرت ثوبان نے بیان کیا کہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ کی قضا (تقدیر) کو صرف دعا ہی ٹال دیتی ہے
اور رزق میں زیادتی بھی گناہ کی وجہ سے (آدمی) کو رزق سے محروم کر دیا جاتا ہے اور
عمر میں زیادتی بھی نیکی ہی کرتی ہے ابن حبان نے حضرت ابن عمر کی روایت سے
بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یمحو اللہ ما یشاء کے
متعلق دریافت کیا گیا فرمایا یہ ہر شب قدر میں ہوتا ہے (مرتب) اٹھا دیا جاتا ہے
اور [illegible] رزق [illegible] مگر بدبختی اور خوش
بختی سعادت اور شقاوت میں تبدیلی نہیں ہوتی۔ (ترمذی و ابن ماجہ)

حضرت ابن عباس نے فرمایا اللہ جو چاہتا ہے مٹاتا ہے اور جو چاہتا ہے ثبت رکھتا
ہے مگر موت، زندگی اور سعادت و شقاوت میں کوئی تبدیلی نہیں کی جاتی۔

بغوی نے لکھا ہے عمر و [illegible] حضرت حذیفہ بن اسید کی روایت سے بیان کیا
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب نطفہ پر چالیس یا پینتالیس راتیں گزر جاتی ہیں تو ایک فرشتہ
داخل ہوتا ہے اور عرض کرتا ہے اے رب یہ بدبخت ہو گا یا نیک بخت ہو گا اور
پھر نر ہوگا یا مادہ پھر فرشتہ لکھ دیتا ہے اور [illegible] ان دونوں امور کو بھی
لکھ دیتا ہے پھر اس کا عمل اثر اور رزق لکھ دیا جاتا ہے پھر رجسٹر لپیٹ دیا
جاتا ہے پھر نہ اس میں کمی ہوتی ہے نہ زیادتی۔

صحیحین میں حضرت ابن مسعود کی روایت ہے آپ نے کہا ہم سے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور آپ سچے تھے اور سچے مانے گئے ہیں کہ تم میں سے ہر ایک
کی تخلیق اس کی ماں کے پیٹ میں چالیس دن تک نطفہ کی صورت میں ہوتی ہے پھر
اتنے ہی دنوں تک بستہ خون (علقہ) رہتا ہے پھر اتنی ہی مدت تک
مضغہ (گوشت کی بوٹی) رہتا ہے پھر اللہ اس کی طرف ایک فرشتہ چار باتوں کے
لیے بھیجتا ہے فرشتہ اس کا عمل اس کی زندگی کی مدت، اس کا رزق اور اس کا شقی (بدبخت) یا
سعید (نیک بخت) ہونا لکھ دیتا ہے اس کے بعد اس میں روح پھونکی جاتی ہے۔

بغوی نے حضرت عمر و حضرت ابن مسعود کا قول نقل کیا ہے کہ دونوں حضرات
فرمایا کرتے تھے سعادت و شقاوت بھی اللہ تعالیٰ مٹاتا ہے اور رزق اور موت کو بھی اور
جو چاہتا ہے ثبت رکھتا ہے ایک روایت میں آیا ہے کہ حضرت عمر کعبہ شریف کا طواف
کرتے ہوئے روتے تھے اور کہتے تھے اے اللہ اگر تو نے مجھے اہل سعادت
میں لکھا ہے تو اس میں ثابت رکھ اور اگر اہل شقاوت میں لکھا ہے تو اس کو مٹا دے اور
مجھے سعادت والوں میں لکھ دے تو جو چاہتا ہے (اس شقاوت کی تحریر کو) مٹا
دیتا ہے اور سعادت و مغفرت کی تحریر کو ثبت کرتا ہے تیرے پاس ہی اصل کتاب ہے اور
یہی قول ابو وائل کا ہے اور [illegible] ام الکتاب (اصل کتاب یعنی لوح محفوظ)
کو بھی [illegible] حضرت ابن مسعود سے نقل کی گئی ہے۔

عمر میں کمی زیادتی:

بعض آثار میں آیا ہے کہ انسان کی عمر [illegible]
سال باقی رہ گئے ہیں پھر وہ اپنے قرابت داروں سے تعلق توڑ لیتا ہے تو اللہ
اس کی عمر تین سال کر دیتا ہے اور [illegible] جاتے ہیں اور بعض آدمی کی عمر کے تین
سال باقی رہ جاتے ہیں مگر وہ قرابت داروں سے صلہ رحمی کرتا ہے تو اللہ اس کی
عمر میں تیس سال [illegible] بڑھا دیتا ہے۔ بغوی نے حضرت
[illegible] کی روایت سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ
[illegible] جب صرف تین گھنٹے رہ جاتے ہیں تو اللہ دفاتر کے [illegible]
[illegible] فرماتا ہے [illegible]
[illegible] اس کے بعد [illegible]
چاہتا ہے مٹاتا ہے اور جو چاہتا ہے ثبت فرماتا ہے [illegible]۔

ابن مردویہ اور ابن جریر نے حضرت علی سے اس آیت کے متعلق دریافت
کیا آپ نے فرمایا یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ [illegible]
[illegible] صدقہ کرنے اور اپنے ماں باپ کی فرمانبرداری
[illegible] صدقہ [illegible] ماں باپ سے نیک سلوک
اور اقربا سے صلہ رحمی بدبختی کو نیک بختی سے بدل دیتے ہیں اور عمر بڑھا دیتے ہیں۔

حضرت مجدد کا واقعہ

میں کہتا ہوں حضرت عمر اور حضرت ابن مسعود کی روایت سے معلوم
ہوتا ہے کہ [illegible] تقدیر ہو جاتی ہے ایک واقعہ [illegible]
حضرت مجدد صاحب رحمہ اللہ کے دونوں صاحبزادگان حضرت خواجہ محمد
سعید و حضرت محمد معصوم نے حضرت مجدد الف ثانی سے عرض کیا
کہ ملا طاہر کی پیشانی پر لکھا ہے ملا طاہر بدبخت ہے حضرت نے اس کا ذکر
اپنے والد سے کیا [illegible] شاگرد تھے اس لیے انہوں
نے حضرت سے درخواست کی کہ دعا کریں کہ یہ شقاوت سعادت سے
بدل جائے۔ حضرت نے فرمایا میں نے لوح محفوظ میں لکھا دیکھا
ہے کہ یہ قضا مبرم ہے جس کو ٹالا نہیں جا سکتا اس لیے دعا کرنے کے لیے
اصرار کیا حضرت مجدد نے فرمایا مجھے یاد آیا کہ حضرت غوث الثقلین شیخ عبدالقادر
جیلانی نے فرمایا ہے میری دعا سے قضاء مبرم بھی رد ہو جاتی ہے پھر
آپ نے دعا کی اور اللہ کی بارگاہ میں عرض کیا اے اللہ تیری رحمت
وسیع ہے تیرا فضل کسی ایک پر محدود نہیں ہے میں بھی تیرا بندہ ہوں امید کرتا ہوں
کہ میری دعا قبول فرما [illegible] ملا طاہر
کی پیشانی سے شقاوت کی تحریر مٹا کر اس کی جگہ سعادت لکھ دی گئی
[illegible] (حضرت مجدد الف ثانی) کی دعا قبول ہوئی اور [illegible]
[illegible] کے بعد [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

مکاتب کو باقی رکھنے کا مطالبہ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

صفتِ تقدیر اور علمِ ازلی

[illegible]

حضرت عمرو [illegible] وفات

[illegible]

اسے معاف رحمت کرو ۔ حضرت ابن مسعودؓ بھی یہی دعا کیا کرتے تھے
حضرت عمرؓ سے فرمایا کہ ایک بہت نیک بخت ہے ۔
قیامت تک جو امور ہونے والے ہیں سب آپ کو بتا دیا ہوں گا ۔
آیت سے آپ نے اس آیت کی تلاوت فرمائی اس کا مطلب یہ ہے کہ
تقدیر کی بات بہت خدا کے اختیار کی چیز ہے چنانچہ مسند احمد کی ایک حدیث میں
ہے کہ بعض گناہوں کی وجہ سے انسان اپنی روزی سے محروم کر دیا جاتا ہے اور تقدیر کو
دعا کے سوا کوئی چیز بدل نہیں سکتی اور عمر کی زیادتی کا سبب نیکی کے سوا کوئی چیز
نہیں ۔
دعا کی مدد کرتی ہے ۔
ہر سال کے واسطے ایک چیز ہے ۔
ہے جو کتاب اس کے پاس ہے ۔ (ابن کثیر)

وَإِن مَّا نُرِيَنَّكَ بَعْضَ الَّذِي نَعِدُهُمْ

اور اگر دکھا دیں ہم تجھ کو کوئی وعدہ جو ہم نے کیا ہے ان سے

أَوْ نَتَوَفَّيَنَّكَ فَإِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلَاغُ وَعَلَيْنَا

یا تجھ کو اٹھا لیں تو تیرا ذمہ تو پہنچا دینا ہے اور ہمارا ذمہ ہے

الْحِسَابُ

حساب لینا

تمام وعدے پورے ہو کر رہیں گے

یعنی جو وعدے ان سے کئے گئے ہیں ہم کو اختیار ہے کہ ان میں سے
بعض آپ کی حیات ہی میں دکھا دیں یا آپ کی وفات کے بعد پورے کریں ۔
آپ کو ان کے ظہور کی فکر میں نہ پڑنا چاہئے اور نہ تاخیر دیکھ کر ان
لوگوں کو بے فکر ہونا چاہئے ۔ قدرت کے ہاں ہر چیز کا ایک وقت مناسب ہے
جس کے پہنچنے پر وہ ظاہر ہو کر رہے گی ۔ آپ کا فرض (تبلیغ) ادا کر
جانا ہے ۔ تکذیب کرنے والوں کا حساب ہم خود چکا کر دیں گے ۔ (تفسیر عثمانی)

أَوَلَمْ يَرَوْا أَنَّا نَأْتِي الْأَرْضَ نَنقُصُهَا

کیا وہ نہیں دیکھتے کہ ہم چلے آتے ہیں زمین کو گھٹاتے

مِنْ أَطْرَافِهَا

کناروں سے

اشاعت اسلام

یعنی عرب میں کس طرح آہستہ آہستہ اسلام کا نفوذ ہو رہا ہے اور کفر کی عملداری گھٹتی
چلی جاتی ہے ۔ ۔ ۔ کے قلوب پر اسلام کا قبضہ ہوتا جاتا ہے ۔
زوال و ہزیمت ۔ ۔ ۔ کے ساتھ فتوحات ہو رہی ہیں اسی طرح ۔ ۔ ۔
۔ ۔ ۔ کفر کی حکومت کو ہٹاتے چلے جا رہے ہیں کیا یہ آثار ۔ ۔ ۔
نہیں سمجھاتے کہ خدا کا فیصلہ ان کے مستقبل کے متعلق کیا ہو چکا ہے ۔ ایک حقیقت
۔ ۔ ۔ کی طاقت ۔ ۔ ۔
۔ ۔ ۔ کوئی چیز روک نہیں سکتی ۔

وَاللَّهُ يَحْكُمُ لَا مُعَقِّبَ لِحُكْمِهِ

اور اللہ حکم کرتا ہے کوئی نہیں کہ پیچھے ڈالے اس کا حکم

اللہ کا فیصلہ اٹل ہے

یعنی اس کا کوئی حکم اور فیصلہ اٹل ہے جب وقت
آ جائے تو کس کی طاقت ہے کہ ایک منٹ کے لئے ملتوی کرے ۔

وَهُوَ سَرِيعُ الْحِسَابِ

اور وہ جلد لیتا ہے حساب

یعنی جس حساب کا وقت آن پہنچا ۔ ۔ ۔ جو چیز آنے والی
ہے اسے جلد ہی سمجھو ۔

وَقَدْ مَكَرَ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ فَلِلَّهِ الْمَكْرُ

اور فریب کر چکے ہیں جو ان سے پہلے تھے سو اللہ کے ہاتھ میں ہے

جَمِيعًا

سب فریب

اللہ کی تدبیر کامیاب ہے

وہ چاہے تو سب فریب رکھے جائیں یا ہر قسم کے فریب کا توڑ کرے
ہے ۔ آخر ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ کچھ کر نہیں سکتے ۔
وہ ان کو ناکام کرنے کے لئے بہت کافی ہے یعنی پہلے سے چھپ چھپ کر
ناپاک تدبیریں کیں لیکن خدا کی تدبیر سب پر غالب رہی ۔
۔ ۔ ۔ (تفسیر عثمانی)

يَعْلَمُ مَا تَكْسِبُ كُلُّ نَفْسٍ

جانتا ہے جو کچھ کرتا ہے ہر ایک جی

[illegible]

وَسَيَعْلَمُ الْكُفَّارُ لِمَنْ عُقْبَى الدَّارِ

اور اب معلوم کئے لیتے ہیں کافر کہ کس کا ہوتا ہے پچھلا گھر

کافر بھی دیکھ لیں گے

[illegible]

وَيَقُولُ الَّذِينَ كَفَرُوا لَسْتَ مُرْسَلًا

اور کہتے ہیں کافر تو بھیجا ہوا نہیں آیا کہہ دے

قُلْ كَفَىٰ بِاللَّهِ شَهِيدًا بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ

اللہ کافی ہے گواہ میرے اور تمہارے بیچ میں

اللہ کی گواہی کافی ہے

[illegible]

وَمَنْ عِنْدَهُ عِلْمُ الْكِتَابِ

اور جس کو خبر ہے کتاب کی

اہل کتاب کی گواہی

[illegible]

[illegible]

عبداللہ بن سلام کا اسلام لانا

[illegible]

سورۃ ابراھیم

جو شخص خواب میں اس کی تلاوت کرے تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ [illegible]

[illegible]

سُوْرَةُ اِبْرٰهِيْمَ مَكِّيَّةٌ [illegible]
سورۂ ابراہیم مکہ میں نازل ہوئی اس کی باون آیتیں اور سات رکوع ہیں
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے
الٓرٰ كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ لِتُخْرِجَ النَّاسَ
یہ ایک کتاب ہے جس کو ہم نے اتاری تیری طرف کہ تو نکالے لوگوں کو
مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ بِاِذْنِ رَبِّهِمْ
اندھیروں سے اجالے کی طرف ان کے رب کے حکم سے

عظمت قرآن:

[illegible] قرآن [illegible] بات سے [illegible] تمام دنیا کے لوگوں [illegible] اندھیریوں سے نکال کر [illegible] (تفسیر [illegible])

حضرت جریر کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے اسلام میں کوئی اچھا طریقہ جاری کیا [illegible] اسلام میں کوئی طریقہ [illegible] ۔ رواہ مسلم۔

ابن حبان نے ضعیف سند کے ساتھ حضرت ابو سعید کی روایت سے [illegible] کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا [illegible]

حضرت [illegible] کی روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا [illegible] في الضعفاء.

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا [illegible] احمد والترمذی وابوداود وابن ماجة والدارمي عن كثير بن قيس. ترمذی نے [illegible]

حضرت [illegible] کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا [illegible]

بعض حضرات نے کہا ہے کہ حديث المسيح في بيته كيسى في قومه [illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible]

سورۃ کے مضامین

[illegible] حضرت ابراہیم علیہ السلام کا [illegible]

حروف مقطعات

الرٰ [illegible] حروف مقطعات ہیں [illegible]

قرآن امن و ہدایت کی کتاب

كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ [illegible]

اور صاف صاف بات یہ ہے کہ اس کو مبتداء محذوف کی خبر قرار دی جائے اور جملہ کے معنی یہ ہوں کہ یہ وہ کتاب ہے جس کو ہم نے آپ کی طرف نازل کیا ہے۔ اس میں نازل کرنے کی نسبت حق تعالیٰ شانہ کی طرف اور قرآن کی نسبت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کرنے میں اور پیغام دینے کی طرف متوجہ ہوگیا جتنا جتنا لوگ اس کے قریب آتے گئے، ان کو دنیا میں بھی امن و امان اور عافیت و اطمینان نصیب ہوگا اور آخرت میں بھی فلاح و کامیابی حاصل ہوگی، اور جتنا اس سے دور رہیں گے اتنا ہی دونوں جہان کی خرابیوں میں مبتلا، بے چینی اور پریشانیوں کے شکار رہیں گے۔

آیت کے الفاظ میں یہ بھی کھول دیا گیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قرآن کے ذریعہ کس طرح لوگوں کو اندھیریوں سے نجات دے کر روشنی میں لائیں گے لیکن یہ بات ظاہر ہے کہ کسی کتاب کے ذریعہ کسی قوم کو درست کرنے کا طریقہ یہی ہوتا ہے کہ اس کتاب کی تعلیمات و ہدایات کو اس قوم میں پھیلایا جائے اور ان کو اس کا پابند کیا جائے۔

قرآن کریم کی تلاوت بھی مستقل مقصد ہے:

مگر قرآن کریم کی ایک مزید خصوصیت یہ بھی ہے کہ اس کی تلاوت اور بغیر سمجھے ہوئے اس کے الفاظ کا پڑھنا بھی خاص انسان کے نفس پر اثر انداز ہوتا ہے۔ اور اس کو بری خیالوں سے بچنے میں مدد دیتا ہے، کم از کم کفر و شرک کے کیسے ہی خوب صورت جال ہوں قرآن پڑھنے والا اگرچہ بے سمجھے ہی پڑھتا ہو ان کے دام میں نہیں آسکتا، ہندوؤں کی تحریک شدھی سنگٹھن کے زمانے میں اس کا مشاہدہ ہو چکا ہے کہ ان کے دام میں صرف کچھ وہ لوگ آئے جو قرآن کی تلاوت سے بھی بیگانہ تھے، آج جو عیسائی مشنریاں مسلمانوں کے ہر خطہ میں طرح طرح کے مذہبی اور دستی جال لئے پھرتی ہیں ان کا اگر کوئی اثر ہوتا ہے تو صرف ان گھرانوں پر جو قرآن کی تلاوت سے بھی غافل ہیں خواہ جاہل ہونے کی وجہ سے یا نئی تعلیم کے غلط اثر سے۔

بعثت کے مقاصد:

شاید اسی معنوی اثر کی طرف اشارہ کرنے کے لئے قرآن کریم میں جہاں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے مقاصد بتلائے گئے ہیں وہاں تعلیم معانی سے پہلے تلاوت آیات کا جدا گانہ ذکر کیا گیا ہے۔

يَتْلُوا عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ

یعنی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم تین کاموں کے لئے بھیجا گیا ہے پہلا کام قرآن مجید کی تلاوت ہے اور ظاہر ہے کہ تلاوت کا تعلق الفاظ سے ہے، معانی سمجھے ہوتے ہیں ان کی تلاوت تعلیم، دوسرا کام لوگوں کو برائیوں سے پاک کرنا اور تیسرا کام قرآن کریم اور حکمت یعنی سنت رسول کی تعلیم دینا ہے۔

الفاظ اور معانی دونوں ہدایت ہیں:

خلاصہ یہ ہے کہ قرآن کریم ایک ایسا نسخۂ ہدایت ہے جس کے معانی کو سمجھ کر اس پر عمل کرنا تو اصل مقصد ہے اور انسانی زندگی کی اصلاح میں موثر ہونا کھلی واضح ہے اس کے ساتھ اس کے الفاظ کی تلاوت بھی غیر شعوری طور پر انسان کے نفس کی اصلاح میں بڑا دخل رکھتا ہے۔

اس آیت میں یہ بات بھی قابل غور ہے کہ اندھیریوں سے روشنی میں لانے کی نسبت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کر کے یہ بھی بتلا دیا گیا ہے کہ اگرچہ ہدایت کا پیدا کرنا حقیقۃً حق تعالیٰ کا فعل ہے مگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے کے بغیر اس کو حاصل نہیں کیا جا سکتا۔

إِلَىٰ صِرَاطِ الْعَزِيزِ الْحَمِيدِ ﴿١﴾ اللَّهِ الَّذِي

رستہ (راہ) پر اس زبردست خوبیوں والے کی طرف وہ اللہ کہ جس

لَهُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ

کا ہے جو کچھ کہ موجود ہے آسمانوں میں اور جو کچھ ہے زمین میں

اس راہ کی کامیابی یقینی ہے:

یعنی نور معرفت کی روشنی میں وہاں واضح راہ پر پہنچ جائیں جو عقائد و اعمال کا صحیح راستہ اور خدا کا بتایا ہوا اور اس کے مقام رضا تک پہنچانے والا ہے۔ (تفسیر ماجدی)

ارشاد فرمایا کہ وہ راستہ اللہ کا راستہ ہے جس پر چلنے والا نہ بھٹکتا ہے نہ اس کا نقصان ہوتا ہے، وہ مقصد تک پہنچنے میں ناکام ہوتا ہے، اللہ کے راستہ سے مراد وہ راستہ ہے جس پر چل کر انسان خدا تک پہنچ سکے اور اس کی رضا کا درجہ حاصل کر سکے۔

اس جگہ لفظ اللہ تو بعد میں لایا گیا، اس سے پہلے اس کی دو صفتیں عزیز و حمید ذکر کی گئی ہیں، عزیز کے معنی عربی لغت کے اعتبار سے قوی و غالب کے ہیں اور حمید کے معنی وہ ذات جو حمد و ثنا کی مستحق ہو۔ ان دونوں صفتوں کو اصل نام سے پہلے رکھنے میں اس طرف اشارہ ہے کہ یہ راستہ جس ذات تک لے جانے والا ہے وہ قوی اور غالب بھی ہے اور حمد کی مستحق بھی، اس لئے اس پر چلنے والا نہ کہیں ٹھوکر کھائے گا نہ اس کی کوشش رائیگاں ہوگی، بلکہ اس کا منزل مقصود پر پہنچنا یقینی ہے بشرطیکہ اس راستہ کو نہ چھوڑے۔

وَوَيْلٌ لِّلْكَافِرِينَ مِنْ عَذَابٍ شَدِيدٍ ﴿٢﴾

اور مصیبت ہے کافروں کو ایک سخت عذاب سے

[illegible]

الَّذِينَ يَسْتَحِبُّونَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا عَلَى الْآخِرَةِ

[illegible]

وَيَصُدُّونَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ وَيَبْغُونَهَا

[illegible]

عِوَجًا أُولَٰئِكَ فِي ضَلَالٍ بَعِيدٍ

[illegible]

کافروں کی حالت

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ رَسُولٍ إِلَّا بِلِسَانِ

[illegible]

قَوْمِهِ لِيُبَيِّنَ لَهُمْ

[illegible]

[illegible]

قرآن عربی میں نازل کرنے کی حکمت

[illegible]

[illegible]

ہر رسول اپنی قوم کا ہم زبان تھا

[illegible]

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیات

[illegible]

الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي

[illegible]

عربی زبان کی خصوصیت:

[illegible]

[illegible]

تمام کتب کی اصل زبان عربی تھی۔

[illegible]

قرآن کی خصوصیت:

[illegible]

کتاب سے وابستہ کیا۔ [illegible] قرآن کی طرح کتاب الٰہی ہونے کی حیثیت سے
ہر کتاب کی یکتائی اور بے مثال ہونا ثابت تھا۔

عربی کے انتخاب کی وجوہات:

عربی زبان کے انتخاب کی ایک وجہ تو اس زبان کی ذاتی خصوصیت بھی
ہے کہ [illegible] تعبیر اور ادائیگی کے لئے اس میں بے شمار صورتیں اور طریقے ہیں
اور ایک وجہ یہ بھی ہے کہ [illegible] دوسری طرف عربی زبان
سے ایک مناسبت [illegible] ہے جس کی وجہ سے ہر شخص با آسانی عربی زبان
[illegible]
[illegible] ملک کی زبان عربی ہوگئی [illegible]
[illegible] کی زبان بھی عربی نہ تھی [illegible] عربی ممالک کہلاتے ہیں۔
ایک وجہ یہ بھی ہے کہ عرب لوگ اگرچہ اسلام سے پہلے جہالت [illegible]
کے شکار تھے مگر اس قوم کی صلاحیتیں [illegible]
[illegible] حق تعالیٰ نے [illegible] رسول
صلی اللہ علیہ وسلم کو ان میں پیدا فرمایا اور ان کی زبان کو قرآن کے لئے انتخاب
فرمایا اور [illegible] صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے پہلے [illegible] تعلیم کا حکم
[illegible] الاقربین۔

مثالی معاشرے کا قیام:

پوری دنیا میں ایک ایسا مثالی معاشرہ پیدا ہو گیا [illegible] سے پہلے
[illegible] نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم [illegible]
[illegible] قرآنی تعلیمات [illegible]
[illegible]
[illegible] قرآن
[illegible] کی تعلیمات [illegible] رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات پر
[illegible] قرآن کی آواز مشرق و مغرب میں گونجنے لگی۔
دوسری طرف حق تعالیٰ نے [illegible] رسول کریم صلی اللہ
علیہ وسلم کی امت [illegible] جس میں دنیا [illegible] کتاب
[illegible] تعلیم
[illegible]
[illegible] قرآن و سنت کے
[illegible] عربی زبان کو حاصل کرنے [illegible]
[illegible] سے پیچھے نہیں ہے۔

عربی زبان کا لٹریچر:

یہ ایک حیرت انگیز حقیقت ہے کہ [illegible] عربی [illegible]

[illegible] قرآن [illegible]
[illegible] قرآن و سنت کی [illegible]
[illegible] سے محروم نہیں ہے۔

تعلیمات قرآنیہ ہر قوم تک پہنچ گئیں:

[illegible] رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان اور آپ کی کتاب عربی ہونے
کے باوجود [illegible] تک عرب [illegible]
[illegible] لوگوں میں ایسے علماء پیدا کئے جنہوں
نے قرآن و سنت کی تعلیمات کو اپنی قومی زبانوں میں [illegible]
[illegible] زبان میں سمجھنے کو ہدایت [illegible] حاصل ہو گئی۔
آخر آیت میں [illegible] لوگوں کی ہدایت کے لئے اپنے رسولوں
[illegible] زبان میں [illegible] کا کام اس حد تک ہے
[illegible] ہدایت اور گمراہی [illegible] اللہ
تعالیٰ ہی کی قدرت میں ہے وہ جس کو چاہتے ہیں گمراہی میں [illegible] جس
کو چاہتے ہیں ہدایت دیتے ہیں وہی بڑی قوت اور حکمت والے ہیں۔

افضل و اکمل زبان:

[illegible] صلی اللہ علیہ وسلم [illegible]
[illegible] سے اشرف اور اکمل [illegible]
[illegible]
[illegible] صلی اللہ علیہ وسلم
[illegible] لغات میں [illegible]
اور اکمل ہے [illegible] عربی زبان [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] کا مضمون۔

فَيُضِلُّ اللّٰهُ مَنْ يَّشَآءُ وَيَهْدِيْ مَنْ

[illegible] جس کو چاہے [illegible]

يَّشَآءُ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ

[illegible]

ہر کسی نے اپنی مرضی کی چیز خرید لی:

[illegible] ہدایت سے [illegible]
سے [illegible]

[illegible]

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى بِاٰيٰتِنَآ اَنْ

[illegible]

اَخْرِجْ قَوْمَكَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ۙ

[illegible]

وَذَكِّرْهُمْ بِاَيّٰىمِ اللّٰهِ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ

[illegible]

لَاٰيٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ ۝

[illegible]

موسیٰ علیہ السلام کا واقعہ یاد کرو

[illegible]

صبر و شکر

[illegible]

ایام اللہ

[illegible]

... ملک یا انقلاب آیا جس میں ان کے ارادہ و منصوبے ناکام ہو گئے ... تعلقات بھی ... پر عذاب نازل ہوئے ... واقعات ہیں جن ... کی جگہ بدلی گئی ... پانی ... صورت میں ... یا ... معنی کا حاصل ... کا مقصد ...

... یہ بھی ... اللہ تعالیٰ کی نعمتیں ... کے بھی ... قرآن کریم ... کا مقصد ... قرب ... کی نعمت ... کی مخالفت ... سے ...

عمل کی تدبیر:

قرآن مجید کا اسلوب ... کا سلسلہ ... ہے ... عمل ... تدبیر ... یہاں پہلے جملے میں موسیٰ علیہ السلام کو یہ حکم دیا گیا ہے کہ ... آیات ... معجزات دکھا کر اپنی قوم کو کفر کی اندھیری سے نکال کر ایمان کی روشنی میں لائیں ... دوسرے جملے میں یہ ... کی تدبیر ... راستہ بتانے کی ... ایک جزء ... نعمتوں اور احسانات کو یاد ... الایام کی طرف ... جملہ ذَكِّرْهُم بِأَيَّامِ اللَّهِ ... کچھ ... ہو سکتی ہیں ... پچھلی قوموں کے ... کا انجام بیان کر کے ... عذاب اور ... کا ... حاصل ... اس طرح ... اللہ تعالیٰ کی ... نعمتیں ... یاد دلائی ہیں ... بیان کے لئے ... ہوئی ہیں۔

خلاصہ ... ان کے ... کا ... اپنے ... طبعی ... کی ... ہوتی ... یہ ... کا ... وغیرہ ... دلا کر اللہ تعالیٰ کی طاعت اور توحید کی طرف بلایا جائے۔

صبر کی شکر کی نشانیاں ہیں:

إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُورٍ ... یعنی آیات سے مراد نشانیاں اور دلائل ہیں ... صبار ... مبالغہ کا صیغہ ہے جس کے معنی ... صبر کرنے والا ... شکور شکر سے مبالغہ کا صیغہ ہے جس کے معنی ... شکر گزار ... جملہ کے معنی یہ ہیں کہ ... پچھلے واقعات ... قوموں کی ... عذاب ... اللہ تعالیٰ کی ... دلائل ... قدرت ... ہیں ... جو ... صبر کرنے والا ... بہت شکر کرنے والا ہو۔

صبر کا اجر:

صحیح مسلم اور مسند احمد میں بروایت حضرت ... ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مومن کا ہر حال خیر ہی خیر اور بھلائی ہی بھلائی ہے۔

اور یہ بات صرف مومن ہی ... کو حاصل ہے ... راحت ... یا ... شکر ... تو ... کرتا ہے ... کے لئے ... اور ... کی نعمت ... باعث ... آخرت میں ... شکر کا اجر عظیم ... صبر ... جاتا ہے ... ان کے ... بھی ... کے تحت ... کا سامان ... اللہ تعالیٰ کی ... صبر کرنے ... کا ... ہے

إِنَّ اللَّهَ مَعَ الصَّابِرِينَ ... اللہ ... صبر ... ساتھ ... راحت ... ہوتی ہے ... قرآن ... ہے جیسا کہ قرآن مجید ...

إِنَّمَا يُوَفَّى الصَّابِرُونَ أَجْرَهُم بِغَيْرِ حِسَابٍ

خلاصہ یہ ہے کہ مومن کا کوئی حال ... نہیں ...

... شکر ... شکر ...

ایسا ... صبر ... شکر ... راحت ...

... ہے

امت محمدیہ کی دانشمندی و بردباری

حضرت ابو الدرداء ... فرماتے ہیں کہ میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے فرمایا کہ آپ کے بعد ایک ایسی امت پیدا کرنے والا ہوں کہ اگر ان کی ... مراد پوری ہو ... کام حسب خواہش ہو جائے تو وہ شکر ادا کریں گے اور اگر ان کی خواہش اور مرضی کے خلاف ... ناگوار ... پیش آئے ... ثواب ... صبر کریں گے اور یہ دانشمندی اور بردباری ان کی ... عقل و علم ... نہیں ... بلکہ ... اپنے علم و حلم کا ایک حصہ ... عطا ... ہوں گا۔ (مظہری)

صبر و شکر کی حقیقت:

شکر کی حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی نعمتوں کو اس کی ... کے کاموں میں ... اس کی مرضی کے خلاف ... کا حکم ... اور صبر کی حقیقت یہ ہے کہ خلاف طبع امور پر ... اپنے قول و عمل میں ... ناشکری سے بچے اور اللہ تعالیٰ کی رحمت کا ... امید ... آخرت میں صبر کے اجر عظیم کا یقین رکھے۔ (مظہری)

وَإِذْ قَالَ مُوسَىٰ لِقَوْمِهِ اذْكُرُوا نِعْمَةَ

اور جب کہا موسیٰ نے اپنی قوم کو یاد کرو

اللَّهِ عَلَيْكُمْ إِذْ أَنجَاكُم مِّنْ آلِ فِرْعَوْنَ

اللہ کا احسان اپنے اوپر جب چھڑایا تم کو فرعون کی قوم سے

يَسُومُونَكُمْ سُوءَ الْعَذَابِ

وہ پہنچاتے تھے تم کو برا عذاب

[illegible]

وَيُذَبِّحُونَ أَبْنَاءَكُمْ وَيَسْتَحْيُونَ نِسَاءَكُمْ

اور ذبح کرتے تمہارے بیٹوں کو اور زندہ رکھتے تمہاری عورتوں کو

وَفِي ذَٰلِكُم بَلَاءٌ مِّن رَّبِّكُمْ عَظِيمٌ

اور اس میں مدد ہوئی تمہارے رب کی طرف سے بڑی

اقوام سے آزمائش

[illegible]

وَإِذْ تَأَذَّنَ رَبُّكُمْ لَئِن شَكَرْتُمْ

اور جب سنا دیا تمہارے رب نے اگر احسان مانو گے تو

لَأَزِيدَنَّكُمْ

اور بھی دوں گا تم کو

شکر سے نعمت بڑھتی ہے

[illegible]

شکر اور ناشکری کے نتائج

وَإِذْ تَأَذَّنَ رَبُّكُمْ لَئِن شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ وَلَئِن كَفَرْتُمْ إِنَّ عَذَابِي لَشَدِيدٌ

[illegible]

وَلَئِن كَفَرْتُمْ إِنَّ عَذَابِي لَشَدِيدٌ

اور اگر ناشکری کرو گے تو میرا عذاب البتہ سخت ہے

ناشکری

[illegible]

مجھ کو عنایت فرمائی ... [illegible] ... آپ
مجھ کو ... سبحان اللہ ... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت ... [illegible]
... آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ... [illegible]
... [illegible] ... (...)
شکر ہے نعمت القرآن کا ... شکر ہے نعمت ... کا

نعمت ایمان کا شکر:

اس سے بعض بزرگوں کا قول ہے کہ ... اسلام اور ایمان کی نعمت کا شکر کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس میں زیادتی فرمائے گا اور مقام احسان اور مشاہدہ تک پہنچا دے گا۔

بزرگوں ... [illegible] ... شوق ...

وَقَالَ مُوسَىٰ إِن تَكْفُرُوا أَنتُمْ وَمَن

اور کہا موسیٰ نے اگر کفر (منکر ہو گے) کرو گے تم اور جو لوگ زمین

فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا فَإِنَّ اللَّهَ لَغَنِيٌّ حَمِيدٌ

میں ہیں سارے تو اللہ بے پروا ہے سب خوبیوں والا

اللہ شکر کا محتاج نہیں۔

یعنی کفران نعمت کا ضرر تم ہی کو پہنچے گا۔ خدا کا کچھ نہیں بگڑتا ... [illegible] ... کوئی شکر ادا کرے ... [illegible] ... اس کے ... صحیح مسلم میں حدیث قدسی ہے جس میں حق تعالیٰ نے فرمایا "اے میرے بندو! اگر تمہارے اگلے پچھلے جن و انس سب کے سب ایک اعلیٰ درجہ کے متقی شخص ... ہو جائیں تو اس سے میرے ملک میں کچھ نہیں بڑھے گا۔ اور اگر سب اگلے پچھلے ... ایک بڑے بدبخت ... ہو جائیں (العیاذ باللہ) تو اس سے میرے ملک میں ... کمی نہیں ہوتی۔" (تفسیر عثمانی)

ناشکری کا نقصان تمہیں ہی ہوگا:

اس لئے کہ ... اللہ کی ذات ... بے پرواہ ہے فرشتے بھی اس کی حمد کرتے ہیں ... [illegible] ... اگر تم ناشکری کرو گے تو اپنا ہی نقصان ... [illegible] ... عذاب ... مستحق ... ہے۔

أَلَمْ يَأْتِكُمْ نَبَأُ الَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ قَوْمِ

کیا نہیں پہنچی تم کو خبر ان لوگوں کی جو پہلے تھے تم سے قوم

نُوحٍ وَعَادٍ وَثَمُودَ وَالَّذِينَ مِن

نوح کی اور عاد اور ثمود اور جو ان سے پیچھے ہوئے

بَعْدِهِمْ لَا يَعْلَمُهُمْ إِلَّا اللَّهُ

کسی کو ان کی خبر نہیں مگر اللہ کو

پچھلی قوموں سے عبرت۔

... [illegible] ... اس امت کو خطاب فرمایا ہے ... [illegible] ... پہنچے ... [illegible] ... معلوم نہیں۔ البتہ ... [illegible] ... لَا يَعْلَمُهُمْ إِلَّا اللَّهُ ... [illegible] ... ان حالات سے ... عبرت حاصل ہو۔

(تنبیہ) ابن عباس نے لَا يَعْلَمُهُمْ إِلَّا اللَّهُ کو پڑھ کر فرمایا "کذب النسابون" (یعنی نسب کی پوری معرفت کا دعویٰ کرنے والے جھوٹے ہیں) ... [illegible] ... (تفسیر عثمانی)

جَاءَتْهُمْ رُسُلُهُم بِالْبَيِّنَاتِ فَرَدُّوا

آئے ان کے پاس ان کے رسول نشانیاں لے کر پھر لوٹائے انہوں نے

أَيْدِيَهُمْ فِي أَفْوَاهِهِمْ

اپنے ہاتھ اپنے منہ میں

قوم کی گستاخیاں:

یعنی کفار غصہ ... [illegible] ... عَضُّوا عَلَيْكُمُ الْأَنَامِلَ مِنَ الْغَيْظِ ... [illegible] ... پیغمبر کی باتیں ... [illegible] ... اور یہ بھی ممکن ہے کہ أَيْدِيَهُمْ ... أَفْوَاهِهِمْ ... [illegible]

[illegible]

وَقَالُوٓا إِنَّا كَفَرْنَا بِمَآ أُرْسِلْتُم بِهِۦ وَإِنَّا

اور کہنے لگے ہم نہیں مانتے جو تم کو دے کر بھیجا اور ہم کو تو شبہ ہے

لَفِى شَكٍّ مِّمَّا تَدْعُونَنَآ إِلَيْهِ مُرِيبٍ

[illegible]

قَالَتْ رُسُلُهُمْ أَفِى ٱللَّهِ شَكٌّ فَاطِرِ ٱلسَّمَٰوَٰتِ

کہا ان کے رسولوں نے کیا اللہ میں شبہ ہے جس نے بنائے آسمان

وَٱلْأَرْضِ

اور زمین

نظامِ کائنات کی شہادت

[illegible]

يَدْعُوكُمْ لِيَغْفِرَ لَكُم مِّن ذُنُوبِكُمْ

وہ تم کو بلاتا ہے تاکہ بخشے تم کو کچھ گناہ تمہارے

بخشش کی دعوت

[illegible]

وَيُؤَخِّرَكُمْ إِلَىٰٓ أَجَلٍ مُّسَمًّى

اور ڈھیل دے تم کو ایک وعدہ تک جو ٹھہر چکا ہے

[illegible]

قَالُوٓا إِنْ أَنتُمْ إِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا تُرِيدُونَ

کہنے لگے تم تو یہی آدمی ہو ہم جیسے تم چاہتے ہو

أَن تَصُدُّونَا عَمَّا كَانَ يَعْبُدُ ءَابَآؤُنَا

کہ روک دو ہم کو ان چیزوں سے جن کو پوجتے رہے ہمارے باپ دادے

فَأْتُونَا بِسُلْطَٰنٍ مُّبِينٍ

سو لاؤ کوئی سند کھلی ہوئی

معجزات کی فرمائش

[illegible]

[illegible]

قَالَتْ لَهُمْ رُسُلُهُمْ إِنْ نَحْنُ إِلَّا بَشَرٌ

کہا ان سے ان کے رسولوں نے ہم تو یہی آدمی ہیں

مِثْلُكُمْ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ يَمُنُّ عَلَىٰ مَنْ يَشَاءُ

جیسے تم لیکن اللہ احسان کرتا ہے اپنے بندوں میں

مِنْ عِبَادِهِ

جس پر چاہے

اللہ نے نبوت سے سرفراز کیا

[illegible]

وَمَا كَانَ لَنَا أَنْ نَأْتِيَكُمْ بِسُلْطَانٍ

اور ہمارا کام نہیں کہ لے آئیں تمہارے پاس سند

إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ ۚ وَعَلَى اللَّهِ فَلْيَتَوَكَّلِ

مگر اللہ کے حکم سے اور اللہ پر بھروسہ چاہیے

الْمُؤْمِنُونَ

ایمان والوں کو

معجزات اللہ کے اختیار میں ہیں

[illegible]

وَمَا لَنَا أَلَّا نَتَوَكَّلَ عَلَى اللَّهِ وَقَدْ هَدَانَا

اور ہم کو کیا ہوا کہ بھروسہ نہ کریں اللہ پر اور وہ سمجھا چکا ہم کو ہماری

سُبُلَنَا

راہیں

[illegible]

وَلَنَصْبِرَنَّ عَلَىٰ مَا آذَيْتُمُونَا ۚ وَعَلَى

اور ہم صبر کریں گے ایذا پر جو تم ہم کو دیتے ہو

اللَّهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُونَ

اور اللہ پر چاہیے بھروسہ کریں بھروسہ کرنے والے

پھر توکل کیوں نہ چھوڑ سکتے

[illegible]

وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لِرُسُلِهِمْ لَنُخْرِجَنَّكُمْ

اور کہا کافروں نے اپنے رسولوں کو ہم نکال دیں گے

مِّنْ أَرْضِنَا أَوْ لَتَعُودُنَّ فِي مِلَّتِنَا

تم کو اپنی زمین سے یا لوٹ آؤ ہمارے دین میں

قوم والوں کا فیصلہ:

[illegible]

فَأَوْحَىٰ إِلَيْهِمْ رَبُّهُمْ لَنُهْلِكَنَّ الظَّالِمِينَ

تب حکم بھیجا ان کو ان کے رب نے ہم غارت کریں گے ان ظالموں کو

وَلَنُسْكِنَنَّكُمُ الْأَرْضَ مِنْ بَعْدِهِمْ

اور آباد کریں گے تم کو اس زمین میں ان کے پیچھے

اللہ تعالیٰ کا فیصلہ:

[illegible]

ذَٰلِكَ لِمَنْ خَافَ مَقَامِي وَخَافَ

یہ ملتا ہے اس کو جو ڈرا کھڑے ہونے سے میرے سامنے اور ڈرا

وَعِيدِ

میرے عذاب کے وعدہ سے

شرط کامیابی:

[illegible]

وَاسْتَفْتَحُوا

اور فیصلہ لگے مانگنے پیغمبر

پیغمبروں کی دعائیں:

[illegible]

[illegible]

وَخَابَ كُلُّ جَبَّارٍ عَنِيدٍ

اور نامراد ہوا ہر ایک سرکش ضدی

سرکشوں کی ہلاکت:

[illegible]

مِنْ وَّرَآئِهٖ جَهَنَّمُ وَيُسْقٰى مِنْ مَّآءٍ
جس کے پیچھے دوزخ ہے اور پلایا جائے گا اس کو پانی
صَدِيْدٍ ﴿١٦﴾
پیپ کا

عذاب آخرت:

پھر فرمایا کہ عذاب قیامت کے بعد جہنم کا عذاب ہے جس میں شدت پیاس کے وقت ان کو پیپ جیسا پانی پلایا جائے گا (تفسیر مظہری)

يَّتَجَرَّعُهٗ وَلَا يَكَادُ يُسِيْغُهٗ
گھونٹ گھونٹ پیتا ہے اس کو اور گلے سے نہیں اتار سکتا

پیپ پلائی جائے گی۔

کسی خوشی سے نہیں پی سکیں گے۔ حدیث میں ہے کہ فرشتے لوہے کے گرز مار مار کر زبردستی منہ میں انڈیلیں گے۔ جس وقت منہ کے قریب کریں گے شدت حرارت سے دماغ تک کی کھال اتر کر نیچے لٹک جائے گی اور منہ میں پہنچ کر گلے میں پھنسا رہے گا بڑی مصیبت اور تکلیف سے ایک ایک گھونٹ کر کے حلق سے نیچے اتاریں گے۔ پیٹ میں پہنچا تو آنتیں کٹ کر باہر آ جائیں گی۔

وَسُقُوْا مَاۗءً حَمِيْمًا فَقَطَّعَ اَمْعَاۗءَهُمْ (محمد:۱۵)

وَاِنْ يَّسْتَغِيْثُوْا يُغَاثُوْا بِمَاۗءٍ كَالْمُهْلِ يَشْوِي الْوُجُوْهَ (الکہف:۲۹)

(اعاذنا اللہ منہ وسائر المومنین)

وَيَاْتِيْهِ الْمَوْتُ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ وَّمَا
اور چلی آتی ہے اس پر موت ہر طرف (جگہ) سے
هُوَ بِمَيِّتٍ ۭ وَمِنْ وَّرَآئِهٖ عَذَابٌ غَلِيْظٌ ﴿١٧﴾
اور وہ نہیں مرتا اور اس کے پیچھے عذاب ہے سخت

بے پناہ تکلیف:

یعنی ہر جانب ہر طرف سے موت کا سامنا کرنا ہوگا سر سے پاؤں تک ہر عضو بدن پر سکرات موت طاری ہوں گے لیکن جسم سے جان نکلنے والی نہیں۔ اس سے تو موت ہی ترجیح دیتے۔ لیکن موت بھی نہیں آئے گی۔ یہ سب تکلیفیں کا خاتمہ نہیں ہے ہر عذاب کے پیچھے دوسرا اور عذاب آتا رہے گا۔

كُلَّمَا نَضِجَتْ جُلُوْدُهُمْ بَدَّلْنٰهُمْ جُلُوْدًا غَيْرَهَا لِيَذُوْقُوا الْعَذَابَ (النساء:۵۶)

ثُمَّ لَا يَمُوْتُ فِيْهَا وَلَا يَحْيٰى یعنی اس پانی کے گھونٹ اس طرح گھونٹ گھونٹ کر پیئے گا جیسے کوئی گھونٹ زبردستی اتار رہا ہو۔ (تفسیر مظہری)

امام احمد ترمذی نسائی ابن جریر ابن ابی حاتم، ابن مردویہ، بیہقی بغوی نے اور ابن ابی الدنیا نے صفۃ النار میں اور حاکم نے اپنی صحیح میں حضرت ابوامامہ کی روایت سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت کے متعلق فرمایا وہ پیپ دوزخی کے قریب لایا جائے گا تو اس کو برا معلوم ہوگا اور جب قریب لایا جائے گا تو اس سے چہرہ بھن جائے گا اور سر کی کھال گر پڑے گی جب پیئے گا تو آنتیں کٹ کر پیچھے سے نکل جائیں گی۔ اللہ فرماتا ہے وَسُقُوْا مَاۗءً حَمِيْمًا فَقَطَّعَ اَمْعَاۗءَهُمْ وَاِنْ يَّسْتَغِيْثُوْا يُغَاثُوْا بِمَاۗءٍ كَالْمُهْلِ يَشْوِي الْوُجُوْهَ

وَيَاْتِيْهِ الْمَوْتُ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ اور موت (یعنی تکلیفیں اور جسم کے عذاب) ہر طرف سے اس پر آئیں گے یعنی ہر طرح کا عذاب گھیر لے گا۔ یا الموت سے مراد موت کی سختیاں اور شدائد ہیں اور مکان سے مراد ہے جسم کا ہر حصہ یعنی ہر حصہ جسم سے اس پر موت کی سختیاں آئیں گی۔ یہی تفسیر ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے ابراہیم تیمی کا قول نقل کیا ہے۔ کہ ہر بال سے اس پر موت کی شدت آئے گی۔

وَمَا هُوَ بِمَيِّتٍ اور وہ مرے گا نہیں کہ تکلیف سے چھوٹ جائے۔ ابن جریج نے کہا روح حلق میں اٹک جائے گی نہ منہ سے باہر نکلے گی نہ اندر اترے گی۔ بعض لوگوں نے تفسیر میں لکھا ہے کہ اس کا قول نقل کیا ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ روح اس کے (گلے میں) بند ہو جائے۔

وَمِنْ وَّرَآئِهٖ عَذَابٌ غَلِيْظٌ اور اس (عذاب) کے بعد اس پر بھی سخت عذاب ہوگا۔ بعض علماء نے کہا عذاب غلیظ سے مراد ہے دوزخ میں ہمیشہ رہنا کبھی نہ نکلنا۔ (تفسیر مظہری)

مَثَلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ اَعْمَالُهُمْ
حال ان لوگوں کا جو منکر ہوئے اپنے رب سے ان کے عمل ہیں
كَرَمَادِ ۨاشْتَدَّتْ بِهِ الرِّيْحُ فِيْ يَوْمٍ
جیسے وہ راکھ کہ زور کی چلے اس پر ہوا آندھی کے دن
عَاصِفٍ ۭ لَا يَقْدِرُوْنَ مِمَّا كَسَبُوْا عَلٰي شَيْءٍ ۭ
کچھ ان کے ہاتھ میں نہ ہوگا اپنی کمائی میں سے
ذٰلِكَ هُوَ الضَّلٰلُ الْبَعِيْدُ ﴿١٨﴾
یہی ہے بہک کر دور جا پڑنا

اعمال کفار

[illegible]

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ

[illegible]

بِالْحَقِّ اِنْ يَّشَاْ يُذْهِبْكُمْ وَيَاْتِ بِخَلْقٍ

[illegible]

جَدِيْدٍ وَّمَا ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِيْزٍ

[illegible]

آخرت کی زندگی

[illegible]

وَبَرَزُوْا لِلّٰهِ جَمِيْعًا

[illegible]

فَقَالَ الضُّعَفٰٓؤُا لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْٓا اِنَّا

[illegible]

كُنَّا لَكُمْ تَبَعًا فَهَلْ اَنْتُمْ مُّغْنُوْنَ عَنَّا

[illegible]

مِنْ عَذَابِ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ

[illegible]

تابع و متبوع کا جھگڑا

[illegible]

[illegible] تعالیٰ [illegible]

الآیۃ وغیر ذلک من الآیات ۔ واللہ اعلم ۔ [illegible]

قَالُوا لَوْ هَدَانَا اللّٰهُ لَهَدَيْنٰكُمْ ۖ سَوَآءٌ عَلَيْنَا

[illegible]

اَجَزِعْنَا اَمْ صَبَرْنَا مَا لَنَا مِنْ مَّحِيْصٍ ﴿٢١﴾

[illegible]

سرداروں کا جواب

[illegible] (تفسیر مظہری)

بے کار اور جبری صبر

[illegible]

[illegible]

دوزخیوں کا رونا

[illegible]

[illegible]

وَقَالَ الشَّيْطٰنُ لَمَّا قُضِيَ الْاَمْرُ

[illegible]

اِنَّ اللّٰهَ وَعَدَكُمْ وَعْدَ الْحَقِّ وَوَعَدْتُّكُمْ

[illegible]

فَاَخْلَفْتُكُمْ وَمَا كَانَ لِيَ عَلَيْكُمْ مِّنْ

[illegible]

سُلْطٰنٍ اِلَّآ اَنْ دَعَوْتُكُمْ فَاسْتَجَبْتُمْ

[illegible]

لِيْ فَلَا تَلُوْمُوْنِيْ وَلُوْمُوْٓا اَنْفُسَكُمْ مَآ اَنَا

[illegible]

بِمُصْرِخِكُمْ وَمَآ اَنْتُمْ بِمُصْرِخِيَّ اِنِّيْ

[illegible]

كَفَرْتُ بِمَآ اَشْرَكْتُمُوْنِ مِنْ قَبْلُ اِنَّ

[illegible]

الظّٰلِمِيْنَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ

[illegible]

ابلیس کا خطاب

[illegible]

شفاعت کبریٰ

[illegible]

کافروں کو مغالطہ

[illegible]

وَأُدْخِلَ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ

[illegible]

جَنَّاتٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ

[illegible]

فِيهَا بِإِذْنِ رَبِّهِمْ

[illegible]

تَحِيَّتُهُمْ فِيهَا سَلَامٌ

[illegible]

جنت کا سلام

[illegible]

أَلَمْ تَرَ كَيْفَ ضَرَبَ اللَّهُ مَثَلًا

[illegible]

ایمان کی مثال

[illegible]

كَلِمَةً طَيِّبَةً

[illegible]

كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ

[illegible]

أَصْلُهَا ثَابِتٌ وَفَرْعُهَا فِي السَّمَاءِ

[illegible]

تُؤْتِي أُكُلَهَا كُلَّ حِينٍ بِإِذْنِ رَبِّهَا

[illegible]

[illegible]

[illegible]

کا ایک طیبہ درخت بھی ہے جو مومن کی مثال ہے (اور بخاری کی روایت میں اس جگہ یہ بھی مذکور ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس درخت کے پتے کسی موسم میں جھڑتے نہیں) بتلاؤ وہ درخت کونسا ہے؟ ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ میرے دل میں آیا کہ کہہ دوں وہ کھجور کا درخت ہے مگر مجلس میں ابوبکرؓ و عمرؓ اور دوسرے اکابر صحابہ موجود تھے، ان کو خاموش دیکھ کر مجھے بولنے کی ہمت نہ ہوئی پھر خود رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ کھجور کا درخت ہے۔

اس مثال کی وجہ:

مومن کی مثال اس درخت سے دینے کی ایک وجہ یہ ہے کہ کلمہ طیبہ میں ایمان اس کی جڑ ہے جو بہت مستحکم اور مضبوط ہے، دنیا کے حوادث اس کو ہلا نہیں سکتے مومنین کاملین صحابہ و تابعین بلکہ ہر زمانہ کے سچے مسلمانوں کی ایسی مثالیں کچھ کم نہیں کہ ایمان کے مقابلہ میں نہ جان کی پرواہ کی نہ مال کی اور نہ کسی دوسری چیز کی اور دوسری وجہ ان کی طہارت و نظافت ہے کہ دنیا کی گندگیوں سے متاثر نہیں ہوتے۔ جیسے بلند درخت پر سطح زمین کی گندگی کا کوئی اثر نہیں ہوتا، یہ وصف تو اَصْلُهَا ثَابِتٌ کی مثال ہے تیسری وجہ یہ ہے کہ جس طرح کھجور کے درخت کی شاخیں بلند آسمان کی طرف ہوتی ہیں مومن کے ایمان کے ثمرات یعنی اعمال بھی آسمان کی طرف اٹھائے جاتے ہیں، قرآن کریم میں ہے اِلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف اٹھائے جاتے ہیں پاکیزہ کلمات مطلب یہ ہے کہ مومن جو اللہ تعالیٰ کا ذکر، تسبیح، تہلیل، تلاوت قرآن وغیرہ کرتا ہے یہ صبح و شام اللہ تعالیٰ کے پاس پہنچتے رہتے ہیں۔

چوتھی وجہ یہ ہے کہ جس طرح کھجور کا پھل ہر وقت، ہر حال میں کھایا جاتا ہے مومن کے اعمال صالحہ بھی ہر وقت ہر موسم اور ہر حال ہر موسم میں صبح شام جاری ہیں اور جس طرح کھجور کے درخت کی ہر چیز کام آتی ہے مومن کا ہر قول و فعل اور حرکت و سکون اور اس سے پیدا ہونے والے آثار پوری دنیا کے لئے نافع و مفید ہوتے ہیں بشرطیکہ وہ مومن کامل اور تعلیمات خدا و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا پابند ہو۔

مذکورہ تقریر سے معلوم ہوا کہ تُؤْتِي أُكُلَهَا كُلَّ حِينٍ میں اُکل سے مراد پھل اور کھانے کے لائق چیزیں ہیں اور حین سے مراد ہر وقت ہر حال ہے۔ اکثر مفسرین نے اسی کو ترجیح دی ہے بعض حضرات کے دوسرے اقوال بھی ہیں۔

درخت اور ایمان میں مشابہت:

بغوی نے لکھا ہے درخت کی تکمیل تین چیزوں سے ہوتی ہے زمین کے اندر جمے ہوئے ریشے، تنا اور شاخیں، ایمان کی تکمیل بھی تین ہی چیزوں سے ہوتی ہے دل سے (تصدیق)، زبان سے اقرار اور اعضاء جسم سے عمل۔

طبرانی نے حضرت ابن عباسؓ کا قول بیان کیا کہ شجرہ طیبہ جنت کے اندر ایک درخت ہے۔ حضرت جابرؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے (خلوص کے ساتھ) سبحان اللہ العظیم وبحمدہ کہا اس کے لئے کھجور کا ایک درخت جنت میں لگا دیا جاتا ہے (رواہ الترمذی، تفسیر مظہری)

وَيَضْرِبُ اللَّهُ الْأَمْثَالَ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ
اور بیان کرتا ہے اللہ مثالیں لوگوں کے واسطے تاکہ
يَتَذَكَّرُونَ ۝ وَمَثَلُ كَلِمَةٍ خَبِيثَةٍ
وہ فکر (نصیحت) کریں اور مثال گندی بات کی

کفر کی مثال:

کلمہ کفر، جھوٹی بات، ہر ایک کلام جو خدا تعالیٰ کی مرضی کے خلاف ہو "کلمہ خبیثہ" میں داخل ہے۔ (تفسیر عثمانی)

اور گندے کلمہ کی (یعنی کلمہ کفر و شرک کی) مثال ایسی ہے جیسے ایک خراب درخت ہو (مراد درخت حنظل ہے) کہ وہ زمین کے اوپر ہی اوپر سے اکھاڑ لیا جائے (اور) اس کو (زمین میں) کچھ ثبات نہ ہو (خراب فرمایا باعتبار اس کی بو اور مزہ و رنگ کے یعنی اس کے پھل کی بو اور مزہ اور رنگ کے، یہ صفت طیبہ کے مقابل ہوئی، اکھاڑ لیے جانے کا مطلب یہ ہے کہ اس کی جڑ دور تک نہیں ہوتی اور زمین کی ہوتی ہے یہ اَصْلُهَا ثَابِتٌ کے مقابل فرمایا مَا لَهَا مِنْ قَرَارٍ اس کی بو وغیرہ کے لئے فرمایا اور اس کی شاخوں کا اونچا نہ ہونا اور اس کے پھل کا میٹھا نہ ہونا مطلب ظاہر ہے۔ بس مثال کلمہ کفر کا یہ ہے کہ کافر کے دل میں اس کی جڑ ہے مگر حق کے سامنے اس کا کچھ مطلب نہیں گویا مشابہ اس کی ہے جیسے اس کی جڑ ہی نہیں، اللہ تعالیٰ اجْتُثَّتْ وکلمۂ خبیثہ اور شاید مَا لَهَا مِنْ قَرَارٍ کی تصریح ہے کفر کے اعمال ہیں بہت مقصود ہے اور چونکہ اس کے اعمال مقبول نہیں ہوتے اس لئے گویا اس درخت کی شاخیں بلند فضا میں نہیں پہنچیں اور چونکہ اس کے اعمال پر ثمرات اخرویہ مرتب نہیں ہوتے۔ (بیان القرآن)

کفار کی مثال:

اس کے بالمقابل دوسری مثال کفار کی شجرۂ خبیثہ سے دی گئی، جس طرح کلمہ طیبہ سے مراد قول لا الٰہ الا اللہ یعنی ایمان ہے اسی طرح کلمہ خبیثہ سے مراد کلمات کفر اور اعمال کفر ہیں، شجرۂ خبیثہ سے مراد اکثر روایات حدیث میں حنظل کو قرار دیا گیا ہے اور بعض نے لہسن وغیرہ کہا ہے۔

اس شجرۂ خبیثہ کا حال قرآن نے یہ بیان کیا ہے کہ اس کی جڑیں زمین کے اندر زیادہ گہری نہیں ہوتیں اس لئے جب کوئی چاہے اس درخت کے پورے جڑ کو زمین سے اکھاڑ سکتا ہے، اجْتُثَّتْ مِنْ فَوْقِ الْأَرْضِ کے یہی معنی ہیں

[illegible]

کَشَجَرَةٍ خَبِيثَةٍ

[illegible]

اجْتُثَّتْ مِنْ فَوْقِ الْأَرْضِ مَا لَهَا مِنْ قَرَارٍ

[illegible]

دونوں مثالوں کا حاصل:

[illegible]

مسلمان کے مثل درخت

[illegible]

[illegible]

[illegible]

يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ

ثابت رکھتا ہے اللہ ایمان والوں کو مضبوط بات سے

فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ

دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں

مومنین کی استقامت

[illegible]

[illegible]

قبر میں سوال و جواب

[illegible]

اتنے میں اس کی قبر تیار ہو جاتی ہے (یعنی نیک آدمی) والے کالے فرشتے اس کے پاس آتے ہیں ایک کا نام منکر اور دوسرے کا نکیر ہے وہ اسے بٹھاتے پوچھتے ہیں تو اس شخص کے متعلق کیا کہتا تھا وہ کہتا ہے وہ اللہ کے بندے اور اس کے رسول تھے میں شہادت دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے بندے اور رسول ہیں فرشتے کہتے ہیں ہم تو جانتے ہی تھے کہ تو یہی کہے گا پھر اس کی قبر ستر ستر ہاتھ ہر طرف سے کشادہ کر دی جاتی ہے اور روشن کر دی جاتی ہے اور کہا جاتا ہے سو جا وہ کہتا ہے مجھے اجازت دو کہ میں اپنے گھر والوں کو (اس نعمت کی) اطلاع تو دے آؤں فرشتے کہتے ہیں اس دلہن کی طرح (جس کو محبت اور پیار کے ساتھ) سوائے جگانے والے کے جس کو وہ سب سے زیادہ محبوب ہے کوئی نہیں جگاتا سو جا یہاں تک کہ اللہ اس کو اس کی خوابگاہ سے اٹھائے گا۔ اور اگر وہ منافق ہوا تو جواب دے گا کہ میں نے لوگوں کو ایک بات کہتے سنا تو میں نے بھی کہہ دی مجھے کچھ معلوم نہیں۔ فرشتے کہیں گے ہمیں تو پہلے ہی معلوم تھا کہ تو یہی کہے گا۔ زمین کو حکم دیا جائے گا کہ اس پر مل جا۔ وہ اس پر مل جائے گی یہاں تک کہ اس کی پسلیاں ادھر سے ادھر ہو جائیں گی۔ اسی طرح وہ عذاب میں رہے گا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اسے اس کی خوابگاہ سے اٹھائے۔

عذاب قبر سے پناہ

مسند میں ہے ایک انصاری کے جنازے میں ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ قبرستان پہنچے ابھی تک قبر تیار نہ تھی۔ آپ بیٹھ گئے اور ہم بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارد گرد بیٹھ گئے ایسے خاموش اور با ادب گویا ہمارے سروں پر پرند ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں ایک تنکا تھا جس سے آپ زمین کرید رہے تھے۔ پھر سر اٹھا کر دو یا تین مرتبہ فرمایا کہ عذاب قبر سے پناہ چاہو۔ بندہ جب دنیا کی آخری اور آخرت کی پہلی گھڑی میں ہوتا ہے تو اس کے پاس آسمان سے نورانی چہروں والے فرشتے آتے ہیں گویا کہ ان کے چہرے سورج ہیں۔ ان کے ساتھ جنتی کفن اور جنتی خوشبو ہوتی ہے۔ اس کے پاس جہاں تک اس کی نگاہ پہنچے وہاں تک بیٹھ جاتے ہیں۔ پھر ملک الموت آ کر اس کے سرہانے بیٹھ جاتے ہیں اور فرماتے ہیں اے پاک روح اللہ تعالیٰ کی مغفرت اور رضامندی کی طرف چل۔ وہ اس طرح نکل آتی ہے جیسے کسی مشک سے پانی کا قطرہ ٹپک آئے۔ ایک آنکھ جھپکنے کے برابر بھی وہ فرشتے اسے ان کے ہاتھ میں نہیں رہنے دیتے اور جنتی کفن اور جنتی خوشبو میں رکھ لیتے ہیں۔ اس میں سے بھی مشک کی سی عمدہ خوشبو نکلتی ہے کہ روئے زمین پر پائی گئی ہو وہ خوشبو ہوتی ہے۔ اسے لے کر آسمانوں کی طرف چڑھتے ہیں۔ فرشتوں کی جس جماعت کے پاس سے گزرتے ہیں وہ پوچھتے ہیں کہ یہ پاک روح کس کی ہے؟ یہ اس کا بہترین نام جو دنیا میں مشہور تھا لے کر کہتے ہیں فلاں کے بیٹے فلاں کی۔ آسمان دنیا تک پہنچ کر دروازہ کھلواتے ہیں۔ دروازہ کھل جاتا ہے اور ہر آسمان کے مقرب فرشتے اس کے ساتھ دوسرے آسمان تک جاتے ہیں یہاں تک کہ ساتویں آسمان تک پہنچتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے بندے کی کتاب علیین میں لکھ لو اور اسے زمین کی طرف واپس لوٹا دو میں نے انہیں اسی سے پیدا کیا ہے اسی میں لوٹاؤں گا اور اسی سے دوبارہ نکالوں گا۔ پس اس کی روح اس کے جسم میں لوٹا دی جاتی ہے۔ اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں اسے بٹھاتے ہیں اور سوال کرتے ہیں کہ تیرا رب کون ہے؟ وہ جواب دیتا ہے میرا رب اللہ ہے۔ وہ پوچھتے ہیں تیرا دین کیا ہے؟ وہ جواب دیتا ہے میرا دین اسلام ہے۔ پھر سوال ہوتا ہے کہ یہ شخص جو تم میں بھیجے گئے تھے کون تھے؟ وہ کہتا ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ فرشتے پوچھتے ہیں تجھے کیسے معلوم ہوا؟ وہ جواب دیتا ہے میں نے اللہ کی کتاب پڑھی اس پر ایمان لایا اور اسے سچا مانا۔ اسی وقت آسمان سے ایک منادی ندا کرتا ہے کہ میرے بندے نے سچ کہا اس کے لئے جنتی فرش بچھا دو اسے جنتی لباس پہنا دو اور اس کے لئے جنت کی طرف کا دروازہ کھول دو۔ چنانچہ وہاں کی ہوائیں اور خوشبوئیں اسے آنے لگتی ہیں۔ اس کی قبر پھیلا دی جاتی ہے اور حد نگاہ تک کشادہ کر دی جاتی ہے۔ اس کے پاس ایک شخص خوبصورت نورانی چہرے والا اچھے کپڑوں والا عمدہ خوشبو والا آتا ہے اور اس سے کہتا ہے کہ آپ خوش ہو جائیے یہ وہ دن ہے جس کا آپ سے وعدہ کیا جاتا تھا۔ یہ اس سے پوچھتا ہے کہ آپ کون ہیں؟ آپ کے چہرے سے بھلائی کی جھلک نظر آتی ہے۔ وہ جواب دیتا ہے کہ میں تیرا نیک عمل ہوں۔ اب تو یہ دعا کرتا ہے کہ اے اللہ قیامت جلد قائم کر تاکہ میں اپنے اہل و مال میں پہنچ جاؤں۔ اور کافر بندہ جب دنیا کی آخری ساعت اور آخرت کی پہلی ساعت میں ہوتا ہے تو اس کے پاس سیاہ چہروں والے فرشتے آسمان سے آتے ہیں ان کے ساتھ ٹاٹ ہوتا ہے جہاں تک نگاہ پہنچے وہاں تک بیٹھ جاتے ہیں۔ پھر ملک الموت علیہ السلام آ کر اس کے سرہانے بیٹھ کر فرماتے ہیں اے خبیث روح اللہ تعالیٰ کے غضب کی طرف چل۔ اس کی روح جسم میں چھپتی پھرتی ہے جسے بہت سختی سے گھسیٹ کر نکالا جاتا ہے۔ اسی وقت ایک آنکھ جھپکنے جتنی دیر میں بھی فرشتے اس کے ہاتھ میں سے لے لیتے ہیں اور اس ٹاٹ میں لپیٹ لیتے ہیں۔ اس میں سے ایسی بدبو نکلتی ہے کہ روئے زمین پر کوئی سڑا ہوا مردار ایسی بدبو والا نہیں پایا گیا ہوگا۔

تو دنیا میں تھا تب بھی میں اس کے ذہن کا غم تھی۔ آسمان والے تک پہنچ کر دروازہ کھلوانا چاہتے ہیں لیکن کھولا نہیں جاتا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آیت لَا تُفَتَّحُ لَهُمْ أَبْوَابُ السَّمَاءِ الخ کی تلاوت فرمائی کہ ان کے لئے آسمان کے دروازے کھلیں نہ وہ جنت میں جائیں۔ یہاں تک کہ سوئی کے ناکے میں سے اونٹ گزر جائے۔ پھر اللہ تعالیٰ حکم فرماتا ہے کہ اس کی کتاب سجین میں لکھ لو جو سب سے نیچے کی زمین میں ہے۔ اس کی روح وہیں سے پھینک دی جاتی ہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آیت وَمَنْ يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَكَأَنَّمَا خَرَّ مِنَ السَّمَاءِ الخ کی تلاوت فرمائی۔ یعنی خدا کے ساتھ جو شرک کرے گویا کہ وہ آسمان سے گر پڑا، اب یا تو اسے پرندے اچک لے جائیں گے یا آندھی کسی دور کے گڑھے میں پھینک مارے گی۔ پھر اس کی روح اس کے جسم میں لوٹائی جاتی ہے۔ اس کے پاس دو فرشتے پہنچتے ہیں جو اسے اٹھا کر بٹھاتے ہیں اور پوچھتے ہیں کہ تیرا رب کون ہے؟ وہ جواب دیتا ہے کہ ہائے ہائے مجھے معلوم نہیں۔ پھر پوچھتے ہیں تیرا دین کیا ہے؟ وہ کہتا ہے ہائے ہائے مجھے اس کا بھی علم نہیں۔ پھر پوچھتے ہیں: وہ کون تھا جو تم میں بھیجا گیا تھا؟ وہ کہتا ہے ہائے ہائے مجھے معلوم نہیں۔ اسی وقت آسمان سے ایک منادی کی ندا آتی ہے کہ میرا بندہ جھوٹا ہے اس کے لئے جہنم کی آگ کا فرش کر دو اور دوزخ کی جانب کا دروازہ کھول دو۔ وہاں سے اسے دوزخ کی ہوا اور لپٹ پہنچتی رہتی ہے اور اس کی قبر اس پر اتنی تنگ ہو جاتی ہے کہ اس کی پسلیاں ایک دوسرے میں گھس جاتی ہیں۔ پھر ایک بری صورت والا، بدبو والا، برے اور گندے کپڑوں والا ایک شخص اس کے پاس آتا ہے اور کہتا ہے کہ اب خراب ہو جا۔ اسی دن کا تجھ سے وعدہ کیا جاتا تھا۔ یہ پوچھتا ہے تو کون ہے؟ تیرے چہرے سے برائی برستی ہے۔ وہ کہتا ہے میں تیرا خبیث عمل ہوں۔ تو پکارتا ہے کہ خدایا قیامت قائم نہ کر۔

نیک و بد کی موت

مسند میں ہے کہ نیک شخص کی روح نکلنے کے وقت آسمان و زمین کے درمیان کے فرشتے اور آسمانوں کے فرشتے سب اس پر رحمت بھیجتے ہیں اور آسمانوں کے دروازے اس کے لئے کھل جاتے ہیں۔ ہر دروازے کے فرشتوں کی دعا ہوتی ہے کہ اس کی پاک اور نیک روح ان کے دروازے سے چڑھائی جائے۔ اور برے شخص کے بارے میں ہے کہ اس کی قبر میں ایک اندھا گونگا فرشتہ مقرر ہوتا ہے جس کے ہاتھ میں ایک گرز ہوتا ہے کہ اگر وہ کسی پہاڑ پر مارا جائے تو وہ مٹی ہو جائے۔ اس سے وہ اسے مارتا ہے یہ مٹی ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ پھر لوٹا دیتا ہے جیسا تھا ویسا ہی ہو جاتا ہے۔ وہ پھر دوبارہ مارتا ہے۔ یہ ایسا چیختا ہے کہ اس کی چیخ کو سوائے انسانوں اور جنوں کے ہر کوئی سنتا ہے۔ حضرت براء فرماتے ہیں: اسی آیت تثبیت میں فرماتے ہیں کہ اس سے قبر کے سوالوں کے جواب میں مومن کا ثابت قدم رہنا ہے۔

نیکیاں ساتھ ہوتی ہیں:

ابن جریر میں فرمان رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہے: اس کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ میت جو دفن ہوتی ہے وہ تمہاری جوتیوں کی آہٹ سنتی ہے جبکہ تم اسے دفنا کر لوٹتے ہو۔ اگر وہ ایمان والا ہے تو نماز اس کے سرہانے ہوتی ہے، زکوٰۃ دائیں جانب ہوتی ہے، روزہ بائیں طرف ہوتا ہے، نیکیاں مثلاً صدقہ، خیرات، صلہ رحمی، بھلائی، لوگوں سے احسان وغیرہ اس کے پیروں کی طرف ہوتے ہیں۔ جب اس کے سر کی طرف سے کوئی آتا ہے تو نماز کہتی ہے یہاں سے جانے کی جگہ نہیں۔ دائیں طرف سے زکوٰۃ روکتی ہے۔ بائیں طرف سے روزہ اور پیروں کی طرف سے اور نیکیاں۔ پھر اس سے کہا جاتا ہے کہ بیٹھ جا۔ وہ بیٹھ جاتا ہے اور اسے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا سورج ڈوبنے کے قریب ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم جو پوچھیں اس کا جواب دے۔ وہ کہتا ہے مجھے چھوڑو پہلے میں نماز ادا کر لوں۔ وہ کہتے ہیں وہ تو کر لے گا ابھی تو ہمارے سوالوں کا جواب دے۔ یہ کہتا ہے اچھا تم کیا پوچھتے ہو؟ وہ کہتے ہیں اس شخص کے بارے میں تو کیا کہتا ہے اور کیا شہادت دیتا ہے؟ یہ پوچھتا ہے کیا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں؟ جواب ملتا ہے کہ ہاں آپ ہی کے بارے میں۔ یہ کہتا ہے کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ رسول اللہ ہیں۔ آپ خدا کے پاس سے ہمارے پاس دلیلیں لے کر آئے۔ ہم نے آپ کو سچا مانا۔ پھر اس سے کہا جاتا ہے کہ تو اسی پر زندہ رہا، اسی پر مرا اور اسی پر ان شاء اللہ دوبارہ اٹھایا جائے گا۔ پھر اس کی قبر ستر ہاتھ چوڑی ہو جاتی ہے اور وہ روشن کر دی جاتی ہے اور جنت کی طرف ایک دروازہ کھول دیا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے دیکھ یہ ہے تیرا اصلی ٹھکانا۔ اب تو اسے خوشی اور راحت ہی راحت ہوتی ہے۔ پھر اس کی روح پاک روحوں میں سبز پرندوں کے قالب میں جنتی درختوں میں رہتی ہے اور اس کا جسم جس سے اس کی ابتدا کی گئی تھی اسی کی طرف لوٹا دیا جاتا ہے یعنی مٹی کی طرف۔ یہی اس آیت کا مطلب ہے۔

دنیا و آخرت کی ثابت قدمی:

حضرت طاؤس فرماتے ہیں دنیا میں ثابت قدمی کلمہ توحید پر استقامت ہے اور آخرت میں ثابت قدمی منکر نکیر کے جواب کی ہے۔ قتادہ فرماتے ہیں عمل صالح کے ساتھ دنیا میں رکھے جاتے ہیں اور قبر میں بھی۔ حافظ حکیم ترمذی اپنی کتاب نوادر الاصول میں لائے ہیں کہ صحابہ کی جماعت کے پاس آ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینے کی مسجد میں فرمایا کہ گزشتہ رات میں نے عجیب باتیں دیکھیں۔ دیکھا کہ میرے ایک امتی کو عذاب قبر نے گھیر رکھا ہے۔ آخر اس کے وضو نے آ کر اسے چھڑا لیا۔ میرے ایک امتی کو گھیر کر

شیطانوں سے ڈرتے ہوئے ہیں لیکن ذکر اللہ نے آکر ان سے نجات
دلوائی۔ ایک امتی کو دیکھا کہ عذاب کے فرشتوں نے اسے گھیر رکھا ہے اس کی
نماز نے آکر اسے بچا لیا۔ ایک امتی کو دیکھا کہ پیاس سے اس کی زبان باہر ہو رہا
ہے۔ جب حوض پر جاتا ہے ہٹا دیے جاتے ہیں اس کا روزہ آیا اور اسے۔ پلا کر
پانی پلا دیا اور آسودہ کر دیا۔ آپ نے ایک امتی کو دیکھا کہ انبیاء حلقے باندھے
ہوئے بیٹھے ہیں۔ یہ جس حلقے میں بیٹھنا چاہتا ہے وہاں والے اسے ہٹا دیتے
ہیں اسی وقت اس کی جنابت کا غسل آیا اور اس کا ہاتھ پکڑ کر میرے پاس
بٹھا دیا۔ ایک امتی کو دیکھا کہ چاروں طرف سے اسے اندھیرا گھیرے ہوئے
ہے اوپر نیچے سے بھی وہ اسی میں گھرا ہوا ہے کہ اس کا حج اور عمرہ آیا
اور اسے اندھیرے سے نکال کر روشنی میں پہنچا دیا۔ ایک امتی کو دیکھا کہ وہ
مومنوں سے کلام کرنا چاہتا ہے لیکن وہ اس سے بولتے نہیں اس وقت صلہ
رحمی آئی اور اعلان کیا کہ اس سے بات چیت کرو، چنانچہ وہ بولنے چالنے لگے
ہیں۔ ایک امتی کو دیکھا کہ وہ اپنے منہ پر سے آگ کے شعلے ہٹانے کو ہاتھ
بڑھا رہا ہے اتنے میں اس کی خیرات آئی اور اس کے منہ پر پردہ اور سر پر
آگئی اور اس کے سر پر سایہ بن گئی۔ اپنے ایک امتی کو دیکھا کہ عذاب کے
فرشتوں نے اسے ہر طرف سے قید کر رکھا ہے لیکن اس کا نیکی کا حکم اور برائی
سے منع کرنا آیا اور ان کے ہاتھوں سے چھڑا کر رحمت کے فرشتوں سے
ملا دیا۔ ایک امتی کو دیکھا کہ گھٹنوں کے بل گرا ہوا ہے اور خدا میں اور اس
میں حجاب ہے اس کے اچھے اخلاق آئے اور اس کا ہاتھ پکڑ کر اللہ کے پاس پہنچا
آئے۔ اپنے ایک امتی کو دیکھا کہ اس کا نامۂ اعمال اس کے بائیں طرف
سے آرہا ہے لیکن اس کے خوف خدا نے آکر اسے اس کے سامنے کر دیا۔
اپنے ایک امتی کو میں نے جہنم کے کنارے کھڑا دیکھا اسی وقت اس کا ڈرنا
کپکپانا آیا اور اسے جہنم سے بچا لے گیا میں نے دیکھا ایک امتی کو دیکھا کہ
اسے اوندھے منہ گرایا گیا ہے کہ جہنم میں ڈال دیں لیکن اسی وقت خوف خدا سے
اس کا رونا آیا وہ آنسو اس کو بچا لے گئے۔ میں نے اپنے ایک امتی کو دیکھا کہ
پل صراط پر بچکولے کھا رہا ہے کہ اس کا مجھ پر درود پڑھنا آیا اور ہاتھ تھام کر
سیدھا کر دیا اور وہ پار اتر گیا۔ ایک کو دیکھا کہ وہ جنت کے دروازے پر پہنچا
لیکن دروازہ بند ہو گیا۔ اسی وقت لا الہ الا اللہ کی شہادت پہنچی دروازے
کھلوا دیے اور اسے جنت میں پہنچا دیا۔ قرطبی یہ حدیث وارد کر کے
فرماتے ہیں یہ حدیث بہت بڑی ہے اس میں ان مخصوص اعمال کا ذکر ہے
جو خصوصی مصیبتوں سے نجات دلوانے والے ہیں (تذکرہ) اسی بارے میں
حافظ ابویعلیٰ موصلی نے بھی ایک غریب مطول حدیث روایت کی ہے جس
میں ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ ملک الموت سے فرماتا ہے تو میرے دوست کے
پاس جا میں نے آسانی سختی سے ہر طرح اسے آزما لیا ہے ہر ایک کی حالت میں

سے راضی خوشی ہی پایا تو جا اور اسے میرے پاس لے آ کہ میں اسے ہر
طرح کا آرام دوں۔ ملک الموت علیہ السلام پانچ سو فرشتوں کو ساتھ لے کر
کوڑے کر چلتے ہیں۔ ان کے پاس جنتی کفن اور جنتی خوشبو ہوتی ہے۔ ریحان کے
گٹھے ہوتے ہیں جس کے سر پر بیس رنگ ہوتے ہیں۔ ہر رنگ کی خوشبو
الگ الگ ہوتی ہے۔ سفید ریشمی کپڑے میں اعلیٰ مشک بھی ہوتی ہے
ہوتی ہے یہ سب آتے ہیں ملک الموت علیہ السلام تو اس کے سر کے پاس بیٹھ
جاتے ہیں اور فرشتے اس کے چاروں طرف بیٹھ جاتے ہیں ہر ایک کے ساتھ
جو کچھ ہے وہ اس کے اعضاء پر رکھ دیا جاتا ہے اور سفید ریشم اور مشک اذفر
اس کی ٹھوڑی تلے رکھ دیا جاتا ہے۔ اس کے لئے جنت کے دروازے کھول
دیئے جاتے ہیں اور اس کی روح کو کبھی جنتی میووں سے کبھی جنتی لباس سے
کبھی جنتی کپڑوں سے اس طرح بہلایا جاتا ہے جیسے روتے ہوئے بچے کو
لوگ بہلاتے ہیں۔ اس وقت اس کی حوریں ہنس ہنس کر اس کی چاہت کرتی ہیں
روح ان مناظر کو دیکھ کر بہت جلد اس بدن سے نکل جانے کا قصد کرتی ہے
ملک الموت فرماتے ہیں ہاں اے پاک روح بغیر کانٹوں کی بیریوں کی طرف
اور تہ بہ تہ کیلوں کی طرف لمبے لمبے سایوں کی طرف اور بہتے ہوئے پانی
کے جھرنوں کی طرف چل۔ واللہ ملک الموت اس پر اتنی مہربانی کرتے ہیں کہ
کسی ماں کو بھی اپنے بچے پر اتنی شفقت نہ ہوگی۔ کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ یہ
رب کا محبوب ہے۔ اگر اسے اس کی تکلیف پہنچی تو میرے رب کی
ناراضگی مجھ پر ہوگی۔ بس اس طرح اس کی روح کو اس جسم سے الگ کر لیتے ہیں
جیسے گوندھے ہوئے آٹے میں سے بال۔ انہی کے بارے میں فرمان خدا
ہے کہ ان کی روح کو طیب فرشتے فوت کرتے ہیں۔ اور فرمان ہے کہ
گروہ مقربین میں سے ہے تو اس کے لئے راحت و آرام ہے۔ یعنی موت
کا آرام اور ریحان یعنی خوشی کی ملاقات اور دنیا کی برائیوں سے نجات۔ ملک الموت
اس کی روح قبض کرتے ہی روح جسم سے کہتی ہے اللہ تعالیٰ تجھے جزائے
خیر دے تو خدا کی اطاعت کی طرف جلدی کرنے والا اور اس کی
معصیت سے دیر کرنے والا تھا۔ تو نے آپ بھی نجات پائی اور مجھے بھی نجات
دلوائی۔ جسم بھی روح کو ایسا ہی جواب دیتا ہے۔ زمین کے وہ تمام حصے جن پر
یہ عبادت خداوندی کرتا تھا اس کے مرنے سے چالیس دن تک روتے ہیں۔ اسی
طرح آسمان کے وہ کل دروازے بھی جن سے اس کے نیک اعمال چڑھتے تھے
اور جن سے اس کی روزیاں اترتی تھیں اس پر چالیس راتوں تک روتے ہیں۔ اس وقت وہ پانچ
سو فرشتے اس جسم کے ارد گرد کھڑے ہو جاتے ہیں اور یہی اسے نہلانے
میں شامل رہتے ہیں۔ انسان اس کی کروٹ بدلیں اس سے پہلے خود فرشتے
بدل دیتے ہیں اور انسانوں کے کفن سے پہلے اپنا ساتھ لایا ہوا کفن پہنا
دیتے ہیں۔ ان کی خوشبو سے پہلے اپنی خوشبو لگا دیتے ہیں اور اس کے گھر سے

[illegible] ہے کہ اس کی تو مجھ سے دوستی [illegible] کر [illegible] جاتے ہیں اس [illegible] کے لئے استغفار کرتے تھے ہیں۔ [illegible] شیطان اس [illegible] کے [illegible] کہ اس کے جسم کی جوڑ جوڑ ٹوٹ جائیں اور کہتا ہے میرے لشکر یو تم [illegible] چلو [illegible] یہ تمہارے ہاتھوں سے نکل گیا؟ وہ جواب دیتے ہیں کہ یہ تو معصوم تھا۔ جب اس کی روح کو ملک الموت لے چلتے ہیں تو حضرت جبرئیل علیہ السلام ستر ہزار فرشتوں کے ساتھ اس کا استقبال کرتے ہیں۔ ہر ایک اسے جداگانہ بشارت سناتا ہے۔ یہاں تک کہ اس کی روح عرش خدا کے پاس پہنچتی ہے۔ وہاں جاتے ہی سجدے میں گر پڑتی ہے اسی وقت جناب باری کا ارشاد ہوتا ہے کہ میرے بندے کی روح کو بغیر کانٹوں کی بیریوں میں اور [illegible] کیلوں کے درختوں میں اور لمبے [illegible] سایوں میں [illegible] جب اسے قبر میں رکھا جاتا ہے تو دائیں طرف نماز کھڑی ہو جاتی ہے بائیں طرف روزہ [illegible] جاتا ہے سر کی طرف قرآن آ جاتا ہے [illegible] پیروں کی طرف [illegible] ہوتا ہے ایک کنارے صبر کھڑا ہو جاتا ہے۔ عذاب کی ایک گردن لپکتی آتی ہے لیکن دائیں جانب سے نماز اسے روک دیتی ہے کہ یہ ہمیشہ چوکنا رہا اب اس قبر میں آ کر تو راحت پائی [illegible] بائیں طرف سے آتی ہے یہاں سے روزہ یہی کہہ کر اسے آنے نہیں دیتا [illegible] سر سے آتی ہے یہاں سے قرآن اور ذکر یہی کہہ کر روک دیتے ہیں [illegible] پاؤں سے آتی ہے یہاں سے اس کی [illegible] قدموں کے لئے چل کر جانا [illegible] غرض ہر طرف سے خدا کے محبوب کے لئے روک ہو جاتی ہے اور عذاب کو کہیں سے راہ نہیں ملتی۔ وہ واپس ہو جاتا ہے اس وقت صبر کہتا ہے کہ میں دیکھ رہا تھا کہ اگر تم سے یہ عذاب دفع ہو جائے تو مجھے بولنے کی کیا ضرورت؟ ورنہ میں بھی اس کی حمایت کرتا۔ اب دو فرشتے بھیجے جاتے ہیں ایک کو نکیر کہا جاتا ہے دوسرے کو منکر یہ اچک لے جانے والی بجلی جیسے ہوتے ہیں۔ ان کے دانت سینگ جیسے ہوتے ہیں ان کے سانس سے شعلے نکلتے ہیں ان کے بال پیروں تک لٹکتے ہوتے ہیں۔ ان کے دو دو کندھوں کے درمیان اتنی اتنی مسافت ہوتی ہے ان کے دل نرمی اور رحمت سے بالکل خالی ہوتے ہیں ان میں سے ہر ایک کے ہاتھ میں ہتھوڑے ہوتے ہیں کہ اگر قبیلہ ربیعہ اور مضر جمع ہو کر اسے اٹھانا چاہیں تو نا ممکن۔ وہ آتے ہی کہتے ہیں اٹھ بیٹھ یہ اٹھ کر سیدھا بیٹھ جاتا ہے۔ اس کا کفن اس کے پہلو پر آ جاتا ہے وہ اس سے پوچھتے ہیں

تیرا رب کون ہے؟ تیرا دین کیا ہے؟ تیرا نبی کون ہے؟ [illegible] انہوں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایسے ڈراؤنے فرشتوں کو کون جواب دے سکے گا؟ آپ نے یہی آیت يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ تلاوت فرمائی اور فرمایا وہ بے تکلف جواب دیتا ہے کہ میرا رب اللہ وحدہ لا شریک لہ ہے میرا دین اسلام ہے جو فرشتوں کا بھی دین ہے [illegible] میرے نبی محمد ہیں جو خاتم النبیین ہیں صلی اللہ علیہ وسلم۔ وہ کہتے ہیں آپ نے سچ کہا۔ اب [illegible] اس کے لئے [illegible] کشادہ [illegible] دائیں سے بائیں [illegible] سے اس کے پیچھے سے اس کے سر کی طرف سے اس کے پاؤں کی طرف سے چالیس چالیس ہاتھ کشادہ کر دی جاتی ہے [illegible] اور چالیس ہاتھ کا [illegible] ہیں اور [illegible] سے فرماتے ہیں اپنے اوپر [illegible] دیکھتا ہے [illegible] جنت کا دروازہ کھلا ہوا ہے وہ کہتے ہیں اے ولی اللہ چونکہ تو نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی ہے [illegible] تیری منزل ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اس خدا کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے اس وقت جو سرور و راحت اس کے دل کو ہوتی ہے [illegible] پھر اس سے کہا جاتا ہے کہ اب نیچے کی طرف دیکھ۔ یہ دیکھتا ہے کہ جہنم کا دروازہ کھلا ہوا ہے [illegible] کہتے ہیں دیکھا [illegible] اللہ نے تجھے ہمیشہ کے لئے نجات دی۔ پھر اس کا دل اس قدر خوش ہوتا ہے کہ یہ خوشی ابد تک [illegible] حضرت [illegible] فرماتی ہیں کہ اس کے لئے ستر دروازے جنت کے کھل جاتے ہیں۔ جہاں سے بادِ صبا کی لپٹیں خوشبو اور ٹھنڈک کے ساتھ آتی رہتی ہیں۔ یہاں تک کہ اسے اللہ عزوجل اس کی اس خواب گاہ سے قیامت کے قائم ہونے پر اٹھائے۔ اسی اسناد سے مروی ہے کہ [illegible] بندے کے لئے ملک الموت سے فرماتا ہے کہ [illegible] دنیا میں [illegible] تھی۔ اپنی [illegible] سے [illegible] اس وقت حضرت ملک الموت علیہ السلام اس کے سامنے [illegible] صورت میں آتے ہیں [illegible] آنکھیں [illegible] جہنم کا [illegible] ساتھ لئے ہوئے ہیں [illegible] ملک الموت [illegible] پھر اس طرح [illegible] ملک الموت [illegible] فرشتے اپنے [illegible] اس کے چہرے [illegible] ملک الموت [illegible] طرف سے کھینچتے ہیں [illegible] ڈال دیتے ہیں پھر اس کے [illegible] ڈال دیتے ہیں۔ [illegible] خدا اس وقت [illegible] فرشتے [illegible] پھر اس کے [illegible] جاتے ہیں۔ [illegible] آسمان

[illegible]

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول

[illegible]

قبر کا عذاب وثواب قرآن وحدیث سے ثابت ہے

[illegible] لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ [illegible] يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ [illegible]

پہنچے ان دونوں فرقوں کو کہا لازم ہے۔

آخر آیت میں فرمایا وَيُضِلُّ اللّٰهُ الظّٰلِمِيْنَ یعنی اللہ تعالیٰ مومنین کی طرح ظالموں کو ثابت قدم نہیں رکھتے بلکہ ان کے قبضے قبروں میں سوال کے لئے ... کے سامنے جمع ہوتے ہیں تو کفار و مشرکین کو ... قدرت ... سوالات کا صحیح جواب نہیں دے سکتے ... اسی وقت سے ایک قسم کے عذاب میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔

وَيُضِلُّ اللّٰهُ الظّٰلِمِيْنَ

اور بچلا (راہ سے بھٹکا) دیتا ہے اللہ بے انصافوں کو

بے انصافوں سے مراد یہاں کافر و مشرکین ہیں جو دنیا میں بھی بھٹکے رہے اور آخرت میں بھی بھٹکتے رہیں گے۔ کسی شخص کا میابی کا راستہ ہاتھ نہ لگے گا۔ (تفسیر عثمانی)

وَيَفْعَلُ اللّٰهُ مَا يَشَآءُ ﴿٢٧﴾

اور کرتا ہے اللہ جو چاہے

مشیت خداوندی:

یعنی اپنی حکمت کے مطابق جیسا معاملہ جس کے ساتھ مناسب ہو کرتا ہے۔ (تفسیر عثمانی)

وَيَفْعَلُ اللّٰهُ مَا يَشَآءُ۔ اور اللہ جو کچھ چاہتا ہے کرتا ہے۔ کسی کو ایمان کی توفیق دیتا ہے کسی کو اس نعمت سے محروم رکھتا ہے کسی کو ایمان پر قائم رکھتا ہے کسی کو قائم نہیں رکھتا اس پر کوئی اعتراض نہیں کیا جا سکتا۔ حضرت ابو الدرداء راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ نے آدم کو پیدا کیا پیدا کرنے کے بعد ان کے داہنے شانہ پر ہاتھ مارا تو ان کی گوری نسل باہر آ گئی گویا (کثرت میں) وہ چھوٹی چیونٹیوں کی طرح تھی اور بائیں شانہ پر ہاتھ مارا تو کالی نسل جیسے کوئلہ باہر نکلی پھر داہنی نسل کے متعلق جو داہنے شانہ میں تھی فرمایا یہ جنت کی طرف جانے والے ہیں اور مجھے پروا نہیں اور بائیں نسل کے متعلق جو بائیں شانہ میں تھی فرمایا یہ دوزخ کی طرف جانے والے ہیں اور مجھے پروا نہیں۔

حضرت ابی بن کعب راوی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تمام آسمان اور زمین والوں کو اللہ عذاب دے تو وہ عذاب دینے کا حق رکھتا ہے اور وہ ظالم نہیں ہوگا اور اگر سب پر رحم فرمائے گا تو اس کی رحمت ان کے اعمال سے ان کے لئے بہتر ہوگی اگر (کوہ) احد کے برابر سونا تم راہ خدا میں خرچ کرو تو جب تک تقدیر پر تمہارا ایمان نہ ہوگا اللہ اس کو قبول نہیں فرمائے گا اور جان لو کہ جو کچھ تم کو پہنچا ہے وہ تم سے چوکنے والا نہیں اور جو کچھ نہیں پہنچا وہ کسی طرح پہنچنے والا نہیں۔ اگر اس کے خلاف عقیدہ پر مرو گے تو دوزخ میں جاؤ گے۔

حضرت ابن مسعود، حضرت حذیفہ بن یمان اور حضرت زید بن ثابت سے بھی اسی طرح کی احادیث منقول ہیں۔ (رواہ احمد و ابن ماجہ، تفسیر مظہری)

وَيَفْعَلُ اللّٰهُ مَا يَشَآءُ۔ یعنی اللہ وہی کرتا ہے جو چاہتا ہے کوئی طاقت بھی اس کے ارادہ و مشیت کو روک نہیں سکتی۔

ضروری عقیدہ:

حضرت ابی بن کعب، عبداللہ بن مسعود، حذیفہ بن یمان وغیرہ حضرات سے پتہ چلتا ہے کہ ہر مومن کا اعتقاد یہ ہے کہ اس کو جو چیز حاصل ہوئی وہ اللہ کی مشیت و ارادہ سے حاصل ہوئی اس کا نہ ملنا ممکن نہ تھا اور جو چیز حاصل نہیں ہوئی اس کا حاصل ہونا ممکن نہ تھا اور فرمایا کہ اگر تمہیں اس پر یقین و اعتقاد نہ ہو تو تمہارا ٹھکانہ جہنم ہے۔ (معارف ... مظہری)

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ بَدَّلُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ كُفْرًا

تو نے نہ دیکھا ان کو جنہوں نے بدلہ کیا اللہ کے احسان کا ناشکری

وَّاَحَلُّوْا قَوْمَهُمْ دَارَ الْبَوَارِ ﴿٢٨﴾

اور اتارا اپنی قوم کو تباہی کے گھر میں

سرداران قریش:

اس سے کفار مشرکین کے سردار مراد ہیں۔ خصوصاً زمانے کے قریش جن کے ہاتھ میں اس وقت عرب کی باگ تھی حق تعالیٰ نے ان کو بہت سامان ... دیا ان کی ہدایت کے لئے پیغمبر علیہ السلام کو بھیجا بیت اللہ جیسا حرم محترم ... کا مجاور بنایا عرب کی سرداری دی انہوں نے ان نعمتوں اور احسانات کا بدلہ یہ کیا کہ خدا کی ناشکری پر کمر بستہ ہو گئے اور ... کی باتوں کو جھٹلا کر ... قوم کو ... تباہی کے گڑھے میں دھکیل رہے۔ (تفسیر عثمانی)

بخاری نے تفسیر میں حضرت ابن عباس کا قول نقل کیا ہے کہ ... کفار قریش تھے (یعنی کفار قریش آیت میں مراد ہیں) حضرت عمر نے فرمایا (اس آیت) سے مراد قریش تھے اور اللہ کی نعمت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی تھی۔ ابن جریر نے ... کا قول نقل کیا ہے کہ بدر کی جنگ میں جو لوگ کام آئے ... وہ لوگ مراد ہیں اللہ نے ان کو ... حرم کو امن ... دیا ... ہر طرف سے کھانے ... آتا تھا (اور دوسرے لوگ ان کے ساتھ کھانے والے ...) کھاتے تھے (اصحاب فیل ... جب کعبہ پر چڑھائی کی تو اللہ نے ان ...) ... طرف ... ان کے لئے رزق کے دروازے کھول دیے (شام و یمن کو) سردی و گرمی کے زمانہ میں سفر کرتے تھے ... امن ... حاصل ... سب سے بڑھ کر یہ ... محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو رسول بنا کر بھیجا تاکہ آپ ان کو قرآن پڑھ

[illegible]

جَهَنَّمَ يَصْلَوْنَهَا وَبِئْسَ الْقَرَارُ (۲۹) وَجَعَلُوا

[illegible]

لِلّٰهِ اَنْدَادًا لِّيُضِلُّوْا عَنْ سَبِيْلِهٖ

[illegible]

[illegible]

بنی مغیرہ اور بنی امیہ

[illegible]

[illegible]

قُلْ تَمَتَّعُوْا فَاِنَّ مَصِيْرَكُمْ اِلَى النَّارِ (۳۰)

[illegible]

عذاب کی دھمکی:

[illegible]

قُلْ لِّعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ

[illegible]

وَيُنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً

[illegible]

اہل ایمان کو تنبیہ:

کفار کے احوال ذکر کرنے کے بعد مؤمنین مخلصین کو تنبیہ فرماتے ہیں کہ وہ جو دو طرح کی عبادتیں ہیں ایک عبادت بدنی اور دوسری مالی ان دونوں سے حق کی عبادت اور مخلوق کی خدمت کریں کیونکہ یہی بہترین عبادت ہے۔ نماز کو حقوق عبودیت کی رعایت کے ساتھ خشوع و خضوع سے ادا کریں۔ یعنی خدا نے جو کچھ دیا ہے اس کا ایک حصہ خفیہ یا علانیہ مستحقین پر خرچ کریں۔ کفار جو شرک اور کفران نعمت پر جمے ہوئے ہیں ان کے بالمقابل مؤمنین کو چاہئے ادھر سے حق تعالیٰ کی طاعت و شکر گزاری میں مستعدی دکھلائیں۔ (تفسیر عثمانی)

قُلْ لِّعِبَادِيَ (اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) آپ صلی اللہ علیہ وسلم میرے ان بندوں سے جو ایمان لے آئے ہیں کہہ دیجئے کہ وہ نماز کی پابندی کریں اور جو کچھ ہم نے ان کو دیا ہے اس میں سے پوشیدہ اور ظاہر طور پر راہ خدا میں خرچ کیا کریں۔ اہل ایمان کو خصوصی طور پر نماز پڑھنے اور راہ خدا میں خرچ کرنے کی ہدایت کرنے کا حکم دیا اور مؤمنوں کو خاص طور پر بلایا اور اپنے بندے قرار دیا اس سے مقصود اہل ایمان کی عزت افزائی ہے۔ اور اس امر پر تنبیہ کرنی مقصود ہے کہ اہل ایمان ہی حقیقۃً حقوق عبدیت ادا کرنے اور احکام کی تعمیل کرنے والے ہیں اور یہی تعمیل کریں گے۔ (تفسیر مظہری)

مِنْ قَبْلِ أَنْ يَّأْتِيَ يَوْمٌ لَّا بَيْعٌ فِيْهِ
پہلے اس سے کہ آئے وہ دن جس میں نہ سودا (خرید و فروخت)
وَلَا خِلٰلٌ
نہ دوستی

قیامت میں پیسے نیکیوں کا کام آئیں گے:

یعنی نماز اور خلق کی خدمت جو بدنی و مالی نیکیاں ہیں آج ہی کر لو کہ کل وہ دن آنے والا ہے جس میں بالکل یہ تعلقات کام نہ آئیں گے۔ کوئی خرید و فروخت نہیں کہ کسی چیز سے خرید کر عذاب سے چھوٹ جائے، نہ کوئی دوستی کام دے گی بجز اس کے کہ وہ دوستی ایمان و عمل صالح کے سبب ہو، وہ دوستانہ تعلقات جو رضائے الٰہی کی خاطر ہوں نجات کی راہ ہموار کریں گے (رہیں) پہلے کفار کی ناشکری کا ذکر تھا اب مؤمنین کو ہر موقع پر اطاعت کا حکم دے کر شکر گزاری کی طرف بلایا۔ آگے چند عظیم الشان نعمتوں کا ذکر فرماتے ہیں جو مؤمن و کافر کے حق میں عام ہیں تاکہ مؤمنین کو شکر گزاری کی ترغیب ہو اور کفار بھی غور کریں کہ اپنے محسن حقیقی کو چھوڑ کر کیسے بڑے منعم و محسن شہنشاہ سے بغاوت کر رہے ہیں۔ ایک محسن حقیقی خدا تعالیٰ کی نعمت

دوسری آیت کے الفاظ کی تفسیر میں جو تحقیق ہے اس میں یہ ہے کہ خلت سے مراد دوستی ہے۔ ترکیب سے پتہ چلتا ہے کہ خلت و خلال کے الفاظ ہیں جن کے معنی دوستانہ اور محبت کے ہیں۔ (تفسیر مظہری)

مِنْ قَبْلِ أَنْ يَّأْتِيَ يَوْمٌ لَّا بَيْعٌ فِيْهِ وَلَا خِلٰلٌ۔ یعنی اس کے کہ وہ دن آ جائے کہ اس میں نہ خرید و فروخت ہوگی (کہ کوئی فدیہ دے کر اپنی جان چھڑا لے) اور نہ دوستی ہوگی (کہ دوست اپنے دوست کی سفارش کر کے بچا لے)۔ (تفسیر مظہری)

اعلانیہ اور خفیہ عمل

بعض علماء نے فرمایا کہ زکوٰۃ و فرض صدقات وغیرہ علانیہ دینے چاہئیں تاکہ دوسروں کو بھی ترغیب ہو اور نفلی صدقات پوشیدہ دینا بہتر ہے کہ ریا و شہرت کا خطرہ نہ رہے۔ اور اصل مدار نیت پر ہے اگر اعلان میں ریا و شہرت کا شائبہ ہو تو صدقہ کی فضیلت ختم ہو جاتی ہے خواہ فرض ہو یا نفل اور اگر نیت یہ ہو کہ دوسروں کو بھی ترغیب ہو تو فرض اور نفل دونوں میں اعلان و اظہار جائز ہے۔

"خِلٰل" کا معنی:

مِنْ قَبْلِ أَنْ يَّأْتِيَ يَوْمٌ لَّا بَيْعٌ فِيْهِ وَلَا خِلٰلٌ۔ اس میں خلال خلت کی جمع بھی ہو سکتی ہے جس کے معنی دوستی کے ہیں اور یہ باب مفاعلہ کا مصدر بھی ہو سکتا ہے جیسے قتال و دفاع، اس صورت میں اس کے معنی دو شخصوں کے آپس میں دونوں طرف سے خالص دوستی کرنے کے ہوں گے۔ اس جملہ کا تعلق اوپر کے بیان کئے ہوئے دونوں حکم نماز و صدقہ کے ساتھ ہے۔

مطلب یہ ہے کہ آج تو اللہ تعالیٰ نے طاقت اور صحت عطا فرمائی ہے کہ نماز ادا کر سکو اور مال بھی تمہاری قدرت میں ہے کہ صدقہ ادا کر سکو آج ان دونوں کو اسی طرح خرچ کرو جو تمہاری ملک اور قبضہ میں ہے اس کو اللہ کے لئے خرچ کر کے اپنی زندگی کا کام بنا سکتے ہو لیکن وہ دن قریب آنے والا ہے جب کہ یہ دونوں قوتیں اور قدرتیں تم سے سلب ہو جائیں گی، تمہارے بدن نماز پڑھنے کے قابل نہ رہیں گے نہ تمہاری ملک اور قبضہ میں کوئی مال رہے گا جس سے ضائع شدہ حقوق کی ادائیگی کر سکو اور اس دن میں کوئی بیع اور خرید و فروخت بھی نہ ہو سکے گی کہ آپ کوئی ایسی چیز خرید لیں جس کے ذریعہ اپنا بدلہ ادا کر سکیں اور اس دن کی تکلیف دور کر سکیں، اس دن دنیا کی دوستیاں اور تعلقات بھی کام نہ آئیں گے کوئی کسی دوست کا بار اٹھا سکے گا اور نہ اس کے عذاب کو کسی طرح ہٹا سکے گا۔

موت کا دن:

اس دن سے مراد ظاہر یہ ہے کہ قیامت کا دن ہے اور یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ موت

[illegible]

اللّٰہُ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَاَنْزَلَ

[illegible]

مِنَ السَّمَآءِ مَآءً

پانی کا اترنا:

[illegible]

فَاَخْرَجَ بِہٖ مِنَ الثَّمَرٰتِ رِزْقًا لَّکُمْ

[illegible]

روئیدگی:

[illegible]

وَسَخَّرَ لَکُمُ الْفُلْکَ لِتَجْرِیَ فِی الْبَحْرِ بِاَمْرِہٖ

[illegible]

سمندروں کی تسخیر:

[illegible]

وَسَخَّرَ لَکُمُ الْاَنْھٰرَ وَسَخَّرَ لَکُمُ الشَّمْسَ

[illegible]

وَالْقَمَرَ دَآئِبَیْنِ وَسَخَّرَ لَکُمُ الَّیْلَ وَالنَّھَارَ

[illegible]

سورج چاند کی تسخیر:

[illegible]

مسخر کر دینے کا مطلب:

[illegible]

ان جیسی بے شمار چیزوں کی عادت ڈال دی گئی ہے [illegible] کے خلاف نہیں [illegible] مسخر کرنے کے یہ معنی نہیں کہ وہ تمہارے حکم پر [illegible] چلا کریں۔ اگر [illegible] اس طرح آسمان کا مسخر کر دیا جاتا کہ وہ انسانی حکم [illegible] چلا کرتے تو انسانوں کے باہمی اختلاف کا یہ نتیجہ ہوتا کہ ایک انسان کہتا کہ آج آفتاب دو گھنٹے بعد نکلے کیونکہ [illegible] دوسرا چاہتا کہ [illegible] جلدی نکلے [illegible] ان کے کام زیادہ ہیں اس لئے سب [illegible] آسمان اور ستاروں کو انسان کا تابع تو بنا دیا مگر اس معنی سے مسخر کیا کہ وہ ہر وقت ہر حال میں حکمت خداوندی کے تحت انسان کے کام میں لگے ہوئے ہیں [illegible] طلوع و غروب اور رفتار انسان کی مرضی کے تابع نہیں ہے۔

اس طرح [illegible] تمہارے لئے مسخر [illegible] کا مطلب [illegible] ان کی خدمت و راحت کے کام میں لگا دیا۔

وَاٰتٰىكُمْ مِّنْ كُلِّ مَا سَاَلْتُمُوْهُ: یعنی اللہ تعالیٰ نے دیا تم کو ہر اس چیز میں سے جو تم نے مانگی۔ اگرچہ اللہ تعالیٰ کی عطاء و بخشش کسی کے مانگنے پر موقوف نہیں [illegible] اپنے فضل سے بے مانگے دیتا ہے۔

[illegible]

کی طرح آسمان، زمین، چاند، سورج [illegible] کی دعا کس نے مانگی تھی [illegible] بے مانگے دیا ہے اسی لئے قاضی بیضاوی نے اس جملہ کے یہ معنی بیان کئے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے تم کو ہر وہ چیز دیدی جو مانگنے کے قابل ہے اگرچہ تم نے [illegible] (معارف القرآن مفتی محمد شفیع)

وَاٰتٰىكُمْ مِّنْ كُلِّ مَا سَاَلْتُمُوْهُ

اور دیا تم کو ہر چیز میں سے جو تم نے مانگی

تمام ضرورتوں کی کفالت:

یعنی جو چیزیں تم نے زبان قال یا حال سے طلب کیں ان میں سے ہر چیز کا جس قدر حصہ حکمت [illegible] کے موافق تھا مجموعی طور پر تم سب کو دیا۔ (تفسیر عثمانی)

بیضاوی نے لکھا ہے شاید مراد یہ ہے کہ تمہاری ضرورتوں کا جو کچھ سامان اور تمہاری حاجتیں فطری طور پر جس چیز کی خواہش مند تھیں وہ سب کچھ تم کو یا تو موجود [illegible] یا [illegible] کثرت کے اظہار کے لئے استعمال کیا گیا ہے (مستغرق حقیقی مراد نہیں ہے) جیسے محاورے میں بولا جاتا ہے۔ فلاں شخص سب کچھ جانتا ہے (یعنی بقدر ضرورت) [illegible] آیت ہے فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ اَبْوَابَ كُلِّ شَيْءٍ [illegible]

یعنی بہت چیزیں [illegible] مکمل ہے۔

وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا

اور اگر گنو احسان اللہ کے نہ پورے کر سکو

بے شمار نعمتیں

یعنی خدا کی نعمتیں اتنی بے شمار [illegible] غیر متناہی ہیں کہ تم سب [illegible] کرنا شروع کر دو تو تھک کر [illegible] بیٹھ جاؤ [illegible] امام رازی نے [illegible] کا [illegible] غیر متناہی [illegible] بیان فرمایا ہے اور حسب دستور الوفی [illegible] نکات بیان پر ختم [illegible] ادا نہیں ہو سکتا۔ (تفسیر عثمانی)

وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا اور اگر تم اللہ کی نعمتوں کو شمار کرنا چاہو تو شمار نہیں کر سکتے یعنی ان کے انواع و اقسام کو بھی شمار نہیں کر سکتے افراد کا شمار کیا۔ جب افراد نعمت ان گنت ہیں ان سب کا شکر [illegible] طاقت سے باہر ہے لیکن اللہ نے اپنے کرم سے [illegible] شکر [illegible] کوئی اہل ایمان [illegible] شکر کے قائم مقام قرار دیا ہے [illegible] عاجزی کا اقرار کرتے ہیں [illegible] شکر [illegible] قرار دیتے [illegible] تو سمجھے کہ وہ اپنی عاجزی کا اقرار [illegible] ان کے متعلق [illegible]

اِنَّ الْاِنْسَانَ لَظَلُوْمٌ كَفَّارٌ - بیشک انسان بے صبرا ناشکرا ہے یعنی ہر مصیبت میں اللہ کا شکوہ [illegible] بے صبری کا اظہار کرتا ہے [illegible] اس کا سبب [illegible] ظلم ہے [illegible] مصیبت [illegible] غفلت [illegible] حکمت [illegible] آدمی شکر [illegible] ظالم اور [illegible] شکر کا اہم [illegible] ظلم کی تعریف یہ کی جاتی ہے [illegible] ظلم کا لغوی معنی ہے کسی چیز کو [illegible] رکھ دینا [illegible] مصیبت پر صبر کرنا [illegible] مصیبت کا تقاضا ہے [illegible] مصیبت پر صبر [illegible] بے صبری کے ساتھ شکایت [illegible] تو یہ ظلم ہوئے [illegible] آیت میں ظلوم سے [illegible] بے صبر [illegible] علماء نے کہا کہ انسان کو ظلوم کہنے کی وجہ یہ ہے کہ [illegible] اپنے نفس پر ظلم کرتا ہے [illegible] آخرت میں [illegible] عذاب [illegible] اسباب فراہم کرتا ہے [illegible] نعمت [illegible] کام [illegible] اپنے نفس پر ظلم [illegible] قوت [illegible] کرتا ہے کہ اس کا شکر ادا نہیں [illegible] شکر پیدا کرتا ہے اور [illegible] حقیقی کا شکر [illegible] طرح شکر [illegible] ایک [illegible] ساتھ [illegible] کے [illegible] عجیب ہیں [illegible]

دوسروں کو دیتے ہیں۔ تمہیں رزق دیا اور وہ دوسروں کا شکر ادا کرتے ہیں حالانکہ حقیقی نعمت دینے والا خدا ہے۔ (تفسیر مظہری)

إِنَّ الْإِنْسَانَ لَظَلُومٌ كَفَّارٌ
بے شک آدمی بڑا بے انصاف ہے ناشکرا

بے انصاف انسان:

یعنی جس انسان میں تجربہ سے بے انصافی کا مادہ پایا جاتا ہے وہ اپنے رب کے احسانات کو بھی شمار کر کے ان کا حق نہیں پہچانتے۔ (تفسیر حقانی)

صبح شام استغفار:

طلق بن حبیب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ خدا کا حق اس سے بہت بھاری ہے کہ بندے سے ادا ہو سکے اور خدا کی نعمتیں اس سے بہت زیادہ ہیں کہ بندے ان کی گنتی کر سکیں، وہ صبح شام توبہ استغفار کرتے رہیں۔ صحیح بخاری میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ خدایا تیرے ہی لئے سب حمد و ثنا سزاوار ہے۔ ہم سب ناکافی ہیں۔ ہم تجھ سے بے پرواہ کرنے والے نہیں۔ خدایا تو معاف فرما۔

تین رجسٹر:

بزار میں ہے آپ فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن انسان کے تین دیوان نکلیں گے ایک میں نیکیاں لکھی ہوئی ہوں گی، دوسرے میں گناہ ہوں گے، تیسرے میں خدا کی نعمتیں ہوں گی۔ اللہ تعالیٰ اپنی نعمتوں میں سے سب سے چھوٹی نعمت سے فرمائے گا کہ اٹھ اور اپنا معاوضہ اس کے نیک اعمال سے لے لے۔ اس سے اس کے سارے ہی عمل ختم ہو جائیں گے۔ پھر بھی وہ یکسو ہو کر کہے گی کہ باری تعالیٰ میری پوری قیمت وصول نہیں ہوئی۔ خیال کیجئے ابھی گناہوں کا دیوان یونہی الگ تھلگ رکھا ہوا ہے اور تمام نعمتوں کا دیوان بھی یونہی رکھا ہوا ہے۔ اگر بندے پر خدا کا ارادہ رحم و کرم کا ہوا تو اب وہ اس کی نیکیاں بڑھا دے گا اور اس کے گناہوں سے تجاوز کر جائے گا اور اس سے فرما دے گا کہ میں نے اپنی نعمتیں تجھے بغیر بدلے کے بخش دیں۔ اس کی سند ضعیف ہے۔ مروی ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے دریافت کیا کہ میں تیرا شکر کیسے ادا کروں؟ شکر کرنا خود بھی تو تیری ایک نعمت ہے۔ جواب ملا کہ داؤد اب تو نے شکر ادا کر دیا جبکہ تو نے یہ جان لیا اور اس کا اقرار کر لیا کہ تو میری نعمتوں کے شکر کی ادائیگی سے قاصر ہے۔

انسانوں کی ناشکری:

قرآن میں فرمایا إِنَّ الْإِنْسَانَ لَظَلُومٌ كَفَّارٌ یعنی انسان بہت ہے ظالم اور بڑا ناشکرا ہے۔ یعنی حقیقی منعم کا شکر ادا نہیں کرتا اور مصیبت میں بے صبری سے دوسروں کی طرف رجوع کرتا ہے۔ زبان سے بھی ناشکری سے باز نہیں آتا۔ یہ دونوں وصف انسان کی طبیعت میں ہیں کہ وہ بے انصاف بھی ہے اور ناشکرا بھی۔ جب کوئی راحت ملے تو اس کو دوسری طرف سے سمجھتا ہے اور اس کا شکر ادا نہیں کرتا۔ انسانوں کی عادت اس سے مختلف ہے کہ ان کو مصیبت اور تکلیف پہنچتی ہے تو بے صبری کی انتہا ہو جاتی ہے اور جب کچھ راحت ملتی ہے تو اس میں مست ہو کر حق تعالیٰ کو بھلا دیتے ہیں۔ (تفسیر عثمانی) اس آیت میں بے صبری اور ناشکری کا بیان کیا گیا ہے۔ (معارف القرآن)

وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ
اور جس وقت کہا ابراہیم نے

قریشیوں کو نصیحت:

مکہ والے قریشی جو نبی کی ناشکرگزاری کرتے تھے ان کو اس آیت میں أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ بَدَّلُوا نِعْمَتَ اللَّهِ کے بعد ان کے جد اعلیٰ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا قصہ یاد دلایا گیا کہ جن کی اولاد ہونے پر ان کو فخر ہے اور جو شریف کعبہ کے بانی ہیں، انہوں نے اس شہر کے لئے کس طرح دعا کی تھی اور یہ سب کچھ ان کی دعاؤں سے خدا تعالیٰ نے دیا۔ (تفسیر حقانی) اور پھر یہ کہ یہاں نہ ظاہری نہ باطنی نعمتوں کی کمی رہی، اس کے باوجود یہ بتوں کی پرستش کرتے ہیں جو ان کے جد امجد کا طریقہ نہ تھا۔ انہوں نے کس طرح اس کی دعا کی کہ اس شہر کو امن والا بنا دے جس کے نتیجہ میں یہ تمام مصالح حاصل ہوئے۔ ان کو چاہئے تھا کہ حق تعالیٰ کے احسانات پر شکر گزار ہوتے۔ (تفسیر حقانی)

رَبِّ اجْعَلْ هَٰذَا الْبَلَدَ آمِنًا وَاجْنُبْنِي وَبَنِيَّ
اے میرے پروردگار اس شہر کو امن والا بنا دیجئے اور مجھ کو اور میری اولاد کو
أَنْ نَعْبُدَ الْأَصْنَامَ
بتوں کی عبادت سے بچائے رکھئے

دعائے ابراہیم:

یعنی مکہ کو حرم بنا دے (یا یہ کہ اس شہر کو امن والا بنا دے) اور مجھ کو اور میری اولاد کو بتوں کی عبادت سے بچائے رکھ ... ان کی اولاد میں سے ... ہو ... تب ... یا ... ہوا ...

[illegible]

کی عصمت کا قصہ کس قدر عجیب ہوا ہے۔

[illegible]

[illegible]

قرآن کا مقصد

[illegible]

اولادِ اسماعیل

[illegible]

[illegible]

[illegible]

رَبِّ إِنَّهُنَّ أَضْلَلْنَ كَثِيرًا مِّنَ النَّاسِ

[illegible]

[illegible]

فَمَن تَبِعَنِي فَإِنَّهُ مِنِّي ۖ وَمَنْ عَصَانِي

[illegible]

فَإِنَّكَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ

[illegible]

ابراہیم کون ہے

[illegible]

[illegible]

مشرک کیلئے رزق کی دعا

[illegible]

حکیمانہ دعا

[illegible]

کی دعا میں حق تعالیٰ سے اپنی دو چیزیں مانگی ہیں، سب سے پہلی دعا تو یہ کہ یا الٰہی اس شہر کو امن والا بنا دے، اس کے بعد اپنی اولاد کے لئے دعا فرمائی کہ ان کو بت پرستی سے محفوظ رکھ۔ جس کا حاصل یہ ہے کہ ان کی اولاد بت پرستی سے محفوظ رہے۔

کامیابی کے دو بنیادی اصول:

غور سے کام لیا جائے تو انسان کی صلاح و فلاح کے لئے یہی دو بنیادی اصول ہیں، کیونکہ انسانوں کو اگر رہنے سہنے کی جگہ میں خوف و خطر اور دشمنوں کے حملوں سے امن و اطمینان نصیب نہ ہو تو دنیوی اور روحانی اعتبار سے ان کی زندگی خوشگوار ہو سکتی ہے نہ دینی اور روحانی اعتبار سے۔ دنیا کے سارے کاموں اور راحتوں کا مدار امن و اطمینان پر ہونا ظاہر ہی ہے، جو شخص دشمنوں کے نرغوں اور مختلف قسم کے خطروں میں گھرا ہوا ہو اس کے سامنے دنیا کی بڑی سے بڑی لذت کھانے پینے سونے جاگنے کی بہترین سامان، اعلیٰ قسم کے محلات اور بنگلے، مال و دولت کی برکات سب بے کار ہو جاتی ہیں۔

دینی اعتبار سے بھی عبادات، ریاضات اور احکام دین کی تعمیل اسی وقت ہو سکتی ہے جب انسان کو سکون و اطمینان نصیب ہو۔

اس لئے حضرت خلیل اللہ نے سب سے پہلی دعا حق تعالیٰ سے امن و امان کی مانگی، اس کے بعد اولاد کے لئے بت پرستی سے محفوظ رہنے کی۔ حضرت خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی اولاد کے لئے یہ دعا تمام دنیا کے لئے مانگی۔

اولاد کی معاشی راحت:

اس دعا سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اولاد کی ہمدردی اور ان کی معاشی راحت کا انتظام بھی منصب نبوت یا بزرگی کے خلاف نہیں ہے۔ اس کی کوشش زہد اور ترک دنیا کے منافی نہیں۔

دوسری دعا میں بھی بڑی جامعیت ہے کیونکہ بت پرستی وہ گناہ ہے جس کی مغفرت کا امکان نہیں، دوسرے سب گناہوں سے بڑھ کر ہے، اس سے محفوظ رہنے کی دعا فرما دی۔ اس کے بعد اگر کوئی گناہ سرزد بھی ہو جائے تو اس کا کفارہ دوسرے اعمال سے بھی ہو سکتا ہے اور کسی کی شفاعت سے بھی معاف کئے جا سکتے ہیں۔ اور اگر بتوں سے مراد عام کے لفظ سے وہ لئے جائیں جو قرآن کے مطابق ایک وسیع مفہوم میں لیا جائے کہ ہر وہ چیز جو انسان کو اللہ سے غافل کرے وہ اس کا بت ہے، اور اس کی محبت سے یہ مطلوب ہے کہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی پر اقدام کر لینا ایک طرح کی بت پرستی ہے، تو اس دعا میں ہر قسم کے گناہوں سے محفوظ رہنے کی دعا آ گئی۔ یہی حقیقت کا مضمون آتا ہے جس کو مولانا رومی نے اس شعر میں اپنے نفس کو خطاب کر کے غفلت و معصیت پر ملامت کی ہے۔

دوش گفتم که بت ها نابیش تم
چند بود محبت دین سلمانی نم

اور روزی عطا فرما دے۔

فرمایا فہم ...

(معارف القرآن)

حضرت ہاجرہ اور اسمٰعیل کو مکہ میں ٹھہرانے کا واقعہ

حضرت خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس دعا کا واقعہ یہ ہے کہ بیت اللہ شریف کی تعمیر جو طوفان نوح میں بے نشان ہو گئی تھی جب حق تعالیٰ نے اس کی دوبارہ تعمیر کا ارادہ فرمایا تو اپنے خلیل ابراہیم علیہ السلام کو اس کے لئے منتخب فرما کر ان کو ملک شام سے ہجرت کر کے حضرت ہاجرہ اور صاحبزادے اسمٰعیل علیہ السلام کے ساتھ اس جگہ آباد ہونے کے لئے مامور فرمایا۔

صحیح بخاری میں ہے کہ اسمٰعیل علیہ السلام اس وقت شیر خوار بچے تھے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حسب حکم ان کو اور ان کی والدہ ہاجرہ کو بیت اللہ کے قریب جہاں اب زمزم ہے ٹھہرا دیا۔ اس وقت یہ جگہ پہاڑوں کے بیچ میں ایک چٹیل میدان تھی، دور دور تک نہ پانی تھا نہ آبادی۔ ابراہیم علیہ السلام نے ان کے لئے ایک توشہ دان میں کچھ کھجوریں اور ایک مشکیزہ میں پانی رکھ دیا تھا۔

اس کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ملک شام کی طرف واپس جانے کا حکم ملا، جس جگہ حکم ملا تھا وہیں سے تعمیل حکم کے لئے روانہ ہو گئے۔ بیوی اور شیر خوار بچے کو اس لق و دق جنگل میں چھوڑنے کا طبعی رنج و غم بھی تھا جس کا اظہار بعد میں اس دعا سے ہوا مگر حکم الٰہی کی تعمیل میں اتنی دیر بھی گوارا نہیں فرمائی کہ حضرت ہاجرہ کو خبر دے دیں اور کچھ تسلی کے کلمات کہہ دیں۔

نتیجہ یہ ہوا کہ جب حضرت ہاجرہ نے ان کو جاتے ہوئے دیکھا تو پیچھے آئیں اور پکارا کہ آپ اس جنگل میں ہمیں کس پر چھوڑ کر جاتے ہیں کہ جہاں نہ کوئی انسان ہے نہ زندگی کا سامان، مگر خلیل اللہ نے مڑ کر بھی نہیں دیکھا تب حضرت ہاجرہ کو خیال آیا کہ اللہ کا خلیل ایسی بے وفائی نہیں کر سکتا، شاید اللہ تعالیٰ ہی کا حکم ہے، اس لئے پھر پوچھا کہ کیا آپ کو اللہ تعالیٰ نے یہاں سے چلے جانے کا حکم دیا ہے؟ تب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مڑ کر جواب دیا کہ ہاں۔ حضرت ہاجرہ نے یہ سن کر کہا اذا لا یضیعنا "تو اب کوئی پروا نہیں، جس مالک نے آپ کو یہاں سے چلے جانے کا حکم دیا ہے وہ ہمیں بھی ضائع نہ کرے گا۔"

حضرت ابراہیم علیہ السلام آگے بڑھتے رہے، یہاں تک کہ آپ پہاڑی کے پیچھے پہنچ گئے جہاں سے ہاجرہ اور اسمٰعیل علیہ السلام ان کو نظر نہ آ سکیں تو اس وقت بیت اللہ کی طرف متوجہ ہو کر یہ دعا کی جو اس آیت میں مذکور ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی مذکورہ دعا کے کلمات میں بہت سی ہدایات اور مسائل ہیں ان کا بیان یہ ہے:

(۱) حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی دعا کے شروع میں اللہ تعالیٰ کی ...

کیا گیا [illegible] آپ [illegible] چلے گئے [illegible] میدان میں [illegible] بچے کو چھوڑ کر چلے جائے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] کر کے [illegible] ظلم [illegible] [illegible] وہاں [illegible]

رَبَّنَآ إِنِّيٓ أَسْكَنتُ مِن ذُرِّيَّتِي بِوَادٍ غَيْرِ

اے رب میں نے بسایا ہے اپنی ایک اولاد کو میدان میں کہ جہاں

ذِي زَرْعٍ عِندَ بَيْتِكَ ٱلْمُحَرَّمِ رَبَّنَا

کھیتی نہیں تیرے محترم (حرمت والے) گھر کے پاس اے رب

لِيُقِيمُوا۟ ٱلصَّلَوٰةَ فَٱجْعَلْ أَفْـِٔدَةً مِّنَ ٱلنَّاسِ

ہمارے تاکہ قائم رکھیں نماز سو رکھ بعضے لوگوں کے دل کہ مائل

تَهْوِيٓ إِلَيْهِمْ وَٱرْزُقْهُم مِّنَ ٱلثَّمَرَٰتِ

(جھکتے رہیں) ہوں ان کی طرف اور روزی دے

لَعَلَّهُمْ يَشْكُرُونَ ﴿٣٧﴾

ان کو میووں سے تاکہ وہ شکر کریں

تعمیر کعبہ:

حضرت اسمٰعیل علیہ السلام [illegible] حکم [illegible] حضرت اسمٰعیل [illegible] شیر خوار تھے اور ان کی والدہ [illegible] یہاں [illegible] میدان میں چھوڑ کر چلے گئے تھے [illegible] قبیلہ جرہم [illegible] اللہ تعالیٰ نے حضرت اسمٰعیل کی [illegible] پانی [illegible] زمزم کا چشمہ جاری کر دیا [illegible] جرہم [illegible] حضرت ہاجرہ کی اجازت سے [illegible] حضرت اسمٰعیل علیہ السلام جب جوان ہوئے تو اسی قبیلہ میں ان کی شادی ہوئی۔ اس طرح [illegible] ایک بستی آباد ہو گئی حضرت ابراہیم [illegible] ملک شام سے تشریف لایا کرتے تھے [illegible] دعا فرمائی [illegible] [illegible]

[illegible] [illegible]

بے آب و گیاہ وادی:

بِوَادٍ غَيْرِ ذِي زَرْعٍ [illegible] وادی میں جہاں کھیتی [illegible] [illegible] [illegible] میدان [illegible] پہاڑوں سے گھرا ہوا [illegible] [illegible]

مکہ کی حرمت:

عِندَ بَيْتِكَ ٱلْمُحَرَّمِ تیرے محترم گھر کے پاس [illegible] بیت اللہ [illegible] طوفان نوح سے پہلے [illegible]

فتح مکہ کے روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا [illegible] [illegible]

حضرت سارہ اور حضرت ہاجرہ:

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

پانی کا [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

حضرت اسمٰعیل کی شادی

[illegible]

[illegible]

[illegible]

بیت اللہ کی پہلی تعمیر

[illegible]

نماز کی پابندی

[illegible]

[illegible]

رَبَّنَا إِنَّكَ تَعْلَمُ مَا نُخْفِي وَمَا نُعْلِنُ

[illegible]

وَمَا يَخْفَىٰ عَلَى اللَّهِ مِن شَيْءٍ فِي الْأَرْضِ

[illegible]

وَلَا فِي السَّمَاءِ

[illegible]

الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي وَهَبَ لِي عَلَى الْكِبَرِ

[illegible]

إِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَاقَ ۚ إِنَّ رَبِّي لَسَمِيعُ الدُّعَاءِ

[illegible]

اسمٰعیل و اسحٰق کی ولادت

[illegible]

رَبِّ اجْعَلْنِي مُقِيمَ الصَّلَاةِ وَمِن ذُرِّيَّتِي

[illegible]

رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَاءِ

[illegible]

دعا کی اہمیت

[illegible]

رَبَّنَا اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِينَ يَوْمَ

[illegible]

يَقُومُ الْحِسَابُ

[illegible]

والدین کیلئے دعا:

یہ دعا آپ نے اپنے والد کے حالت کفر پر مرنے کی خبر موصول ہونے سے پہلے کی، تو مطلب یہ ہوگا کہ ان کو اسلام کی ہدایت کر کے قیامت کے دن مغفرت کا مستحق بنا ... اگر مرنے کی خبر ملنے کے بعد دعا کی ہے تو شاید اس وقت تک حق تعالیٰ نے آپ کو مطلع نہیں کیا تھا کہ کافر کی مغفرت نہیں ہوگی۔ کیونکہ کافر کی مغفرت عقلاً ممتنع نہیں ہے۔ یہاں کا علم سمع پر موقوف ہوگا اور ممکن ہے اس وقت تک ... معتبر رہے گا۔ بعض حضرات نے یہ لکھا ہے کہ قرآن کریم میں ابراہیم علیہ السلام کے باپ کو جو آزر کہا گیا ہے وہ ان کے حقیقی باپ نہ تھے بلکہ چچا تھے یا کوئی دوسرے خاندان کے بڑے تھے۔ واللہ اعلم (تفسیر عثمانی)

رَبَّنَا اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ ۔ اے میرے رب مجھے بخش دے اور میرے والدین کو۔ اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابراہیم کے والدین مسلمان تھے۔ آزر آپ کا چچا تھا اور مورخ آپ کے باپ کا نام تارخ ... تفصیل سورۃ ... میں گزر چکی ہے۔ چونکہ اب کا لفظ چچا کے لئے بھی بولا جاتا ہے اس لئے اگر والدی کی جگہ ابوی کا لفظ استعمال کیا جاتا تو خیال ہو سکتا تھا کہ شاید حضرت نے آزر کے لئے بھی دعا مغفرت کی تھی باوجودیکہ آزر مشرک تھا اور مشرک نااہل مغفرت ہے۔ اس خیال کو دفع کرنے کے لئے والدی فرمایا یعنی حقیقی ماں اور حقیقی باپ۔ اور بالفرض اگر آزر (حقیقی) باپ مان بھی لیا جائے تو اس کے لئے دعا مغفرت کی وجہ خود اللہ نے بیان فرما دی ہے کہ ابراہیم نے باپ کے لئے دعا مغفرت صرف اس وعدہ کی وجہ سے کی تھی جو اس سے وعدہ کر لیا تھا لیکن جب ان پر ظاہر ہو گیا کہ ان کا باپ اللہ کا دشمن ہے تو اس سے بیزار ہو گئے اور اس کا اظہار خود اللہ نے ارشاد فرمایا ہے۔ وَمَا كَانَ اسْتِغْفَارُ إِبْرَاهِيمَ لِأَبِيهِ إِلَّا عَن مَّوْعِدَةٍ وَعَدَهَا إِيَّاهُ فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهُ أَنَّهُ عَدُوٌّ لِّلَّهِ تَبَرَّأَ مِنْهُ (تفسیر مظہری)

وَلَا تَحْسَبَنَّ اللَّهَ غَافِلًا عَمَّا يَعْمَلُ
اور ہرگز مت خیال کر کہ اللہ بے خبر ہے ان کاموں سے جو کرتے
الظّٰلِمُوْنَ ؕ
ہیں بے انصاف

ظالم غافل نہ ہوں:

ایک رکوع پہلے بہت سے نعمائے عظیمہ کا ذکر کر کے فرمایا تھا۔ إِنَّ الْإِنسَانَ لَظَلُومٌ كَفَّارٌ (انسان بڑا ظالم اور بڑا ناشکرا ہے) اب وہ حضرت ابراہیم کا قصہ ذکر کر کے بعض خصوصی نعمتیں یاد دلائیں۔ اور ان کے ظلم و شرک کی طرف اشارہ کیا۔ اس رکوع میں متنبہ فرماتے ہیں کہ ظالموں کو سزا ملنے میں دیر ہو تو یہ مت سمجھو کہ خدا ان کی حرکات سے بے خبر ہے۔ بلکہ لوگوں کا کوئی چھوٹا بڑا کام اس سے پوشیدہ نہیں۔ البتہ اس کی عادت نہیں ہے کہ مجرم کو فوراً پکڑ کر تباہ کر دے۔ وہ بڑے سے بڑے ظالم کو مہلت دیتا ہے کہ شاید اب بھی باز آجائے یا اس کا پیمانہ لبریز ہو جائے۔ اس میں ... حیثیت سے ان کے سخت سزا ہونے میں کسی طرح کا خلجان نہ ہے۔

آیت کا مخاطب کون ہے:

(تنبیہ) "لا تحسبن" کا خطاب ہر اس شخص کو ہے جسے ایسا خیال گزر سکتا ہو اور اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب ہے تو آپ کو خطاب کر کے دوسروں کو سنانا مقصود ہوگا کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمایا گیا کہ ایسا خیال مت کرو ... آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب بھی نہ پھٹک سکتا تھا تو دوسروں کے حق میں اس طرح کا خیال ... ہو سکتا ہے۔ (تفسیر عثمانی)

یا آیت کا خطاب عمومی ہے یعنی ہر شخص کو خطاب ہے جو اللہ کی صفات سے ناواقف ہونے کی وجہ سے اللہ کو غافل خیال کرتا ہو ... کی طرف سے ڈھیل ملنے کو غفلت کا نتیجہ سمجھ لیتا ہے۔ بعض علماء نے لکھا ہے کہ اس میں مظلوم کے لئے پیام تسلی اور ظالم کے لئے عذاب کی دھمکی ہے۔ (تفسیر مظہری)

إِنَّمَا يُؤَخِّرُهُمْ لِيَوْمٍ تَشْخَصُ فِيهِ
ان کو تو ڈھیل دے رکھا ہے اس دن کیلئے کہ پتھرا کر کھلی رہ جائیں گی جس میں آنکھیں
الْأَبْصَارُ ۙ

قیامت کی ہولناکی:

یعنی قیامت کے دن ہول اور دہشت سے آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ جائیں گی۔ (تفسیر عثمانی)

إِنَّمَا يُؤَخِّرُهُمْ لِيَوْمٍ تَشْخَصُ فِيهِ الْأَبْصَارُ ۔ کیونکہ ان کو صرف اس روز تک مہلت دے رکھی ہے جس میں ان لوگوں کی نگاہیں پھٹی رہ جائیں گی۔ یعنی آنکھوں کے حلقوں سے آنکھیں نکل کر کھلی رہ جائیں گی پلک نہ جھپکیں گی یا رعب سے کھلی کی کھلی رہ جائیں گی اور پتلیاں حیرت سے رک جائیں گی۔ (تفسیر مظہری)

مُهْطِعِينَ مُقْنِعِي رُءُوسِهِمْ لَا يَرْتَدُّ
دوڑتے ہوں گے اوپر اٹھائے اپنے سر پھر کر نہیں آئیں گی ان کی

لَا يَرْتَدُّ إِلَيْهِمْ طَرْفُهُمْ ۖ وَأَفْئِدَتُهُمْ هَوَاءٌ

[illegible]

خوف و حیرت

[illegible]

وَأَنذِرِ النَّاسَ يَوْمَ يَأْتِيهِمُ الْعَذَابُ

[illegible]

[illegible]

فَيَقُولُ الَّذِينَ ظَلَمُوا رَبَّنَا أَخِّرْنَا إِلَىٰ أَجَلٍ

[illegible]

قَرِيبٍ نُّجِبْ دَعْوَتَكَ وَنَتَّبِعِ الرُّسُلَ

[illegible]

مہلت کی درخواست:

[illegible]

[illegible]

أَوَلَمْ تَكُونُوا أَقْسَمْتُم مِّن قَبْلُ مَا لَكُم

[illegible]

مِّن زَوَالٍ

[illegible]

جواب درخواست

[illegible]

وَسَكَنتُمْ فِي مَسَاكِنِ الَّذِينَ ظَلَمُوا

[illegible]

أَنفُسَهُمْ وَتَبَيَّنَ لَكُمْ كَيْفَ فَعَلْنَا بِهِمْ

[illegible]

وَضَرَبْنَا لَكُمُ الْأَمْثَالَ

[illegible]

[illegible] ظالموں کی پیروی

[illegible]

وَقَدْ مَكَرُوا مَكْرَهُمْ وَعِندَ اللَّهِ مَكْرُهُمْ

[illegible]

[illegible]

وَإِن كَانَ مَكْرُهُمْ لِتَزُولَ مِنْهُ الْجِبَالُ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا استقلال

[illegible]

فَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ مُخْلِفَ وَعْدِهٖ رُسُلَهٗ

[illegible]

اِنَّ اللّٰهَ عَزِیْزٌ ذُو انْتِقَامٍ

[illegible]

یَوْمَ تُبَدَّلُ الْاَرْضُ غَیْرَ الْاَرْضِ وَالسَّمٰوٰتُ

[illegible]

وَبَرَزُوْا لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ

[illegible]

زمین و آسمان کی تبدیلی

[illegible]

نہ کوئی (علامت اور) نشانی ہوگی ہوگی اور نہ کوئی نشان ہوگا۔

چمڑے کی طرح پھیلا دی جائے گی:

بیہقی نے سند صحیح کے ساتھ ابن مسعودؓ سے اس آیت کی تفسیر میں حضرت ابن عباسؓ کا قول نقل کیا ہے کہ اس دن کی زمین نرم ہو جائے گی اور پھیلا دی جائے گی اور اس کی تمام چیزیں ختم کر دی جائیں گی، اور جس طرح چمڑے کو کھینچ کر پھیلایا جاتا ہے تو وہ چاندی کی طرح ایک سفید زمین ہوگی جس پر کوئی خون نہیں بہایا گیا ہوگا اور نہ کوئی گناہ کیا گیا ہوگا، اور آسمانوں کے سورج اپنی جگہ سے ختم کر دیے گئے ہوں گے۔

حاکم نے حضرت ابن عمرؓ کا قول نقل کیا ہے کہ جب قیامت کا دن ہوگا تو چمڑے کی طرح زمین کھینچ کر پھیلا دی جائے گی اور سب مخلوق کو (اس پر) اکٹھا کیا جائے گا۔

حاکم نے عمدہ سند کے ساتھ حضرت جابرؓ کی روایت سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان نقل کیا ہے کہ قیامت کے دن زمین چمڑے کی طرح کھینچ کر پھیلا دی جائے گی پھر کسی آدمی کے لئے قدم رکھنے کی جگہ کے سوا زیادہ جگہ نہ ہوگی، پھر سب سے پہلے مجھے پکارا جائے گا، میں سجدہ میں گر پڑوں گا پھر مجھے اجازت دی جائے گی (تو) میں عرض کروں گا اے میرے رب! یہ جبرئیل ہیں (حضرت جبرئیل اس وقت رحمان کے دائیں جانب ہوں گے اور جبرئیل نے اس سے پہلے اللہ کو کبھی نہ دیکھا ہوگا) انہوں نے مجھے اطلاع دی تھی کہ آپ نے ان کو میرے پاس بھیجا تھا، جبرئیل خاموش ہوں گے کوئی بات نہیں کریں گے۔ اللہ فرمائے گا اس نے سچ کہا تھا پھر اللہ مجھے شفاعت کرنے کی اجازت عطا فرمائے گا۔ میں عرض کروں گا اے میرے رب تیرے بندے زمین کے تمام اطراف میں تیری عبادت کرتے رہے (اس روز) یہی مقام محمود ہوگا (جس کی بشارت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دی گئی تھی)۔

جنتیوں کی روٹی:

صحیحین میں حضرت ابو سعید خدریؓ کی روایت سے آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن زمین ایک روٹی ہوگی جس کو اللہ اپنے ہاتھ سے اہل جنت کی مہمانی کے لئے تیار کرے گا جیسے تم لوگ سفر کے لئے اپنی روٹی تیار کرتے ہو۔ (اس حدیث میں نزلا لاهل الجنة کا لفظ آیا ہے نزل کا ترجمہ مہمانی کیا ہے خواہ مہمان کے لئے تیار ہو یا کم تیار کوئی چیز جو کھانے سے پہلے پیش کی جائے) اور اور ابن ابی الدنیا نے (اس کی) یہ وضاحت بیان کی ہے جو ضیافت مہمان سے پہلے مہمان کو پیش کی جاتی ہے مراد یہ ہے کہ اہل جنت کو جنت میں پہنچنے تک مختلف مواقف و مقامات پر بھوک لگے گی تو زمین کی روٹی توڑ کر کھائیں گے اور جنت میں پہنچ کر ...

اسی طرح ابن مردویہ نے اپنے ارشاد میں بیان کیا ہے کہ زمین بدل کر ایک روٹی کر دی جائے گی جس کو مومن اپنے قدموں کے نیچے سے (توڑ توڑ کر) کھائے گا۔ حضرت ابن مسعودؓ کا قول بھی اسی طرح ہے، اسی طرح سعید بن جبیرؓ اور محمد بن کعبؓ کا قول بھی مروی ہے۔ بیہقی نے حضرت عکرمہ کا قول نقل کیا ہے کہ زمین چاندی کی طرح سفید کر دی جائے گی۔ حضرت علی کی روایت سے اسلام سے پہلے مذکورہ ذیل قول آیا ہے۔ حضرت ابن عمرؓ کا قول بھی ہے۔ امام جعفر محمد باقر کا قول بھی روایت میں اسی طرح آیا ہے۔

محشر کی بھوک اور پیاس:

ذہبی نے حضرت ابن مسعودؓ کا قول نقل کیا ہے کہ قیامت کے دن لوگوں کا حشر اس حالت میں ہوگا کہ بہت زیادہ بھوکے ہوں گے اتنے بھوکے کبھی نہیں ہوئے ہوں گے، بہت زیادہ پیاسے ہوں گے اتنے پیاسے کبھی نہیں ہوئے ہوں گے اور بہت زیادہ ننگے ہوں گے اتنے ننگے کبھی نہیں ہوئے ہوں گے اور ایسے تھکے ہوئے ہوں گے کہ کبھی ایسے نہ تھکے ہوں گے۔ پس جس نے (دنیا میں) اللہ کے لئے کھانا کھلایا ہوگا اللہ (اس روز) اس کو کھانا کھلائے گا اور جس نے اللہ کے لئے پانی پلایا ہوگا اللہ اس کو پانی پلائے گا اور جس نے اللہ کے واسطے کپڑا پہنایا ہوگا اللہ اس کو کپڑا پہنائے گا اور جس نے اللہ کے لئے کوئی عمل کیا ہوگا اللہ اس کے لئے کافی ہوگا۔

زمین آگ بن جائے گی:

ابن جریر نے محمد بن کعب کا قول اس آیت کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ اس کتاب سے (جو) آسمان بادل ہو جائیں گے اور سمندر کی جگہ آگ ہو جائے گی اور زمین تبدیل کر کے آگ کر دی جائے گی۔ حضرت ابن مسعودؓ کا ایک قول آیا ہے کہ قیامت کے دن ساری زمین آگ ہو جائے گی۔ کعب اور عکرمہ کا قول ہے کہ زمین بھی آگ بن جائے گی۔

لوگ کہاں ہوں گے:

مسلم نے حضرت ثوبانؓ کی روایت سے لکھا ہے کہ ایک یہودی عالم حضور کی خدمت میں حاضر ہوا اور دریافت کیا جس روز زمین اور آسمان تبدیل کر دیئے جائیں گے اس روز لوگ کہاں ہوں گے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پل صراط سے ورے تاریکی میں۔

[illegible]

چہروں کی شکل

[illegible]

تبدیلی کیسے ہوئی؟

[illegible]

دو مرتبہ تبدیلی

[illegible]

تبدیلی کا ایک اور رخ

[illegible]

[illegible] حضرت [illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] زمین [illegible] [illegible]

[illegible] حضرت [illegible] رضی اللہ عنہ [illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت [illegible] [illegible] حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے اس [illegible] نقل کیا ہے۔

[illegible] قیامت [illegible] [illegible] جائے گی [illegible] زمین [illegible] محشر میں سب سے پہلے [illegible] [illegible] شفاعت کریں گا [illegible] حساب کتاب [illegible]

بیان القرآن میں حضرت حکیم الامت [illegible] [illegible] حساب کتاب کے لئے [illegible] [illegible] (بیان القرآن)

تفسیر مظہری میں بسند عبد بن حمید حضرت عکرمہ کا ایک قول نقل کیا ہے [illegible] [illegible] حساب کتاب کے لئے [illegible]

صحیح مسلم میں بروایت حضرت ثوبان منقول ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک یہودی [illegible] سوال کیا کہ جس دن یہ زمین بدل جائے گی تو لوگ کہاں ہوں گے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ پل صراط کے پاس ایک اندھیری میں ہوں گے۔

[illegible] جہنم [illegible] [illegible] [illegible] (معارف القرآن)

[illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

آخری آیت میں [illegible] جہنم [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] (معارف القرآن مفتی شفیعؒ)

وَتَرَى الْمُجْرِمِينَ يَوْمَئِذٍ مُقَرَّنِينَ فِي
اور دیکھے تو [illegible] [illegible] باہم [illegible] ہوئے
الْأَصْفَادِ
زنجیروں میں

[illegible] زنجیروں [illegible] قال تعالیٰ "احْشُرُوا الَّذِينَ ظَلَمُوا وَأَزْوَاجَهُمْ" (صافات) وقال تعالیٰ "وَإِذَا النُّفُوسُ زُوِّجَتْ" (تکویر) [illegible]

سَرَابِيلُهُمْ مِنْ قَطِرَانٍ
کرتے ان کے ہیں [illegible]

جہنمی کرتے

[illegible] [illegible] [illegible]

وَتَغْشَىٰ وُجُوهَهُمُ النَّارُ
اور ڈھانکے لیتی ہے ان کے منہ کو آگ

[illegible] [illegible] [illegible] مطلع علی الافئدۃ [illegible]

لِيَجْزِيَ اللّٰهُ كُلَّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ إِنَّ اللّٰهَ

سَرِيعُ الْحِسَابِ

[illegible]

حساب کی مدت:

[illegible]

جاہلیت کے کاموں کی سزا:

[illegible]

هٰذَا بَلَاغٌ لِّلنَّاسِ وَلِيُنذَرُوا بِهِ وَلِيَعْلَمُوا

أَنَّمَا هُوَ إِلٰهٌ وَاحِدٌ وَلِيَذَّكَّرَ أُولُوا

الْأَلْبَابِ

[illegible]

بحمد اللہ

[illegible]